مصطلحات الشعراء

معروف بہ مصطلحاتِ وارستہ

مصنّفہ

سیالکوٹی مَل وارَستہ

مرتبہ

ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی

ادارۂ یادگارِ غالب، کراچی

مصطلحات الشعراء

معروف بہ مصطلحاتِ وارستہ

سیالکوٹی مَل وارَستہ

ترتیب، تدوین، حواشی و اُردو ترجمۂ مصطلحات

از

ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی

ادارۂ یادگارِ غالب، کراچی

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ یادگارِ غالب

شمار: ۵۸

طبع اوّل : ۲۰۰۶ء

صفحات : ۹۲۴

طابع : احمد برادرز، ناظم آباد، کراچی

قیمت : ایک ہزار روپے (۱۰۰۰/-)

فنی تدوین : رفیق احمد نقش

ادارۂ یادگارِ غالب
پوسٹ بکس نمبر ۲۲۶۸
ناظم آباد، کراچی ۷۴۶۰۰

ترتیب

شیدائیانِ شعروادبِ فارسی کے نام

معروضہ

فارسی لغت نویسی کے ضمن میں بنیادی اور اہم کام، خصوصا قرون وسطی میں، ایران سے قطع نظر ہندوستان میں ہوا ہے۔ اس عرصے میں یہاں ''فرہنگ قواس''، ''فرہنگ زفان گویا''، ''فرہنگ جہانگیری''، ''کشف اللغات''، ''موئید الفضلا'' ''مدار الافاضل''، ''اداۃ الفضلا''، ''شرفنامہء ابراہیمی''، ''مجمع الفرس''، ''فرہنگ رشیدی''، ''مجمع اللغات''، ''برہان قاطع'' ''سراج اللغات'' اور ''چراغ ہدایت'' جیسی لغات تالیف ہوئیں، جو معروف بھی ہیں اور ناگزیر بھی۔ ''مصطلحات الشعرا'' بھی ایسی ہی لغات میں سے ایک ہے، جو ہندوستان میں لغت نویسی کے دور آخر کی ایک اہم یادگار ہے۔ اس کی معاصر لغات میں یا اس کے بعد ''غیاث اللغات'' اور ''لغات کشوری'' پر تو فی الواقعی فارسی لغت نویسی کی روایت یہاں اپنے اختتام کو پہنچتی ہے۔ ان لغات کا ایک اچھا جائزہ ایچ۔ بلوخ مین کی تصنیف Contributions to Persian Lexicography (مطبوعہ در: Journal of the Asiatic Society) (شمارہ ۱، ۱۸۸۸ء ص ۱۔۷۲) اور ڈاکٹر شہریار نقوی کی تصنیف: ''فرہنگ نویسی فارسی در ہند و پاکستان (مطبوعہ، تہران، ۱۳۴۱ ش) میں موجود ہے جسے تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

''مصطلحات الشعرا''، دیگر معروف اور ضخیم لغات کے مقابلے میں مختصر ہے لیکن اس اعتبار سے جامع اور مفید ہے کہ اس کے مرتب سیالکوٹی مل وارستہ لاہوری نے اسے اسناد کے اہتمام کے باعث مستند لغت بنا دیا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ اسناد اہل زبان ایران سے اخذ کی جائیں۔ مؤلف نے چوں کہ ایک عرصہ ایران میں بسر کیا تھا جہاں اس نے ایرانی روز مرہ اور محاورات و اصطلاحات سے خاطر خواہ استفادہ کیا تھا اس لیے اسے اہل زبان کی سی نزاکتوں کا احساس رہا اور اسی اعتبار سے اس نے ان تمام الفاظ و اصطلاحات کو غیر اہم سمجھا ہے، جو ہندوستان میں شعرا اور مصنفین میں رائج رہی ہیں۔ اپنی اس محنت اور اہتمام میں اس نے مسلسل پندرہ سال صرف کیے تب یہ لغت مرتب ہوئی۔ اس کا سال تکمیل ۱۱۸۰ھ/ ۱۷۸۲ء ہے۔ اس کی اولین اشاعت ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء میں لکھنؤ میں ہوئی اور یہ دوسری بار ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کا ایک حالیہ ایڈیشن ۲۰۰۱ء میں تہران سے شائع ہوا ہے جسے ڈاکٹر شہروس شمیسا نے نہایت مفید مقدمے، حواشی اور تصحیحات کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس نسخے کی بنیاد انھوں نے اس کی اشاعت ثانی (۱۸۹۹ء) کو بنایا ہے، لیکن اس کے قلمی نسخے (مخزونہ: مدرسہ عالیہ، ڈھاکا) اور مطبوعہ نسخوں کو بھی پیش نظر رکھا۔

زیر نظر نسخہ اس کے اردو ترجمے کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، جس کا اہتمام فاضل محقق و مصنف ڈاکٹر عبدالحمید یزدانی نے کیا ہے۔ اس کی ترتیب اور حواشی کا کام کوئی سرسری سا یا آسان کام نہ تھا، یہ بے حد دقت نظری اور جانفشانی کا تقاضہ کرتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب فارسی زبان و ادب پر کامل عبور، گہری واقفیت اور اعلیٰ ذوق کے لحاظ سے معروف ہیں۔ متعدد بلند معیار تحقیقی مقالات ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں اور ان کے علاوہ ''شرح کلیات غالب فارسی'' اور'' طنز و مزاح در شعر فارسی'' ان کی مؤقر تصانیف ہیں، جو اپنے موضوع کے حوالے سے یادگار ہیں۔ ''مصطلحات الشعرا'' بھی ان کی ایسی ہی کاوشوں میں شامل رہے گی۔

''ادارہ یادگارِ غالب'' کو یقین ہے کہ اس کی یہ کوشش اپنی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر پسندیدگی کی نظروں سے دیکھی جائے گی اور اس کی ترتیب و حواشی کے لیے ڈاکٹر یزدانی صاحب کی محنت و جستجو کو سراہا جائے گا۔

معین الدین عقیل

پیش گفتار

راقم اب تک علامہ اقبال کی مثنویات 'رموزِ بیخودی'، 'پس چہ باید کرد... ' اور 'مسافر' کا ترجمہ مع لغت، نیز 'اسرار خودی' اور ایم اے فارسی کے نصابِ اقبالیات میں شامل منتخبات (بہ عنوان: مطالب کلامِ اقبال۔فارسی) کا ترجمہ وتشریح کر چکا ہے۔ 'رموزِ بیخودی' اور 'شرحِ اسرارِ خودی' بزمِ اقبال، لاہور، 'پس چہ باید کرد... ' اقبال اکادمی پاکستان، لاہور اور 'مطالب کلامِ اقبال' شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ اس کام کے دوران میں مجھے مستند فارسی کتبِ لغت سے رجوع کرنا پڑا، جس سے مجھ پر یہ کھلا کہ حضرتِ علامہ نے 'بہارِ عجم' اور بالخصوص 'مصطلحات الشعرا' معروف بہ 'مصطلحاتِ وارستہ'، از سیالکوٹی مل وارستہ، سے بے حد استفادہ کیا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ انھوں نے مؤخرالذکر کو گویا ازبر کر رکھا ہے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ نتیجتاً اس کتاب سے میری دل چسپی بڑھ گئی اور اس دل چسپی نے یہ کتاب بغور پڑھنے پر مجبور کر دیا۔

جیسے جیسے میں اس کتاب کی ورق گردانی کرتا گیا میرے افسوس میں اضافہ ہوتا چلا گیا؛ اس لیے کہ اس اہم کتاب کی انتہائی ناقص کتابت کے سبب بیشتر مطالب گڈمڈ ہو گئے ہیں۔ علامت گذاری نہ ہونے کے باعث عبارت کا تسلسل بُری طرح متاثر ہوا ہے،☆ اشعار بھی نثر کی صورت میں درج ہیں اور اسی قسم کی کئی دیگر خامیاں، کوتاہیاں اور اغلاط موجود ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کا شاید ہی کوئی صفحہ ایسا ہوگا جس میں الفاظ واشعار کی کئی ایک نمایاں اور فاش اغلاط نہ ہوں۔ علمی لحاظ سے اتنی مفید کتاب کا یہ حشر دیکھ کر میں نے یہ تہیہ کر لیا کہ اس کی ترتیب وتدوینِ نو کی طرف توجہ دوں گا۔ محب ومشفقِ مکرم استادِ محترم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب سے جب میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے یہ کام کرنے پر زور دیا۔ چناں چہ اللہ کا نام لے کر میں نے اس دریائے شعروادب میں غواصی شروع کر دی۔ اس غواصی میں مجھے کم از کم تین برس لگے تب کہیں میں نے، بفضلہٖ تعالیٰ، اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

تدوین وترتیب میں راقم نے 'مصطلحاتِ وارستہ' (مطبع نامی، لکھنؤ، ۱۳۰۵ھ) کو بنیاد بنا کر مستند فارسی، عربی اور ترکی کتبِ لغت سے استفادہ کیا ہے تاکہ محاورات کی صحیح صورت پیش کی جا سکے۔ اس ضمن میں پوری توجہ اور تحقیق سے کام لیا گیا ہے، جس کا ثبوت حواشی میں ملے گا۔ صاحبِ 'بہارِ عجم' نے 'مصطلحات' سے بہت استفادہ کیا ہے، یہاں تک کہ اس کی اکثر عبارات بعینہٖ نقل کر دی ہیں۔ اس کا یہ

☆ تسلسل کے سلسلے میں یہ لطیفہ لائقِ توجہ ہے: سر بریدہ: 'معروف کنایہ از ناکس واجب القتل حاجی قدسی۔'

فائدہ ہوا کہ 'مصطلحات' میں شائع شدہ بہت سی غلط عبارات کی تصحیح 'بہارِ عجم' سے ہوگئی۔ اگرچہ 'بہارِ عجم' میں بھی کتابت کی بہت سی اغلاط ہیں لیکن اسے حسنِ اتفاق کہیے کہ ۹۵، ۹۶ فی صد مطلوبہ عبارات درست کتابت شدہ ملیں۔ البتہ 'بہارِ عجم' میں کئی ایک محاورات کی صورت اور طرح ہونے کے سبب مطلوبہ محاورے کی تلاش میں خاصی ورق گردانی کرنا پڑی (مثلاً: 'مصطلحات' میں 'بچشم خوردن' ہے جب کہ 'بہار' میں 'چشم خوردن')۔ کئی ایک اشعار ایسے ملے جو 'مصطلحات' میں مثبت معنوں میں ہیں لیکن 'بہار' میں منفی معنوں میں۔ جن متعلقہ شعرا کے دواوین وغیرہ دست یاب ہوسکے، ان سے صحیح صورت نقل کرلی یا واضح معنی کی صورت میں متن میں 'بہارِ عجم' سے منفی یا مثبت فعل درج کردیا ہے۔

اشعار کی صحت کے سلسلے میں دواوین وکلیات اور مثنویات سے استفادے کے موقع پر راقم کو جو زحمت اٹھانا پڑی اس کا مختصر بیان یوں ہے کہ اکثر شعرا کی ردیف د اور ت میں بے شمار غزلیں ہیں؛ مثلاً 'کلیاتِ صائب' (مطبوعہ نول کشور) کی ردیف دال کوئی سوا دو سو صفحات کو محیط ہے، اس صورت میں کہ وسطِ صفحہ کے علاوہ دائیں یا بائیں طرف حاشیے میں بھی شعر درج ہیں۔ ایسی ردیف میں مطلوبہ ایک شعر تلاش کرنے میں بعض مرتبہ گھنٹا گھنٹا پون پون گھنٹا صرف ہوا۔ البتہ ایران میں شائع شدہ بعض کلیات و دواوین میں فہرست ہونے کے سبب کسی قدر آسانی رہی۔ نثری اقتباسات کے لیے دست یاب کتبِ متعلقہ سے رجوع کرکے صحیح جملہ لکھا۔

جیسا کہ پہلے عرض ہوا، بعض محاورات کی املا میں شبہہ ہونے کے سبب دیگر کئی کتبِ لغت سے رجوع کرنا پڑا، جن کا ذکر حواشی میں ملے گا۔ چند ترکی الفاظ کی صحیح صورت جاننے کے لیے ترکی لغت سے استفادہ ضروری تھا۔ اتفاق سے انھی ایام میں راقم کا بیٹا، ونگ کمانڈر طاہر خواجہ، سرگودھا سے سرکاری دورے پر ترکی گیا۔ اُس کے وہاں پہنچنے پر مجھے اس کا علم ہوا۔ اُسے وہاں فون کیا کہ خطِ نسخ میں شائع شدہ ٹرکی انگلش ڈکشنری تلاش کرکے لیتا آئے۔ خوش قسمتی سے اُسے ازمیر میں ایک کتاب فروش سے ایسی ایک ڈکشنری مل گئی۔ شروع میں اس لغت سے الفاظ تلاش کرنے کا کام خاصا مشکل رہا، اس لیے کہ الفاظ کے ہجے عربی حروفِ ابجد کی بجائے انگریزی ابجد کی ترتیب سے تھے (پہلے ترکی لفظ کے ہجے انگریزی میں دیے گئے ہیں، پھر نسخ میں ترکی لفظ) اور کچھ 'مصطلحات' یا 'بہار' میں مطلوبہ الفاظ کا تلفظ (اعراب کی صورت میں) نہ ہونے کے سبب کسی کسی لفظ کو کبھی 'اے' (A) میں، کبھی 'آئی' (I) اور کبھی 'یو' (U) وغیرہ میں تلاش کرنا پڑا۔ بہر حال، بڑی حد تک یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا۔

تدوین کے دوران ایک دل چسپ بات یہ دیکھنے میں آئی کہ کاتب حضرات کی مشقِ ستم کے نتیجے میں بعض محاورات میں شامل مخصوص الفاظ کی صحیح صورت ہی بگڑ کے رہ گئی ہے۔ ایسے الفاظ کی اختلافی صورتوں کا ذکر حواشی میں کردیا گیا ہے، تاہم جہاں مختلف مستند حوالوں سے بعض محاورات کی صحیح صورت ملی ہے، متن میں اسے شامل کرکے حاشیے میں متن کی غلطی کی نشان دہی کردی ہے۔ پھر ایک حقیقت یہ واضح ہوئی کہ دواوین وکلیات کے نول کشور ایڈیشن تو ایک طرف، ایران میں فاضل محققین وادبا کے مرتبہ وشائع شدہ نسخے بھی اغلاط سے پاک نہیں ہیں۔ بہر حال، متن میں جو بھی اشعار نقل کیے گئے ہیں، انھیں پوری طرح سمجھ کر نقل کیا گیا ہے۔ اگر کوئی ایک آدھ شعر ابہامی صورت میں رہ گیا ہو تو اسے بشری غلطی سمجھا جائے۔

'مصطلحات' کی نسبت 'بہارِ عجم' میں شعری امثال زیادہ ہیں۔ راقم نے کتاب کو مزید مفید اور دل چسپ بنانے کے لیے جہاں مزید اشعار کا، حواشی میں، اضافہ کیا ہے، وہاں اِس ضمن میں 'بہارِ عجم' سے بھی خوشہ چینی کی ہے۔ ایسے اشعار 'مصطلحات' میں منقول معانی کے مطابق ہیں؛ یعنی کسی محاورے کے اگر دو تین معانی و مطالب ہیں تو 'بہار' میں تقریباً ان سب کے شعری امثال ہیں، جب کہ وارستہ نے صرف ایک دو معنی لیے ہیں۔ راقم نے جو اشعار نقل کیے ہیں وہ وارستہ کے دیے گئے معانی کے مطابق ہیں۔

اب کچھ املا کے بارے میں۔ وارستہ نے اپنے بعض مآخذ کے مخففات استعمال کیے ہیں، مثلاً، د، ک، مح وغیرہ۔ مطبوعہ کتب میں یہ عبارت کے ساتھ کچھ اس طرح چھپے ہیں کہ بعض جگہ کسی لفظ کا حصہ بن گئے ہیں۔ راقم نے ان مخففات و مختصرات کو توسین میں درج کیا ہے تا کہ ان کی الگ حیثیت برقرار رہے۔

شروع میں خیال تھا کہ اشعار کی نقل میں ایرانی انداز املا رکھا جائے، یعنی مجہول کی جگہ بھی یاے معروف ہی استعمال ہو اور نونِ غنہ بالکل نہ ہو (یعنی اعلانِ نون ہو)۔ بعد میں یہ ارادہ بدل دیا اور اپنے یہاں کے قدیم انداز کو قائم رکھا۔ کتاب میں بعض مقامات پر دو دو، تین تین الفاظ ایک لفظ کی صورت میں کتابت ہوئے ہیں۔ ایک عام قاری کے لیے ان کا پڑھنا بھی کسی قدر مشکل ہے، پھر آج کے کمپیوٹر سسٹم میں ان کی کمپوزنگ کا مسئلہ ٹیڑھا ہے، اس لیے ایسے تمام الفاظ الگ الگ لکھ دیے ہیں۔ اکثر الفاظ میں، جو 'یاے تخصیصی' کے متقاضی ہیں لیکن کتاب میں ایسی ے نہیں ہے، اس کا اضافہ کر دیا ہے۔ اسی طرح تخصیص کے حامل ہاے ہوز والے الفاظ، جیسے 'حلقۂ'، 'روندۂ' وغیرہ میں پرانی املا رہنے دی ہے: 'حلقۂ کہ'، 'روندۂ کہ' وغیرہ۔ اشعار میں جہاں ردیف فعلِ ماضیِ قریب میں ہو وہاں وزن کے پیشِ نظر، ہمارے یہاں کی املا کے مطابق، فعل کا 'ہ ا' حذف کر دیا جاتا ہے، مثلاً 'کردہ است' کے بجاے 'کردست'، 'رفتہ است' کے بجاے 'رفتست'، جب کہ ایرانی پورا فعل لکھتے ہیں اور پڑھتے ہماری طرح ہیں۔ راقم نے ایسے اشعار میں املا کا مقامی انداز برقرار رکھا ہے۔ بعض مقامات 'ؤ' اور 'کہ' کے متقاضی تھے لیکن کتاب میں متعلقہ مقام پر یہ حرف نہ تھے، اس لیے یہ توسین میں لکھ دیے ہیں۔ جہاں کہیں کوئی نامانوس لفظ آیا ہے، حاشیے میں اس کے لُغوی معنی لکھ دیے ہیں۔

میں نے پوری محنت اور دیانت سے یہ کوشش کی ہے کہ یہ اہم اور مفید ادبی کتاب کماحقہٗ ترتیب پائے۔ میری اس محنت کا ثبوت میرے حواشی ہیں۔ توقع ہے، اربابِ علم و ادب میری اس کوشش کو سراہیں گے۔

لاہور، جمعہ، ۲۰ را پریل ۲۰۰۷ء

خواجہ حمید یزدانی

✿✿✿

مختصرات

طوالت سے بچنے کی خاطر بعض کتب کا پورا حوالہ دینے کی بجائے اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ چوں کہ ہر کتاب کی تفصیل "کتب حوالہ" کے ذیل میں دے دی گئی ہے اس لیے یہاں کتاب کے نام ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے:

آموزگار: فرہنگ آموزگار

ب: بہارِ عجم

پژمان: حسین پژمان، مرتبِ دیوانِ حافظ

چراغ: چراغِ ہدایت

خوش نویسان: انجمنِ خوش نویسانِ ایران، ناشرِ دیوانِ حافظ

سٹین گاس: پرشین انگلش ڈکشنری، مؤلفہ سٹین گاس

عمید: فرہنگِ عمید

غنی: تذکرۃ الشعرا

غیاث: غیاث اللغات

گ ر: گلِ رعنا

قزوینی: دیوانِ حافظ، مرتبہ محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی

م: مصطلحات الشعرا

م ب: مصطلحات الشعرا، محشّٰی بہ خلاصۂ بہارِ عجم

✿✿✿

۰ وارستہ

نام سیالکوٹی مل، تخلص وارستہ، شفیق اورنگ آبادی نے اس کے نام کے یہ توجیہ پیش کی ہے کہ چوں کہ وہ سیالکوٹ میں پیدا ہوا تھا، 'لہٰذا نامِ اوسیالکوٹی مَل بود'۔[1] بعض مصنّفین نے اسے 'لاہوری' بھی لکھا ہے۔[2] شفیق نے اس کی تاریخ ولادت نہیں دی، تاہم اس کا سالِ وفات ۱۱۸۰ھ (۶۶-۱۷۶۷ء) لکھا ہے اور یہی 'مصطلحات الشعرا' کا سالِ تصنیف بھی ہے،[3] لیکن 'سروِ آزاد' کے مطابق اس کی وفات ۱۱۰۰ھ کے بعد 'در منتہاے عشرۂ خمسہ'[4] یعنی ۱۱۵۰ھ (۸-۱۷۳۷ء) کے لگ بھگ ہوئی۔ سٹوری نے بھی ۱۱۵۰ھ ہی لکھا ہے اور ساتھ ہی، تعجب کی بات یہ ہے کہ 'مصطلحات' کا سنہ تصنیف ۱۱۸۰ھ دیا ہے (ص ۳/۴۴) اور ظاہر ہے اس لحاظ سے دونوں تذکرہ نگاروں کا یہ بیان غلط ہے۔

جیسا کہ ڈاکٹر سیّد عبداللّٰہ کا کہنا ہے:

> وارستہ کے تعلیمی، خاندانی اور دیگر حالات پر تاریکی کا ایک پردہ چھایا ہوا ہے۔[5]

اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ کوئی بلند پایہ شاعر نہ تھا، چناں چہ اس کے کلام کا کوئی نمونہ دیکھنے میں نہیں آیا۔☆

> اس کی سب سے بڑی فضیلت اس کی انشا پردازی اور محاورہ دانی ہے۔ اکثر تذکرے چوں کہ شعرا کے حالات پر مشتمل ہیں اس لیے ان میں وارستہ کا ذکر نہ آنا بالکل قدرتی امر معلوم ہوتا ہے۔[6]

ایک اور وجہ، ان کے نزدیک، وارستہ کا علمی مراکز دہلی، لکھنؤ وغیرہ سے دور پنجاب میں رہنا بھی ہے۔

وارستہ نے 'مصطلحات' میں اپنے استاد سیّد میر محمد علی رائج سیالکوٹی کا ذکر کیا ہے جو بقولِ سرخوش، 'مشقِ سخن راپختہ کردہ بصاحب فکرو معنی بلند'[7] تھا۔ وارستہ کی یہ شاگردی شاعری ہی میں ہو سکتی ہے کیوں کہ رائج صرف بطور شاعر کے مشہور ہے۔ وارستہ نے مشہور ایرانی شاعر حزیں کی جو پیروی کی اور ادبی تنازعات میں جو اس کا ساتھ دیا، سیّد موصوف نے اس کا ذکر کسی قدر تفصیل سے اور دلیل کے ساتھ کیا ہے۔[8]

☆ 'مصطلحات' میں وارستہ نے اپنے صرف چار پانچ اشعار ہی بطور مثال دیے ہیں۔ (یزدانی)

مجلّہ 'معارف' (اعظم گڑھ)، شمارہ اکتوبر ۱۹۱۸ء، میں شائع شدہ اپنے مضمون میں سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ وارستہ نے تیس برس تک ایران میں قیام کیا جہاں وہ اربابِ علم و فضل کی صحبت سے فائدہ اٹھاتا رہا۔ اسی طرح بلوخمن نے بھی contributions میں اس کے سفرِ ایران کی بات کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ وارستہ عرصۂ دراز تک ایران میں قیام پذیر رہ کر محاورات کی تحقیق میں مصروف رہا، لیکن ڈاکٹر سید عبداللہ نے 'مصطلحات' کے دیباچے کے ایک جملے کو زیرِ بحث لا کر ان بیانات کو معتبر نہیں جانا ہے۔ (۹)

اس کی عمر کا آخری حصّہ، بقولِ شفیق، ڈیرہ غازی خان میں گزرا اور وہیں اس نے وفات پائی۔ شفیق ہی کے مطابق وہ 'قصیر القامۃ بود و زبانِ گزندہ داشت۔ اکثر معاصرانِ خود را ہجو کرد۔' (۱۰)

ڈاکٹر موصوف نے وارستہ کے علمی ماحول کے پس منظر میں یہ بتایا ہے کہ اس شہر (سیالکوٹ) میں کمال الدین حسین، مولانا عبدالحکیم اور ان کے فرزند مولانا عبداللہ ایسے جید عالم پیدا ہوئے۔ پھر خود اس کے استاد میر راجح بھی سیالکوٹ ہی کے تھے؛ لہٰذا:

> وارستہ کی ابتدائی تربیت پر اس ماحول کا اثر ضرور پڑا ہوگا۔ چناں چہ معلوم ہوتا ہے کہ وارستہ کی طبیعت میں سطحیت کی بجائے عمق اور تنگ خیالی کی بجائے وسیع النظری موجود تھی۔ (۱۱)

اس کی 'قوتِ تنقید' سے بحث کرتے ہوئے سید موصوف نے اسے اپنے زمانے کا بہترین محقق اور اس کی قوتِ تنقید کو بے نظیر قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق:

> محقق رشیدی نے علمِ لغت میں جو راستہ تجویز کیا تھا، وارستہ نے اس راستے پر چل کر اس کی تکمیل کی کوشش کی۔ متاخرین وارستہ کو استاد تسلیم کرتے ہیں۔ علمِ شعر کو وارستہ نے نئی ترکیب سے مدوّن کیا۔ (۱۲)

ڈاکٹر موصوف نے وارستہ کی نثر کا بھی جائزہ لیا ہے۔

صاحبِ 'گل رعنا' نے اس کی دیگر تصنیفات اور ان کے پس منظر یا باعثِ تصنیف کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے مطابق وارستہ صاحبِ دیوان تو ہے لیکن اس کے اشعار اُس (شفیق) تک نہیں پہنچے، (۱۳) جب کہ ڈاکٹر موصوف کا کہنا ہے کہ اس کے دیوان کا کہیں ذکر نہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحبِ دیوان نہیں تھا۔ (۱۴) 'مصطلحات' کے علاوہ 'ادبیاتِ فارسی...' میں وارستہ کی درجِ ذیل تصانیف کا ذکر اور تعارف ہے:

(الف) مطلع السعدین

(ب) صفاتِ کائنات یا عجائب و غرائب

(ج) جوابِ شافی یا رجم الشیاطین

(د) جنگِ رنگارنگ یا تذکرۂ وارستہ۔

✿ ✿ ✿

مصطلحاتِ وارستہ

اس کتاب کا تنقیدی جائزہ پیش کرنے سے پہلے ''ادبیاتِ فارسی میں ہندوؤں کا حصّہ'' میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے 'مغلوں کا انحطا (از۱۱۲۴ھ تا ۱۲۲۱ھ) [۱۷۱۲ء تا ۱۸۰۶ء] کے تحت مختلف عوامل سے بحث کرتے ہوئے اس عہد کے ادب کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ اس میں انھوں نے مذکورہ صدی کو 'لغات کی صدی' کہا ہے اور اس کے اسباب گنوائے ہیں؛ نیز ایرانیوں کے غیر ایرانیوں کی فارسی پر اعتراضات کی بھی بات کی ہے۔ ان کے مطابق:

> یہ امر بہت جاذبِ توجہ ہے کہ اس عہد کے لغت نویسوں میں ہندو لغت نویسوں کا درجہ بہت بلند ہے۔ ان کی کتابیں ہندوؤں کے تمام فارسی لٹریچر کی جان ہیں۔ ان میں تنقید، تحقیق، وسعتِ معلومات، عمقِ نظر کے بہت سے اوصاف نمایاں ہیں۔ 'مصطلحاتِ وارستہ' اور 'بہارِ عجم' دو عظیم الشان تصانیف ہیں جن کو ہندوستان کے سارے فارسی لٹریچر میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ (۱۵)

'مصطلحات'، فارسی محاورات اور مصطلحات کا، جو چند صدیوں سے فارسی شاعری میں مستعمل تھے، مناسب ضخامت والا مجموعہ ہے جس میں چند مفردات بھی شامل ہیں۔ وارستہ نے کتاب کے دیباچے میں اس کی تصنیف پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> بحکم سرنوشتِ ازلی شب و روز محوِ مطالعۂ دواوینِ فصحابودم و دل و جان را وقفِ عشق نوخطانِ الفاظ و معانی می نمودم۔ (۱۶)

اس ضمن میں اُس نے لغت کی کتب کھنگالیں لیکن ان سے کوئی خاص مدد نہ مل سکی جس کے سبب اُس نے اِس کتاب کی تصنیف کا بیڑا اُٹھایا اور اِس سلسلے میں کوئی پندرہ برس تک اُس نے دیگر کتاب کے علاوہ ایرانی زبان دانوں سے بھی استفادہ کیا، جب کہیں یہ کتاب تیار ہوئی۔ جیسا کہ اُس نے لکھا ہے، بعض محاورے اگرچہ پہلی کتبِ لغت میں تھے لیکن عام فائدے کی خاطر انھیں بھی اِس میں شامل کر لیا اِس کے بعد وارستہ نے اپنے مآخذ گنوائے ہیں۔ سیّد مرحوم نے اُس کے مآخذ پر مختصر سی تنقیدی بحث کر کے کتاب کی خصوصیت بتائی ہے۔ اُن کے مطابق:

وارستہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ متاخرین میں محقق اور نقاد کی حیثیت سے بہت شہرت رکھتا ہے۔ رشیدی (یعنی صاحبِ 'فرہنگ رشیدی') نے لغت میں سب سے پہلے تنقید و جرح کا قاعدہ نکالا۔ خانِ آرزو نے بھی اس طریقے کو استعمال کیا ہے اور یہ ہمارے مصنف (وارستہ) کا بھی وصفِ خاص معلوم ہوتا ہے۔ وہ صرف محاورات اور اصطلاحات کو اِدھر اُدھر سے جمع ہی نہیں کرتا، بلکہ ہر ہر لفظ، ہر ہر محاورے پر ایک نظر ڈال لیتا ہے، اس کے بند بند کو جدا کرتا ہے۔ ٹھیٹھ اور خالص ایرانی نقطۂ نگاہ سے اس کو پرکھتا ہے، اس کے بعد کتاب میں شامل کرتا ہے۔ ہمارے خیال میں وارستہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ تحقیق کا شیدائی اور تنقید کا عادی ہے۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ 'مصطلحات' میں فارسی محاوروں پر ایک ناقدانہ نگاہ ڈالی گئی ہے۔ وہ بزرگوں کے ذخیرۂ علم کو لیتا ہے، کہیں ان کے مسلمات پر اعتراض کرتا ہے، کہیں ان کو قبول کرتا ہے، لیکن نئے زمانے کے مطابق اس پر اضافہ کرتا ہے، کہیں تردید کرتا ہے، کہیں تائید۔ غرض اسی طرح ایک خاص معیار کے مطابق نقد و جرح کا حق ادا کرتا ہے۔ (۱۷)

اس کے بعد سیدِ مرحوم نے 'چراغِ ہدایت' اور 'بہارِ عجم' سے چند امثال لے کر ان کا 'مصطلحات' سے موازنہ کیا اور یوں اس کے وصفِ خاص کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔

سیدِ مرحوم نے 'وارستہ کے بعض اور پہلو' میں مختلف پیشہ وروں کی اصطلاحات جمع کرنے کی بات کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

وارستہ نے پیشہ وروں کی اصطلاحات کا خاص خیال رکھا ہے۔ منشیوں، پہلوانوں، بازی گروں وغیرہُم کے خاص الفاظ و اصطلاحات بھی موجود ہیں... (۱۸)

پھر 'ہندی الاصل محاورات'، 'نادر محاورات'، 'ہندی یا پنجابی مرادفات' کے ذیلی عنوانات کے تحت ان کی نشاں دہی کی ہے۔ سیدِ مرحوم نے 'مصطلحات' کی بعض خامیاں بتائی ہیں، مثلاً یہ کہ بعض محاورات کی تشریح بہت تشنہ ہوتی ہے۔ (۱۹) یہاں انھوں نے جو ایک آدھ مثال دی ہے اس کے حوالے سے راقم کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ وارستہ کے پیشِ نظر صرف لغت نویسی تھی، کسی فرقے یا واقعے کی طرف اس کا اشارہ کر دینا ہی کافی تھا کیوں کہ اگر وہ تفصیل میں پڑتا تو یہ کام کچھ اور صورت اختیار کر جاتا اور کتاب کی ضخامت بے جا بڑھ جاتی۔

'وارستہ کا علمی مرتبہ' میں سیدِ مرحوم نے 'مصطلحات' کو کتبِ لغت میں 'بہت بلند درجے کی حامل کتاب' کہا ہے اور یہ کہ:

خانِ آرزو کے بعد جو لغت کی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں تنقید اور تحقیق کے نقطۂ نگاہ سے ہمارے مصنف کو صفِ اوّل میں جگہ حاصل ہے، اگرچہ یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، لیکن

بقولِ بلوخمن، اسے ہم 'اوریجنل' کہہ سکتے ہیں۔ 'بقامت کہتر، بقیمت بہتر'۔ اس کی قدر و قیمت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ بعد کے آنے والے لغت نویسوں نے وارستہ کی کتاب کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا۔ (۲۰)

اس کے بعد انھوں نے چند ایک لغت نویسوں کے بیانات نقل کیے ہیں اور آخر میں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ:

اس قبولِ عام سے صرف یہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ 'مصطلحات' کی تحقیق کو تمام علما و فضلا وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ (۲۱)

تدوین و ترتیب کے دوران راقم کو مذکورۂ بالا مطالب کے علاوہ جو دوسری باتیں نظر آئیں وہ کچھ اس طرح ہیں:

وارستہ کو نہ صرف عربی زبان پر بھی عبور ہے، کہ اکثر جگہ وہ اپنا مطلب بیان کرنے کے لیے عربی عبارات کا سہارا لیتا ہے، بلکہ قرآن کریم بھی اس کے زیرِ مطالعہ رہا ہے۔ چناں چہ کئی ایک مقامات پر اس نے حوالے اور وضاحت کی خاطر قرآنی آیات نقل کی ہیں۔ پھر تین چار مقامات پر اُس نے حدیثِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حوالہ دیا ہے۔ وہ مسلمانوں کی طرح 'اِن شاء اللہ' اور دُعائیہ کلمات 'بعون اللہ الصمد' کا بھی استعمال کرتا ہے۔ ساری کتاب میں صرف ایک گستاخانہ شعر نقل ہوا ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنی طرف سے 'اعوذ باللہ' کا اضافہ کر دیا ہے۔ اِس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اُس دور کے صاحبانِ علم و فضل ہندو صرف فارسی زبان و ادب ہی کے متوالے نہ تھے بلکہ اِس وابستگی کی بنا پر وہ، کسی تعصب کے بغیر، اسلامی روایات سے بھی پوری طرح آگاہ اور بڑی حد تک اُن کا احترام کرتے تھے۔

بعض مقامات پر وارستہ نے 'بہارِ عجم' کا حوالہ بھی دیا ہے (مثلاً، ملاحظہ ہو لفظ 'آہنگ')، اسی طرح صاحبِ 'بہارِ عجم' اندرام مخلص نے کئی جگہ 'مصطلحات' کے حوالے دیے ہیں۔ تاہم مخلص نے وارستہ کو 'اُستاذی' (میرے استاد) کے لفظ سے یاد کیا ہے (ملاحظہ ہو لفظ 'باجی'، 'بہارِ عجم' ص ۱/۱۰)

جن مقامات پر اس نے دوسرے لغت نگاروں سے اختلاف کیا ہے، وہاں وہ ان کے لیے 'اعزّہ' اور 'عزیزان' ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے، لیکن بعض جگہ ایسے طنز آمیز لہجے میں اظہارِ اختلاف کرتا ہے کہ اس میں دل چسپی بھی پیدا ہو جاتی ہے اور حسنِ محاورے سے ملتے جلتے الفاظ کے استعمال سے ایک لسانی لطف بھی قاری کو مسحور کر دیتا ہے، مثلاً:

بعضے اعزّہ کہ معنی آن 'تہمت کردن' دانند، محض تہمت است۔

آنانکہ تیرآوری بمعنی 'قرمساقی' فہمیدہ اند، تیرے بتاریکی زدہ اند۔

آں را از اقسامِ کمان دانستن، چون کمانِ نشان دار کجی شدن است۔

وارستہ زبان کے قاعدے قانون کی بات کر کے شعری امثال سے وضاحت کرتا ہے۔ اپنے دعوے میں بعض جگہ اس نے طویل

اسناد پیش کی ہیں (ملاحظہ ہو لفظ 'گرفتار')۔ الگ الگ محاوروں کو ایک ہی جگہ لاتا ہے، جیسے: 'پیشِ دیوان' و 'پیشِ طاق' 'پیش گاہ'، اور کئی ایک مقامات پر کسی حوالے کی صورت میں، متعلقہ محاورے کے ساتھ کوئی اور محاورہ بھی شامل کر دیتا ہے، جسے الگ صورت میں تلاش کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ معانی بیان کرنے کے دوران غلط جمع الجمع کی نشاں دہی کر کے ایسی اور بھی مثالیں پیش کرتا ہے (ملاحظہ ہو لفظ 'مداخل')۔ لفظ 'قسم'، بمعنی نوع، کا بہت کم استعمال دیکھنے میں آیا۔ اس کے لیے وہ زیادہ تر 'عالم' کا لفظ بروے کار لایا ہے 'ازایں عالم است'، یعنی فلاں لفظ یا محاورہ بھی اسی قسم کا ہے۔ بعض اساتذہ کا ذکر احترام سے کرتا ہے۔ حضرت کمال خجند، میرزا محمد رفیع واعظ... علیہ الرحمہ، وغیرہ۔

'مصطلحات' میں محاورات کی ترتیب ابجدی صورت میں نہیں ہے؛ تاہم چوں کہ ہر تناظر زیادہ محاورات پر مشتمل نہیں ہے اس لیے کسی مطلوبہ محاورے کی تلاش میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور یوں بے ترتیبی کا یہ عیب، خاص عیب نہیں رہتا۔

اس کتاب میں مشمولہ بعض مصطلحات و محاورات متعلقہ شعرا کے ادوار کی معاشرتی زندگی کی دل چسپ عکاسی کرتے ہیں، خاص طور پر کشتی گیروں کے عجیب و غریب داؤں پیچ قاری کو متحیر کر دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ یہ کتاب، ہر چند مختصر سہی، جہاں بہترین اشعار کا مجموعہ اور فارسی ادب کی ایک مستند و مفید دستاویز ہے وہاں، دو ایک معمولی خامیوں سے قطع نظر، فارسی شعر و ادب سے دل چسپی رکھنے اور اشعار کی کماحقۂ تفہیم کے خواہش مند قارئین کے لیے ایک ناگزیر کتابِ حوالہ ہے۔

✿✿✿

حوالہ جات

رستہ

(۱) تذکرۂ گلِ رعنا (فارسی)، ص۱۶۹، ۱۷۰
) سفوری، ص۳/۴۳ (بحوالۂ خزانۂ عامرہ)
(۳) گلِ رعنا، ص۱۷۰
(۴) سروِ آزاد، ص۲۰۵
۵) ادبیاتِ فارسی میں ہندوؤں کا حصہ، ص۱۴۳
) ایضاً، ص۱۴۴
(۷) کلمات الشعرا، ص۴۱
(۸) ملاحظہ ہو، ادبیاتِ فارسی... ص۱۴۴، ۱۴۵
) ایضاً، ص۱۴۳
۱۰) گلِ رعنا، ص۱۷۱
) ادبیاتِ فارسی... ص۱۴۵
(۱۲) ایضاً، ص۱۴۶
(۱۳) گلِ رعنا، ص۱۷۱
(۱۴) ادبیاتِ فارسی... ص۱۴۶

مصطلحاتِ وارستہ

۱۵) ادبیاتِ فارسی... ص۹۹
(۱۶) مصطلحاتِ وارستہ، ص۱
۱۷) ادبیاتِ فارسی... ص۱۴۹، ۱۵۰
(۱۸) ایضاً، ص۱۶۱
(۱۹) ایضاً، ص۱۶۲
۲۰) ایضاً، ص۱۶۳
(۲۱) ایضاً، ص۱۶۴

❁

مصطلحات الشعرا

مصطلحات الشعرا

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۝

'بسم اللہ مجریہا'،(۱) می خوانم وسفینۂ کاغذی در بحرِ سخن می رانم۔ الٰہی شرطۂ توفیق ہوادارم کُنی تا کشتیِ شکستۂ بستۂ خود را بجودی سلامت واصل گردانم وتاجرِ سخن را کہ عرشہ نشینِ زورقِ زباں است بساحلِ تحقیق رسانم۔

بندۂ وارستہ بحکم سرنوشتِ ازلی، شب وروز(۲) محوِ مطالعۂ دواوینِ فصحا بودم ودل وجاں را وقفِ عشقِ نوخطانِ الفاظ ومعانی می نمودم۔ اکثر محاوراتِ غریبۂ فارسی(۳) زباناں دراشعارِ فصاحت بار دیدم۔ تحقیقِ آں کمرِ سعی محکم(۴) بربستم۔ ہرچند گردِ کتبِ لغات گردیدم، نحوِ حلِّ معانیِ بعضی ازآں(۵) نشنیدم؛ ناچار رجوع بزباں دانانِ ایران دیار آوردم وپانزدہ سال دریں تلاش بسر بردم، وآنچہ اززبانِ آں جماعت شنیدم، برائے انتفاعِ جمہورِ سخن پردازاں خواستم، درحیز(۶) کتابت درآرم؛ لہٰذا آں را با بعضے لغاتِ غریبہ، باوصفِ آنکہ معانیِ آں درنسخِ لغات وشروحِ دواوین ومثنویاتِ قدما مرقوم است، بجہت(۷) سہولتِ طلبہ، دریں صحیفہ مسطور(۸) نمودم واز ضبطِ محاورات ولغاتے کہ درمصنفاتِ تازہ گویاں بنظر درنیامد، عطفِ عنانِ اشہبِ قلم واجب دیدم وایں نامہ را بہ 'مصطلحات الشعرا' کہ مشعر(۹) تاریخِ شروعِ تالیف است، موسوم گردانیدم۔

التماس از آشنایانِ بحرِ سخن آنکہ ہرگاہ ازیں سفینہ چشمے آب دہند، از انصاف درنگذرند واز تعصب واعتساف پہلوتہی کنند کہ

---

(۱) سورۂ ہود، آیت: ۴۱۔ پوری آیت کا ترجمہ: اور (نوح) نے کہا کہ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کچھ اندیشہ نہ کرو، کیوں کہ اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہے۔ بے شک میرا رب غفور ورحیم ہے۔

(۲) لچھمی نرائن شفیق نے تذکرۂ گلِ رعنا (ص ۷۰۱) میں دیباچے کی عبارت نقل کی ہے، اس میں 'شب وروز' نہیں ہے۔

(۳) گلِ رعنا: پارسی

(۴) گ ر: بچست

(۵) گ ر: نحوِ معانی ازآں

(۶) م: خیز ۔ گ ر، م ب: حیز

(۷) گ ر: بجہۃ

(۸) گ ر: مرقوم

(۹) گ ر: مفید

'الانصاف خیرالاوصاف' گفتہ اند، ودر محلّے کہ خطاے وسہوے معاینہ نمایند، زبانِ تعنت بکامِ خموشی کشیدہ، بقدرِ میسور، (۱) در اصلاح کوشند۔

وبرراے اربابِ معنی وبیاں مخفی نماند کہ ازبہرِ وثوقِ خوانندگان، درآخرِ لغات ومصطلحات نشانِ مستنبط منہ بترتیب مفصل بقلم آوردہ:

ج	:	(براے) جہانگیری	ک	:	کشف اللّغات
ل	:	مدارالافاضل	ق	:	قاموس
ر	:	رشیدی	ت	:	تاج المصادر
خ	:	شرحِ دیوانِ خاقانی	و	:	شرحِ قصایدِ انوری
ط	:	لطائفِ مثنویِ معنوی	ص	:	صراح
ہ	:	ابراہیم شاہی	ن	:	منتخب اللغات
مح	:	محاورہ دانانِ ایران			

(۱) بمعنی آسان

تناظرِ الف از منظرِ الف:

آب و گِل: بکسرِ کاف فارسی، کنایہ از قالبِ بشری (ر)۔
میرزا صائب گوید:

قبائے صورتے آب و گِلِ نمازی نیست
ازیں لباس بر آئید چوں نماز کنید

آبِ طینت: بالاضافہ، آبے کہ خاکِ ابدان بداں سرشتہ اند۔ (ع)۔ شوکت بخاری:

بود اسیر تنِ ما بدامِ محبتِ خویش
فتادہ ایم بگرداب ز آبِ طینتِ خویش (۱)

آبِ دنداں شکن: آبِ بسیار سرد۔ (ع)۔ یحییٰ کاشی در تعریفِ حوض گوید (۲):

گرت ہست در سردیِ آں سخن
بیا شام ایں آبِ دنداں شکن

آب بر آئینہ زدن و ریختن: چوں کسے بعزمِ سفر از خانہ بر آید کس و کوے اُو چند برگِ سبز بر آئینہ گذاشتہ آب بر آں ریزند و ایں را شگونِ زود بہم رسید نہاد انند۔ (ع)۔
نظام دست غیب:

دیدہ را تر کنم از اشک چو رفتی ز برم
در قفائے سفرے آب بر آئینہ زنند

ما را تپیدن از غمِ روزی شعار نیست
صد شکر کآبِ طینتِ ما موجدار نیست

(۲) 'بہارِ عجم' میں 'حوضِ کوثر' ہے۔

طغرا:

کوے تو منزلگہ است در سفر (۱) آشنا
بر رُخِ آئینہ آب از پےِ بیگانہ ریز

گریستنِ آئینہ و چشم تر کردنِ آئینہ و آئینہ از پے داشتن و آب از پے ریختن ہمانست۔ صائب:

کیست آں کس کہ براحوالِ مسافر گرید
چشمِ آئینہ بدنبالِ مسافر گرید

ہم اُو راست:

چناں افتادم از طاقِ دلِ ہم صحبتاں صائب
کہ وقتِ رفتنم آئینہ چشمے تر نمی سازد

سنجر کاشی:

سکندر از پےِ آئینہ داشت حیین وداع
جم ز بادہ جبیت کشید وقتِ شُدن

یحییٰ کاشی (رباعی):

آنانکہ بدامانِ حیات آویزند
مُردن سفریست چند ازاں بگریزند
اشکے کہ بریزند عزیزاں در مرگ
آبے ست کہ در پےِ مسافر ریزند

آبِ روشن: رونق و بہا۔ صائب:

چہ آبِ روشن ازیں چرخِ نیلگوں جویم
کہ رُخ بخونِ شفق آفتاب می شوید

آبکشِ برگ: رگِ اوراقِ نباتات۔ (ع)۔
سالکائے یزدی:

---

(۱) ابوطالب کلیم کا یہ شعر بھی ملاحظہ ہو:

گر گوشِ تو آہنگ شناس است دریں باغ
ہر آب کشِ برگِ گلے رشتۂ سازیست (۱)

حکیم رکنائے مسیح کاشی:

تا ابر زدود (۲) دلِ من آب کشید است
جوشد ہمہ از آب کشِ برگِ گیا خون

و **آب کش** فقط بمعنی خورندۂ آب نیز۔ حضرت امیر خسرو دہلوی فرماید:

مباش از سفالِ کہن آب کش
کہ از کوزۂ تو خورند آب خوش

و کسے کہ از چاہ و چشمہ آب کشد۔ طغرا گوید:

بر آں آب کش می تواں بُرد رشک
کہ خُم را بدوش آورد جائے مشک

آب کشیدن و دیدن و بُردنِ زخم: مرادف آب برداشتن و دُزدیدنِ زخم کہ آں معروف ست۔ (ع)۔

میرزا صائب:

زخمِ گل آب از نوائے آبدارم می کشد
شورِ بلبل خجلت از جوشِ بہارم می کشد

کلیم:

آبِ دریا را بجوئے تیغِ بیدادت مبند
بسکہ سیراب است شمشیرِ تو زخم آب دید

سعید اشرف:

ہمچو زخمِ کہنہ اے کز آب بُردن وا شود
غنچۂ نشگفتہ شد از موجۂ انہارِ گل

(۱) ب: سازاست (۲) ب: بجوی

آب بجو بستن: آب در جُو آوردن۔ (ع)۔ سند در **آب دیدنِ زخم** گذشت۔

آبِ آتشیں: کنایہ از شرابِ تند۔ (ع)۔ میرزا جلال اسیر:

زعشق مرتبۂ حسنِ دل نشیں پیداست
زشیشہ جوہرِ ایں آبِ آتشیں پیداست

آب کشیدنِ چیزے (۱): شُستنِ آنست۔ (ع)۔

حاجی محمد جان قدسی:

دل را ز خیالِ مےِ خضر آب کشیدم
تا عشق چشانید بمن لذتِ غم را

آب گردش: تاثیرِ زبونیِ آب و ہوا۔ (ع)۔ طاہر غنی:

در محفلے کہ دارد جامِ شراب گردش
زاہد نیاید آنجا از بیمِ آب گردش (۲)

و نیز نقلِ مکان کردنِ بیمار از جائے بجائے دیگر برائے تغیرِ آب و ہوا۔ (ع)۔ قدسی:

از درت تا دمِ تسلیم بجائے نروم
آب گردش نکند خستۂ تو چوں گرداب

'**آب گردانیدن**' و '**آب گردانی**' متعدمنہ۔

سعید اشرف:

جوشِ صہبا شربتِ بیمار جوشانیدنست
دَورِ ساغر خستگان را آب گردانیدنست

(۱) ب: چیزے ... را
(۲) دیوانِ غنی (نولکشور) میں یہ مطلع یوں ہے:
دارد بہ بزمِ مستاں جامِ شراب گردش
زاہد نہ آید آنجا از بیمِ آب گردش

شانی تکلو:

ہر زمانم بعالمے فگند(۱)
خاکساری و آب گردانی

آبِ کامہ: چیزیست کہ از حموضات(۲) متعدد و راست کنند۔(ک)۔ مومن استرآبادی:

ہزار شکر کہ با تلخ و شور خود اے چرخ
نہ ایم(۳) منتظرِ شہد و آبِ کامۂ تو

آبِ منجمد: کنایہ از شیشہ و پیالۂ بلور و زجاجی۔ حکیم شفائی:(۴)

در آب منجمد بے آتش مثال ریز
در پاے بید باصنمِ غنچہ وش دہاں

و برف و یخ نیز۔ شانی تکلو:

چوں آب منجمد بگدازد(۵) ز تابِ مہر
خورشید گر جمالِ تو بیند در آئنہ

و در کتبِ لغات معانی دیگر مذکور است۔

آبِ غربت و آبِ سفر: بالاضافہ، آبے کہ در اثنائے سفر خورند۔(ع)۔ آقا رضی دانش:

گل بدستِ گل فروشاں رنگِ بیماراں گرفت
آبِ غربت نازپرورد گلستاں را ساخت(۶)

---

(۱) ب: اگند (۲) بہ معنی ترشیاں
(۳) م: بیتم (۴) ب: ثنائی
(۵) م: بگدارد، ب: بگدازد؛ اور یہی صحیح ہے
(۶) ب میں ظہوری کا یہ شعر بھی درج ہے:
ز طعنِ خویش و پندِ دشمناں جاں در بدن کاہد
موافق ساز با طبعم خدایا آب غربت را

سالکاے یزدی:

گل کند در دشت(۱) و در عماں گہر سازد مرا
قطرۂ بارانم و آبِ سفر سازد مرا

آبِ آتشناک و آبِ آتش رنگ و آبِ گلزار رنگ: کنایہ از شرابِ سرخ۔ میرزا صائب:

دست و لب در چشمۂ آتش بشو چوں آفتاب
بعد ازاں خود را بقلبِ آبِ آتشناک زن

ہم او گفتہ:

ز خاک افسردہ تر از بادِ سرگرداں ترم صائب
علاج دردِ من از آبِ آتش رنگ می آید

یحیٰی کاشی:

بیا ساقی، آں آبِ گلزار رنگ
کہ گہ صلح زاں گل کند گاہ جنگ

آب شدن: گداختن و منفعل شدن۔

اوّل میرزا صائب گوید:

ہلالِ غبغبِ جاناں لطافتے دارد
کہ از اشارۂ انگشت آب می گردد

دوم محسن تاثیر گوید:

شکر کہ بَرد دل ز جہانے بحلاوت
آب ار(۲) نشود پیش لبت از سرِ خامیست

آبِ بے لجام و بے افسار خوردن: مطلق العنان و خودسر معاش کردن۔ اوّل معروف است۔

دوم بدیعی سمرقندی گوید:

---

(۱) م: 'دشت' اضافت کے ساتھ ہے۔ (۲) م: از

ہمیشہ تا فرسِ بدلگام[1] ابلقِ چرخ
خورد ز چشمۂ خورشید آب بے افسار

آب گرفتنِ خانه: خراب وویراں شدنِ خانہ۔ (ع)۔
حضرت کمال خجندی فرماید:

از گریہ مرا خانۂ چشم آب گرفتست
افسانہ[2] چشم تو ز من[3] خواب گرفتست

آب درمیان داشتنِ چیزے[4]: غش آلود بودنش و
ایں ماخوذ است از آب در شیر و کالا و متاعِ داشتن کہ آں
پُرمعروفست۔ (ع)۔ خان خالص:

ہر کہ گوید کہ مے زیاں دارد
نکتش آب درمیاں دارد

آبِ مُرده: بالاضافہ و ضمِ میم۔ آبِ غیر جاری و افسردہ۔
میرزا صائب:

افسردگاں بعالمِ بالا نمی رسند
ایں آبہائے مُردہ بدریا نمی رسند

آب در سبد کردن: مرادف آب در غربال کردن
کہ آں کنایہ است از ارتکابِ امرِ بے فائدہ۔ (ع)۔ ظہوری:

آوردہ نہالِ بیخودی بار
صبر آمد و آب در سبد کرد

آبِ جاویدان: آبِ حیات۔ (ع)۔ محسن تاثیر گوید:

سر بسر مضمونِ رنگیں نعمتِ الوانِ ماست
معنیِ تر درحقیقت آبِ جاویدانِ ماست

آبِ دست کَن: باضافتِ آب و کافِ تازیِ مفتوح،
آبے کہ بکاوشِ دست از زمین بر آرند و آں در اراضیِ ریگستان
معمول است۔ (ع)۔ شفیع اثر در ہجوِ حجام گوید:

بناخن طاسِ آبے از تہ[1] گرد[2]
چو آبِ دست کَن باید بر آورد

آبِ جو: معروف و کنایہ از دولت و مال۔ (ج)۔ سنجر کاشی:

ز آبِ جو نبود آبروے ما سنجر
فنائے مال اگر شد بقائے ہمت باد

آب از دهان رفتن و بدهان گردیدن: کنایہ است
ازآبِ حسرت بدهان آمدن کہ آں معروفست۔
طغرائے مشہدی:

قدح را در مقامِ لبِ چشِ مے
ز یادِ بوسہ ات آب از دہن رفت

سعید اشرف:

از خرامیدنِ شیریںِ تو با مدعیاں
دیدہ را آب ز حسرت بدہاں می گردد

وآب بچشم گردیدن مرادف آنست۔ طاہر غنی:

بے مشکل بود دل کندن از خوباں پس از الفت
ہنوز آب از غمِ یوسف بچشمِ چاہ می گردد

آب بچشم گرداندن متعدیِ آنست۔
درویش دہلی[3]:

(۱) بدلگام (کاف کلمن) (۲) ب: وزقصہ
(۳) ب: 'زمن' کی بجائے 'مرا'
(۴) ب میں 'چیزے' نہیں ہے۔

(۱) ب: رہ (۲) م: کرد (۳) ب: آملی

خوں ز دردِ کوہکن در بیستوں گرید سحاب
صورتِ شیریں بگرداند رواں در دیدہ آب

آب کشادن: بعضے گویند کنایہ از ضائع شدنِ وقت است و جمعے برآنند کہ مرادف 'آب از دہان رفتن' است۔ مفید بلخی:

زغنچہ دہنت خندہ تا نقاب کشاد
دہانِ شیشہ ز شوقِ لبِ تو آب کشاد

کشادن بمعنی ظاہر شدن و کردن و جاری شدن و کردن بسیار است، چنانچہ: 'آتش کشودن' و 'دود کشودن' و 'چشمہ کشودن' و 'خون کشودن'۔[1]

آقا رضی دانش:

شبہاے ہجر بے او داد از سحر گرفتم
آتش ز دل کشودم آب از جگر گرفتم

میرزا صائب:

ز آہِ ما نشود نرم دل کواکب را
کہ دودِ آب ز چشمِ شرار نکشاید

طالب آملی:

عروسِ باغ نقابے ز روے حُسن افگند
کہ چشمہاے عرق از جبینِ خُلد کشاد

محمد قلی سلیم:

غمش را از عدم با خود دلِ ما در وجود آورد
در آنجا زخم را بستیم و خونِ او کشود اینجا

(۱) متن میں 'آتش کشودن' سے 'خون کشودن' تک سبھی جلی قلم سے اور الگ لکھے گئے ہیں، جب کہ ان کا تعلق 'چنانچہ' سے ہے اور 'کشودن' کے بجاے 'کشادن' ہونا چاہیے۔

آب بر دست[1] و پاے کسے ریختن و کردن: کنایہ است از خدمتگاریِ او کردن۔ (ح)۔ میرزا صائبا:

روزگاریست کہ در دیرِ مغاں میریزد
آب بر دستِ سبو[2] گریۂ مستانۂ ما

طغرا:

چو نمد پوش شدی خدمتِ قیصر نکنی
آب چوں آئنہ بر دستِ سکندر نکنی

مخلص کاشی:

باغباں بیجا نمی ریزد بپاے تاک آب
دخترے دارد کہ عقل و ہوش از سر می بَرد

باقر کاشی (رُباعی):

در حمامش بکامِ خاطر دیدم
صد لُطفِ نہاں از نگہش فہمیدم
چوں طاس ز دیدہ ریختم آب بپاش
چوں فوطہ[3] بگردِ کمرش گردیدم

آبِ حرام: باضافت، دولتِ دنیا۔ مرزا صائبا:

ہر کہ از آبِ حرامِ رشوت آبستن نشد
تیغ اگر باشد طرف، مردانہ میگوید سخن

'منی' نیز، چنانچہ بایہام از شعرِ میرزا صائبؔ ہم معلوم می شود۔ فوقی یزدی:

ز چشمِ مردیش آبِ حیا رفتست بے شبہہ
ہر آنکو مادرش آبِ حرامے در شکم دارد

و شراب نیز۔ مسیح کاشی:

(۱) م: دستِ (اضافت کے ساتھ)
(۲) م: صبو، کلیاتِ میرزا صائب میں سبو ہے۔
(۳) حاشیے میں اس کے معنی 'لنگی' دیے ہیں۔

مفتی بجرمِ مے کُشیم می کند ہلاک
خونِ ہلال بیں کہ بآبِ حرام ریخت

آبِ زیرِ کاہ انداختن: مکاری وحیالی کردن۔
حاجی محمد جان قدسی (رُباعی):

چرخ آب ہمیشہ زیرِ کاہ اندازد
یک کار بصد حیلہ براہ اندازد
مہر است کہ عیبِ چرخ را پوشیدہ
رسواست چو گل ز سر کلاہ اندازد

بلے، 'آبِ زیرِ کاہ' باتفاقِ اہلِ لغت مکار وحیال است، و نیز چیزِ مخفی۔ (ر)۔ سالک یزدی:

می دہم برباد آبِ زیرِ کاہِ اعتبار
زعفرانی کہربا را کاہِ خرمن می کنم

یکے از قدما ہم می گوید:

ہنوزش آبِ خوبی زیرِ کاہ است (۱)

آب بردنِ چیزے: کنایہ است از نہایتِ اشکال و غرابتِ آں۔ (ع)۔ عبدالغفور یزدجردی (۲):

از گریہ کارِ خانۂ دل کے شود تمام
تعمیرِ ایں خرابہ بسے آب می بُرد

خان خالص:

پائمالِ خلق گشتن (۳) اندک آبے می برد
گر نداری طاقتِ ایں کار از پُلِ قرض (۴) کن

---

(۱) یہ مصرع انوری کا ہے۔ اس میں 'ہنوزش' کے بجائے 'ہنوزت'، 'خوبی' کی بجائے 'شوخی' ہے اور پہلا مصرع ہے:
بسا خرمن کہ آتش در زدی باش
کلیاتِ انوری (نول کشور)، ص ۴۲۷
(۲) م: جزدی، ب میں صحیح ہے: یزدجردی
(۳) م: کشتن (۴) ب: رقص

نعمت خان عالی:

چوں یافتند مردمِ دیدہ سراغِ او
ایں خیلی آب بُرد کہ بُردند پے در آب

محسن تاثیر:

غیر از برائے یار مےِ ناب می بُرد
ایں ماجرا ببیں چقدر آب می بُرد

و بہ بعضے اعزہ کہ ماجرا (۱) راجزو محاورہ فہمیدہ اند، غرابت دارد۔

آبِ سیہ و آبِ سیاہ: مرضے است از امراضِ چشم۔ سند در 'بیاض بودن' خواہد آمد و شراب نیز۔ (ج)۔
حضرت امیر خسرو در صفتِ قلم فرمودہ:

آبِ سیہ خوردہ چناں گشتہ مست
کش چو نگیرند بیفتد ز دست

و گِل (۲) ولائے نیز۔ (ع)۔ میر الٰہی ہمدانی:

دیدم ز بسکہ روزِ سیاہ و گریستم
آبِ سیاہ تا سرِ زانو گرفتہ است

فصیحی فرماید:

رمزیست خطِ دوست کہ چوں بخت سر آید (۳)
آبِ سیہ از چشمۂ خورشید بر آید

و علتی است کہ در سمِ اسپ پیدا شود۔
سعید اشرف در ہجو اسپ گوید:

کند در رہ نوشتہا چو اصرار
سُمش آبِ سیہ آرد قلم وار

و آبِ عظیمِ عمیق۔ (م)۔ شرف الدین علی یزدی در 'ظفرنامہ'

---

(۱) ب میں 'ماجرا' جزو محاورہ ہے۔
(۲) م: گِل (۳) م: سراید

گوید (فقره):

برلب آبِ سیاهی که در میانِ فاصله بود، فرود آمدند۔

آب در جگر داشتن: کنایه از استطاعتِ مالی داشتن، اگرچه امیر عضدالدوله و شیخ عبدالرشید ایں محاوره را بنونِ نافیه[1] بمعنیِ 'مفلس، نادار' نوشته اند و از 'آب در جگر داشتن' انکار دارند، چنانکه آقا رہی شاپور گوید:

زآسودگیت گر بودت پیرہن درست
از خامی است گر بودت آب در جگر

آب از چشمِ کسے و از کسے گرفتن: ترسانیدنش۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

زبیمِ خویت از ہر دیدہ صد سیلابِ خوں آید
کسے ہرگز چنیں نگرفتہ آبِ چشمِ مردم را

شفیع اثر:

مردم گزیدہ گر رمد از خلق، دور نیست
چشمِ تو آبِ چشم ز آہو گرفتہ است

آب خورد: نصیب و قسمت، و آں مشہور است، و مقامِ آب خوردن۔ (ک)۔ درکی قمی[2]:

تا توانی، شکرِ نعمت کن، فراموشی مکن
آبخوردی را مزن برہم مبادا گِل شود[3]

(۱) م: نبون
(۲) ب: زکی ہمدانی۔ 'تذکرۃ الشعرا' مؤلفہ عبدالغنی، درکی، شاہ عباس ماضی کا معاصر اور قم کا رہنے والا تھا (ص ۵۲)۔
(۳) نیز امیر خسرو:

آبخورد آورد غمہا سُوے ما
آبِ چشم را بہر سُوے کہ ہست

(کلیاتِ غزلیات... جلد اول، پیکجز، لاہور، ص ۴۹۷)

آبدان: زمینِ پستے کہ آبِ باراں در آں جمع شود (ج) و نیز ظرفِ آب (م) و مجدالدین علی قوسی بہ معنیِ 'آبگیر' کہ تازیِ آں 'غدیر' است[1]، نیز نوشتہ، و لفظ 'دان' اکثر برائے ظرفیت آرند، مثلاً قلمدان و پاندان و نُقلدان و گلدان و آتشدان و امثالِ آن؛ طالب آملی:

باز[2] نے ناخوردہ از دستِ نسیم
موج بدمستی کند در آبدان

آب بزیرِ کسے سر دادن: فریب دادن و از جا ربودنِ او۔ (ع)۔ سلیم گوید:

دریں چمن نہ چناں خفتہ ام کہ از غفلت
چو سبزہ سر دہد آب ایں جہاں بزیرِ مرا

'آب بزیر آمدن'، لازم منہ، باقر کاشی:

گہے می نشینم آنجا کاید بزیرِ آبم
جاے نروم کہ آنجا بالاے باد باشد

آب انبار: حوض و تالابِ کلانے کہ براے ذخیرۂ آب در قلعہا سازند و آں با آبِ باراں پُر شود، از کتبِ تاریخ معلوم شد۔ سعید اشرف:

بسکہ می گریم ز شوقِ آتشیں رخسارہا
گشت آتشخانہا از اشکم آب انبارہا

آبِ مروارید و آبِ گہر و آب آوردنِ چشم: نزولِ ماءِ بد کہ از امراضِ معروفۂ چشم است۔ میرزا صائب:

آبِ مروارید آورد دستِ چشمِ جوہری
گوہرِ بے قیمتِ ما تا ببازار آمدست

(۱) م: عذیر؛ ب: غدیر (۲) ب: از

ایضاً لہٗ:

ہمچو چشم از خود برآرد، آبِ گوہر خانہ ام
ایں صدف از انتظارِ ابرِ نیساں فارغ است

ہم اُو در تہنیتِ ورودِ شاہ عباس باصفہان گوید:

چشم پل کز انتظارِ شاہ آب آوردہ بود
شد منوّر ہمچو چشمِ پیرِ کنعان در زماں

امام الشعرا خاقانی شروانی 'آبِ لولو' نیز بدیں معنی بستہ در صفتِ شمشیرِ ممدوح گوید:

الحق نہنگِ ہندوے، دریا نما از نیکوے
صحنش چو آبِ لولوے از چشمِ شہلا ریختہ

'گرفتنِ آب چشم را' نیز ہمیں معنی دارد۔

کمال اسماعیل (رُباعی):

اے غنچہ کہ خندہ ہر دم از سر گیری
دل می دہدت کہ لب ز ہم برگیری
اے نرگسِ شوخ دیدہ، بے چہرۂ او
چشم آب نگیردت کہ ساغر گیری

آب گرفتن: آب دادن۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

چہ باک از نے کشی ہنگامِ جوشِ خط نکویاں را
کہ چوں گلزار گردد سبز، دہقاں آب می گیرد

آب بر چیزے و بچیزے و بر رُو و بپاے چیزے بستن: آب دادن و سیراب کردنش۔ (ع)۔ ظہوری فرماید:

نمی دانم چہ آبست ایں کہ بر کشتِ جگر بستم
کزاں جز خوشہاے[1] دانہ اخگر بر نمی خیزد

میر معز فطرت:

(۱) م: خوشحائی

بُوے جاں می شنوم از چمنِ زخم مگر
آبِ حیواں بدمِ خنجرِ قاتل بستند

ظہوری:

در چمن از طراوتِ سمنش
آب بر رُوے ارغواں بستم[1]

طالب کلیم در مرثیۂ حاجی محمد جان قدسی گوید:

آں نہالے کہ نبود آبِ گہر لایقِ او
بست دہقانِ اجل آب بپا از تبرش[2]

وآب بر چیزے افگندن نیز، حیاتی گیلانی[3]:

برگ رُوید از محبت خوشہ بندد از وفا
جاے آب ار خونِ ما بر تاکِ انگور افگنند

'آب بر رُو و بر کسے بستن' بہ معنیِ 'بازداشتنِ آب' نیز آمدہ۔ فغانی:

بعمرِ دادہ راضی باش و ملکِ جاوداں کم خواہ
کہ آبِ زندگانی بر سکندر زیں گنہ بستند[4]

شفیع اثر در مرثیۂ امام الشہدا گوید:

آب بر رُوے امامِ خویش بستند آں سپاہ
پس بآبِ تیغ شُستند از جبینش گردِ راہ

آب از چیزے بستن و گرفتن و سرِ آب بستن: بازداشتنِ آں آبست۔ (ع)۔ محتشم کاشی:

(۱) دیوانِ ظہوری (نول کشور) میں 'رُوے' کی بجاے 'رنگ' اور 'بستم' کے بجاے 'بستیم' ہے۔
(۲) یہ شعر ابو طالب کلیم (مصنفِ 'مصطلحات' نے ہر جگہ طالب کلیم لکھا ہے) کے ایک ترکیب بند کا ہے۔ دیوان، مطبوعۂ ایران، ص ۳۲۹
(۳) م: گیلانی
(۴) یہ شعر دیوانِ فغانی مطبوعۂ لاہور (مرتبہ محسن موہن) میں نہیں ہے۔

گر از خمار دہم جاں عجب مدار اے دل
کہ ساقی از لبِ من آبِ زندگانی بست

محسن تاثیر:

رُخ ز عشاقِ گرفتار گرفتن ستم است
آب از تشنۂ دیدار گرفتن ستم است

بدیعی سمرقندی:

در گریہ خواستم کہ کنم شرحِ دردِ خویش
منعم زگریہ کرد، سرِ آب را بہ بست

آب از بالا بستنِ سرچشمه: سرچشمہ بند کردن تا آب جاری نشود۔ (ع)۔ طغرا:

تیغش کہ بما سری ندارد
آبیست کہ بستہ شد ز بالا (۱)

آبِ لار: بہ رائے مہملہ، نام رودیست در کشمیر۔ قدسی:

سوادش سرمۂ چشمِ بہار است
بہشت و جوے شیرش آبِ لار است (۲)

آبِ شیراز و شیرازی: شرابِ شیراز۔ (۳) (ع)۔ شفیع اثر:

سر و برگِ شگفتن نیست گلزارِ طبیعت را
اگر در خاکِ اصفاہاں نباشد آبِ شیرازی (۱)

وحید:

ہوائے اشرف است (۲) و آبِ شیراز
اگر آب و ہوائے در جہان است

آبِ شیراز را نامِ نہر گفتن آب درمیاں دارد زیرا کہ جمہورِ ایرانیہ از آں منکرند۔

آب بر بنیاد بستن: درصددِ خرابیِ خانہ بودن، اینجا ہم آب بستن بہ معنی دادنِ آبست، چنانچہ گذشت۔ محسن تاثیر:

آب می بندی زنے تا چند بر بنیادِ تن
بر سرِ خود می کنی ایں خانہ را ویراں چرا

آبستن و آبست: (ر) حاملہ، اوّل معروفست۔ دوم؛ مغانی (۳) بلخی

از یک شبہ بخوابِی جو و تو عجب نیست
گر لاے (۴) ستردن بود آبست نعم را (۵)

آب دست: بفکِ اضافت، وضو۔ (ر)۔ حضرت کمال خجند:

نمازِ عید خواہم کرد ساقی، ہاں بیار آبے
برائے (۶) آبدستِ من (۷) بابریقِ قدح شویاں

---

(۱) نیز شجاع الدین اصفہانی (رُباعی):

آزادہ رواں کمر بصحرا بستند
ہمرہ طلباں بار بفردا بستند
اے سبزۂ طرف جو سر از خاک برآر
زاں پیش کہ آب را ز بالا بستند

ب میں 'آب' کی بجائے غلطی سے 'خاک' چھپ گیا ہے۔

(۲) یہ شعر مثنوی قدسی، مطبوعۂ امرت سر، ص ۱۲۳ پر آیا ہے۔ مثنوی کا عنوان ہے: 'تعریفِ ملکِ کشمیر و آب وہوائے روح افزا و بہارِ دلکش آں'

(۳) ب: کنایہ از شرابِ شیراز

---

(۱) 'چراغِ ہدایت' میں اس شعر کا پہلا مصرع دوسرا اور دوسرا پہلا ہے۔

(۲) ب کے حاشیے میں مرقوم ہے کہ 'ہوائے اشرف' ایک دیہ کا نام ہے۔

(۳) ب: عقانی (۴) ب: کز

(۵) نیز ب:

عروسِ طبع ثنا خوان و آتش از مبداء
شود برنگِ صدف ز آب گوہر آبستن
(شفیع اثر)

(۶) م: برائی (۷) ب: ما

ضافت، خوبی و لطافت و چابکدستی، طالب آملی:

چو آبِ دستِ اُو گوہر فشاند
شود مشتِ عرق دریا ز گوہر

وغسالۂ دست و پا نیز۔ (ر)۔ سلیم:

علاجِ دردِ دلِ ما زتست اے ساقی
کز آبِ دستِ تو بُوے گلاب می آید (۱)

طغرا (فقرہ):

سیدے کہ بماءاللحم آبِ دستش کری گوشِ سپہر
زایل می تواند گردید۔ (۲)

آں را 'آبدست شو' نیز گویند۔ شفیع اثر:

آنچہ رفت از حسرتش روحِ سکندر تلخ کام
باشد آبِ دست شوے آں پناہِ خسرواں

آبی: کبودِ نیم رنگ۔ (۳) طغرا مشہدی:

دنبالۂ چشمت را چوں سرمہ کند آبی
از شرم بروں ناید ہرگز دمِ مرغابی (۴)

آب بر چیزے نشستن: قراردادنِ آب براے سیرابیِ آں۔ مخلص کاشی:

نہ ہمیں از (۱) جوے شمشیرت گلویم تر نشد
آبِ پیکانِ تو ہرگز بر دلم نہ نشستہ است

آب بپوست (۲) افگندن: اکثرے برآنند کہ کنایہ از بالیدنست مطلقاً و ماخذِ آں بالیدنِ دلو و مشکِ پُرآبست، و بعضے گویند کہ چوں میوہ بہ پختگی (۳) رسد آب از جوہرِ میوہ بپوست آید و بالیدہ شود۔ لہٰذا اطلاقِ آں بر میوہ دانند، خصوصاً الاوّل ہوالاقوی۔ (۴) ظہوری در تعریفِ انبہ گوید (رُباعی):

زیں انبہ حلاوتِ آب در پوست فگند
خشک است ز تازہ مغزیش لذّتِ قند
در دفعِ گزندِ تلخ کامی جرزی
از ریشۂ اُو بہ بازوے ذائقہ بند

سلیم در صفتِ خربزہ گوید:

آب ہر گہ بپوست افگندہ
شدہ زمزم ز دلو شرمندہ (۵)

ساطعاے کشمیری (فقرہ):

سقایانِ خنکی حمایل ساختہ، آبے بپوست انداختہ، بتلاوتِ 'و جعلنا من الماء کلّ شئ حی' (۶) پرداختہ اند۔ چوں طفلی بہ بلوغ رسد، گویند آب بپوست انداخت، وجہِ آں ظاہر است، ہر چند درینجا ہم مراد بالیدن و بزرگ شدن است۔

---

(۱) نیز 'چراغ' میں شعرِ سلیم:

با نیازے رُو بساقی کن اگر دل خستہ ای
آبدستِ اُو شفابخشِ ہمہ بیمار ہاست

(۲) م: گردید

(۳) ب میں معنی کو بھی لفظ کی صورت دی گئی ہے۔

(۴) نیز شعرِ محمد قلی سلیم:

بر نیاید ز فلک در طلبی کامِ جہاں
ہمچو آں تشنہ کہ پیراہنِ آبی دارد

---

(۱) کز

(۲) م: بپوست: ج میں بھی 'بپوست' ہے، لیکن متن میں 'پوست' لکھا ہے۔

(۳) م: بپختگی (۴) م: قوی

(۵) ج: مصرعِ سعید اشرف:

میوہ شیریں تر شود چوں آب اندازد بہ پوست

(۶) سورۂ 'الانبیا'، آیت ۳۰

آب ریزان و آب پاشان: وقتے در فارس امساکِ باراں سبب قحطِ عظیم شدہ، بعد مدتے، سیزدہم تیر ماہ، باراں بارید۔ فارسیاں آں روز را عید گرفتند؛ از اں باز روزِ مذکور جشن کنند و آب و گلاب بر یک دیگر پاشند و آں روز بدیں نام موسوم شد۔ نظیری نیشاپوری:

از سیہ چشمانِ ہندی آب در چشمت نماند
آب ریزاں می شود در بزد چشمی آب دہ (۱)

ولہ:

آب پاشان ست در کوے پری رُویان یزد
تا نمانی پاے در گل چشم بر روزن مکن (۲)

آب از آتش بروں آوردن و بر کشیدن: امرِ غریبِ غیر ممکن بظہور آوردن۔ شفیع اثر:

در گداز دل عجب دستے ست مژگانِ ترا
آب از آتش بروں آرد برنگِ شیشہ گر

میر معزی:

من چو خواہم کرد فریاد آب از آتش بر کشم
او چو خواہد خورد تشویر آتش افروزد ز آب (۳)

(۱) 'غزلیاتِ نظیری'، مطبوعۂ لاہور، میں اسی بحر اور ردیف و قافیے میں دو غزلیں ہیں (ص ۲۳۲، ۲۳۳)۔ اس شعر کے دوسرے مصرع میں 'در یزد' کی جگہ 'در یزد' چھپا ہے۔
(۲) متعلقہ غزل کا مطلع ہے: (۲۰۷):
در چراغِ حکمت از مغزِ خرد روشن مکن
جز بنورِ عشق راہِ معرفت روشن مکن
(۳) 'دیوانِ امیر معزی'، مطبوعۂ ایران، میں یہ شعر خواجہ مؤید الملک بن نظام الملک کی مدح میں کہے گئے قصیدے میں ہے اور 'آتش' کی بجاے 'آذر' ہے۔ (ص ۶۲، ۶۳)

آبی شدنِ معاملہ: برہم شدنِ معاملہ واز نظام افتادنِ کار۔ (مح)۔ نعمت خان عالی در محاصرۂ حیدر آباد گوید (فقرہ):
طائفہ را بمقتضاے 'فاغرقنا ہم فی الیم'(۱) معاملہ چنداں آبی شد کہ دست از حیاتِ مستعار شُستند۔

آب بردار: سخنے کہ صدق و کذبش غیر معلوم باشد۔ (مح)۔

آب رُو خریدن: چیزے از براے حفظ آبرو دادن و خود را از شکنجۂ آبرو (۲) ریختن رہانیدن۔ (مح)۔ مخلص کاشی:

فروختم بغبارِ رہِ تو ملکِ جہاں را
بایں متاعِ قلیل آبروے خویش خریدم

(فائدہ): خریدن بہ معنی رہانیدن بسیار آمدہ۔ حاجی محمد جان قدسی:

از نصیحت ہاے غم خواراں جنوں بازم خرید
گلشنِ افسردہ بودم آفتابم زندہ کرد

میرزا صائب:

می تواند کوکبِ ما را خرید از سوختن
آنکہ بر خالِ تو آتش را گلستاں کردہ است

وحشی:

بفروختہ خود را ز غمت باز خریدیم
آں خطِ غلامی کہ بدادیم، دریدیم

طالب کلیم:

کہ خریدی ز غمِ گردشِ دوراں ما را
دیدہ گر مفت نمی داد بطوفاں ما را (۳)

(۱) سورۃ 'الاعراف'، آیت: ۱۳۶ (۲) م: ابرو
(۳) کلیم کی اس غزل کا مقطع ہے:
چشمِ جادوے تو ہر چند برد دل ز کلیم
باز دل می دہد آں عشوۂ پنہاں ما را (ص ۱۰۰)

حیاتی گیلانی:

بردار رنجِ من کہ بدردم ز روزگار
جانِ مرا ز حادثۂ آسمان بخر

'گرفتن' نیز بدیں معنی آمدہ۔ رفیع واعظ:

زورِ رمیدنِ ما از عہدہ(۱) برنیامد
از دستِ خلق آخر مُردن گرفت ما را

آب بچیزے دادن و داشتن: سیراب کردنش۔ (ع)۔

والہ ہروی:

ز زہرِ چشم چرا آب می دہی بے جرم
بہ تیغِ ناز چو آبِ چہ ذقن باشد

طالب کلیم:

دہر کامت ندہد منت کہ امیدِ گلاب
تا نیامد بمیان آب بگلزار نداد(۲)

سلمان ساوجی در 'فراق نامہ' گوید:

ہمہ روز تخمِ طرب کاشتند
ز آبِ زرش آب می داشتند

وانزال کردن نیز۔ (ع)۔ زلالی:

ز انگیزِ خرامِ آں پریزاد
در و دیوارِ خلوت آب می داد

ہم اُو گوید در 'سلیمان نامہ':

ز غلطِ سرینِ سمن ریزِ وے
زمیں آب دادے ز انگیزِ وے

(۱) م: عہدۂ
(۲) اس غزل کا مطلع ہے:
ہنرم را ثمرے چرخِ جفاکار نداد
دیدۂ قدر شناسی بخریدار نداد

آب دادنِ تیغ و خنجر: آب گیری کردنِ آنست، چہ 'آب' بہ معنیِ 'آبداریِ تیغ' است۔ (ک)۔ سند بالا گذشت۔
میرزا معزّ فطرت نیز گوید:

زخمِ جانم از شکرخندی نمی بندد دہاں
خنجرِ نازِ ترا آبِ تبسّم دادہ اند

آبخانہ: مُستراح (م) و آں را 'قدم خانہ' نیز گویند۔
سلیم در ہجو گوید:

رُو در آبے کہ نشست بر لبِ جُو
ہر(۱) حبابے شد آبخانۂ اُو

حضرتِ عرش آشیانی(۲) آں را 'صحت خانہ' نامیدہ اند؛ از 'آئینِ اکبری'،(۳) معلوم شد و ایرانیہ 'ضروری' گویند۔

آبِ(۴) بریسمان بستن: تلاش بجدِ تمام نمودن در حصولِ آنچہ(۵) میسّر نیاید۔(۶) (ع)۔ مخلص کاشی:

بطولِ فکر نتواں جمع کردن مالِ دنیا را
چرا بیہودہ باید آب را با ریسماں بستن

آبدانی(۷): مخفّفِ 'آبادانی'۔ (ک)۔ شائی تکلو:

شائی ز آبدانیِ عالم کنارہ کرد
چنداں کہ در جہانِ خرابش کسے ندید

(۱) م: بر، ب: ہر
(۲) یعنی مغل بادشاہ جلال الدین اکبر
(۳) دربارِ اکبری کے مشہور نورتن ابوالفضل کی تصنیف
(۴) ج: آب را... (۵) م: انچہ
(۶) ج میں یہ معنی بھی دیے گئے ہیں: 'و بعضے بہ معنی تعاقب ہم گفتہ اند'۔
(۷) 'چراغِ ہدایت' میں اس لفظ پر خاصی بحث ہے۔ ملاحظہ ہو اس لفظ کے تحت پوری بحث۔

آباد: باوصفِ معانیِ کثیرۂ خوب و نیک۔ میرزا صائبا:

بفکرِ ذوق حضور، چمن نمی ارزد
خوشا قفس کہ درو آب و دانہ آباد است

قافیۂ غزل 'آباد'، 'افتاد' است۔

آب دنداں: احمق و گول و ضعیف و نحیف۔ (ک)۔
طالب آملی:

زہے بہ نزدِ کمانِ تو نرم شانہ سپہر
خمی بہ پیشِ زبانِ تو آبدنداں تیغ

و نوعے از حلوا۔ (ک)۔ مخلص کاشی:

باشتہارِ خورش ناگوار آسان است
قسم بذائقۂ حرص (۱) آب دندان است

و نوعی از انار و مطلق میوۂ لطیف کہ متصادمِ دنداں نشود۔ (ر)۔
شفائی در ہجو نوعی گفتہ:

چوں چغندر نوعی مسکیں نمی بیند بخواب
سخت از وے آرزوے آب دنداں مشکل است

آبلۂ پستان: نمکہ اے کہ بر سرِ پستاں باشد و آنرا عقدِ پستاں نیز گویند۔ شاعر:

نیم از پرورشِ مادرِ گیتی راضی
زانکہ خوں خوردہ ام از آبلۂ پستانش

آبلۂ دولابی: آبلہ اے کہ بہ شُدنش (۲) و آب بر داشتنش دور دارد۔ (مح)۔ سالک یزدی:

خارِ خشکم کہ دریں بادیہ از بے آبی
می دہد آب مرا آبلۂ دولابی

---

(۱) ب میں 'حرص' کے بعد 'و' بھی ہے۔
(۲) م: بشدنش، ب: بہ شدنش

آبگینہ (۱): معروف است و بہ معنی آئینہ آرند۔ صائبا:

گناہِ زشتیِ خود را بآبگینہ منہ (۲)
مکن چو زنگ دلاں شکوہ از زمانۂ خویش

ہم از وست:

از آبگینہ پشت بدیوار دادہ است
سیماب از مشاہدۂ اضطرابِ ما (۳)

آبِ مے: باضافتِ بیانیِ مے۔ سلطان علی بیگ آہی:

در خمار از انتظارِ آبِ مے تابم نماند
ساقیا جامے کہ بس مخمورم و بے آب و تاب

آتش برگ: چقماق۔ (ع)۔ غزالی مشہدی:

در رہت خاکِ وجودم چوں نگردد سوختہ
شعلہ می ریزد ز آتش برگِ نعلِ آں سمند (۴)

و آں را 'آتش زن' نیز گویند۔ میرزا جلال سیادت:

سروِ قدش چوں قمری گرم در گلشن شود
طوقِ اُو چوں شعلۂ جوالہ آتش زن شود

وحید:

---

(۱) م: آبگینہ
(۲) 'کلیات صائب' (نول کشور) میں 'بآبگینہ' کی بجائے 'برآبگینہ' اور 'منہ' کی بجائے 'منہد' ہے (ص ۵۱۹)۔
(۳) اس شعر سے متعلق غزل کا مقطع ہے:
صائب ہزار حیف کہ چوں دُرِّ شاہوار
لب تر نکرد سوختہ جانی ز آبِ ما (ص ۱۱۰)
(۴) شبیہی قمی:
بیا ساقی شبِ عیدست فکرِ عیدی من کن
بآتش برگ ماہ نو چراغ بادہ روشن کن
(بحوالۂ ب)

روشنی ما را چو آتش زن برای خویش نیست
گرچه هر کس را چراغ از آتش (۱) ما روشن است (۲)

آتشِ تاک: باضافت، شراب۔ (ع)۔ مفید بلخی:

از انتظار باده بلاکم، چه می کنی
ساقی کباب آتشِ تاکم، چه می کنی

آتشِ بے دود: کنایہ از شراب۔ (ج)۔ حکیم شفائی:

ساقی بیا (۳) و آتشِ بے دود برفروز
از نورِ باده مجلسِ مقصود برفروز

آتشِ تر: کنایہ از شرابِ تند۔ طغرای مشہدی:

از خشک سال رندِ قدح نوش را چه غم
باغِ طرب ز آتشِ تر آب می خورد

آتش کش و آتشگیر و آتشگیره: چیزے کہ آتش از منقل و اُجاقِ ازان بردارند۔ محسن تاثیر یزدی:

بے تو سوزان بگذرد گر این چنین احوال من
خامۂ مانی (۴) شود آتش کش از تمثال من

طغرا:

گر کند آن گل با آتشگیر تنباکو نظر
بیضۂ فولاد دامِ رغبتِ مرغان شود

ہم از وست:

شود زین مُشتِ خس در شعلہ دودِ تیرۂ دوزخ
بغیر از من کہ خواہد بود آتش گیرۂ دوزخ (۱)

میر ہادی نفائی زاده زاہد علی خان سخاے لاری می گفت:

"آتش کش چیزیست کہ سرش پہن باشد، مانا بہ بیل کہ بدان بخاری و تنور آتش و خاکستر بر آرند و آن ورای آتشگیر است۔"

آتش کاری: آتش دادن و گرم کردن۔ در کی تی (۲)

زلف چون با رُخ نشیند فکرِ تسخیرم کند
کرده آتش کاریِ (۳) طوقی کہ زنجیرم کند

و آتشگری (۴) نیز۔ وحیی سیستانی:

بسکہ شوقم می برد سرگرم در میدانِ عشق
می توان کردن ز خونم تیغ را آتشگری (۵)

و آتشکار، مطبخی و آتشباز۔ سلیم طہرانی:

ز عشقِ لالہ رُخان پردۂ دلی دارم
ہزار داغ بر آن چون لباسِ آتشکار

آتش از آب برآوردن: مرادف آب از آتش

---

(۱) ب: دولت

(۲) نیز ب:

ضمیرم نزن بلکہ آتش زنست
کہ مریم صفت بکر و آبستن ست
(نظامی)

(۳) م: بیاد (۴) ب: معنی

---

(۱) نیز ب:

حذر ز زمزمۂ عندلیب ما بیدل
کہ اخگر است بمنقار ہمچو آتشگیر

محسن تاثیر:

قامت خم کرد در پیری ترا تسخیر من
آتشِ چشم ترا بگرفت آتشگیر من

جامی:

شہ آتشدان و آتشگیره این مشتی عوان حسن
کہ بہر خانماہا سوختن باشند اعوانش

(۲) ز کی تی (۳) م: کاریِ

(۴) و (۵) م: آتشگری

برآوردن (ح)، وآں گذشت۔ درویش والہ ہروی:

ز آتش آب برآوردہ عشق و آتش از آب (۱)
ز دل بدیدہ نیاوردہ ایم نم بعبث

آتش خوردن: رنج والم بسیار کشیدن۔ حضرت امیر خسرو:

عاشق کہ می سوزد دلش از طعن (۲) باکش کے بود
شمعے کہ آتش می خورد راحت (۳) شمارد گاز (۴) را

استاد میر محمد علی رائج:

آب گردد شکر از شرمِ کلامے کہ تراست
کبک آتش خورد از داغ خرامے کہ تراست

آثار: بثائے مثلثۂ فوقانی، جمع اثر است، فارسیاں بہ معنی بنا و عرض دیوار استعمال کنند۔ اول حسین ثنائی (۵) گوید:

گر بر غبار دست ثبات بنا نہد
شاید کہ تا قیامتش آثار نشکند

دوم محسن تاثیر:

ترسم اگر بیدل شوی گویند بیجا غم مخور
تاثیر ایں غمخانہ را یک بار آثاری مکن

آجیدن: دوختنِ خرقہ: سالکائے یزدی:

گریباں می توانم پارہ کردن گاہی از دست
چو سالوسانِ پُرفن خرقہ آجیدن نمی دانم

آجیدہ و آجدہ: بخیہ۔ میر معز فطرت:

خوابیدہ بخونم الفِ زخمِ خدنگی
ایں جامۂ پُرخونِ من (۱) آجیدۂ شستی ست

ثانی تکلو:

گر رشتہ شود پنبۂ خورشید، کند کم
بر آجدۂ جامۂ جاہِ تو رسائی

و در ستیہائے ردئے سوہاں کہ آں را 'موج سوھان' نیز گویند۔
وحشی در مدحِ ممدوح گوید:

صبا را گر بیاموزند محکم کاری حفظش
بدارد موج را بر آب چوں آجیدہ بر سوہاں

آچار: پست و بلندِ ناہموار۔ منیر گوید در ہجو اکولی:

پئے آچار گرم رفتار است
کام سنجِ زمینِ آچار است

آخر ندارد: یعنی مآل بدی دارد و چنیں کے رائیے عاقبت' نیز گویند۔ (ح)۔ مخلص کاشی:

چو شمع از شب بے منتہائے ہجر روشن شد
کہ بر عاشق کند ہر کس ستم، آخر نمی دارد

آدم بآدم می رسد: مثلاً شخصی است کہ از غنا بعنا افتادہ و از بینوائی در پیش شخصے رجوع آوردہ گوید 'ہاں، دستم گیر، آدم بآدم می رسد'، یعنی کار عالم است، نباید فردا بمن ہم احتیاج آری۔ (ح)۔ شفیق اثر:

شعرِ رنگیں را بہ بر ناقابلے دیگر مخواں
ثبت کن در دل اثر، آدم بآدم می رسد

آرزو شکستن (۲): حاصل شدن و نشدنِ آرزو۔

---

(۱) م: زآب، ب: از آب
(۲) 'کلیات غزلیات خسرو'، جلد اول، ص ۲۶: طعنہ
(۳) ایف: آتش، ب: راحت (یہاں 'راحت' ہی درست ہے۔)
(۴) 'گاز' بمعنی قینچی، م: کاز
(۵) ب: سنائی (ثنائی درست ہے۔)

(۱) م: من (اضافت کے ساتھ)
(۲) ب: 'آرزو در جگر داشتن'؛ لیکن جو شعر دیے ہیں، وہ بھی 'آرزو شکستن' ہی سے متعلق ہیں۔

اوّل کمال اسماعیل:

بر آتشِ ستم جگرم زاں کباب کرد
تا آرزوے نرگسِ بیمار بشکند (۱)

ومفید بلخی نیز گفتہ:

بنرگسِ تو نظر کردم و خموش نشستم
بسنگِ سرمۂ اُو آرزوے خویش شکستم

اہلی شیرازی:

دل شکست آں مہ مرادر آرزوے ناوکی
صد ہزارم آرزو در دل شکست اینہم یکی

دوم، ظہوری راست:

در دلِ ساغرِ من آرزوے بادہ شکست
سپرِ سنگِ بلا پایۂ میناے من است

آصفی نیز فرمودہ:

در دل ز زلفِ پُرشکنِ یار آصفی
بسیار آرزو کہ ز بختِ زبوں شکست

آرزو (۲) بُردن: آرزو کردن؛ ’بُردن‘ در مقامِ ’کردن‘ اکثر مستعمل می شود۔ میر نوراللہ در شرحِ مثنوی نوشتہ۔
محسن تاثیر:

یک صبحدم نرفت کہ آئی بخانہ ام
تا چند عذر آری و من آرزو برم (۳)

---

(۱) ب نے یہ شعر دوسرے کے آخر میں یا اضافہ کیا ہے: موقد وقد بخون نقی۔
(۲) ’آرزو‘ کے بعد وقفہ اور پھر ’دُ‘ ہے۔
(۳) نیز ب، کمال خجند:

آرزو بُردہ ام کہ چشمِ تو باز
کشدم گہ بشیوہ گاہ بناز

شانی تکلو:

من از کجا و تمناے وُل ہمینم بس
کہ می برم بخیالِ تو آرزوے چند

آزاد نامہ: دست آویزِ آزادی۔ میر الٰہی ہمدانی:

من بادہ نوش و طرفہ کہ از قیدِ دوزخم
آزادنامہ جز خطِ ساغر نمی شود (۱)

آزاد درخت: موقوف، درختے است کہ در جرجان رُوید۔ آں را ’درختِ طاق‘ نیز گویند؛ چوں بہائیم بخورند در حال بمیرند۔ والہ ہروی (۲):

آزاد درختِ چمنِ عشقم و دہقاں
پیراہنِ بلبل کند از برگِ خزانم

آستینِ بینی گرفتن و گذاشتن: آستین بر بینی گذاشتن تا بُوے بد بہ دماغ نرسد۔ (مح)۔ سلیم طہرانی در قطعیہ گوید:

رود (۳) بُوے بد از ہر سو بصد میل
زانِ بینی زاں گرفتہ آستیں فیل

آستین از چشم (۴) برداشتن و از مژہ جدا کردن: گریہ کردن۔ (مح)۔ اوّل، درویش والہ ہروی گوید:

آستیں از مژہ امروز کہ برداشت کہ باز
کشتیِ بادِ مرادِ ہمہ طوفانی شد (۵)

دوم، قدسی گوید:

---

(۱) ب: وحید:

دیوانہ می شوم ز تراشیدنِ خطش
چوں بندہ اے کہ گم کند آزادنامہ را

ایضا:

من بادہ نوش طرفہ کہ از قیدِ دوزخم
آزادنامہ جز خطِ ساغر نمی شود

(۲) م: ہروی (۳) ب: ذود
(۴) ب: مژہ، اور یہی درست ہے، کیوں کہ شعر میں ’مژہ‘ ہی آیا ہے۔
(۵) نیز ب ’والہ ہروی: [شعر اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمایئے۔]

آستیں از مژۂ تر بہ جدا کرد کہ باز
سیلے آمد کہ بگرداب فروشد دریا

آستین برخ کشیدن: کنایہ از رُوپوشیدن۔(ع)۔وحید:

آستیں می کشد از موج بَرُخ دخترِ رز
چوں قدح چشم بہ بردستِ قدح تو[1] شناست

آستین بر چیزے زدن: ترکِ دادنش۔(ع)۔
ناظم تبریزی:

مے شراب از دستِ ایں خونابہ[2] کش خواہد گرفت
آنکہ از ناز[3] آستیں بر آبِ کوثر می زند

آستین بر گلوِ گریہ سودن: کنایہ از اشک چیدن برآستین۔[4] (ع)۔مولانا ے لسانی:

زرُوے زردِ ضعیفِ من استخواں پیداست
ز بسکہ بر گلوِ گریہ آستیں سودم

آستین بر چشم و جبین و دیدہ و دل کشیدن:
کنایہ است از دلاسا و غمخواری کردن۔صائبا:

نیست غیر از آہ، غمخوارے دلِ تنگِ مرا
رشتہ گاہے آستیں بر چشمِ سوزن می کشد

ظہوری گوید:

در غبارِ کوے غم رُوے ظہوری گشت گم (۵)
آستینے بر جبیں کش خاکسارِ خویش را

صائبا:

آنکہ دامن بر چراغ عمرمی زد ایں زماں
آستیں بر دیدۂ شمع مزارم می کشد

اسیر:

از بسکہ سینہ ام نفسِ آتشیں کشید
شد شعلہ ہر کہ بر دلِ من آستیں کشید[1]

آستینِ کہنہ و پارہ[2] داشتن: کنایہ از مفلس و بینوا بودن۔ چوں کسے در مجلس حرفے گوید و مجلسیان گوش[3] برحرفش نگذارند،'حرفم کجا می شنوند، آستینِ کہنہ دارم'، یعنی مفلس، نادارم۔(ع)۔سعید اشرف ہمیں مثل بستہ:

خوار گشت از نکبتِ افلاس شعرِ تازہ ام
گوش بر حرفم ندارند، آستینِ کہنہ ام

اسماعیل ایما:

گوشۂ فقر است[4] ایما[5] مانعِ رنگینیم
آستینِ پارہ پوشیدست احوالِ مرا

آستین نداشتن: نیز مبالغۂ ناداریست۔(ع)۔شفیع اثر:

در روزِ محشتم سرِ دستے گرفتہ است
چوں بہلہ آنکہ در ہمہ عمر آستیں نداشت

آستین از دور برداشتن: آواز دادن و خبردار کردن۔
مقیمِ بلخی:

[گذشتہ سے پیوستہ]

مشو از گریۂ ما رنجہ کی بے فایدہ نیست
آستیں از مژہ برداشتنِ ابرِ بہار

(۱) م: تو
(۲) م۔سہو: خونابہ
(۳) ب: ناز، م: نار
(۴) م: ستین، صحیح قیاسی
(۵) م: کم

(۱) کلیاتِ جلال اسیر (نول کشور) میں یہ شعر نہیں ملا۔
(۲) م۔سہو: پارو
(۳) م: گوش، صحیح قیاسی
(۴) ب: فقر، م: فقر
(۵) ب: آیا

حیرتِ عشقم ز راہِ خاکساری بردہ بود
گردبادی (۱) گر نمی برداشت از دور آستیں

آسا: از الفاظ تشبیہ است و خمیازہ نیز۔ (ک)۔
ابوالبرکات منیر در 'کارستان' بہر دو معنی آوردہ (فقرہ):
پیکار جویاں کمان آسا بر تیر (۲) آسامی کشیدند۔

آسیاے فلانی بآبِ چشمۂ خضر و از آبِ طلا می گردد: یعنی در کمالِ دوستکامی (۳) و عزت و آبروست۔ (۴) (ع)۔ محسن تاثیر:

جاوید گشتہ عزتم از پاسِ آبرو
گردد بآبِ چشمۂ خضر آسیاے (۵) من

شفیع اثر:

میلِ زاہد ہمگی از پے دنیاست، نہ دیں
آسیاے دلش از آب طلا می گردد

آسیاے اُو از آب گھر می گردد: نیز دریں مقام گویند۔ (ع)۔

آسیاے فلانی از بے آبروئی دائرست: یعنی مدارش از بیحیائی و بے آبروئی می گذرد۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

آسیاے ہر کہ از بے آبروئی دائر است
می تواند چوں فلک با عالمے یکرو کند

آسمان گیر: شامیانہ۔ سالکاے یزدی:

---

(۱) ب: گربادی؛ م: گردہ بادی
(۲) م: 'بر تیر' کے الفاظ نہیں دیے، ب سے لیے گئے۔
(۳) دوست کامی، صحیح قیاسی
(۴) م: ابرو (۵) م: آسیائی

بجز گلیم (۱) زمیں نیست فرش در زیرم
بغیر دودِ جگر نیست آسماں گیرم

آسمان را بر زمین آوردن: مرادف از آسمان چیزے بر زمین کشیدن، و آں خواہد آمد۔ باقر کاشی:

آسماں را بہ زمیں آوردم
تا در ابروے (۲) تو چیں آوردم

آشنائی دادن: شناسانیدن کسے را، مثلاً دو دوریں آ بعد مدتے بہم رسند و ہمدیگر را نشناسند۔ کسے آنہارا از مہر محبتِ قدیم خبردار کند۔ گویند، 'آشنائی دادی'۔ (ع)۔ و بعضے بہ معنیِ 'آواز دادن' گویند۔ الاول ہوالاصح۔ ظہوری:

باز دادند آشنائی ہا (۳)
داغِ (۴) دل را نشانہ بودہ است

مخلص کاشی:

مرا تا خیالِ تو داد آشنائی
رسیدم بجاں عاقبت از جدائی

میرزا صائب:

ایں چنیں کز سرمۂ بیگانگی مست است منت (۵)
گے نگاہش بانگاہم (۶) آشنائی می دہد

---

(۱) م: بگلیم (۲) م: آبروی
(۳) دیوانِ ظہوری (نول کشور، ص ۱۰۳) میں 'ہا' کی بجائے 'را' ہے۔ 'ہا' ہی درست ہے۔
(۴) م: داغ و دل، صحیح از دیوان
(۵) ب:
بسکہ از چشمِ سیاہش دیدہ ام بیگانگی
کلیاتِ صائب (نول کشور) میں م والا مصرع ہی ہے۔
(۶) م: نگاہم

آشِ کسے پختن: برائے اُو مقدّمہ ٔ آزار ترتیب دادن۔ (ج) سلیم در رزمیہ گوید:

اجل شد بر سرِ پرخاشِ ہر کس
بدیگِ توپ پختے آشِ ہر کس

آش: بقولِ صاحب 'کشف اللغات'، دراصل 'آشام' بودہ است، وصاحب 'فرہنگِ رشیدی' از فرہنگ بہ معنیِ قوت و مطلق کہ بداں قوامِ بدن باشد (۱) نقل کردہ در ضمنِ لفظِ 'آشام' لہٰذا در محاورہ بر طعامِ مطلق مستعمل است۔ شفیع اثر:

تا شود آشِ خمارے پختہ بہرِ ما اثر
دیگِ چرخ از آو شبہا تا سحر در آتش (۲) است

سالکائے یزدی:

بر سرِ خوانِ بخیلاں نان نمی گردد سفید
جز (۳) با آشِ تعزیہ مہماں نمی گردد سفید

قیلان (۴) (رُباعی):

خونِ جگر خوش است با موجِ سرشک
زانساں کہ میانِ آش پرہیز ز رشک
زلفِ تو پُر از دل است زانگونہ کہ شام
بر شاخچہ اے فراہم آید گنجشک

(۱) م: قوم بداں، تصحیح از فرہنگِ رشیدی۔ رشیدی کی عبارت یوں ہے:
در فرہنگ بمعنیِ قُوّتِ مطلق کہ بداں قوامِ بدن باشد، دراصل 'آشام' بودہ کہ بکثرتِ استعمال 'شین' حذف شدہ۔
اس کے بعد اس نے خسرو کا یہ شعر نقل کیا ہے:

آشام خود ز زخمِ زباں می خورد عواں
آرے، درندگاں ہمہ آب از زبال خورند

(فرہنگِ رشیدی، تالیفِ مُلّا عبدالرشید تتوی، بہ تصحیح مولوی ابوطاہر ذوالفقار علی، کلکتہ ۱۸۷۲ء، ص ۶۰)
(۲) م: آتش　(۳) م: خیر، تصحیح قیاسی
(۴) قیلان بیگ بدخشانی، معاصرِ جہاں گیر (تذکرۃ الشعرا، ص ۱۰۹)

وآہار جامہ نیز۔ اسماعیل ایما:

مثالِ گرسنہ چشماں شکم پرست مباش
کہ می دہد تعب آں پیرہن کہ دارد آش

سعید اشرف در تعدادِ امتعہ ٔ تاجر گوید:

ز کاشی پردہ (۱) و چینی سقرلات
ز صحنِ آشدار و طاسِ گجرات

آشِ تو در کاسۂ تست: یعنی رزق (۲) ونصیب تو در آستینِ تست۔ (مح)۔ حیاتی گیلانی:

مرا ہم از تو و نکوائے تست
وگرنہ آشِ تو در کاسۂ تست

آشمالی: درجائے تعب وزحمت دیدن وبامیدِ لقمہ ٔ طعامے خوش آمد گوئی پیشہ کردن۔ (مح)۔ شفیع اثر:

از خوشامد تا بدام آرند صاحب خانہ را
آشمالاں خوب می گیرند فالِ شانہ را

آشِ خیر: طعامی کہ للہ بدرویشاں دہند۔ (مح)۔
شفیع اثر در ہجوِ نجف قلی آقا گوید:

شر زیست ہر کجا کہ شود پختہ آشِ خیر
از بس کند برات بیارانِ خود عطا

آشِ تتماج: بہر دو تائے مثنات فوقانی: نوعے از آش کہ نانِ تنک ریشہ کردہ در آں ریزند۔ (ل)۔
سلیم در ہجوِ شکم خوارہ گوید:

دید از بسکہ جورِ دست انداز
آشِ تتماج گشت دنبہ گداز

(۱) پردۂ　(۲) زرق، تصحیح قیاسی

آغوش دادن: کنایہ از بے خبر شدن۔(ع)۔طغرا:

نہ دادی گر بفکرش ہدہد(۱) آغوش
نکردی شانہ را در سر فراموش

آفتابِ زرد: موقوف؛ وقتِ غروب شدنِ آفتاب۔(ع)۔
میرزا صائبا:

شود ز رفتنِ روشن دلاں جہاں غمگین
کہ زرد رُوے زمیں آفتابِ زرد کند

شوکت:

بیروں ز خود شدیم ازاں خطِ زرنگار
بستیم بار خویش دریں آفتابِ زرد

بلے، آفتاب نزدیکِ غروب بزردی زند۔قدسی:

صبحِ وصلش گر پس از عمرے براندازد نقاب
رُوے در زردی نہد پیش از دمیدن آفتاب

"آفتاب بزرد دمیدن"(۲) نیز گویند۔سلمان ساوجی:

زمانہ مہِ روشنش تیرہ کرد
ز دوراں رسید آفتابش بزرد

آفتاب گیر: سائبان و سپر دستہ(۳) دار کہ ملوک و سلاطین و امرا بداں سایہ کنند تا آفتاب نرسد۔ استنباط(۴) (از "آئینِ اکبری۔" بدیعی سمرقندی:

ز رُوے(۵) قدر(۶) تو آں آفتاگیر کہ زد
طپانچہ(۷) بر رُخِ خورشید ساختے صد بار

(۱) م: بدہد؛ ب: ہُدہُد (۲) م: بزرو دمیدن
(۳) م: دستہ؛ تصحیح قیاسی
(۴) م: "استنباط" کے بعد "از" نہیں ہے۔ تصحیح قیاسی
(۵) م: وزدی؛ تصحیح از ب
(۶) م: قدر (اضافت کے ساتھ) (۷) م: طپانچہ

آفتاب رُو: موقوف؛ مکانے کہ رُو بآفتاب باشد۔میرزا صائبا:

زنہار تن بسایۂ بالِ ہما مدہ
تا آفتاب رُوے قناعت میسّر است(۱)

آفتابی: چہرۂ آفتاب خوردہ۔(ع)۔محسن تاثیر:

گرچہ از تابِ عذارش آفتابی گشتہ است
بوے جاں می آید از سیبِ زنخدانش ہنوز

ہجری شمشیرگر(۲) قمی:

خوے عبیر آمیز از تاثیرِ آں رُو می شود
ہر گلابے کآفتابی گشت خوشبو می شود

ازیں رُو چہرۂ افروختۂ آفتاب خوردہ را نیز گویند۔صائبا:

زلفِ شب عنبرفشاں از نکہتِ(۳) گیسوے کیست
چہرۂ روز آفتابی از فروغِ رُوے کیست

(۱) نیز ب:

ز ہیچ ذرۂ ناچیز سرسری مگذر
کہ زیرِ پردہ ہزار آفتاب رُو دارد
(صائب)

چوں آفتاب رُوے تو در دل درآوریم
گردد فضاے سینۂ ما آفتاب رُو
(مسیح کاشی در مدحِ ممدوح:

اے ماہ سیرِ عرصۂ آئینہ می کُنی
در آفتاب رُو نتواں بود ایں قدر
(سعید اشرف

(۲) م: کر (۳) م: نگہت
(۴) نیز ب:

گرچہ از تابِ عذارش آفتابی گشتہ است
بُوے جاں می آید از سیبِ زنخدانش ہنوز
(محسن تاثیر

گُلِ رخسارش از نازک مآبی
ز برگِ لالہ دارد آفتابی
(ظہوری

آفتابی شدن: ظاہر شدن۔ (ع)۔ سالک قزوینی[1]:

نمیتواں چو در آں کوچہ آفتابی شد
مگرد[2] بر سرِ آں کوے و آفتاب مخور

و آفتابی باصطلاحِ لوطیاں، لنگ[3] حمامی است، ازاں جہت کہ (بہ) سبب تر شدنِ ہر وقت کہ در آفتاب گذارند۔ (ع)۔

آفتاب خوردن: معروف و بمعنی محنت و تعب کشیدن نیز۔ (ع)۔ سند بالا گذشت۔

آفتابِ مغربی: کنایہ از تیغ۔ (ع)۔ طالب آملی در مدح ممدوح گوید:

زخجلت آفتابِ مشرقی شد بر کنار آں دم
کہ اُو را آفتابِ مغربی زیبِ میاں آمد

آلِش[4]: بلامِ مکسور، بدل کردن؛ چنانکہ گویند 'فلاں روزے دوبار رخت آلش کند'۔ و مُغلاں چیرۂ عوضی را دستار آلش گویند۔ (ع)۔ طالب آملی:

صد جاں بدل بیک نگہِ گرم می کنم
گر چشمِ نیم مستِ تو راضی بآلش است

آل: معانیِ بسیار دارد کہ در کتبِ لغت مسطور است، ازاں جملہ سُرخ نیم رنگ۔ (ج)۔ متاخرین سُرخ مطلق آرند و گویند شرابِ آل و جامۂ آل و چہرۂ آل و گلِ آل و نامِ مرضے است مہلک کہ زناں را در ہفتۂ اوّلِ وضعِ حمل عارض شود و عقیدۂ عوام آنکہ آل نامِ جنّے است کہ مزاحمِ زنانِ نوبار نہادہ شود۔ (ج)۔ واز اہلِ ایران شنیدہ شد کہ آل جانوریست کہ مُو ہا دراز و پرِ نازک بر تمام بدن آویزاں دارد و سراپایش در مُو پنہاں است۔ اگر زنِ مؤف[1] را در خانہ تنہا یابد دلش را بخود می کشد و صاف می گذرد و مردم بعدِ اطلاع سر بدنبالش گذارند[2] تا بزنندش۔ اگر آل خود را بآب رساند زنِ مؤف جانبر نشود۔ و اِلّا آل را بگیر آرند و اسپ زردہ یکرنگ را بر گردِ[3] زن میدان دہند، زن بحالِ خود باز آید۔ واللہ علیم بحقائق الامور۔ از شعرِ سالک قزوینی:

فریبِ دولتِ پا در رکابِ دہر مخور
کہ اسپ آل فریبش ستارہ پیشانیست

ہمیں معنی مستفاد می شود۔ 'آل' بزبانِ تُرکی مہرِ[4] پادشاہ را گویند، از جہت آنکہ در قدیم الایّام مہرِ پادشاہ بر مناشیر و امثلہ[5] بشنجرف می زدند۔ (ج)۔ منیر در 'کارستان' گوید (فقرہ):

بر نسب نامۂ اہلِ سخن آل می زنم۔

و ماہیِ درم دار[6] نیز۔ (ک)۔ میر الٰہی ہمدانی گوید:

اے کہ در بحر ز امرت پئے نخچیرِ نہنگ
از پشیزِ تنِ خود دام کند ماہیِ آل

و ماہیِ قزل الہ[7] ماہیے است سرخ درم دار، چہ قزل در ترکی

---

(۱) م: فروتنی، م۔ب: قزوینی
(۲) م: بگرد (۳) م: لنگ
(۴) م: آتش، م۔ب، ب: آلش

---

(۱) ب: موصوف، یہ لفظ غالباً 'ماؤف' بمعنی 'آفت رسیدہ' ہے۔ (ملاحظہ ہو: منتخب اللغات)
(۲) م: گذرانند (۳) م: گرد
(۴) ترکی لغت (Dictionary - Red House YAYINEVI) مطبوعۂ استانبول میں اِس لفظ کے اور کئی معانی دیے ہیں، یہ نہیں دیے۔
(۵) م: اوشلہ، تصحیح از ب (۶) م: دواز
(۷) ب: قزل آلہ؛ 'چراغِ ہدایت' میں آلہ (الف پر زبر)، 'فرہنگِ عمید': آلا

شیرِ سرخ[1] است و در محاورہ بر ہر چیزِ سرخ استعمال کنند، و لہ ہماں درم وار۔ محسن تاثیر:

پا بست کرد[2] دستِ حنا بستۂ مرا
ایں ماہیِ قزل الہ کرد آنچہ دام کرد

'آل' شراب رانیز گویند در زبانِ فارسی۔ (ج)۔

سعید اشرف مازندرانی:

لبش گلناری از لعلِ بتانِ بوسۂ ساغر
جمالش چہرۂ از آلِ شیرازی کہ میدانی

صاحبِ 'سراج اللغۃ' در فصلِ میم، دفترِ دوم، بتقریبِ 'مے شیراز' نوشتہ کہ شراب خصوصیتے بشیراز ندارد، بل شیشۂ خوب در آنجا بہم می رسد، بر نشاء[3] یابِ بادۂ سخن پیداست کہ جمیع شعراے ایران دیار بتوصیفِ شرابِ شیراز تر زباں گشتہ اند، چنانچہ شعرِ مذکور سعید اشرف مازندرانی دال است برآں، و محسن تاثیر یزدی نیز گوید:

حُسن و عشقِ عاشق و معشوق ہمشہری خوشست
بادۂ شیراز باید شیشۂ شیراز را

وحید:

لالہ رُوے ز دلبراں ممتاز
ساز چوں کیفِ بادۂ شیراز

میرزا صائب:

بہرِ معنیہاے رنگیں لفظ را پرواز کن
بادۂ شیراز را در شیشۂ شیراز کن[4]

---

(۱) 'غیاث اللغات' میں 'قزل' کے معنی صرف 'سرخ' کے ہیں، جب کہ ترکی لغت کے مطابق kazil (بمعنی thread of goat hair)

(۲) 'چراغِ ہدایت': ساخت

(۳) 'غیاث اللغات' میں اس کی املا 'نشۂ' ہے۔

(۴) [حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔]

سلیم طہرانی:

سلیم۔ معتقدِ نظمِ خواجہ حافظ باش
کہ نشاء بیش بود با[1] شرابِ شیرازی

میر نجات:

شعلہ کردار نگارے ہمہ طور و انداز
تلخ، پُرزور و بلا ہمچو شرابِ شیراز

مقیما:

پیالہ نوش کہ خواہد شکست در جنّت
خمار بادۂ شیرازت از شرابِ طہور

فعلی ہٰذا التقدیر نفیِ خوبیِ شرابِ شیراز، بخلافِ جمہور از مردمِ ہندی الاصل، غرابت دارد۔

آلکی: قسمے از پالکی کہ آں را در عرف نالکی، بنون، گویند۔
کلیم:

تا شد ظفر بر آلکی و پالکی[2] سوار
'اُوگیر' و 'اُورسہ'[3] ہمہ در یک زماں گرفت[4] 'اُوگیر' و 'اُورسہ'، بضمِ اوّل نامِ شہرہاست از ہند کہ دُوم را 'اوڈیسہ'[1]

[گذشتہ سے پیوستہ]
کلیاتِ صائب (لکھنؤ) ص ۷۰۶، یہ دو شعر اسی زمین میں ہیں، لیکن یہ شعر نظر نہیں آیا (دونوں شعر غلطی سے رُباعیات میں درج ہیں):

مُردم از افسردگی اے بخت چشمے باز کن
گریہ را آگاہ گرداں نالہ را آواز کن
اے کہ می بخشی بہ گُل چیناں کلیدِ باغ را
اوّل ایں قفلِ گرہ از بالِ بلبل باز کن

(۱) ب: در (۲) ب: نالکی

(۳) م: اُوگیر داوڑستہ را، ب میں 'را' نہیں ہے، اور یہی درست ہے۔

(۴) دیوانِ کلیم (ایران) میں اس زمین میں موجود قصیدے (در مدح شاہ جہاں) کے دو شعر 'زماں' کے قافیے میں ہیں، لیکن یہ شعر نہیں ہے۔

گویند۔

آلتمغا(۲): درترکی مُہرِ پادشاہ راگویند(ج)، یعنی مہرِ سرخ ازجہتِ مذکورہ کہ درلفظ آل گذشت۔ میرزا صائبا:

روزِ محشر سُرخ رو چوں لالہ برخیزد زخاک
آلتمغاے شہادت ہر کہ دارد بر جبیں

ہاتفی درنامہ نوشتنِ صاحبقراں بقیصرِ روم گوید:

پرداخت نقاش نقشِ حریر
شُد از آلتمغاش زینت پذیر

ونیز فرمانِ سلطانی وکاتبی:

بہرِ عزلِ عاملِ منصوب و نصب نامیہ
آلتمغاے(۳) ست از سلطان دریا بارگل(۴)

وزمینے کہ ملوک برسبیلِ انعام وجاگیر تنخواہ کنند۔ حالا اطلاق آں برزمینِ انعام است خصوصاً۔ قدسی:

بجز کشوری بے نظام آنچہ بود
بآں مخلصاں آلتمغا نمود

آلفتہ: بالمدّ وفا ومثنات فوقانی(۵)؛ رندِ اہلِ مشرب۔ شانی تکلو:

زاں کمر زیرِ جامہ زیر انداز
رازِ بنہفتہ را تماشا کن

---

(۱) م: الوُلیہ
(۲) م: آلتمغا، ترکی لغت کے مطابق:
Altamga: Vermillion Stamp, The cipher of the family of Jengiz Khan
(۳) م: التمغاے (۴) م: بگل
(۵) ب کے مطابق: بوزن ومعنی "آشفتہ"

شانی اُو را بجنگِ من افگن
منِ آلفتہ را تماشا کن(۱)

آماج و آماجگاہ: بجیم تازی؛ تودۂ خاکی کہ براے تیراندازی سازندوآزادرفارسی خاک تودہ نیز گویند۔ میر الٰہی:

خنداں شود از گوشِ کماں غنچۂ زنبق
بر سینۂ آماج دمد شاخِ گُل از تیر(۲)

تاثیر:

آماجگاہِ تیرِ حوادث نمی شود
آں کس کہ خویش رابجہاں بے غرض گرفت

سالک یزدی:

سینۂ آماجگاہ از ناوک اندازاں ندید
آنچہ ما را بر دل از تیرِ تغافل می رسد

آماجگاہ: مکانے راکہ تاج درآں باشد؛ نیز گویند۔ محسن تاثیر:

تاثیر آں کسے کہ در آماجگاہِ دہر
ممتاز شد، خدنگِ بلا را نشانہ ایست

---

(۱) نیز ب:

در جہاں چوں شترِ آلفتۂ رندے نبود
نقۂ ساغرِ رندیست سراپا اُشتر
(ملا فوقی یزدی)

(۲) نیز ب:

چوں یک آماج رفت ار آنجا دُور
ملک از غیرتش نماند صبور
(امیر خسرو)

ستادہ قیصر و خاقان و فغفور
یک آماج از بساطِ بارگہ دُور
(نظامی)

آماج خانہ: نیز ہمانست۔ وحید:

در آماج خانہ چو کردم گذر

آمد شدن: مرادفِ آمدن۔ والہ[1] ہروی:

در خواب چرا داری از خانۂ من آں پا
کاندر دلِ ہر ناکس آمد شدنی[2] دارد

آمدہ را بمو می تواں کشید: مثلیست مشہور، یعنی چوں دولت رُو آورد بموی تواں کشید، چہ بسہل ترینِ توجہ تواں بدست آورد۔ (ح)۔ مخلص کاشی:

بروزِ وعدہ چساں آں میاں ز دست گذارم
کہ گفتہ اند چو آمد[3]، تواں کشید بمویش

'**بمو کشیدنِ چیزے**' کنایہ است از بدست آوردنِ آں بسہولت و بے محنت۔ والہ[4] ہروی:

ادائے بُردنِ دل، سہلِ ممتنع چیزیست
کشیدہ عشق بموے، خرد پناہاں را

آمد و آتش گرفت و رفت: یعنی جا گرم نا کردہ رفت؛ مبالغہ است در زود[5] برگشتن۔ (ح)۔ مسیح کاشی:

در سینہ ام در آمد و بنشست یک نفس
پنداشتی کہ آمد و آتش گرفت و رفت

'**بآتش گرفتن آمدہ بود**'، مرادفِ آنست۔ طالب آملی:

برفت جاں بشتابی کہ در تن آمدہ بود
گماں بری کہ بآتش گرفتن آمدہ بود

---

(۱) آلہ
(۲) ب نے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے: 'وایں بواو عاطفہ است کہ بکثرتِ استعمال حذف شدہ'
(۳) ب: آید (۴) و آلہ
(۵) وزود

سعید اشرف:

دل را ز سینہ آں بُتِ سرکش گرفت و رفت
در خانۂ من آمد و آتش گرفت و رفت

آنہمہ ترسیدہ[1] است کہ ہندوانہ در کُونش می غلتد[2]: یعنی از بیم و ترس کُونش آں قدر پارہ شد کہ ہندوانہ در آں می غلتد۔[3] (ح)۔ طغرا در ہجو پولچی[4] گوید (فقرہ)::

'سپاہیانش را از تند باد ترس جفت جفت
ہندوانہ در پالیز کون می غلتد۔[5]

'پولچی'،[6] بجیمِ عجمی، لفظِ ترکی است، یعنی راہبر[7]

آں دفتر را گاو خورد: یعنی حساب پاک شد۔ (ج)۔ یحیٰ کاشی[8] (رُباعی):

رفت آنکہ چو سر کنند تعظیمِ تر را
ہم حرف شوی مصاحبانِ خر را
گفتی کہ مرا بفردِ دفتر کار است
افسوس کہ گاو خورد آں دفتر را

آوازِ خراشیدہ: حزیں صوتے کہ از بسیار فریاد کردن

---

(۱) م: ترسیدہ (۲) و (۳) م: غلطیدہ
(۴) م: پولچی (۵) م: غلطد
(۶) پولچی
(۷) 'غیاث اللغات' نے یہ معنی غلط قرار دیے ہیں، اُس کے مطابق 'گدائے راہ نشیں' معنی ہیں؛ اس کا تجزیہ بھی کیا ہے، جب کہ ترکی لغت کے مطابق:

ulcu: Seller of stamps, Philatelist, Collector postal stamps.

(۸) ب میں غلطی سے 'شیرازی' لکھا گیا ہے۔

بلند نتواند شد۔(ع)۔آقا(۱) رہی شاپور:

از ہم دمیم بے تو بزندانِ غمِ ہجر
آوازِ خراشیدۂ زنجیر گرفت است (۲)

آوردنِ آب چیزے را: کنایہ از مفت ورائگاں یافتنش؛ چوں کسے خواہد کہ جنسِ گراں قیمت را بہاے ارزاں خرید کند، فروشندہ گوید: 'ایں را آب نیاوردہ است' یعنی مفتم بدست نیفتادہ۔(ع)۔وایں ترجمۂ مثل ہندیست، آب نیاوردہ چیزِ مذکور۔مخلص کاشی:

چوں دریں بحرِ پُر آشوب نظر باز کنم
چشمِ من آب نیاوردہ بمانند حباب

آوازۂ کسے(۳) نشاندن: بلندنامیِ اُو پست کردن۔(ع)۔ظہوری:

خونابِ جگر سرشک کردیم
آوازۂ ارغواں نشاندیم

آوازہ نشستن(۴): لازمِ منہ(۵)۔سعید اشرف:

خط دمید از رُخ و آوازۂ خوبیت نشست
گشت(۶) مودار چو چینی ز صدا می اُفتد

---

(۱) م: آقا
(۲) نیز امیر خسرو:

مطرب بچہ سوزِ دل شدہ دمسازش
قرناے دو عالم است در پروازش
آوازِ ہمہ بزخمہا خیزانند
یا رب کہ خراشیدہ شود آوازش

(۳) ب: چیزی (۴) ب: آوازۂ چیزی نشستن
(۵) ب نے معنی دیے ہیں: محو و ناپدید شدنِ آں
(۶) م: کشت

سخنور بے درآمد چوں شد از گفتار می ماند
کہ چوں آواز بنشیند زباں از کار می ماند

آواز افتادن و گرفتن: نیز بہماں معنی است۔
حضرت امیر خسرو دہلوی فرماید:

مؤذن رقصِ صوفی را زدہ گاز
ز حلوا خوردنش افتاد آواز

سلیم:

اے مرغِ چمن از اثرِ بادِ خزانست
کاواز(۱) تو چوں بلبلِ تصویر گرفتست (۲)

آواز کشیدن و کردن: طلبیدن۔(ع)۔شانی تکلو:

صبر تا کے، نالہ را آواز می باید کشید
پردۂ شرم از رُخِ ایں راز می باید کشید

سلیم:

بے تکلف من نمی رفتم ببزمِ اُو سلیم
سرمۂ چشمِ پُرافسونش مرا آواز کرد

---

(۱) گاواز
(۲) نیز کمال خجند:

بُوے تو چوں شنید ز گل عندلیب مست
چنداں کشید نالہ کہ آوازِ او گرفت

علی خراسانی:

سر حلقۂ ماتم زدگاں نالۂ من بود
از کثرتِ نالیدنم آواز گرفتست

مُلّا طغرا:

گر آوازِ عرعر گرفت از ملال
علاجش مفرّح بود از شمال

نیز فغانی:

بسکہ می خوانند دلہا را بکویت ہر نفس
بلبلاں را در گلستانہا گرفت آوازہا

کلیم:

کامِ دل را کہ بچشم از برِ ناکاماں رفت
قلقلِ (۱) شیشۂ مے گہے بود آواز کند

آہ بآہ انداختن: متصل بلافصل آہ زدن۔ (ع)۔ ظہوری:

از روشِ جلوہ اے کہ آہ بآہ (۲) افکنیم
و ز خلشِ غمزہ اے خوں بچکیدن دہیم (۳)

ازیں عالم است۔ (۴)

آواز بآواز رسانیدن: سالک یزدی:

بانگِ جرسِ قافلہ اے راست روانم
در بادیہ آواز بآواز رسانم

آب بآب رسانیدن: متصل آب دادن است۔

نظام دست غیب:

بآں رسیدہ کہ خاک از میاں کنارہ کند
ز بسکہ چشمِ ترم آب را بآب رساند

آہنگ: بچند معنی آمدہ۔ اوّل آوازِ موزوں۔ (م)۔

سالک یزدی:

دریں گلشن کہ رنگے از وفا نیست
بنفشہ بو ندارد بلبل آہنگ

وحید:

از نگہش باختہ گل رنگِ خویش
بلبلِ دل سوختہ آہنگِ خویش

مصنفِ 'بہارِ عجم' دریں شعرِ وحید آہنگ سوختن بالضراوہ (۱) محاورہ فہمیدہ فہمیدہ کہ قصدِ شاعر آنست کہ گل رنگِ خویش و بلبل دل سوختۂ آہنگِ خویش باختہ۔

دوم: قصد و نیت (م)۔ طغرا:

چوں مستیِ بلبل کند آہنگِ تنزّل
گل غنچہ نشیند ز بغل جام برآرد

سوم (۲): کوک و موافق۔ شانی تکلو:

دی کہ در رقص آمدند اربابِ ذوق از آہِ من
نالہ ام آہنگ با اشعارِ شورانگیز بود

چہارم: مقامِ سرود۔ سلیم:

دود از جگرم زمزمۂ (۳) چنگ برآورد
ایں نغمہ ندانم بچہ آہنگ برآورد

مفید بلخی:

گے ز آہنگِ عشق بیرونست
نغمہ زارِ دلم بقانون (۴) است (۵)

---

(۱) دیوانِ کلیم (ایران) میں 'قلقل' ہے۔ (ص: ۱۶۳)
(۲) 'مقدمات ثلاثۂ ظہوری' (نول کشور، ص ۵) میں 'آہ بآہ' ہی ہے، لیکن دیوان میں 'آہ برآہ' ہے۔
(۳) ب: 'افگنم' اور 'دہم' دیوانِ ظہوری اور مقدمات... میں بھی دونوں لفظ صیغۂ واحد غائب کی صورت میں ہیں۔
(۴) اس عبارت کا تعلق اگلے محاورے سے ہے۔

(۱) م: بالضراوہ، ضراوۃ: خوگر شدن... (منتخب اللغات)
(۲) سیوم (۳) م: زمزہ
(۴) ب: بقانون
(۵) نیز ب، ظہیر فاریابی:

چو زہرہ وقتِ صبوح از افق بسازد چنگ
زمانہ تیز کند نغمۂ مرا آہنگ

عرفی:

رامشگرِ عدلِ تو صد آہنگ مخالف
بنوازد و نے زیر کند کوک نہ بم را

ب نے خواجۂ شیراز (حافظ) سے یہ شعر منسوب کیا ہے: [جاری]

معنی دیگر در کتب لغت مرقوم است و آں در کلامِ متاخرین بنظرِ مؤلف نیامده۔

آهار: آشے کہ بکاغذ و جامہ مالند پولا و جوہر دار۔ (ج)۔
ابوالبرکات منیر در 'رزمیہ' (فقرہ):

پیکرِ سادہ رُویاں رلبا ہارِ تیغ، مانندِ کاغذی بریدند۔

آهوے مانده و لنگ(۱) گرفتن: بے انصافی و عاجز کشی کردن۔ (مح)۔ ظهوری:

رمق نماند بمن در شکار صید کنند
زہے سوار کہ آہوے ماندہ می گیرد

صائبا:

بود مصاف تو اے چرخ با شکستہ دلاں
ہمیشہ شیرِ تو آہوے لنگ می گیرد

آئینهٔ حبابی: آئینہ اے کہ بر دورِ او حبابہا از عالمِ حباب شیشہ باشد۔ (مح)۔ سید امتیاز(۲) خان خالص:

آں طفلِ مست از شرم در عینِ بے حجابی
شد از عرق عذارش آئینۂ حبابی

گذشتہ سے پیوستہ]

بشنو کہ مطربانِ چمن راست کردہ اند
آہنگِ چنگ و بربط و آوازِ نائے و نے

یہ شعر دیوانہاے حافظ، مرتبہ قزوینی، حسین پژمان اور انجمنِ خوشنویساں (ایران) میں نہیں، البتہ نول کشوری ایڈیشن (ص ۳۲۱) میں شامل ہے، تاہم دوسرا مصرع یوں ہے:

آہنگِ چنگ و بربط و طنبور و نائے و نے

(۱) م: لنگ
(۲) 'تذکرۃ الشعرا' (فنی، ص ۴۸) کے مطابق نام سید حسین اور امتیاز خاں خطاب ہے۔

آئینه بر پیشانی بستن: رسمِ خواتینِ ولایت است کہ در حالتِ تقطیع آئینہ بر پیشانی می بندند۔ شیخ ابوالفضل در جلدِ اوّل 'اکبرنامہ' در بیانِ واقعاتِ آبستن شدنِ مریم مکانی و قریبِ ایامِ وضعِ حمل نوشتہ؛ و میرزا صائبا نیز گوید:

کدام آئینہ رُو احرامِ ایں میخانہ می بندد
کہ مے آئینہ بر پیشانی از پیمانہ می بندد

آیاتِ متشابهات: آیاتے کہ مفسّراں در تفسیرِ آں(۱) محتاج بتاویل اند۔ مثلاً: 'الرحمن علی العرش استوی'(۲)، و 'یداللہ فوق ایدیهم'(۳)۔
سراج الدین علی خان آرزو:

ماند اگرچہ مصحفِ گل رُوے یار را
لقا(۴) چو آیۂ متشابہ تاوّل(۵) است

آیاتِ محکمات: آیاتے(۶) کہ محتاج بتاویل نیست و حکمِ آں برظاہرِ معنی است۔ سلمان ساوجی:

محکوم باد ملکِ ترا چوں(۷) اساسِ دیں
زآیاتِ محکمات و احادیث محکم است

آئینه پیشِ نفس و بر نفس داشتن و پیشِ لب گرفتن: در حالتِ سکتہ و بیہوشی تمام کہ مشتبہ بمرگ باشد، آئینہ را پیشِ نفس گذارند تا حالِ موت و حیات معلوم کنند، و ایں از تولیدِ طبّیہ است۔ (مح)۔ میرزا صائبا:

(۱) م: تفسیراں؛ صحیح: 'تفسیرِ آنہا'
(۲) م: استوا؛ یہ سورۂ 'طٰہٰ' کی آیت ۵ ہے۔
(۳) م: آیدیہم، سورۂ 'الفتح'، آیت ۱۰
(۴) ب: مانند
(۵) م: ماول
(۶) م: آیاتی
(۷) ب: تا

حیرتِ حُسنِ تو از ہوش، چمن را بُرد ست
شبنم آئینہ بہ پیشِ نفسِ گل دارد

سعید اشرف:

دیدہ چوں محتاجِ عینک گشت فکرِ خویش کن
بر نفس دارند روز واپسیں آئینہ را

تاثیر:

غمگسارانِ دیارِ ما بہ تشخیصِ نفس
پیشِ لب گیرند چوں آئینہ، رُوئے سادہ را

آئینۂ طاؤس [1]: نقوشِ بال و پرِ طاؤس۔ (ع)۔ سلیم:

دارم بہ بساط ہچو طاؤس
آئینۂ زنگ بستہ اے چند

آیۂ بلند: آیۂ دراز، چہ بلند بمعنی درازِ بسیار است، کما لایخفی علی المتتبع۔ درویش والہ ہروی:

در شانِ قدش بہار در باغ
خواند از سرو آیۂ بلندے

آئینۂ تمثال دار: آئینہ ایست دوُرو کہ تصاویر زا در قفائے اُوگذارند، و چوں تماشائی [2] ملاحظہ کند، داند کہ ایں صور تہا را در صفحۂ آئینہ کشیدہ اند و ایں کارِ فرنگ است۔ سعید اشرف:

بسکہ نقشِ عارضت در دیدہ ہا بر جا بود
می نماید عینکم، آئینۂ تمثال دار

آئینۂ تصویر نما نیز گویند۔ میر معز فطرت:

خود ہم قفس آموز [3] گرفتاریِ خویش است
حُسنش بکف آئینۂ تصویر نُما داشت

(۱) م: جدید ایرانی املا کے مطابق 'طاووس'
(۲) تماشائی
(۳) ب: آموز

آئینہ بر انگشتری نشاندن: آئینہ بجائے نگیں در نگین دان نشاندن و آں خاصۂ زناں است۔

میرزا داراب جویا:

می نماید عارضش از حلقۂ زلفِ سیاہ
یا نشانیدست بر انگشتری [1] آئینہ را

میرزا صائبا:

ایں قومِ خود آرا کہ کنوں بر سرِ دست اند
وقت است نگینِ خود از آئینہ بسازند

ایضاً:

گہر مُہر بسرِ چار سوے خود بیناں [2]
کہ غیرِ آئینہ آنجا نگیں نمی باشد

آیانی: مرادفِ شائستگی، بر خوبیِ ہر چیز عموماً استعمال کنند۔ طغرا در قصیدۂ توحید گوید:

دل چسپ [3] نمائی مژہ زایانیِ چشمک
تسخیر فزائی نگہ از شوخیِ ایما

مغانی [4] بلخی:

لشکرت را طعنہ آیانست بر چرخِ فلک
مجلست را بذلہ [5] شایانست بر خلدِ بریں

میرزا جلالائے طباطبا (فقرہ):

سرچشمہ در لطافت مانندِ لطیفۂ آیان غیر مصنوع۔

آئینہ دار: اربابِ لغت بمعنی حجام و سر تراش نوشتہ اند و در استعمالِ شعرا بمعنی کسے است کہ آئینہ پیشِ رُو گذارد۔ (ع)۔

(۱) کلیات... جویا (ص ۳۱۸): انگشترین
(۲) م: خود بیناں
(۳) ایرانی املا: دل چسب
(۴) مغانی (یہ غلط ہے۔)
(۵) بذلہ (ہ کے ساتھ)

شفیع اثر:

حالِ مشوّشم را آئینہ دار باشد
زرداری و عزوبت(۱)، افلاس و کدخدائی

میرزا صائبا:

آئینہ دارِ رُوے تو شرم و حیا بس است
پہلونشینِ سرو تو بندِ قبا بس است

آیۂ حجابی و حجاب: آیۂ کریمہ(۲) کہ در باب سترِ نسا از نامحرم منزل شدہ۔ اسمٰعیل ایما:

خطش دمید و گردید محجوب تر نگارم
گویا کہ باز نازل شد آیۂ حجابی

خان آرزو سلمہٗ:

انداختی بچہرۂ پُرنور خود نقاب
نازل بشانِ حُسنِ تو شد آیۂ حجاب

(۱) م: غروبت (غین کے ساتھ)، 'فرہنگِ عمید' کے مطابق 'عزوبت' (ع ز...) ہے، بمعنی تنہا، بے زن بودن۔
(۲) اشارہ ہے سورۂ 'الاحزاب'، آیت ۵۳ اور سورۂ 'النور'، آیت ۳۱ کی طرف

تناظرِ الف از منظرِ بائے موحّدہ:

اَبا: بفتح، آش خصوصا، و ہر مطبوخ عموما۔ کمال اسمٰعیل:

آتش کہ از تکبّر سرمایۂ اباست
در مطبخ تو چوب خورد تا ابا پزد

منیر در ہجو شکم خوارہ اے گوید:

زندگی گر ہبا تواند کرد
از اَبا گے ابا تواند کرد

اَبدال: مولوی جامی در 'نفحات الانس' آوردہ:

"آناں کہ اہلِ حل و عقد و سرہنگانِ درگاہ حق اند، سہ صد اند کہ مر ایشاں را اخیار، و چہل دیگر ایشاں را ابدال گویند؛ اِذا ماتَ احد مِنہم کان الآخر بدلہٗ۔" من الفتوحات المکیۃ۔ فارسیاں بمعنی جمع اعتنا نا کردہ بمعنی مفرد استعمال کنند و بر مُرید اطلاق نمایند۔ قراری گیلانی:

قلندر وار عمرے رازگو(۱) با چشتیاں(۲) گشتم(۳)
بامیدے کہ شاید یکرہم ابدالِ خود گوئی(۴)

کوچک ابدال و کوچک فقر، باضافت و بے اضافت نیز، مرید را گویند، نہ ایں کہ مریدِ خُرد سال مراد باشد، بل کوچکی مرید در فقر مراد است۔ (ح)۔ سالک یزدی:

(۱) م: کو (۲) ب: وحشیان
(۳) م: کشتم
(۴) نیز ملاحظہ فرمایئے، دیوان... معزی (ایران) ص ۴۴۳
(در وصفِ اسب و مدح پادشاہ):
نہ بے ثنائے تو طاقت ہمی کند عابد
نہ بے دعاے تو دعوت ہمی کند ابدال

کوچک ابدال مُنست آنکہ محیطش خوانی
بحر را من بکر کشتی چوبیں بستم (۱)

طغرا در صفتِ شمع گوید:

چو در فقر شد از لگن تکیہ دار
شدش کوچکِ فقر چندیں شرار (۲)

ابدالی: ظرافت و تمسخر۔ (ع)۔ شفائی در ہجو حَسن (۳) نام شخصے گوید:

گر بگویم سخنے از حَسن (۴) ابدالیہا ست
از دف و تنبک و بوق و سگ (۵) دگر چیں گویم

غزالی مشہدی:

بجہدم کاشکے می بود مجنوں
کہ می کردم باو ابدالیِ چند

ابجد رواں ساختن: خواندنِ ابجد کہ آں از عالم 'الف، با، تا' خواندان است۔ گویند فلانے ہنوز ابجد رواں نساختہ؛ یعنی 'الف، با، تا' نخواندہ، چہ پُر جاہل است۔ (ع)۔
شفائی:

رواں نساختہ ابجد بمکتبِ معنی
ولے بعلم جہالت یگانہ استادند

ابرِ مُردہ: باضافت، چیزیست کہ آں را در ہند 'بادل' گویند کہ آں ترجمۂ 'ابر' است۔ غلیاں کشانِ ہند در موسمِ تابستان

---

(۱) ب: کاسئہ
(۲) نیز ب: (محمد قلی سلیم):

چگویم کو ابدالے تنومند
ہزاراں کوچک ابدالش چو الوند

(۳) و (۴) م: حُسن (۵) م: سَگ، ب: سگ

برائے تر کردنِ نیچہ دارند و آں بر رُوے سواحل بجور شبیہ بکف متکون شود و جذبِ رطوبات از خواصِ اوست۔ در تازی 'اسفنجہ' خوانند؛ کما قال شارح المؤخر: 'الاسفنجه هیَ ما تسمّٰی غیمًا و عامة الفرس یقولون 'ابرمرده'، و إذا القی في الماء نشفهٗ و هو جسم خفیف (۱) یمیل إلی السواد، غالبًا ینبت فی ضحورالسواحل و منهم من یظن انهٗ حیوانٌ لِانقباضه ولجمعهٖ إذا لُمِس' (۲) انتہی۔

صاحب 'سراج اللغۃ' سراج الدین علی خان آرزو:

کس غمِ چشمم ندارد جز دلِ پُرشورِ من
نوحہ گر، گر ہست، غلیان است ابرِ مردہ را

ابروے مردانہ: ابروے کہ نشانِ جوانمردی ازاں نمایاں باشد۔ (ع)۔ شانی تکلو:

فراز دارِ غربت (۳) ہچو مرداں سر نمی تابم
مگر در عرصۂ طاقِ ابروے (۴) مردانہ اے یابم

منع: اطلاقِ لفظِ مردانہ بجز ابرو، بر اعضاے دیگر غرابت دارد، زیرا کہ در اشعارِ فصحا بسیار آمدہ، چنانکہ امتیاز خان خالص گوید:

بے تکلف حلقۂ مردانۂ چشمِ ترا
گر بدستِ قمری افتد طوقِ گردن می کند

تصحیح
(۱) م: هفیف، تصحیح قیاسی
(۲) 'اسفنج' ایک ایسی چیز ہے جسے ہم 'بادل' سے موسوم کرتے ہیں اور ایرانی اسے 'ابرِ مردہ' کہتے ہیں۔ جب اسے پانی میں ڈالا جاتا ہے تو یہ جذب کرلیتا ہے۔ یہ ایک ہلکی سی چیز ہے جو سیاہی مائل ہے اور ساحلوں کے نزدیک پائی جاتی ہے۔ کچھ لوگ اسے جان دار شے خیال کرتے ہیں۔ اسے جب چھوا جائے تو سُکڑ جاتی ہے۔
(۳) ب: غیرت (۴) م: آبروی

درویش والہ ہروی:

گر محتسب دتو بہ گرفتند ہوائے
بادا بسلامت سرِ مردانۂ ساغر

میر نجات درکلّہ کشتی آوردہ:

کلّۂ قند بوارثی خود نیکوست
کلّہ کوب ہمہ کس کلّۂ مردانۂ اوست

ساطع کشمیری ہم آوردہ:

پنجہ را در پنجۂ خورشیدِ تاباں می کنم
چوں ہلالم بازوے مردانہ گو چنبر شود

ابرو نمودن و بلند کردن: نمودار شدن و اشارات کردن۔(ع)؛ مثالِ معنیِ اوّل خواجۂ شیراز فرمودہ:

ہلالی شد تنم زیں غم کہ با طغراے مشکینش (۱)
کہ باشد مہ کہ بنماید ز طاقِ آسماں ابرو

طالب آملی:

اینک بملک ناطقہ عیدِ سخنوریست
کابرو بلند کردہ ہلالِ معانیم

مثالِ معنیِ دوم، درویش والہ ہروی:

ابرو بنما کہ جاں دہم جاں
بے بسملہ بسملم (۲) مگرداں

وحشی نیز گوید:

رسید و آں خمِ ابرو بلند کرد و گذشت
تواضعے کہ بابرو کنند کرد و گذشت

(۱) دیوانہاے حافظ مرتبۂ قزوینی و دکتر قاسم غنی (ص ۲۸۵)، و انجمن خوشنویساں (ایران) (ص ۲۱۹) و حسین پژمان (ص ۱۹۲) میں 'ابرویش' ہے۔
(۲) م: بسلم

سنجر کاشی نیز گفتہ:

در محفلے کہ گوشۂ ابرو کند بلند
گیرم ز رشک وسمہ بر ابرو نہد ہلال
کو قدرتِ اشارت و کو جذبۂ فریب
نتواں بزرگ بودنِ تنہا بجاہ و مال

ابرو زدن: رضادادن۔(ج)۔ شاعر (۱):

طبعِ تو، بہ بخشیدنِ صد گنجِ گہر
ابرو زند و (۲) گرہ بر ابرو نزند (۳)

ابریشم: معروف وتارِ ساز، طغرا:

چو مضراب گردد بریشم سوار
دود (۴) در رکابش کفِ نغمہ بار

ابرو نازک و تنک کردن: کنایہ از ناز و غرور نمودن۔(ع)۔ مقیماے حسینی در تعریفِ پادشاہ گوید (فقرہ):

از پہلوے تربیتِ آفتابِ ضمیرش ماہِ نو ابرو بچرخ می کند۔

ابوالبرکات منیر لاہوری (رُباعی):

تنہا نہ ہمیں است ترا خو نازک
داری بصفت میاں چوں مو نازک
با ابروے (۵) تو شباہتے دارد از آں
از (۶) ناز کند ایں (۷) ہلال، ابرو نازک

(۱) ب: شاعر کا نام شمس الدین محمد مبارک شاہ سیستانی
(۲) م: زندہ
(۳) ب کے مطابق یہ رُباعی کا شعر ہے اور پہلا شعر یوں ہے:
کاں با کفِ زر بخشِ تو پہلو نزند
دروپش تو لاف نافِ آہو نزند
(۴) م: وودر، صحیح از ب (۵) م: ابرو
(۶) ب: تا
(۷) م: 'ایں' نہیں ہے، صحیح از ب

محمد جان قدسی در تعریفِ تیغ گوید:

چو در غمزہ ابرو تنک می کند
سپاہِ گراں را سبک می کند

ایضاً در تعریفِ کمان:

چہ شد گر کماں [۱] سازد ابرو تنک
بود تیغ فولاد ہم زو [۲] تنک

ابلق: دو رنگ، و آں معروفست و بمعنی پر کلاہ نیز آرند؛

میرزا طاہر وحید:

علَم ہر کس بمردی گشت [۳]، مرکش [۴] در نظر باشد
برنگِ شمع سر از ابلقِ خود در خطر باشد.

'ابلقِ طرفِ کلاہ' نیز گویند؛ صائبا:

باشد ہمیشہ در صفِ عشاق سربلند
آنرا کہ آہ ابلقِ طرفِ کلاہ شد

ابنِ سیرین: بسینِ مہملہ مکسور و یاے [۵] تحتی معروف و راے مہملہ؛ نام مُعَبّریست [۶] کہ اورا 'محمد بن سیرین مُعَبّری' گفتندے۔ (ک)۔ حکیم رکناے مسیح کاشی:

سر بسر خواب پریشانم ببوے زلفِ دوست
ابنِ سیرینے نمی یابم کہ تعبیرم کند

ابن السبیل: بقولِ صاحبِ تفسیرِ حسینی، مسافریست کہ از ملک و مالِ خود جدا ماندہ باشد و در محاورہ نیز ہمیں معنی است۔

---

(۱) م: کرگمان، ب: گرکمان
(۲) ب: 'ہم زو' کی بجاے 'دورو'
(۳) م: کشت (۴) م: مرکش
(۵) م: بای
(۶) مُعَبّر: تعبیر کرنے والا ('المنجد' عربی-اُردو)

مخلص کاشی:

چنیں کہ حُسنِ تو از خط شدست پا برکاب
دو ہفتۂ دگر ابن السبیل خواہد شد

ابواب: لفظِ عربی است بمعنیٰ 'درہا' و باصطلاحِ میرزایانِ دفتر 'وجوہِ مطالبہ' است کہ از رُوے آں باہلِ عمل مواخذہ کنند و در ہندگاہ آں را 'بدرتویسی' وگاہ 'ابواب' خوانند۔ (ع)۔

شانی تکلو:

تنقیحِ روزنامۂ ارزاقِ خلق را
در گوشوارِ دفترش ابواب شد درست

ابواب کردن: مواخذہ کردن و بپاے حساب درآوردن است۔ (ع)۔ اسمٰعیل ایما:

از ہر درے درآمد بستم درے بروئش
کَے مدّعی تواند ابواب کرد ما را

ابوالعباس و ابوالحیّہ و ابوالمطراق: کنایہ از آلۂ تناسل۔ (ع)۔ خواجوی کرمانی:

شیخ گرزالدین [۱]، ابوالعباس، پیرِ بے خبر [۲]
آنکہ در ہر [۳] حلقہ ذکرش می رود، یعنی ذکر

حکیم شفائی:

دیدنِ سرِ خود در [۴] طبق و ہیچ نہ گفتن
بر بیخِ خواجہ ابوالحیّہ گواہ است

ولہٗ، ایضاً:

---

(۱) م: گرزالدین
(۲) ب: 'ابوالعباس' کے بعد 'روی پیر نجد' ہے۔
(۳) م: 'ہر' نہیں ہے، اور 'حلقہ' کی بجاے 'حلقۂ' ہے
(۴) ب: 'سر خود در' کی بجاے 'سر خراز' ہے۔

وسعتِ مشربِ اُو بیں کہ ابوالمطر اقم
اندروں رفتہ و گوئی (۱) کہ مگر بیرونست

آنرا 'گیسودار' نیز گویند۔ (خ)۔

(۱) م: کوی

تناظرِ الف از منظرِ تاے مثناۃِ فوقانی:

اُتاق (۱): لفظ ترکیست بمعنی خانہ، از فرہنگ ترکی معلوم شد۔ سند در 'خانہ' خواہد آمد۔ (خ)۔

(۱) ترکی لغت کے مطابق: OtagOtak اوتاغ، اوطاغ، اوتاق:
large and luxurious tent, state tent

تناظرِ الف از منظرِ حاے مہملہ:

احرامی: چادرِ نادوختہ کہ حاجیاں پوشند۔

احرام: حرام کردنِ حاج است لبس مخیط و استعمالِ طیب و حلقِ راس و مجامعت وغیرِ آں۔ (ک)۔

شفیعاے اثر:

بطوفِ کعبۂ کوے تو بستہ احرامے
سفیدپوش ازانست دیدہ ام ز غبار

محسن تاثیر:

محرمِ کوے تو[1] تا ہر روز گردد آفتاب
از دو مجش آسماں سامانِ احرامے کند

حالا احرام بستن و کردن، مستعمل برنیت و قصد کردنِ جاے است مطلقاً۔

احوالِ کسے گرفتن: خبرِ حالِ اُو پُرسیدن و بہ تیمارِ اُو رسیدن۔ (ع)۔ خان خالص گوید:

تو خود اے آفتِ دلہا، چہ بگوییم، بگو
روزِ محشر اگر احوالِ دل از ما گیرند

(۱) م: نا، صحیح از ب

تناظرِ الف از منظرِ خاے معجمہ:

اختلاط براہ اُفتادن: موافق آمدنِ صحبت۔ مخلص کاشی:

راہ گرداند بہر جا بیندم مخلص ز دور
اختلاطِ اُو[1] چنیں با من[2] براہ افتادہ است

اُخ[3] کسمہ: بضمِ ہمزہ و فتحِ کاف تازی؛ چیزیست کہ زناں[4] از کرپاسی دوزند و بر پشتِ ابرو بندند و شکلِ تیر[5] در آں نقش[6] کنند۔ (ع)۔

طاہر وحید در صفتِ قماش فروش:

دلِ دست[7] فرسود ایں بیقرار
ز اُخ کسمۂ قماش اُو شد فگار

'قماش' در ترکی 'ابرو'ست۔

اختہ بیگی[8] و اختہ چی: لفظِ ترکی است بمعنی داروغۂ اصطبل، از نصابِ ترکی معلوم شد و علامی فہامی[9] در 'آئینِ اکبری' نیز نوشتہ و اختہ، خانۂ طویلۂ اسپاں۔ حکیم شفائی:

غربالِ رخت اجارہ کردہ
سرگیں بیزی اختہ خانہ

شفائی:

در اختہ خانۂ عالم چو اُو حمارے نیست
خرے کہ چوں تو جمادی کشد بہ پالانش

و شعرا 'اختہ' بمعنی اسپ آرند۔ سلمان ساوجی:

---

(۱) ب: من (۲) ب: او
(۳) 'غیاث اللغات'، 'اُخ: ... تیر کہ از کمان اندازند'، 'چراغِ ہدایت': اوخ
(۴) م: زمان (۵) م: تیز
(۶) م: نفس، صحیح از ب (۷) 'چراغِ ہدایت': درد
(۸) م: بیکی (۹) م: فہامی

شب قضیمِ اختگانت ز ارتفاعِ سنبلہ
می کند حاصل بدوشِ کہکشاں می آورد

قضیم، بضادِ معجمہ، جوِ سبز کہ ستور را دہند؛ یکے از اہلِ ایران می گفت کہ اختہ خانہ جاے است کہ اسپِ دفاتر را در آنجا اختہ کنند، واللہ اعلم بالصواب۔

اختر: معروف؛ و علمِ درایت۔ (ک)۔ طالب آملی:

زند[1] خنده از یمنِ آثارِ علوی
سرِ خامہ بر اخترِ کاویانم

(۱) م: زنده

تناظرِ الف از منظرِ راے مہملہ:

ارده: بفتحِ اوّل و را و دالِ مہملتین؛ کنجد را در آسیاے مخصوصے، کہ 'ارده آسیا'ش گویند، آس کنند و چیزے بقوامِ عسل ازاں حاصل کنند، آں را با قند و نبات و خرمہ و شیرہ آمیختہ خورند و حلواے کہ ازاں سازند آں را 'حلواے ارده' گویند و چوں آب در ارده ریزند چشمہ چشمہ شگفتگی ازاں ظاہر شود۔ (ع)۔ مجد الدین علی قوسی نوشتہ کہ "آرد آس کردہ مثلِ آردِ گندم و جو و امثالِ آں آرد است و آردِ مائع مثلِ کنجد و مغزِ بادام، ارده"؛ انتہٰی کلامہ۔ میر ابوالبرکات منیر در ہجوِ اکولی گوید:

آنچناں از ثناے[1] ارده شگفت[2]
کہ سخنہاے چرب و شیریں گفت

فوقی یزدی:

رنداں اگر ز دورۂ کون ارده می خورند
فوقی نبات می خورد از مرجانِ کس

ارجاف: بالکسر، خبرہاے دروغ افگندن و

اراجیف: خبرہاے واہی۔ (ک)۔ ظہوری:

نبودیم مردِ اراجیفِ عقل
خبر را ز خود بیخبر ساختیم

اُردک[3]**:** بضمِ اوّل و سکونِ راے مہملہ و فتحِ دالِ مہملہ و کافِ تازی؛ لغتِ ترکیست، بمعنیٰ 'مرغابی'۔ (ر)۔

(۱) م: ثناے (۲) م: بشگفت، صحیح از ب
(۳) ترکی لغت میں اس کے چار معنی دیے گئے ہیں۔ [جمجاری]

شاہ طاہر:

آنکہ از صولتِ سرپنجۂ شاہین و عقاب
بالِ طاؤسِ فلک را شکند چوں اُردک

اُردک پَرانی: ظرافت و استہزا کردن۔ سلیم در قطعہ[1] گوید:

چناں برقِ خصومت شد جہانتاب
کہ اردک می پراند موج از آب

سعید اشرف:

بفوجِ طائرانِ آسمانی
کند موج از غراب اُردک پرانی

بعضے گویند، 'بجنگ پیش آمدن' و 'ضراط زدن' نیز۔
نعمت خان عالی:

بگرفت گلہ ز فرقِ شاہین
تا از کونش پراند اُردک[2]

لوطیاں گویند، 'چناں ضربِ دستے بر سرش زدم کہ اُردک از کونش پراندم'۔

ارابہ[3]: گردوں۔ میلی:

پے فرشِ درگاہِ اُو با ارابہ[1]
ہمی آورد سنگِ مرمر شگوفہ

ارباب: لفظِ عربیست، بمعنی معبود، باصطلاحِ اہلِ ولایت رئیسِ دِہ را گویند؛ باغماضِ نظر از معانیِ جمع، ابوتراب فرقتی انجدانی گوید:

دلِ خوں گشتہ[2] کہ اربابِ دو عشرت بود
روزگاریست کہ در مزرعِ غم برزگر[3] است

ارسال: لفظِ عربیست بمعنی فرستادن، فارسیاں بر تحفہ و سوغات استعمال کنند و در ہند ہم بدیں معنی معروف است۔
سالک یزدی:

ارسالِ نیازم ہمگی نازِ تو رو کرد
من خوب فرستادم و[4] اُو خوب فرستاد

ارغون و ارغن: بغینِ معجمہ؛ نامِ سازِ رُومیاں کہ واضع آں افلاطون حکیم است۔ (ر)۔ ظہوری در صفتِ قلم گوید:

بکسلانید[5] ز ارغنونِ صریر[6]
تارِ قانون و[7] شہرتِ ارغون

مغانی بلخی:

گر جوشِ گریہ[8] مُہرِ خموشیم بشکند
پس[9] پیشِ نالہ در رگِ ارغن برآورم[10]

ارغون: قومے از ترکان است و نامِ پادشاہے نیز؛ از کتبِ

[گذشتہ سے پیوستہ]

Ordek: (1) duck, (2) urinal (for using in bed), (3)slang: block-head, stupid, (4) chauffeur's slang: costomer picked up on the way (on a long journy).

(۱) م: قطعہ، ب: قطعیہ
(۲) نیز ب: (ملا فوقی یزدی):

نخواں بر من نوا اے زاغِ گردوں
کہ می پرّاندست صد اُردک از کوں

(۳) ب نے کسی قدر بحث کر کے صحیح لفظ 'عرادہ' قرار دیا ہے، جب کہ 'غیاث اللغات' نے دلیل کے ساتھ 'غرادہ' کو صحیح کہا ہے۔

---

(۱) ب: عرابہ
(۲) م: کشتہ
(۳) م: برزکر
(۴) م: 'و' نہیں ہے۔ صحیح از ب
(۵) م: بکسلانید
(۶) م: حریر، صحیح از ب
(۷) ب میں 'و' نہیں ہے۔
(۸) م: گریۂ
(۹) ب: بس
(۱۰) م: برادرم

تاریخ معلوم شدہ، سَند بالا گذشت، واز ظفر نامۂ شرف الدّین علی یزدی نام جاے نیز معلوم می شود۔

اَرَضہ: مور چہ ایست کہ کتاب و پشمینہ و نمد را می خورد، جلال طباطبا (فقرہ):

یعنی اگر کسے کتاب بخرد اَرَضہ وار کتاب بخورد۔

آرش[1]: بالمدّ والقصر و راے مہملہ و شینِ معجمہ؛ نامِ سلاحدارِ طہماسپ، بادشاہِ ایران کہ تیرِ حکمت راست کردہ بود۔ (ک)۔ درویش والہ ہروی:

سلطانِ سلاطیں فش، جمشیدِ کماں آرش
بہرامِ زحل ترکش، لشکر کشِ ایراں را[2]

ارنی: بکسرِ راے مہملہ منصوص است، فارسیاں بسکون نیز آرند۔ سالکاے یزدی:

مرغ ارنی گو[3] ز شوقِ لن ترانی می پرد
پیشِ موسیٰ خار خار وادیِ ایمن گلست[4]

ارتنگ[5]: نگار نامۂ[6] مانی کہ آنرا ارژنگ، بتقدیمِ

(۱) م: ارش

(۲) ب نے اِس کے چار مصرع بنائے ہیں۔ (۳) م: کو

(۴) ب نے اِس شعر کے علاوہ حسن بجزی [ب میں 'بجز ی' نہیں 'سنجری' (س ن ج ر ی) لکھا ہے، جو غلط ہے۔ ملاحظہ ہو، دیباچۂ دیوان حسن بجزی، ص ١٦، مرتبۂ مسعود علی محوی، دکن] کا یہ شعر بھی دیا ہے:

ربِّ ارنی نے ہمیں سر بر زد از موسیٰ و بس
کیں زماں ہم طالباں از غیب سر بر کردہ اند

لیکن یہ شعر حسن کے مذکورہ دیوان میں نہیں ہے۔

(۵) م: ارتنگ

(۶) صحیح: نگار خانہ، 'غیاث اللغات' نے بھی بحوالۂ 'برہانِ رشیدی' یہی لفظ لکھا ہے۔

راے مہملہ بزاے معجمۂ عجمی، نیز گویند و بدیں معنی مشہور است، نامِ مانی نیز۔ درویش والہ ہروی:

بطق، بادِ بہاری، بچہرہ فروردیں[1]
بود چو خانۂ ارتنگ[2] از تو خانۂ زیں

(۱) م: فروردی (۲) م: ارتنگ

تناظرِ الف از منظرِ رائے مہملہ:

از آسمان چیزے بہ زمیں کشیدن و آوردن: کارِ ممتنع الوقوع (و)(۱) غیرممکن سرانجام دادن۔ (ع)۔
مخلص کاشی:

کمندِ جلوۂ نازِ تو جذبہ اے دارد
کز آسماں بہ زمیں می کشد مسیحا را

نظام دست غیب:

ذوقِ وصال نیست مرا، ورنہ آہِ من
آرد ز آسماں بزمیں آفتاب را

از بھرِ توتیا نیافتنِ چیزے: مبالغہ در قحطی و نایابی آں۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

از بہر توتیا نتواں یافتن درو
چندانکہ چشم کار کند در رہ(۲) غبار

از بھرِ دوا نیافتن(۳): ہم دریں معنی در کلامِ اساتذہ بسیار است۔

از بُنِ دندان: کنایہ از کمالِ طوع و رغبت است۔ (م)۔ میلی:

خواہد کہ خدمت از بُنِ دندان کند ترا
زیں آرزو مہِ تو گشت است چوں ہلال(۴)

تصحیح

(۱) م: واو نہیں ہے، تصحیح قیاسی
(۲) ب: ذرّہ، کلیاتِ صائب (لکھنؤ) میں یہ شعر نہیں ملا۔
(۳) ب میں پورا محاورہ یوں ہے: از بھرِ دوا نماندن چیزے
(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

از بُزِ نر شِیر دوشیدن: مثلے است مشہور بمعنی امرِ غیرممکن بظہور آوردن۔ (ع)۔ حاجی قدسی (رُباعی):

نابینا را، عشق کند صاحب دید
توفیق از وست ماقُبی گفت و شنید
آرے، مثلست آنکہ(۱) دلش گر خواہد
شِیر از بُزِ نر شباں تواند دوشید

از پرکار افتادن: ضائع و بے کار شدن۔ (ج)۔ بلے، پرکار بمعنی سامان و نظام است۔ فیضی فیاضی:

با حرفِ تو چوں بیفتدم کار
پرکارِ قلم فتد ز پرکار

میرزا صائبا:

تا نیفتادست از پرکار غربالِ بدن
خرمنِ خود را بچندیں چشم از غش پاک کن(۲)

[گذشتہ سے پیوستہ]
نیز ملاحظہ ہو مختاری (دیوان، مطبوعۂ ایران، ص ۵۵۴، ترکیب بند در مدح امیر عضدالدولہ شہنشاہ بولی):

ہر کت بزباں تکلف از بُنِ دنداں
آبِ دہنش خوں شد و جانش بلب آمد

ظہیر فاریابی (کلیاتِ ظہیر، نول کشور، ص ۹) در مدح نصرۃ الدین ابوبکر بن محمد:

بعونِ عصمتِ حق دولتِ چناں بادا
کہ چرخ از بُنِ دنداں شود مسخر او

خاقانی (قصائد خاقانی، لاہور، ص ۷۱):

دندانہ ہر قصرے پندے دہدت نو نو
پند سرِ دندانہ بشنو ز بُنِ دنداں

(۱) ب: اینکہ
(۲) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

از پوست برآوردن (۱) **و بیروں کشیدن:** پوست کندن کہ بتازی تسلیخ گویند۔ شاعر (۲) گوید:

غنچہ زد لافِ لطافت با دہانِ تنگِ دوست
زاں صبا تند آمد و آورد بیرونش ز پوست

طالب آملی:

زاں سُو ہوس نشانہ (۳) من می دہد لباس
زیں سُو فنا ز پوست بروں می کشد مرا

از پوست برآمدن (۴)**:** کنایہ است از کشفِ حالِ خود کردن واز خودیِ خود برآمدن۔ (ر)۔
فیاضی (۵) لاہجی:

در ادائے دردِ دل چندانکہ امشب پیشِ یار
ہمچو اشک از پوست بیروں آمدم، باور نداشت

میرزا صائبا:

غنچہ از پوست برون آمد و ما بے درداں
جامہ اے چاک نکردیم دریں فصلِ بہار

وکمالِ شگفتگی وشادی۔ طالب آملی در تہنیتِ صحتِ ممدوح گوید:

تا مبارک تنت از درد بیاسود، ز شوق
اہلِ دل غنچہ وش از پوست بروں آمدہ اند (۱)

از پیشِ کسے و از بوِ کسے: یعنی از طرفِ اُو بے تحریک وتعلیمِ غیر۔ (ع)۔ عالی:

دلِ ما ایں ہمہ بیداد (۲) ز تو چشم نداشت
نیست از پیشِ خود البتہ بایمائے کسے است

خان خالص:

ندید کس کمرِ تنگِ دل ستانِ ترا
مصوّر از برِ خود می کشد میانِ ترا

از پیشِ خود گرفتنِ چیزے: مشغول ومتوجہِ آں شدن۔ (ع)۔ حاجی قدسی:

از چہ خاکے اے دلِ ویراں کہ از روزِ ازل
ہیچ کس از پیشِ خود نگرفت تعمیرِ ترا

از پیشِ پائے کسے برخاستن: بہ تعظیمِ اُو برخاستن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

ما خویش را سبک پے دنیا نکردہ ایم
از پیشِ پائے باد نخیزد غبارِ ما

[گذشتہ سے پیوستہ]
نیزب، ظہوری (رُباعی):

یک چند بمقاشِ ترا کار افتاد
دستے بکش از گردنت ایں بار افتاد
اکنوں دہنت مرکز و خط دائرہ است
مقراض در اصلاحِ زبر کار افتاد

(۱) ب: بیروں آوردن
(۲) مولانا بنائی
(۳) ب: بسایۂ
(۴) ب: بیروں آمدن
(۵) ب اور تذکرۃ الشعرا (غنی) میں فیاض ہے۔

(۱) نیزب، خواجہ سلمان (ساوجی):

کمندِ پیچ پیچ آرد سر اندر حلقہ چو ثعباں
سنانِ سرفراز آید بروں از پوست چوں ارقم

صائب:

صد بار تا ز پوست بیائی بروں چو مار
چشمِ تو بے حجاب نہ افتد بروے گنج

صائب:

چوں غنچہ محال است کہ از پوست بر آید
چنداں کہ دریں سبز حصار ست دلِ ما

(۲) بیدار، صحیح از ب

از جا برداشتن کسے را: ترقی دادن و مرتبہ اش افزودن، مرادفِ از خاک برداشتن۔ (ح)۔

سالک یزدی:

رفعتِ دنیاے دوں معراجِ پستیہا بود
گشت قاروں ہر کرا برداشت از جا آسماں

از ترسِ ہندوانہ افگندن: مرادفِ بیضہ افگندن کہ آں خواہد آمد۔ (ح)۔ یحییٰ کاشی:

یا(۱) ہندوانہ ہا فگن از ترسِ زبیم
مکدر ز دوستی چو من از بہرِ خربزہ

از جا آمدن و بیروں آمدن و رفتن و شدن: از خیر برآمدن و بے حوصلگی کردن۔ (ح)۔ واعظ قزوینی:

ز بارِ غم چہ پروا لیک یار آید چو در گفتن
ازاں ترسم کہ از جا در نیایم از گرانیہا

محسن تاثیر:

بیروں نیامدیم بمہرِ خساں ز جا
کز کیں بخاطرے نہ نشیند غبارِ ما

فوجی نیشاپوری:

آسماں مانندِ طفلاں زود از جا می رود
یک سخن گفتیم و دانستیم پیرِ جاہل است

باقر کاشی:

بوقتِ غضب دوست را آزماے(۲)
گر(۳) از جا نشد جاں فشانش بپاے

از جا برآوردن و بُردن، متعدیٔ مذکورہ۔ محسن تاثیر:

---

(۱) ب: تا
(۲) 'را از ما' صحیح از ب
(۳) م: کر

نباشد ہیچ در یکجا قرارم
عجب شخصے مرا از جا برآورد

رفیع واعظ علیہ الرحمہ:

چنیں کہ پاے فشرد است بارِ تمکینش
کہ می تواند برونِ ز جا دلِ ما را(۱)

از چشم کسے و از کسے چیزے دیدن: ظہورِ آں از پہلوے اُو دانستن۔ (ح)۔ بیانا:

ترا می خواہم اے داغِ جنوں رُویت سیہ گردد
من ایں آتش کہ در سر دارم از چشمِ تو می بینم

طالب آملی(۲):

سپردم خویش را با محرمانت(۳) پاسداری(۴) غم
گر(۵) از عیشم رسد گردے بداماں، از تو می بینم

از چوب و از چوبِ خشک و از سنگ تراشیدن و از(۶) زیرِ سنگ و از سنگ پیدا کردن و بیروں آوردن: بہم رساندنِ چیزے(۷) از جاے کہ حصولِ آں از آنجا توقع نداشتہ باشد۔ (ح)۔

زلالی در 'آذر و سمندر' گوید:

آنجا کہ غمانش در تلاشند
عاشق از چوب می تراشند

---

(۱) نیز حافظ (مرتبہ قزوینی، ص ۸۸):
اگر نہ بادہ غمِ دل ز یادِ ما ببرد
نہیب حادثہ بنیادِ ما ز جا ببرد
(۲) م: عالمی (۳) م: لمحرمانت
(۴) ب: پاسدارا ے (۵) م: کز ز
(۶) م: واز زیر
(۷) م: چیزی کہ، اس میں 'کہ' زائد ہے

حاجی قدسی:

ز چوبِ خشک خوباں می تراشند آشنا قدسیؔ
مگو چوں زلفِ شاں از شانہ ہر سو محرمے باشد

میرزا صائبا:

ندیدم محرمے چوں کوہکن تا دردِ دل گویم
بہ شیریں کاریِ صنعت ز سنگ آدم تراشیدم

مخلص کاشی:

گر شود آئینۂ دل آب، حسنت را چہ باک
می کند پیدا ز زیرِ سنگ حیرانے دگر

وحشی:

دمبدم از درد وحشی سنگ بر دل می زند
ہر زماں[۱] دردِ دلے از سنگ پیدا می کند

وحید:

کے تواند بر رُخِ فرہاد، خسرو راہ بست
زورِ عشق از سنگ می آرد بروں معشوق را

'از سنگ پیدا شدن' لازم مِنہٗ۔ نعمت خان عالی:

سخت روییہا ز مردم چوں کشم از بہرِ رزق
روزیِ دیوانگاں از سنگ پیدا می شود

از دنبل[۲] دولت آمدن: گویند ہر کرا دنبل شود دولت بہ اُو[۳] رُوے آورد۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

ضررے نیست کہ سُودے ز تپش گل نکند
دنبلِ[۴] غنچہ بدنبال زرِ گل دارد

سعید اشرف:

ز رنجش راحتِ گیتی مہیا
چناں کز دنبل[۱] آید چرکِ دنیا

'چرکِ دنیا' کنایہ از دولتِ دنیوی است۔

از دستِ ہم ربودنِ چیزے: کنایہ از نہایت عزیز بودنش۔ (ع)۔ میرزا صائب:

بپاکِ چشمیِ من شیشے ندارد باغ
ز دستِ ہم بربایند گل عذارانم

از دہان و سر زیادہ است: یعنی فوق حالت واستعداد است۔ (ع)۔ شفیعائے اثر:

بعید نیست چو دندانِ فیل از ہندو
کہ حرفہائے زیاد از دہن کند اظہار

وحشی:

سجدۂ درگہش اے چرخ زیاد از سرِ تست
مکن ایں بے ادبی، راست کن ایں پشتِ دوتا

چنیں ہم گویند کہ فلانے دہنِ آں دارد، یعنی استعدادِ آں دارد۔ (ع)۔ طغرا:

مزن اے غنچہ لافِ نازکی تنہا دریں گلشن
زباں بکشا (تو)[۲] برآں شکریں[۳] لب گرد ہاں داری

از دور بوسہ زدن: کنایہ از نہایتِ ادب و تعظیم۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

عزّتِ داغِ جنوں دار کہ فرماں دہِ عقل
بوسہ از دور بریں مہرِ ہمایوں زدہ است

---

(۱) م: زباں، تصحیح از ب
(۲) ب: دُبل، 'فرہنگِ عمید' میں بھی دُبل ہی ہے۔
(۳) م: درو، تصحیح از ب (۴) ب: دُبل

(۱) ب: دُبل (۲) م: 'تو' نہیں ہے، تصحیح قیاسی
(۳) م: شکرایں

محسن تاثیر:

دور باشِ حُسن را نازم کہ ماہ و آفتاب
بوسہا از دور بر لبہاے بامش می زنند

ازرق[1] شامی: نام شخصے است کہ در قتلِ امام الشہدا، علیہ التحیہ والثنا، معاضدِ شمر علیہ اللعنہ، شدہ بود۔ (ع)۔ تاثیر:

ہر صبح بچشمِ فلکِ تیرہ[2] حرامی است
ہرشام بہم چرخِ کبود ازرقِ[3] شامی است

از راہ دور آمدہ و رسیدہ: کنایہ از مضمون تازہ و خیالِ نازک، بعضے گویند، عبارت است از مہمانِ عزیز۔ سلیم:

چوں مصرعے ز من شنوی عزتش بدار
از راہ دور آمدہ موزونِ[4] تازہ ایست[5]

میرزا معز فطرت:

از راہِ دور می رسد ایں گوہریں متاع
غافل مباش از سخنِ دیر دیرِ ما

از زیرِ سنگ بیروں آمدن: از مُہلکۂ شدید خلاص یافتن۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

آمد ز زیرِ سنگ بروں ہر دلے کہ ریخت
بر خاک میوہ ہاے تمناے خام را

از زبان و صدا افتادن: مجالِ سخن نداشتن۔
رفیع واعظ علیہ الرحمہ:

از بس بحالِ واعظِ دل خستہ نالہ کرد
افتاد از زبانِ قلم ہرزہ نالِ ما

(۱) م: ارزق (۲) م: تیر؛ ب: تیرہ
(۳) م: ارزق (۴) ب: مضمون
(۵) م: است، ب: ایست

سندِ دوم در آوازہ نشستن گذشت۔ از زباں افگندن، متعدِ منہٗ۔ میرزا صائبا:

نرگسِ مستانہ اش از سرمۂ شرم و حیا
شوخ چشمانِ ہوس را از زباں افگندہ بود

از سر وا شدن و گشتن[1]: جدا شدن۔
میرزا جلال اسیر:

بلاے شب جمعہ واگشتہ از سر
خماریم ساقی بدہ مے بدہ مے[2]

'از سر وا کردن'، متعدی منہٗ۔ شفیع اثر:

از تو یارانے کہ دردِ خود مداوا کردہ اند
وقتِ راحت ہمچو تعویذت ز سر وا کردہ اند[3]

'از سر باز شدن و کردن' نیز؛ چہ 'وا' و 'باز' مرادف ہم اند۔

از سر در رفتن و بدر شدن و بدر رفتن و[4] از سر شدن و رفتن: از حد تجاوز کردن، چوں پیمانہ و سبو و دیگ از سر لبریز شدن آں باشد آبے کہ آنچہ در وہست[5]، بریزد۔ مخلص کاشی:

(۱) م: بگشتن
(۲) جلال اسیر کی کلیات (نول کشور) میں یہ شعر نہیں ملا۔
(۳) ابوطالب کلیم کا یہ شعر بھی ملاحظہ ہو:

اگر مرد رہی، نعلینِ خارسی در پا کن
قدم از سر کن و سوداے منزل را ز سر وا کن

(ص ۲۹۸)

نیز:

نیستم راضی کہ سر بر کرسیِ زانو نہم
تا ہواے سربلندی را ز سر وا کردہ ام

(ص ۲۸۱)

(۴) م: واو نہیں ہے۔ (۵) م: در وہست، تصحیح از ب

برنگ (۱) ظرفے چو من چندیں مپیما جامِ لطف
بیم آں باشد کہ از سر در رود پیمانہ ام

زلالی:

بےِ عشقش، چو شور بام و در شد
پیالہ تنگ بود از سر بدر شد

ظہوری:

رفتیم ز سر بدر، خوشا حال
مستیم ز جرعۂ ایاغے (۲)

نعمت خان عالی:

از سر شدنِ نشاہ گذشتم ز سرِ خود
ساقی بسرِ من برس و جامِ دگر دہ (۳)

کلیم:

مبادا آتشِ سودائے کس زینگونہ تند افتد
ز جوشِ گریہ ام چشمے است چوں دیگو (۴) ز سر رفتہ

سعید اشرف:

گوئیا از سر بدر رفت است آبِ جدولش
کایں چنیں گلزار اشعارش خراب افتادہ است

'از سر بدر بُردن' متعدی ٔ۔ ظہوری:

ساقی از سر مرا بدر برد است
نطق (۵) سرشار و جامِ سرجوشت

---

(۱) م: تنگ
۲) م: شعر کو مصرع بنا دیا ہے، تصحیح از دیوانِ ظہوری (ص ۲۳۴)۔ غزل کا مطلع ہے:

گردید ز سر مرا فراغے
آمد جگرم بکار داغے

۳) م: وگردہ
(۴) دیوان میں 'ریگ' ہے، جو غلط ہے۔ (ص ۳۰۹)
۵) دیوانِ ظہوری میں 'لطف' ہے۔

از سُفتِ سوزن گذشتن: مرادف **از سرِ سوزن بروں شدن** کہ آں معروفست ونیز در اظہارِ تلوّنِ حال گویند کہ فلانے گاہ از سُفتِ سوزن می گذرد وگاہ (۱) از توے (۲) علیقاپے (۳) نمی تواند گذشت۔ (ع)۔ شانی تکلو:

ستم کہ در فلک از فربہی نمی گنجد
ز سُفتِ سوزنش از لاغری گذار آمد

سُفت، بضم، سوراخ کوچک عموماً، وسوراخ سوزن خصوصاً۔ (و)۔
وحشی در صفتِ اسپ گوید:

چناں زاں بگذرد کش کج نگردد موے بر پیکر
بسفتِ سوزنش رہ گر (۴) چو تارِ ریسماں باشد

از شاخ پیوست کردن: پیوند کردنِ نہال کہ آنرا **برگ پیوند** نیز گویند وآں خواہد آمد۔ (ع)۔
علی نقی کمرہ (۵):

درختِ عیش ما پیوستہ بار آرد بہ محنت
کندگر بوستاں پیَراز (۶) شاخِ خلد پیوستش

از صحرا یافتن و جستن و آوردن: مفت ورایگاں یافتن۔ (ع)۔ سلیم:

ہچو مجنوں ناتوانی از کجا، عشق از کجا
یافت از صحرا مگر دیوانہ جانِ خویش را

سعید اشرف:

---

(۱) م: کاہ (۲) م: توئی
(۳) م: میقاپی، تصحیح از 'غیاث اللغات'، ترکی میں 'تاپی' دروازے کو کہتے ہیں۔
(۴) م: کر (۵) صحیح 'کمرہ ای'
(۶) م: پیراز

گہے بہ مجنوں یا بہ فرہادش برابر می کنیم (۱)
ما مگر دیوانۂ خود را ز صحرا جستہ ایم

لمؤلفہ:

می کند پامال و در چشمش نمی آرد دلم
خارِ کوے یار را گویا ز صحرا جستہ است

تقی الدین اوحدی:

ز صحرا نیاوردہ بودیم دل را
کہ از ما ربودی، بصحرا فگندی

و جُستن، بمعنی یافتن بسیار آمدہ؛ صائبا:

نیست در راہِ نسیمِ مصر صائب چشمِ ما
ما بکنعاں، یوسفِ گم گشتۂ خود جستہ ایم

شفیع اثر:

مرا نبود گمانِ مدد ز طالعِ خویش
چو گنجِ جستہ چراغم ز غیب شد روشن

شانی تکلو:

در پیشِ شمعِ رُوے تو ترکِ چراغ گفت
پروانہ (۲) اے کہ جُستہ بصد آرزو چراغ

والہ ہروی:

کردہ جا مانندِ معنی تا در اجزاے (۳) علوم
جُستہ در آئینہ کارِ آگہی چوں نور، جا

از غلاف برآمدن: بے حجاب شدن۔ (ع)۔ سند در محاورۂ 'بر سرِ آن و ایں' خواہد آمد۔

از کسے کسوت و جامہ داشتن: کنایہ است از مرید و خلیفۂ او بودن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

گوئی (۱) از پیکِ نگہ قاصدِ ما کسوت داشت
کہ بقدرِ مژہ برہم زدنی باز آمد

شوکت:

طوطیم جامۂ حُسن آئینہ از من دارد
بالِ من خلعتِ سبزے بقدِ آئینہ است

از کسے کشیدن و برداشتن: جور و ستم او برداشتن۔ (ع)۔ بیانا:

کباہم کردی از آہِ پیاپے
دلا چند از تو می باید کشیدن

فرح اللہ شوستری:

چشمِ تو چہ داند کہ از و ما چہ کشیدیم
از نشاءِ خودے چہ خبر داشتہ باشد

طالب کلیم:

بُردباری چیست جور از دشمناں بردن کلیم
ورنہ جاں پرورنست از دوستاں برداشتن (۲)

از کفِ دست مُو برآمدن: کنایہ از وجود گرفتنِ امر ممتنع الوقوع، در مقامِ تعلیقِ محال بمحال (۳) گویند۔ (ع)۔

میرزا صائب:

---

(۱) م: دونوں مصرعوں میں صیغۂ واحد متکلم ہے (کنم، جستہ ام)۔ تصحیح از ب
(۲) م: پروانہ
(۳) م: اجزائی

---

(۱) م: کوئی
(۲) کلیم کی اس غزل کا مطلع ہے:

چیست کارم، زخمِ کاری ہر زماں برداشتن
وز خدنگِ جورِ او زخمِ سناں برداشتن
(دیوان، ص ۳۰۲)

(۳) م: بمجال

زنند چوں خطِ مشکینِ تو نقشے بر آب
مُو بر آید زکفِ دست اگر مانی را

از کسے ذخیرہ داشتن(۱): شکوۂ اُو در دل گرفتن۔ (ع)۔ ایما:

در کیشِ اہلِ ہمت، فکرِ ذخیرہ کفر است
از ہیچ کس نباشد در دل ذخیرہ ما را

ذخیرہ(۲) بمعنی شکوہ مستعمل است۔ شانی تکلو(۳):

تن در دہم بہجر ازیں پس کہ نالہا
یک یک ذخیرہ ہائے دلم از زباں کشید

والہ ہروی:

مرو بہ بزمِ(۴) بزرگاں کز اختلاطِ اکابر
ذخیرہ اے نتواں برد جز ذخیرۂ خاطر

شفیع اثر:

مدّعی را(۵) ذخیرۂ خاطر
سبز شد ہمچو دانہ در انبار

از کیسہ رفتن: ضائع شدن و گم گشتن(۶)، بر شخص و غیر شخص اطلاق کنند۔ (ع)۔ زلالی در حسنِ گلوسوز گوید:

بے غمِ اُو عمر خطا می رود(۷)
روز و شب از کیسۂ ما می رود

صائبا:

چو گل زخوردۂ من رُوے باغ رنگین است
روا مدار کہ از کیسۂ بہار روم

(۱) ب: از کسے ذخیرہ در دل داشتن
(۲) م: ذخیرہ (۳) م: تکلم
(۴) م: مرد تیر، تصحیح از ب (۵) ب: از
(۶) م: کشتن (۷) م: میرود

شفیع اثر:

نقدِ عمرِ خویش را صرفِ عزیزاں کردہ ایم
ہر کہ از یاراں رود از کیسۂ ما رفتہ است

ونیز 'از گرہ رفتن' مرادف آنست و ایں ترجمۂ محاورۂ ہندیست۔ میرزا صائبا:

خوں می چکد ز غنچۂ منقارِ بلبلاں
زیں نقدِ تازہ کز گرہِ روزگار رفت

از گلو کشیدن: مرادف از حلق کشیدن و آں پُر معروفست۔ مخلص کاشی:

اگر از سینہ بے یادش برآید
نفس را از گلو باید کشیدن

از ہم گذشتن: مُردن و از یک دیگر جدا شدن۔ (ع)۔ درویش والہ ہروی بہر دو معنی بستہ:

باایں ناامیدی از و کم گذشتیم
چو از ہم گذشتیم، از ہم گذشتیم

از ہم گذشتنِ کار و معاملہ: آخر شدن و فیصل گشتنِ آنست۔ (ع)۔ محمد قلی میلی:

گر چنیں خونِ دل از دیدۂ پُرنم گذرد
دیدہ برہم(۱) خورد و کارِ دل از ہم گذرد

باقر کاشی:

خرابِ مجلسِ دارالقضائے میکدہ ام
کہ صد معاملہ از ہم بیک پیالہ گذشت

از ہوا گرفتن: از جائے کہ غیر ممکن باشد، چیزے حاصل

(۱) م: پُرہم

کردن ۔ (ع) ۔ نظام دست غیب:

مُرغے کہ بود بر تنِ او بال و پر عذاب
تا نامِ نامۂ تو شنید، از ہوا گرفت

ازین و ایں: معروف، وبدلِ ازیں چنین و ایں چنیں واقع شود۔ وحشی:

چرخ گوید چہ کشم پیشِ تو دُر ہاے نجوم
در زوایاے ضمیر [1] تو ازیں بسیار است

ظہوری در تعریفِ عمارتِ شاہ نواز خان گوید (رُباعی):

عالی ہمت بناے پستی نکند
ایں طرح بجز دراز دستی نکند
برخاستہ اند گاو و ماہی بفغاں
سنگین است بنا، زمیں نشستی نکند

(۱) م: صمیر، تصحیح قیاسی

تناظرِ الف از منظرِ سینِ مہملہ:

اسپ افگن: بہادرے کہ یکہ بر غنیم زند۔ (ع)۔
والہ ہروی:

اسپ افگنِ میدانِ دلیری بدلیری
درہم شکنِ جوشنِ فولاد بفولاد

اسپ را لجام انداختن: رام کردنِ اسپ توسن، واز بےخبری باز آوردن۔ ابونصر نصیراے بدخشی:

آہِ ما رُو بفلک کرد کہ مانع گردد
توسنِ سرکشِ ما را کہ لجام اندازد

استخارۂ ذات الرقاع: استخارہ در لغت، طلب کردنِ خیر است از خدا، و فی الاصطلاح فال گرفتن، و ذات الرّقاع نوعے ست از استخارہ کہ براے استخارۂ ارتکابِ امرے بر رقعۂ [1] 'اِفعل' و بر رقعۂ دیگر 'لاتفعل' نوشتہ آں رقعہا را پیچیدہ زیرِ گوشۂ مصلّی گذارند۔ بعد اداے نماز چشم پوشیدہ یکے را از آں دو رقعہ بردارند، از امر و نہی ہرچہ بر آید، بداں کار کنند۔
محسن تاثیر:

من و لباسِ تجرد کہ خرقہ پوشیِ من
باستخارۂ ذات الرّقاع خوب آمد

آں را 'قرعۂ ذات الرّقاع' ہم گویند۔ عالی:

چشم و رُویش بوسہ داد اندر وداع
اذن ہم چوں قرعۂ ذات الرّقاع [2]

(۱) یعنی 'رقعہاے': ایک رقعہ
(۲) ب: ذات القراع

أستان: به پشت باز افتاده۔ (ر)۔ منیر در 'رزمیہ' گوید (فقره):

ستیزه جویاں بر آستانِ [۱] اجل استاں می خوابیدند۔

استخوانِ سنگیں: بالاضافہ، نجیب وشریف، چہ استخوان بمعنی اصل ونسل آمده۔ (م)۔ اسمٰعیل ایما:

خواہم از براے دل دلبرے بتمکینے
بہر ایں ہما باید استخوانِ سنگینے

استخوان دار: محکم وقائم۔ (ع)۔ ناظم ہروی:

ریاضت است سبب گفتگوے محکم را
کسے کہ خشک بود خرش استخواں دار است

اسپ یام: بیاے ٹھکی، اسپے کہ براے ڈاک چوکی در منازل گذارند۔ (ر)۔ علامہ فہامی [۲] در طلب فرمودنِ عرش آشیانی میرزا کوکہ را، گوید (فقره):

از گجرات باسپ یام طلب فرمودند تا از پیش قدماں رونق افزاے معاملہ وداع گردد۔

استاده: معروف، ودر ہند چوبے را، کہ سائبانِ خیمہ برآں نصب کنند، گویند۔ خان آرزو:

آسماں شد باشکوهِ اوّل ز عاجز نالیم
خیمہ اش برپاے از استادهٔ آهِ من است

مؤلف در فارسی بودنِ آں متردّد است، زیرا کہ نہ در کتبِ متداولۂ لغت بدیں معنی دیده ونہ در شعرِ اُستادے بنظر در آمده، ظاہرًا خان آرزو لفظِ ہندی بستہ باشد، لیکن مصنفِ 'بہارِ عجم'

(۱) م: استان (الفِ ممدوده کی بجاے الف)
(۲) م: فہامے

کہ از معتقدانِ اوست، با دّعاے فارسی [۱] بودنِ آں بدیں معنی آورده وبہمیں شعر متمسک گشتہ۔ اے کاش بشعراے ایرانی کہ زبان‌دانیِ فارسی حقِ ایشان است، تمسک می جست تا تردّد از میان برمی خاست۔ من ادعی فعلیه السند۔

اسلیمی خطائی: گره بندی و [۲] در نقوش کہ آں را در عرفِ ہند رومی [۳] گویند۔ اشرف:

خطِ پیشانیم را داغِ سودا در بغل دارد
بریں [۴] سرلوحِ اسلیمی خطائی ایں چنیں باید

اسلیمی و سلمی تجانیز۔ حسن رفیع در تعریفِ نقاش گوید:

در اسلیمیِ اُو گره ہاے کار
بود از طراوت دُرِ شاہوار

سالکاے یزدی:

خطا باشد اگر بندی بدل نقشِ خطائی را
گرت لوحے بود سلمی تو از اسلام پردازی [۵]

اسیرخانہ و اسیرجاے: زنداں خانہ۔ (ع)۔ محتشم کاشی:

تا در اسیرخانۂ آں زلف بود غیر
من در شکنجہ بودم و اُو در عذاب بود

حیاتی گیلانی [۶]:

نگارخانۂ چین است ایں [۷] نہ زلف ورُخ است
اسیرجاے دل است ایں نہ طرّهٔ گیسوست

(۱) ب میں تو 'ہندی' ہی لکھا ہے اور ایسا کوئی دعوٰی نہیں کیا کہ یہ فارسی ہے۔ اس کی عبارت ہے: 'وایں لفظ ہندی ست۔' (ص ۴۷)
(۲) م میں یہ واو زائد ہے۔
(۳) م: بہ ہند روم، صحیح از ب
(۴) ب: بایں
(۵) ب: برداری
(۶) م: گیلانی
(۷) ب: آن

تناظرِ الف از منظرِ شینِ معجمہ:

اشترک: موجِ دریا۔ (ر)۔ قاسم گوناباذی[(۱)]:

زلشکر شد آراستہ رُوے آب
شتر اشترک شد جرس چوں حباب

اشرف: معروف و نامِ قصبہ اے از مضافاتِ مازندران، از عالم آراے عباسی سکندر بیگ[(۲)] منشی معلوم شد۔ سند در 'ہواے ابر' خواہد آمد۔

اشکِ شکری: اشکے کہ از خندۂ بسیار بچشم آید۔ (ج)۔ زلالی در 'ذرّہ و خورشید' گوید:

ذرّہ در کلبہ بخونابہ[(۳)] گری
مست غلطیدنِ اشکِ شکری

اشک ریختن: خوش و محظوظ شدن، کسے گوید کہ 'من حرف عجیبے شنیدہ ام۔' یاراں گویند، 'ما ہم بشنویم و اشکے ریزیم'؛ یعنی خوش شویم۔ (ع)۔ شرف الدین پیام (رُباعی):

می کرد دلم نہاں ز چشمِ پُرآب
در یادِ کسے گریۂ بیروں ز حساب
با شوقِ تمام دیدہ ام گفت بدل
'من ہم اشکے بریزم اے خانہ خراب'

اِشکبوس: با اوّل مکسور و شینِ معجمہ و کافِ تازی و بائے موحّدہ، بواوِ رسیدہ و سینِ مہملہ؛ نام مبارزیست کہ بمددِ افراسیاب آمدہ بود۔ رستم اُورا کشتہ۔ (ک)۔ محسن تاثیر:

از اِشکبوسِ گریۂ تاثیر غم مخور
کز[(۱)] رستم است عشقِ تو فیروز جنگ تر

اشعث: بفتحِ اوّل و عینِ مہملہ و (ثائے) مثلثۂ فوقانی، نامِ طماعے۔ (ک)۔ نعمت خان عالی ببائے موحّدہ آوردہ:

تو بعبّاس دَوس بردہ نسب
اوست دیدانِ معدۂ اشعب

صاحبِ 'منتخب اللّغات' نوشتہ کہ بثائے مثلثہ غلط است و بموحّدہ صحیح۔ عبّاس (دوس)[(۲)]، بفتحِ دالِ مہملہ، نامِ داماد اشعب است کہ او در طمع از اشعب گذرانیدہ بود۔ (مح)۔ دَوس بفتحِ دال نامِ قبیلہ اے[(۳)] است در یمن۔

اشکنہ: بکسرِ اوّل و کافِ تازی و نون و ہا؛ ثرید۔ منیر در ہجوِ اکولی گوید:

خوردہ مانندۂ غم آشوباں
از پےِ اشکنۂ غمِ خوباں

وپیچ و تابِ زلف و عشوہ۔ سند بایہام در شعرِ مذکور گذشت۔

---

(۱) م: گوناباذی، ب: گوگوناباذی، جو غلط ہے، 'تذکرۃ الشعرا' (غنی)، ص ۱۰۶، میں 'گوناباذی' ہی لکھا ہے، البتہ تخلّص 'قاسمی' دیا ہے: میرزا قاسم قاسمی
(۲) م: بیگ (۳) م: بخوناباب: بخونابہ

(۱) ب: گر
(۲) م: 'ثائے' نہیں ہے۔ 'منتخب اللّغات' میں 'اشعب' انھی معنوں میں ہے، 'غیاث اللّغات' میں 'اشعث' ہی ہے، جب کہ 'فرہنگ عمید' میں اس لفظ کے معنی 'آشفتہ مُو' کے ہیں۔ سٹین گاس نے بھی 'اشعث' کے وہی معنی دیے ہیں جو عمید نے دیے ہیں اور 'اشعب' بمعنی 'نامِ طماعی'۔
(۳) م: 'دوس' نہیں ہے۔ تصحیح از ب

تناظرِ الف از منظرِ صادِ مہملہ:

اصحابِ مِنقل: یارانِ ہم صحبت و مشیر؛ سما ینقل آنکہ در ایران موسمِ دی یاراں منقلہا پیش گذاشتہ شب نشینی کنند واز ہر باب باہم حرف زنند و در امور ہم مشاورت نمایند و ازیں رُو باصحابِ شوریٰ مستعمل شد۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

در محفلے کہ بستہ زبانِ سپندِ من
صد آتشیں عذار ز اصحابِ منقل اند

مَنقَل بفتحِ اول؛ معروف، سنجر کاشی دریں شعر بضمِ میم و نونِ مفتوح[1] آوردہ:

گہ در درونِ شعلہ و گہ شعلہ در درون
سنجر گہے سمندر و گاہے مُنَقّلم

اصلاح: لفظِ عربی ست بمعنی نیکو کردن، خلافِ اِفساد، و در اصطلاح 'بر ستردنِ مو' مستعمل شدہ۔

معروف علی خان[2] موجی:

گر چنیں اصلاح خواہد یافت خطِ عارضش
نالۂ مقراض در گوشش نوا خواہد شدن[3]

اصول: لفظے است مقابلِ فروع و بحرہاے اصولِ موسیقی

(۱) ب کے مطابق: 'بہ ... فتحِ نون و قاف مشدّد'، اور یہی صحیح ہے۔
(۲) ب نے بھی 'خان' ہی لکھا ہے، لیکن غنی نے 'جان' دیا ہے۔ اس کے مطابق: 'علی جان بیگ'۔ اصفہان سے تعلق تھا (ص ۱۳۰)
(۳) نیز ملاحظہ ہو ب: شفیع اثر:

ممکن رقم زدۂ کلکِ صنع را اصلاح
کہ خط ساختہ بے بہرہ باشد از تحسیں

[جاری]

کہ مثال بحورِ شعر مرکب اند از وتد و فاصلہ۔ تفصیلِ آں دریں مختصر گنجا نیست، از شرحِ اخلاقِ ناصری معلوم شد۔ وحید:

ز تابِ سیلیِ غم چوں صداے دف گاہی
بروں ز دائرہ پا می نہم ولے باصول

و کنایہ از حرکات و سکناتِ ناز آلود؛ چوں کسے بناز و غرور حرف زند، گویند، 'چہ اصول گرفتہ'۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

زاہد ز پنجگانہ نمازِ ریائیش
بر دینِ حق بہ بیں چہ اصولے گرفتہ است

دریں مقام 'چہ اصولِ کچول گرفتہ' نیز گویند۔ 'کچول' بکافِ تازی و جیمِ عجمی: جنبانیدنِ سرین در رقص است۔ (ج)۔

شرف شفروہ[1] (رباعی):

بکشاد نقاب و گفت زیبائی[2] بیں
در رقص و کچول شد لہ رعنائی[3] بیں
یک دستۂ گل بدستِ فندقہا سرخ
یعنی گلِ باقلی و خرمائی بیں

[گذشتہ سے پیوستہ]

محمد قلی سلیم:

بدفعِ سرکشیِ آتش آب می باید
کجاست بادہ کہ اصلاح ایں مزاج کنم

ایضاً:

التفات و مہربانی را عبث ضائع مکن
مشکل است اصلاح کردن خاطرِ رنجیدہ را

ایضاً:

از نصیحت چند اصلاحِ دلِ سختش کنم
ہچو موجِ آب باشم تا بکے سوہانِ سنگ

(۱) غنی نے 'سفروہ' لکھا ہے (ص ۲۷)، جو غلط ہے: 'تاریخِ ادبیات در ایران' (۷۴۰/۲) از دکتر ذبیح اللہ صفا میں بھی شفروہ ہی ہے۔
(۲) م: زیبای (۳) م: رعنای

بے اصولی،(۱) بے اندامی۔ نعمت خان عالی:

جملہ ابنای بوالفضولی او
ہمہ رقاص بے اصولی او

تناظرِ الف از منظرِ عینِ مہملہ:

اعدادی: کسے است کہ خانہاے مثلث و مربع وغیرہما با عداد پُر کند براے حصولِ مقاصد۔ (ع)۔ شفیع اثر:

یکے است مرتبۂ خشتِ مال و اعدادی
کہ ہر دو را شدہ پُر کردنِ مربع، فن

(۱) م: بے اصول

تناظرِ الف از منظرِ غینِ معجمہ:

اُغری(۱): بضمِ اوّل وغینِ معجمہ ورائے مہملہ ویائے حُطّی، معروف، لفظِ تُرکیست بمعنی دُزد۔ (م)۔ واز نصاب وفرہنگ ترکی نیز معلوم شد۔ 'باز اُغری'، باز معلّمی است کہ بہ تعلیم قوشچیاں برائے صیدِ مرغابی سرِآب فرو بردہ برروئے آب رود؛ مرغابیاں جنسِ خودش شمردہ طبل (۲) نمی خورند۔ چوں نزدیک رسد ناگہاں چنگل بخونِ مرغابی نگار بندد۔ (ع)۔

میرزا داراب جویا:

اے شوخ قوشچی (۳) کہ زبیداد خوئے تو

اُغری دوید (۴) و باز نگاہم بسوئے تو

---

(۱) ترکی لغت کے مطابق اِس کے تین تلفظ ہیں: اوغری، اُغری، اُغرو

(۲) ب میں یہاں دیے گئے حاشیے کے مطابق یہ معنی نکلتے ہیں کہ وہ (مرغابیاں) نہیں ڈرتیں اور رَم نہیں کرتیں۔

(۳) کلیاتِ جویا میں 'قوچی' ہے۔

(۴) کلیات: دویدہ

تناظرِ الف از منظرِ فا:

اُفتادنِ دل در جایے: قرار وآرام گرفتنِ دل در آنجا۔ اہلِ ایران در محاورہ گویند، 'دلم در آنجا نمی افتد' یعنی قرار نمی گیرد۔ محمد سعید اشرف:

چوں دلم در تنگنائے ایں قفس افتد کہ من

بیضۂ افلاک را در زیرِ پَر دارم بیاد (۱)

مخلص کاشی:

در جہاں فکرِ اقامت کے کند پا در گِلم (۲)

سروِ تصویرم دریں گلشن نمی افتد دلم

چوں حرف از صلۂ آں واقع شود بمعنی بیزاریست۔

حضرت کمال خجند:

افتاد دل از یار ندانم (۳) زچہ افتاد

فریاد زشوخے کہ ملول است زفریاد

اُفتادن بالضم، ضدِّ برخاستن۔ (ک)۔ وبمعنی زیبائی مستعمل است۔ (ل)۔ طالب کلیم:

جامہ در خونِ شہیداں کش وبخرام بناز

بتو اے شاخِ گل ایں رنگِ قبا می اُفتد (۴)

واقع شدن ہم۔ آنی:

---

(۱) ب: بیاد (۲) م: بگلم

(۳) ب: ندانیم

(۴) متعلقہ غزل کا مطلع ہے:

دل کہ لبریزِ نوا شد زنوا می افتد

جام ہر چند کہ پُر شد زصدا می افتد

(دیوان، ص ۱۵۹)

آہی از عشقِ تو رسوا شد و از پا افتاد
کم بدیں نوع ترا عاشقِ رسوا افتاد

حاجی قدسی:

بہ[1] پیالے کہ کند بادِ صبا یاد مرا
روم از دست و ندانم کہ چہ افتاد مرا

افریسموس: برائے مہملہ و ہر دو سینِ مہملہ، قال شارحُ الاسباب والعلامات ہُوَبالیونانیہ اسمٌ لّلعبة قائمة الذّکر یلعب بہا اہل الرّوم فی اَلاَعراس و فی اِصطِلاح الاَطِبّا ہُوَ ان یَشتدالالفاظ و یَتقی القُضیب مُتوتّرًا بن غیر شہوة الجماع۔ حکیم سنائی:

علاجِ علّتِ افریسموس ار بکنی[2]
ز دستِ اُبنتِ[3] دریں کنم خلاص ترا

افسونی: افسوں زدہ۔(ع)۔محسن تاثیر در عاشق شدنِ معشوق گوید:

افسونیِ چشمِ نیم مستیِ است
آں نرگسِ ذوالخمار جادو

ذوالخمار نامِ شخصے است کہ کسے[4] را از اعدا بطعنِ نیزہ از جا درآوردہ۔(ن)۔

افسار: آنچہ بر سر و گردنِ خر و اسپ بندند۔(ک)۔عوام آنرا 'تختہ' گویند لیکن از فرہنگِ ترکی معلوم شد کہ 'تختہ' بدیں معنی ترکیست، پس مقولۂ عوام نباشد۔ سلیم در قصۂ 'خر و خرید نش' سادہ دلی و دغا خوردنِ اُو از عیارِ طرّارے گوید:

(۱) م: 'بہ' نہیں ہے، تصحیح از ب (۲) ب: بکنی
(۳) ب: ابنہ (۴) ب: بسی

آں یکے افسارِ خر از سر کشید
بر سرِ خود کردہ[1] چوں خر می دوید

افسار بر سر کشیدن: مرادفِ اسپ را لجام انداختن، و آں گذشت۔ والہ ہروی:

خصم ار ز تربیت[2] خرِ عیسیٰ شود چہ شد
خواہم کشید بر سرش افسارِ دشمنی

افشانِ چشمِ مورے و سرِ مورے: انواعِ افشانِ باریک است کہ بکاغذ[3] و دیگر اشیا کنند و ایں را در عرف 'افشان غبار' گویند۔ رفیع واعظ علیہ الرحمہ:

چو حرفِ دانۂ خالش قلم مذکور می سازد
ورق را گریہ ام افشانِ چشمِ مور می سازد

تاثیر:

ابر سرِ لوحِ بیاضِ انبساطِ عاشق است
از ترشح چوں ہوا افشاں سرِ مورے کند

'چشم مورے' و 'سر مورے' بر اشیاے بسیار خرد[4] و ریزہ اطلاق کنند۔(ع)۔تاثیر:

گر بزلفِ عنبریں دل گاہ گاہم می کشد
قیمۂ سر مورے آں خطِ سیاہم می کشد

یعنی قیمۂ بسیار باریک۔ ایضاً:

ترش روئی از مہ خط چشمِ مورے می کشم
توتیاے[5] غورہ در چشمِ صبورے می کشم

(۱) ب: کردو (۲) ب: مرتبت
(۳) م: بکاغد (۴) م: خوردہ، تصحیح قیاسی
(۵) م: توتیائی

افیون: معروف و بمعنی 'پازہر' آرند۔ ظہوری:

زخم خوب است اگر سحرۂ مرہم نشود
زہرِ (۳) من (۴) نیست اگر دستخوش افیون است

---

(۱) م: زہر، صحیح از دیوان (۲) دیوان میں 'خوش' ہے۔

تناظرِ الف از منظرِ قاف:

اقطاع: بالفتح، گوشہاے (۱) زمیں، جمع قطع۔ (ک)۔ و بالکسر پارہ اے از چیزے بُریدن و بکسے دادن۔ (ک)۔ نظر بدیں معنی، در اصطلاح زمینے را گویند کہ ملوک بنوکران و اربابِ استحقاق تنخواہ (۲) کنند۔ حیاتی گیلانی:

زاغ و زغن ایں باغ باقطاع گرفتند
با بلبلِ ایں باغ ہمانا کہ نوا نیست (۳)

اقچہ (۴): درتُرکی روپیہ۔ (ع)۔ فوقی یزدی:

از اقچہ می تواں کرد کام از بجوج (۵) حاصل
یارب کہ ہیچ فعلم (۶) بے سیم و زر نباشد

اقسُم: بسینِ مہملۂ مضموم، کسے کہ در فکر کارے باشد کہ

---

(۱) یعنی گوشہ ہاے...۔ م میں ایسے تقریباً تمام الفاظ میں ایک 'ہ' محذوف ہے۔

(۲) م: تخواہ

(۳) سعدی (بحوالۂ ب):

گرفتم کہ خود خدمتے کردہ ای
نہ پیوستہ اقطاع او خوردہ ای

عرفی:

بخشا خلق را یا رب جحیم اقطاع من گرداں
مسنج اعمالِ زشتِ من کہ طاقت نیست میزاں را

(یہ شعر دیوان اور قصائد، مطبوعہ نول کشور، میں نہیں ملا۔)

(۴) ترکی لغت: آقچہ small silver coin, money

(۵) 'غیاث اللغات' کے مطابق صحیح لفظ 'آغجول' ہے، بمعنی پانسۂ بازیِ قمار؛ سٹین گاس: بجل، بجول، بمعنی ٹخنے کی ہڈی؛ عمید: بجول، بجل بمعنی کعب

(۶) م: مفلم

چساں سرانجام آں نماید۔ قسم بسکون سین، فکر کردنِ چیزے کہ چگونہ باید کرد۔ (ت)۔ ظہوری:

ایں قسم اشتلم بحریفاں نکردہ (۶) کس
تا خوردہ بادہ محتسبِ شہر اقسم (۷) است

قافیہ غزل 'تکلم' و 'تبسم' است۔

(۱) م: دیوانِ ظہوری اور ب میں: نکرد
(۲) دیوان: ارقم

تناظرِ الف از منظرِ کاف:

اگر بر آسمان رفته است ازو این کار بر (۱) نمی آید: یعنی اگر خواہد بلند پروازی کند وسعی فوق مقدور بجا آورد از دستش ایں کار بر نیاید۔ (ع)۔ شفیع اثر:

اگر بر آسماں رفتست ماہِ نو ز یکتائی
بنونِ قوسی ابروے یارِ ما (۲) نمی ماند

طالب کلیم:

نمک ز گریہ و تاثیر از فغاں رفتہ
دعا اثر نکند گر بر آسماں رفتہ

اگر چنیں شده است اُو می کند: چوں امر مکروہے سرزند، از ہر کہ گمانِ (۳) خصمی داشتہ باشند، گویند، 'ہر چہ می شود اُو می کند'۔ (ع)۔ سعید اشرف:

رشتۂ جاں گر گسست آں تار گیسوی کند
خانۂ دل گر شکست آں طاق ابروی کند

اگر حریف انگشت بگونش می گذارد، خیال کند جیبِ قبایش می دوزد: در تحمیق و تجھیلِ کسے گویند۔ (ع)۔

اکسیرِ رنگ و اکسیرِ مردمی: کنایہ از شراب۔ (ع)۔ صائبا:

(۱) م: 'بر' نہیں ہے، صحیح از ب
(۲) ب: من
(۳) م: کمان

بده بدستِ من اکسیرِ رنگ اے ساقی
کہ ہمچو برگِ خزاں (۱) دیده است رخسارم

جیاتی گیلانی (۲) در طلبِ شراب گوید (قطعه):

نقدِ جاں را بجرعۂ امروز
می فروشند و نیک ارزانند (۳)
زود بستان و در بہا بفرست
آنچه اکسیر مردی خوانند (۴)

اگر گوید (۵) که ماست سفید است باور نیست (۶): در مبالغۂ تکذیب کسے گویند۔ (ع)۔ سلیم:

با ہر کہ نشیند نفسے، خواجہ حسن را
از گاو (۷) زگوسالۂ (۸) خود گفت و شنید (۹) است
از بسکہ سیاہی (۱۰) زند از ماست بمردم
باور نکنم گوید اگر ماست سفید است

(۱) م: برگ حزان (۲) گیلانی
(۳) م: ازرانند، ب: لیک ارزانست
(۴) ب: آنست (۵) ب: بگوئی
(۶) ب: نمی کنم (۷) م: گاه
(۸) م: گوساله (۹) م: شنیده
(۱۰) ب: سفیدی

تناظرِ الف از منظرِ لام:

الجے و الجه (۱): مال وجنسے وبندے کہ در تاخت ملکِ بیگانہ گیرند؛ چنانچہ در ہنگامۂ نادر شاہ واحمد شاہ دُرّانی در ملکِ پنجاب عیناً وعیاناً دیده شد۔ نعوذ باللہ منها۔ خواجوی کرمانی:

آں سروِ سہی چوں قدحِ مے بگرفت
از آتشِ مے برگِ گلش (۲) خوے بگرفت
بیچاره دلِ ریشِ منِ سوختہ را
آں دلبرِ ماه چہره الجے (۳) بگرفت

والہ ہروی در ہجوِ خرِ کسے گوید:

گر صاحب الزماں را وقتِ ظہور می بود
از بہرِ الجہ (۴) می رفت دنبالِ لشکرِ او

الف قامتانِ مژگان: کنایہ از نگاه۔ (ع)۔ طالب آملی:

خمیده پشتِ الف قامتانِ مژگانش
ز بارِ غمزه که در چشمِ فتنہ بار شکست

سلیم:

کرشمہ سنجِ نگاہِ ستیزه خویانیم (۵)
سوادخوانِ (۶) الف قامتانِ مژگانیم (۷)

الُغ (۸): بفتحتین وغینِ معجمہ، لغتِ ترکیست بمعنی

(۱) م: دالچه (۲) م: گلشن، هیچ از ب
(۳) ب: الجی (۴) ب: الجه
(۵) ب: جویانم (۶) م: خان
(۷) ب: مژگانم (۸) ترکی لغت: الوغ، اولو
ulug, ulu بمعنی great, large, big اور great man

بزرگ۔ (ک)۔ جلالاے طباطبا در 'توحید' گوید:

کافر و ترسا یہود و گبر و مغ
جملہ را رُو سُوے آں سلطاں اُلغ

الف: معروف و کنایہ از زخمے کہ بر صورتِ الف باشد، از عالم 'الف داغ'۔ میرزا صائبا:

گریباں چاکیِ عشاق از ذوقِ فنا باشد
الف در سینۂ گندم ز شوقِ آسیا باشد

الف تازیانہ: خطے کہ از ضربِ تازیانہ بر بدن ظاہر شود۔ میر الٰہی:

حرفِ نخست ابجدِ لوحِ جفاے تست
ہر جا کہ بر تنم الفِ تازیانہ است

الف بر خاک و زمین کشیدن: کنایہ از خجالت کشیدن۔ صائبا:

ز سایہ سرو (۱) صنوبر الف کشد بر خاک
بہر چمن کہ کند جلوہ قدِ رعنایش (۲)

ولہ:

گذشتہ است ز تعریفِ قدِ رعنایش
الف کشد بزمیں سرو پیشِ بالایش (۳)

(۱) م: 'وا' نہیں ہے، تصحیح قیاسی

(۲) غزل کا مطلع ہے:

الف قدے کہ منم سینہ چاک بالایش
سپہر، سبزۂ خوابیدہ ایست در پایش
(کلیات... ص ۵۱۷)

(۳) یہ شعر ایک اور غزل سے ہے اور دوسرا مصرع یوں ہے:

بزلف گشتہ زمیں سرو زیرِ بالایش
(کلیات... ص ۵۲۸)

الف بر خاکِ کسے کشیدن: در مذہبِ امامیہ رسمے است کہ میت را در خاک کردہ ہفت بار سورۂ 'انّا انزلناہ' (۱) خوانند و ہر بار بر قبر خط کشند۔ صائبا:

بر خاکِ ما بجاے الف تیغ می کشد
خصمِ سیہ دلے کہ پے ما گرفتہ است

الماس: معروف و فولادِ جوہردار و تیغ و خنجر، از ینجاست کہ پنجۂ فولادِ کشتی گیراں را 'پنجۂ الماس' گویند۔ صائبا:

قصۂ خنجرِ الماس مگوئید بما
کہ درینجا سخن از تیغ زباں می گذرد

ولہ:

مرا چوں مہرِ تاباں داغ دارد آسماں چشمے
کہ مانندِ پنجۂ الماس را مژگانِ زرّینش

الماس پارہ: مرادفِ آتش پارہ کہ آں در محاورہ 'بآتشپارہ گیراندن' خواہد آمد۔ سید امتیاز خان خالص:

مرہم علاجِ زخمِ دلِ من نمی کند
الماس پارہ اے برساند خدا بمن

النگ (۲): باوّل مضموم، مرغزار۔ (ج)۔ زلالی:

ز پاسِ عدلش در چشم شیر بیشۂ علوی
چرد چو برّۂ آہو بریں النگ (۳) ستارہ

و بفتحتین: دیوارے کہ بر رُوے رزمگاہ براے حفظِ لشکر کشند و

(۱) اِنّا انزلنٰہُ: یہ سورہ نہیں، بلکہ آیت کا حصہ ہے۔ یہاں اس سے مراد غالباً سورۂ قدر ہے، جس کا آغاز انھی الفاظ سے ہوتا ہے۔

(۲) و (۳) م: النک، تصحیح از غیاث و عمید۔ ترکی لغت: آلاگ، آلان، open space, sheltered plateau among mountains, field, arena

آنرا 'مور چال' گویند۔ امیر خسرو:

پسِ پشتش النگِ گل کشیدہ (۱)

و مطلق دیوارِ باغ و قصر۔ میرم سیاہ قزوینی:

کون است چوں بہشت بود موے در سرش
در چشمِ اہلِ ذوق النگ و (۲) در بہشت

الفیہ شلفیہ: کتابے است کہ حکیمے براے تقویتِ باہِ بادشاہے، مشتمل بر اشکالِ مُحیّہٴ جماع، ترتیب دادہ بود۔ از نسخہ ہفت اقلیم معلوم شد۔ سند در لغتِ 'ستان' می آید۔

الفیہ: کنایہ از آلہٴ تناسل۔ (ر)۔ سوزنی راست:

کہ راحت از سرِ الفیہٴ کلاں بیند (۳)

شلفیہ کنایہ از فرج، ازیں جہت زنِ بدکار را 'شلف' گویند۔ (ر)۔ سوزنی:

ریشِ تو باد در کسِ آں گندہ پیر (۴) شلف (۵)

انوری در ہجو (۶) گوید:

چلپے چند بودہ اند حریف
الفیہ شلفیہ بتار و نسب
ہمہ در آرزوے ایر بزرگ (۱)
دست بر کس زناں کہ من یرغب

---

(۱) دوسرا مصرع بحوالۂ ب:

پہ را در درونش دل کشیدہ

(۲) م: 'واؤ' نہیں ہے، صحیح از ب

(۳) ب: پہلا مصرع:

حکیم بوزہ را علتے پدید آمد

(۴) م: گندہ پر

(۵) ب: دوسرا مصرع:

سبلت بدستِ آں جلب کس فروش سگ

(۶) ب: در ہجو قاضی کرک۔ کلیاتِ انوری (نول کشور، ص ۵۹۰) میں سات اشعار کا ایک قطعہ ہے جس میں میر حیدر کی مدح کے ساتھ بعض نامعلوم افراد کی ہجو بھی ہے، جب کہ دیوانِ انوری مرتبہ نفیسی (ایران، ص ۳۳۳) میں اس قطعے پر عنوان ہے: از امیر حیدر شراب خواہد

(۱) دیوانِ انوری میں 'کیر بزرگ' ہے اور دوسرا مصرع بعینہٖ م والا ہے، جب کہ کلیات میں شعر دوسری صورت میں ہے:

ہمہ از آرزوے لطف مدام
کف بکف می زناں کہ 'من یرغب'

تناظرِ الف از منظرِ میم:

امامِ سبحہ: دانۂ کلانے کہ واسطۂ (۱) العقدِ تسبیح باشد۔ طاہر غنی:

شد براہِ یقیں پیرِ دستگیر مرا
امامِ سبحہ گر از خاکِ کربلا باشد

آں را سرگرہ (۲) و سرلاحول و مقری سبحہ و گلِ سبحہ نیز گویند۔

اِمروز: معروف و بمعنی ایں زماں آرند۔ شانی تکلو:

امروز کسے نیست کہ در میکدۂ عشق
با شانی خونِ جگر آشام بر آید

اُمیدِ بریدہ: امید بنومیدی رسیدہ۔ (ع)۔ طالب آملی:

نومیدیِ وصالِ تو حسرت گداز (۳) بود
صد جا گرہ زدیم امیدِ بریدہ را

اُمّ الصّبیان: نامِ مادر دیو است کہ اطفال را آسیب رسانَد۔ در کتبِ طبّیہ صرعے (۴) است کہ باطفال عارض شود۔ (خ)۔ راضی (رُباعی):

زنہار ز تدبیج نگردی (۵) شاداں
باشد عزلے (۶) مایۂ راحت بجہاں
زن صاحبِ فرزند چو شد علّتِ تست
دشوار بود علاج اُمّ الصبیاں

(۱) م: واسطہ (۲) م: کرہ
(۳) م: گذار (۴) ب: مرضے
(۵) م: بگردی
(۶) م: عربی، ب: غربی صحیح 'عزلے' (ع ز ل ے) ہے، تصحیح قیاسی

تناظرِ الف از منظرِ نون:

انارِ یاسین: روزِ نوروز چہل بار، و بقولے صد بار، سورۂ یاسین (۱) بر انار دمند و گویند ہر کہ آں را بے شرکتِ غیر بخورد تمام سال از امراضِ جسمانی محفوظ باشد۔ (ع)۔ سالک قزوینی:

گزندِ بوسۂ اغیار بر نمی تابد
کہ گفت سیبِ ذقن کم ز نارِ یاسین است

صائبؔ:

سیبِ غبغب اگر بدست افتد
بہتر از صد انارِ یاسین است

شاپور:

شرکتِ غیر بر نمی تابد
نارِ پستاں انارِ یاسین است

انبانِ سلیمان: 'انبان' ظرفِ چرمیست (۲) کہ در زادو (۳) نگاہ دارند۔ حضرت سلیمان انبانے داشتہ کہ ہر چہ ہر وقت دلش می خواست ازاں برمی آمد بقدرت اللہ تعالیٰ۔ سَند در یخدان خواہد آمد۔ انبانچہ مصغّرِ آنست۔ وقائی (۴) ہروی:

اسیرِ لقمۂ مردم مباش تا باشی
توکلِ تو چو انبانچۂ سلیمان است (۵)

(۱) م: یٰس؛ قرآن کریم میں: یٰسٓ
(۲) م: بجر میست (۳) دروز اُو؛ تصحیح قیاسی
(۴) م: وقائے، ب: وفا غنی، وقائی
(۵) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

انداختن و رفتن: ازکارے، کہ در سرانجام آں باشند، دست برداشتن و بکارے اہم ازاں رفتن۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

براہت از پے عرضِ نیاز انداختم، رفتم
تو بے رحمانہ زخشِ ناز بر من تاختی رفتی

اندام دادن: خوش اسلوب و خوش ترکیب ساختن، چہ اندام نظام و آراستگیست۔ میرزا صائبا:

می دہد از سادگی اندام آتش را بچوب
آنکہ میں خواہد بچوبِ گل[1] کند عاقل مرا

انسی: بکسرِ ہمزہ؛ باصطلاحِ اطبا طرفِ درونِ عضو وحشی بخلافہ، کما قال صاحب 'بحرالجواہر': کل اثنین من الانسان مثل السّاعدین والزّندین وَالقَدَمین فما اقبل منہما علی الانسان فَہُوَ اِنسیٌ[2] و ما أدبر فَہُوَ وحشی، و باصطلاحِ خطاطان طرفِ راست قطِ قلم 'انسی' است و طرفِ چپ 'وحشی'۔ (ع)۔ عالی:

زد کاتبِ صنع از پے ایجاد رقم را
ایں ہر دو جہاں انسی و وحشی است قلم را

انگشت فشردن و گرفتن: کنایہ از آگاہ کردن۔ حاجی قدسی:

ہمچو طفلے کہ بود در کفِ استاد کفش
ادب انگشتِ من افشرد و خبر کرد مرا.

[گذشتہ سے پیوستہ]
بحوالۂ ب: محمد قلی سلیم:

لباب سرۂ ہر مرد دہقاں
ز نعت ہمچو ابانِ سلیماں

(۱) م: گل (۲) ب: انسی

سنجر در 'معراج' گوید:

چو پہلو آشنا شد با زمینش
گرفت انگشتِ پا روح الامینش

انگشت بر در زدن: استجازت باز کردن۔ (ع)۔ ظہوری در صفتِ نورس پور گوید:

بکاشانہ باد اگر سر زند
پے رخصت انگشت بر در زند[1]

انگشتِ عسل بدیوار کشیدن: کنایہ است از ہنگامہ برپا کردن، یعنی چنانکہ مگسہا بر سرِ عسل فراہم آیند، در آں معرکہ مردم گرد آیند۔ (ع)۔ باقر کاشی:

فتنہ سازند بشیریں سخنی و چہ عجب
گر بدیوار کشد شیطاں انگشتِ عسل

انگشت رد: مرادفِ 'دست رد' کہ آں معروفست۔ حاجی محمد جان قدسی:

بود حسن آزاد ز انگشتِ رد
مگر دست در دامنِ عشق زد[2]

انگشت بر جبیں نہادن: کنایہ از سلام کردن۔ (ع)۔ زلالی در (مثنوی) 'ذرّہ و خورشید' گوید:

چرخ تعظیمِ درت را مہ و سال
بر جبیں می نہد انگشتِ ہلال

(۱) مقفّا مات ثلٰثہ ظہوریہ مع سہ نثر... ظہوری (کان پور، ص ۵ کے بعد) 'صفتِ نورس پور' ہے، لیکن یہ شعر نہیں ملا۔
(۲) بحوالۂ ب: مُلّا قاسم مشہدی:

بے غرض یابی چو حرفِ انگشتِ رد بروے مُبد
... واک گے باشد دہانِ پاک را

انگشتِ نیشکر: باضافتِ بیانی نیشکر۔ میرزا صائبا:

نکردہ است کسے جمع شور و شیریں را
منم کہ بر نمک انگشتِ نیشکر زدہ ام

انگشت در چشم کردن: مزاحمت و تعرض کردن۔

(ع)۔ نصیر ہمدانی (رُباعی):

ہرگز نگہی نکرد تو(۱) بر چشم
جز گریہ نکرد کار دیگر چشم
شد کیسہ تہی دیدہ ام از اشک وز(۲) طعن
ہر دم مژہ انگشت کند در چشم

انگشت نما: کامل الشہرہ و رُسوا، اوّل معروفست،
دوم سالکاے یزدی گوید:

بگذر از نام کہ تا گل نکند رسوائی
خاتم انگشت نُما گشت کہ نامے دارد

انگشت بر لب(۳) زدن: کنایہ از استدعاے سخن۔
حاجی قدسی:

نالۂ خشک زباں را اثری ہست ازاں
قدسی انگشت زند بر لب پیمانہ خویش(۴)

---

(۱) ب: تو (۲) م: زد
(۳) ب: برلب کسے...
(۴) نیز ابوطالب کلیم (ص ۲۴۱):

جدا ز لعلِ لبت جام ماتمے دارد
زدم چو بر لبش انگشت، گرم شیون شد

نیز بحوالہ ب: عبدالسلام پیامی:

ہزار صاعقہ پنہاں بزیرِ لب دارم
برو برو مزن انگشت بر لبم زنہار

[جاری]

انتونی: سوم مثنات فوقانی؛ نام خلیفۂ اوّل حضرت عیسیٰ بزعمِ نصاریٰ۔ حاذق گیلانی(۱):

نزدیکِ کمینہ عالِم تو
انتونی و پیدرو(۲) است ملزم

انگورک(۳): مردمِ چشم۔ حضرت شمس تبریزی(۴):

انگورکِ چشمِ ماست خالت گوئی(۵)

وبثوریکہ از انصباب موادِ عفنہ در بدن پیدا می شود۔ اشرف:

پیش آنکس کہ برد نشاہ ز لعل نمکی
دخترِ رز بود انگوری و(۶) آتشکی

"آتشکی"، کسے کہ مرضِ آتشک داشتہ باشد۔

انگشترِپا: انگشترے کہ زناں در انگشتِ پا کنند۔ صائبا:

[گذشتہ سے پیوستہ]
معصوم کاشی:

تا لب گور اگر ناخن بیدرو مرا
بلب انگشت زنی، پند بروں می آید

صائب:

بادۂ گل رنگ نتواند مرا سیراب کرد
می زند انگشت ساقی را بلب پیمانہ ام

(۱) م: کیلانی (۲) م: بیدردو
(۳) م: انکورک
(۴) ب نے م کی اس نسبت کو غلط قرار دے کر لکھا ہے کہ یہ مولوی رومی کا مصرع ہے۔ بہر حال، ب کی تنقید اپنی جگہ، یہ حقیقت ہے کہ رومی نے شمس، یعنی اپنے مرشد کے نام سیغزلیں کہی ہیں اور ان غزلوں کا مجموعہ 'دیوانِ شمس' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو، 'غزلیاتِ شمس تبریز' با مقدمہ جلال الدین ہمائی و آقای علی دشتی... تہران، ص ۲۹۔ 'دیوانِ حضرت شمس تبریز' مطبع نول کشور لکھنؤ سے ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا، کتاب کے 'خاتمۃ الطبع' کے تحت اسے غلط طور پر شمسؒ سے منسوب کیا گیا ہے۔
(۵) م: خان کوئی، تصحیح از ب (۶) م میں 'واؤ' غائب

شدی ہر حلقۂ انگشترِ پاے(۱) نگارینش
نمی زد بر کراں شوخ گر زلفِ بلندش را(۲)

بجاز چیزِ بے اعتبار را گویند۔ اسماعیل ایما:

قد چو خم می شود انگشترِ پا می گردد
قدر و(۳) قیمت بجا نیست کہن سالاں را

انگشت پیچ: عہد و پیمان و دست آویز؛ مثال معنیِ اوّل، کمال خجند فرماید:

سر رشتۂ قرار(۴) شد از دست و ہمچناں
انگشت پیچ با سخنِ زلفِ دلرباست

مثال معنیِ دوم، ظہوری در صفتِ قلم گوید:

نکتہ اے چوں مُو شود انگشت پیچ ذہنش
حرف یک رُو خردہ دانش گشتہ شاہ نکتہ داں(۵)

---

(۱) م: پائی

(۲) نیز بحوالۂ ب، مخلص کاشی:

خط چو از طرفِ بنا گوشِ تو پیدا می شود
حلقۂ زلفِ بتاں انگشترِ پا می شود

صائب:

حجاب آسماں گے مانع ما می تواند شد
فلک ما را کجا انگشترِ پا می تواند شد

(۳) م: 'واؤ' غائب ۔ (۴) م: فرار

(۵) م: دوسرا مصرع یوں ہے:

حرف گیرد خردہ دانش گشتہ شاہ نکتہ داں

تناظرِ الف از منظرِ واو:

اوباش: لفظِ عربیست بمعنی مردمِ مختلط، جمعِ 'بوش'(۱) است، بخلافِ قیاس۔ (ن)۔ نعمت خانِ عالی:

ہیچ کس را دراں مباد معاش
تا کہ ہستند ایں چنیں اوباش

فارسیاں بمعنی مفرد استعمال کنند۔ والہ ہروی:

گلے از جملۂ گلہاے خراساں دیدم
گفت رندم من و شلاقم و اوباشم من
بسکہ خوردم سرِ سخت از ہمہ کس، سخت سرم
پشمِ دیں نیستم امروز، تمر باشم من

اوجدی(۲): لفظِ ترکیست بمعنی نیمۂ آستین، از نصابِ ترکی معلوم شد۔ شانی تکلو:

اوجدی(۳) پوشیم(۴) و پیرِ خرقۂ ما آفتاب
دلق ما را نیست عیبے جز گریبانے(۵) درست

اُو را چہ می شود: یعنی از گرۂ اُو چہ می رود و اُو را چہ نقصان عاید می گردد۔ (ع)۔ طغرا:

ہر کس بقدرِ حوصلۂ خویش کام یافت
بخشد اگر دو کون، خدا را چہ می شود

اوّلِ دشت: باضافت و شینِ معجمہ؛ سوداے اوّل کہ اُو

---

(۱) م اور ب: 'بوش'، جب کہ 'المنجد' اور 'غیاث' کے مطابق 'وبش'، اور یہی صحیح ہے۔ 'المنجد' کے مطابق 'اوباش' بمعنی 'کمینے لوگ'

(۲) و (۳) ب: اوجدی، ترکی لغت میں یہ لفظ نہیں ملا۔

(۴) م: پوشیم (۵) ب: گریبان

رادر ہند 'بوٹی' گویند۔ (مح)۔ میر نجات:

نوروز شد اے اہلِ وفا اوّلِ دشت است
یعنی ز پے آب و ہوا اوّلِ دشت است (۱)

اوماج (۲): بواوِ معدولہ؛ آشے کہ از آرد سازند و آں را در بعضے بلاد 'سلطان سنجری' گویند۔ غالباً سلطان سنجر مبدع آنست۔ از نسخۂ مؤلفۂ مجد الدّین علی قوسی واضح شد۔ (ک وم)۔ منیر در ہجوِ اکولی گوید:

بطناب اوفتد ز شوق اوماج
خیمہ دوزی کند ز عشق کماج (۳)

---

(۱) نیز بحوالۂ ب: میر افضل ثابت:

اوّلِ دشت بہ سودائے جنوں برخیزد
خودفروشی چہ کند جلوۂ او در بازار

(۲) عمید: اوماج، اوماج؛ ترکی لغت کے مطابق: اوماج، اوغماج، اوغماق بمعنی Tarhana اور Freshly made tarhana یعنی طرخانہ، ترخانہ، تارخانہ بمعنی Preparation of dried curds and flour, soup made of this preparation

(۳) ب: کماج؛ عمید: کماج

تناظرِ الف از منظرِ ہا:

اہلِ بخیہ: بخاے معجمہ؛ ہم مشرب، رازدار (۱)، بادشاہے امر کرد کہ خیمہ اے بسرعت مہیا سازند، عملۂ فراشخانہ خیمہ دوزاں بسیارے فراہم آوردند۔ پالان دوزے ہم در آں مجمع حاضر شد۔ پرسیدندش: 'کیستی؟' گفت: 'من ہم اہلِ بخیہ ام'، یعنی از شمائیم۔ من بعد بدیں معنی مستعمل شد۔ (مح)۔ حکیم سعید عطا (۲):

اے کہ وصفِ لذّت از (۳) شمشیرِ جاناں می کنی
تیغ ہم از اہلِ بخیہ ست از کہ پنہاں می کنی

میرزا جلالائے طباطبا در مکتوبے کہ در طلب طالب کلیم نوشتہ (فقرہ):

یاراں ہمہ اہلِ بخیہ اند، کچہ گل (۴) نمی کنند و بخیہ بر رُوے کار نمی افتد۔

اہلِ قبل: جمعی کہ در محاصرہ باشند، 'قبل' بمعنی 'محاصرہ' است، از کتبِ تاریخ مستفاد می شود، سنجر کاشی:

آں بوسعِ اندر چوں مملکت از کوششِ (۵) تیغ
ایں بضیق اندر چوں دل ببر (۶) اہلِ قبل

طالب آملی:

بسرِ فیض بروں گر نفرستد بحصار
لشکرِ یاس کند قلعۂ امید قبل

---

(۱) م: د ازدار (۲) ب: عطائی
(۳) م: 'لذّت' کے بعد 'از' غائب
(۴) م، ب: کچہ کل؛ غیاث: 'کچہ گل کردن' کنایہ از 'ظاہر شدن.. راز نہانی و عیب پنہانی'
(۵) م: کوشت (۶) ب: شدہ بر

اہلِ نشست: تارکِ گوشہ نشیں۔لسانی:

در آتشِ محبتِ شمعے نشستہ ام
کز رُوے گرم[۱] فتنۂ اہلِ نشست شد[۲]

اہلِ فرضہ: تمغا چیانے کہ بر سواحلِ بحور از تجار باج گیرند۔سعید اشرف در قصہ تاجز گوید:

باہلِ فرضہ مرسومات دادند
عشور و رشوت و سوغات دادند

'فرضہ' زمینِ کشادہ و فراخ بر کرانۂ رود و دریا کہ کاروانیاں آنجا فرود آیند و از آنجا در کشتی نشینند۔(خ)۔

(۱) م: کز رُوی گرم
(۲) نیز ملاحظہ ہو خسرو (کلیاتِ غزلیاتِ خسرو، ۲/۹۰۰):
خطِ تو گفت در آغاز خاستن اینک
منم کہ فتنۂ اہلِ نشست خواہم بود

تناظرِ الف از منظرِ یاے حُطّی:

ایّام: روز ہا، فارسیاں بمعنی وقت و ہنگام آرند و صاحب 'کشف اللغات' بروزگارش ترجمہ کردہ۔سلیم:

چوں شام سلیم آمد[۱] ایّامِ قدح نوشی است
فیضے ندہد در روز ساغر چو گُلِ شبو

ایضاً:

در زمانِ دولتِ اُو ایں بنا[۲] اتمام یافت
آرے ایّامِ سکندر را اثر آئینہ است

ایچ: مرادفِ ہیچ۔(ج و ک)۔والہ ہروی:

دہانِ خصم تو شد حامیش[۳] کہ باد از موج
بخیمہاے[۴] حباب ایچ یک طناب نہ بست

امر گرفتن نیز۔حضرت مولوی روم گفتہ:

تُرکے قدحے پُر کرد، زانو زد[۵] و گفتا، ایچ
گفتم، من و ایں معنی، شاباش مسلمانی

ایچا ایچ: نوشا نوشِ پیالۂ شراب۔میر نجات:

از فقیہاں شدّ و مدّ[۶] منعِ جامِ بادہ را
در صبوحی بانگِ ایچا ایچ[۷] می دانیم ما

چہ 'ایچ' بجیمِ عجمی از لغتِ ترکی امر نوشیدن است۔(ح)۔

ایستادنِ باراں: باز ماندنِ بارش۔وحید:

(۱) ب: آید (۲) م: بنام، صحیح از ب
(۳) ب: خامیش (۴) ب: بخیمہ ہای
(۵) م: زانو و، صحیح از ب (۶) ب: شدو مدی
(۷) ترکی لغت: ایچمک، ایچک To drink (alcohol) habitually

کجا ز دیدهٔ من ضبطِ گریه می آید
که ایستادنِ باراں بدستِ مردم نیست

مولوی جامی در نفحات[1] در جاہاے متعدد ایستادنِ باراں بمعنیِ 'بند شدنِ باراں' نیز نوشتہ، چنانکہ در حالِ بابِ فرغانی گوید (فقرہ):

یکے درآمد و گفت، اے باب، دعا کن تا باراں آید، دعا کرد، در زمان باراں ایستاد[2]۔ ہفتۂ دیگر ہماں مرد آمد و گفت، دعا کن تا باز ایستد۔ دعا کرد، باز ایستاد۔ انتہی کلامہ۔

ایشک آقاسی: لفظِ ترکیست، داروغۂ دیوانخانہ، چہ ایشک بہمزہ و یاے حُطّی و شینِ معجمہ و تحتانی و کافِ تازی؛ فضاے دروازہ، آقاسی سردار ہمہ۔ ظہیراے تفرشی (فقرہ):

ایشک آقاسیاں جبّار با عصاہاے مرصّع بنظم و نسقِ بزمِ خسروی ایستادہ۔

ایشک: بدونِ تحتانیِ دوم، نیز از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔

ایں سر و آں سر: یعنی ازیں سر تا آں سر۔ (ع)۔
میر نجات:

خوش بود گوشۂ زنداں بمنِ زندانی
ایں سر و آں سرِ[3] گلزار بگل ارزانی

و باصطلاحِ کشتی گیراں آنست کہ کہنہ سوار حریفِ غالب را گوید: 'ایں سرش کن و آں سرش کن'، یعنی ایں طرف و آں طرف بگردانش تا از پا درآید۔ (ع)۔

ایں بیک انگشتِ اُو بستہ است: یعنی بکمتر توجہِ اُو سرانجام شود۔ (ع)۔ تاثیر:

(۱) اس سے مراد مولانا جامی کی مشہور کتاب 'نفحات الانس' ہے۔ ملاحظہ ہو: 'تاریخِ ادبیات در ایران' (جلد چہارم، ص ۵۱۶) از دکتر ذبیح اللہ صفا
(۲) ب: در ایستاد (۳) م: 'سر' نہیں ہے، تصحیح از ب

بقدرت خامۂ صاحب سخن دستے چناں دارد
کہ چندیں رستمِ دستاں بیک انگشتِ اُو بستہ

ایوانِ کیف: معمورہ ایست نزدیکِ بلدۂ طہران؛ از عالم آراے عباسی نواب وحید الزمانی معلوم شد[1]۔

ایوار: بہمزۂ مکسور؛ وقتِ عصر و رفتنِ وقتِ مذکور نیز۔ مجد الدین علی قوسی نوشتہ کہ 'ایوار' مقابلِ شبگیر است و ہر دو لفظ مصطلحِ مسافران است؛ چوں قافلہ وقتِ پسیں براہ افتد، گویند 'ایوار کرد' و اگر بوقتِ سحر براہ افتد، گویند، 'شبگیر کرد'؛ پس ایوار داخل کردن پارہ اے از روز است بشب و شبگیر عکسِ آں؛ لیکن در محاورہ مطلق بر رفتنِ راہ در روز مستعمل است، چنانکہ شرف الدین علی یزدی گوید (فقرہ):

چاشتگاہ ایوار کردند۔

سالکاے[2] یزدی:

فلک با دیدهٔ بیدار با ایوار و شبگیر است
تو با ایں پاے خواب آلودہ خواہی قطعِ منزلہا[3]

ایں خیلکی کاریست: یعنی عظیم کاریست و مشکل

(۱) شعری حوالہ از ب: زکی ندیم:
چو نے در منزلِ ایوانِ کیف آسایشے داری
اگر زاد رہے با خود ز برگِ تاک برداری
(۲) م: سالکان، تصحیح از ب
(۳) نیز ب: اشرف:
بروز ار روزہ می گیری بروشب زندہ داری کن
مگو ایوار دارد راہِ دیں شبگیر ہم دارد

[جاری]

امریست۔ خان خالص:

ہر کسے با بے قراراں برنمی آید بزور
کشتنِ ما خیلکی کار است سیمابیم ما

[گذشتہ سے پیوستہ]

سالک قزوینی:

فلک با دیدۂ بیدار در شبگیر و ایوار است
تو با ایں پائے خواب آلودہ خواہی قطعِ منزلہا

ظہوری:

براہش گر در آیم، خوابگاہے می تند بالیں
ظہوری کوششِ شبگیر در ایوار می چینم

ب میں نورالدین ظہوز لکھا ہے، جب کہ یہ ظہوری کا شعر ہے، تاہم دیوانِ ظہوری (نول کشور، ص ۴۸۵) میں یہ شعر اس طرح ہے، اور یہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے:

برایش کر بر آیم، خوابگاہ می نہم بالیں
ظہوری کوششِ شبگیر در انوار می چینم

ایضاً:

کردم ایوار نالہ می خواہم
کہ بہ شبگیر آہ بر خیزم

دیوان میں اِس بحر اور ردیف وقافیے میں غزل تو ہے (ص ۵۰۲) لیکن یہ شعر نہیں۔

تناظرِ بائے موحّدہ از منظرِ الف

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در بائے تازی:

بآبِ حمام ضیافت کردن: در ایران رسم است کہ چوں کسے در حمام باشد[1] وآشنائے از قفا وارد شود، آبِ گرم بر پایش ریزد، وایں را 'ضیافتِ حمام' گویند۔ (ع)۔ شفیع اثر:

بہم اہلِ جہاں گر[2] می کنند از گریۂ مردم
بپائے یکدگر[3] ریزند گاہے آبِ حمامے

وکنایہ از ضیافتِ ہیچ و پوچ است۔ مسیح کاشی:

بیا کہ تا بکنم تر دماغے از جامے
کنم ضیافتِ خشکے بآبِ حمامے

با آستین، از جبیں گرفتن: مرادفِ آستین بر جبیں کشیدن وآں گذشت۔ (ع)۔ شفیع اثر:

با آستیں گرفت نمِ اشکم از جبیں
با آبِ دیدہ شست زرخسارہ ام غبار

بآب رسیدن و[4] رسانیدنِ بنیادِ خانہ: کنایہ از محکم واستوار شدن و کردن واز جہت عمیق کندنِ بنا۔ عالی:

نیست محکم گر رسد بنیادِ دنیا تا بآب
چوں حباب ایں خانہ بے بنیاد می دانیم ما

وخراب کردن نیز۔ صائبا:

---

(۱) م: باشند (۲) ب: کر
(۳) م: یکدیگر (۴) م: در

چگونہ شمع تجلّی ز رشک نگدازد (۱)
بُرخ تو خانہ آئینہ را بآب رساند

حاجی قدسی در تحمیدِ الٰہی، کہ در ضمنِ آں مدحِ شاہی گفتہ، گفتہ:

بگوشِ عطائیش رساند ایں خطاب
کہ بنیادِ کاں (۲) را رساند بآب

طالب کلیم:

ہزار میکدہ را محتسب بآب رساند
بنائے صومعہٴ شیخ ہمچناں برپاست (۳)

بابِل: بکسرِ سوم، شہریست از عراق و در آنجا چاہیست کہ ہاروت و ماروت در آں معذّب اند۔ قال عزّ و جلّ: 'ببابل ہاروت و ماروت'، (۴) بضمِ سوم نیز اہلِ لغت نوشتہ اند و شعرا ہم آوردہ۔ ظہوری:

در دکن کیں (۵) چشم پیدا می شود
باج خواہِ ساحرانِ (۶) بابُل است

سلیم:

(۱) م: نگدارد، صحیح از ب	(۲) م: گان
(۳) نیز ملاحظہ ہو، دیوانِ کلیم (ص ۸۸):

بدل کردم بمستی عاقبت زہدِ ریائی را
رسانیدم بہ آب از یُمنِ مے بنیادِ تقوٰی را

(دیوان میں 'کرم' ہے جو غلط ہے۔)

ایضاً (ص ۲۳۰):

سرشکِ خانہ بیتابیم رساندہ بآب
بہ خاکِ پائے تو چشمِ امید ہا دارد

(ب میں 'بیتابیم' کی بجائے 'بیتا بیم' ہے۔)

(۴) سورہٴ بقرہ، آیت ۱۰۲
(۵) ب: این، دیوانِ ظہوری (ص ۹۲): این
(۶) دیوان: شاعران؛ کتابت کی غلطی ہے۔

در رہِ عشق اے دل از سحرِ فسوں ایمن مباش
خانہ ہر مورِ ایں صحراست چاہِ بابلے (۱)

بنائے قافیہٴ ہر دو غزل بر ضمہ است۔

بآتشپارہ گیراندن: تعین کردن محصل است و سزاولِ شدید بدنبالِ کسے۔ (ع)۔ سعید اشرف:

شاطرِ (۲) شوخے فرستادست و ما را خواندہ است
یار چوں شمعم بآتشپارہ اے گیراندہ است

ولہ:

بایدم چوں شمع استادن بیک پا تا بصبح
کو بآتشپارہ اے گیراندہ ما را چوں چراغ (۳)

بلے! 'آتشپارہ' بمعنی شوخ و شنگ بسیار است۔ ہم او گوید:

(۱) سعدی نے بکسرِ سوم ہی باندھا ہے۔ علاء الدین جوینی صاحب دیوان کی ستائش میں ایک قصیدے کا قافیہ ہے (کلیاتِ سعدی، ایران، ص ۶۶۴): حاصل، غافل وغیرہ، اس میں یہ شعر بھی ہے:

بدیں کمال ندارند حسن در کشمیر
چنیں بلیغ ندانند سحر در بابل

جب کہ ظہوری کی غزل کا قافیہ: قلقل، سنبل وغیرہ ہے۔ نیز ملاحظہ ہو بحوالہٴ ب، سلیم:

در رہِ عشق اے دل از سحر و فسوں ایمن مباش
خانہ پُر مور ایں صحراست چاہِ بابلی

علی قلی بیگ علی:

خوباں کہ ساحر اند ز چشمانِ پُرفسوں
صد خط ز دل بجادوے بابل کشیدہ اند

ملا شیدائے ہندی:

من بحسرت حرفِ آں خال و زنخداں چوں کنم
ساحرے چوں وصفِ ہاروت و چہ بابل کند

(۲) ب: شاطری
(۳) ب: ہمچو شمع

سرکش آتشپارہ ام آساں مگردم (۱) رامِ تو
از نگاہم (۲) شعلۂ جوالہ گردد دامِ تو

طغرا:

طفل بسیارست کز شوخی دود بر رُوے شمع
ہیچ طفلے ہمچو طفلِ شعلہ آتشپارہ نیست (۳)

باجی: باج گزار (۴) وکنایہ از خواہر نیز، لیکن از ثقات ایران مسموع شد کہ (۵) ایں لفظ مخصوص بخطابِ خواہر است و الّا مرادف آں نیست۔ سعید اشرف:

بر تو زیبد کہ خراج از ہمہ خوباں گیری
شاہ حُسنی و ترا لیلی و شیریں باجی

طرف ایہام بمعنی ثانی است۔ مؤلف نیز بطریقِ ایہام در ہجو گفتہ (رُباعی):

نوّاب کہ باشد بجہاں تاراجی
چسپاں شدہ اختلاط او با پاجی
زرہا گیرد زوجہ فرجِ لولی
مستعد (۶) ایں قوم از برایش باجی

باد کردنِ چشم: ورم کردنِ چشم از مادّۂ ریحی و بمجاز غرور و نخوت۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

نخوت (۱) بود ز اہلِ نظر ناگوار تر
باشد بلا چو چشمِ کسے باد میکند

بادپا: تندرو۔ باقر کاشی:

شوق نگر کہ دل ز پی خیزد و پیشتر رسد
نامہ بدست اگر دہم نالۂ باد پاے را

بیشتر (۲) در صفتِ اسپ آرند، بل علم اسپ شدہ۔

باد بخود کردن: کنایہ از ناز بالیدن۔ (ع)۔
شفائی در ہجوِ ذوقی (رُباعی):

ذوقی خونت بگردنِ بینی تست
البرز جوے ز خرمنِ بینی تست
چوں باد بخویشتن بروقت نکند
پروردۂ زیرِ دامنِ بینی تست

بادۂ جوان: شرابِ نورسیدہ، و بادۂ پیر مقابلِ آں، یعنی شرابِ کہن۔ میر معزّی:

چہ باک ازانکہ جہاں سردگشت و ناخوش شد
کہ خانہ گرم (۳) و مغنّی خوشست و بادہ جواں

مظہر کاشی (۴):

آنکہ در پیرانہ سر، دارد جوانی آرزو
بادۂ پیرش ز ساقیِ جواں باید کشید

تازگی و کہنگی مقتضاے لفظِ جوان و پیر است، خصوصیت بہ بادہ ندارد، چنانکہ اساتذہ گویند۔ شانی تکلو:

---

(۱) م: بگردم　(۲) ب: ز اضطرابم
(۳) نیز خسرو (ص ۲/۳۶۵):
پارہ پارہ گشت سرتاپا دلِ پُر آتشم
از برائے سوزشِ من ہیں چہ آتشپارہ شد
(۴) م: گذار، صحیح املا: گزار (ز کے ساتھ)، ملاحظہ ہو 'فرہنگِ عمید': مصدر گزاردن، بمعنی ادا کرنا'
(۵) م: کہ کہ　(۶) ب: باشد

(۱) م: 'نخوتِ' اضافت کے ساتھ، جو غلط ہے۔
(۲) م: پیشتر، تصحیحِ قیاسی　(۳) م: کرم
(۴) ب نے 'ولہٗ' لکھ کر یہ شعر بھی گویا معزّی سے منسوب کردیا ہے، لیکن دیوانِ معزّی میں یہ شعر نہیں ہے، اور پہلا شعر بھی ایرانی ایڈیشن میں نہیں ملا۔

من از بے مہری افلاک می نالم کہ روز و شب
بلا ہائے جواں زیں مادرانِ پیر می زاید

باقر کاشی:

عمارتِ نو و شہرِ جواں، مبارکباد
بنائے شہرِ نو[۱] بر آسماں، مبارکباد

حاجی قدسی:

کسے بہمتِ من پے نبرد و عمر گذشت
چو گوہرے کہ شود پیر در تہِ دریا

لفظ 'برنا' ہم ازیں قبیل است۔ والہ ہروی:

والہ ار پیر شد جوانست سخن
در مئے کہنہ نشاہ برنا است

باد گیر: بکافِ فارسی؛ دریچہ و روزنے کہ برائے باد در خانہ سازند۔ بتازی آنرا 'غرفہ' گویند و خانہ (اے) کہ از ہر چہار طرف بادگیر جہت وزیدنِ باد داشتہ باشد نیز۔

مجد الدین علی توسی نوشتہ۔ (ہ و خ)۔ شفائی (رُباعی):

بینی تو سر بریدہ کیرے[۲] عجبے است
دنداں گراز را نقیرے عجبے است
از چار طرف تیز درو می پیچد
از بہر سبیل بادگیرے عجبے است

ہماں را 'باد رو' گویند۔ طغرا:

غیر از قفس کز ہر طرف دارد ہزاراں بادرو
نتواں شمردن خوش ہوا خشخانہ در بستہ را

باد آوردہ: مرادف آب آوردہ، کہ آں در 'آوردنِ آب چیزے را' گذشت۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

(۱) م: تو (۲) م: گیری

باغباں بیروں کن ایں گستاخ باد آوردہ را
خوش نمی آید بگُل ایں ہائے ہائے عندلیب

بادِ سرخ: مرضے است معروف۔ سلیم گوید:

باد سرخ آورد[۱] رُوے خاک از گلگونِ او
بسکہ کرد اعراض از رشکِ سپہر چنبری

باد: باوصفِ معانیٔ معدّدہ کہ در کتبِ لغت مرقوم است، بمعنی 'ضراط' مستعمل است۔ (ع)۔ سند در لفظِ بادخانہ[۲] خواہد آمد۔

باد پرانی[۳]: چہارم ہائے عجمی؛ خوش آمد کردن۔ (ج ور)۔ ظہوری:

در کوے تو پرواز کناں بلبل و قمری
گل باد پراں سرو ہوادار ندارد[۴]

لاف زنی نیز۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

ایں آہ کشاں از دلِ افسردہ بجز ویر
در دعویِ آتش نفسی باد پرانند

شفیع اثر:

ہر کجا باد پرانیست دریں جزو زماں[۵]
بمیاں سنگِ قناعت چو فلاخن دار:

'ضراط زدن' نیز، بلے، 'باد' بمعنی 'ضراط' است، چنانکہ گذشت۔ طغرا گوید:

غیرِ سرنائے گلویش[۶] ساز دیگر کوک نیست
از لبِ انباں شکم چوں باد پرّانی کند

(۱) ب: آوردہ (۲) م: بارخانہ، تصحیح از ب
(۳) ب: باد پران (۴) م: ندارند
(۵) م: زیان، تصحیح از ب (۶) م: کلویش

بادہ: شراب، بمجاز 'پیالہ' را گویند، تسمیة المحل باسم الحال، گویند، 'یک بادہ دہ و دو بادہ دہ'؛ یعنی یک پیالہ و دو پیالہ۔ کمال خجند:

ساقیا بادہ بگرداں کہ ملولیم ز خویش
تا زمانے کہ زماں ہستیِ ما برگیرد

باد بداماں[1] کردن: کنایہ از غرور و رعنائی۔ (ع)۔
درویش والہ ہروی:

برباد دہد خرمنِ بس صبر و سکوں را
زلفت چو ز نیرنگ کند باد بداماں

بعضے گویند، 'عبارتست از امرِ غیر ممکن بظہور آوردن'؛ وَالاوّل ھوالاصح۔

بادہ پشت دار و شرابِ پشت دار: شرابے کہ مقویاتِ کیف درآں داخل کردہ باشند، و 'بادۂ بے پشت' مقابلِ آں۔ میرزا صائبا:

از سیہ مستی کند گم[2] خویش را ہر کس چشید
زاں لبِ نوخط شرابِ پشت دار بوسہ را

ہم اُوراست:

بادۂ بے پشت از سر زود بیروں می رود
بوسۂ لبہاے نوخط را قواے دیگر است

بادِ مسیح و بادِ مسیحا: کنایہ از دمِ مسیح کہ اموات را حیات می بخشید۔ (م)۔ والہ ہروی:

چہ آبِ خضر و چہ بادِ مسیح ہر دو یکیست
دواست مرگ اگر دردِ انتظار این است

---

(۱) ب: بدامن　　(۲) م: کم

باد در کُلہ داشتن: کنایہ از غرور و نخوت۔ (ع)۔
مُلّا نظیری نیشاپوری:

مرا اگر[1] ہست کبرٰی در دماغ از کبریاے اوست[2]
حباب از جوشِ دریا بادِ نخوت در کُلہ دارد

باد فروش: شخصے است کہ انسابِ مردم نام بنام یاد کند، بر سبیلِ مدح، و آنرا در ہند 'بھاٹ' گویند، بیاے موحدہ مختلط الہاو تاے مثناۃِ فوقانی ہندی۔ ابونصر نصیراے بدخشی[3]:

بسانِ باد فروشاں چہ بادپیائی
کہ در شرافتِ خود از گروہِ ابراری

عزیزے 'بادفروش' را فارسیِ تراشیدۂ اہلِ ہند گوید۔ گویم اگر چنیں باشد ابونصر نصیرا کہ بہند نیامدہ چہ قسم در شعر آوردہ و معہٰذا صاحبِ 'رشیدی' در ترجمۂ 'بادخواں' نوشتہ کہ آنرا 'باد فروش' گویند۔

بادامِ زنجیر: باضافت؛ خردۂ زنجیر کہ آزادانۂ زنجیر نیز گویند۔ (ع)۔ علی رضا تجلی:

ہر آں[4] مجنوں کہ اندازِ نگاہت کردہ تسخیرش
نہند از چشمِ لیلیٰ مغز در بادامِ زنجیرش[5]

بار انداز: در محلّے فروکش کردن۔ (ع)۔ حاجی قدسی:

---

(۱) م: اگر
(۲) ب: تست، غزلیاتِ نظیری (لاہور، ص ۱۰۰) میں بھی 'اوست' ہے۔
(۳) م: بدختی، تصحیح از ب　　(۴) م: ہران
(۵) نیز ب: میرزا معز فطرت:

دماغِ خشکِ ما را روغنِ بادامِ زنجیری
نہ بیند کس کہ ایں دیوانہ عاقل می تواند شد

(ب میں 'بہ بیند' ہے، لیکن اس سے معنی واضح نہیں ہوتے۔ تصحیح قیاسی)

از خس و خار دریں دشت صدا می آید
کہ دریں منزلِ پُر خوف مکن بار انداز

بار افگن: محلِ مذکور۔طالب آملی:

گلزارِ عیش و لالہ ستانِ نشاط را
بار افگنِ قوافلِ شوق ایں مشام بود

بارخانہ: پشتھاے(۱) امتعہ کہ آنرا در ہندی 'اٹالہ' گویند۔ درویش والہ ہروی:

در بار خانۂ دلِ ما غیرِ داغ نیست
ایں کاروان، قافلہ سالارِ آتش است

سعید اشرف در 'مزاحمتِ تمغاچیاں بتاجر' گوید:

ہمہ در پشتھاے(۲) بارخانہ
بکاوش کردہ کارِ موریانہ

ونیز نفایس امتعہ واقمشہ کہ ملوک و اُمرا تحفگی باہم فرستند وآں در ہند بہ 'چیرہ خانہ' معروفست ونیز چیزیست کہ درآں نجاسات پُر کردہ از خانہ بیرون کشند۔(ع)۔فوقی:

من ہم از رُوے طنز فرمودم
کایں چنیں بارخانۂ جاوید
باد وقفِ بروت آنکہ بمن
از رہِ کینہ دشمنی ورزید

چہ 'بار' بمعنی نجاست است۔(ر)۔ازیں جہت آبگیرے را، کہ آبِ حمام ومطبخ ومزبلہ درآں فراہم آید، 'بارگین'(۳) گویند۔حکیم حاذق:

(۱)و(۲)ب:بسجای
(۳)م:بارکین،'فرہنگ عمید':بارگین،پارگیں

حوضِ کوثر کہ مشرب الرّوح است
ناودانی ز بارکینِ(۱) من است

اعوذ باللہ من شطحیات الشعرا۔

بار آوردن: درحالتِ نسبت(بہ)(۲) درخت، ثمر آوردن است وچوں نسبت بہ نساء(۳) کنند وضعِ حمل آنہاست ولہٰذا متعارف است ودر وقتِ نسبت بہ رجال، پیدا کردنِ فرزند است۔سعید اشرف:

ز انواعِ ہنر پروردہ بودش
پدر زینگونہ بار آوردہ بودش

بار: بچند معنی مستعمل است۔اوّل بمعنی 'میوہ' مستعمل است۔گویند، 'درخت بار آوردہ'۔دوم، بمعنی 'کرت' مشہور است، یکبار ودوبار۔سوم(۴)، آبستنی زناں؛ محاورہ ایست: 'فلانہ زن بار دارد' و 'بار نہادہ'۔چہارم، 'بارندہ'؛ چنانچہ چشمِ خونبار و لبِ شکربار۔پنجم، بارے کہ بر کسے گذارند۔ششم، بزرگ وجلیل؛ گویند، 'بار خدا'۔ہفتم، ' ۔عول؛ گویند 'فلاں را در بزمِ نواب بار ندادند'، ولفظِ 'بارگاہ' مرکب ازیں است۔ہشتم، 'دیگ ببار نہادن'، وآں خواہد آمد۔

بارگیر: بمعنی اسپ۔حیاتی گیلانی:

تخکش ہم از تحرکِ بادے فتد بخاک
ہر چند بارگیرِ سلیماں ہم از ہواست

ونوکر نیز۔نعمت خان عالی در ہجوِ خواتینِ خان جہاں بہادر گوید:

(۱)م:بارکین
(۲)م: یہ لفظ نہیں ہے، تصحیح قیاسی
(۳)م:نبسا
(۴)م:سیوم، صحیح:سوم

مشغول بچہ بدار و فراش
مشغوف بہ بار گیر و چیلہ

ظاہراً بدیں معنی ہندیست۔

بارَہ: دیوار و در قلعہ کہ آن را بتازی 'فصیل' خوانند۔
زلالی در مثنوی 'میخانہ' گوید:

قلعۂ قہقہہ دہاں کردہ (۱)
تختہ پل (۲) بر درش زباں کردہ (۳)
بارہ اے از گہر کشید برو
زدہ قفلے ز لعل بر در او

آن را 'بارو' نیز گویند۔ ہاتفی:

دویدند بالا بہ بارو و بام
کشیدند شمشیر بر قتلِ عام

'حصار' نیز۔ (ر)۔ حسین شفائی:

خانۂ عیشِ مرا بام و در آمد فرو
بارۂ صبر مرا رخنہ بدیوار شد

'بارہ' بمعنی 'دوست' نیز آمدہ، چنانکہ شخصِ عاشقِ زن را 'زن بارہ' و امرد دوست را 'غلام بارہ' و زنِ فاحشہ را از آنکہ دوستِ شب است، 'شب بارہ' خوانند۔ (ج)۔ سعید اشرف:

بر دورِ اُو ز خیلِ غلاماں بود حصار
زیں رُو غلام بارہ تواں گفت خواجہ را

فردوسی طوسی:

شبستاں مرا اُو را فزوں از صد است
شہنشاہ (۱) زن بارہ باشد، بد است (۲)

---

(۱) ب: گیرد (۲) ب: پل
(۳) ب: گیرد (۴) ب: شہنشہ کہ
(۵) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

مولوی معنوی:

نیست شہرت طلب ایں خسرو شاعر بارہ
تا ز بیت و غزل و شعر رواں بفرہیم

بار، بحذفِ ہا، نیز ہمیں است۔ (ج ور)۔ ابنِ یمین:

آنکو بچہ بار و طفل گایست
اے بسکہ کشد زحیر و رنجہ

اگرچہ دریں شعر 'بچہ باز'، بہ زاے (۱) معجمہ، ہم درست میشود لیکن محققانِ لغت بہ راے مہملہ ضبط نمودہ اند۔ 'بارہ' بمعنی 'اسپ' نیز، و آں پُرمعروفست۔ وحش و شان نیز۔ (ر)۔
طالب آملی:

دانۂ ما بگلو (۲) خوشۂ پرویں دارد
سعیِ دہقاں نبود بیہدہ (۳) در بارۂ ما

بارانی: نمدیں یا سقرلاتی جامہ و کلاہ ہے کہ در بارش پوشند۔
اسمٰعیل ایما:

کسوتِ فقر است ایما مانعِ تردامنی
خرقۂ پشمینۂ من گشت (۴) بارانی مرا (۵)

[گذشتہ سے پیوستہ]
خلاصۂ شاہنامۂ فردوسی (انتخاب: محمد علی فروغی، طہران، ص ۶۳۹) میں دوسرا مصرع یوں ہے:

شہنشاہ ازیں گونہ باشد، بد است

(نیز ملاحظہ ہو: 'فارسی شاعری میں طنز و مزاح'، ص ۷۸)
لیکن سیاق و سباق کے مطابق یہاں 'زن بارہ' ہی صحیح ہوگا۔
(۱) م: رای (۲) م: بگلو
(۳) م: بیہودہ (۴) م: بگشت
(۵) انوری کہتا ہے:

ہر کجا ژالہ زند ابر کماں شاں بینی
آسماں بر سرِ خورشید کشد بارانی

(کلیات... ص ۷۰۴) [جاری]

وُ'بارنده' نیز۔طغرا:

جاے کہ از گلِ (۱) شرمِ رُویش عرق فشاں شد
بارانِ گلابست (۲) او را نمی شناسی

باریک شدن: لاغر شدن۔(ع)۔مسیح کاشی:

تنِ سودائی من در غمِ آں مُوے نحیف
گشتہ باریک کہ ابریشمِ سازش کردم

و پنہاں از جاے بدر زدن۔(ع)۔میرزا صائبا:

بہ از روشندلی تیرِ شہابی نیست شیطاں را
کہ شد باریک زاہد تا ہلالِ عید پیدا شد (۳)

باریک رسیدن: درکار بغورِ تمام وارسیدن و بکمال

[گذشتہ سے پیوستہ]

ب نے پہلا مصرع یوں دیا ہے:

تا چہ ابریست کماں شاں کہ چوں باراں بارد

نیز ب؛سلمان (ساوجی):

ز گردِ خیل تا شانت بندد آسماں دیدہ
بروز تیر بارانت نپوشد کوہ بارانی

سعید اشرف:

زرہ دستگیرِ دلیراں بود
کہ بارانیِ تیر باراں بود

(۱) م: گل (۲) م: گلابست

(۳) نیز ب: وحید در تعریفِ مقتول کش:

حدیدِ آفتِ دور و نزدیک شد
چو آں شوخ را دید، باریک شد

مخلص کاشی:

چتاب نہ شد مہ اگر از تابِ جمالش
پس بہر چہ باریک شد از شہر و بدر رفت

محسن تاثیر:

آب شد باریک تا رفتارِ دلجوے تو دید
گل سپر انداخت تا رخسارِ نیکوے تو دید

خوبی آنرا سرانجام دادن۔(ع)۔غزالی مشہدی:

غزالی شہدِ نظمم گر خورد عقل
نماید تا ابد انگشت لیسی
دید سر رشتۂ حرف ار بکاتب
کہ مُو بشگافد از باریک ریسی
بکوشد تا غلط کمتر نویسد
گر از دستش نیاید خوش نویسی

وُ'لاغر شدن' نیز۔(ع)۔سند در 'پیلہ پیچ' خواہد آمد، بعون اللہ الصمد۔

بار گرفتن: آبستن شدن، چہ 'بار' حمل است۔(م)۔ بدیعی سمرقندی:

بار گیرند از نسیمِ نطقِ تو ابکارِ باغ
ہمچناں کز روحِ قدسی دخترِ عمراں گرفت

بار بستنِ زباں: ظہور کردن بر زبان رنگِ سیاہ وسفید و زرد و سُرخ از غلبۂ خلطے از اخلاطِ اربعہ، دریں حالت گویند، 'زبان بار بست'۔(ع)۔محسن تاثیر:

وضعِ ناخوش بر سخنور سخت باشد ناگوار
بار (۱) می بندد زباں ہر گہ (۲) بدن رنجور شد (۳)

گویند بمجاز کنایہ از عدمِ طاقت بر گفتار است کہ آں فرعِ بیماریست۔

بارِ خدا (۴): آنکہ ہمہ کس را بار دہد و ایں بر غیر اطلاق

---

(۱) م: یار (۲) م: کہ

(۳) نیز ب: تاثیر:

جہاں ز رفتن صاحب سخن ذلیل شود
زباں چو بار بہ بندد، بدن علیل شود

(۴) ب: خدای

ندارد و الّا بر بادشاه نیز اطلاق کنند۔ مجدالدین علی قوسی نوشته:
بارخدایا ایزد جلّ و علا و بمعنی 'خداوند' نیز آید، ازیں جهت جایز است که صفتِ مخلوق نیز شود۔ واله هروی در صفتِ ممدوح گوید:

پشتِ ملک، آصفِ جم قدر، عنایت انوار (۱)
آنکه بر کلِّ جهاں بعدِ خدا بار خداست (۲)

باز و بند: مصالحِ هر چیز، چنانکه رشته برائے تسبیح و دوال وامثالِ آں برائے شمشیر۔ (ع)۔ طغرا:

تسبیحِ شبنم که بے باز و بند
ز گردش بود تا سحر بهره مند

در محاوره 'بند و باز' گویند۔

بازارِ منی (۳): منی موضعے است از ارضِ مکه که قربانی در آں کنند و بازاریکه همانجا است و آں منادیٔ (۴) حضرت اسمٰعیل است۔ (ص)۔ طالب کلیم:

ساکنِ بیت الٰهی اگر از دست آیدت
خانه را نزدیک تر سازی ببازارِ منیٰ (۵)

باز از (۶) آشیانهٔ بلبل پراندن: باوصفِ استعدادِ نیکی، بدی و درشتی کردن۔ (ع)۔ واله هروی:

ازاں دہاں چو جاں، جانگزا حدیث مگو
ز آشیانهٔ بلبل چرا پرانی باز

بازار زدن: فائدهٔ خاطر خواه گرفتن۔ (ر)۔ صائبا:

امروز هر که سنگ ملامت بما رساند
گو دستِ خود ببوس که بازار می زند

و سود و معامله و سودا را نیز 'بازار' گویند۔ میرزا صائبا (۱):

نیست سودے که زیانش (۲) نبود در دنبال
بار می بندم ازاں شهر که بازارے نیست

شگونی (۳) جربادقانی:

فتنه بازاری بچشمش داشت، پرسیدم که چیست
گفت آشوبے برائے (۴) روزِ محشری خرم

قراری گیلانی:

با همه نامهربانی بے وفا خواندی مرا
کافرم گر در قیامت با تو ایں بازار نیست (۵)

بازدید کردن: در تحقیقِ چیزے تفحص کردن۔ (ع)۔ سند در 'ناظرِ بیوتات' خواهد آمد۔ شرف الدین علی یزدی در 'قصهٔ عاشق شدنِ خلیل سلطان بادشاه ملک قمرِ امیر حاجی و انحرافِ مزاجِ صاحبقرانی ازیں ماجرا و صدورِ حکم با حضار شاد ملک۔

---

(۱) ب: غیاث الوزرا
(۲) معزی مدحِ شرف الملک ... میں کہتا ہے (ص ۳۱۷):
بار خدائے که ازو شاکرند
بار خدایانِ جهاں سر بسر
(۳) م: باز ارمنی (۴) ب: بنا کردهٔ
(۵) یہ شعر منقبتِ حضرت علیؓ میں ہے، اور یہ دو لفظ اس طرح آئے ہیں:
'بیت الٰهی'، 'بنا' (ص ۱)
(۶) م: بازار

---

(۱) ب نے یہ شعر میر صیدی سے منسوب کیا ہے۔
(۲) م: زمانش
(۳) م شگونی، ب: سکونی، تصحیح از تذکرة الشعرا، ص ۵۷
(۴) م: برآئی
(۵) عرفی (ص ۴۳):
من نگویم که دریں شهر ستمگارے هست
همه دانند که ما را بتو بازارے نیست

و[1] رُوپوش ساختنش خلیل سلطان' گوید (فقرہ):

حکم شد کہ اُورا بازوید کردہ ناچیز سازند۔

بازکردن: جدا نمودن۔ طغرا:

رشوہ گویاں عقدِ شبنم را ز رُویش باز کرد

محنۂ بادِ صبا گل را چو با بلبل گرفت

ازانجا کہ 'فطام را از شیر باز کردن' گویند۔ شانی تکلو:

چو رفت ایامِ شیر و مہد نازش

بعادت دایہ کرد از شیر بازش

بازگشت: معروف، و از بد پرہیزی یا ہوازدگی اعادہ کردنِ بیماری کہ آنرا در تازی 'نکس' گویند۔ (ع)۔

حاجی قدسی در قصۂ 'گریختنِ جہجار بندیلہ' گوید۔

شنیدی ببرگشتن[2] از کوہ و دشت

کہ بیمار را بد بود بازگشت

بازگوئی: سخن گفتہ باز گفتن۔ نظیری:

سخن ار بدوست باشد ببزم[3] بروں ز دنیا

دلِ پُر ہزار حسرت بامیدِ بازگوئی

باز ندگی: مکاری و حیالی۔ محسن تاثیر:

بسکہ بازندگی از مردمِ عالم دیدم

صورتِ گنجفہ خلقم بنظر می آید

بازو کشادن: کنایہ از جوانمردی و سخاوت۔ (ع)۔

مخلص کاشی:

بے دستِ کشادہ نیست مقبول دعا

زنہار زباں بہ بند و بازو بکشا

بازو: قوتِ واستعداد۔ شفائی:

اے دل بایں قرار مزن لافِ عاشقی

بازوے یک نگاہ ندارد شکیبِ تو

ظہوری:

بازوے زرے[1] ضرور دارم

شاید کہ باآں کمر در آید

با شمشیر پرسیدن: کسے را برائے اقرار آنچہ کردہ باشد[2] بشمشیر تہدید کردن۔ (ع)۔ آقا رہی شاپور:

خدنگش رد نکردم پس چہ بد کردم نمی دانم

کہ باشمشیرم آں چشمِ شکار انداز می پُرسد

باشی: بمعنی 'سردار' بسیار است، لیکن ترکیست، چنانکہ توپچی باشی و مین[3] باشی و امثالِ آن۔

عالی در ہجوِ کس و کوے خانِ جہاں بہادر گوید:

در جرگہ[4] لولیاں سرافراز

ہر یک بخطاب قحبہ باشی

در خراسان 'قرمساق' را 'باشی' گویند۔ (ع)۔

شفیع اثر در ہجوِ حمام وحماے گوید:

حذر از تیغِ ایں دلاک باشی

کہ سر بازی است انجا سر تراشی

باطن خوردن: بدعاے بد گرفتار آمدن۔ (ع)۔ سنجر کاشی:

---

(1) م: درد (2) ببرگشتن

(3) م: بزم، صحیح از دیوانِ نظیری (لاہور، ص ۲۲۵)

(1) دیوان (ص ۲۵۶): زرے (2) م: باشند، تصحیح قیاسی

(3) ب: بملا باشی (4) م: جرگۂ

غلغلِ شبہا بایں ،روزم نشاند
باطنِ شب زندہ دارے خوردہ[1] ام

باغ نظر: باغیست در کرمان، نہ در صفاہان[2]، از اہالیِ ایران تحقیق شد۔ واعظ:

تا عکسِ گُلِ رُوے تو در چشمِ تر ماست
دامان پُر از خوں شدہ باغِ نظر ماست[3]

باغ مراد: باغیست در ہرات۔
درویش والہ ہروی در وصفِ ہرات گوید:

جنات کہ ہشت است دو چنداں شود از ذوق
در قال گر آید[4] صفتِ باغِ مرادش

باغ سبز نمودن: کنایہ از وعدہ ہاے دروغ۔ (ع)
محسن تاثیر:

عنبریں خطے بدامِ وعدۂ خام کشید
باغ سبزے ہر طرف بنمود و[5] در دام کشید

با فلاں چہ داری: یعنی با اُو چہ خصوصیت داری؟
طغرا:

می داریش چو دشمن در چاہِ سخت ہاون
اے دوستدار گلشن با زعفراں چہ داری

باقِل: کودک نشانِ ریش برآمدہ و نام شخصے کہ بحُمق شہرہ بود و سخنے کہ بکاہلی و درماندگی بیان شود۔ (ل)۔
جلالاے طباطبا گوید (فقرہ):
منِ باقل سخن کہ کاروانش بسر انساختہ ام... الخ[1]

باقی دگر شما را: یعنی ایں قدر گفتم دیگر اختیار شما است بفہمید، و بمعنی حرف وارسیدن۔ محسن تاثیر:

زاں دلربائے جانی با صد حضور تاثیر
حرفے برمز گفتم باقی دگر شما را

با کسے در جوال رفتن و بودن: بمکالمۂ اُو بودن و با اُو معارضہ اتفاق افتادن۔ (ر)۔ سعید اشرف:

با چنیں خرے بفرمانِ تو رفتم در جوال
ورنہ سودایم دماغ ایں تماشاہا نداشت

حضرت امیر خسرو:

خواجہ کہ با نوش زباں آور است
با سگِ وحشی بجوال اندر است

'با کسے درجوال کردن' متعدیہ۔ ظہوری:

ظہوریؔ کجا پیشہ کردن تواند
کہ کردند با نفسِ خود در جوالش

با کسے دست در نرفتن: از عہدۂ اُو بر نیامدن۔ (ر)۔
سلمان ساوجی:

سر در رہش نہادم و کارے بسر نرفت
با اُو بہیچ حیلہ مرا دست در نرفت

---

(۱) نیز ب: ظہوری:

رنج آسودگی کشیدہ دلم
غم آسودگاں چرا نخورد

ب نے جو دوسرا مصرع دیا ہے، وہ دراصل اگلے شعر کا ہے۔
(۲) ب کے مطابق: 'باغیست در صفاہان'
(۳) نیز ب: محسن تاثیر:

دیدہ از سیلِ سرشکم رشکِ صد دریا چہ شد
تا برخسار تو اے باغِ نظر افتادہ است

(۴) م: گرآید (۵) 'واو' ندارد، صحیح از ب

(۱) م: الخ

با کسے دست و بغل رفتن: با اُو کشتی گرفتن۔ (ع)۔ مسیح کاشی:

با فلک دست و بغل می روم اے خواجہ ببیں
کہ تماشاست تلاشِ دو زبردست بہم

بمعنی مساہمت و برابری نیز شنیدہ شد، چنانکہ صاحب 'سراج اللغۃ' در رسالۂ 'سراج منیر' بدیں معنی آوردہ۔

با کسے گرفتن کسے را: در عینِ فعل شنیع گرفتن۔ (ع)۔ سند در 'باز کردن' گذشت۔

با کسے راز کردن: ظاہر کردنِ راز با اُو۔ (ع)۔ باقر کاشی:

بر من شبے نمی گذرد کز جفاے تو
تا روز رازِ دل نکنم با خداے تو(۱)

با کسے آتش شدن: با اُو در مقامِ خشم بودن، چہ 'آتش' بمعنی 'خشم' است۔ (ک)۔ ظہوری:

بیم است کہ برباد رود خاکِ ظہوری
ساقی بمن آتش چہ شوی عالمِ آب است

بالا: مقابلِ زیر، از ینجاست کہ ملاءِ اعلیٰ را 'عالمِ بالا' گویند۔ والہ ہروی:

سرو ار(۲) چہ برعنائی قامت چمن آراست
رعنائی بالاے تو از عالمِ بالاست(۳)

(۱) معزی کہتا ہے (ص ۱۰۷، ترکیب بند در مدح سنجر):
آں شب چہ بود یارب کاں ماہ رُوے من
با من بہ خلوت اندر تا روز راز کرد
(۲) م: از، تصحیح قیاسی
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

'قامت'، سند بالا گذشت، و بمعنی 'پیش' ہم آرند۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

پوشیدم ز بالاے(۱) سخن ہر چند تشریفے
ہماں از لب گریباں می درد شوقِ ثنا خوانی(۲)

شفیع اثر:

عزت از بالاے زر دارند اہلِ روزگار
عبرت از من گیر و پاسِ عزتِ خود را بدار

بالا گرفتن: بلند شدن۔ (ع)۔ دانش:

فتنہ از رفتارِ طاؤسِ چمن بالا گرفت
خوش خراماں را بمشقِ جلوہ مائل می کند(۳)

قاسم گونابادی(۴):

[گذشتہ سے پیوستہ]
معزی (ص ۴۱۳، مدحِ معین الملک ابوالقاسم...):
ق
ماہ تاباں دیدہ ای تاباں ز سرو جانور
گر ندیدستی بداں زیبا نگار اندر نگر
تا رُخ و بالاے اُو معلوم گرداند ترا
کاسماں را ماہ گویا یست و سرو جانور
(۱) م: بالائی (۲) م: ثنا خانی، تصحیح قیاسی
(۳) ب نے اِس محاورے کے ذیل میں خواجۂ شیراز (یعنی حافظ) کا یہ شعر دیا ہے:
حدیثِ عشقم اے سرو صنوبر
بوصفِ قامت بالا گرفتست
لیکن دیوانِ حافظ مرتبۂ حسین پژمان (ص ۳۵۸) میں یہ شعر ملک جہان خاتون کا بتایا گیا ہے (حافظ سے اِس کی نسبت غلط ہے) اور پہلا مصرع یوں ہے:
حدیثِ حافظ اے سرو سمبر
(۴) م: کونابادی

چو گل بر سرِ چمن جا گرفت
چمن را ازو کار بالا گرفت

وشخصے را غافل کردہ چیزے از مالِ اُو ربودن؛ آں را در ہند 'آ کاس لینا' گویند۔ مخلص کاشی:

سرو در بار ندارد ز رعونت نقدے
مگر از قامتِ رعنائے تو بالا گیرد

سلیم طہرانی:

بے سبب نیست ہمہ گردشِ افلاک اینجا
شیشہ، ترسیم ازیں میکدہ بالا گیرند

وحید:

فردیست آفتاب کہ مستوفیانِ چرخ
از دفترِ جمالِ تو بالا گرفتہ اند

لمؤلفہ:

طرزِ رعنائی و زیبائی بباغ
سرو و(۱) شمشاد از قدش بالا گرفت

بالا دادن: ترقی و بلندی دادن و بعضے گویند تعریف کردنست۔ (ع)۔ ظہوری:

سدرہ در پستی است از بالاے اُو
واعظش بیہودہ بالا می دہد

بالا خوانی: زیادہ از حالت واستعداد خود را افزودن۔ (ج) و (ر)۔ محسن تاثیر:

چو دید از قامتِ اُو سرو نرخِ خویش را نازل
ز بالا خوانیِ بیجاے قمری منفعل باشد(۲)

---

(۱) ب: سرو و م: 'واو' ندارد
(۲) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

بالا رفتن: بلند پروازی کردن۔ (ع)۔ بدیعی سمرقندی:

اے سرو با قدِ اُو بگذار سرکشی را
بسیار پیشِ قدش بالا نمی تواں رفت

گویند، فلاں کس با اسپِ تیز تگ یا لباسِ زرّیں بالا می رود، یعنی بایں چیز ہا مفاخرت دارد۔ (ع)۔

بالا رفتنِ سال: آخر شدنِ سال و افزوں شدنِ آں بر سالہاے گذشتۂ عمر۔ (ع)۔ نعمت خان عالی:

بہ ہجر از ناتوانیہا بجاے می رسد حالم
کہ می سوزد نفس ہر گاہ بالا می رود سالم

'بالا بردن' متعدی منہ۔ اسمٰعیل ایما:

گے ترقی می تواند داد احوالِ مرا
می برد بالا سپہرِ دوں ہمیں سالِ مرا

'بالا رفتنِ عمر' نیز ہمین است۔ میرزا طاہر وحید:

ہست بر بامِ عدم راہِ نفسہا را بہ بیں
زینہ ہا باشد کز آنجا عمر بالا می رود

بالاے پار دُم گوزیدن(۱): لاف و گزاف بیجا زدن۔ (ع)۔ فوقی یزدی:

ہمیشہ گوز ببالاے پار دُم زنم از عقل
چو ایں خراں بزر و سیم افتخار ندارم

بالیں کج نہادن: خوابِ گراں کردن، بعضے گویند،

[گذشتہ سے پیوستہ]
ظہوری:

ز یک خود را بصد ساز ظہوری چرخ در مجلس
کند تا مدّعی را زیر بالا خوابے دارد

(۱) م: کوزیدن

نخوت و غرور بہم رسانیدن' است۔ اَلاوّل ھُوالاَصح۔
طالب آملی:

فلک وسیلۂ بیدارئے مہیا ساز
کہ بختِ خفتۂ ما کج نہاد بالیں را

بالش و بالشت: بالین۔ اوّل معروفست۔
دوم یحییٰ کاشی:

باسرِ بے دولتاں دولت نگردد جفت، اگر
از پر و بالِ ہُما سازند پُر بالشت را(۱)

بالیں شکستن: پارۂ تعظیمی کردن کہ آں از بالین جدا شدنست۔ گویند، پیشِ اُو رفتیم، برائے ما بالیں نشکست'، یعنی اعتنائے بحالِ ما نکرد۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

صد کبوتر گر فرستد کعبہ بالیں نشکنیم
ما وبُت یک روز در بُت خانہ پا افشردہ ایم

بالیں پرست: شخص تنبل است، بیکار، آرام دوست کہ سراز بالیں نتواند برداشت۔ (ج)۔ صائب:

سرِ فردے چو خورشید از دو عالم آرزو دارم
نہ از بالیں پرستانم کہ بہشتم(۲) آرزو باشد

و تابع و خدمتگارے کہ ہیچ گاہ از بالیں جدا نشود۔ (ع)۔
زلالی:

شدہ بالیں پرستِ بختِ مدہوش
سراپا چشم و نظارہ فراموش(۱)

بالائے چشم ابرو گفتن: حرف راست گفتن؛ بیشتر در جائیکہ حرفِ راست و درست بر رُوے مخاطب نتواند گفت، استعمال کنند، یعنی با آنکہ ابرو بالائے چشم است، نمی تواں گفت۔ (ع)۔ سالک قزوینی:

مہِ تو کجے جگر دارد کہ گوید
کہ بر بالائے چشمِ تست ابرو

و زیر و زبر(۲) چشم ابرو بہمیں معنی آمدہ۔
زلالی در حُسنِ گلوسوز گوید:

با کہ تواں گفت کہ آہو بود
بر زبرِ چشم تو ابرو بود

بانگِ خلیل اللّٰھی: کشتی گیراں چوں حریف را از بردارند و خواہند بر زمینش نواز ند(۳) اللہ اکبرے کہ بآہنگِ بلند گویند آں را بانگِ خلیل اللّٰھی خوانند۔ وجہِ تسمیہ آنکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ در جمیع حرکات و سکنات 'اللہ اکبر' گفتے بدیں مناسبت ایں آواز را بایں نام موسوم ساختند۔ (ع)۔

---

(۱) نیز ب: سنائی:

تا کہ بنشست خواجہ بر بالش
بالش آمد ز ناز در بالش

ب میں سنائی کے اس شعر کے بعد 'ولہٗ' ہے اور پھر م والا شعر ہے، گویا یہ شعر بھی سنائی کا ہے۔ کتابت کی غلطی ہے۔
(۲) بہشتم، تصحیح از کلیات صائب

---

(۱) نیز ب: میر خسرو:

ز چیں تا قیرواں بالیں پرستش
ز مشرق تا بہ مغرب زیرِ دستش

خواجہ نظامی:

چو تو خدمت پاے و نیروے بخت
حوالہ کنی سُوے بالیں پرست
چو بالیں پرستت بماند بجاے
بمانی تو آں گاہ بیدست و پاے

(۲) م: زیر (۳) ب: بیندازند

میر نجات:

گوش بر حرفِ تو دارند ز مہ تا ماہی
گاو گشتی چو کشی بانگِ خلیل اللّٰہی

بانگشت حساب کردن و دادن: بے تأمل از عہدۂ حساب برآمدن۔ (ع)۔ سلیم:

شمارِ دورِ فلک از سلیم گر پرسی
چو آفتاب بانگشتِ خود حساب کند

محسن تاثیر:

ہر نقدِ دل کہ می برد آں دستِ خوش نگار
آخر بما حساب بانگشت می دہد

باھو(۱) سوار بودن: کنایہ از شتاب و جلد رفتن۔

طاہر وحید:

ز دستِ آں نگہ چوں جاں تواں برد
باہو آں شکار افگن سوار است (۲)

(۱) ب: برآہو

(۲) نیز ب: میر خسرو:

چوں رواں شد شاہِ شیر افگن بآئینِ شکار
از برائے شیر کشتن گشت بر آہو سوار

محمد قلی سلیم:

چوں مستِ من سوار بعزمِ شکار شد
شیر از پےِ شکار بر آہو سوار شد

تناظرِ دوم در بائے عجمی:

پا(۱) از پیش بدر رفتن و رفتن: لغزیدن و کنایہ از غلطاغلتا افتادن۔ (ع)۔ سعید اشرف:

مفلسی کرد ز زندانِ وطن آزادم
پایم از پیش بدر رفت بہند افتادم

مخلص کاشی:

سودائے سخن با سر و ساماں نشود جمع
ایں بود کہ پائے قلم از پیش بدر رفت

شفائی:

رود تا پائے دل از پیش اربابِ سلامت را
فریب سبزۂ خطش سرِ چاہِ ذقن پوشد

تاثیر:

دستِ تہیست حاصلِ من از کمالِ خویش
از پائے پیش رفتہ بمنزل رسیدہ ام (۲)

پا افشار: چیزے کہ جولاہہ بریسمان بستہ در پانگاہ دارد۔

سیفی:

(۱) ب: پای

(۲) نیز ب: محمد قلی سلیم:

ہزار سالہ رہم دور شد بیک تقصیر
رود چو پائے کس از پیش بر قفا افتد

(ملک قمی، م ۱۰۲۴ھ، کا درج ذیل شعر اگرچہ اس محاورے سے ہٹ کر ہے، لیکن سلیم کے اس شعر سے، بلحاظِ مضمون، ملتا جلتا ہے:

رفتم کہ خار از پا کشم، محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

[بحوالہ 'بانگِ درا'، ص ۲۷۔۲۶، نظم 'مسلمان اور تعلیمِ جدید'۔ ملک قمی کے بارے میں جاننے کے لیے ملاحظہ ہو: 'سروِ آزاد' از غلام علی آزاد، ص ۳۱ ببعد])

دست بر سر می زند سیفی ازیں غم چوں نورد
تا چرا پاے(۱) تو می بوسند پا افشار ہا

پا و قدم از جاے بریدن: ترکِ آمد و شدِ آنجا کردن۔ (ع)۔ سلیم طہرانی:

پایم ز کوے او، چہ عجب، گر بُریدہ شد
تا کے بروے شیشۂ دلہا تواں گذشت

حاجی قدسی:

بُریدہ شد قدمش ساعتے ازاں در و بام
بآفتاب گرفتن خوشم براے ہمیں

'پا بُر تیغ کردن'، متعدمنہٗ۔ عارف تبریزی:

خَلق را پا بُر تواں کردن بہ تیغ خُلقِ کج
بے(۲) سپر خود را ز ترکِ تندیِ خُو(۳) کردہ ام(۴)

پا بکلات کردن: بکافِ تازی و مثناتِ فوقانی؛ قسمے است از کشتی کہ حریف را از کمر گرفتہ چناں بردارند کہ پایش بلند شود، و معنیِ کلات خواہد آمد، إن شاء الله الصمد۔ (ع)۔ میر نجات:

کردہ پا بکلاتش کہ ازو رفت حیات
بگذر از غیر چہ می خواہی ازیں کہنہ کلات

پا بر سرِ لباسِ نو گذاشتن: رسمے است کہ چوں جامۂ نو خواہند کہ بپوشند اوّل پا بر آں گذارند یعنی در زیرِ دست و پا کہنہ شود۔ از اہلِ ایران شنیدہ شد کہ ایں مرسوم زنانِ آنجاست۔ محسن تاثیر:

(۱) م: پای (۲) م: بی
(۳) م: خود، صحیح از ب (۴) ب: کردہ ایم

دولت ز تازہ دولت خواری کشد کز اوّل
پوشندہ پا گذارد بر سر لباسِ نو را

پاپیچال(۱): اوّل و سوم عجمی و چہارم یاے حُطّی و جیمِ فارسی؛ نباتیست از قبیلِ عشق پیچاں کہ ساق ندارد و بدرختِ دیگر پیچیدہ بالا رود و چنیں نبات را 'بیارہ' گویند، بباے موحدہ و یاے حُطّی و راے مہملہ۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

چو پاپیچال(۲) دارم دست پیچے، فاش می گویم
کہ باشد مصرفِ رنگیں زرے بر خاک افشاندن

پا بر سرِ حرفِ کسے گذاشتن: بحرفِ او توجہ نکردن۔ (ع)۔ حسن رفیع:

پا بر سرِ حرفِ من گذاری
آرے، بمنت سرِ سخن نیست

پا بر سرِ ماہ و سال نہادن: زمانہ را مغلوبِ خود دانستن بہ سببِ فراخیِ معیشت۔ (ع)۔ ظہوری (رُباعی):

وقت است کہ بر پاے ہوس بند نہی
در صرفۂ وقت گوش بر پند نہی
در(۳) تنگ زماں فراخ رُو چوں تو کہ دید
پا بر سرِ ماہ و سال(۴) تا چند نہی

پا بر مصحف کشیدن: کنایہ از کمالِ بے ادبی۔ (ع)۔ زلالی:

(۱) و (۲) ب: پاپنچال، 'فرہنگِ عمید': پاپیتال؛ ب کی عبارت ہے: 'باے دوم، نیز فارسی بہ تحتانی...' اس لحاظ سے م درست ہے۔ عمید کے مطابق اسے 'پاپیچال' بھی کہتے ہیں۔
(۳) ب: طی (۴) ب: سال و ماہ

چہ زلفے ہندوی ایماں بریدہ
سیاہی پاے بر مصحف کشیدہ

پا برداشتن و بالانهادن و گذاشتن: دویدن و بشتاب رفتن۔ (ع)۔ سالکاے قزوینی:

ہمچو مجنوں پئے آواز دراے بردار
سرِ زنجیر بدوش افگن و پاے بردار

میرزا صائبا:

داغ ناسورِ مرا گر بر دلِ صحرا نہند
از خجالت لالہ ہا بر کوہ پا بالا نہند

مخلص کاشی:

نیستی بیمارِ خود اے نالہ پا بالا گذار
دردِ دل بیجا چرا پیشِ مسیحا می کنی

پا بالا کردن: کنایہ از حالتیست کہ امردرا در وقتِ خاص رُود ہد۔ فوقی یزدی:

چوں روی در بزمہا اے دلبرِ محبوبِ من
سر بہ بالا گر کنی، سہل است، پا بالا مکن

پاتابۂ یتیمی: مخصوصِ عیاران و یتیمان است۔
پاتابہ، چیزے کہ زیرِ موزہ پوشند و عیاراں بدونِ موزہ در پاکنند۔ (ع)۔ رفیع واعظ علیہ الرحمہ:

سرہنگِ مصرِ گوشہ نشینی منم کنوں (۱)
پاتابۂ یتیمی من عطفِ دامن است

ازیں جہت عیار را 'پاتابہ پیچ' گویند۔ مخلص کاشی:

پاتابہ و پیچ و سرکش و طرف کلہ شکن
مغرور و بلند و (۲) خودسر و بیجا عتاب کن

(۱) ب: کنون منم (۲) م: 'واؤ' ندارد، صحیح از ب

پاپیچ: پاے بپاپیچیدن از ضعف و ناتوانی۔ (ع)۔ طغرا:

گردونِ غلط فہم بسر منزلِ جاناں
پاپیچ مرا پیچشِ دستار شمردہ

پا چناری: پاچنار مقامیست در ایران کہ ساکنانش ہمہ اراذل و نامقید اند، لہٰذا ہر نامقید و فرومایہ را پاچناری گویند۔ طغرا:

کار ہر یک را کہ می بینی ز سر سبزانِ باغ
ہمچو کارِ پاچناری بے ثبات و ابتر است

میر صیدی طہرانی:

سروے تو وایں بوالہوساں پاے چناری
زنہار بر ایشاں مفگن سایۂ یاری

پا چناریگری: نامقیدی و فرومایگی۔ یحیٰ کاشی:

نَم سایہ کز پاچناریگری
بجاے روم ہر زماں سرسری

بمجاز خدمتگار دائم الحضور را گویند۔ سلیم:

حدیثِ عہدِ گل و دورِ لالہ از من پُرس
کہ ہمچو آبِ رواں پاچناریِ چمنم

ایضاً لہٗ:

بہار بر صفتِ سبزہ پاچناری باش
سلیم می روی از باغ ہمچو آب کجا(۱)

پاے چنار نیز گویند۔ حاجی قدسی:

نسیم پاے چنار قدسی چمن است
کہ گہ مطیعِ خزانست و گہ مریدِ بہار

(۱) ب میں یہ دونوں اشعار 'پاچناری' کے تحت آئے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

پا(۱) خاکی کردن: کنایه از سفر کردن۔ (ج)۔ وطلب نمودن۔ (ک)۔ مخلص کاشی:

ز دل ہر دم عزیزی ہمچو غم را عذر می خواہم
کہ پا خاکی کنم جاے کہ پیکانش فرود آید (۲)

پاے خود آمدن: بپاے خود آمدن کہ آں کنایہ است بکمالِ طوع ورغبت آمدن۔ محسن تاثیر:

پاے خود زر بطلب گاری او می آید
ہر کہ چو سکۂ زر از سرِ زر بر خیزد

حذفِ 'با' در اکثر مواضع جائز است، کما لا یخفی علی المتتبع۔ صائبا:

تشنۂ معنی تازہ است مرا ساغرِ گوش
نتواں کرد مرا خواب بافسانۂ خط (۳)

یعنی بخواب نتواں کرد۔ سعید اشرف:

رخصتِ اشکے بچشمِ گوہر افشاں می دہم
ہر چہ بادا باد خود را دستِ طوفاں می دہم

پا و قلم جفت کردن: در تلاشِ کار سعی فوقِ مقدور بجا آوردن۔ سندِ اوّل در 'کلفت' می آید۔ دوم، ظہوری در صفتِ قلم گوید:

(۱) ب: پای

(۲) نیز ب: خواجہ نظامی:

بدرگاہِ ما پاے خاکی کنی
ز جوشیدِ نم ترسناکی کنی
اگر پاے خاکی کنی بر درم
چو خورشید بر خاک چیں بگذرم

(۳) کلیاتِ صائب (نول کشور) میں ردیفِ 'خط' میں تین غزلیں ہیں، لیکن اس ردیف وقافیے کی غزل نہیں ہے۔

نکردہ کسے از عبید و خدم
چو او جفت در راہِ خدمت قدم

میرزا صائبا:

چوں خامہ قدم جفت نمایند (۱) دریں راہ
در سیر و سفر عادتِ پرکار ندانند (۲)

پاے دُکانے و پاے دُکان و پادُکانے: شخصِ کم مایہ کہ پاے دکانِ دیگرے نشستہ بامدادِ او سودا کند و دلال رانیز گویند۔ حکیم شفائی:

زہے نگاہِ ترا فتنہ پاے دُکانے
بطرّۂ تو مقید دلِ پریشانے

شفائی:

نقدِ جاں بر کفِ ببازار تو می آییم ما
گول خوردن از حریفِ پادُکانے زود بود

ہم اوراست:

بچار سوے تکدّی چو مشتری گیراں
ستادہ است شب و روز پاے دُکانش

فائدہ: مثلِ تکدّی، اکثر الفاظِ فارسی است کہ فارسی زباناں عربی داں تصرّفے در آں کردہ بطورِ عربی ساختہ اند وبعض الفاظِ عربی را بطورِ فارسی تراشیدہ۔ مفیدِ بلخی:

ہر گُل کہ خار خارِ طمع سر زند (۳) ازو
در دیدہ بد قماش چو رُوے مترّش است

ابونصر نصیرا:

(۱) ب: نمائید

(۲) ب: ندارید؛ کلیاتِ صائب (ص ۳۵۸): اس ردیف، قافیے اور بحر میں غزل تو ہے لیکن یہ شعر ندارد۔

(۳) نہد

نزدِ مسلماں نبود شایاں

بہرِ امامت مردِ مزّرش

صاحب[۱] 'مدارالافاضل':

اِمرداں گرچہ گلِ گلشنِ حُسن اند ولے

خار خارِ دل ازاں شوخ مزّرش باشد

سالک یزدی:

سالک بفروشند بما بادۂ صافی

گو ذائقۂ خستی تا بمیزد

نعمت خان عالی درہجوِ کشمیری گوید:

اے سفلہ، تمام کاروبار تو دغاست

ایں جا بادب باش تکشر بیجاست

مہمانیِ ما کہ وعدہ کردی نرسید

آخر کنگچوچہ[۲] شد و بیتہ کجاست

ظہوری:

چہرۂ گل شد زمیں از رُوے مہر آں مہرہ را

بر بساطِ امرِ اُو نقشِ ششدر یافتند

والہ ہروی:

تاریخِ بناش گفت والہ

تمامِ شریف شد مرتّب

قافیہ 'حسب' و 'نسب' است۔ یحییٰ کاشی:

شد موے سفید و جرم نیست زغفلت

چوں خفتہ کہ غافل زطلوعیدنِ صبح است

(۱) ب میں اس سے پہلے صرف 'فیضی' لکھا ہے، جس سے مشہور فارسی شاعر فیضی کی طرف دھیان چلا جاتا ہے۔ دراصل 'مدارالافاضل' اللہ داد فیضی سرہندی کی ہے۔ ڈاکٹر محمد باقر نے اسے مرتب کر کے شائع کر دیا ہے۔

(۲) ب: کُنگچوچہ

'طلبیدن' و 'بلعیدن' و 'فہمیدن' مشہور است۔ بعضے گویند کہ ایں تصرّف موسوم بغارت است۔ لانسلّم[۱]، زیرا کہ عرباں تصرّف خود دراد الفاظ فارسیہ 'معرّب' نام گذاشتہ اند و فارسیاں تصرّف خود رادر عربیہ مجّم گویند و لفظ 'غارت' بر سرقاتِ شعریہ و کلامیہ استعمال دارد، ہکذا قال مجدالدّین علی قوسی۔

پاے در و پاشنۂ در: چیزیست کہ تختۂ در رابرآں بگردانند؛ در ہند آں را 'چُول' گویند۔ (ع)۔ طغراے مشہدی:

در تہ تا گے باشی شاہ را بر آستاں

آخراز اِستادہ بودن پاے در ہم ابتر است

شفیع اثر:

خانۂ صاحب دولت ز سخا می گردد

ایں در از پاشنۂ پاے گدا می گردد

پادشاه است: یعنی بسرِ خود است، در حکمِ کسے نیست۔ (ع)۔ سلیم:

گر رُو نہد بگلشن ور جا کند بگلخن

چیزے نمی تواں گفت، دیوانہ پادشاہ است

پادری: بدال و راے مہملہ؛ بزبان فرنگی عالم و فاضل است۔ از اکبرنامۂ علامی فہامی معلوم شد۔ صاحب 'سراج اللغۃ'[۲] گوید:

ہر یک ز پادری و مُغ و شیخ و برہمن

دارد زبانِ دیگر و محوِ بیانِ تُست

پارسہ: اہلِ لغت بمعنیِ 'گداے مطلق' نوشتہ اند و بنزدِ

(۱) غیاث نے فارسی میں لکھ دیا ہے: 'قبول نمی کنیم'۔

(۲) مراد: خان آرزو

اہلِ ایران 'گدائے ہنگامہ(۱) گیران' است خصوصاً، و آں چناں است ایں جماعہ در عینِ گرمیِ ہنگامہ دست از کار برداشتہ بدرویزہ پردازند۔ (ع)۔ صادق دستِ غیب در 'دستور العملِ سپرِ صفاہاں' (فقرہ):

ہرگاہ آں ملائم حرکات خود متوجہِ پارستہ گشتہ بغمزۂ جانگداز از دلہا دریوزۂ آرام و قرار نماید۔ نقدِ جاں نیز در خطر است۔

پارۂ تن: جگر و تن، و خویش و نزدیک را، کہ حکمِ پارۂ تن دارد، نیز گویند۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

ناید بکار پارۂ تن روزِ احتیاج
گے شانہ یادِ طرۂ شمشاد می کند

میر نجات:

در جہاں ہر کہ ہست دشمنِ تست
غیرِ کونت کہ پارۂ تنِ تست

پارچہ کار: بفکِ اضافت؛ شوخ و شنگ و عیار۔ (ع)۔ عبدالغنی بیگ قبول:

شوخ چیز از نگارے کہ مرا(۲) ست
ہست خود پارچہ کارے عجمی

در کلامِ قدما 'پارۂ کار'، باضافت، بدیں معنی آوردہ۔ (ج)۔ نظامی:

چو شاپور اندر آمد چارۂ کار
دلم را پارہ کرد آں پارۂ کار

پاروب و پارو: از عالمِ جاروب و جارو، و چوبے کہ بداں پائے اسپ از کاہ و سرگیں پاک کنند۔ (ر)۔

---

(۱) م: ہنگامۂ (ہمزہ کے ساتھ) (۲) ب: ترا

پار دُم: برائے مہملۂ موقوف و دالِ مہملۂ مضموم؛ ران بندِ اسپ و گاہ و خر، کہ از مصالحِ زین و پالان است۔ (ع)۔ حکیم شفائی:

اے خرقۂ آلودہ بہ خونِ زنِ حائض
وے پاردمِ کونِ خرِ گم(۱) شدہ افسار

پارہ: معروف، و رشوت نیز، از نصابِ ابونصر فراہی معلوم شد۔ سوزنی:

قاضیِ ما دعویِ ما نشنود
تا نبرم سوے زنش پارہ کیر(۲)

'پارہ خوار' رشوت خوار است۔ مفید بلخی (رباعی):

ایرت(۳) کہ بشب خیزیِ او آدم نیست
وز کبر ہیچ کس سرِ او خم نیست
بے قطعۂ کس نظر نسازد با کس
چوں ایر(۴) تو پارہ خوار(۵) در عالم نیست

'پارہ' گرزِ آہنیں نیز۔ (ر)۔

پارچۂ پینہ(۶): برائے مہملہ و جیم و بائے عجمی و یائے تحتی و نون؛ معشوقۂ خرد سال، و گویند کنایہ از فرج، الثانی ہو الاقوی۔ سعید اشرف:

شد پارہ [لباسِ](۷) طاقتم از عزبی(۸)
یک پارچۂ پینہ(۹) خدایا برساں(۱۰)

---

(۱) م: کم (۲) م: کیر، تصحیح از ب
(۳) م: ایرد، تصحیح از ب (۴) م: ابر (۵) م: خار
(۶) م پنبہ (۷) م: 'لباس' ندارد، تصحیح از ب
(۸) م: عربی، ب: غربی، غیاث... عزب (ع ذ ب): مرد مجرد کہ زن نداشتہ باشد
(۹) م پنبہ (۱۰) ب: بفرست

پا سبز: میانجی۔ واعظ گوید:

کند صفاے چمن خلق را[1] نمی تکلیف
شدست (دخترِ)[2] رز را نہاں[3] گلے پا سبز

سبز پا، شوم قدم، و آں پُر معروف است۔

پاے علم رنگین کردن: چوں در رزمگاہ تقابلِ صفین رُو دہد؛ جمعے یکہ تاز از یک جانب سبقت کردہ یکے یا چندے را از فوجِ غنیم بگیر آوردہ پاے علمِ خود گردن زنند و گویند، 'پاے علم رنگین کردیم'۔ امّا باصطلاح لوطیاں کنایہ از غلام است۔ (ع)۔ نجات:

جانِ من، خون بدل دشمنِ بد آئیں کن
بنوازش بزمیں پاے علم رنگیں کن

پا علم خوان: کسے است کہ در ایّامِ عاشورا پاے علم تابوت خصوصاً، یا در زیرِ علم مردہ مطلقاً چیزے خواند۔ (ع)۔ میر نجات:

نہ عشور و نہ عزائیست و نہ[4] بزمِ فقرا
پا علم خواں ز براے چہ شدی اے مُلّا

پاے کلاغ: نوعے از خطِ اربابِ دیوان کہ پُر زشت و ناخوان باشد؛ چناں می نماید کہ گویا کلاغ پنجہ زدہ۔ 'پنجۂ گربہ' نیز گویند۔ (ع)۔ سلیم:

دارد از خطِ شکستہ انفعالی طبع او
زشت تر باشد شکستہ چوں شوی پاے کلاغ

(۱) ب: 'خلق را نمی' کی بجاے 'جلوہ را بمن'
(۲) م: 'دختر' ندارد (۳) م: نہال گل، صحیح از ب
(۴) م: عزائیست ز بزمِ فقرا، صحیح از ب

پا کش بینداز[1]: چوں کشتی گیر کہ حریف را نزدیک با فگندن رساند، کہنہ سوار گوید: 'پا کش بینداز' یعنی تمامش بینداز۔ (ع)۔ میر نجات:

لنگہ[2] اش را بکش و بر سرِ خاکش انداز
بعد ازاں ضدّ مخالف کش و پا کش انداز

پاکی: معروف، واسترہ۔ (ع)۔ طغرا:

چوں نکردم لالہ وش از پاکیِ اصلاح داغ
گر خطِ نو خیز او گلدستہ بندِ نوش شد

پا گرفتن: استقامت و قیام گرفتن۔ (ع)۔ شفیع اثر:

از سرشکِ خود بغربت پاے در گِل ماندہ ام
ہمچناں کز آب گیرد سبزۂ بیگانہ پا[3]

پا نگیرد: ضدِّ ایست، یعنی قوت و استقامت نگیرد و زود بمیرد۔ (ع)۔ بیانا:

سرِ تنبیہ شوخِ من دارد
یارب استادِ او نگیرد پا

(۱) ب: انداز
(۲) م: لِکنہ اش، ب: لنگہ، 'فرہنگِ عمید' کے مطابق لنگہ 'بمعنی 'یک تاے کفش'
(۳) ابوطالب کلیم (ص ۳۱۳):

صد برقِ نا امیدی کردہ کمیں ز ہر سُو
نخلِ امیدواری ہر جا کہ پا گرفتہ

نیز ب، عبدالغنی قبول:

اغیار راہ آمدنِ ما گرفتہ اند
تا ہمچو سگ در آں سرِ کو پا گرفتہ اند

محمد جعفر مذہب:

تا چشمِ نیم مستِ تو ما را ز ما گرفت
از بیخودی دلم نتوانست پا گرفت

میر نجات:

ہر کرا قوتِ بازوت ز ہم می پاشد
پا نگیرد بجہاں، گر ہمہ رستم باشد

پاکار: کناس۔(ر)۔حکیم شفائی:

چہ گویم از پدر و منصبش کہ بود دو روز
بکوچۂ ز محلات گازراں (۱) پاکار

ونیز شخصے کہ در شہر ہا و قریات مصلانِ دیوانے را جاے مردم نشاں دہد۔(ر)۔ایں را مرادفِ 'خانہ خواہ' دانستن پُر غریب است۔

پاک فروش: کسے است کہ ہر چہ داشتہ باشد، بر باد دہد۔(ع)۔سالک یزدی:

سالکِ رند کہ اسبابِ ورع داشت بسے
رفتہ در میکدہ و پاک فروش آمدہ است (۲)

پا کشیدن: آہستہ۔طالب آملی:

ز ملکِ معصیت سامانِ غربت کردہ ام اکنوں
بصد افتادگی در راہِ جاناں می کشم پاے (۳)

---

(۱) م: کازران (۲) نیز ب: صائب:

از ہر دو جہاں حاصلِ من ناوکِ آہست
مانندِ کماں پاک فروشم ز دوخانہ

کلیاتِ صائب (ص ۳۲۸): اس بحر و ردیف میں غزل تو ہے، یہ شعر ندارد۔غزل کا مطلع ہے:

در مجمعِ ما نیست کسے را غمِ خانہ
چوں ریگِ رواں قافلۂ ماست روانہ

(۳) جلال اسیر (کلیات، ص ۳۲۸)

لنگ لنگاں در رکابِ چشمِ تر پا می کشم
تا نفس دارم سرِ زنجیرِ در پا می کشم

ب میں دوسرے مصرع کا آخری ٹکڑا: 'طاعت می کشم پائی'۔م: پای

چوں بصلۂ 'از' آرند بمعنیٰ 'باز رفتن' باشد۔سلیم:

بلبلاں پاے کشیدند ز اطرافِ چمن
می رود آں کہ دریں باغ سراسر باد است (۱)

پالیدن (۲): جست و جو کردن۔مومن استر آبادی:

دلِ من گم نشد جائیکہ نتواند شدن پیدا
ولے جاے کہ گم (۳) شد، گشتن (۴) و پالیدنی (۵) دارد

پا وا کردن و شدن و باز کردن: نو بر فتار آمدنِ طفل، حالا در محاورہ خصوصیت نماندہ۔(ع)۔بیانا:

باکہ بودی شب، کجا رفتی، حنایت را کہ بست؟
بے وفا گویا بزمِ غیر پا وا کردہ ای؟

سعید اشرف:

زاہد آخر بدرِ میکدہ پایش وا باشد
دخترِ آخرت آخر پسرِ (۶) دنیا شد

طالب کلیم:

---

(۱) نیز ب: محمد قلی سلیم:

فغانِ من ز رکابِ ہلال پاے کشید
کہ از ستارہ رہش درمیاں گلہ شدست

ایضاً:

بلبلاں پاے کشیدند ز اطرافِ چمن
می رود آں کہ دریں باغ سراسر باد است

(۲) م: پائیدن؛ ب: پالیدن؛ 'فرہنگِ عمید': 'پالیدن' بمعنی بیان کردن، جستجو کردن اور 'پائیدن' بمعنی نگہبانی کرنا، پائیداری کرنا؛ 'فرہنگِ امیر کبیر': 'پالیدن': تفحص و جستجو، اسی طرح 'فرہنگِ آموزگار' میں بھی یہی لفظ و معنی ہیں؛ نیز سٹین گاس Palidan: to purufy, search

(۳) م: کم (۴) م: کشتن

(۵) پائیدنی (۶) ب: بسر

بسیر کوے اُو تا باز شد پاے سر شکِ من
چو طفلاں را بایں اُمید از مکتب رہا کردم (۱)

پایه بر خود چیدن: یعنی بر خود قرار دادن۔ (ع)۔
حاجی قدسی:

مکن ایں قدر موشگافی چو شانہ
مچیں ایں قدر پایہ بر خود چو منبر

پاے بُز افگندن: قصاباں افسونے بر پاے بُز دمند۔ آں پا را ہر جا افگنند رمۂ گوسفنداں بجُو دانہ ہماں طرف رود۔ قصاباں بے مشقت گرفتہ می کشند۔ (ج)۔ سند در 'شیریں خسرو' نظامی گنجہ است۔ ارادت خان واضح نیز گوید در تعریفِ کوہ (فقرہ):
شکار جُویاں را در کوے بخشش پاے بُز افگندہ۔

(۱) دیوانِ کلیم میں یہ شعر نہیں ہے۔

تناظرِ با از منظرِ با

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در باے تازی (۱):

بباد نفس گرفتن: مرادف است **ببادِ دشنام گرفتن**، یعنی صدمۂ دشنام رسانیدن۔ (ع)۔ شفیع اثر:

گرفتہ است ببادِ نفس خلائق را
فقیہِ شہر، چو قصاب تا برآرد پوست

لیکن 'باد' بدیں معنی مخصوصِ نفس و دشنام نیست، بادِ گرز (۲) و بادِ تیر و بادِ سیلی و بادِ خامہ و بادِ تازیانہ و بادِ رکاب و بادِ سم و بادِ نگاہ و بادِ تفک و بادِ پشتِ دست و بادِ رخ و بادِ شمشیر و بادِ سنگ و غیرہم آمدہ۔ وحشی:

ز بادِ گرزِ (۳) تو بہرام را شود رعشہ
زعکسِ تیغ تو خورشید را شود خفقاں

ظہوری:

بادِ تیرے غنچۂ دل را نواخت
رو ظہوریؔ در جگر پیکاں شکن (۳)

ہم اُو گوید:

پشت کشدش ببادِ سیلی
پروانہ کہ کشتۂ چراغ است

(۱) م: بازی (۲) و (۳) م: گرز
(۱) ظہوری کا ایک اور شعر ہے:
از براے چشمِ نصرت در سرِ بازارِ رزم
بادِ گرزش می فروشد طوطیاے استخواں

امیر خسرو:

بگاہِ (۱) مدحِ تو از بادِ خامۂ خسرو
ہزار زلزلہ در خوابگاہِ خاقانیست (۲)

شانی تکلو:

آں دم قیامت است کہ آرے بجست و خیز
از بادِ تازیانہ چو آتش سمند را

مولانا مظہر:

آبِ سنان و بادِ رکابش ز روے دیں
بستر و رفضہا و بشست اعتزالہا

طغرا:

بیاباں نوردے کہ از بادِ سم
پریشاں کند جادہ را ہمچو دم

والہ ہروی:

اگر می ترسی از بادِ نگاہِ بوالہوس والہ
بہ پروانہ حرزِ (۳) شمعہاے ایں شبستان کن

ابنِ یمین:

ہمچو سیمرغ کہ طوفان برد از جایش
نہ چو کنجشک کہ افتد بدمِ بادِ تفک

سنجر کاشی:

از بادِ پشتِ دستِ تو بر سینۂ جہاں
کہ آسمان فتاد بیک بار از قفا

محمد قلی میلی:

موے عدو کہ راست شد از بادِ رخِ تو
اظہارِ زہر چوں سرِ دندانِ مار کرد (۴)

---

(۱) م: بگاہ (۲) خاقانیست
(۳) ب: نذر (۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

حاجی قدسی:

چناں بادِ شمشیرِ دستی فشاند
کہ در خرمنِ عمر برکت نہ ماند

شوکت:

گلشنِ عیش آب در رنگے دارد از موجِ جنوں
غنچۂ مینا چو گل از بادِ سنگم بشکند

ببرِ بیان: اوّل و دوم و چہارم (باے) موحدہ و راے مہملہ؛ نامِ دیویست کہ آنرا 'اکوان' نیز گویند و اُو را رستم در حدودِ شام کشتہ از پوستِ وے زرہ ساخت۔ آں زرہ از حرق و غرق ایمن بود و تیر و تیغ دراں کارگر نمی کرد۔ فردوسی:

یکے درع (۱) خواہم ز ببرِ بیاں
کز آب و ز آتش نیابد زیاں
نہ تیر و نہ نیزہ گذار آیدش
نہ از تیغ زخمے نگار آیدش (۲)

شعراے متاخرین، بمعنیٔ 'پہلوان' آرند۔ محسن تاثیر:

بجو یک سخن از طوطیِ نطقم نہ تراود
ابلق ز دو رنگی نزند ببرِ بیانم

[گذشتہ سے پیوستہ]
نیز ب: طالب آملی در رزمیہ:

ز بادِ رخِ مانند زورقِ ارواح بے لنگر
در آبِ تیغ گردد کشتیِ اجساد طوفانی

(۱) ب: مرغ
(۲) 'شاہنامۂ فردوسی' (نول کشور، ص ۶۱ ببعد) اور 'خلاصۂ شاہنامہ' (مرتبہ فروغی، ص ۳۴۰ تا ۳۴۵) میں یہ دو شعر نہیں ملے، البتہ یہ شعر نظر آیا ہے (نول کشور، ص ۶۴):

بر آسود و بگشاد بند از میاں
بر چشمہ بنہاد ببرِ بیاں

ونیز 'دیبائے مُعلّم' است کہ درارضِ روم بافند و آں بالوانِ مختلفہ درنظرہا جلوہ کند۔ (م)۔ طالب آملی:

ہژبرم ولے ز آں مُعلّم ابلق
بہ تن حلّۂ داغ ببر بیانم

زکی ندیم:

پیر زالِ فلکِ ببر بیاں پوش ہوا
شوہرِ دخترِ رز رستمِ دستاں ابر است

بہ بیاض و ورق و کاغذ(۱) بردن: مسوّدہ راصاف کردن۔ حاجی قدسی:

سوادِ شعرِ مرا خامہ چوں برد بہ بیاض
ز رشک آورد آب بہ سیاہ چشمِ حسود

طالب آملی:

نقلِ آں را ز بر ورق بُردند
و آں ورق را بجز دِ حق بُردند

ولہ ایضاً:

حرفِ ستائے تو چو بکاغذ برد دبیر
از نوکِ خامہ اش نقطِ زر فرو چکد

(۱) م: کاغد، تصحیح قیاسی

تناظرِ دوم دربائے عجمی:

بپائے خود آمدن و رفتن: مرادفِ 'بپائے خود آمدن' کہ آں گذشت۔ سلیم:

شاہدانِ باغ از بس شوخ چشم افتادہ اند
گل بپائے خویش از گلبن بداماں می رود

بپرکار ماندن: بقاعدہ وقانون بودن۔ میرزا صائبا:

نکو نامی بزرگاں را بپرکار از اثر ماند
زفیضِ جام ذکرِ خیر در دوراں بود جم را

بہ پشت هم رفتن: بعدِ ہم کار کردن، و بمجاز 'مغالطہ' را گویند۔ (ع)۔ شفائی:

رفتند بہ پشت ہم و زادند سہ و چار
زاں نکبہ از قومِ شما گشت فراواں

بپائے کسے رفتن و گریختن: بعدِ اُو رفتن و گریختن۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

می رَوم چوں لغزشِ مستاں بپائے بیخودی
تا کجا سر برکنم زیں سیرِ بے پرکارِ خویش

والہ ہروی:

معلوم شد چو صبر بپائے خرد گریخت
کز فوجِ حُسن عشوہ بآورد(۱) می رسد

بپائے خود گرفتن و بپائے غیر سپردن: بحصّۂ خود گرفتن و بحصّۂ اُو دادن۔ (ع)۔ بیانا:

(۱) م: بآورد

بسکہ بے پرواست جاناں منکرِ قتلم نشد
چوں حنا خونِ مرا آخر بپاے خود گرفت

طالب آملی:

از دُور چو بینند سراں(۱) طرفِ کُلاہت
بوسند و بپاے تو سپارند سرے را

به پُشت خوابیدن: بآرام خواب کردن۔ (ع)۔

اشرف:

کنوں کہ ہجو تو مردی براے خود دیدہ
عروسِ دہر ز شادی بہ پشت خوابیدہ

(۱) م: سرآن

تناظرِ با از منظرِ مثناتِ فوقانی:

بُتِ اشرفی و بُتِ زر: صورتے کہ بر اشرفی مسکوک کنند؛ در عہدِ اکبری و جہانگیری در ہند بیک رُویہ اشرفی صورتِ گاو و آہو و امثالِ آں نقش می کردند۔ مؤلف ازیں قسمِ اشرفی دیدہ۔ اشرف:

اشرفؔ از حرص چہ چسپی بزر و سیم، مگر
چوں بُتِ اشرفی از بہرِ زرت ساختہ اند

طغرا:

رخسارِ بُتِ زر کہ نبودش مژہ یک مو
تا گشتہ(۱) نظر کردۂ آں رُو مژہ دارد

و 'اشرفی' کہ ہر دو رُویش مسکوک باشد آں را 'دوبُتی' گویند۔ صادق دستِ غیب:

از سکۂ مہرِ شاں ببازارِ وفا
قلبم چو طلاے دوبُتی گشت عزیز

بتن برداشتن و بر گرفتن: تحمل کردنِ ناملائم مکروہ۔ (ع)۔ رضی دانش:

بتن حرفِ لباس از خود نمایاں بر نمی دارم
چو صحرا جامۂ عریانیِ من دامنے(۲) دارد

حسن رفیع:

بہ ہیچ کس گلہ از بوریاے فقر مکن
اگر از و بتو رنجے رسد بتن بردار

ظہوری:

(۱) ب: کشتہ (۲) م: دامنی

آوردہ خوش معاملۂ ہجر درمیاں
جاں دادہ ایم و مرگ بتن بر گرفتہ ایم

بتازہ: یعنی بتازگی۔ سلیم:

خطش بتازہ باعثِ ناز و نیاز شد
کوتاہ کرد زلف و شکایت دراز شد

بتحفہ: ہم بمعنی بتحفگی آرند، بر متتبع پوشیدہ نیست۔

بتازیانہ گرم کردن: بتندی و خشونت بر سر کارے آوردن، ماخذ آنکہ اسپ را ساعتے قبل از سواری یک میدان جولاں دہند و بتازیانہ گرم کنند تا در سواری حرونی[1] نکند و در تاختنہا نفس گرفتہ نشود۔ (ع)۔ فغانی:

تا کے دہد عنانِ مرادم فلک بدست
حالا بتازیانہ مرا گرم کردہ است[2]

شاپور:

آہم بتازیانہ دگر گرم کردہ است
تا در کدام معرکہ سر می دہد مرا

بتلنگ دائرہ بدر کردن: لوطیانِ ایران نوائے دارند کہ برائے دفعِ مخلِ مجلس خوانند؛ چوں از سر وا شود، گویند، 'بتلنگ دائرہ بدر کردیم'۔ و 'تلنگ دائرہ' دائرہ و دف را بانگشتاں زدنست تا صدا برآید۔ (ع)۔ طغرا در رسالۂ 'وجدیہ' گوید (فقرہ):

حُرمتِ مشغولی سازہا را بتلنگ دائرہ بدر کردہ است۔

(۱) مراد: سرکشی

(۲) دیوانِ فغانی (لاہور، ص ۸۴): داشتست؛ اس غزل کا مطلع ہے:

خورشید من کہ زخشِ جفا گرم داشتست
حسنش بدیں خیال خطا گرم داشتست

تناظرِ بائے عجمی از منظرِ تائے فوقانی:

پتیارہ: برائے مہملہ، چیزِ مکروہ و مہیب کہ دلیر و بے اختیار برزو آید۔ (ر)۔ والہ ہروی در ہجو فوجِ راجۂ آشام[1] گوید:

جاں پتن جاں بستانند چہ ہامون و چہ کوہ
ہمہ پتیارۂ عفریتِ عمل در دنیا

'آشام' ملکے است آں طرفِ بنگالہ۔

(۱) ب میں بھی 'آشام' ہے؛ غالباً 'آسام' مراد ہے۔

تناظرِ باز منظرِ جیم:

وو دراں دو منظر است:

منظرِ اوّل، جیمِ تازی:

بجا اُفتادن: از ناتوانی از پا اُفتادن عموماً و باز گشت، کہ گذشت، خصوصاً۔ مثالِ معنیِ اوّل؛ وحشی:

در ہوائے گلشنے صدرہ چو مرغِ بستہ بال
کردہ ام آہنگِ پرواز و بجا افتادہ ام

مثالِ معنیِ دوم؛ شفائی گوید:

خستۂ دردِ محبت را ترِ بہبود نیست
بارہا بہ گشتہ و دیگر بجا اُفتادہ است

بجا گذاشتن: گذاشتن و رفتن۔ (ع)۔ فغانی:

فرہاد رفت و کوہِ ملامت بجا گذاشت
کارِ تمام ناشدہ در[1] پیشِ ما گذاشت

بجا ماندن لازم منہ۔ مخلص کاشی:

نخواہم کہ چیزے بجا ماند از من
کہ دیگر رجوعے بدنیا ندارم

محتشم کاشی:

باز ما را جاں باستقبالِ ہجراں می رود
تن بجائے ماند و دل ہمرہِ جاں می رود

بجلد جیزے رفتن: بشکلِ اُو متشکل شدن۔ (ع)۔
محسن تاثیر:

ہر جا حدیثِ طرّۂ جانانہ می رود
موجِ ہوا بجلدِ پری خانہ می رود

ہم اُو:

سحر بدیدنِ آئینہ یادِ گلشن کرد
صبا بجلدِ پری رفت و از چمن برخاست

سالک یزدی:

پری زاداں بجلدِ آہُواں در جلوہ می آیند
اگر چشمِ تو صیّادانہ در فکرِ شکار افتد

بجوج: بہر دو جیمِ تازی؛ نامِ شخصے کہ از مشاہیرِ مسخرگانِ بود۔ ناظم تبریزی:

در ہند اگر کساد شود جنسِ گوں کشی
رو ہمرہِ بجوج بملکِ عراق نہ

بجانِ کسے اُفتادن: در صددِ قتلِ اُو بودن۔
سالکاے یزدی:

خلقِ عالم خوش بجانِ یک دگر افتادہ اند
بر رُخِ ہم می کشند از کینہا شمشیر ہا

---

(۱) دیوانِ فغانی: را

منظرِ دوم، جیمِ عجمی:

بچشم کردن: انتخاب کردن و وقع و وقار گذاشتن۔
خاقانی:

ما را بچشم کرد کہ تا صیدِ او شدیم
زاں پس بچشمِ رحمتے[1] بر ما نظر نداشت

طغرا:

جامِ جم خویش را بچشم کند
چوں در آید بچشمِ جانانہ

بچشم داشتن: نظر بند کردن؛ حسن بیگ رفیع:
چوں کسے از چرخ بگریزد کہ مردم را بچشم
ہمچو ابروے بتاں پیوستہ می دارد نگاہ

بچشم خوردن[2]: چشم زخم رسانیدن؛ میرزا صائب:
ترسم از دُور بچشمش نخورند اہلِ نظر
بسکہ چوں خوابِ بہاراں لبِ اُو شیرین است

بچشم شنیدن: کنایہ از دیدن، وحید:
روشن گہر بود ز نسب نامہ بے نیاز
بشنو بچشم دعویٔ دُرِّ یتیم را

بچہ باز: امرد پرست، فوقی یزدی:
ما بنگی و[3] رندِ بچہ بازیم
دیوانۂ کونِ خوش قماشیم

(۱) م: رحمتِ (اضافت کے ساتھ)، صحیح از ب
(۲) ب: چشم خوردن
(۳) م: بنگی رود، صحیح از ب

بچیزے بہا دادن: قدر و مقدارش گذاشتن۔
مومن استرآبادی[1]:

پُر بہاے مدہ بمہرِ رقیب
قیمتِ طاعتِ ریا معلوم

سیداشرف:

چناں در آدمیت بود استاد
کہ بر چیزے بہاے خودنمی داد

(۱) م: استرابادی

تناظرِ بائے عجمی از منظرِ جیمِ عجمی:

پچاق [1]: بالتشدید، لفظِ ترکی است؛ بمعنی کارد، از نصابِ ترکی معلوم شد۔ فوقی یزدی:

شب فراق خروسِ سحر نفس نکشید
خوش آں زماں کہ سرش را بہ بُرم از پچاق

پچ پچ: سخنے کہ بہم آہستہ گویند۔ (ج)۔
طاہر نصیرآبادی [2] در 'قسمیہ' گوید:

بفریاد و افغانِ بزمِ شراب
پچ پچ آہستہ در رختِ خواب

(۱) شٹین گاس نے Pichchaq لکھ کر قوسین میں Bichaq دیا ہے، بمعنی چاقو۔ ترکی لغت Bicak، بچاق، بچق، بچاق بمعنی knife
(۲) م: نصیرابادی

تناظرِ با از منظرِ حائے مہملہ:

بحال [1] **کسے افتادن**: متوجہ بحالِ اُو شدن۔ (ع)۔
بدیعی سمرقندی:

چوں نمی افتد بحالِ من کسے، آں بہ کہ من
بعد ازیں در گوشہ اے اُفتم بحالِ خویشتن

با حال اُفتادن 'نیز۔ شاعر [2]:

گے چشمِ تو با حالِ من افتد کہ شب و روز
اُو خفتہ و مست است (و) مرا حال [3] خرابست

بحر کمان: فاصلہ (اے) کہ بعدِ کشیدنِ کمان میانِ زہ و کمان بہم رسد۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

نیست ممکن تیر در بحرِ کماں لنگر کند
چوں حضورِ دل بزیرِ آسمان پیدا شود [4]

(۱) م: (۸) ب: با حال...
(۲) ب نے خواجہ جمال الدین سلمان کا یہ شعر دیا ہے:
خدایگانہ بیک بارگی بیفتادم
ز ضعفِ حال و تو با حالِ من نیفتادی
اور پھر 'ولہٗ' لکھ کر مرموالا شعر دیا ہے۔
(۳) ب: کار
(۴) صائب کا ایک اور شعر (کلیات، ص ۶۵۲):
با قامتِ خم حلقہ بگوشِ دل باش
در بحرِ کماں رُوے مگرداں ز نشانہ
نیز ب: معز فطرت:
چرا ہر لحظہ طوفانے نسازد کشتیِ دل را
کہ چوں پنجۂ سیمیں نہاں بحرِ کماں دارد
صائب:
عمر را قامتِ خم باز ندارد ز شتاب
تیر را بال و پر از بحرِ کماں تر نشود

بحرین: نام شہرے ودودریاے روم وفارس، کہ باہم جمع شدہ۔ یحییٰ کاشی:

اشک فشاند آں گہر بے بہا
غیرت بحرین شدش دیدہ ہا

بحرفِ اُو نمی باشد: یعنی بحنِ اُونمی شود۔ (ع)۔

بحر: معروف، وبمعنیٰ 'غور وفکر' آرند۔ (ع)۔ مفید بلخی:

ہر چند قطرہ است بظاہر دلِ کباب
بحرش زدہ ببیں کہ چہ عمانِ آتش است

زکی ندیم:

دل بشوقِ طلب گوہرِ ناپیدائی
زورق افگن شدہ در بحرِ عجب دریائی

درمحاورہ گویند: 'دربحر کار رفتیم'، یعنی بغور کار رفتیم۔

تناظرِ با از منظرِ خاے معجمہ:

بخاک کردن: باصطلاحِ کشتی گیراں حریف را برزمیں نواختن واز جابرداشتہ بہردو پاو بہر دو دست مثل چاروا اِستادن۔ (ع)۔ میرنجات:

چہ شود گر بزمیں آری و در خاک کنی
با فلک کشتیِ خصمانہ خود پاک کنی

ودفن کردن۔ سلیم:

سپہر را ز لباسِ عزا[1] بروں آریم
سر بریدۂ خورشید را بخاک کنیم

ہم اُوراست:

می کنم در غبارِ خاطرِ خود
آرزو ہاے کشتہ را در خاک[2]

بخاک رفتن: دفن شدنست۔ سند در 'عشر خوان' خواہد آمد۔

بخام کشیدن: در پوستِ دباغت ناکردہ کشیدن، چہ گنہگار را در پوستِ خروسگ وگاوی کشند۔ کلیم:

---

(۱) م: غزا ('غین' کے ساتھ)

(۲) نیز ب: میرزا صائب:

آں کس کہ دشنہ درگذرِ ما بخاک کرد
در راہ گذارِ برقِ سبک سیر خار ریخت

ولہ:

تخم چوں سوخت برومند نگردد صائب
دانہ اشک بہ امید چہ در خاک کنی

شور زلطفِ ہوا بر تنش قبای حریر

دریں بہار گنہگار(۱) گر کنند بخام(۲)

'خام' بقولِ اہلِ لغت 'پوستِ دباغت ناکردہ' است۔

سعید اشرف:

ہمچو حیوانے کہ خامش طبل گردد بعدِ مرگ

شد عزای دشمنت شادی فزای دوستاں

بخاری: در بلادِ سردسیر طاقے سرکشادہ در دیوار خانہا سازند و آتش در آں پُر کنند تا خانہ گرم باشد، آں را 'بخاری' نامند۔

شفیع اثر:

لشکرِ دی را بکوے اہلِ دنیا بار نیست

گر(۳) بخاری ہست نارِ یں قلعہا در ہر مکاں(۴)

بخرمنِ کسے افتادن: در صدد خرابی و پایمالی او بودن۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

مردم چرا بخرمنِ من اوفتادہ اند

ہرگز بسہو خاطرِ موری نخستہ ام

بخواب کردن: در خواب کردن۔ (ع)۔ باقر کاشی:

مگر فہمیدہ آں بدخو کہ خواہم کرد دل خالی

کہ می افتد بہر سوی کند خود را بخواب امشب

---

(۱) دیوان: گنہ کار اگر (۲) دیوان: لجام (۳) ب: کز

(۴) نیز ب: باقر کاشی:

در بخاری مرغ و بر کف جامِ مے

روزگار برف و باراں یاد باد

سنجر کاشی:

با بخورِ بخاری تو برشک

از گریبان صبح باغِ ارم

بخود و بر خود شکستن: تحملِ ناملائم کردن و بر رُو نیاوردن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

تعدّیے کہ ز موجت رسد بخود بشکن

بوصلِ بحر رسی تا حباب وار اینجا

مخلص کاشی:

ہر شکستی با تو کار(۱) مومیائی می کند

ہمچو زلفِ یار گر یک دم تو بر خود بشکنی

ایں کہ عزیزاں معنیِ آں 'نازیدن' و 'مغرور شدن' نوشتہ اند و ایں شعرِ محسن تاثیر:

زلفش از درد(۲) بخود مار صفت می پیچید

بسکہ بر خود شکند شوخیِ طرف کلہش

بسند آوردہ، بقیاس راہ رفتہ اند و معنیِ بیتِ مذکور فہمیدہ۔

بخود نبودن: از خود بے خبر بودن۔ شہیدی قمی:

چو گفتیم کہ بر و پشت آدم از شوق

بخود نبودم و ایں فہم کردم از بخت

بخود گرم بودن: خود پسند و خود رای بودن۔

حضرت کمال خجند:

آفتاب ار گویدت من با تو می مانم مرنج

چوں بخود گرم است خود را می ستاید(۳) آفتاب

بخود و برخود و بخویش نہادن و گرفتن و نوشتن و بستن و برداشتن و گذاشتن و تراشیدن و سپردن و دادن: بخود قرار دادن و خاص خود دانستن۔ (ع)۔ سعید اشرف:

---

(۱) م: کاری؛ ب: کار؛ اور یہی صحیح ہے۔

(۲) ب: دور (۳) م: ستاند، ب: ستاید

در خلوت اگر دست دہد وصل حرام
نامردیے[1] را بخود نہادن[2] مردیست

وحشی در مثنوی مُسمّیٰ 'بناظر و منظور' از زبانِ عاشق گوید:

اگر باشد ز خنجر خار آں راہ
نہم بر خویشتن آزار آں راہ

والہ ہروی:

بخوابِ بلبل و گل آمدی مگر کہ گرفت
گریستن بخود آں دیں، بخویش خندیدن

لسانی:

مُردہ و عزیاں بخاکِ کوے اُو افتادہ ام
واے اگر بر خود نگیرد خاکِ کوے اُو مرا

مخلص کاشی:

بہ یار حالِ دلِ پارہ پارہ کردم عرض
نوشتہ است بخود نامہ ام دریدن را

سالک یزدی:

آسیا ہاے فلک بر دانۂ من آفت اند
تا دلے بر خویش می بندم غبارم کردہ اند

شفیع اثر:

بصورت معنیِ انسان میسّر گے شود زاہد
مبند از جبہ و دستار برخود آدمیت را

سالکاے یزدی:

من دریں دریا، دلے بر خود نہ بستم چوں حباب
گر شکستے می خورم در بندِ تاواں نیستم

شفیع اثر:

(۱) م: نامردی، تصحیح قیاسی
(۲) م: نہادنِ (اضافت کے ساتھ)

خطِ تو کشتنِ اغیار را بخود برداشت

مصرعِ دوم لیاقتِ تحریر ندارد۔

اسمٰعیل ایما:

ہمیشہ مُشتِ زرے ہچو گل بکف دارد
بہ دہر ہر کہ گذارد بہ خویش خواری را

زلالی:

بخود مسعود شاہی بر تراشند
تراشِ رشک بر محمود پاشند

طالب کلیم:

نیست نفسِ دوں امانت دار یک جو اعتبار
حق بدستِ ماست گر چیزے بخود نہ سپردہ ایم[1]

شفیع اثر:

دریں زماں کہ بزرگاں پناہِ کس نشوند
ندانم از چہ بخود داد کوہ، رخنۂ غار

آنچہ بعد از تتبع معلوم شد، اینہا خصوصیت بر خود ندارد، بل اسناد بہ غیر نیز آمدہ؛ حیاتی گیلانی:

اے صنوبر پیشِ سروِ ما بدعوی برمخیز
دل رُباے را خدا بر آں قدِ آزاد بست

شفیع اثر:

برنگے عاری اند از[2] قابلیت مردمِ دنیا
کہ نتواں چوں حنا بستن بر ایشاں آدمیت را

(۱) اس غزل کا مطلع ہے (دیوان، ص ۲۷۷):
پے بہ خلوت گاہِ قرب از بسکہ شبہا بردہ ایم
صبح چوں سر زد بساماں شمع، ما دل مردہ ایم
دیوان میں 'خلوت گہ' ہے، تصحیح قیاسی؛ نیز 'بساماں' کی جگہ 'بساں' بمعنی 'مانند' ہونا چاہیے۔ کمپوزنگ کی غلطی ہے۔
(۲) م: انداز

مخلص کاشی:

اگر وفا بتو نسپردہ ام مرنج از من
ازاں کہ عمرِ منی، اعتبار نیست مرا

بخیہ بر چیزے زدن و بر روے کار و بر رُو و بر رُخ اُفتادن و بخیہ کردن: کنایہ از فاش و رسوا شدن است۔ اوّل و دوم معروف است۔ سوم، میرزا صائبا:

بخیۂ شبنم و گل بر رُخ کار افتاد است
ورنہ حیرانِ تو صاحب نظرے نیست کہ نیست

چہارم، سالک یزدی:

دے کہ بخیہ کند رازِ من، بلند شود
صدائے خندۂ چاک از لبِ گریبانہا

بخیہ بر رُو فگندن متعد[1] منہ

قاسم مشہدی:

نفسِ سرکش بخیۂ بے جرأتی بر رُو فگند
خصم اگر دریاے آتش شد، کفش خاشاک بود[2]

(۱) م: متعد

(۲) نیز ملاحظہ ہو، آخیکتی کا یہ شعر (دیوان، ص ۳۹۹):

ہمچو سوزن، اگرچہ سر تیزی
بخیہ بر رُوے کار می ریزی

تناظرِ باے موحّدہ از منظرِ دالِ مہملہ:

بد آمد[1]**:** مقابلِ خوشامد۔ میر الٰہی ہمدانی:

چوں خوشامد نکنم زانکہ بدآمد[2] کفر[3] است
خاصہ جاے کہ حقیقت بود آنجا گفتار[4]

بد ادا: کسے است کہ اداے خارج ازو سرزند و آں معروفست، و نیز کسے کہ در اداے قرض حیلہ جُو باشد۔ شفیع اثر:

چو زر بہ قرض دہی خواجگی مکن تنخواہ
بہ قرضدار میاموز بد ادائی را

بہ طرزِ ایہامِ اشعار بمعنی اوّل است، 'خوش ادا' مقابلِ آں است۔ آقا شاپور:

غمزہ اش از من بقرض گر طلبد جاں بقرض
'نیست' نگویم کہ ہست وام ستاں، خوش ادا

بدخواب: کسے است کہ چوں از خوابش بیدار کنند بدخوئی آغاز دو اکثر ایں حال در اطفال مشاہدہ می شود۔ (ع)۔

اشرف:

بسانِ طفلِ بدخو، بخت خواب آلودۂ دارم
کہ گر بیدار سازم یک دمش بدخواب می گردد

ولہ:

پس از عمرے کہ شد بیدار از آمد شدِ جاناں
نگردد بخت[5] با من رام، بدخوابست پندارے[6]

(۱) و (۲) م: بدامد (۳) ب: کرد

(۴) ب: گفتن (۵) بخیب (با اضافت)

(۶) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

بدنداں فرو کردن: خوردن وفرو بُردن۔ ظہوری:

آں روز کہ افگند قضا سفرۂ روزی
خصمت جگر خویش فرو کردہ بدندان

بد قدم: شوم قدم۔ شفیع اثر:

بد قدم مانندِ طاؤس است در کیشِ ہُما(۱)
بسکہ دیدم دولتِ ایّام را بے اعتبار

بدستِ کم گرفتن: حقیر و بے قدر دانستن۔ بچشمِ کم دیدن، مرادف آں است۔ میرزا صائبا:

ما سبک رُوحانِ مشرب را بدستِ کم مگیر
کز کفِ بے مغز باشد چہرۂ عمّان سفید

بدستِ چپ خفتن: بہ آرام خواب کردن۔ (ع)۔ طالب آملی:

خلوتے دارم از ہوس رُفتہ
عشق در وے بدستِ چپ خفتہ

بد سودا: بدمعاملہ۔ طہماسپ قلی وہمی:

چو زلفت دل ربود، از صبر ہم قطعِ نظر کردم
بہ بدسودا چو کار اُفتاد، مرد از سود بر خیزد(۲)

[گذشتہ سے پیوستہ]

نیز ب: اشرف:

پس از عمرے شبے در خلوت اُو راہ گر یابم
شود بد خواب بختم جاے ناماُنوس را ماند

(۱) ب: ہمای

(۲) نیز ب: مخلص کاشی:

ہر پری رُوے کہ باشد خوش ادا در سادگی
چوں بروں آورد خط المنۃ بدسودا شود

بدست و دنداں ہر چیزے چسپیدن و بدست و دنداں نگاہ داشتن و بہر دو دست چسپیدن و بہر دو دست و دہاں نگاہ داشتن: بجدِّ تمام پاس و محافظتِ آں کردن۔ (ع)۔ شفیع اثر:

ہر کس اثر نواے از شغلِ(۱) خویش بیند
چسپد بہ دست و(۲) دنداں بر کارِ خود چو نائی

ولہ، ایضاً:

نماید ہر کہ چوں مسواک جمعے را پرستاری
کنند اہلِ دُعا با دست و دندانش نگہداری

خان خالص:

نمی باید ز زورے بوقتِ رعشہ ترسیدن
بہر دو دست می باید بجامِ بادہ چسپیدن(۳)

یحیٰ کاشی:

گردنش(۴) از کمالِ غم خواری
بدو دست و دہاں نگہداری

بَدِل گرفتن: بہ کسرِ دالِ مہملہ، بیاد داشتن۔ (ع)۔ حسن بیگ عجزی(۵):

فلک بہ عمرِ خود از ہر کہ یافت آزارے
بدل گرفت و بہ عہدِ تو انتقام کشید

بَدَل: بہ تحتین، معروف و بہ اصطلاحِ کشتی گیراں فنّے کہ

---

(۱) 'چراغِ ہدایت': کار (۲) 'چراغِ ہدایت': 'واؤ' ندارد

(۳) نیز صائب:

بگیرم کہ چرا زلفِ یار با ایں قرب
بہر دو دست بہ سیبِ ذقن نمی چسپد

(۴) ب: گردنش

(۵) عجزی، صحیح از ب و 'تذکرۃ الشعرا' (ص ۸۸).

دفعِ فنِ حریف بداں کنند، چہ ہر فنِ کشتی بدل دارد۔ (ع)۔
میر نجات:

دارد آں پیرِ جہاں دیدۂ ہر فن ماہر
ہر فنے را بدلے ہمچو فلک در خاطر

لیکن 'بدل' بدیں معنی خصوصیت بہ کشتی ندارد، دفع کردنِ حملۂ خصم است عموماً۔ ظہوری:

زدم بر تیغ(۱) تا او تیغ میکند(۲)
بنازم دستِ پیشین را بدل نیست

بُدَل: بہ ضمتین: جمعے است سر و پا برہنہ نامقید کہ آں را در ہند 'بودلہ' گویند، وزنِ فاحشہ کو چہ گرد را 'بودلی'۔(۳)
فوقی در ہجو ابنائے زماں گوید:

ہمہ رفعت مآب(۴) لیک دنی
ہمہ فطرت مآب لیک بدل

و 'بدلا' بوزنِ فقرا نیز۔ حاذق گیلانی:

بدور ایں جہلا آنچناں غم آگینم
بہ عصرِ ایں بدلا با الم چناں یکساں
کہ گر سخن بطرازم دریں مشعبدِ دام
بجائے شعرِ تراود غم از بنِ شریاں

بدندان: کنایہ از لایق و مناسب است۔ (ج) و (ر)۔
میر معزی:

دوش بدنداں بگویدم لبت
زانکہ لبت بود بدندانِ من(۵)

(۱) م: تیغ (بااضافت) (۲) دیوان میں 'بر کنند' ہے۔
(۳) م: بودلی، صحیح از ب (۴) م: مآب
(۵) دیوان (ایران): کسی بھی صنف میں معزی کا یہ شعر نہیں ملا۔

وحید:

آں عقیقِ لب کہ از نقشِ تکلم سادہ است
گر اجازت می دہی جاناں، بدنداں می کنم

چوں 'دنداں' بمعنی 'بوسہ' ہم آمدہ و بجائے خود مرقوم خواہد شد۔ لفظ 'بدنداں' دریں ہر دو شعر لطف پیدا کردہ؛ و رغبت و خواہش نیز۔ (ع)۔ کلیم در قطعۂ 'تپ لرزہ'(۱) گفتہ:

تا نسوزد در تنِ من یادگارِ دوست را
ز استخواں پیکانِ جاناں را بدنداں می کشم

منیر در صفتِ نیشکر گوید:

بتاں چوں لعل خنداں می کشایند
گرہ ہایش(۲) بدنداں می کشایند

بدوستی: یعنی قسم دوستی، ایں قسم در ایران بسیار شائع است۔ (ع)۔ سالک یزدی:

بدوستی، کہ ز ما دشمنی نمی آید
تہی ز خود شدہ چوں شیشہ سنگِ خارۂ ما

(۱) دیوان (ص ۷۱): قطعے کا عنوان ہے: 'شکایت از تپ و لرزہ'۔ اسی عنوان سے یہ قطعہ بھی ہے (ص ۶۵):

روزگارے شد کہ با تپ لرزہ ہم پیرانم
قسمتِ من گشتہ ایں از سرد و گرمِ روزگار

...الخ

(۲) م: گرہ ہایش، صحیح از مثنوی در صفتِ بنگالہ (ص ۶۲)

تناظرِ بائے عجمی از منظرِ ذالِ معجمہ:

پذیرہ: پیش رفتن۔(ک)۔ومجدالدّین علی قوسی نیز نوشتہ وایں شعر فردوسی [بہ(۱)] تمثیل آوردہ:

چو بشنید گفتارِ او نامدار،
پذیرہ(۲) شدن را بیار است کار

لیکن در موارد کلامِ فصحا بمعنی 'استقبال کنندہ' ہم دیدہ شدہ۔ طالب آملی:

چوں در آید پذیرہ(۳) شو دو سہ گام(۴)
اوّلش تازہ رُوئی(۵) کن بہ سلام

صاحب 'تذکرۂ دولت شاہی' می نویسد:

'اتابک بن سعد زنگی اُورا پذیرہ شد۔' انتہی۔

مصنّفِ 'سراج اللغۃ' در رسالہ 'تحقیقِ لغاتِ ہندی' نوشتہ: ''پذیرہ بمعنی 'استقبال' کہ صاحب 'برہانِ قاطع' نوشتہ، سہو کردہ۔'' انتہی۔

---

(۱) 'بہ' ندارد، تصحیح قیاسی (۲) پذیرا
(۳) م: شو دو (۴) م: کام
(۵) م: روی

تناظرِ بائے موحّدہ از منظرِ رائے مہملہ

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در بائے تازی:

برات: کاغذِ تنخواہ، سند در 'آتش خیر'(۱) گذشت؛ و تنخواہ نیز۔(ع)۔میرزا صائبا:

گردِ راہِ عدم از خویش نیفشاندہ ہنوز
تنگ چشمانِ حوادث بہ براتم دادند

'برات برگشتن' قبول ناشدنِ تنخواہ است و زر بوصول نہ رسیدن۔لۂ،ایضا:

عبث آں جنگو بر آب و آتش می زند خود را
براتِ خط چو حکمِ آسمانی بر نمی گردد

چنیں برات را 'براتِ راجع' نیز گویند۔ہم اُوراست:

چوں زخط، صفحۂ رخسارِ تو ضایع نشود
خطِ شبرنگ براتیست کہ راجع نشود

برآمدن: معروف، و بالا رفتن۔سنجر کاشی:

سراغِ یوسفِ خود گیرم و قرار نگیرم
اگر بماہ بر آیم و گر بچاہ در افتم

واز عہدہ برآمدن نیز۔ظہوری:

دل نازک است ناز طبیباں نمی کشم
نازم بدردِ خویش بدارو، برآمدست(۲)

---

(۱) م میں ایسا کوئی محاورہ نہیں ہے۔
(۲) اِس غزل کا مقطع ہے (ص ۱۲۷): [جاری]

شانی تکلو:

چندانکہ تافتم نظر از رُوے مہ وشاں
برنامدم بدیدۂ زود آشناے خویش

وپرورش وترقی یافتن۔شانی تکلو:

کجا بہ زہرِ سوالم لب جواب گشاید
شکر لبے کہ بہ شیر وشکر برآمدہ باشد[1]

سلیم:

زگل مپرس کہ مرغ چمن چہ می گوید
کہ من برآمدہ ام ہمچو لالہ در صحرا

بر آوردن 'متعدیٔ۔میرزا صائبا:

ہر چند کہ آوردۂ آں جان جہانم
چوں خانہ ندارم خبر از صاحب خانہ[2]

شانی تکلو:

ہزار نخل بخونِ جگر بر آوردم
امید نیست کہ یک نوبتم ثمر بخشد

از ینجاست کہ چوں دو کس با ہم از خردی بہ یک جا پرورش یابند، گویند، فلاں وفلاں باہم برآمدہ اند، یعنی بایک دیگر پرورش یافتہ اند۔(ع)۔مخلص کاشی:

جدا ز ہم چہ تمتّع برند چوں دنداں
جماعتے کہ ز طفلی بہم برآمدہ اند

[گذشتہ سے پیوستہ]

- خود را جدا ز یار ظہوری چرا بسوخت
مردے مگر کم از زنِ ہندو برآمدست

(۱) ب:است

(۲) اس غزل کا مقطع ہے (ص ۱۲۷):

صائب مکش تا بگریباں سر خود را
ہرگز نہ بری گوے سعادت ز میانہ

بر آوردن 'ظاہر کردن نیز۔حاجی قدسی:

نہ نشست موافق بہ کسے نقشِ مرادم
با ہر کہ در صُلح زدم، جنگ برآورد

وبند ومسدود کردن نیز۔شانی تکلو:

مائیم وخیالِ تو کہ بر زخمِ[1] حسوداں
راہیست کہ نتواں بہ گِل وسنگ برآورد

فغانی:

عشق آمد و در چاہِ فراموشیم انداخت
وانگاہ سرِ آں[2] بہ گِل وسنگ برآورد

براتِ کسے بر یخ نوشتن: کنایہ از مایوس وبےنصیب ساختن۔(ع)۔فوقی یزدی:

گفت بر قاضی محمد کردمت ایک برات
آخر از گرمی براتِ بندہ را بر یخ نوشت

براے آتش بُردن آمدہ[3]: مرادف 'آمد و آتش گرفت و رفت' وآں گذشت۔

عزت[4] فیروزآبادی[5] (رُباعی):

شوخے کہ مباح دانَدم خوں خوردن
آمد چو پس از ہزار عذر آوردن

---

(۱) م: زخم، صحیح از ب

(۲) دیوان (ص ۹۸): آنگاہ سرِ او

(۳) م: 'آمدہ' کو متن، یعنی معنی میں لکھا ہے۔

(۴) 'تذکرۃ الشعرا' (ص ۸۹) میں عزت تخلص کے دو شاعر ہیں: خواجہ باقر (شیراز) اور شیخ عبدالعزیز (ہرات)، ملا محمد مومن، تخلص عزی کا تعلق فیروزآباد سے ہے۔یہ شہر شیراز کے توابع میں سے ہے۔اگر یہ عزت ہی کا شعر ہے تو ممکن ہے خواجہ باقر عزت کا ہو۔

(۵) م: فیروزابادی

بنشست زمانے و دلم با خود بُرد
گویا آمد برائے آتش بردن

بر آب بستنِ چیزے: سیراب کردنش۔ طغرا:
زبانِ برگ پاں تا در دہانِ غنچہ اش دیدم
بر آبِ گریہ بستم گلبنِ آشفتہ حالی را

براہ بُردن: بسر بُردن۔ (ع)۔ سلیم:
دو روزہ عمر کہ خواہ و نخواہ، می گذرد
چنانکہ می بَری آں را، براہ می گذرد

بر انگشت پیچیدن: یاد داشتن و مشہور کردن۔
(ع)۔ مثالِ معنیِ اول؛ میرزا صائبا:
آں ستمگر از نگاہ دُور رنجیدن نداشت
ایں گناہِ سہل بر انگشت پیچیدن نداشت
مثالِ معنیِ دوم؛ سنجر کاشی:
تا اشکِ مرا غیر بر انگشت نہ پیچید
شبہا ز خدا می طلبم ماتمِ خویشاں

بر آب و آتش زدن: در کمالِ تکلیف و تعب بودن۔
(ع)۔ سند در لفظِ 'برات بر گشتن'[1] گذشت۔

بر بید باد رنگ[2]: کنایہ است از ظہورِ امرِ ممتنع الوقوع۔ (ع)۔ حیاتی گیلانی:
با آب و ہوائے اعتدالش
بر بید ہمیشہ باد رنگ است

(۱) م: بر گشتن
(۲) ب میں محاورے کی شکل یوں ہے: بر بید بودن... الخ

بر ابر رسیدنِ چیزے: کنایہ از کمالِ عروجِ پایۂ اوست، مرادفِ 'سر بہ ثریا سودن' است کہ خواہد آمد۔
(ع)۔ فطرت:
ہر قطرۂ باراں زحمت دانۂ اشک است
تیغِ ستمِ ناز تو بر ابر رسیدست

بر پشت خوابیدن: ہماں 'پشت خوابیدن'۔
(ع)۔ امیدی فراہانی (رُباعی):
بشتاب بہ سوے نجف، اے دل بشتاب
دریاب ایں فوز را بزودی دریاب
چوں خوابِ نجف عبادتِ یزداں است
خود را بہ نجف رسان و بر پشت بخواب

بر پارچہ[1] ریدن: یعنی خیلے ترسید۔ ترجمۂ محاورۂ ہندی است۔ (ع)۔ طغرا در ہجو پوچی گوید (فقرہ):
چوں نظرش بر غنیم افتاد بر پارچہ[2] رید۔
'بہ شلوار ریدن' نیز مرادفِ آنست۔ عالی:
آں قابلِ مقنعہ کہ در جنگ
از بے جگری رید بہ شلوار

بر پشم زدن: سوم بابِ عجمی؛ کنایہ از حقیر و ساقط الاعتبار دانستن۔ اینجا 'پشم' بمعنیٔ مُوے خایہ است۔ (ع)۔
مخلص کاشی:
صوفی نیم کز سرکشی بر سر گذارم تاج را
زورِ کمانِ وحدتم بر پشم زد حلاج را

(۱) غ: پاچہ ('مصطلحات' کے حوالے سے 'بر پاچہ ریدن' لکھا ہے)، ب: پاچہ (۲) ب: پاچہ

بر ترازو زدن: امتحان کردن وقدرِ چیزے دریافتن۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

تا کہ سنجد با متاعِ حسنِ اُو ہر ماہ و سال
آسماں خورشید و مہ را بر ترازو می زند

بر جلا زدن و بہ جلا زدن و در جلا زدن: معروف؛ واز حجاب برآمدن و بے پردہ شدن۔ (ع)۔ جَلا، بالفتح، از وطن بیروں رفتن وکار آشکارا کردن۔ (ک)۔
میرافسر ولد میر سنجر کاشی:

تا بریزیم خونِ دشمنِ خویش
ہمچو شمشیر بر جلا زدہ ایم

میرزا جلال اسیر:

زاہد از دستِ تو آخر بجلا خواہم زد
مستیِ کوچہ و بازار سلامت باشد(۱)

شفیع اثر:

تا زینت دم از صفا زدہ است
آرزو بر درِ جلا زدہ است

بُرجِ اولیا: نام بُرجے است از بروجِ قلعۂ ہرات؛ از کتبِ تواریخ معلوم شد۔ شفیع اثر:

از کہ جوید نوش داروے شفا زیرا کہ نیست
ایں دوا در طبلۂ عطارِ بُرجِ اولیا

بُرجِ زہرمار: کنجۂ مار۔ اشرف:

(۱) اس غزل کا مطلع ہے (کلیاتِ اسیر، ص ۲۹۰):
دل اگر گم شدہ دلدار سلامت باشد
ہر چہ خواہد بشود یار سلامت باشد

نیست جز زہرِ ندامت حاصلے اُو را اگر
طالعِ خصمت چو عقرب بود بُرجِ زہرِ مار

بکنایہ شخصِ تُرش رُوے غضب آلود را گویند لیکن استعمالِ آں بدیں معنی بہ الفاظِ تشبیہ، مانندِ 'چون' و 'ہمچون' و اَمثالِ آں واقع شود۔ اشرف:

چو بُرجِ زہر مار از خشم گشتہ(۱)
چو افعی سینہ مال از وے گذشتہ

ہم اُوراست:

ہمچو بُرجِ زہر مار آمد بہ چشمِ مدّعی
چوں کبوتر خانہ از طعنش مشبّک ساختم

بُرجِ کبوتر: در ایران رسم است کہ عمارتِ بلندے چشمہ چشمہ در صحرا سازند و آں خاصّہ برائے کبوتراں است۔ موسوم بہ 'بُرجِ کبوتر'؛ چوں پیخال کبوتراں بہ کارِ زرگراں آید محصول بہ برجِ کبوتر در سرکارِ شاہی ضبط شود۔ (ع)۔
شفیع اثر:

عدو کند ز خدنگِ تو قلعہ را خالی
بداں صفت کہ بہ بُرجِ کبوتر افتد مار

'بُرجِ کبوتر خانہ' نیز گویند۔ اشرف:

ز جوشِ فکر مرغِ نامہ آور
مرا بُرجِ کبوتر خانہ شد سر

برچیدہ ناف: بہ جیمِ فارسی؛ کسے کہ حوالیِ نافش بالیدہ باشد۔ (ع)۔ تجلّی:

از زنخدانش زدی در حُسن لاف
قرصِ مہ می بود گر برچیدہ ناف

(۱) م: کشتہ، تصحیح قیاسی

محتشم کاشی در صفتِ اسپ گوید:

نرم کاکل، سخت سُم، بالیدہ مُو، بر چیدہ ناف
گرد سر، کوچک دہن، فربہ سُرین، لاغر میاں

بر چیزے، چیزے دوختن: مشغوف بودنِ ایں بہ آن، بہ نحوے کہ چشم زدنی چشم از آں برندارد۔ (ع)۔ ظہوری:

گل اگر دوختہ بر بوُے تو خود را، رسدش
جیب از شوقِ تو در[۱] دست دریدن دارد

بر خود کشیدن: سوار کردنِ مفعول، فاعل را بر خود۔ (ع)۔ محسن دباغی[۲] گوید: (فقرہ):

اگر نامرادے کہ از عملِ شنیع اغلام تائب شدہ باشد از تکلیفِ برخودکشیدن استعفا نماید، نشاید بہ کینۂ کون کر بہ عداوتِ اُو بستن۔

در 'بہارِ دانش' ہم بہ ایں معنی آوردہ۔

بر خود نشستن و سوار شدن: بہ مکافاتِ عملِ خود گرفتار آمدن۔ (ع)۔ عالی:

تا چہ خرہا بمش[۳] زوند بسر
بر خرِ خود نشست باز آں خر

طغرا:

امیدِ اسپ سواری ندارم از گردوں
چو عیسیم بہ خرِ خود مگر سوار کند

---

(۱) م: دو، دیوانِ ظہوری (ص ۲۳۵): در ب: حاشیے میں یہ شعر آیا ہے، دوسرا مصرع یوں ہے:
جیب از دست زشوقِ تو دریدن دارد
(۲) م: دماغی، صحیح از ب
(۳) ع میں 'بم' کے معنی: سرچنگ، یعنی بزور دست زدن بر سر کس۔

بر خشت زادن: معمولِ زنانِ باردار است کہ وقتِ وضعِ حمل خشت زیرِ پا گذاشتہ بر سرِ پا نشینند و زور بر ہر دو پا زنند تا طفل بہ سہولت از رحم برآید۔ (ع)۔ سالک یزدی:

من بہ خشتِ لالہ در گلزارِ گیتی زادہ ام
می شود لبریز خون[۱] گر خاکِ من ساغر شود

طغرا:

پیش ازاں کز دایہ بیند مادرِ گلبن مدد[۲]
طفلہائے غنچہ بر خشتِ لطافت زادہ اند[۳]

ایں حالت را 'بر سرِ پا نشستن' نیز گویند۔ شانی تکلو:

در تولّدگاہِ مدحت مریمِ آبستن است
چوں نشیند بہ سرِ پا کلکِ عیسیٰ زاے من

بر خود زدن: سعیِ فوق الطاقہ کردن در تحملِ امرِ غیر مرغوب۔ (ع)۔ سعید اشرف:

بر سرِ لطف آمد آخر، سینہ کوبانم چو دید
خیلکے[۴] بر خود زدم تا مہربانش ساختم

مخلص کاشی:

گر کشد خنجر بہ قتلم غیر امشب باک نیست
زاں کہ بر خود می زند، با من چو بیند یار را

بر خود چیدن: اوضاعِ زیادہ از حوصلہ بخود قرار دادن و بہ رعنائیِ خود مغرور بودن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

ایں لطافت نے[۵] سمن دارد نہ برگِ یاسمن
میکند بر خود گرانی، ناز بر خود چیدہ اش

---

(۱) م: 'خون' ندارد، صحیح از ب (۲) ب: بدرد
(۳) ب: بود (۴) م: خیلگی
(۵) م: نہ، ب: نی

برخاک و زمیں افتادن و انداختنِ تکلیف و حرف: کنایہ از قبول ناشدن ورد کردنِ حرفِ کسے۔ (ع)۔ سنجر کاشی:

مے خوردہ مستانہ خرامیدہ بہ صحرا
بر خاک نینداختہ تکلیفِ ہوا را

میرزا صائبا:

می تواں خواند از جبینِ خاک احوالِ مرا
بسکہ پیشِ یار حرفم بر زمیں افتادہ است

اسیر:

گفتگوے بے غرض آخر بجاے می رسد
حرفِ طوطی بر زمیں افتادہ سنبل سبز شد (۱)

برخصت او: یعنی بہ اجازت او۔ سلیم:

بہ رخصتِ تو کہ خواہم بہ آبِ مے شستن
نہ صفحہ را کہ سخن در رسالہ می گذرد

'رخصت' بمعنیٔ اجازت نوشتہ اند۔ محمد قلی میلی:

ہمانا کرد حاصل رخصتِ منع مرا امشب
کہ در بیرونِ بزمش مدعی خوشنود می گردد

برخی بهره: بسیار بہرہ۔ برخی، بہ فتحِ با و سکونِ راے

(۱) حافظ کہتا ہے (دیوان، مرتبہ قزوینی، ص ۲۱۴):

اگر ز مردمِ ہشیاری، اے نصیحت گو
سخن بخاک میفگن چرا کہ من مستم

نیز بہ صائب:

سخن پاک محال است کہ افتد بر خاک
طوطیاں مزد خود آخر ز شکر می گیرند

خواجۂ شیراز (حافظ):

چوں خاک رہت شدم مزن بانگ درشت
حیف است کہ آوازِ تو بر خاک افتد

مہملہ و خاے معجمہ و یاے خطی؛ معروف، و زیادتی و بسیار ارزانی؛ از 'فرہنگِ اخلاقِ ناصری'؛ و آنچہ بدل چیزے بہ کسے دہند۔ (ک)۔ سعید اشرف:

ہمگی (۱) گشتہ (۲) ام از فضلِ خدا ماندہ ہمیں
کہ شوم از مددِ فیضِ تو برخی بہرہ

بر درِ عرفان زدن و بر عالمِ عرفان زدن: از حجاب و شرم برآمدن۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

ز شرمِ تست کہ آزار می کشی صائب
تو نیز بر درِ عرفاں زن و مکرّم باش

میلی:

داد میلی، بہ جنوں دامنِ ناموس ز دست
زدہ بر عالمِ عرفان و فراغے دارد

'بہ عرفان بیروں بردن': عمداً تحمل کردن و دانستہ ہم گذرانیدن۔ (ج)۔ ظہوری:

جانے (۳) از آہن دلی (۴) از (۵) سنگ می باید مرا
ایں ہمہ خواری بہ عرفاں سخت بیروں می برم (۶)

علامی فہامی در 'اکبر نامہ' ہم بہ ایں معنی آوردہ۔

بر درِ جلال زدن: خشمناک شدن۔ (ع)۔ عالی در 'محاصرۂ حیدر آباد' گوید، وقتے کہ پادشاہ برجلال مخاطب بہ سربراہ خان خشم نمودہ (فقرہ):

(۱) ب: ہمگی (۲) م: کشتہ
(۳) دیوانِ ظہوری (ص ۵۰۰): خالی
(۴) م: دلے (۵) دیوان: چون
(۶) نیز بہ ظہوری:

حالِ دل ہم مگر دلم داند
زدہ ام گرچہ بر درِ عرفاں

بردرِ جلال زدند و ریشش گرفته کشیدند۔

بردار و بدو: دزدِ عیارے که چیزے را از پیشِ کسے به چستی بردارد و راهِ خود گیرد؛ و در محاوره گویند، 'طرفه بردار و بدوے است۔' (ع)۔ سلیم در صفتِ اسپ گوید:

به تمکیں بارِ کوه آورد تاب
که بردار و بدو باشند اعراب

بردوش و سرِ نو مسلم تیغ گذاشتن: چوں کافرے نقلِ مذهب کند تیغ بر سر یا دوشِ اُو گذاشته تبلیغ احکام کنند و ایں از برائے تهدید است تا ارتداد نکند۔ (ع)۔ آقا شاپور:

بدستِ خصمِ کهن گیر[1] اُو بود شمشیر
ازاں قبیل که بر دوشِ نو مسلماں تیغ

طغرا:

چوں شود کافر مسلماں بر سرش دارند تیغ
نیست غم هندوے چشمت گر تهِ ابرو بود

بر دنبه دنداں زدن: کنایه از رغبت به لواطت۔ (ع)۔ سعید اشرف:

زند هر که بر دنبه دندانِ خویش
به شانه حیا پاک سازد ز ریش

دنبه 'بمعنی سرین' آمده۔ یحییٰ کاشی:

محو دیدارِ دنبه گردیده
همچو اغلامیِ سُریں دیده

عالی:

(۱) ب: گیر

دستک زن و غزل خواں با تنبک و نے انباں
در رقصِ دنبه گرداں[1] بسیار حشو و مهمل

میر نجات:

شیخ مرطوبیِ ما دنبهٔ سستی دارد
گوسفندی است که اندازِ درستی دارد

دندانِ خواهش و طمع؛ چنانکه خواهد آمد۔

بر رُخ انگشتِ سیاهی کشیدن: رسوا نمودن۔ (ع)۔
شاپور:

ز لوحِ سینه شُستم پاک حرفِ بیگناهی را
به دستِ خود کشیدم بر رُخ انگشتِ سیاهی را

بر دُو و سر و رُخ و دیده دویدن: گرمِ عتاب شدن۔ اوّل مشهور است۔ (ج)۔ دوم: طغرا گوید:

گر از خونِ گردوں لبِ نان شکستم
دوَد بر سرم بهرِ تاواں گرفتن

سوم: حسن بیگ رفیع گفته:

پامالِ دردِ عشق شد آخر دلِ رفیع
چوں اشک اگر چه بر رُخِ مژگان دویده بود

چهارم: طغرا:

اشکم ز یک نگاهِ تو بر دیده می دود
ایں خوں گرفته با پدرِ خود رقیب شود

برِ دُو و برِ رُخ: به اضافت، چهره۔ میرزا صائبا:

چوں صفحهٔ مسطر زده آمد به نظرها
از سیلیِ بے رحمیِ اخواں برِ رویم

(۱) م: گردان

یحییٰ کاشی:

گل یا بر رُخش[۱] نتواند برآمدن

گیرم کہ خارہاے جہاں تیز کردہ است[۲]

بر رُوے بزرگی نیاوردن: از رُوے بزرگی اداے خارج کسے بررُو نیاوردن۔ (ع)۔ میرزا طاہر وحید:

کنند از وسمہ پیرانے کہ ریشِ خویش را رنگیں

نمی[۳] آرند بر رُو از بزرگی عیبِ پیری را

برزین: بالفتح؛ آتش؛ و نامِ یکے از نائبانِ زردشت کہ 'آتش کدۂ برزین' بنامِ اُو مشہور است۔ (ر)۔ میر الٰہی:

اگرچہ داشت سرانگشتِ قہرش آں قدرت

کہ برکشد ز دلِ قلزم آتشِ برزیں

ولے از ابرِ تحمل فشاند رشحے چند

کہ یافت آفتِ تیغ سیاستش تسکیں

بر سرِ خود و بر سرِ خویش: خودسر و خودراے بہ اختیارِ خود۔ اشرف:

کافی نہ بود بارشِ گردوں کہ گشتہ[۴] است

ہر[۵] گرد باد بر سرِ خود آسمانِ برف

ایضاً:

ایں قدر ہم نمی[۶] تواں بودن

بر سرِ خویش و پیشِ خود بر پا

(۱) م: بر رخش

(۲) کلیم کہتا ہے (ص ۲۵۱):

گذشت از اں بر رُو زلف تا خلش سر زد

کنوں نہادہ ز ہر حلقہ چشم بر کرش

(۳) ب: ہمی (۴) م: کشتہ

(۵) ب: بر (۶) ب: ی

بر سرِ پا بودن: اِستادہ و قائم بودن۔ (ع)۔ میر نجات:

دارِ منصورِ فلک در ہمہ جا بر سرِ پاست

چہ عجب گر سخنِ حق ز کسے سر نہ زند

آہی[۱]:

خفتہ چوں غنچۂ گل زندہ دلاں بیدارند

ہمچو نرگس تو چرا بر سرِ پائی در خواب

بر سرِ پا آمدن: ظہور کردن و پیدا شدن۔ اصطلاحِ لوطیان است۔ (ع)۔ میر نجات:

سرو بالا صنمے آمدہ خوش بر سرِ پا[۲]

از سرِ صدق بگوئیم ہمہ نامِ خدا

حاجی قدسی:

یادگارِ سخنے چند بر اوراق نوشت

ہر کہ آمد دو سہ روزے چو قلم بر سرِ پا

بر سرِ قدم بودن: در بیت الخلا بودن؛ چوں کسے بہ بیت الخلاء برود[۳] گویند، 'بر سرِ قدم است'۔ (ع)۔

فوقی[۴] یزدی:

مگر آں زلف پیچے دارد

کہ شب و روز بر سرِ قدم است

(۱) ب: رہی؛ 'تذکرۃ الشعرا' (غنی) میں آہی کا نام سلطان قلی بیگ (ص ۹۳) اور رہی کا نام سلطان علی بیگ (ص ۶۱) دیا ہے، جب کہ تذکرۂ 'ریاض العارفین' میں دو آہی مذکور ہیں۔ چغتائی (وفات: ۹۲۷ھ) (ص ۱۶) اور آہی: از مردمِ اصفہانی زاد (ص ۱۷)؛ اسی طرح رہی ہیں۔ سلطان علی بیگ شاملو اور آقا محمد علی اصفہانی (ص ۲۷۹)۔ چاروں کے منتخبہ اشعار میں شعر مذکور نہیں ہے۔

(۲) ب: بر سرِ پاست (۳) م: بہ برود

(۴) ب: شاعر کا نام نہیں دیا، فقط 'شاعر گوید' لکھا ہے۔

بر سرِ کسے چیزے شدن: شیرک(۱) شدن بر او و او راز بر جاق خود دانستن ۔(ع)۔

بر سرِ پاے کسے زدن: بر پاے او افتادن از راہِ نیاز۔ طغرا در تعریفِ فقیرے گوید:

شدہ زہرہ(۲) قربانِ بالاے او
زدہ مشتری بر سرِ پاے او

بر سر: ترجمۂ علاوہ۔(ع)۔ جلال آذری:

اگرم بر سمِ پرسش قدمے نہی ببالیں
سرِ خود کشم بپاے تو و صد نیاز بر سر(۳)

بر سرِ من: یعنی بذمۂ من و عہدۂ من۔ عالی:

عجب حریفی(۴) اگر بردہ ای دلم از تو(۵)
دلم بہ تو سر باختست بر سرِ من

(۱) م: شریک، صحیح از ب، 'فرہنگِ عمید': 'شیرک' بمعنی شخصے جسور و پُر دل
(۲) م: زہر، صحیح از ب
(۳) معوی کہتا ہے (ص ۱۱۷):
لشکر و مردی و دین و داد باید شاہ را
ہر چہارش ہست و تائید الٰہی بر سرے
نیز ب: مولانا لسانی:
از تو آزردہ دلی دارم و صد غم بر سر
جاں بلب سرزنشِ مردمِ عالم بر سر
باقر کاشی:
بناز بر مشکن طرۂ پریشاں را
بیا نگر کہ جاں بر سر است ایماں را
فرخی (خطاب بہ ابر):
ایں روز و شب گریستنِ زار بہر چیست
نے چوں منی غریب و غمِ عشق بر سری
(۴) ب: حریف (۵) ب: تو

بر سرِ آں ایں(۱) نہادن: براے آں، ایں از دست دادن۔(ع)۔ سالک یزدی:

سامانِ زہد بر سرِ رندے نہادہ ایم
ما توبہ نامہ را بہ مےِ ناب شستہ ایم

سلیم (رباعی):

اے سر تا پا تنِ تو چوں آئنہ صاف
چوں تیغِ مژہ برآری(۲) خوش زغلاف
رفتی بہ ضیافتِ حریفاں آخر
کوں را بہ سرِ شکم نہادی چوں ناف

بر سنگ زدن: دلیرانہ ظاہر کردن و گفتن۔

سالک یزدی:

کوہکن بیجا زند بر سنگ یک یک رازِ دل
صورتِ شیریں چہ می داند زبانِ تیشہ را

یحییٰ کاشی:

تا چہا بر سنگ می زد خسرو از دعواے عشق
کوہ کن می داد اگر یک دم بہ دستش تیشہ را

وحید:

ہمچو نقشِ سنگ از آئینۂ آں دل نہ رفت(۳)
ہر چہ بہر ما رقیبِ سنگدل بر سنگ زد

میرزا صائبا:

شیشہ ام می شکند در جگر از حرفِ درشت
یار با(۴) دشمنِ دل سخت چہ بر سنگ زدست

ولہ، ایضاً:

(۱) ب: بر سرِ این و آن ... (۲) ب: بر آمدی
(۳) ب: برفت (۴) ب: باز تا

بے آئنہ بر سنگ زند رازِ دو عالم
ایں طوطیِ مست از شکرستانِ کہ جَستست

حسن بیگ رفیع:

آ گر نیَم ز شیشہ چو بر سنگ می زند
می دانم ایں قدر کہ بر آہنگ می زند

بعضے اعزہ (۱) کہ معنیِ آں 'تہمت کردن' دانند محض تہمت است۔

بر سرِ حرف بودن: برنہ گشتن از گفتۂ خود۔

حسن بیگ رفیع؛ (رُباعی):

ما عاشقِ زارِ جوہرِ حرفِ خودیم
شیرازۂ ربطِ دفترِ حرفِ خودیم
آں نیست کہ از گفتۂ خود بر گردیم (۲)
چوں نقطہ ہمیشہ بر سرِ حرفِ خودیم

بر سرِ کسے پیچیدن: سماجت کردن وتنہ کردنِ امردرو، نیز فتنے است از کشتی۔ (ع)۔ میرنجات:

بہتر است از ہمہ فن گردِ سرت گردیدن
دست برداشتن از پا بہ سرت پیچیدن

ایضاً:

مگر از کاکلِ خود نیستی اے شوخ، دلیر
بر سرش پیچ حریفانہ و پایش پس گیر

بر شما باد: یعنی لازم باد بر شما مراعات وحفظِ ایں امر۔ خان زمان امانی (۳):

---

(۱) م: اغزہ، تصحیح قیاسی (۲) م: کردیم

(۳) غنی (تذکرۃ الشعرا) نے دو امانی مذکور کیے ہیں، ایک کا نام نہیں دیا، دوسرے کا نام میرزا امان اللہ (ص ۱۹)، جب کہ زمانی کا نام مُلّا محمد زمان لکھا ہے۔ اس لحاظ سے زمانی ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ [جاری]

ہم چو مینائے ے از خونِ دلم مالامال
بر شما باد مرا بر سرِ گفتن 'میریذ'

بر شستِ پا نشستن: مہیّائے جماع (۱) شدن، چہ درآں حالت بر شستِ پا نشینند۔ (ع)۔ شاعر:

ہرگز نشد کہ با تو دو زانو فرو کنم
بر شستِ پا نشینم و تا خایہ تو کنم

بر قالب زدن: مہیّا کردن وسرانجام دادن۔ زلالی:

فرود آمد قضا از عالمِ پاک
کہ بر قالب زند خود را کفِ خاک (۲)

طغرا در رقعۂ توصیفِ کاغذِ ابری (فقرہ):

گلستان بر قالب زدن را ابری سازی می شمارد۔

و بہ زعمِ بعضے کہ معنیِ آں 'ہرزہ گفتن' و 'بیہودہ کار کردن است'، پُر غرابت دارد۔

بر گاو نشاندن: مرادفِ 'بر خر نشاندن' کہ عبارت از تشہیر کردن است۔ میرزا صادق دست غیب (فقرہ):

تا شحنۂ عدلش آفتابِ عالمتاب را بہ حرم خانۂ نزولِ حمل برگاو نشانیدہ، ثور چوں یوز از سایۂ خود ہراسان (۳) است۔

[گذشتہ سے پیوستہ]

('ریاض العارفین' میں چار امانی، ص ۲۷، اور پانچ زمانی، ص ۹۲۔۲۹۱، مذکور ہیں)۔

(۱) م: جمع تصحیح از ب

(۲) نیزب: بحسن تاثیر:

خندہ ہا دارد ز روزن خانہ بر معماریت
تا چہ بر قالب زند بہر تو قلب کاریت

(۳) م: حراسان

برکشیدن: معروف، و وزن کردنِ آں نیز مشہور، کسے را ترقی دادن و بر رتبۂ او افزودن نیز۔ افضل کاشی، (رُباعی):

عیبے است عظیم برکشیدن خود را
وز جملۂ خلق بر گزیدن خود را
از مردمکِ دیدہ بباید آموخت
دیدن ہمہ کس را و نہ دیدن خود را

برگردیدن: خراب و ضایع شدن، یعنی از حالتِ اصلی برگردیدن۔ (مح)۔ قدسی:

غمش در خاطر از بس ماند ترسم کُرمی گردد
کہ چوں بر شاخ ماند میوۂ بسیار برگردد

سلیم در ہجوِ اکولی گوید:

سوے سفرہ چو سایہ گستر گشت
خشک شد خشکہ و شلہ برگشت

برگردد: نفرین است، یعنی از وضع و حالتِ خود برگردد۔ ظہوری:

بہ چاہِ حسرتم افگندہ بخت تر[1] گردد
ہنوز در پیِم افتادہ کاش برگردد

طاہر غنی:

ز شرمِ چشمِ تو بادام خشک تر گردد
نےِ رسیدہ چو بیند لبِ تو برگردد[2]

برگشته: خراب و تباہ۔ بدیعی سمرقندی:

برکندہ[1] باد دیدہ و برگشتہ باد رُو
گر چشم بر گہر بود و رُوے بر زرم

ازیں جااست کہ قمار بازے را کہ نقش بہ مراد نہ نشیند برگشتہ قمار گویند۔ صائبا:

کارے بہ مرادم نہ شد از نقشِ موافق
امروز کہ برگشتہ قمارم چہ تواں کرد

برگردیدہ و برگشتہ: بہ معنیِ استفراغ نیز۔ شانی تکلو:

ہر خونِ دلے کہ بے تو خوردم
چوں بادۂ ناگوار برگشت

برکارِ خود سوار بودن: برکسب و پیشۂ خود غالب آمدن و کار را مغلوبِ خود کردن۔ وحید در تعریفِ سرّاج گوید:

سوار است سرّاج بر کارِ خویش
کہ از خوب رُویاں فتاد است پیش

'سوار بودن' بہ معنیِ 'غالب بودن' مخصوصِ کار نیست، چنانکہ زعمِ عزیزاں است، بلکہ عموم دارد۔ میر الہی:

اسپ ہوس چہ تازم ازیں[2] ساں کہ گشتہ[3] ام
از کامِ دل پیادہ و بر آرزو سوار

میرزا صائبا:

فتاد کیست[4] کہ پیشش نمی رسد بہ زمیں
بہ خصمِ خویش سوارم من از تحمّلِ خویش

سلیم:

---

(۱) م: بر، صحیح از دیوانِ ظہوری (ص ۳۶۷)
(۲) غنی کی حصۂ غزل میں مقطع نہیں ہے، آخری شعر یوں ہے (ص ۵۶):
بہ بزمِ بادہ ضرور است گردشِ جامے
چو نیست ساغرِ نے کاسہاے سر گردد

(۱) ب: برگشتہ (۲) م: زین
(۳) م: گشتہ ام
(۴) م: 'فتاد' ایک سطر میں اور 'کیست' دوسری سطر میں، صحیح از کلیات... (ص ۵۲۷)

نیست حرفِ آرزو بر گفتگوے ما سوار
ہمچو بادِ انفاسِ عیسیٰ مرکبِ خاشاکِ ماست

ایضاً:

بہ نوعے کالبے[1] بر وے سوار است
کہ گوئی جادہ بر پالیشِ جدار[2] است

ایں شعر در مثنویِ ہجوِ اسپ است۔ درویش والہ ہروی:

ساقی بود آیا کہ تو باشی و من و بس
آں لحظہ کہ ئے برخرد و عقل سوار است

برِ کار: بہ اضافت، برآمدگی صندوقۂ سینہ۔ (ج)۔ لوطیاں گویند 'ایں زن خوش برِ کارے دارد'، یعنی سینہ و پستانِ خوشے دارد و نیز پستانِ نو رسیدہ۔ (خ)۔ ور[3]، بہ واو[4]، سینہ۔ (ج)۔ ازیں جہت 'ورکار' ہم گویند۔ سند در 'سینۂ باز' خواہد آمد۔

بر صحرا و بہ صحرا افتادن و نہادن: کنایہ از ظاہر شدن و کردنِ راز۔ (ج)۔ حیاتی گیلانی:

قصۂ گل می کند و راز بہ صحرا افتد
آہ اگر بادِ صبا نامۂ ما بکشاید

کمال اسمٰعیل:

بہ نیم جُرعہ کہ از ساغر ہوا نہ کشید[5]
نہاد خاک ہمہ رازِ خویش بر صحرا

---

(۱) م: کالبے؛ تصحیح از ب

(۲) م: جدار؛ ب: جدار، 'منتخب اللغات' اور 'فرہنگِ عمید' میں بھی 'جدار' ہی ہے۔

(۳) م: ور (۴) م: بواو

(۵) ب: بکشید؛ یہ عجیب بات ہے کہ اکثر اشعار میں ب نے مثبت اور م نے منفی لفظ لکھا ہے۔

برغو[1]: بہ موحدہ و غینِ معجمہ؛ شاخ تھی کہ مانندِ نفیر نوازند۔ (ر)۔ از ظفر نامۂ شرف الدّین علی یزدی، بہ معنیِ 'منادی' معلوم شد۔ خواجہ حافظِ شیراز ہم فرماید:

عاشق از قاضی نہ ترسد، ئے بیار
بلکہ از برغوے سلطاں[2] نیز ہم[3]

عالی (فقرہ):

برغوے بادِ لیج و سرنائے تفنگِ بزرگ و کوچکے بہم آمیخت۔

برگِ بغرا و برگِ گل: عبارت است از تنکہاے بغرا کہ زوالۂ دقیق پہن کردہ بہ شکلِ برگ سازند۔ سلیم:

برگِ بغرا لطیف چوں نسریں
ہمہ تن گوش از پےِ تحسیں
نازک و نرم و دلکش اندامش
بے سبب برگِ گل نہ شد نامش

ازیں عالم است۔

برگِ پالودہ و برگِ آش: یعنی لختِ پالودہ و لختِ آش۔ یحییٰ کاشی:

کاسہ بیند چو شربت آلودہ
لرزدش دل چو برگِ پالودہ

طغرا (رُباعی)[4]:

---

(۱) ترکی لغت Burgu، برغو، بورغی، بورغو auger, gimlet اور قدیم معنوں میں: kind of trumpet۔ 'فرہنگِ عمید' میں بھی 'برغو' (ب کے ساتھ) بمعنی 'بوق' شاخ میان تھی کہ باد ہان در آں می دمند تا بصدا در آید۔

(۲) دیوانِ حافظ (قزوینی، ص ۲۵۰)، (خوش نویساں، ص ۲۸۳): برغوی دیوان، (پژمان، ص ۱۷۵): برغوی سلطان

(۳) م: 'ہم' ندارد، تصحیح از دیوان (۴) م: ندارد، نقل از ب

طبعش چو بہ فکرِ برگ آش افتادہ
سرسبز بہ خود برگِ ماش افتادہ
خوانش کہ بہ آں ہیچ مطبق نہ رسد
با خوانِ خلیل ہم قماش افتادہ

'بغرا' طعامے است کہ آں را 'بورک' گویند۔

برگہ: بہ کاف فارسی، چیزے کہ از مالِ دزدیدہ پیشِ دزد شناسند و بہ دست آویزِ آں مطالبۂ مالکی کنند۔ منصور فکرت:

شعرِ رنگینِ مرا کس نتواند بردن
برگۂ دزدِ حنا زود بہ کف می آید

برگِ نَے: رنگے است ہم رنگِ برگِ نے۔ سیفی:

سرو من سبزے ست شیریں راست ہمچو نیشکر
چوں بہ بالاے قباے برگِ نے بندد کمر

قسمے از خربزہ۔ تاثیر در صفتِ خربزہ گوید:

ہنگام یزک (۱) بہ شکرستاں
برگِ نَے او شود نواخواں (۲)

برکاشتن: اعراض کردن و رُو گردانیدن؛ جمیع ارباب لغت نوشتہ اند۔ والہ ہروی:

اشک بر آتشِ دنبالہ رُوے زد آبے
یار از ناز اگر رُوے ز والہ برکاشت

برگ پیوند: بہ فکِّ اضافت، پیوندے کہ نہال را کنند۔ (ع)۔ رفیع واعظ علیہ الرحمہ:

ز برگ سلیِ استاد برگ پیوند است
کہ می دہد ثمرِ اعتبار نخلِ ادب (۱)

برگِ سبز: کنایہ از چیزِ بسیار کم۔ صائبا:

بے نوایاں را بہ برگِ سبز، گاہے یاد کن
چوں زِ نیرنگِ جہاں خرج (۲) خزاں خواہی شدن

ولہ:

انصاف نیست کز چمنت بعدِ صد بہار
بے برگِ سبز رُو بہ درِ آسمان نہم

برگِ سبزِ سائل: آں است کہ گدایاں بہ توقعِ ریزشی، برگِ سبز پیشِ اغنیا گذارند۔ محسن تاثیر:

بوسہ می دارند (۳) خوباں در بہارِ خطِ طمع
خطِ سبزِ گل عذاراں برگِ سبزِ سائل است

برگِ سبز فرستادن: مرادف 'گل فرستادن' است کہ ان شاء اللہ تعالیٰ خواہد آمد۔ طغرا (فقرہ):

نثر پردازاں از فقرۂ تازہ برگِ سبزِ ہم کاری بہ جانبِ طوطیانِ چمن روانہ نمودہ اند۔

بَرکت: بہ فتحتین، معروف؛ بہ سکونِ ثانی نیز آمدہ۔ سند در ضمنِ 'بہاد نفس گرفتن' گذشت، وہاگمی در 'معراج' گوید:

---

(۱) م: غیاث اور عمید کے مطابق 'یزک': ہراول دستہ۔ ب: تیرک
(۲) ب: نواجان

(۱) نیز ب، صائب:

در حریمِ حسن ہر شمعے کہ برخیزد ز خاک
از پرِ پروانہ ما برگ پیوندش کند

میر صیدی:

برگ پیوند ار شود از شعلہ ایں جا نخلِ شمع
می شود در دم برومند از ہوائش لالہ زار

(۲) ب: خرج　(۳) ب: دادند

چو افتاد بر آفتابش عبور
شد از برکتش چشم دریاے نور (۱)

برگِ بید: کنایہ از شمشیر و خنجر و نوعے از پیکان۔ میر الٰہی ہمدانی:

سازد بہ رُوے صفحۂ خاکش قلم قلم
گر سایہ بر چنار کند برگِ بیدِ تو

بر مژگاں دویدنِ چیزے: در نظر آمدنِ آں چیز۔ طالب آملی:

چو بر مژگاں دوید آں جلوہ گاہم
چو گل بشگفت اجزاے نگاہم

بر گوشِ کسے کشیدن: شنوانیدن اُورا۔ سلیم:

بہ بزمِ حُسن، رُخِ اُو کنایۂ خوبی
بہ ماہ گوید و بر گوشِ آفتاب کشد

برمالیدن: بالا کردنِ آستین و پاچۂ تنباں از جہتِ ساختن کاری و رواں شدن بشتاب۔ سنجر کاشی:

چوں آمدی بدیر (۲) گناہِ کبیرہ کن
برمال دست و ساعد و انگور شیرہ کن

میرزا صائبا:

چرا آزادہ در وحشت سراے لنگر اندازد
کہ سرو از خاک بیروں ساق برمالیدہ می آید

(۱) نیز ب: قدسی:

چناں باد شمشیر دستے فشاند
کہ در خرمن عمر برکت نماند

(۲) م: بدیر

بہ مجاز، گریختن و بشتاب رفتن است۔ (ج)۔ ظہوری:

شبِ وصال کہ پروانہ خواست برمالد (۱)
بسوخت حسرتِ اینش کہ بال و پر تنگ است

بر لنگ زدن: گریختن۔ (ر)۔ عالی در محاصرۂ حیدرآباد گوید (فقرہ):

بہادراں چو دیدند کہ معاملہ قروتی شد ہمہ لنگ (۲) بزہ لنگ زدہ برمالیدند۔

برنجِ زندہ (۳): برنجے کہ طبخ تمام نیافتہ باشد۔ (ع)۔ لیکن از اہلِ ایران شنیدہ شد کہ 'زندہ' بمعنی 'نیم خام' خصوصیت بہ برنج ندارد و ہر چیزِ نیم خام را 'زندہ' گویند؛ واللّٰہ اعلم بالصواب۔ محسن تاثیر:

ہست از برنجِ زندہ بے ناگوارتر
از واعظانِ مردہ دل، اظہارِ زندگی

بُرنُس: بہ ضمِ موحدہ و راے مہملہ ساکن و نونِ مضموم و سینِ مہملہ؛ جامہ اے کہ از پشمِ سیاہ بافند و نادرًا سفید ہم باشد و آں لباسِ ترسایان و نصارٰی است خاصۃً؛ صاحبِ 'کشف اللغات' می نویسد کہ در صحاح بہ معنی کلاہِ دراز آوردہ۔ میرزا جلال طباطبا در 'توحید' گوید (فقرہ):

رشتۂ بُرنُسِ راہب و طیلسانِ زاہد را یک چرخ رَشتہ۔ (۴)

(۱) دیوانِ ظہوری (ص ۲۷): بر مالد
(۲) م: لنگ
(۳) م: 'زندہ' معنی میں دیا ہے، لفظ کے ساتھ نہیں۔
(۴) نیز ب: ابو النصر نصیراے بدخشانی:

نہ از کفرم خبر باشد نہ از دیں
نہ بُرنُس می شناسم، نے مصلا

[جاری]

بروزِ فلانے نشیند: یعنی مثلِ اُو بحالِ تباہ گرفتار آید۔

باقر کاشی:

ہر آں سینہ کو(۱) داغِ عشقے ندارد
الٰہی بروز گریباں نشیند(۲)

برو درماندن: بہ شرمِ حضور کسے از چیزے، کہ نتواں گذشت، گذشتن۔ مثلاً گویند، 'ایں شمشیر، دلم نمی خواست کہ بہ کسے دہم، لیکن چہ کنم رُو از سنگ و آہن ندارم، برو درماندم و بہ اُو دادم۔' نیز دریں مقام گویند، 'رُو تیز(۳) از شمشیر است۔'

(ع)۔ طغرا در رسالۂ 'فردوسیہ' در صفتِ کشمیر گوید (فقرہ):

بنفشۂ خطِ گل رُخاں اگر برو درنمی ماند، خود را بہ بنفشہ زارش می رسائد۔

بیانا:

مرا رسوا چو نتوانست دیدن
برو درماند رنگم از پریدن

شفیع اثر:

دلم با مردمِ دنیا ندارد میلِ آمیزش
برو درماندہ است آئینہ ام از بے غباریہا

[گذشتہ سے پیوستہ]

خاقانی:

بدل سازم بہ زنار و بہ بُرنس
ردا و طیلسیں چوں پور سقا

(۱) م: کو

(۲) نیز ب: آصف خان جعفر:

ہر کس کہ شبے نشست با تو
بسیار بروز ما نشیند

محسن تاثیر:

چہ ضرور منع، تاثیر کہ بخوں نشستہ تا کے
نہ کنی، وگرنہ گویم کہ بروز اُو نشینی

(۳) ب: تیر

وحشی در قصۂ 'ناظر و منظور'، در حالتے کہ پدرِ ناظر از بیم(۱) بخیہ کردن رازِ عشقش کہ با منظور نام پادشاہ زادہ، پسرش در بند بودہ، حکم بہ سفر فرمودہ، گوید:

نہ رُوے آنکہ گوید نے جوابش
نہ راے آں کہ سازد با خطابش
برو درماندہ پیشش آخرِ کار
جوابش گفت چوں شد حرف بسیار
کہ مقصودِ پدر چوں رفتنِ ماست
ز ما بودن بجاے خویش بیجاست

ساطعاے کشمیری:

شد چہرہ با تو آئینہ، نہ شکستیش چرا
درماندہ ای تو ایں ہمہ جاناں بروے تو

'رُو' بمعنی 'شرم' در کلامِ تازہ گویاں بسیار دیدہ شد؛ چنانکہ سلیم گوید:

چہ سود جلوۂ خوباں کہ از حجاب مرا
نظر بر آئینہ کردن ز رُو نمی آید

شخصِ بے حیا را نظر بہ ہمیں معنی 'بے رُو' گویند۔ ہر گاہ بقولِ زبان داناں معنیِ 'بہ رُو ماندن' ایں باشد کہ گفتہ آمد، ایں بیت یکے از معاصرین کہ در حمدِ الٰہی گفتہ:

بہ رُو درماندہ ہم اکبر ہم اصغر
تعالیٰ شانہٗ اللہُ اکبر

نہ شاید کہ درست باشد؛ فافہم والنصف۔

بروتِ کسے ریختن: زبون و مغلوب کردن۔ (ع)۔

زلالی در 'شعلۂ دیدار' گوید:

پنبہ از خفتش چو یابد وجہ قوت
ز آتشِ موسیٰ فرو ریزد بروت

---

(۱) م: افشا، صحیح از ب

بروتِ کسے را پنبہ نہادن: کنایہ از ظرافت و تمسخر۔ (ع)۔ زلالی:

شگوفہ در تبسم ہاے شادی
بروتِ باد را پنبہ نہادی

'**پنبہ بر ریش نہادن**' نیز۔ میرزا محسن دباغی (۱):

گیری ایراد بہ مردم کہ خطا کرد فلاں
پنبہ بر ریشِ تو دارد عرقِ پیشانی (۲)

برّہ بند: بالتشدید؛ تجربہ کار و ماہر۔ (ع)۔ ظہوری گوید:

چو کرکت دراند گزیدِ سخن
نباشی اگر برّہ بندِ سخن (۳)

بہ تخفیف ہم مستعمل است۔ (ع)۔ برہ بند نیز قومے است کہ قوچ (۴) جنگی پرورند و بجنگانند و بہ بہاے گراں فروشند۔ مدار آں جماعہ بر بیع و شراے قوچ (۵) است۔ شاعر:

بسی سالِ طبلِ لوندی زدی
صلا از پےِ برّہ بندی زدی

در یسمانِ پاے خیمہ نیز۔ سندِ آں در 'کلہ دراز' خواہد آمد۔

بریسمان چیزے بخود (۶) بستن: بزور دعواے آں کردن۔ (ع)۔ حیاتی گیلانی:

شمعم از سوختن نہ پرہیزم
شعلہ بر خود بہ ریسماں بستم (۱)

بریسمانِ عجب (۲) اُفتادن: باخیالِ مکاری# سروکار اُفتادن۔ (ع)۔ طغرا در ہجوِ پوپلی گوید (فقرہ):
ہر کہ بہ اُو قرض دادہ بہ ریسمانِ عجب (۳) اُفتادہ۔

بریشِ کسے فراغت داشتن: برریشِ اُوریدن (۴)؛ چہ 'فراغت' بہ معنیِ 'ریدن' مستعمل است۔ ازیں جہت 'مُستراح' را 'بیت الفراغ' گویند۔ (ع)۔ شاعر:

ہر کہ از مہ بروت می تابد
ما بہ ریشش فراغتے داریم

---

(۱) م: دماغی، تصحیح از ب
(۲) م: دوسرا مصرع 'پنبہ بر ریش تو دارند تو عرق شانی'، تصحیح از ب
(۳) نیز ب: حسن ہروی:

عمریست کہ در کمندِ عشقیم
قربانیِ برّہ بندِ عشقیم

(۴) و (۵) م: قوچ، جمید: قوچ
(۶) ب: 'بخود' ندارد

---

(۱) نیز ب: رشید وطواط (رُباعی):

اے شیخ بخیرہ چند بر خود خندی
تو سوزِ دلِ مرا کجا مانندی
فرق است میانِ سوز کز دل خیزد
با آنکہ بریسمانش بر خود بندی

(۲) و (۳) ب: عجمی (۴) م: آوریدن، تصحیح از ب

#م میں 'خیال مکاری' غالباً کتابت کی غلطی ہے، 'باخیال مکارے سروکار اُفتادن' سے معنی واضح ہوتے ہیں، یعنی کسی مکار دھوکے باز سے واسطہ پڑنا۔ (نقش)

تناظرِ دوم در یائے عجمی:

پرتاب کردن: دُور انداختن؛ میرالٰہی ہمدانی:

نااہل ز اہلِ سینہ پرتاب کند
زشت آئنہ را بہ خاک پرتاب کند
پیوند بہ نیکاں کند از نیکانت
سنگ[۱] را نمکستان نمکِ ناب کند[۲]

پرچین: خار بستے کہ گرد کشت وگلزار بندند۔ سلمان ساوجی:

تا ز مشکت گرد باغ چہرہ پرچیں بستہ اند
عالمے دل در خمِ آں زلفِ مشکیں بستہ اند[۳]

و نیز محکم شدنِ چیزے بہ چیزے، چوں میخ در تختہ قائم شود، گویند، 'پرچین شد'۔ (ر)۔ ظہوری:

گشت[۱] بر آستانِ زرّینت
میخ سیمینِ اختراں پرچیں

و نقشے کہ از سنگ پارہا در سنگِ دیگر کنند، آں را ہم 'پرچیں کاری' گویند۔ (ع)۔ خانِ آرزو:

جز ایں جوہر نمی دانند[۲] قابل
بہ پرچیں کاریِ بیت اللّٰہِ دل

پردۂ مشکین و نیلوفری: جامۂ سیاہ ہے کہ در آشوبِ چشم بر چشم بندند۔ صائبا:

پردۂ مشکیں بہ چشمِ شوخ بتست آں نگار
یا خُدست از نافۂ آہوے چیں مُشک آشکار
ہچو ابرِ کعبہ دارد گریہا در آستیں
پردۂ نیلوفری بر گوشۂ ابروے یار

غزلِ طویلے است کہ در 'آشوبِ چشمِ معشوق' گفتہ۔

پراندن: تعریفِ بے جا کردن۔ (ر)۔ میرزا صائبا:

بہ یک دو جلوہ زمیں گیر گشت کاغذِ باد
بہ ہیچ جا نرسد ہر کہ می پراندش

پُرزہ[۳]**:** بہ ضمِ اوّل ورائے ساکن وزائے معجمہ مفتوح؛ ریسمان و جامۂ کہنہ کہ زنان بردارند۔ 'فرزجہ' معربِ آن است و 'فرازج' جمع۔ (ر)۔ سند در 'شستک و تہ بندی' بیاید؛ وشفائی در ہجو گوید:

نسخۂ پُرزہ[۴] اے ز من می خواست
کردم ایں شافہ ساز و آمد راست

---

(۱) م: سنگ

(۲) نیز ب: جمال الدین سلمان:

ہزار صید بہر سوے می کشی در قید
کمندِ طُرّہ بہر سو کہ می کنی پرتاب

امیر خسرو:

خدنگے کش امروز پرتاب کردی
ہم امروز میداں بغردا بگیرد

(۳) نیز معزی (دیوان، ص ۱۷۴)، عبدالرزاق کی مدح میں قصیدے کا مطلع:

تا نگارِ من ز سُنبل بر سمن پرچیں نہاد
داغِ حسرت بر دلِ صورت گراں چین نہاد

ناصر خسرو (دیوان، ص ۳۱۲)، تن کو دیو سے تشبیہ دے کر کہتا ہے:

یاری مدہد ترا بریں دیو
جز طاعت و حُبِّ آلِ یاسیں
گردِ دلِ خود ز دوستیِ شاں
بر دیو حصار ساز و پرچیں

(۱) م: گشت　(۲) ب: دارند

(۳) و (۴) ب: پرزدہ، غلط ہے؛ عمید: پرز، پرزہ؛ سٹین گاس: پرز (purz): 'Nap upon cloth, raw silk put into an ink-horn' پرزدہ = پرزہ، اور 'پرزہ' rags ,pollings (of cloth) وغیرہ

وگرہے کہ بر رُوے جامہ یا مخمل نمودار باشد۔ (ر)۔ و آں را 'مُخزک '، بہ ضمِ اوّل و سکونِ ثانی، و 'لاس ' بہ سینِ مہملہ نیز گویند۔

پَرَست زدن: سیر و دَور کردن۔ (ع)۔ افضل ثابت:

بر درِ مے کدہ اے باز بزن یک دو پرست
زلف آشفتہ و خُوے کردہ و خنداں لب و مست

ایضاً:

من کہ بے ہمرہی عقل زدم یک دو پرست
دیدم از دُور گروہے ہمہ دیوانہ و مست

یکی از صفاہانیہ می گفت: 'پرست زدن آن است کہ مثلاً دو کس باہم راہ می روند، یکے راوجہے برائے بازایستادن رُوداد، رفیقِ خود را گوید: تواند کہ پرست زن، یعنی آہستہ آہستہ رَو، من ہم از قفامی رسم'۔

بروار (۱)**:** بہ بائے موحدہ؛ خانۂ تابستانی و بہ بائے (۲) عجمی؛ پرورش۔ (ک)۔ محمد الدین علی قوسی نیز بہ ہر دو معنی نوشتہ۔ صائبا:

از لحد خاک شکم پروردہاں وا کردہ است
تو ز غفلت ہم چناں در بندِ پروار خودی

ایضاً:

زان است دیں ضعیف کہ فرماں دہانِ شرع
عمامہاے خویش بہ پروار بستہ اند

وحید:

عجب فربہ می شود تن از ریاضت چوں گداخت
کردہ پروار ریائی (۳) زاہداں را لاغری

(۱) م: بروار (تیسرا حرف 'دال') ... (۲) م: بیائے (دوسرا حرف 'ی')
(۳) م: پروارے ریاے، صحیح از ب

بہ مجاز 'فربہ' را گویند۔ حاجی قدسی:

ز لاغری نبود روغن استخوانِ مرا
چہ سُود داد (۱) کہ کردم بہ روغنش پروار

یحییٰ کاشی در ہجو اکولی گوید:

لقمہ اش گوسفندِ پروار است
چہ عجب برّہ بند ایں کار است

پُرسیدن و پُرسش: معروف؛ و بہ معنی تعزیت و عیادت آرند۔ سالک یزدی:

وارثے دیگر ندارم اے محبت پیشگاں
چوں بمیرم پرسشِ پروانہ (۲) و بلبل کنید

طالب کلیم:

دگر تقریبِ رفتن چوں بہ بزمِ اُو نمی دیدم
برائے پرسشِ آں نرگسِ بیمار می رفتم (۳)

قاسم بیگ حالتی:

برد دلم را ز کار پرسشِ بسیار تو
ایں ہمہ شیریں مکن شربتِ بیمار را

و حال پُرسی مطلق نیز۔ شفیع اثر:

دست را گئے فرصتِ پرسیدنِ چشمِ تر است
یا گریبان می دَرد یا خاک می ریزد بسر

پُرسہ: بہ ضمِ اوّل؛ عزاپُرسی۔ آصفی:

رفتنِ جانِ مرا پُرسہ مکن روزِ وداع
بر لبم آمدہ موقوفِ خرامیدنِ تست

(۱) م: او (۲) م: پروانۂ (ہمزہ کے ساتھ)
(۳) حسنِ غزل کا مطلع ہے (دیوان، ص ۲۷۹):
خوش آں حیرت کہ بیخود جانبِ دلداری رفتم
دمے کز خویش می رفتم، بکوے یاری رفتم

پردهٔ عَنبی: نام طبقه‌ای از طبقاتِ هفتگانهٔ چشم است که آن شبکیه و عنکبوتیه و مشیمیه و عنبیه و صلبیه و قرنیه و ملتحمه است؛ از "شرح موجز" مستفاد شد۔ عالی:

مرا که جام چو نرگس شدست چشم و چراغ
چو نورِ دیده شرابم به پردهٔ عنبی است

پَر در پرِ هم بافتن: مرادفِ "بند در بندِ قبا بافتن"؛ و آن خواهد آمد۔ سنجر کاشی:

پر در پرِ هم بافته بلبل به تماشا
در سایهٔ آن گل که گریبان چمنِ اوست

پَر زده رُو: آبله‌رُو۔ ماخذ آنکه در وقتِ پختنِ زواله نان را پهن کرده پَرِ مرغ می‌خلانند۔ اثرِ آن مشبّه[1] به آبله‌های رُو بعدِ پختن باقی می‌ماند و آن را نانِ پرزده گویند۔ (ع)۔ طاهر غنی:

پروانه عبث پَر زده بر گردِ رخِ شمع
برگردِ[2] رخت شمع بود پرزده رُوئی

نظام معجز نیز در هجوِ کسے گوید (رُباعی):

تا صنعِ ازل نیک و بد[3] دهر نگاشت[4]
یک پَر زده رُوئی چو[5] تو در وهم نداشت
چادیده[6] برآمدی ز بطنِ مادر
گویا کُسِ مادرِ تو دندان هم داشت

پَرقازه: به اصطلاحِ مصوّران خامهٔ مُو چه در ولایت اُزپَرِ باریکِ قاز خامه می‌بندند۔ از مصوّری معلوم شد۔ طغرا:

تا دست به تصویرِ رُخت برده مصوّر
مُوی قلمش با سرِ پرقازه در آبست

پروانه: معروف؛ و حکمِ اُمرا۔ ظهوری به هر دو معنی بسته:

شمع از شعلهٔ حسنِ تو برافروخته است
گردِ او پر زده پروانهٔ پروانهٔ ما

پروانی[1]: به رای مهمله و واو[2]؛ نامِ قنجی[3] است از کشتی و آن گرد حریف گشته[4] پایش برداشتن و از جا ربودن است۔ (ع)۔ میر نجات:

چه شود گر[5] به مخالف رسی و از پروانی
پای او گیری و بر دورِ سرش گردانی[6]

پرده بازی: مرادفِ "شب بازی" و آن خواهد آمد۔ (ر)
فیضی در "نل دمن" گوید:

این زهره ز آسمانِ تقدیس
پیچیده به طیلسانِ برجیس
آورده ام از فسون طرازی
با پرده دری و پرده بازی[7]

(۱) م: مشبهه
(۲) دیوانِ غنی (ص ۱۱۹): در پیش
(۳) م: بدی (۴) م: نگاشت
(۵) ب: چون (۶) م: خائیده، هیچ از ب

(۱) م: پردانی (تیسرا حرف "دال") (۲) م: بمهمله و واو
(۳) م: و نام قنجی ("قاف" کے ساتھ)
(۴) م: گشته (۵) ب: چون
(۶) م: گروانی ("واؤ" کے ساتھ)
(۷) "نل دمن" (نول کشور، ص ۵۳)، دونوں شعر "گذارش خطاب آسمان بوس حضرت شاہنشاہی..." میں آئے ہیں۔

تناظرِ باز منظرِ زاے معجمہ:

بزباں داشتن و گرفتن: بہ حرفہاے ملائم فریب دادن و بہ سخن پیچانیدہ از سرِ مقصود باز داشتن۔ (ع)۔ وحشی:

بلبل گلہ می گرد زگل دوش بصد رنگ
گل بود کہ ہردم بہ زبانِ دگرش داشت (۱)

شانی تکلو در غزلِ واسوخت گوید:

آں لطف کو کہ ماز (۲) برش زود بگذریم (۳)
از گرمیِ سخن بہ زبانم گرفتہ بود

بزبان گرفتن: کنایہ از سخنانِ نالائق گفتن نیز۔

میرزا صائبا:

من چوں ہدف نمی روم از جاے خویشتن
مژگانِ او عبث بہ زبانم گرفتہ است

و 'بزبان داشتن' در نفرین گرفتن۔ (ع)۔ زکی ہمدانی:

دگر آزادگی با کائناتم سرگراں دارد
جنونم از شکایت عالمے را بر زباں دارد

---

(۱) نیز ب: محسن تاثیر:

بر سرِ ہر مژہ لختِ دلِ جانے دارد
ہر کرا سحرِ نگاہش بزبانے دارد

میرزا صائب:

محوِ دل جوئیِ پروانہ بود رُوے دلش
شمع دارد بزباں گرچہ ہمہ محفل را

سلمان (ساوجی):

زیرِ لب می دہدم وعدہ کہ قامت بدہم
غالب آنست کہ مارا بزباں می دارد

(۲) ب: تا　　　(۳) ب: بگذاریم

بزرگی با کسے کردن: خود را بہتر از او دانستن۔ (ع)۔ سلیم:

بر خاک آبروے خود اے آسماں مریز
ہرگز نہ کردہ است بزرگی بما کسے (۱)

بُز بازی: رقصانیدنِ بز؛ بُز باز قوے است از معرکہ گیراں کہ بُز و بوزینہ باہم رقصانند۔ (ع)۔ محسن دباغی (۲):

پہلواں طاہر (۳) بز باز کہ چندیں زیں پیش
دہرِ دوں دادہ بدش منصبِ مخلص خانی (۴)

بُز قدم: حقیر و ناتواں، بطی الحرکۃ۔ فوقی یزدی:

منم باز (۵) و ایں زاغ طبعاں چو عصفور
منم شیر و ایں بُز قدمہا ثعالب (۶)

بُز گیری: مکر و حیلہ کردن و دزدی نیز۔ (ع)۔ مثال معنیِ اوّل؛ کمال اسمٰعیل گوید:

آں بز گرفتنِ تو و روباہ بازیت
روزے ترا نوالۂ شیرِ ژیان کند

---

(۱) صائب کہتا ہے:

اگر کریم بزرگی کند بجاے خودت
ز چرخ سفلہ بزرگی نمی تواں برداشت

(۲) م: دماغی، صحیح از ب　　　(۳) م: ظاہر، صحیح از ب

(۴) نیز ب: میر خسرو:

ز عدلت میش بُز بازی کند با شیر ہمچوں سگ
ز بہرِ پاسبانی گرگ دنبالِ شباں گیرد

مُلا طغرا در 'معراج':

قضا طرحِ بُز بازیِ جدی کرد
نمد ملتفت شاہِ افلاک گرد

(۵) م: بازو، صحیح از ب　　　(۶) م: ثعالب، صحیح از ب

مثالِ معنی دوم: درویش والہ ہروی:

ہر چہ بزگیری از اشعارِ عزیزاں کردی
خطبۂ دفترِ رنگینِ تو خواہم کردن

بہ زعمِ بعضے معنی آں امتحان وامتیاز است، لیکن از محاورہ دانان واشعارِ فصحا ثابت نمی شود۔

بزبانہا افتادن و بر زبانہا افگندن: مشہور شدن و کردن۔ صائبا:

از جام نامِ جم بہ زبانہا فتادہ است
زنہار در بساطِ جہاں بے اثر مباش

آصفی:

درحسن باوگل سخنِ زیرِ زباں داشت
انداخت و لے زود نسیمش بہ زبانہا

ورسوا شدن وکردن نیز۔ صائبا:

ترسم آخر اختلاطِ ذکرِ خیرِ ایں گروہ
بر زبانہا افگند لعلِ سخن گوے (۱) ترا (۲)

بزمِ سنگیں: بزمے کہ مردمِ کثیر درآں جمع باشد۔ (ع)۔ داراب جویا:

زخش شد محفل آرا شمع را بردار ازیں محفل (۳)
کہ باشد چوں رگِ یاقوت عیبِ بزمِ سنگینش

بزمیں نواختن: بہ زمین زدنِ حریف۔ سند درپا علَم

(۱) م: کوی
(۲) ابوطالب کلیم (ص ۲۶۰):
خواہم ز پسِ پردۂ تقوی بدر افتم
چندے بزبانِ ہمہ کس چوں خبر افتم
(۳) کلیات (ص ۷۰۲): مجلس

رنگیں کردن ' گذشت۔

بزرگی تنخواہ کردن: مرادفِ 'خواجگی تنخواہ کردن' کہ آں معروف است۔ (ع)۔ میرزا داراب جویا درتعریفِ 'کوہِ پیر پنجال' گوید:

کند بر رہرواں ایں کوہ تنخواہ
بہر گامے بزرگیہاے بے راہ (۱)

بِزنگاہ: بہ کسرِ اوّل؛ جاے کہ خوفِ رہزناں داشتہ باشد۔ (ع)۔ سعید اشرف:

لب شکوہ راگے دہد راہ حرف
ہجومِ سخن در بزنگاہ حرف

کنایہ از مقعد نیز۔ (ع)۔ شفیع اثر در ہجو گوید:

ہر کرا شوقِ صحبتت چسپید
بہ وصالت چو احتلام رسید
نیست دشوار تر ازیں راہے
کس ندیدہ چنیں بزنگاہے

(۱) کلیات جویا (ص ۲۰۹-۲۱۰): ذیلی عنوان: 'در سختی راہ گوید'؛ مجلس: کای

تناظرِ با از منظرِ سینِ مہملہ

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در بائے تازی:

بساط: معروف؛ وقطعے کہ جوہری جواہر را بر آں ریختہ در نظرِ مشتری عرض دہد یا بہ رشتہ کشد۔ (ع)۔

ظہوری در صفتِ مفرح گوید (رُباعی):

زیں نشا[1] خرد طرحِ نشاط افگندہ است
جاں را اثرش در انبساط افگندہ است
گردیدہ[2] دل از ادویہ[3] اش کیسۂ نفع
سینہ ز جواہرش بساط افگندہ است

بستنِ شعر[4]: از عالمِ معنی بستن۔ تاثیر:

قسمت بہ نظمِ روزیِ ما را حوالہ کرد
سدِّ رمق بہ بستنِ اشعار بستہ[5] ایم

بستنِ فرزند در مہد[6]: نشاندن یا خواباندن اُو در[7] مہد۔ محسن تاثیر:

از و در[8] مہدِ ایں گردونِ اخضر
نہ بستہ عشق فرزندے خلف تر

بسر کشیدن: بہ یک دفعہ بلا جرعہ کشیدن۔ (ع)۔

(۱) م: نشاۃ
(۲) م: گردید، ب: گردیدہ
(۳) م: 'ورز' ندارد
(۴) ب: شعر بستن
(۵) ب: کردہ
(۶) ب: فرزند بستن در مہد
(۷) م: 'در' ندارد
(۸) ب: ز دور

عالی:

جامِ داغے از جنوں عالی بسر خواہم کشید
در خمارم ساغرِ سرشار می باید ترا

'بر سر کشیدن' نیز۔ میرزا صائبؔا:

دامنِ فرصت مدہ از کف کہ ایّامِ بہار
نیست چندانے کہ گل بر سر کشد پیمانہ را

بسر آمدن: از چیز بر آمدن و جوش کردن۔ (ع)۔

میرزا صائبؔا:

چرخ را آہِ شرر بارِ من از جا برداشت
دیگِ[1] کم حوصلگاں زود بسر می آید[2]

بسرِ کسے رسیدن: بہ حالِ اُو وا رسیدن۔ (ع)۔ سند در محاورۂ 'از سر شدن' گذشت۔

بسرِ خود: مرادفِ 'بر سرِ خود' و آں گذشت۔ (ع)۔
حشمی بدخشی:

کاکلت چند بہ گردِ مہِ تاباں گردد
بسرِ خود مگذارش کہ پریشاں گردد[3]

بست: بر دَرِ مزارِ حضرات بہ فاصلۂ یک کروہ، کماہیش، از جہتِ منع در آں آمدنِ دواب چوب بست کنند۔

(۱) م: دیک
(۲) نیز انوری (کلیات، ص ۱۰۹):

آصف کہ ز سیرِ قلمش تیغ سکون یافت
حاتم کہ ز دستِ کرمش کاں بسر آمد

(۳) نیز ب: محمد سعید اشرف:

کافی نبود گردشِ گردوں کہ گشتہ است
بر گردِ با بر سرِ خود آسمان برف

گنہگارے یا دادخواہے کہ درونِ بست درآید، کسے مزاحمِ حال نتواند شد۔ وخزینہ(۱) مزاراتِ حضراتِ مقدسات بہ حمایت دادخواہ فراہم آمدہ داد/اواز بیدادگرستانند۔ (ع)۔

میر نجات(۲):

بعشق بہ مردمِ سرِ رہ چشمِ سیاہش
خوں کردہ و در بست نشست(۳) است نگاہش

تاثیر:

گریزگاہ دلِ خستہ زلف چوں شست است
ستم رسیدہ علاجش نشستنِ بست است

بجائے چوبِ بست، زنجیر ہم کنند۔ (ع)۔ شفیع اثر:

زبستِ عشق، اگر عاقلی، میا بیروں
حصارِ عافیتے نیست بہتر از زنجیر

'بست' بہ معنیِ 'خطابِ اصطبلِ سلاطینِ ایران' بقولِ ثقاتِ آنجا، غلط است، بل کہ آں 'سر کمند' است کہ خواہد آمد۔

بست شکستن: از حد تجاوز نمودن۔ (ع)۔

خان خالص:

بردہ از دل کہ خیالِ بتِ بدمستِ مرا
کہ شکست است ندانم دگر ایں(۴) بست مرا

بُسراق: بہ ضمِ اول و رائے مہملہ: یاقوتِ زردے کہ در ہندش 'پکھراج' گویند۔ باقر کاشی:

---

(۱) م: 'ع' شاعر کے نام کے بعد دے کر اسے شعر کا حصہ بنا دیا ہے۔ تصحیح قیاسی
(۲) م: بنشست، تصحیح از ب
(۳) م: واگر، ب: وگر

زردگوش(۱) است آنکہ از بُنِ گوش
کردہ بُسراق زار پیکو(۲) را

پیگو:(۳) بہ بائے عجمی و یائے خفیِ مجہول: ملکے است بجانبِ زیرِ باد۔

بسرِ پا آمدن: از مرض شفا یافتن۔ (ع)۔ مفید بلخی:

عمرہا بود کہ ضعف از شکنِ زلفِ تو داشت
زیں شکست آمدہ اکنوں بسرِ پا زنجیر

بسرِ کسے گردیدن: مرادفِ 'گردِ سر گردیدن'۔

محسن تاثیر:

با آں کہ می کشم ستمے را ہزار بار
گردم(۴) ہماں بسرِ صنمے را ہزار بار

نظیری:

گردِ سرِ تو گشتن و مُردن گناہِ من
دیدن ہلاک و رحم نہ کردن گناہِ کیست؟(۵)

بُستان زادہ: مرادفِ 'گلستان زادہ'، و آں خواہد آمد۔

میر الٰہی گوید (رُباعی):

در باغ خوش است آسماں گوں زنبق
کز بُوئے دہد دماغ را ہم رونق،

---

(۱) ب: زردگوشی
(۲) و (۳) م: پیکو، ب: ہنکو، بکافِ فارسی
(۴) م: کردم
(۵) دیوانِ نظیری (شیخ مبارک علی، ص ۵۹)، یہ اسی غزل کا شعر ہے جس میں یہ مشہور شعر آیا ہے:

پایم بہ پیش از سرِ ایں کوئے نمی رود
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہِ کیست؟

ایں طفلِ کبود پوش بُتاں زادہ
از صفحۂ دشت بایدش داد سبق

تناظرِ دوم در بابِ عجمی:

پس آوردہ: ربیب[1]، حکیم شفائی:

ہزار جائے پس آوردہ دخترے بودش
ازو بکارت و عفت چو نیکوے بیزار

پس خیز: شاگردِ کشتی گیر کہ بعدِ پاک شدن کشتی، حریفِ کہنہ سوار از جہتِ تعلیم با او کشتی گیرد۔ (ع)۔

میر نجات:

برتر از سرو و گل و نخل و سمن پایۂ تست
نیست پس خیز[2] تو جز سایہ کہ ہمسایۂ تست

پسرِ رَز: ساقی۔ (ع)۔ شوکت:

کس نیست بہ بزمِ بادہ بیگانہ ز کس
ساقی پسرِ رز است و مے دخترِ رز[3]

پسِ کار و بے کار نشستن و بودن و رفتن و برسرِ کار نشستن و رفتن: مشغول شدن بہ کار۔

حیاتی گیلانی:

رو پسِ کارے نشیں، چند نصیحت کنی
از پدر و جدِ خویش موعظہ نشنیدہ[4] را

شفائی:

---

(۱) 'فرہنگِ عمید': ربیب، بمعنی: پسر و دخترِ خواندہ

(۲) م: خیر

(۳) نیز ب: درویش والہ ہروی:

ما توبہ شکستیم بیاد پسرِ رز
در صحبتِ ما دخترِ رز در چہ شمار است

(۴) ب: نشنودہ

زُ[1] ندیده کس از خواجه چوں مرخص شد
رساند نیک[2] بلند و نشست در پسِ کار

میرم سیاه:

میرؔم که بود جُفته زدن کار او مدام
عُرس را طلاق داده پسِ کارِ خود نشست

سلیم:

شد بهار و رفت هر کس بر سرِ کار اے سلیم
محتسب هم در پےِ کارے، که می دانی، نشست

عالی:

میمون و خرس و گفتار[3] رفتند چوں پسِ کار
ایں شکل شد پدید از زشت[4] و پلشت و مضحک

ابنِ یمین:

بنشیں به عزت از پسِ کارے که کارِ تست
تا پیشِ کس به پاے نه بایدت خاستن

داراب جویا:

تا چند رود دل پےِ کارے که ندارد
تا کے بود آوارهٔ یارے که ندارد

طالب آملی:

زبانِ مار شده موے بر تنِ دشمن
چو تیغ موے شگافش نشسته بر سرِ کار

پس[5] کار نشاندن متعدیٔ۔ واله هروی:

اشک بر چهرهٔ ماهست[6] بهار آتش را
عشق بنشاند عجب در پسِ کار آتش را.

---

(۱) زُ: بمعنی مرادٗ (۲) م: نیک و
(۳) م: گفتار، صحیح از ب (۴) م: از زشت، صحیح از ب
(۵) ب: در پس... (۶) م: ماهت، صحیح از ب

صاحب 'سراج اللغۃ' در شرح ایں بیتِ شیخ شیراز که:

شاید پسِ کارِ خویشتن نه نشستن
لیکن نتواں دهانِ مردم بستن

معنیٔ 'پسِ کار نشستن' ''گذشتن از کار و مطلب' نوشته، و حال آں که ایں معنی به استنادِ اشعارِ مذکوره خلافِ قدما و متاخرین است۔ نونِ نافیه که در شعرِ شیخ بر نشستن است و افادهٔ ترکِ کار و مطلب می کند، آں را موحده فهمیده که منشاے غلط گردیده؛ فافهم۔ شفائی:

گفتمش خوے از تو بیزار است
گفت تا صبح در پسِ کار است

پسراک: لفظِ ترکی است، به معنیٔ استر که از تسافدِ[1] حمار بر مادیان به وجود آید؛ از فرهنگِ ترکی معلوم شد۔ وحشی:

ز چرخِ عربده جو غافلے که بر سرِ تست
بهوش باش که بد سرکشے است ایں پسراک

پس خم: گریختن است۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

اشارت بر نمی تابد دلِ وحشی نژادِ من
چو ماهِ نو ازیں هنگامه فکرِ پس خمی دارم

سالک یزدی نیز گوید:

هلالِ عید ز شرمِ کمانِ ابروے
نهاده است به طاقِ بلند پس خم را

'پس خم زدن' نیز گویند۔ تاثیر:

مه[2] حصارے می شود از هاله پیشِ عارضش
شام پس خم می زند از زلفِ چوگانش[3] هنوز

---

(۱) 'تسافد' بمعنی جماع کردنِ بهائم (غیاث)
(۲) ب: سر (۳) م: چوگانش

خم زدن 'نیز بدیں معنی است؛ بجاے خود خواہد آمد۔

پسِ سر کردن: رُوگردانیدن۔ (ج)۔ ظہوری:

دیدہ ام جلوہ ہاے کاکل را
پسِ سر کردہ ام تغافل را

تناظرِ باز منظرِ شین

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در باے تازی:

بَش: بہ فتحِ اوّل؛ بندِ ہر چیز مطلقا و بند ہاے آہن و نقرہ و برنج، کہ بر مفاصلِ صندوق و امثالِ آں نصب کنند، خصوصا۔ (ر)۔ طغرا در صفتِ پالکیِ ممدوح گوید (فقرہ):

بَشِ سیمینِ ہلال اگر قابلِ تیغ آں بودے، مہر
بہ برمۂ شعاع طرفینش را سوراخ نمودے۔

بشرطِ کارد خریدن: رسے است کہ خربزہ و تربز از جہتِ علمِ خامی و پختگی بشرطِ کارد می خرند۔ بہ مجاز، کسے را بعدِ امتحان آشنا گرفتن است۔ (ع)۔ ظہوری:

بشرطِ کارد یوسف را زلیخا می خرید[1] اوّل[2]
ترنج و تیغ را نازم کہ[3] رنگیں کرد[4] سودا را

---

(۱) ب: می خرد (۲) دیوان... (ص ۳۳): از خو
(۳) دیوان: چہ (۴) دیوان: کردہ

تناظرِ دوم در بابِ عجمی:

پشتِ لب بر زدن: مرادفِ 'پشتِ چشم نازک کردن'، و آں پُر معروف است۔ مولوی جامی:

چیست چندیں عظموت و جبروت
پشتِ لب برزدن و باد بروت

پشتِ سرِ کسے دیدن: زوالِ کسے را دیدن، چوں شخصے برسرِ خودستائی آید، گویند[۱]: 'ما پشتِ سرِ فلان و بہماں را دیدہ ایم[۲] تو کیستی!' یعنی کساں در گذشتند، تو در چہ حسابی۔ (ع)۔ صائبا:

از دمِ سردِ حریفاں گے شود افسردہ دل
شمع ما پشتِ سرِ چندیں صبا را دیدہ است

پشتِ سر: مقابلِ پیش رو، یعنی در قفا۔ (ع)۔ تاثیر:

پشتِ سر یارے کہ باشد رسمِ او بیگانگی
پیش رو چوں حرفِ مدغم جاں دو و یک قالب است[۳]

پشت بہ بازار ایستادنِ قصاب: چوں قصاب گوشت بہ قنارہ آویزد و خواہد قطع قطع کردہ بفروشد، ناچار رُو بہ دکانِ خود و پشت بہ جانبِ بازار می ایستد۔ (ع)۔ صفاہانیہ گفتند کہ تو جہات دیگر تراشیدۂ مردمِ ہنداست۔ تاثیر[۱]:

چنانکہ پشت ببازار ایستد قصاب
ہمیشہ جانبِ ابروست رُوئے مژگانش

پشت در: در محاورۂ ایران کفش کن را گویند۔ (ع)۔ حکیم شفائی:

خالی نبود یک دم از آمد شدِ اجلاف
از گیوہ[۲] و کفشِ نہدیں پشت درِ تو

تاثیر:

تا تو در خلوت شدی، خورشید پابوسِ ترا
کردہ از بس دیر اکنوں پشت در افتادہ است

پشتِ پا زدن و پا زدن: ترک کردن۔ اوّل مشہور است۔ دوم، صائبا گوید:

دست چوں در کمرِ موج تہی دست زنم؟
منکہ چوں رشتہ مکرر بہ گہر پا زدہ ام

پشتی: بہ معنیِ حمایت۔ سلیم:

چوں گلِ رعنا رخش با لالہ ہر جا چہرہ شد
رنگِ رُوئے[۳] زردِ من ہم پشتیِ اُو می کند[۴]

وتکیۂ طولانی کہ اغنیائے مسند نشیں دارند و آں 'گاوتکیہ' است عرفا۔ (ع)۔ شفیع اثر:

---

(۱) م: ستائے آید گوید، تصحیح قیاسی (۲) م: دیدہ ام
(۳) نیز ب: حکیم رکنائے کاشی:

وصلِ ترا ز پیش زنم بانگ و از شغف
خود پیشتر دویدہ ز آواز بگذرم
در بشنوم ز پشتِ سر آوازِ بازگشت
پس پس چناں روم کہ ز آغاز بگذرم

(۱) ب: شفیع اثر
(۲) م: کیوہ، چراغ اور عمید: گیوہ، اور یہی صحیح ہے۔
(۳) م: روئی
(۴) انوری (کلیات، ص ۴۴۳):

پشتی شدہ نیک و بد جہاں را
بر پشت کہ پیشِ تو خم گرفتہ

از نزاکت تکیہ گہے آں مہ بہ پشتی می کند
موجِ دارائی بہ اندامش درشتی می کند

ومابونی نیز۔ ناظم ہروی در ہجو گوید:

بردہ تا پشتی آبرویش را
رُو ندارد کہ رُو کند بہ کسے

پشت بر خویش بودن: خود را در نظر نیاوردن۔ (ع)۔
ظہوری:

پشت بر خویش باش چوں دفتر
رُوے در خود مباش چوں طومار

پشمِ دین و پشمِ دینِ آقا: لفظے است کہ در مقامِ تحقیر گویند۔ (ع)۔ سندِ اوّل در لفظِ 'اوباش' گذشت و دوم، طغرا گوید:

دارند گماں [1] کہ پشمِ دینِ آقائی
صد حیف کہ نیست در کلاہت پشمے

'پشمِ قلی' نیز مرادف آن است؛ ہمو گوید:

زیں پشمِ قلی کہ پولچی آقا شدست
بگریز کہ بُوے ریسماں می آید

ضابطۂ کلیۂ ایران است کہ لفظِ 'آقا' سرِ نام برائے تعظیم آرند و آخرِ نام از جہتِ تحقیر۔ از ثقات آنجا معلوم شد۔

پشم در کلاہ داشتن: عزت و اعتبار داشتن۔ (ع)۔
سند بالا گذشت، و تاثیر نیز گوید:

گر کسے را ہست پشمے در کلاہِ معرفت
جامۂ شہرت نہ سازد خرقۂ پشمینہ را

پشتِ کماں بر کسے زدن: تیر بر اُو انداختن، چہ در حالتِ تیر انداختن پشتِ کمان جانبِ حریف باشد۔ (ع)۔
علی رضائے تجلّی در مثنوی 'معراج الخیال' گوید:

ابروش از چشمِ مستِ نیم خواب
می زند پشتِ کماں بر آفتاب

'بہ پشتِ کماں گرفتن' نیز۔ (ع)۔ تاثیر:

تاثیر با اشارۂ ابرو ز ہر طرف
سنگیں دلاں بہ پشتِ کمانم گرفتہ اند

---

(۱) م: کمان، تصحیح قیاسی

تناظرِ باز منظرِ صادِ مہملہ:

بصحرا انداختن: چیزے رایگاں از دست افگندن۔
(ع)۔ حسن رفیع (رُباعی):

شد فصلِ طرب نظر بہ مینا انداز
بر دل اگرت غمے است در پا انداز
ہر جام کہ بے بادہ بدستِ تو دہند
چوں ساغرِ لالہ اش بہ صحرا انداز

طغرا:

بر سرم گر افسرِ شاہی گذارد روزگار
چوں کلاہِ لالہ بردارم، بہ صحرا افگنم

تناظرِ باز منظرِ طاے(۱) مہملہ:

بطاقِ ابروے کسے کار کردن: بہ یادِ اُو کار کردن۔
(ع)۔ اشرف:

باشد بہ طاقِ ابروے درگاہِ عالیش
ہر کس بہ ہر کجا کہ کند کسبِ اعتبار

خان خالص:

می تواں اے شیخ گاہے بر درِ میخانہ ہم
قطرۂ اشکے بہ طاقِ ابروے محراب ریخت (۲)

---

(۱) م: تاے
(۲) نیز ظہوری (ص ۲۳۳):

بطاقِ ابرویش چوں در کشم جامِ و بسر غلتم
بدوشِ خود امامِ شہر در محرابم اندازد

تناظرِ باز منظرِ غینِ معجمہ:

بغدادِ کهنه و خراب: کنایہ از گرسنہ شکمی وخلوِ معدہ۔

(ج)۔ ظهوری:

این شکم کاین چنین ورم کردست
از ورم یا ز باد دم کردست
هیچ کہ از طعام پُر دیدے
حالِ بغدادِ کہنہ پرسیدے

سلیم در 'قطعہ' گوید:

چو شط، چشمِ خلیفہ گر پُر آب است (1)
عجب نہ بود کہ بغدادش خراب است

و...

بغدادِ معمور: سیری شکم۔ (ک)۔

بغلی: چیزے کہ در بغل گنجد؛ بہ معنیٔ 'کوچک' آرند۔

والہ ہروی:

یار ہم سرو قد و ہم بغلی مرغوب است
روز ہم گاہ بلند است و گہے کوتاہ است

(1) م: گز پر آنست، تصحیح از ب

تناظرِ باز منظرِ فا

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در بابِ تازی:

بفلاں گفته نوسی: یعنی این (1) ہمہ عظیم الشانی و بر کار خود سواری کہ فلانہ، کہ سرآمدِ عصر است، او را گفتہ ای (2) بہ من نری۔ (ع)۔ سعید اشرف:

گدائے نشاءِ جامِ تو نشا ہائے دگر
ہزار بار بہ تریاک گفتہ ای نری

(1) ب: آن (2) م: گفتہ

تناظرِ دوم در بائے عجمی:

پفِ کاسہ گری: کنایہ از زمانِ اندک۔ میرزا صائب:

می کند جام علاجش بہ پفِ کاسہ گری
ہر سرے کز خردِ خام غبارے دارد

پف پوز: پوز بہ بائے عجمی و واو مجہول، پیرامون دہن۔ (ر)۔ یعنی باد دہن کہ کنایہ از اقلِ اشیا است۔

میر الہی ہمدانی (رباعی):

چون رونقِ بختِ تیرہ و روزے شکند
گر کوہ شد از پفِ پوزے شکند
زیں گنبدِ کوز پشت خیزد آواز
کایں باد بروتہا بہ کوزے (۱) شکند

(۱) م: کوزی، تصحیح از ب

تناظرِ باز منظرِ قاف:

بقلم گرفتن و دادن: کنایہ از نوشتن۔

شفائی در ہجو فکری گوید:

ہر دو بسیار نفیس است نہ دانم کاوّل
آں یکے را بہ قلم گیرم و ایں را گویم

شفیع اثر:

داد سیم و زر خود نرگسِ شہلا بہ قلم
پیشِ چشمِ تو کہ غارت گرِ ایں بستان است

بقائم ریختن: جنگ ناکردہ عاجز آمدن۔ (ج)۔ بہ اصطلاحِ شطرنج باز اں بازیِ حریف دیدن و از راہِ عجز مُہرہا از دست ریختن و گفتن: 'بازی قائم است'، چہ در آں وقت گویند، 'فلانے بہ قائم ریخت'۔ (ج)۔ ظہوری در رسالۂ 'خوان خلیل' در صفتِ شطرنج بازیِ ممدوح گوید:

چون بجد رخش بازی انگیزد
مفت بُرد ار (۱) بہ قایمی ریزد

(۱) م: بردار، تصحیح از 'مقدمات ثلثہ ظہوری' (کان پور، ص ۷۱)، حاشیے میں 'جد رخش' ایک شاطر کا نام بتایا گیا ہے۔ یہ شعر دیباچہ سوم میں مشمولہ ایک مثنوی سے ماخوذ ہے۔ مثنوی کا پہلا شعر ہے:

فیل بند خیال شاہ نگر
کرد ملک ایمن از عراے خطر

تناظر از منظرِ کاف

واں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در بابِ تازی از منظرِ کاف تازی:

بِکر: دوشیزہ، و در بعضے بلاد کہ 'باکرہ' استعمال یافتہ از مخترعات عوام است و صحیح بکر و لا غیر ہٰذا من تدقیقات محمد الدین علی توسی، و اوّل ہر چیزے، 'فرہنگِ اخلاق ناصری'؛ گویند، 'سخنِ بکر' و 'معنیِ بکر' و 'بوسۂ بکر'۔ (۱)

بِکر نگاہ: معشوقے کہ ہنوز دل ربائی نیاموختہ باشد۔ باقر کاشی:

نازم بہ طفلِ بکر نگاہے کہ در خیال
چشمش نہ کردہ غارتِ یک خانماں ہنوز

---

(۱) نیز ب، خاقانی:

از نکتۂ بکر و نوکِ خامہ
من مُوے شگافتم، تو سنداں

عبدالغنی قبول:

جز من کہ تنگ در برش امشب کشیدہ ام
مضمونِ بکر را کہ تواند بخواب بست

معز فطرت:

معنیِ بکرے اگر پیدا شود مرد است چرخ
مطلعِ خورشید مضمونِ مکرّر بستہ است

محسن تاثیر:

معنیِ بکر اگر دخترِ رز نیست، چرا
شعرِ رنگیں ہمہ جا شد نےِ اربابِ سخن

نظامی:

سخن گفتن بکر جاں سفتن است
نہ ہر کس سزاے سخن گفتن است

'بادۂ بکر'، بادہ اے کہ ہنوز از اُو نخوردہ باشند۔ میر الٰہی:

نقلِ شیریں چہ کنی پستۂ لب شور طلب
بادۂ بکر نخواہد گزک (۱) مستعمل

بِکر تراشی: امرِ تازہ اختراع کردن۔ طالب کلیم:

معنیِ بکر تراشی چہ بود کوہ کنی
خامۂ فکر کم از تیشۂ فرہاد نہ شد

---

(۱) م: گزک؛ صحیح از ب

تناظرِ از منظرِ کاف عجمی:

بگرد است: یعنی تباہ و ضایع است و برابرِ گرد و غبار است۔ طغرا:

هوا از عکسِ گلہا سرخ و زرد است
ڈلِ کشمیر در پیشش بگرد است

'ڈل' بہ فتحِ اوّل، تالابے است معروف در کشمیر۔

بگرد رفت: خراب و تباہ شد۔ ظہوری:

ز داغِ دل شدہ روشن چراغ کوکبِ ما
بگرد رفت سحر پیشِ ظلمتِ شبِ ما(1)

صائبا:

خطِ غبار بوجہِ حُسن تلافی کرد
اگر دو سلسلۂ مشکبار رفت بگرد

تمام غزل بر ایں وتیرہ است۔

بگرس: بہ را و سینِ مہملہ؛ قسمے از سترلات(2) است کہ کلاہ بارانی(3) از آں سازند۔ (ع)۔ زکی ہمدانی:

بارگاہِ طرب بادہ پرستاں ابر است
شقّہ بگرس(4) و بارانیِ باراں ابر است

بگنی: سوم نون و یاے معروف، شرابے کہ از برنج ارزن سازند۔ (ر)۔ نزاری:

مست گشتم ز جرعۂ بگنی
شد مزاجم ز بنگ مستغنی

---

(1) نیز ب؛ صائب:

ز رفتنِ تو دلِ خاکسار رفت بگرد
بناے صبر و شکیب و قرار رفت بگرد

نیز ظہوری (دیوان، ص ۴۰):

ز داغِ دل شدہ روشن چراغ کوکبِ ما
بگرد رفتہ سحر پیشِ ظلمتِ شبِ ما

(۲) ب: سترلاط، دونوں طرح مستعمل ہے۔

(۳) کلاہ و بارانی		(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
م: بکرس، ب میں بھی لفظ 'بکرس' ہی ہے، لیکن اس کے تلفظ میں لکھا ہے: '... دوم فارسی...' یعنی کاف فارسی

تناظرِ دوم از بائے عجمی از منظرِ کافِ تازی:

پک [۱]: چیزے گندہ و ناہموار۔ (ج)۔

پک و چک [۲]: نقشے است بجل [۳] # بازاں را۔

(ع)۔ میر الٰہی در ہجو شیدا گوید (رُباعی):

شیدا کہ ز پشتِ پدر آمد مشرک
زیں رُوئے صلوٰۃ و صوم را شد تارک
خرگشتہ [۴] بجولے [۵] است بہ علمِ پک و چک
خود قابلِ ضحک و نظم و نثرش مضحک

شانی تکلو:

دو بجولند می الشل عملی
ملک و خواہرِ عزیز ملک
کز برائے مقامران فساد
ایں یکے پک نشیند آں یک چک [۶]

(۱) م: تازی پک، دراصل 'تازی' حصہ ہے عنوان کا۔ تصحیح قیاسی
(۲) م: اسے 'پک' کے ساتھ ملا دیا ہے، جب کہ یہ الگ محاورہ ہے۔
(۳) م: بجل، صحیح از ب (۴) م: کشتہ
(۵) 'بجول': پانسۂ بازی قمار (غیاث)
(۶) ب: آں یکی یک پسند دایں پک و چک

بجل بازے بے معنی ہے۔ یہ درحقیقت 'بجل باز' ہے، جیسا کہ م میں درج ہوا ہے۔ تفصیل اسی کتاب کی 'فرہنگ' میں 'پک و چک' کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔ (نقش)

تناظرِ با از منظرِ لام:

بلبل شدن: برسرِ شور آمدن و عاشق شدن نیز۔

سلیم، بہ معنی اوّل بستہ:

سفلہ را گہے می تواں از لافِ دولت منع کرد
باغباں چوں درر چمن گل دید، بلبل می شود

خان خالص، بہ معنی دوم آوردہ:

در فکرِ کہ غنچہ گشتہ [۱] ای باز
گل گرد کہ بلبلِ تو گردم

بلبل کردن متعدی منہ۔ سلیم:

سوادِ جوہرِ آئینہ بلبلش کردست
وگرنہ طوطیِ ما گفتگو نمی [۲] داند

بلکہ: با وصفِ معنی ترقی و اضراب، فارسیاں بہ معنی 'شاید' آرند۔ علی نقی کمرہ (ای):

رنجہ بہ قلم مساز خنجر و بنگر
بلک مرادم بہ یک نگاہ بر آید

طغرا:

گر بہ طغرا نظرے می کنی، امروز بکن
بلکہ از دردِ فراقِ تو بہ فردا نرسد [۳]

(۱) م: کشتہ
(۲) ب: ... طوطیِ من گفتگو چہ می داند
(۳) نیز ب، محمد سعید اشرف:

گر بر آمد خط، مشو دل گیر
بلکہ خیر بعث در آں باشد

[جاری]

بلا کردن: کنایہ از کارِ عجیب بہ ظہور آوردن۔ (ع)۔
باقر کاشی:

نہ مجنوں داشت ایں ہمت نہ فرہاد
تکلف بر طرف، باقر بلا کرد(۱)

بلہ ستّار: یعنی 'بلے اے ستار'، ایں تصرفی است کہ لوطیاں در لفظِ 'بلے' کردہ اند۔ (ع)۔ میر نجات:

گنہ از بندہ و بخشیدنِ عصیاں با تست
بلہ ستار کہ ستاریِ رنداں با تست

لوطیان و مقامرانِ ولایت بیشتر خدا را بہ لفظِ 'ستار' یاد کنند، قسم ہم بہ ستاری خورند۔ (ع)۔ طغرا:

چشمانِ او را ہر زماں در کند و بردہ(۲) نقدِ جاں
ہمچو مقامر پیشگاں سوگندِ ستار آمدہ

[گذشتہ سے پیوستہ]
جلال اسیر:

سفرِ ہیچ ستم دیدہ بہ تقلید مباد
می روم بلکہ ندانستہ مرا یاد کند

فیاض لاہیجی:

در سرو و گل و یاسمن آں نور ندیدم
ہنگامۂ مرغانِ چمن بلکہ تو باشی

(ب میں 'لاہجی' لکھا ہے جو غلط ہے، ملاحظہ ہو: تذکرۂ 'مخزن الغرائب'، ص ۴/۳۸۸)

(۱) خسرو کہتا ہے:

یک چند ز ہر سودا باز آمدہ بود ایں دل
ناگاہ ترا دیدم، بر خویش بلا کردم

(غزلیاتِ خسرو، ۵۸۵/۳)

(۲) م: برد

تناظرِ باز منظرِ میم:

بہ مُو یے(۱) بند است: یعنی بہ امرِ سہلے موقوف است۔ (ع)۔ بدیعی:

تا بہ زلفِ تو رگِ جانِ مرا پیونداست
زندگیِ منِ دل خستہ بہ مُو یے بنداست

'بہ ہیچ بند است'، 'بہ پُفی'، 'بہ حرفی'، 'بہ نسیمی بند است' از ایں عالم است۔ سعید اشرف:

کج بحثیِ موج ریش خنداست
ریشِ عملے بہ ہیچ بند است

ظہوری (رباعی):

دستارِ خود آرائے(۲) کم از سر بنداست
زخمِ من از آبِ خنجرے تر بند است
از آہ بہ دود آمدہ است آتشِ شوق
گو بادِ سرِ کو بہ پُفی در بند است

سنجر کاشی:

ایں حرف گران است بہ یک حرف تو در بند
بکشائے زباں تا شود ایں مشکل آساں

صائبا:

فنائے من بہ نسیمِ بہار در بند است
بہ خاک بر سرِ ناخن نوشتہ اند مرا

بمسمار دوختنِ چیزے: بہ کمالِ احتیاط نگاہ داشتن۔

---

(۱) جدید صحیح املا 'بموئی' ہے۔ (۲) م: خود آرای

(ع)۔ سعید اشرف:

تا گرفتہ یاد از خصم لعینت طرزِ[1] بخل
دوختہ زر را بدستِ خویش با مسمارِ گل

'مسمار' در لغت 'میخ' است و 'مسمار کردن' در عرف ویران کردنِ خانہ را گویند؛ وجہ آں معلوم نیست با آنکہ زباں داناں ہم آوردہ اند۔ ساطع:

آنکہ بازوی بازوے اسلام
خانۂ کفر را کند مسمار

نعمت خان عالی در 'مفرح القلوب' گوید (فقرہ):

اما یک مسمار آں چناں محکم نشستہ بود کہ اگر خانہ را مسماری کرد، برنمی آمد۔

(۱) م: لعیست طراز، تصحیح قیاسی

تناظرِ باز منظرِ نون

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در بابے تازی:

بناف نہادن: چوں کسے را بہ کسے کاری افتد و ارتشاء درمیان آید، گویند، 'فلانہ چیز تا آید دینار بہ نافش نہادیم و کار خود کردیم۔' بہ مجاز بہ معنیٔ 'دادن' آرند مطلق۔ باقر خرد کاشی[1]:

مدّعی گر رگِ گردن بہ جدل گندہ[2] کند
نم[3] تسلیم بہ نافش نہ و خاموشش کن

و 'حرف بہ نافِ کسے نہادن' کنایہ از ظرافت و استہزا[4] کردن۔ (ع)۔ سعید اشرف:

نہ گوہر است کہ باشد بہ حقۂ گرداب
نہادہ جودِ تو حرفے بہ ناف، دریا را

بِنا بر آمدن: قائم شدنِ بِنا۔ صائبا:

اگرچہ از دلِ سنگینِ دلبراں سازند
بِنائے تو بہ بریں بوم بر نمی آید

بِنا انداختن: مرادفِ 'رنگِ خانہ ریختن'۔ آصفی:

ز تو می خواہم اندازم بِنائے عشرت آبادے
کہ روزے خاکِ وحشتِ ایں کہن ویرانہ خواہم شد

بِنا برداشتن: بِنا بلند کردن۔ خان خالص:

(۱) ب: صرف 'باقر کاشی' لکھا ہے۔
(۲) م: کندہ (۳) م: نیم، تصحیح از ب
(۴) استحرا، تصحیح از ب

گردباد(۱) تو کجا، آہ کجا، اے صحرا
ایں بنا را دلِ ویراں شدہ بہتر برداشت

بند بستن: توقّع کردن، بلے، مجد الدین علی قوسی 'بند' بہ معنیِ 'توقّع' نوشتہ۔ سلیم در ہجوِ طماعے گوید:

گر بہ پیراہن و قبا رفتہ
بستہ بندے بہر کجا رفتہ

کلیم کاشی:

ز خود نیست ایں چاشنی نیشکر را
در آں لب ہمانا کہ بستست بندے

سالک قزوینی(۲):

خوباں فریبِ چاکِ گریباں نمی خورند
تا چند بر قبائے بتاں بند بستن است

مؤلّفہ:

دل ز زلفش مشکِ چیں دارد ہوس
ایں پریشاں، بند بر مُو بستہ است

میر نجات:

سرِ سودائے جاناں نیست دل را از پریشانی
مگر با صد فسوں بندد بہ آں زلفِ دوتا بندے

'پیوند کردن' نیز طالب آملی در صفتِ اسپ گوید:

سُمِ نخش ز قیدِ نعل رَستہ
نہ باشد کاسہ ہایش بند بستہ(۳)

(۱) م: گرد باد (۲) قزوینی ('دال' کے ساتھ)
(۳) مثنوی بعنوان 'در تعریفِ اسپ و توصیفِ بیماریِ اُو' (کلیات... کلیم، ص ۳۶۶)، پہلا شعر ہے:

مرا تا اگلند ہر روز جائے
نسیم گرد گردوں باد پائے

بند کردن: کنایہ از جماع کردن۔ (ع)۔ مفید بلخی:

بہ گاہ(۱) بند کردن می تواں دید
ز چاکِ جفتہ(۲) اُو خوابِ خرگوش

و 'بستنِ تسبیح' و امثالِ آں بہ تارِ ابریشم و کلابتوں۔ (ع)۔ یکے از لوطیانِ بے باک تسبیح بہ علاقہ بند پسرے داد تا بند کند، فوراً ایں شعر خواند:

تسبیح مرا نمود بندے
سادہ پسر علاقہ بندے

علاقہ بند در جواب گفت:

بند کردہ و پول ہم گرفتہ
از ہم چو تو مردکِ بلندے

در ایں بیت بہ معنیِ اوّل است۔ ایں نقل از زبانِ میر ہادی تغائی، زادۂ زاہد علی خان سخائے لاری بہ گوش رسیدہ؛ و 'پیوند کردنِ موئے شیشہ و چینی و امثالِ آں۔ (ع)۔ رفیع:

صیدِ دلہا روشِ طبع ملائم باشد
شیشۂ آئینہ را موم براعضا بند است

والہ ہروی در صفتِ کارگرانِ ہرات گوید:

آرند ز صنعتِ چو اعجاز
در چینی بند کردہ آواز

و 'بند زدن' ہم بہ ایں معنی آمدہ۔ (ع)۔
میرزا صادق دستِ غیب (رباعی):

شوخے کہ زند شیشۂ دلہا را بند
سوزد ز نجوم ہر شبش چرخ سپند
زد بند بے شیشۂ غلیان و نہ کرد
یک بار دلِ شکستۂ اے را پیوند

(۱) م: گاہ (۲) ب: خفتہ

'بند کردن' و 'شدن'، قائم کردن وشدن نیز۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

پا بہ راہِ سیل تنہا بند کردن مشکل است
از ہجومِ گریہ مژگانم بہم چسپیدہ است

وحشی:

عجب کہ بند شود پا بہ پشت گاو زمین
نعوذ باللہ اگر پا فرو رود بہ خلاب[1]

بندی شدنِ تب[2]: ومزمن شدنِ تب، بہ صفتے کہ اصلا مفارقت نہ کند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

گرچہ درقیدِ تو باشدایمن از دشمن مباش
می شود جانکاہ تر ہر گہ تبے بندی شود

بند کردنِ کار: سرانجام دادنِ کار۔ (ع)۔ مسیح کاشی:

گرچہ ہستم زرِ خالص، چہ کنم، چوں گشتم
ریزہ تر زآں کہ کسے بند کند کار بہ من

بندِ توکل: مایۂ توکل۔ (ع)۔ طغرا (رباعی):

در بحرِ قناعت، در شاہی خواہم
مُشتِ[3] درم از لطفِ الٰہی خواہم
تا سُستی تن نیابد از فقر بہ پیش[4]
پس بندِ توکلے چو ماہی خواہم

بند و کشاد: ترجمۂ 'حل و عقد'۔ والہ ہروی:

بیں بہ بند و کشادِ ستم ظریفی یار[5]
رو سوال بست و در جواب کشاد

(۱) 'خلاب' بمعنی 'گاڑھا کیچڑ' ('فرہنگ عمید')
(۲) ب: تپ (۳) ب: مشتی
(۴) م: بیش، تصحیح از ب (۵) ب: ناز

بنگاب[1]: شیرہ اے کہ بعد سحق از بنگ حاصل شود و بنگاب ساز کسے است کہ بنگاب فروشد۔ قاسم مشہدی:

سیرِ چشمِ[2] ما بہ نورِ خود بود[3] چوں آفتاب
کاسۂ بنگاب ما سرچشمۂ حیوانِ ما

طغرا در ہجو محتسب گوید:

بہ بنگاب سازاں کند احتساب
کہ آرند ہدیہ ز راہِ شتاب

بند در بندِ قبا بافتن: کنایہ از ہجومِ بسیار۔ سنجر کاشی:

ز آستیں دست بر آور بہ دعا رو سنجر
کہ ملک بندِ قبا بافتہ در بندِ قبا[4]

بُنیجہ[5] **بستن**: بہ ضمِ اوّل ونون ویاے خفی معروف وجیم تازی؛ جمعے کہ بر املاک بندند۔ (ج)۔ وآں دفترے است جداگانہ کہ بہ دفتر؛ خارج المال وصادر مملکت موسوم است۔ (ع)۔ ظہوری (رباعی):

تحکم آخر نبیجہ[6] اے خواہد بست
زخم بر دل دریچہ اے خواہد بست
داغ تو کہ چیدہ بر سرِ ہم دفتر
بر سینۂ من بنیچہ اے خواہد بست

(۱) م: ہر جگہ 'بنکاب' ('کاف' کے ساتھ) لکھا ہے، تصحیح از ب
(۲) ب: سبز چشم (۳) م: بود
(۴) نیز صائب:
بند در بندِ قبا بافتن مژگاں چیست
گر دریں خانہ کسے نیست پس ایں درماں چیست
(۵) عمید: 'بنیچہ' (چ کے ساتھ)، امیر کبیر، آموزگار اور سٹین گاس میں بھی یہی املا ہے، 'چراغ ہدایت': 'بنیچہ' (ب ن چ ہ)
(۶) ب: نبیچہ، غلط ہے۔

شارحِ دیوانِ حکیم انوری از تکمیل الصناعہ آوردہ کہ جمع کردن میانِ حرفِ عجمی و عربی در قافیہ، مانندِ چپ و طرب و شک و سک و نتیجہ و دریچہ، عیب بغایت ناپسندیدہ است، لقا در اشعارِ شعرا دیدہ شد، چنانکہ در رُباعیِ مذکورِ ظہوری و در ایں شعرِ شوکت و طاہر وحید، فلک و سگ و ترک و برک بہم آمدہ۔ شوکت:

چو نفس آید بزاری گے دگر بیم از فلک باشد
کہ خوابِ کلہ از افسانۂ آوازِ سگ باشد

وحید:

دیدہ تا دیدہ جمالش دل و جاں ترک شدست
دلم از داغ جنوں لالۂ صد برگ شدست

دیگر اشعار ازیں قبیل بسیار است۔

بنی شَیبہ: اولادِ عبدالمطّلب، 'شَیبہ' بہ یاے حُطّی مجہول و موحّدہ: نامِ عبدالمطّلب است۔ وجہِ تسمیہ آں کہ تمام مُوے سرش در وقتِ تولّد سفید بود۔ بعضے گویند یک مُوے سفید بر سر داشت۔ نقل از 'معارج النبوّۃ'۔ در کعبہ طاقے است مشہور بہ 'طاقِ شَیبہ'۔ محسن تاثیر:

کعبۂ رُوے جوانی کہ مرا در نظر است
جلوۂ طاقِ بنی شَیبہ کند ابرویش

بندرِ عبّاسی: نامِ بندرے است از بنادر۔ محسن تاثیر:

بے تو تا گشتہ(1) تنم بندرِ عبّاسیِ داغ
بستہ اش لختِ دل و داغِ جگر خواستہ است

بندرِ رنگ و بندرِ ریگ: ہر دو نامِ بندر است۔
وحید در تعریفِ مازندران گوید:

---
(۱) م: کشتہ

ہست ایں رشکِ روضۂ رضواں
بندرِ رنگِ آتشیں رُویاں

محسن تاثیر:

بُجز غبارِ غم متاعے نیست در سر منزلم
بندرِ ریگ است ہم چوں شیشۂ ساعت دلم

بُن: بالضم، اصلِ ہر چیز(1)۔

بُن دار: گنجور و خزانچی۔ (ک)۔ چہ اُو اصولِ خانہ داری را محافظت می کند۔ ناصر خسرو:

بر سرِ گنجے کہ یزداں در دلِ احمد نہاد
بُجز علی گنجور نہ و(2) بُجز علی بُن دار نیست

---
(۱) تیزہب: طالب آملی:

خارِ بُن را با گل و شمشاد قد جلوہ نیست
تنگ می آید بہ بوے گل ہم آغوشی مرا

وقیقی:

موج کرکی برآمد از لبِ دریا
ریگ بہ لالہ گشت از سرِ تابُن

طاہر وحید:

بر آری عدو را ز بیخ و بُنہ
چو بر سر خوری ضرب چوں اشکنہ

(۲) دیوانِ ناصر خسرو (ص ۸۷): 'نہ' کی بجائے 'نبوَد' ہے۔

تناظرِ دوم در بائے عجمی:

پنبه کردن: پریشان کردن۔ (ع)۔ میرزا صائب:

پنبہ سازم از تپیدن رشتہاے دام را
کوہ و صحرا رم کند از سایۂ نخچیرِ من (۱)

پنبهٔ دیگرے ریسمان می سازد: یعنی حمالے کارِ دیگرے می کند، براے خود انتفاعے ندارد۔ (ع)۔

پنیرِ یخچالی: بہ تقدیمِ خاے معجمہ بر جیمِ عجمی؛ پنیرے کہ در یخچال گذاشتہ سرد (۲) سازند۔ یخ چال؛ گوئی کہ یخ در آں گذارند۔ (ر)۔ میرزا صادق دست غیب در "دستور العملِ سیرِ صفاہاں" گوید (فقرہ):

نان سنگک (۱) پرویز و لواشِ (۲) استادتمر (۳) با
پنیرِ یخ چالی و ماستِ جوالی تناول نمایند۔

پنیرِ قالبی: پنیرے کہ در قالب ریزند تا بستہ شود۔ (ع)۔ تاثیر:

خام است نقرہ با بدنِ نازنینِ او
در قالب پنیر کند جاں سُرینِ او

پنجهٔ مریم: گیاہے است کہ حضرتِ مریم وقتِ بار نہادن دست بداں ان درزدہ و آں شکلِ پنجہ گرفت، و ازاں باز داشتنش زنانِ حاملہ را موجبِ سہولتِ دردِ زہ می شود بالخاصیہ، آں را "بخورِ مریم" نیز گویند۔ (ج)۔ سلیم:

چو دایگان زپے زادنش نہادہ صدف
زشاخ پنجۂ مرجاں در آب پنجۂ مریم

---

(۱) ب میں مثال کے لیے رومی کا یہ شعر درج ہے:

چوں بیاید مرد را پنبہ کنید
ہفتۂ مہمان باغ من شوید

یہ شعر مثنوی میں "جدا کردنِ باغبان صوفی و فقیہ و علوی را از ہم" (دفترِ دوم) کے تحت آیا ہے۔ پانچ نسخوں میں یہ اس طرح آیا ہے (دورۂ کاملِ مثنوی، ص ۳۰۲/۲؛ مؤسسہ اخلاق، ص ۱۵۹/۲؛ مطبوعہ و مترجمہ، لاہور، ص ۲۱۰/۲؛ مطبوعہ نول کشور، ص ۵۵/۲؛ مطبوعہ مطبع مجیدی، کان پور):

چوں بیاید مر ورا پنبہ کنید
ہفتۂ در باغ و راغ من تنید
چوں بیاید مر ورا پنبہ کنید
ہفتۂ بر باغ و راغ من زنید

نسخۂ مؤسسہ اخلاق میں حاشیے میں "پنبہ" بھی مرقوم ہے۔ اسی محاورے کے ضمن میں آخشیکتی کا یہ شعر آیا ہے:

راے تو پنبہ کرد سرِ بوالفضول را
کاگندہ بود گوش قبول از نداے ملک

لیکن دیوان (مطبوعہ ایران، ص ۲۰۰) میں "پنبہ کرد" کی بجاے "بر فکند" ہے۔

(۲) م: سرو ("واؤ" کے ساتھ)

---

(۱) م و ب: سنگک (ہر دو "کاف")، تصحیح از عمید
(۲) م: نوآش (۳) م: تمیز، تصحیح از ب

تناظرِ باز منظرِ واو

واں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در بابِ تازی:

بُو بودنِ زخم: ناسور شدنِ زخم از رسیدنِ بُوے مشک و گل۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

دل، نمی دانم کدامیں عنبریں مُو بُردہ است
ایں قدر دانم کہ زخمِ سینہ ام بُو بُردہ است

طالب کلیم:

خونابہ اش گلاب فشاند بہ پیرہن
زخمِ کسے کہ از گلِ رُوے تو بو برد[1]

بوریا و نفت[2] و آتش [از] براے کسے بہم آوردن: در صددِ سوختنش بودن، چہ در ولایت عاصی واجب القتل را در بوریا پیچند و نفت[3] و آتش زنند تا زود سوختہ شود۔ (ع)۔ داعی انجدانی[4] (رُباعی):

در بیشہ ما شیر وشے نی باید
ما گوراں را عصا کشے می باید
از[5] فقر رسید بوریاے ما را
اندک نفتے[6] و آتشے می باید

---

(۱) کلیم کی حسبِ ذیل غزل کا مطلع ہے (دیوان، ص ۲۱۳):
سالک نہ رہ بگم شدہ از جستجو برد
باید بخود فرو شود و پے باو برد
(۲) و (۳) م: لفظ، تصحیح از ب، نیز ب: 'آتش' کے بعد 'از' ہے۔
(۴) م: انجدابی، تصحیح از ب و غنی (۵۱) (۵) ب: در
(۶) م: یہاں 'نفطی' (ن ف ط ی) ہے۔

بوسہ [بہ][1] لبِ خویش زدن: حالتے است کہ کُشتی گیر در اوّلِ کُشتی گرفتن دستے بہ بازوے خود می زند و آوازے کہ آں را 'مچمچہ' گویند، بہر دو جیمِ عجمی؛ بر کشد، بعد از آں دستِ حریف گرفتہ زور زند۔ (ع)۔ میر نجات:

بوسہ اے زد بلبِ خویش دگر مستانہ
رفتم از کار[2] ازیں کش زدنِ مردانہ

بوسہ خوردن و چیدن و زدن و کردن و کندن: بوسہ گرفتن۔ حکیم شفائی:

ممنونِ حرفے از لبت آنہا کہ نیستند
بوس از لبِ خیال مگر زاں دہاں خورند

'بُوس' مُعرّب 'بُوسہ' است۔ (ن)۔ میرزا صائبا:

از ہم عنانیش نفسِ برق سوختست
پاے کہ بوسہ چیں ز[3] رکابش شوم، کجاست

ہم اُوراست:

ما را گزیدہ است ز بس تلخیِ خمار
از ترس، بوسہ بر لبِ میگوں نمی زنم

ولہ:

بہ چشم بوسہ زدن چوں فراق می آرد
چگونہ بوسہ بر آں حلقۂ رکاب کنم

ایضاً، لہ:

می چکد خوں از گلِ رخسارش از تابِ نگاہ
بوسہ بر رخسارۂ چوں ارغوانش چوں کنم

کمال خجند[4]:

---

(۱) م: 'بہ' ندارد، تصحیح از ب (۲) 'کارِ' (اضافت کے ساتھ)
(۳) م: 'ز' ندارد
(۴) م: حجند ('ح' کے ساتھ) تصحیح از ب و غنی (۱۱۴)

برِ ما بوے[1] ازاں لب بر فکند
چوں کند بیچارہ دندانش نیست

بُو: معروف؛ چوں بُو از گل و مشک سراغ دہد، بہ معنی سراغ واثر آرند۔ (ع)۔ صائبا:

بُوے دل از نفسِ بادِ صبا می آید
می تواں یافت کز آں زلفِ دوتا می آید

فطرت:

بود ہر صید را از شیوۂ صیادِ خود بوے
شکار آہوے مشکین است زلفِ عنبرینش را

بہ معنی 'امید' ہم آمدہ۔ (ک)۔ ظہوری:

غشِ ہر زمانے کہ امروز دارم
نہ از ضعفِ ہجراں، بہ بُوے وصال است[2]

بولی و باولی دادن: شیر کردنِ جانورانِ شکاری۔[3] (ع)۔ طغرا:

باز دارِ فلک از بہرِ تدرو اُفگنم
خواست بولی بدہد، برعکس انداخت مرا

امین مستغنی:

شاہینِ بختِ خصمِ شکارِ ترا نیافت
دستِ زمانہ ہرگز محتاجِ باولی[4]

بُوے فتیلہ آمدن: کنایہ از بُوے مظنہ و واہمہ شنودن،

(۱) م: بوی، صحیح از ب
(۲) متعلقہ غزل کا مطلع ہے (ص ۱۰۰):

صبا روح پرور بوے وصال است
جہاں چشمِ جاں آرزوے وصال است

(۳) ب: شکاری بر جانور دیگر.... (۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

مما ینقل۔ رم کردنِ آہواست از یک میدان راہ بہ استشمام بُوے فتیلۂ تفنگ۔ در محاورہ گویند، 'ازیں جا بُوے فتیلہ می آید، زود بدر رویم'[1]۔ (ع)۔

نعمت خان عالی در محاصرۂ حیدرآباد گوید (فقرہ):

وحشی رو حش بُوے فتیلہ شمیدہ خواست[2] کہ رم کند۔

بُوے ریسمان آمدن: مرادف آں است۔ سند در 'پشمِ قلی' گذشت۔

بُوے خوں از جاے آمدن[3]: کنایہ از کمالِ خوف و خطر بودن در آں جا است۔ (ع)۔ ظہوری:

آید از رازِ ظہوریؔ بُوے خون
مُہرِ وحشت بر لبِ محرم زدست[4]

[گذشتہ سے پیوستہ]
ب: 'باولی' کے یہ شعر اسی طرح دیا ہے۔ دوسرے مصرع میں کوئی لفظ رہ گیا ہے۔ 'چراغ...' میں لفظ 'باولی' دیا گیا ہے اور یہ عبارت ہے: 'بعضے گویند، مبدل باؤلے و چوں واو بباے موحدہ و یاے تحتانی ہر دو مبدل شود، معلوم نیست کہ 'باولی' بکدام حرف است۔' آگے سیفی کا یہ شعر ہے:

زبحرِ باولی جز مرغِ خویش شاہیں را
نگاہ دار چو مرغِ دلم شود شکار

(۱) ب: زدیم
(۲) 'وقائعِ نعمت خان عالی' (ص ۵۷): 'شمیدہ می خواست' ('وقائع شب چہاردہم شعبان، ۳۵ جلوس والا')، 'غیاث...' 'شمیدن' بمعنی 'بوئیدن' (سونگھنا) ہے، جب کہ 'فرہنگِ عمید' میں بمعنی 'ترسیدن' (ڈرنا)، 'رمیدن' (رم کرنا)، 'آشفتہ شدن'۔
(۳) ب: بوے خوں آمدن از چیزے
(۴) متعلقہ غزل کا مطلع ہے (ص ۴۸):

لالہ از داغِ دلِ من دم زدست
آتشے در سینۂ عالم زدست

تناظرِ دوم در بابے عجمی:

پوست پوش: گدائے بے نوا و عاشق نیز۔(ع)۔
مثال معنی اوّل؛ نظام دست غیب گوید:

بس کہ معنی ز لفظ دُزدیدی (۱)
پوست پوش از غمِ تو گشت کتاب

معنی دوم، زلالی بستہ:

پوست پوشش نافہ در صحرائے چیں
چشمِ آہو مردمِ صحرا نشیں

پوست تخت و پوست تختہ: بساطِ پوستِ شیر و پلنگ وآہو کہ فقرا دارند۔ اوّل مشہور است۔ دوم، سالک یزدی گوید:

بہ پوست تختۂ ابلق نشیں، چو درویشاں
مخواہ تختِ منقّش ز آبنوس و ز عاج (۲)

پوست کندن و در پوست و بپوست و پوستیں افتادن و پوستیں کردن و در پوستینِ کسے بودن و پوست دریدن: تحقیق وغیبت کردن، چہ 'پوستین' و'پوست' درلغت بہ معنیِ 'غیبت کردن' است۔(ج)۔
سعیداشرف:

بعدِ چندیں پوست کندن ایں خوشامد ہائے تو
ہم چو از استاورگ (۱) زن پنبہ چسپانیدنست (۲)

سلیم طہرانی:

بہ دل آزروغم افتاد جہانے در پوست
ایں قدر کرم (۳) تنِ خستۂ ایوب نہ داشت

سندِ 'بہ پوست افتادن' درلفظ 'ساقری' خواہد آمد۔ زمانا:

ہم چو گرگ اخواں مرا در پوستیں افتادہ اند
من یوسف در تہِ یک پیرہن خوابیدہ ام

سعیداشرف:

خویش را در آتش افگن، پوستیت گر کنند
در جہاں ایں پند را از برّہ دارم یادگار

قدسی:

بہ کارِ تو بیگانہ را کار نیست
بجز خویش، در پوستینِ تو کیست؟

ظہوری:

خلق را پوست چہ درہم دَرم از بے مغزی
ہیچ کارے بہ ازیں نیست کہ در خویش افتم (۴)

پوست انداختن و گذاشتن و افگندن: ترسیدن۔ (ع)۔ وحید:

ہم دارد از سخن سازاں بہ گیتی ہر کہ ہست
پوست اندازد لبت چوں با زباں ہمسایہ است

---

(۱) م: وزدیدی (پہلا حرف 'واؤ' جو بڑا واضح لکھا ہے۔)
(۲) نیز بـ: نعمت خان عالی:

عالی ز بس کشودہ برہ چشمِ انتظار
ایں پوست تختِ فقر ز جلدِ پلنگ شد

ابونصر نصیرائے بدخشانی:

پادشاہِ ملکِ فقریم وقناعت رختِ ماست
طاقیِ ما تاجِ ما و پوست تختہ تختِ ماست

(۱) م: لگ (۲) م: چسپانیدست
(۳) م: کرم
(۴) مقطعِ غزل کا مقطع ہے (ص ۵۱۲):

مہربانانِ وفا کیش ظہوری دیدم
می روم از پے یارانِ جفا کیش افتم

باقر تبریزی:

ے خون شود جدا ز لبت در پیالہ ام
نے ہم چو مار پوست گذارد ز نالہ ام

سالک یزدی:

کراست (۱) زہرہ کہ بر صدرِ عشق بنشیند
کہ پوست افگند از ترکش پلنگ آنجا

پوست و کلہ دندان زدہ است: یعنی چیزے منفعت بہ دستش افتادہ۔ در ہر کارے کہ احتمالِ نفعِ قلیل باشد، گویند، اگر ہیچ نہ باشد، پوست و کلہ بگیر (۲) می آید' (ع)۔

پوشیدن: معروف، لازم و متعدی ہر دو آمدہ۔ اوّل مشہور، دوم شفیع اثر گوید:

دوستاں را کسوتِ تجرید می پوشد جدا
شاہ می بخشد بہ خاصاں خلعتِ پوشیدہ را

(۱) م: گراست (۲) م: بگیر

تناظرِ با از منظرِ ہا

و آں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در بائے تازی:

بہا گرفتن: ارزش پیدا کردن۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

ہر آں متاع کہ افزود، کاست قیمتِ آں
بجز حیا کہ چو افزوں شود، بہا گیرد

بہار بند: خانہ ہوادار (۱) کہ فصلِ بہار در آں نشینند۔ (ک)۔ و جائے کہ اسپاں را موسمِ بہار در آں بندند۔
سعید اشرف بہر دو معنی بستہ:

نشینی ایں ہمہ زاہد بہ خانہ چند، بر آ
بیا (۲) بسیرِ بہار از بہار بند بر آ (۳)

ولہ:

ہر چند بہ باغ دل پسند است
کاخر (۴) جعلِ بہار بند است

بہارِ عنبر: سفیدیٔ زردی آمیز کہ از شکستنِ عنبرِ اشہب پدید آید۔ استنباط (از) 'آئینِ اکبری'۔ صائبا:

بہارِ عنبرِ شبہا سفیدۂ سحر است
خوشا کسے کہ ازیں نو بہار بہرہ ور است

(۱) م: 'خانۂ ہوادار' کو 'بہار بند' کے ساتھ موٹے حروف میں لکھ کر اس کا حصہ بنا دیا ہے۔ تصحیح قیاسی

(۲) ب: میا (۳) م: برا (۴) ب: آخر

بهار کردن: شگفتنِ گل و ریاحین۔ طالب کلیم:

دریں بہار ز تشریفِ عامِ نوروزے
نہالِ قامتِ ہر شخص کردہ است بہار (۱)

وقتے کردن نیز، از عالمِ شگوفہ کردن۔ (ع)۔ رفیع:

ہستند ہم چو لالہ جمعے سیاہ کاسہ
کز بخل می نخورند اما بہار کردند

بهانه شاخ دارد (۲): چوں کسے گوید: 'من بہانہ نمی کنم'، از راہِ تعریض گویند، 'بہانہ شاخ دارد'؛ ولیک مخصوصِ بہانہ نیست، در چنیں مواقع ہمہ جا گویند۔ (ع)۔ بہ زعمِ بعضے، 'شاخِ بہانہ' "شتوقِ بہانہ" است۔ سعید اشرف:

تا بخود جنبیدۂ از یک گر پاشیدہ است
بر سرِ شاخِ بہانہ است آشیانہ زندگی

بهبهان: شہرے است پایۂ تختِ کوہ گیلویہ کہ ساکنانِ آنجا ہمہ نامقید و اراذل اند و سیمِ آں جا ہم کم عیار است۔ (ع)۔
والہ ہروی:

اثرہاے نیکو ز نامِ نکو بہ
گواہم عیارِ زرِ بہبہانی

بہ گزیده (۳): موقوف بہ کافِ عجمی؛ رنگے است سرخ مائل بہ بنفشہ، مانا بہ لکہ داری کہ آں را بہ ناخن زدہ یا بہ دنداں گزیدہ باشند۔ (ع)۔ حاجی سابق (۴):

تریاقِ صبر چارۂ دردم نمی کند
آں رنگِ بہ گزیدہ دلم را گزیدہ است

بهم زدنِ دل: بر سر غثیان (۱) و جوش آمدنِ طبیعت۔
نعمت خان عالی:

ہر دخل کہ بے جاست بہم زد دلِ ما را
ہم چوں مگس افتاد در (۲) آشِ سخنِ ما

بهمن: باوصفِ معنیِ کثیر 'برہمن' را گویند۔ باقر کاشی:

شرمشاں باد از سرِ زلفت
گر ببندند بہمناں زنار

بهند رفتنِ حنا: بر سیاہی زدنِ حنائے بستہ۔ (ع)۔
رضی دانش:

راہِ دورِ ہند پا بستِ وطن دارد مرا
چوں حنا شب در میاں رفتن بہ ہندستاں خوش است

---

(۱) دیوانِ کلیم (ص ۵۱)، متعلقہ قصیدے کا عنوان ہے: 'در وصفِ بہار و مدحِ پادشاہ' اور مطلع ہے (ص ۴۸):

چمن تمام فرح شد ز انبساطِ بہار
چہ بادہ در قدحے و گل بگوشۂ دستار

(۲) م: دار، تصحیح از ب (۳) م: گزیدہ
(۴) غنی نے اس کا نام حاجی فریدون بیگ لکھا ہے (ص ۶۲)۔

(۱) م: بمعنیٰ 'اضطراب' (عمید) (۲) ب: افتادہ بر

تناظرِ دوم درباے عجمی:

پہ پہ: بہ ہردوباے عجمی؛ مرادفِ وہ وہ۔ مسیح کاشی:

زندہ رودِ مژہ را دید دلم خشک و چہ گفت
گفت، پہ پہ نہ بود بخت بدیں شادابے

پہلو بہ چیزے زدن: برابری بہ آں کردن۔ (ج) و (ر)۔ میرزا صائبا:

ز اقبالِ قناعت مورِ من زیرِ نگیں دارد
کفِ خاکے کہ با مُلکِ سلیمان می زند پہلو (۱)

پہلو زدن و خوردن: صدمہ زدن وخوردن۔
حکیم شفائی:

پہلوزندزمانہ بہ گردوں کہ پس نشیں
گرسفرہ اے بہ وضعِ سخاوت بگسترم

ظہوری (رُباعی):

گردوں کہ دورِ اُوست رُوے ہر بے رُوے
در قبلۂ ایوانِ تو دارد رُوے
گردش ہمہ جا ز خود تہی می گردد
ترسد کہ خورد از طرفے پہلوے (۲)

پہلو نہادن: خوابیدن است۔ ملک قمی:

ہر کہ اُورا خار خارِ بسترِ سنجاب نیست
می تواند بر دمِ تیغِ بلا پہلو نہد

پہلوے چرب: فائدۂ معتد بہ۔ عالی:

در روزگار پہلوے (۱) چرب ز کس نہ دید
دائم بود مکیدنِ انگشت کارِ شمع

پہلو: بہ معنیِ فائدہ نوشتہ اند۔ (ج)۔ سلیم:

مطلب (۲) کام کہ در کشورِ ہند اے درویش
تنِ مردم ہمہ چرب است ولے پہلو نیست

پہلو دار: چیزیست کہ ازوفائدہ تواں برداشت۔
ظہوری:

روزگارے است زابناے زماں، غیرِ سخن
ہیچ کس را نہ شنیدم کہ بود پہلودار

ولہٗ:

غم بے را کرد صاحب دستگاہ (۳)
پشتِ کس بر عیش پہلودار نیست

وکنایہ از حرفے کہ زیادہ بر یک محل داشتہ باشد۔ (ج)۔ اسیر:

گر کشائی در چمن بندِ قبا گاہ خرام
بشنود از لالہ وگل حرفِ پہلودار، سرو

---

(۱) حافظ کہتا ہے (پژمان، ص ۹۹):

سحر با معجزہ پہلو نزند، دل خوش دار
سامری کیست کہ دست از یدِ بیضا ببرد

قزوینی (ص ۸۸) میں پہلا مصرع یوں ہے:

بانگِ گاوی چہ صدا باز دہد عشوہ مخر

ظہوری:

قامتش بر سرو پہلو می زند
وز پیِ رُویش لالہ زانو می زند

(۲) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
بیدل (کلیات، ص ۱۲۸):

آب گردید دل و نالہ ہماں عجز نواست
رشتہ فربہ نشد از خوردنِ پہلوے چراغ

(۱) م و ب: پہلو، تصحیحِ قیاسی
(۲) م: مطلب (اضافت کے ساتھ)
(۳) م: دستگاہ

پهن چشم: بہ معنی بے حیا۔ ظہوری:

بحر و کاں با تو حرفِ جود زند
پہن چشم این و آں دریدہ دہاں

(۱) م: دستگاہ

تناظرِ باز منظرِ یائے حُطّی[۳۱]

وآں دو تناظر است:

تناظرِ باز منظرِ اوّل در یائے تازی:

بے بها و بے قیمت: کالائے بیش قیمت۔ سند در 'آبِ مروارید' گذشت، و'متاعِ بے قدر' نیز۔ میر صیدی:

در زمانِ ما نجابت بس کہ بے قیمت بود
غبن دارد قطرۂ نیسان اگر گوہر شود

تاثیر:

گرچہ بے قدریم تاثیر ایکسیم از حادثات
چوں متاعِ بے بہا بر جا زلیخا ماندہ ایم

بے پرکار: بے قاعدہ[۱] و بے[۲] اسلوب۔ سندِ آں در تحقیقِ 'بہ پائے کسے رفتن' گذشت۔

بیت اللّطف[۳]: بولی[۴] خانہ۔ (ع)۔ شفائی:

(۱) م: بی فایدہ، صحیح از ب و غیاث (۲) ب: بد

(۳) ب: بیت النّطف و بیت النطاف۔ 'غیاث ...' میں بھی 'بیت النّطف' ہے۔ 'مصطلحات' کے حوالے سے اور 'بہارِ عجم' کا حوالہ دے کر 'بیت النطف' لکھا ہے، کنایہ از 'لولی خانہ'؛ بیت النطف جمع نطفہ، جب کہ 'المنجد' میں 'نَطَف' بمعنی پانی کا تھوڑا تھوڑا بہنا، نَطَف (ن پر پیش) بمعنی عیب دار ہونا؛ 'قاموسِ الیاس': نُطفۃ drickle flow in 'مصباح اللغات': نُطف: small, gentle steam. تھوڑا تھوڑا پانی بہنا؛ 'سٹین گاس': نُطف جمع ہے نطفت کی بمعنی: spermate genitalia; seas, clear water, ear rings.
اس تفصیل کے بعد جب م کے اشعار دیکھیں تو لطف (لام کے ساتھ)

[جاری]

آناں کہ زنِ خویش نمایند مبدّل

جمعند بہ بیت اللّطفِ انجمنِ تو

آقاری شاپور:

دیروز آں کہ مرد شیخ دیں بود

امروز گلہ شارِ بیت اللّطف است

بے حضوری: جمعیتِ خاطر و فراغ دل نہ داشتن، چہ حضور شگفتگی و خرمی است و حضور ستان مقامِ امن و امان۔

مخلص کاشی:

از بس دلم ز حلقۂ کثرت رمیدہ شد

گردید بے حضور ز جمعیتِ حواس

عارف ایجی:

چوں خامۂ سبک مغز، از بے حضوریِ دل

شد پیشِ رُوسیاہے در ہر تجود ما را

'بے حضور' بہ مجاز بیمار را گوید۔ شانی تکلو:

ترا کہ در لب نوشیں ہزار گونہ شفاست

چرا ہمیشہ مرا بے حضور باید داشت

بے روزگار: شخصے کہ شغلے و کسبے نہ داشتہ باشد۔

سالک یزدی:

دل آوارہ اَم بس بے قرار است

بہ ہندِ زلفِ اُو بے روزگار است

بے سکون: بہ سینِ مہملہ؛ کسے کہ از شوخی در ہیچ جا قرار نہ گیرد۔ (ع)۔ میر نجات:

ہُوے اوّل بہ تماشاے تو از کار شدم

بے سکوں دیدمت از دُور و گرفتار شدم

وحید در صفتِ دزد گوید:

ہم چو شرر مضطرب و بے سکوں

باز شدی از رہِ روزن دروں

بے سکہ: بے قدر و بے مقدار۔ (ر)۔ طالب آملی در 'حکایتِ رابعہ و مردنش' گوید:

محو شد نقشِ روح از جسدش

ماند بے سکّہ نقشِ کالبدش

بیش فروش: مرادفِ 'پاک فروش' و آں گذشت۔

سالک یزدی:

دہقانِ تنگ مایۂ ما بیش فروش است

در باغ گلے نیست کہ نہ فروختہ باشد

بیضہ افگندن: ترسیدن و زہرہ باختن۔ (ع)۔

محسن تاثیر در مدح شاہ یزد گوید:

تا کردہ ز دست و پنجہ اش یاد

افگند ز بیم، بیضہ، فولاد

بیضۂ اسلام و مجلس: دائرۂ اسلام و مجلس۔ (ع)۔

اسٰمعیل ایما:

نیست دستے بر دلِ روشن غمِ ایام را

کے تواند کس شکستن بیضۂ اسلام را

سندِ دوم در دیوانِ خاقانی شیروانی است۔

[گذشتہ سے پیوستہ]

کی صورت میں ایک تو وزن گرتا ہے، دوسرے اس لفظ سے وہ فضا پیدا نہیں ہوتی جو ان شعرا نے پیدا کرنا چاہی ہے، سو 'بیت اللّطف' (ل پر پیش اور ط پر زبر) ہی درست ہے۔ 'اللّطف' کتابت کی غلطی ہے۔

(۴) ب: لولی، غیاث میں بھی 'لولی' (لام ہی سے) ہے۔

بیضه در کلاه و بر سر و در افسر کسے شکستن:
عاجز کردن و رسوا نمودن۔ وحید:

شکستند ازاں بیضه را در کلاہش
کہ نخوت بہ سر داشت از زر، شگوفہ

جامی:

جامی بیضۂ گیتی ز فتن
بر سر فتنہ گراں بیضہ شکن

قاسم بیگ حالتی:

زردیِ بیضا ز چیست گر نہ تمسخر کناں
شدۂ(۱) تو چرخ را بیضہ در افسر شکست

میرزا اصائبا:

دستِ شوخے چوں برآرد ز آستیں آں شاخِ گل
بیضہائے غنچہ را بر فرقِ بلبل بشکند(۲)

ماخذِ آں کہ بازی گراں بیضہ در کلاہِ یکے بگذارند و دیگرے را گویند، "بشکن"۔ او بہر دو دست زور کند، بیضہ غایب شود و آں کس خجل گردد و مردم ہنگامہ در خندہ آیند۔ (ک)۔

بیک شاخ و به شاخ و یک شاخ چادر افگندن:
یک سُو کردنِ زنانِ رعنائے خودنما چادر را بہ جہتِ اظہارِ حسنِ ترکیب و تناسبِ اعضا۔ (ع)۔ میرزا اصائبا:

(۱) ب: بندہ
(۲) ظہیر فاریابی (قصائد، ص۱۶۲):
شکستہ بیضۂ خورشید در کلاہِ سپہر
بدولتِ تو کہ دارائے افسر و کلہی
حافظ (قزوینی، ص۹۱):
بازیِ چرخ بشکندش بیضہ در کلاہ
زیرا کہ عرضِ شعبدہ با اہلِ راز کرد

ہر نخلِ پُر شگوفہ دریں باغ لیلیٰ است
کز خیرگی فگندہ بہ یک شاخ چادرش

میر صیدی:

از شگوفہ ہر طرف گشتہ نہالے(۱) جلوہ گر
چوں پری زادان چادرہا بہ شاخ انداختہ

وحید:

بسوزیم بر دخترِ رز سپند
کہ از شیشہ یک شاخ چادر فگند

میر نجات:

اگر بہ ناز بہ یک شاخ افگنی چادر
دگر شگوفہ نہ گردد بہ شاخسار سفید

بیک روزه محتاج کردن: بہ نانِ چاشت محتاج کردن۔ مبالغۂ افلاس است۔ زلالی در 'سلیمان نامہ' گوید:

نظامی برو بوم تاراج کرد
سخن را بہ یک روزہ محتاج کرد

بے گُوئی: بہ کافِ تازی؛ بہ واو رسیدہ؛ مرادفِ 'بیکسی'؛ آرے، 'کس' و 'گُوہے' مرادفِ یک دگر است۔ سنجر کاشی:

نسیم وار ز آوارگی و بے گوئی
مرا صلا زدہ بلبل بہ آشیانۂ خویش

بیو گانی: بہ فتحِ بائے موحدہ و ضمِ یائے حُطّی و کافِ عجمی؛ کدخدائے کہ آں را در ترکی 'طوئے' خوانند؛ ۔ (ک)۔

بیوگ: عروس۔ (ک)۔ علامی فہامی در مدحِ پادشاہ در خطبۂ 'آئینِ اکبری' گوید (فقرہ):

(۱) م: نہالی، صحیح از ب

عروسِ جہاں را بد و پیوند بیوگانی۔

بینہ: بہ یائے خطّی؛ معروف، جامہ کنِ حمام (۱) شفیع اثر در ہجوِ حمام گوید:

ندارد بینۂ آں تنگ ماوا
بسانِ کفش بیش از یک قدم جا
چو دہلیزِ عدم ار بیش بینہ
رہِ تاریک تا پاے خزینہ

بینیِ کوہ: برآمدگیِ سرِ کوہ کہ آں را در تازی 'فاعلہ' (۲) خوانند۔ سلیم:

بر ویش بینی از بس ضعف و اندوہ
کشیدہ تیغ ہم چوں بینیِ کوہ

وہماں را تیغِ کوہ 'گویند۔

بے نمازی: کنایہ از حیض۔ طغرا:

دی شب کہ دخترِ رز بے پردہ جلوہ گر شد
نزدیکِ ما نیامد از دستِ بے نمازی

بیہُدہ بال: ہرزہ گرد۔ (۳) شفائی:

تہمت (۴) آلودِ تماشا دیدۂ حیرانِ ما (۵)
بیہدہ بالِ گلستانِ وفا افغانِ ما

بیہمان: ہماں 'بہمان' معروف۔ والہ ہروی:

زیرِ نگینِ تو باد ملک سراسر
زاں نکنم عرض بیہمان و فلاں را

(۱) م: جامہ کن حمامہ کن، تصحیح از ب (۲) ب: قلّہ
(۳) م: ہرزہ کرد (۴) م: تہمتِ (اضافت کے ساتھ)، جو غلط ہے۔
(۵) م: ناست، تصحیح قیاسی

تناظرِ دوم در بائے عجمی:

پیاز حلقہ: طبّا خانِ ولایت پیاز را حلقہ حلقہ کردہ می پزند۔ (ع)۔ وحید در صفتِ طبّاخ گوید:

دارم چشمے بروے جاناں
چوں چشمِ پیاز حلقہ حیراں

پے پُر کردہ: سوم بائے فارسی مضموم؛ آزمودہ کار و گرم و سردِ روزگار چشیدہ۔ (ع)۔ اوستادی (۱):

نقشِ پائے (۲) ناقہ ات از رشک می پوشد بہ خاک
چوں صبا ہرگز ندیدم رندِ پے پُر کردہ اے

پی بریدن و زدن و کردن: گوشتِ پاشنہ بریدن برائے منع دویدن و راہ رفتن۔ (ع)۔ شاپور:

دو اسپہ تا نہ دواند، پے زمانہ بہ بُر
ملائم ار نہ رود گوشِ روزگار، بمال

ظہوری:

چو بر توسنِ وحدتش پے زنند
ز ہمراہیش سایہ را پے زنند

ولہٗ:

چو بر ناقۂ فاقہ رہ طے کنی
گر آرند رخشِ غنا پے کنی

پیچمان: بہ یائے حطّی غیر معروف و جیمِ عجمی؛ پیچیدگی۔ (ع)۔ طالب کلیم:

تبارک اللہ ازیں گردشِ آفریں قلمت
کہ بردہ آبِ رخِ پیچمانِ طرّۂ حور

(۱) ب: شاعر کا نام میر محمد علی رائج (۲) م: پائی

زکی ندیم:

تو کز(۱) خوش پیچانی غارت دلہا توانی کرد
چہ مطلب ہم چو گل دستار اوغانی بہ سر پیچی

اوغانی تو ے است کہ در قدیم الایام قطع طریق پیشۂ آنہا بود و دستار آشفتہ و پریشاں می پیچیدند۔ صاحب قِراں استیصال آنہا کردہ۔ از 'ظفرنامہ' معلوم شد۔

پیداور: صاحب پیدا؛ لفظ 'ور' افادۂ معنیِ 'صاحب' کند عموماً؛ چنانچہ ہنرور، سخن ور، دانش ور، وقس علیٰ ہٰذا، لیکن بے ترکیب نیامدہ۔ طغرا:

موے خود را بے سبب سنبل پریشاں می کند
نے کسے مشاطہ اے، نے شانہ اے پیداورست

تمام غزل بر ایں وتیرہ است۔

پیراہن بہ تن کردن: جامہ بر کردن۔ شانی تکلو:

رشک است بر آں کرم ضعیفم کہ ز ہستی
پیراہن اوّل کہ بہ تن کرد قبا کرد

پیدور: بہ یاے خطّی مجہول و دال و راے مہملہ؛ نام خلیفۂ دوم حضرت عیسیٰؑ۔ سند در 'انوری' گذشت۔

پیر افشانی: کارِ عظیمے در پیری بہ عمل آوردن۔ فغانی:

خزاں آمد گریبانے بہ رندی چاک خواہم کرد(۲)
بہ کن ئے دہ کہ پیر افشانی اے(۳) چوں تاک خواہم کرد

پیرپنبہ: فراہانی(۴) از صاحب 'اصطلاحات' نقل نمود کہ

(۱) ب: گر (۲) ب: زد
(۳) دیوانِ فغانی (ص ۱۱۹): بر افشانئے
(۴) م: فربانی، تصحیح از ب

آں علامتے است کہ کنارِ مزروعات تعبیہ کنند تا طیور برمند۔ کمال اسمٰعیل:

در خانقاہ باغ نہ صادر نہ وارد است
تا پیرپنبہ گشت(۱) حریفِ گرانِ برف

ایضاً:

اگر نیست اندر چمن پیرپنبہ
چرا زاغ را پر(۲) نہد ہر شگوفہ

'پر نہادن' پس سر کردن و آوارہ ساختن، و صاحب 'فرہنگِ جہانگیری' معنیِ 'پیرپنبہ'، 'پیرے(۳) کہ در تمام بدنش موے سیاہ نہ ماندہ باشد' نوشتہ و بیتِ اوّل، بہ سند آوردہ، گرفتم در بیتِ مذکور بہ تکلّف ایں معنی می تواں راست نمود، لیکن در بیتِ دوم اصلا درست نمی شود، فلا محالہ قولِ شارحِ انوری صحیح است، فتأمّل۔

پیرسر: کسے کہ موے سرش سفید باشد۔ والہ ہروی:

دیارِ عشق را آب و ہواے واژگوں باشد
جواناں پیرسر باشند و پیراں را جواں بینی

پیرو: تابع، و ایں صریح است زیرا کہ ترکیب لفظی و استعمالِ فصحا افادۂ ایں معنی میکند و بعض مؤلفان کہ بالاتفاق آں را بہ معنیِ 'پیروی' نوشتہ، ایں دو شعر بہ سند آوردہ اند:

عاقلاں پیرو نقط نہ کنند
یا نہ خوانند تا غلط نہ کنند

وحید:

(۱) م: کشت (۲) ب: بر
(۳) م: پر یک، تصحیح از ب

گر نہ کردی گرم(۱) زاہد را تلاشِ اعتبار
پیرِ زہدِ خشک می سوخت ایں بیچارہ را

از عدمِ اطلاع بہ اصل نسخہ در ہر دو شعر تسامح ورزیدہ اند، چہ بیتِ اوّل چنیں است کہ مصراع:

عاقلاں پیرو نقط نہ شوند

چوں ایں بیتے است از قطعہ کہ یکے از شعرا در زمانِ بایقرا گفتہ، احتیاج بہ قافیہ مصرعِ اولی ندارد(۲) کہ آں منشاءِ ایں غلط گردیدہ، و در شعرِ دوم بجاے لفظِ 'پیر' لفظِ 'پیری' است کہ با زہدِ خشک گرم می جوشد؛ و لطفِ ایں سخن را سخن دانِ نازک خیال در می یابد۔

پے سو کردن: مرادفِ 'پشتِ سر کردن'، و آں گذشت۔ شاعر:

بر مالِ خود مناز پُر اے میرِ قافلہ
بسیار کارواں پےِ سر کردہ ایں رباط

پیش ایوان و پیش طاق و پیشگاہ: صحنِ خانہ۔ ظہوری (رُباعی):

اے در روشِ شہنشہی جفت نہ طاق(۳)
گردوں بہ درت ز کہکشاں بستہ نطاق
ہنگامِ سلام پیشِ ایوانِ تو عرش
نازاں(۴) بہ جوابِ گوشۂ ابروے طاق

حیاتی گیلانی:

در پیشگاہِ کعبہ و در پیشِ طاقِ دیر
دارند روشنم کہ چراغِ مجسّم(۵)

---

(۱) م: گرم (۲) ندارد، تصحیح قیاسی (۳) ب: بطاق
(۴) ب: نازد (۵) م: مجسم، تصحیح از ب

پیش حرف: شخصے کہ حرفِ اُو غالب شد۔ طالب آملی:

شبلی آں پیشِ حرف و صاحبِ حال
واں مربّع نشینِ صدرِ کمال

پیش دندان: چیزے کہ ناہار بداں شکنند۔ (ع)۔
شفائی در ہجو گوید:

حلّۂ اُو چو بشکند ناہار
پیشِ دنداں کند خیار و منار

ہم اُو:

ہزار توبرہ بنگ و ہزار طاس افیوں
کم است بہر یکے لحہ پیشِ دندانش

پیش خورد: نیز ہماں، و بعضے گویند، آنچہ بر سبیلِ چاشنی خورند۔ نظامی گنجوی:

جہاں پیش خوردِ جوانیت باد
فزوں از ہمہ زندگانیت باد

پیش خیز: شاگردِ خام و بہ اصطلاحِ کشتی گیراں شاگردے است(۱) کہ مقابلِ 'پس خیز' است، و آں گذشت۔ (ع)۔ طاہر وحید در صفتِ معشوق کشتی گیر گوید:

چہ می پُرسی از فتنۂ آں عزیز
کہ اُو را قیامت بود پیش خیز

پیش رو: معروف؛ بہ معنیٰ 'خادم' نیز آرند، از ایں رُو کہ پیشِ پیشِ اسپ می رود۔ (ع)۔ میر نجات:

دلِ شاد است ترا پیش رود خدمتگار
پیش خیزِ گل و گلشن کہ بود غیرِ بہار

---

(۱) م: شاگردیست

نیز نشیدے کہ از نقش خوانند۔ طغرا:

مغنی بشنود گر پیش رو[۱] ہائے فغانم را
پس از مُردن بہ نے پیوند سازد استخوانم را

پیش سلام: موقوف کسے است کہ از خوش خُلقی بہ ہمہ کس در سلام سبقت کند۔ (ع)۔ شفائی:

ہر جائے[۲] است پیش سلام دلِ من است
مشہور ملک فتنہ بود رُوشناسِ من

پیشِ خود بر پا: خود سر و خودرائے، گویند، 'ایں ہمہ پیشِ خود بر پا مباش بہ سر خواہی افتاد'۔ نصیبی گیلانی:

یار باید پندِ ناصح نشنود
سروِ بالا پیشِ خود بر پاے باش

ہماں را 'خود بر پا' گویند؛ بجائے خود خواہد آمد۔

پیش خرید: آنچہ بہ بیع سلم خرید کنند۔ درویش والہ ہروی:

ہر چہ بینی ہمگی پیش خریدِ عدم است
از فنائے ہمہ تحصیلِ نکو حالی کن

پیش پاے کسے بر خاستن: کنایہ از قیامِ تعظیمی براے اُوکردن۔ محسن تاثیر:

سفیدہ دم مہِ من چوں ز خواب برخیزد
بہ پیش پاے رُخش آفتاب برخیزد

پے سفید: شوم قدم۔ صائبا:

دل از سفید گشتنِ[۳] مو نا امید شد
عالم سیہ بہ چشمم ازیں پے سفید شد

معصوم کاشی:

امشب شبِ امید بہ جاناں رسیدن است
اے صبح پے سفید چہ وقتِ دمیدن است

پیشِ رفتِ حرف: موافق گفتہ بہ عمل آمدن۔ (ع)۔ تاثیر:

تاثیر پیشِ یار دگر آبرو مریز
می رفت پیش حرف تو اکنوں نمی رود

پیشواز: ترجمۂ 'استقبال'۔ (ع)۔ طغرا:

یک شہر جنگ ہر طرف آید بہ پیشواز
چوں رہ فتد بہ کوچۂ آں تند خو مرا

وجامۂ مقابلِ بغل بند کہ آں مخصوصِ زنان است۔ محسن تاثیر:

فروغ لالۂ گلشن بہ سیماے تو می زیبد
قباے پیشوازِ گل بہ بالاے تو می زیبد

پیشوا: معروف؛ و 'مستقبل' نیز، و بہ معنی 'استقبال' ہم آرند۔ سلمان ساوجی:

شعارِ عاشقاں دانی دریں رہ چیست اے رہرو
غمش را پیروی کردن، بلا را پیشوا رفتن

پیشِ کسے بند و گرفتار بودن: عاشق و فریفتۂ اُو بودن۔ مخلص کاشی:

بود نشانِ خدنگِ دو جور کیش دلم
کہ چوں کمان و نشاں پیشِ یک دگر بند است

طغرا:

چوں زر شدہ منظورِ بتاں از رہِ خوبی
من بعد گرفتاریِ من پیشِ زر اولی

(۱) م: پیشتر وہائی، تصحیح از ب (۲) م: مجمی، تصحیح از ب
(۳) م: کشتن

پیش کشیدن: درعتاب گرفتن۔(ع)۔محسن تاثیر:

شوخیِ زلفِ کجت خوار کند سوسن را
می کشد پیش ز آئینۂ رُخت گلشن را

وبہ معنیِ 'پیشکش' نیز؛ سند درتحقیقِ 'این و ازیں' گذشت۔
وحشی نیز گوید:

کشیدم پیشِ من ہم گوہرے چند
ز دُرجِ طبعِ رخشاں جوہرے چند

و'ملاطفت کردن' نیز۔یحیٰ کاشی:

ممنونِ سادہ لوحیِ خویشم کہ تو خطاں
گاہے برائے خندہ مرا پیش می کشند

پیش نماز: ترجمۂ امام کہ درخلفِ اُونماز کنند۔والہ ہروی:

جبہہ سایانِ سجودِ درِ اجلال ترا
آسماں درصفِ پس آمدگاں پیش نماز

پیش خواں: مُعرِّف؛ یعنی چوں کسے درمجلس وارد شود بیانِ حسب ونسب اُوکند تا اہلِ مجلس درخورِ آں تعظیم ومراعاتِ اُوکنند۔(ع)۔ظہوری:

در خلاصم رستمی ہا کرد عشق
پیش خوانِ قصۂ من بیژن است

پیشانی: درکتبِ لغت بہ چند معنی نوشتہ؛ متاخرین ازآں جملہ بہ معنیِ لیاقت وشایستگی ووسعت وفراخی آرند۔(ع)۔
مثالِ معنیِ اوّل؛ صائبا:

مشکل کہ کشاید گرہ از رشتۂ کارم
ابروے تو پیشانیِ ایں کار ندارد

دوم، نیز ہم اُو فرماید:

خلق [۱] مجنوں را نہ سازد ننگ جوشِ دام ودد
کوہ را دیوانگی پیشانیِ ہاموں دہد

پیش مصرع: مصرعِ اوّلِ بیت۔ناظم ہروی درنعت گوید:

مناسب مصرعِ آں شاہِ مطلع
کہ دارد از خدا اے پیش مصرع

پیش دامن: خادم۔(ع)۔سراجاے نقاش:

ازاں درفشِ فریدوں گرفت عالم را
کہ پیش دامنِ آہنگرِ صفاہان است

پیش کش: آنچہ بہ طریقِ نذر گزرانند۔سنجر کاشی:

زاں دم کہ شنیدیم کہ اکسیر [۲] وجود است
جاں پیش کش آریم پےِ بیش بہا را

'سلامی' و'سلامانہ' مرادفِ آن است، اِلّا دراستعمالِ عموم وخصوص واقع است؛ سلامی وسلامانہ نذرِ خاصے است کہ درلقیۂ اولیٰ بگذرانند وپیش کشِ عام است، خواہ در وقتِ مذکور بگذرانند خواہ دراوقاتِ دیگر، بل درحضور پیش کشند یا از جاے دیگر ارسال کنند۔سند [۳] درمقامِ خود خواہد آمد۔

پیش گرفتن: سدِّ راہ شدن۔ظہوری:

چو سیلِ شوق بر آورد موجۂ طوفاں
نمی توانش بہ خاشاکِ صبر پیش گرفت

پیش جنگ: کسے است کہ بے انتظارِ کومک واعانتِ رفقا جنگ کند۔(ع)۔سالک قزوینی:

---

(۱) م:خلق (اضافت کے ساتھ) (۲) م:اکثیر،تصحیح ازب
(۳) بسند،تصحیح قیاسی

نازے بس است طاقتِ مارا، ترا کہ گفت
سر خیلِ فتنہ کن مژۂ پیش جنگ را

پیغام کاغذی: پیامے کہ بہ وسیلہ مکتوب ادا کنند۔
خان خالص:

آمد بہ ما ز سوے تو پیغامِ کاغذی
خوردیم از نشاط، مے از جامِ کاغذی

پیلتہ پیچ: چہارم مثناتِ فوقانی، ششم بائے عجمی و آخر جیم فارسی؛ چیزیکہ مثلِ فتیلہ تاب یافتہ باشد۔ ایں اصطلاح لوطیان است؛ ایں جماعہ 'فتیلہ' را 'پیلتہ پیچ' گویند۔ (ع)۔ میر نجات:

مدعی ورزشِ بے جا چہ کنی ہیچی پیچ
چند باریک بریکی، شدہ اے پیلتہ پیچ

بیلور[1]: بالامِ موقوف؛ کسے است کہ مسی و سفیدآب و امثالِ آن، کہ از آرائشِ زنان است، در کوچہ و برزن فروشد۔ (ع)۔ در کتبِ لغت بہ معنی 'طبیب' و 'دارو فروش' نوشتہ اند۔ مخلص کاشی:

ایں مسئلہ[2] از ہم طلباں معرکہ گیرند
ایں خرقۂ پشمینہ کشاں پیلوراند[3]

پے غلط و پے گور کردن: محو کردنِ نقشِ پا تا کسے پے نبرد۔ بعضے گویند، اوّل از عالمِ نعل واژوں زدن است، مآل واحد است۔ ظہوری:

ذوق از پے غلطِ عشق ببالد بر خویش
آشنائے دگراں گشتہ و بیگانۂ ما

---

(۱) ب: پیلہ ور　　(۲) م: مسالہ
(۳) ب: پیلہ ور

نظیری نیشاپوری:

سیارۂ اَقطاع ز خوفِ تو بہ ہر صبح
پے گور نمایند رہِ کاہکشاں را

بہ معنی 'محو کنندۂ نقشِ پا' نیز آمدہ۔ حیاتی گیلانی:

در کعبہ و در دیر بجستیم و نہ دیدیم
از پے غلطِ خود ز کہ پُرسیم سراغے

ایضاً (رُباعی):

آنم کہ بہ عقل در جنوں می کردم
بلہانہ بہ ہر سحر و فسوں می کردم
با آنکہ رہِ مقصدِ خود می دانم
پے گور بہ نعل واژگوں می کردم

پینہ[1]: خراشیدہ و پِنہ[2] خراشیدگی، سیاہ و سخت است کہ بر دست و پاے مردم از کثرتِ کار ظاہر شود۔ شیخ عبدالرشید در ترجمہ لفظ 'ثفنہ' نوشتہ۔ صائبا:

بر کہن سال شعرِ تازہ مخواں
کہ دلِ پینہ[3] بستہ اے دارد

ناظم تبریزی در ہجو محسن و صبحی گوید:

پینہ بستست خصیۂ[4] ہر دو
بس کہ از دَکّہ[5] گوں بہ گوں زدہ اند

یحییٰ کاشی:

یکے مُشت در کارم از کینہ کرد
کہ ہم چوں شتر کہ سینہ ام پینہ[6] کرد

(۱) و (۲) م: پنبہ، تصحیح از ب　　(۳) پنبہ، تصحیح از کلیاتِ صائب
(۴) م: خصیہ
(۵) ملکہ؛ ب: حکہ، تصحیح از غیاث، 'دکّہ' بمعنی دھکا۔ م: محاورہ 'تاب زخمہ دارد' میں 'دکّہ' صحیح لکھا ہے۔　　(۶) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

شفائی (رُباعی):

آخر چہ کند زخمۂ چرمینۂ تو
با گون کلہ خوردۂ پُرپینۂ(۱) تو
یک بار تو خود بفہم یک مسئلہ را
چند از رہ گوں نہند در سینۂ تو

پیہ کردن: بالیدن و لحم و شحم بہم رسانیدن۔ مولوی جامی:

گفتی، شرا بہ رشتۂ جاں آتش افگنم'
چوں شمع می کند دلِ من زیں نشاط پیہ

پیہ گرفتن و آوردنِ چشم: کنایہ از زوالِ بینائی، چہ افزونی پیہ چشم سبب نابینائی است۔ محسن تاثیر:

بعد عمرم کا مشب آں مہ محفل آرائے من است
پیہ اگر چشمِ رقیب آرد چراغم روشن است

مسیح کاشی:

ز تنگ چشمی گرفتہ پیہ چشمِ فلک
مگر کہ می کشم از پلک چشمش ایں شرناق

'الشِّرناق: زیادة شحم فی الجَفَن الاعلیٰ'، نقل من 'شرح الموجز'

پینکی(۲): مقدمہ خواب و آں بیشتر تریا کی را رُو دہد۔ در تازی 'سِنَہ' گویند۔ کلیم در ہجو گوید (رُباعی):

محسن دائم سرش در سینہ زدہ
از شنبہ جُرت تا بہ آدینہ زدہ

[گذشتہ سے پیوستہ]
یہاں ٹھیک لفظ لکھا ہے، اس سے پہلے ہر جگہ 'پنبہ' ہے۔
(۱) م: یہاں بھی درست طور پر 'پینہ' لکھا ہے۔
(۲) م: پنیکی (دوسرا حرف ن)، صحیح از ب، اشعار میں صحیح لفظ لکھا ہے۔

با سجدۂ ایزد آشنا نیست سرش
پیشانیِ او ز پینکی پینہ زدہ

باقر کاشی (رُباعی):

آں خواجہ کہ چوں چراغ یک آب نہ خورد
تا بود، کسے ز پرتوش فیض نہ بُرد
مانندِ چراغے کہ بود کم روشن
از اوّلِ عمر پینکی زد تا مُرد

و صاحب ایں حالت 'نیز'؛ لیکن خاص بہ ایں معنی دانستن و انکار از معنیِ اوّل نمودن خلافِ جمہور است۔

پیہ چیزے بر(۱) خود و غیر مالیدن: بہ صفتِ او متصف ساختن۔ سلمان ساوجی:

گرگ است در عہدِ شما از بُز گریزاں گوئیا
عدلِ تو شحمِ گرگ را مالیدہ در لحمِ غنم

استاد (رُباعی):

تا پیرہنِ حیات را پوشیدم
با شعلہ نخست ہم زباں گردیدم
القصہ کہ پیہ سوختن را چوں شمع
روزِ اوّل بہ خویشتن مالیدم

پیہ گرگ بر پیراہن(۲) مالیدن: مکر و فریب کردن۔ (ع)۔ سند در 'دستِ چرب بہ سر کشیدن' خواہد آمد۔ صائبا نیز فرماید:

عزیزِ مصر زحمت خواریِ اخواں نمی بیند
چو پیہ گرگ می مالند بر پیراہنِ یوسف(۳)

---

(۱) ب: بہ (۲) ب: پیرہن
(۳) نیز ب: صائب:

پیہ گرگست کہ بر پیرہنم مالیدند
دستِ چربے کہ کشیدند عزیزاں بسرم

تناظرِ تاے مثناتِ فوقانی از منظرِ الف:

تاب خانہ: خانہ اے کہ درآں جامکاری کردہ باشند و نیز کرسی و بخاری درآں باشد۔ (ر)۔ و صاحب 'فرہنگِ جہانگیری' بہ تاویلاتِ کثیرہ نوشتہ کہ ایں مختصر برنہ تابد۔ صائبا گوید:

اے برقِ خانہ سوز کہ نعلت در آتش است
در تاب خانۂ جگرِ ما چگونہ ای

کمال خجند:

گریۂ عاشقاں میں ز بروں
روز باراں بہ تابخانہ در آے

تا بہ خود و برخویشتن جنبیدن: خبردار و آگاہ شدن و بہ خود وارسیدن۔ یحییٰ کاشی گوید:

باد کینت چوں وزد، عاشق چو نخل میوہ دار
تا بہ خود جنبد سرش در پیشِ پا افتادہ است

میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ:

یک نفس گردِ کدورت زندہ در گورش کند
تا تپید نہاے دل برخویشتن جنبیدہ است

تابدار: قماشے است کہ نخش را تاب دادہ بافند و آں دیر مدار بود؛ بیشتر در یزد بافند۔ (ع)۔ فوقی:

نیست جاے جلوۂ کماے ہزل[1] من بہ یزد
تابدار ایں جا تحکّم[2] بر غریبی می کند

تابِ زخمہ دارد: لوطیاں گویند، 'فلاں امرد تاب بہ زخمہ

(۱) ب: نزل، لیکن 'کماب' کے تحت اسی شعر میں 'ہزل' ہے۔
(۲) جہکم (ہاے ہوز کے ساتھ)

دارد'، یعنی تابِ حرکاتِ جماع آرد۔ (ع)۔ طغرا در ہجو پوپلی گوید (فقرہ):

نسبت بہ شیخکِ زن اساس و اوِیسکِ خلقی[1]
لباس تابِ زخمہ دارد۔

'زخمہ' بہ معنیِ حرکتِ جماع کہ آں را 'دگّہ' بہ دالِ مہملہ نیز گویند۔ (ع)۔ سند در 'پینہ' گذشت۔

تاج پوش: کرباسے[2] است کہ بر رُوے تاج کشند، یعنی غاشیۂ تاج۔ وحشی:

گر بود تاجِ زرِ خور، چوں ز سر خالی بماند
تاج پوشے نیست از خاکِ سیہ لایقِ ترش

تاجِ شمع: شعلۂ شمع۔ زلالی:

بہ مجلس اشک ریزاں سر نہادم
ز تاجِ شمع بالیں بر نہادم

تار و مار[3]: زیر و زبر۔ (ج)۔ کلیم:

ہر تارِ پیرہن شدہ مارے بہ قصدِ خصم
جز دشمنش کہ یافتہ معنیِ تار و مار

تارِ بے جان: بہ جیمِ تازی؛ تارِ نازکِ پُرضعیف، تاب نہ یافتہ۔ میرزا صائبا:

(۱) ب: چینی　　(۲) ب: کرپاس
(۳) ب: تارومار، دتال و دال۔ حسین ثنائی (ب: سنائی، جو غلط ہے۔ صحیح از غنی):

گر فتنہ بود چوں سرِ زلفت باجی
اکنوں نسیمِ عدلِ تو اش تار و مار کرد

میرزا صائب:

یک دل حواس جمع مرا تار و مار کرد
زلفِ شکستۂ تو بصد دل چہ می کند

چند زنجیر کند پارهٔ دلِ بے تابم (۱)
تارِ بے جانے ازاں طرّهٔ طرّار بیار

همان را 'رشتهٔ بیجان' گویند۔

تافته: قماشے است ابریشمی۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

چو گلبدن شود از لطف داغدار تنش
اگر ز تافتهٔ مه کنند پیرهنش

تا شاه رگ و دم دارد: یعنی تا جان دارد و 'تا نفس باشد' مرادف آں است۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

مریضِ عشق چوں دستے که بند تسمهٔ فصادش
کمر بندد به خونِ خویشتن تا شاه رگ دارد

سالک یزدی:

زخوے گرمِ اُو خواهم زدن دم تا دمے دارم
در آتش می روم چوں باد و ترسیدن نمی دانم

طغرا:

تا توانم هم چوئے لب برلبِ مطرب نهاد
از لبش لب برندارم تا نفس باشد مرا

تالار: به قول میر انجو عمارتے بود که هر چهار طرفش ستونها در زمین فرو برند و بالاے آں را به چوب و تخته گیرند۔ و از اهلِ ایران مسموع شد که عمارتے است که پیشش بسته و هر سه طرفش وا باشد۔ ناظم هروی:

تالارِ عاشقی را کوته ستون نمی خواست
زد بے خودانه منصور بر پاے دار دستے

صائبا در صفتِ عمارتِ شاه عباسِ ثانی گفته:

(۱) م: بیتابم (تیسرا حرف 'سین')

کشتیِ نوح است بال از بادبان وا (۱) کرده ای
در نظر ها صورتِ تالارِ اُو باسایبان

تأله: از بابِ تفعّل (۲)؛ پرستشِ حق کردن۔ (ک)۔
ایں لفظ در 'اکبرنامه' بسیار است؛ از آں جمله گوید (فقره):
مولانا عبدالرزّاق گیلانی که در حکمتِ نظر و تألّهٔ بینشِ فراواں سرمهٔ دیده وری (۳) اُو بود، الیٰ آخره۔
و مُتألّه به ضمِ میم و فتحِ همزه (۴) و لامِ مشدّد؛ عبادت و زاری کننده؛ از 'فرهنگِ اخلاقِ ناصری'۔

تاهو: شرابے که به قرع و انبیق کشند۔ (ج)۔ و آں را 'شرب بعرقی' گویند۔ (ر)۔ شاعر:

نیے ز جهاتِ رقص پهلو است
واں نیم دگر شراب تاهو است

تاے تشریف: یک خلعت۔ انوری:

تاے تشریفِ صاحبِ عادل
که جهاں را به عدل صد عمر است

لفظِ 'تا' و 'ته' موضوع است براے عدد، چنانکه 'یکتا' و 'دوتا' گویند۔ تاے قبا و تاے پیراهن و تاے نان و ته نان۔ اشرف:

دیدهٔ نرگس شود بینا اگر فصلِ بهار
یوسفم با تاے پیراهن ز بستان بگذرد

مسیح کاشی:

پیاز را ز فلک حلّهٔ فراوان است
نصیب غنچهٔ گل جز تهِ قباے نیست

(۱) م: وان، تصحیح از ب (۲) م: تفعّل، تصحیح قیاسی
(۳) م: دوری ('دال' کے ساتھ) (۴) م: بوهمزه

علی نقی کمرہ (ای):

خونِ سبیلِ عاشقاں رفتہ چو سیلِ بے بہا
رفتہ[(۱)] کز مشکِ آبِ خوں عشق بہ تاے ناں دہد

یکتا پیرهن،[(۲)] شخصے است کہ یک پیرہن در برداشتہ باشد۔ کلیم:

شب قباے صبرِ دلہا چاک شد چوں آمدی
ہم چو شمعِ خلوتِ فانوس یکتا پیرہن[(۳)]

کنا مخفف 'تا' ہم ہست۔ (ر)۔ وحید:

از اُحولی، وحید دو بینند مرداں
سازِ دوتاے دیر و حرم را نوا یکے است

خواجہ حافظ شیراز:

مغنّی ملولم، نواے بزن
بہ یک تاہِ اُو دوتاے بزن

(۱) م: رفت، تصحیح از ب
(۲) و (۳) ب: پیراہن؛ عبداللہ وحدت قمی:

تو کز بندِ قبا وا کردنش رخت سفر بستی
چہ خواہی کرد گر یکتاے پیراہن بروں آید

تناظرِ تا از منظرِ باے موحّدہ:

تبِ استخوانی: تپ دق۔ ظہوری:

تپ حاسداں استخوانی شدست
گلِ سرو مہراں خزانی شدست

تبِ سوختہ: تبے کہ از احتراقِ اخلاط عارض شود و آں البتہ موجبِ ہذیان و اختلالِ حواس باشد۔
سنجر کاشی:

در ختمِ دعا کوش، مسیحا چو طبیب است
سنجر ز تبِ سوختہ چند ایں ہمہ ہذیاں

تب بستن: ازالۂ تب کردن از حیلہ و افسوں، بدونِ استعمالِ ادویہ۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

چہ می لرزی ز بیمِ مرگ بر خود، بادہ پیش آور
کہ ایں تب لرزہ را یک ساغرِ سرشاری بندد

مقیما:

نمی آید ز کس ایں کار جز بادامِ چشمِ اُو
تبِ لرزِ دلِ بیمار را از یک نظر بستن

تبّت واژگون و واژون: آیۂ کریمہ 'تبّت یدا أبی لہب'،[(۱)] از بہرِ دفعِ بلا واژون خوانند۔ سالک یزدی:

تا ز سرِ تو وا شود مایۂ صد ہزار غم
'تبّت' واژگوں بخواں عقلِ ستیزہ راے را

میرزا صائب:

(۱) سورۂ 'اللّہب' (۱۱۱) کی پہلی آیت

بے طاقتی مکن کہ بلاے سیاہ خط
از صد ہزار حبّتِ واژوں نمی رود

تبق زدن: ورم کردنِ عضوے از اعضاے ست۔
میر الٰہی (۱) ہمدانی (رباعی):

ہر دم بہ فلک تبق زند بینی تو
پہلو ہمہ بر افق زند بینی تو
چرم ہمہ پیلہا بہ پالش نہ رسد
چوں با تو اگر تبق زند بینی تو

(۱) م: آلھی، تصحیح از غنی (ص ۱۱۸)؛ پورا نام میر عماد الدین محمود (م۔۱۰۶۴ھ)

تناظرِ تا از منظرِ حاے مہملہ:

تحت الحنک: معمولِ زہاد است یک (۱) پیچ عمامہ از تحت الحنک گذرانیدہ بہ سر پیچند؛ حنک بالتحریک، زیرِ زنخ (۲)۔ (ص)۔ آں را 'تلحّی' بہ حاے مہملہ، نیز گویند۔ کما وارد (۳) فی الحدیث صلعم:

'انّہٗ نہی عن الاقتقاط و امر بالتلحّی'۔
و 'الاقتقاط' بہ ہر دو قاف، بے تلحّی عمامہ بستن۔ (ک)۔

صائبا:

ہیچ کس منکرِ تحت الحنکِ واعظ نیست
ایں قدر ہست کہ چسپاں تر ازیں می بایست (۴)

تحریر: معروف؛ و خطے کہ بر گردِ نقش کشند۔ (ح)۔
محتشم کاشی:

تا خطت یافتہ تحریرِ رُخِ سادہ رُخاں
پیشِ رخسارِ تو نقشے است کہ بے تحریر است (۵)

و آوازِ پیچیدہ کشیدنِ موسیقیاں۔ ظہوری (رباعی):

از نغمۂ شاہ زہرہ کیچ (۶) افتادہ است
ایں جا نغمات جملہ ہیچ افتادہ است
مرغولہ شود صدا ز تحریرِ آتش
زاں رُورہ گوش (۷) پیچ پیچ افتادہ است

(۱) م: یکا، تصحیح از ب
(۲) م: زنخ (تیسرا حرف حاے حطّی)، تصحیح قیاسی
(۳) م: درد، تصحیح قیاسی (۴) م، ب: کیچ، تصحیح از غیاث
(۵) م: کوش (۶) و (۷) حاشیے آگے ملاحظہ فرمائیے۔

تناظرِ تا از منظرِ خاے معجمہ:

تختۂ تعلیم: لوحے کہ اطفال بر آں مشق کنند۔ سلیم:

چشمِ دل از پرتوِ دیدار روشن می شود
تختۂ تعلیمِ اربابِ نظر آئینہ است

تختہ شدنِ یاقوت: مسطح شدنش۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

مفتونِ راہ و رسمِ ہنرور نمی شود
یاقوت اگرچہ تختہ شود در نمی شود

تختۂ پوست: ہماں 'پوست تختہ' کہ گذشت۔

ابونصر نصیرائے بدخشانی:

با کلاہ نمد بہ تختۂ پوست
شہریاریم (۱) تاج و تخت این است

تختۂ حمّام: تختۂ سنگی کہ در حمام برائے ادائے نماز گذارند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

ہر چنارے را کہ عادت کردہ با سوزِ جگر
تختہ اش جز تختۂ حمام نتواند شدن

تخت: معروف، و چاق شدنِ دماغ از نشاء۔ (ع)۔ سلیم:

گل از بستاں کشیدہ سوے اُو رخت
شقایق را درو تریاک بر تخت

محسن تاثیر:

چو نیست تختِ دماغت سخن گلو تاثیر
کہ شاہ بیتِ بلندِ تو بابِ اورنگ است

ظہوری (رُباعی):

ایں نشاہ کسے کہ یافت صاحب بخت است
بر نرمِ دلاں جدائیِ اُو سخت است
شاہنشہِ نشاہ ہا اگر نیست چرا
گویند کہ 'ہی فلونیا (۲) بر تخت است'

تختگاہ: نام قہوہ خانہ ایست واقع صفاہان۔ (ع)۔
میرزا صادق دست غیب گوید در 'دستور العمل سیر صفاہاں'، مثنوی:

گرد و چوں شوقِ خضرِ راہت
بنماید راہِ تخت گاہی

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۱) نیز ب: حکیم رکنائے کاشی:

ہرگز نخدم بسوزنی بار کسے
ویں دیدہ ندوخت چشم بر تار کسے
صد شکر کہ در جہاں نہ بستم ہرگز
تحت الحنکے بقصدِ دستار کسے

حکیم زلالی:

مہر جنازہ سوارے ست کش نیزہ بکف
بستہ از ہالہ برعکس عرباں تحتِ حنک

(۲) نیز ب: سنجر کاشی:

بیار نامہ فرستادہ ام بایں مضموں
چنیں بخونِ دل و دیدہ کردہ ام تحریر

سالک یزدی:

مانی از شرمِ رُخت تصویر نتواند کشید
در کشد ہمچوں خطت تحریر نتواند کشید

تصحیح

(۱) م: شہریارم، تصحیح قیاسی

(۲) غیاث کے مطابق ایک نشہ آور معجون

بنی صد تختِ خسروانہ
ہر یک ز بتاں نگارخانہ
نسریں بدنانِ ماہ پیکر
غلیاں سازند قہوہ آور

تختہ شلنگ زدن: مقرّرِ کشتی گیران است کہ ہفت ہشت تختہ بہ دیوار قائم کردہ و زنگہا بہ آں بستہ بہ وضعِ معہود برآں شلنگ زنند۔ (ع)۔ و شلنگ جستن و پا افشاندنِ شاطران و کشتی گیران است۔ میر نجات:

دل دگر گرم تپیدن شدہ در سینۂ تنگ
می زند آں بتِ طنّاز مگر تختہ شلنگ (۱)

'شلنگِ تختہ زدن' نیز۔ خان خالص:

چنیں گر بر درِ مردم شلنگِ تختہ خواہی زد
ترقّی گر کنی آخر تو کشتی گیر خواہی شد

تختہ بر سرِ کسے شکستن: خراب و رسوا کردنش۔

سالک یزدی:

خُرد مشمار کہ ما قطرۂ طوفاں زائیم
تختہ بر سر شکند شورشِ ما دریا را (۲)

تخم چیزے برافتادن: کنایہ است از نابود و معدوم شدنِ آں بہ حیثیتے کہ نام و نشان از آں نہ ماند؛ گویند، 'تخمِ فلاں برافتاد'۔ طغرا:

تا کف کشودیم بر شاخِ عشرت
شد قطعِ گل تخمش بر افتاد

تخش: بہ شینِ معجمہ؛ نوعے از کمان کہ تیر از آں بہ تعبیہ اندازند۔ (ر)۔ مجد الدین علی قوسی نیز بدیں معنی نوشتہ۔

ظہوری:

بہ عطرے کہ عطّار گیسو دہد
بہ تیرے کہ از تخشِ ابرو جہد

ہاتفی:

ز ہر سو دوانند (۱) پرّندہ رخش
بداں ساں کہ تیر از کمانہائے تخش

میرزا صائبا:

گر اشارت نیست با چینِ جبیں ہم قانعم
تیرِ تخشے زاں کمانِ ابرواں ما را بس است

وحشی در مثنوی موسوم بہ 'ناظر و منظور' گوید:

کمانِ تخش از ہر سوے میداں
لب زہ می گرفت از کیں بدنداں

بعضے گویند، 'تیرِ تخش' 'بان' است کہ در جنگہاے ہند مرسوم است، و آں آہنے باشد مجوّف کہ از باروت پُر کردہ آتش برآں زنند و جانبِ خصم بہ ہوا اندازند، گویند، صاحب 'برہانِ قاطع' نیز بر ایں است۔ مع ہٰذا شعرِ وحید و اشرف اِشعارے بداں دارد۔ وحید:

تو گوئی چو شد تیرِ تخشش بلند
کہ کردست ایں رعشہ در خاک بند

اشرف:

---

(۱) م: ہر جگہ 'شلنگ' (کاف کلمن)، ب اور غیاث: شلنگ
(۲) نیز ب: محمد قلی سلیم:
ہر جا کرشمہ شیوۂ تعلیم سر کند
شاگرد تختہ بر سرِ استاد بشکند

(۱) ب: دوادند

از بس کہ گرم سوے عدویش رواں شود
چوں تیرِ تخش ناوک آتش فشاں شود

تیرِ چرخ، بہ معنی 'بان' نوشتہ۔ (ج)۔ بہ زعمِ بعضے، 'تیرِ چرخ' تیرِ کمانِ سخت است، 'چرخ' بہ معنی 'کمانِ سخت' آمدہ است۔
طالب آملی:

غفلت اناملی نہ کند آشنا بہ زہر
چوں تیر اگر بہ چرخ در آرند تیر مار

حیاتی گیلانی:

در دلِ خارہ در روم چو شرار
تیرِ چرخم کہ سخت کارگرم

'کمانِ چرخ' یکے از آلاتِ قلعہ گیری۔ (ک)۔ فعلی ہٰذالتقدیر۔ بہ معنی 'کمانِ رعد' است کہ خواہد آمد۔

تخم بازی: روزِ نوروز و عید بہ بیضہاے رنگیں بازی کردن۔ طغرا:

بہ ہر قصرِ گل کودکے ترّے
گرفتہ بہ کف بیضۂ ششّے
کہ در باغ ہنگامہ سازی کند
ز رُوے طرب تخم بازی کند (۱)

تُخم دان: بالضم؛ جاے کہ نہال در آں جا کارند و از آں جا برداشتہ جاے دیگر بنشانند و ایں زبانِ اہلِ شیراز است۔ میر نجات:

چشم بیادِ قدِ تو اے سرو خوش خرام
از گریہ تخم دانِ نہالِ صنوبر است (۲)

---

(۱) نیز ب: سیفی:
خوش است بر سرِ کو تخمِ مرغبازیِ یار
نشستہ ہر طرفے عاشقاں قطار قطار

(۱) م: (۲) نیز ب: محسن تاثیر:
ز جمعِ مالِ ممسک چوں زمینِ تخمداں باشد
کہ یک جا مالِ او آخر نصیبِ دیگراں باشد

تناظرِ تا از منظرِ دالِ مہملہ:

تدارک: اسمِ مصدر است، بہ معنیِ دریافتن و بہ دست درون۔ (ک)۔ مخلص کاشی:

تصدیع در تدارکِ ہر ماحضر مکش
داری چو سرکہ و نمکے درد سر مکش

تناظرِ تا از منظرِ رائے مہملہ:

ترنج و نارنج در سمور پنهان شدن: نہایت خوبیِ سمور است کہ ترنج و نارنج در تیغۂ سمور پنہاں شود۔ (ع)۔ تیغہ، مژۂ سمور را گویند۔ سمور جانورے است کہ عرب 'وشع' گویند، بہ شینِ معجمہ و عینِ مہملہ۔ (ک)۔ سعید اشرف:

سمورِ خطِ مُشکینش چناں خوش تیغہ افتادہ
کہ می گردد ترنجِ غبغبِ اُو درمیانش گم

سلیم:

چوں پشتِ لالہ گرم نہ باشد، کہ می شود
نارنجِ آفتاب نہاں در سمورِ ابر

تریاک بریدن: گذاشتنِ تریاک۔ شفیع اثر:

بریدن از تو برنگِ بریدنِ تریاک
رسانده است بہ لب جانِ ناتوانِ مرا[1]

ترش شیریں: موقوف؛ می خوش را گویند۔
رضی دانش[2]:

---

(۱) نیز ب،عشرتی:

یک لطفِ نمایانِ تو در حقِ من ایں بود
کز وعدۂ تریاکِ تو تریاک بریدم

محمد سعید اشرف (رُباعی):

یاراں مکنید تلخ بیباکی را
مجبور مسازید منِ خاکی را
دشوار تر از بریدنِ شاہ رگ است
تریاک اگر برید تریاکی را

(۲) مولانا امام الدین ریاضی

در تبسم بہ جنبش چین است
حُسنِ شوخش چہ ترش شیرین است

ترازو زدن: کنایہ از آں کہ چوں رُوستائی اے در شہر وارد شود بازاریان ترازوے مس یا برنج بردارند و در قفائے اُو روان شدہ ترازو بہم زنند تا آوازے از آں برآید و مردمِ شہر مطلع شدہ ہنگامۂ ریشخند گرم کنند۔ (ع)۔ سالک قزوینی:

در پےِ عقل جنوں گرم ترازو زدن است
شہر دیوانہ کند مردمِ صحرائی را

ترجمان: کسے است کہ از طرفِ متکلّم برائے مخاطبے کہ زبانِ اُو را نہ فہمد، واسطہ شود و مخاطب را فہماند۔ در کتبِ تاریخ بدیں معنی بسیار است۔ (ر)۔ در فارسی آں را 'پچواک' گویند، با اوّل و دومِ (۱) عجمی۔ (ج)۔ سلیم:

گفتگوے خامشاں را ترجماں درکار نیست
لال می فہمد بہ آسانی زبانِ لال را

و بہ معنی 'نیاز و تحفہ اے کہ بہ عذرِ گناہ گذرانند' نیز استعمال شود۔ مجد الدّین علی قوسی نوشتہ؛ ایضاً:

کار بر قانونِ ساقی کن در ایّامِ بہار
ترجماں داری نمی گر بر زمیں پیمانہ را

تری: بے دماغی و ناخوشی و ظرافت۔ میر الٰہی ہمدانی:

دلِ بے حوصلہ را تابِ ظرافت نہ بود
از تری داغ شود آئنہ گر فولاد است

سعید اشرف:

از تریہاے جہان است مکدّر دلِ ما
ہمچو آئینہ کہ از نم ز صفا می اُفتد (۲)

(۱) م: دویم (۲) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

ترکی تمام شدن: غرورِ کسے آخر شدن و ظاہر گشتنِ عجز در فتنے کہ دعوی کند۔ ظہوری:

چو در ترکتازی کند اہتمام
شود ترکیِ ترکِ گردوں تمام

ترک: بہ معنیِ کلاہ، و گوشۂ کلاہ نیز۔ اوّل؛ نظامی گنجہ فرماید:

ز سر ترک برداشت، گفتا منم
ہزبرے کہ زیں گونہ شیر افگنم

حسن بیگ رفیع:

ز فقر بہر چہ محروم کردہ ای خود را
بیاد گوشۂ ترکے ازیں کلاہ ببر

دوم؛ سالک قزوینی:

من ترکِ کلاہِ نمدِ فقر نہ گویم
سازند گر از بالِ ہما ترکِ کلاہم

مصنّفِ 'بہارِ عجم' گوید کہ بعضے شارحین در معنیِ بیتِ مذکورِ شیخ گنجہ نوشتہ اند کہ وقتِ خوشی و مفاخرت کلاہ از سر برداشتن رسمِ ولایت است؛ امّا ایں معنی از ہیچ کتاب ظاہر نیست، بل آنچہ دیدہ شد، ہنگامِ تواضع از فرنگیاں چنیں رسم می زند، بہتر آن است کہ کلاہ از سرِ مخالف برداشتن بود، یعنی کلاہ از سرِ خصمِ مقتول برداشتہ بہ مردم (۱) نمود کہ از من چنیں کار بہ وقوع آمدہ و

[گذشتہ سے پیوستہ]
نیز ب؛ صائب:

تلخیِ عالم ناساز شرابست مرا
تریِ بدگہراں عالمِ آبست مرا

ولہ:

سر بر نیاوردم ز تری روز باز خواست
از بسکہ دیدہ ام تری از آسمانِ خنک

(۱) ب: بلشکرش

ایں از راہِ مفاخرت باشد۔ انتہا کلامہ۔

بندہ وارستہ از ثقافتِ ایران شنیدہ کہ چوں کسے خواہد خود را بہ دیگرے بشناساند کلاہ را از مقدمِ سریک سُو کند و بہ مؤخرِ سر برساند، وایں کنایہ است از پیدا کردنِ سَر دُروے[1] خود و گوید: ہاں! مرا شناس کہ من بہ ایں بزرگی و شجاعتم'۔ در شعرِ حکیم شفائی بہ تصریح دیدہ شد۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

ترک جوش: یخنیِ نیم خام؛ غیر مہرا کہ معمول ترکان است۔ (ج)۔ سالک یزدی:

آشوب حشر کردہ اے شورِ جنونِ ماست
طوفاں نمی شود نمکِ ترک جوشِ ما

ترقین: بہ کسرِ قاف؛ رقم کردن و بہ کرسی نشاندنِ سطور و تزئین آں بہ اعراب و سیاہ کردنِ موضعے از فردِ حساب تا گماں[2] نہ شود کہ ایں را برائے نوشتنِ چیزے سفید گذاشتہ اند۔

'الترقین: تسوید الموضع لئلا یتوھم انہٗ ابیض، لئلّا یقع فیہ الحساب[3]'۔ ایں اصطلاحِ اہلِ دفاتر است۔ مغانی بلخی:

دفترِ فضلِ ترا تیر است یک ترقیں طراز
مجلسِ عیشِ ترا ناہید یک رامشگری[4]

تِرِنْد: بہ کسرِ تین؛ مرغے است کوچک کہ در تازی 'صعوہ' و در ماوراء النّہر 'دخترِ صوفی' گویند۔ (ر)۔ تاثیر:

نخچیرِ دو چشمِ باز[1] آں آہوے رند
گر خیلِ کبوتر است در جوق ترند

تراش: معروف؛ و بہ معنیِ 'طمع' نیز آرند[2]۔ (ج)۔ ظہوری:

در تراشِ اہلِ طمع خوش دل خراش افتادہ اند
می کنم ہموار خود را در تراشِ دیگرم

تر نوازی: خوش خوانیِ مطرب۔ (مح)۔ زلالی:

زدی رودِ رواں در پردہ سازی
بہ گوشِ خشک مغزاں تر نوازی

بہ مجاز 'خوش زبانی' است[3]۔ (مح)۔

تریاک و تریاق: افیون؛ اوّل مشہور است، لیکن بہ ایں معنی از مستحدثات است۔ در قدیم نہ بود۔ (ر)۔

دوم؛ نجر کاشی:

عشق کامروزم چنیں جاں می فشارد در خمار
اوّلم در دل فریبِ نشاۂ تریاق شد

قافیۂ غزل 'عشاق' و 'شلتاق' است، و ہر دو معنیِ 'پاز ہر' آمدہ۔

---

(۱) م: سر و روی (۲) م: گمان
(۳) ب: 'نفائس الفنون' کا حوالہ دے کر اس عبارت کا فارسی ترجمہ دیا ہے:
ترقین – خط کشیدن بر حساب نوشتہ تا ظاہر شود کہ نوشتہ در حساب آمدہ بود، بعد ازاں گردانیدہ شد۔
(۴) ب: رامشر زین

---

(۱) م: بازار
(۲) ب: بمعنیِ تراشیدہ و مہر بدیں معنیِ 'نیز'۔ میرزا صائب:
جنوں بہانہ تراش است و شوق طفل مزاج
ز رقصِ ذرہ مرا وجد و حال می گیرد
سالک یزدی:
بحسن و قبحِ جہانت چہ کار افتادست
بعیب خلق مبین و ہنر تراش مباش
(۳) نیز ملاحظہ ہو ب: مخلص کاشی:
زخم از مژگانِ تر باید زدن بر تارِ اشک
نغمہ دل کش نیست تا مطرب نباشد تر نواز

دوم بہ سند محتاج نیست۔ اوّل: شانی تکلو گوید:

درد ترا برابرِ درماں گرفتہ ام
زہرِ ترا تصوّرِ تریاک کردہ ام (۱)

قافیۂ 'خاک' و 'پاک' است۔

ترازو بر زمین زدن: ابرام و سماجت طلب شدن۔ (ع)۔
سلیم:

بہ دورِ او فلکِ خود فروش چند نہد
ز مہر و ماہ عبث بر زمین ترازو را

تر نفسی: مرادفِ تر زبانی۔' (ع)۔ شعرِ سعید اشرف گواہ است:

اشرف اندیشہ ازیں تر نفسی کن چو حباب
کآبرو بر طرف از نیم نفس می گردد

ترنجِ طلا و نارنج زدن: در قدیم الایام رسم بود کہ دخترِ پادشاہے چوں بہ سنِ (۲) تمیز می رسید، بر لبِ بامے بر می آمد و پادشاہزادہ ہاے کہ از اطراف بہ خواستگاری می آمدند، پاے دیوار حلقہ می بستند۔ ہر کرا خوش می کرد، ترنجِ طلا از بالاے بام بر سرش می زد۔ بہ ہماں جوان عقدِ او می بستند۔ (ع)۔ صاحبِ 'نگارستان' می نویسد کہ 'گشتاسب از پدرش رنجیدہ در لباسِ مجہول بہ روم شتافت۔ در آں وقت تورۂ سلاطینِ آنجا آں بود کہ چوں دختر را وقتِ شوہر شدے، ہجومِ خلایق را جمع آوردندے تا دختر یکے را منظور ساختہ ترنجِ طلا بہ جانبِ او انداختے۔ قضارا در آں ایام ہمیں ہجوم بود۔ دخترِ قیصر والۂ جمالِ گشتاسب شدہ ترنج بر او انداخت۔' انتہی مفاد کلامہٖ۔
محسن تاثیر:

اے آفتاب دم شبِ وصل از وفا مزن
زنہار ایں ترنجِ طلا را بما بزن

فغانی:

نشانِ سنگِ جفا سازدش بہ (۱) محرمِ راز
عروسِ دہر بہ ہر کس کہ زد بہ (۲) مہر ترنج

یحییٰ کاشی (رباعی):

داغش نہ بود بریں دلِ رنج زدہ
خوش کردہ مرا ز خلق و نارنج زدہ
بر فرق پُر از داغِ جنونم دستار
مارے است کہ حلقہ بر سرِ گنج زدہ

تر شدن: منفعل شدن، و آں پُر معروف است۔

تر آمدن: تنگ آمدن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

شوخے کہ، گشتہ (۳) خوں، دلم از نیم رنگیش
گل در چمن تر آمدہ از شوخ و شنگیش

ترسیدنِ چشم: از دیدنِ چیزے نفرت کردنِ چشم۔ (ع)۔ دانش:

بس کہ در کثرت سراے دہر وحشت دیدہ ام
چشم ترسیدہ (۴) است از جمعیتِ مژگاں مرا (۵)

---

(۱) نیز ب: باقر کاشی:

گرت یک دم نہ بینم، می دہم جاں
بلے، افیونیم، تریاکم این است

(۲) م: بس، صحیح از ب

(۱) دیوانِ فغانی (ص ۸۶) اور ب: نہ
(۲) دیوان: ز (۳) م: کشتہ
(۴) م: تراسیدہ، تصحیحِ قیاسی
(۵) نیز ب: باقر کاشی: [جاری]

ترساندنِ چشم متعدیہٗ؛ قاسمی تونی:

قاسما ایں ہمہ گستاخ نگاہ تو چہ شد
غالباً غمزۂ اُو چشم ترا ترسانده[1] است

[گذشتہ سے پیوستہ]

بسکہ از خوباں ملامت دیده ام
چشمِ من از عاشقی ترسیده است

ابوطالب کلیم:

بسکہ می بیند ز ما دیوانگی
دیدۂ داغِ جنوں ترسیده است

میرزا صائب:

بسکہ ترسیدست چشمِ غنچہ از غارت گراں
بال بلبل را خیالِ دستِ گل چیں می کند

ایضاً:

زبس ترسیده است از چشمِ شور خاکیاں چشمم
نخواہم چشم بینم روزنِ کاشانۂ خود را

(۱) م: ترساند

تناظرِ تا از منظرِ زاے معجمہ:

تزک: معروف، ترکی است، بہ معنیِ ترکش۔ سنجر کاشی:

فوج صد بوالہوس از ناوک آہے شکنم
ترکِ سینہ پُر از ناوکِ دل دوزِ من است

تناظرِ تا از منظرِ سینِ مہملہ:

تسبیح سال: رشتۂ سالگرہ۔ صائبؔ:

چہ حاجت است بہ تسبیح سال عمر مرا
کہ می شود بہ یک انگشت ایں حساب تمام

تُس: بہ ضمِ اوّل؛ در فارسی 'گوزِ بے صدا' و 'خواط' مقابلِ آں۔(ر)۔ بعضے بہ معنیِ 'براز' گویند۔ طغرا در ہجوِ پولچی گوید:

دائم ز پئے گندہ (۱) تر از خویش رود
مانندِ تُسے کہ از پسِ سندہ بود

فوقی یزدی:

زر اگر داری، بری و تُس (۲) بہ بالاے ہمہ
ورنہ چندیں عز و گوزت (۳) چیست اے ابلہ مآب

در عربی 'آبِ دہن انداختن' بود۔(ل)۔

تس نفسی: ہرزہ گوئی۔(ع)۔ طغرا در ہجوِ پولچی گوید (فقرہ):

بہ دستیاریِ سندہ کونِ گراہی (۴) بر سرِ تس نفسی
نشستہ... الخ (۵)

تسمہ بازی: دغلی۔ طغرا:

تسمہ بازی نیست چوں سرّاج در بازارِ دہر
زینِ اسپے چوں نہ سازد (۶) کم ز پالانِ خراست

(۱) م: کندہ، تصحیح قیاسی (۲) م: بس، تصحیح از ب
(۳) عز و کورت (۴) م: کراہی
(۵) الخ (حاشے ملکی) (۶) ب: بسازد

تناظرِ تا از منظرِ شینِ معجمہ:

تشریف فرمودن و آوردن و دادن: اوّل و دوم مشہور است۔ سوم؛ سلمان ساوجی گوید:

باید منتے بر پا نہادن
بہ سوے کاخِ ما تشریف دادن

تشتاقہ (۱): سوم تاے مثنات فوقانی و پنجم قاف؛ ترکی است، بہ معنیِ 'سنگ پشت'؛ از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ یحییٰ کاشی:

چو قرباقہ اکنوں صدا می زنی
چو تشتاقہ ایں دست و پا می زنی

تشنۂ چیزے بودن: آرزومندِ آں چیز بودن۔(ج)۔ رضاے کاشی:

دل بہ خونم تشنہ و دلبر بہ خونم مائل است
واے بر جانم کہ اینم دلبر و آنم دل است (۲)

(۱) ترکی لغت میں یہ لفظ نہیں ملا۔
(۲) نیز ب؛ صائب:

پیش ازیں کاوش مکن با دل کہ چشمِ تشنہ اشک
از براے گریہ کردن آب از گوہر گرفت

طالب آملی:

سیرِ چمن و بالِ دلِ داغ داغِ ماست
بُوے بہار تشنۂ خونِ ایاغِ ماست

امیر خسرو:

از تو نشاید کہ بدیں ساں روم
تشنہ دل از چشمۂ حیواں روم

[جاری]

تناظرِ تا از منظرِ صادِ مہملہ:

تصویرِ سایہ دار: تصویرِ بتاں کہ از سنگ و آہن و امثالِ آں سازند و سایۂ آنہا افتد؛ بخلافِ تصویرِ رنگ؛ بہ مذہب اہلِ تشیع شکستنِ اوّل واجب است بخلافِ دوم۔

(ع)۔ شفیع اثر:

ہر کس بہ سایۂ دگرے از ورش رود
می بایدش شکست چو تصویرِ سایہ دار

ایضاً لہ:

شد ز یمنِ سایۂ لطفش ہما مردودِ خلق
در جہاں مانندِ تصویرے کہ باشد سایہ دار

[گذشتہ سے پیوستہ]

صائب:

اے کہ از آبِ عقیقِ تو فلک سرسبز است
نیست انصاف بریں تشنہ جگر خندیدن

ایضاً:

صبر کن بر نفسِ گرمِ خود اے تشنہ جگر
کہ چو دل آب شود چشمۂ حیواں گردد

ناصر علی:

دگر از تشنہ کامیہائے مشتاقاں چہ می پرسی
برنگِ لالہ تنہا جام می نوشد بہ بید انجا

تناظرِ تا از منظرِ عینِ مہملہ:

تعلیمی: تسمہ ایست کہ بر سرِ لجامِ اسپ باشد۔ طغرا در ہجو اسپ گوید:

ز تعلیمی ہمیشہ بیم دارد
ندانم از کہ ایں تعلیم دارد

طغرا در صفتِ زین گوید:

ز تعلیمیش بخیۂ چار جُل
بود نزدِ فارس [1] خطِ چار گُل

---

(۱) م: خارس (’خا‘ کے ساتھ)، صحیح از ب

تناظرِ تا از منظرِ غینِ معجمہ:

تغار: آذوقہ و راتبہ را خوانند۔(ر)۔ در ظفر نامۂ شرف الدین علی یزدی ایں لفظ بہ ہمیں [معنی][1] بسیار است۔

تناظرِ تا از منظرِ فا:

تفت: نام جاے از اعمالِ یزد کہ علامہ تفتازانی فرزندِ آنجا است۔ وحشی:

تفت رشکِ ریاضِ رضوان است
کہ درو جاے میرِ میران است

وسپدے[1] کہ براے گذاشتنِ گل و میوہ سازند۔(ح)۔ محسن تاثیر:

اے باغباں کہ ہستی گستاخ چیدنِ گل
بارے بساز تفتے از آشیانِ بلبل

میر نجات:

براے ہدیۂ ناز تو اے برہم زنِ سودا
بہ گلشن تفتِ گل بستت بلبل آشیانش را

وحید:

دل ز آتشِ ایں جمالِ پُر نور
پُر آبلہ شد چو تفتِ انگور ،

تفعان: سوم[2] مثناتِ فوقانی؛ قسمے از نان کہ آں را در ہند[3] پراٹھا[4] گویند۔(ل)۔ محسن تاثیر:

بے مثل ز نعمتِ فراواں
یکتا و دوتا چو نانِ تفتاں

---

(۱) م: معنی ندارد، تصحیح قیاسی

---

(۱) م: سیدی، تصحیح قیاسی (۲) م: سیوم
(۳) م: ہند (وان ہ) (۴) م: پراٹھہ

تناظرِ تا از منظرِ قاف:

تَقدِمه: درلغتِ عربی درپیش کردن وشدن و به اصطلاح:
زرے که پیش از کار به کارگر بدهند۔ در فارسی 'پیشداد'
گویند۔(ر)۔ظہوری:

اجناسِ ثنا را بسلم ہست خریدار
جودِ تو دہد تقدِمه اربابِ سخن را

تقماق(۱): میخ کوب، یحییٰ کاشی:

تا بند نه گردد به زمیں اوّل میخ
قماق به فرّش نتواں محکم زد

آں را 'تبر تقماق' نیز گویند۔فوقی:

اگر بفرض، کشم در طویله شیہۂ نظم
خورم ز مہترِ اسپاں دو صد تبر قماق

به جاے قافِ اوّل خاے معجمه دانستن سہواست۔از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔

تقویمِ شمسی: تقویمے که کیفیاتِ شہورِ شمسی درآں نویسند۔'تقویمِ قمری' مقابلِ آن است۔محسن تاثیر:

ہست خطِ تقویمِ شمسی رُوے تابانِ ترا
باشد ابرو شاخِ آہو چشمِ فتانِ ترا

(۱) ترکی لفظ (Tokmak)، طوقماق، توقمق، توقماق:
mallet, beetle, door-knocker, clapper (of a bell), wooden pertle.

تناظرِ تا از منظرِ کاف

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل کافِ تازی:

تگلتو: خوگیرِ اسپ۔ظہوری درہجواسپ گوید:

در تگلتو خوری و جل سائی
تیغۂ پشت و دشنۂ(۱) دنداں

آں را 'نمدِ زین' گویند و ریشے را که به اختلاط سبل دراز شده باشد، نیز خوانند۔یحییٰ کاشی درہجوِ بدمنظرے گفته:

رنگ بدل کرده برو موے او
موے سرِ دوش تگلتوے او

تکیه خوردن: مالش خوردن۔ظہوری:

در طمع از گرانی سبکی
تکیۂ کاه(۱) خورده(۲) کوه وقار

طالب کلیم:

زبس که شیشه، رطوبت پذیر شد ز ہوا
اگر ز باده خورد تکیه افتد از اندام

(۱) م: دوهفنه، تصحیح از ب (۲) م: گاه
(۳) م: خورد، ب: خورده، دیوانِ ظہوری میں یہ شعر نہیں ملا۔

منظرِ دوم، کافِ عجمی:

تَنگ بند: بہ فتح؛ سنگِ کوچکے کہ بر سرِ کمربند وصل سازند وبداں کمر را محکم بندند۔ (ک)۔ وحشی:

بستہ تنگ بندِ[۱] کہربا بہ میاں
در چمن شد مگر قلندر گل

فغانی:

ہمہ چیز تو محبوبانہ و[۲] عاشق کُش است اما
قیامت در قبائے چُست وتنگ بندِ دل آویز است

(۱) ب: تنگبند (تیسرا حرف 'نون') (۲) م: 'واو' ندارد، صحیح از ب

تناظرِ تا از منظرِ لام:

تله: بہ فتح وتخفیفِ لام؛ چیزے است کہ بداں جانوراں را شکار کنند؛ ورائے دام۔ عبدالرزاق کہ اخوندِ سعید اشرف است، اشعارِ اُورا انتخاب زدہ در بیاضِ خود نوشتہ:

روح در کسوتِ آدم زپئے معرفت است
کردہ اند ایں تلہ در خاک کہ عنقا گیرند

بہ تشدیدِ لام ہم آمدہ۔

تلخ[۱]: معروف؛ بہ معنی ناگوار وناملائم آرند۔ سلیم:

کجا موافقِ طبعِ تو اے خرد مند است
شرابِ ما کہ بہ تلخی چو خونِ فرزند است

ودشنام نیز۔ تاثیر:

نیشت[۲] لبِ نوشیں لباں تلخِ تو نُقلِ عاشقاں
قندِ مکرر می شود شہدِ شرنگ[۳] آمیزِ تو

وسیاہ نیز۔ (ع)۔ میرزا صائب:

گر نہ دارد ماتمِ ایمانِ ایں دل مُردگاں
از چہ دارد جامۂ خود کعبۂ اسلام تلخ

لمؤلفہ:

نیست در دہر زباں بازی اگر مایۂ درد
از چہ رُو جامۂ تلخ است بہ بر سوسن را

'سبزِ تلخ'، کہ واقع است در کلامِ اساتذہ، کنایہ از سبزے است کہ بہ سیاہی زند۔ ظہوری در صفتِ انبہ گوید (رباعی):

(۱) م: یہ لفظ 'تلہ' میں شامل ہے؛ تصحیح قیاسی
(۲) ب: بیشت (۳) م، ب: شرنگ، صحیح از مید

زیں انبہ سخن تازہ و رنگیں داریم
وز تازگیش (۱) جبہہ پے چیں داریم
در حسرتِ سبز تلخ مردم مردند
خوش دولتِ ما کہ سبز شیریں داریم

نیز نامِ جاے است کہ ہوایش شدید البرودۃ است۔ (ع)۔

سالک یزدی:

دم مزن واعظ، عذابِ ما مکن
بدتر از دوزخ بود سرماے تلخ
مرگ باشد پیشِ چشمِ عاشقان
خوابِ شیریں در شبِ یلداے تلخ

تلبیہ: لبیک گفتنِ حجاج۔ (ک)۔ خالص استرآبادی (۲):

شہا منم کہ ز شوقِ طوافِ مرقدِ تو
بہ جاے تلبیہ برلب درودِ نامحصور

تلک: با وصفِ معانیِ کثیرہ در شیراز 'کیل' را گویند۔ (ج)۔ زباں دانے در رقعہ اے کہ از زبانِ خاتونے بہ شوہرش در ہجو نوشتہ (فقرہ):

شنیدہ شدہ تلک بنگ (۳) وسہ من بوزہ و چہار
سیر تریاک تناول می فرمایند، گربہ سگ می خورند و
بہ ریشِ کندیدہ خود می خندند۔

تلنگ: بہ کسرِ اوّل و بہ فتحِ دوم و کافِ عجمی؛ بہ سرِ انگشت نواختنِ دف و دایرہ۔ (ج)۔ و مرادفِ 'کوک' نیز۔

میر نجات:

نوبتِ تختہ شلنگ (۱) است، حریفاں دستے
تنبکِ (۲) ما بہ تلنگ (۳) است، حریفاں دستے

و درد مندی و صاحب مذاقی نیز؛ ہم اُوراست:

تو کہ از اہلِ تلنگی (۴) بر اربابِ نیاز
نا تلنگی (۵) مکن و بہر حریفاں بنواز

بہ اوّل مضموم؛ حاجت و خواہش باشد۔ (ج)۔ تلنگی، گدائے حاجت مند۔ سند در 'لیوہ' خواہد آمد۔

تلنگانہ (۶): گدایانہ۔ (ر)۔

---

(۱) م: تازگیش (۲) استرابادی
(۳) م: بنک

---

(۱) م: شلنک، رغ و عمید: شلنگ
(۲) م: تمبنک (ت ت ب ن ک)، تصحیح از ب
(۳) م: تلنک (۴) و (۵) م: تلنکی
(۶) م: تلنکانہ

تناظرِ تا از منظرِ میم:

تماشا: تفاعل 'مشی' است، دراصل 'تماشی' بود مثل تمنی و تولی و تقاضی۔ ایں جا ہم 'یا' را بہ الف بدل کردہ اند۔ معنیِ لغوی آں: با یک دیگر پیادہ رفتن است۔ فارسیاں بہ معنیِ 'دیدن' آرند؛ چنانکہ شعرا گویند۔

نعمت خان عالی:

جاں بر سرِ دل رفت و دل از دیدہ بروں شد
اینہا ہمہ از بہرِ تماشاے تو باشد

سلیم:

زیں طرف عجز و نیاز، زاں طرف دشنام و نار
درمیانِ ما و اُو قاصد تماشا می کند(۱)

تماشائی: بینندہ۔ نوعی:

حُسنِ منظورِ نظرہاست کہ جز صورتِ خویش
بہرہ اے نیست ز آئینہ تماشائی را

'تماشا' بہ معنیِ ہنگامہ نیز آرند۔ عالی:

غنچۂ دلہا ز شوقت ہر طرف وا می شود
گر نقاب از رُخ براندازی، تماشا می شود

شانی تکلو:

بر آں سر دارم سودا کہ دست افشان و پا کوباں
در آیم وز جنوں در شہر بنمایم تماشاے

سالک یزدی:

تعجب دارد ایں صورت، تماشا دارد ایں معنی
جہاں محوِ تماشا و تماشاے نمی بینم

ازیں قبیل است لفظِ 'سیر' کہ دراصل بہ معنیِ 'گردیدن' است۔ فارسیاں بہ معنیِ 'دیدن' آرند۔ عالی:

بیاضِ گردنت از بوسہ ہر جا نقطہ می خواہد
بہ دستم ساعتے بسیار و سیرِ انتخابم کن

سلیم:

کسے کہ سیرِ خزاں کردہ است، می داند
کہ چیست نوحہ گری در چمن صنوبر را

تمغا: اوّل باجی است کہ بر درہاے بلاد و معابرِ بحار از تجار گیرند۔ ابوطالب کلیم در تعریفِ اکبرآباد گوید:

در آں از باج و از تمغا خبر نہ
ز تکلیفاتِ دیوانی اثر نہ

'تمغاچی' ضابطِ تمغا است؛ و دوم: مُہرے کہ بعدِ ضبطِ باج بر اجناسِ تجار زنند و آں از چوب باشد۔ سند در 'چارسُو' بیاید۔ سوم: فرمانِ سلطانی۔ والہ ہروی:

در روزِ تفضلِ سعادات
تمغاے قبولِ حق بہ طاعات

چہارم: داغے است کہ براے نشان بر کفلِ حیوانات سوزند؛ گویا آں ہم مُہر است۔ سالک یزدی:

پیشِ تیرش غزال سینہ کشاد
نقشِ تمغاش از سُرین برداشت

---

(۱) نیز ب۔ ظہوری:

معنیِ اتحاد را دیدم
در تماشا نگاہ حائلِ ماست

نیز معزی (دیوان، ص ۳):

آنجا کہ تفِ تست، چہ جیحون و چہ ہاموں
وانجا کہ صفِ تست، چہ جنگ و چہ تماشا

حافظ (قزوینی، ص ۹۶):

دیدمش خرم و خنداں قدحِ بادہ بدست
واندر آں آئینہ صدگونہ تماشا می کرد

سعید اشرف در صفتِ اسپ گوید:

برگِ لالہ است کہ افتادہ در آغوشِ نسیم
بر سرِ ہر کفلش داغِ نشانِ تمغا(1)

پنجم: مکرّر بستنِ شاعر مضمونِ خود را۔ و ایں از آں جہت است کہ گویا مُہر خود می کند۔ اشرف:

ہیچ فرقے در میانِ رخش و گلگونِ تو نیست
ایں ہماں معنی بود گویا کہ تمغا کردہ اند

تمکین: مصدر است، بہ معنیِ مکان دادن، بہ معنیِ اصطلاحِ فارسیاں 'تمکین کردن و دادن': قدر و وقع گذاشتن بود۔

میرزا صائبا:

سختیِ ایّام باشد بر سبک عقلاں گراں
کے کند دیوانۂ سرشار تمکیں سنگ را

شفیع اثر:

مہتابت چو برافروزد از عتابِ جبیں
بہ کارِ خویش فلک را نمی دہد تمکیں

---

(1) م: طمغا، تصحیح از ب

تناظرِ تا از منظرِ نون:

تن آسانی و تن آسائی: معروف۔ (ج)۔ اوّل بنا بر شہرت محتاجِ تمثیل نیست۔ دوم؛ شانی تکلو گوید:

در بہشتِ نو نیازان(1) آرزوی(2) دل غم است
دوزخ است آنجا کہ می باشد تن آسائی(3) درو

قافیہ 'غزل' 'شکیبائی' 'رہائی' است۔

تنبک: بروزنِ 'خنبک'؛ سازے است کہ یک سرش بخام کشند و یک طرف بستہ باشد(4)۔ و آنچہ از دو سُو بخام کشند، دُہل است۔ (ع)۔ دہلکِ کوچک۔ (ج)۔ صاحبِ 'مؤید الفضلا' بہ طاے دستہ دار آوردہ، بنا بر قاعدۂ اہلِ لغت کہ طا در فارسی نیست ایں محلِ تعجب است۔ میر نجات:

در چمن تنبکِ تعلیمِ غمت غنچۂ گل
رندِ باغاتیِ طنبور نوازت بلبل

'تنبک تعلیم' آن است کہ کشتی گیراں ہنگامِ تعلیمِ ورزش بہ شاگرداں نوازند۔

تنخواہ گرفتن: معروف؛ و بہ اصطلاحِ لوطیاں، اغلام کردن۔ (ع)۔

تنگ شکر: بہ فتح؛ نامِ فنّے است از فنونِ کشتی و آں ہر دو پاے حریف تنگ گرفتہ زور بر سرِ سینہ اش آوردہ بہ زمیں زدن است۔ (ع)۔ شفائی در ہجوِ برادرِ قاضی نوری صفاہانی گوید:

---

(1) م: نوبہاران، تصحیح از ب (2) م: آرزوئی، تصحیح قیاسی
(3) م: آسانی، تصحیح از ب (4) ب: باشند

آں زماں می کشی پشیمانی
کہ بہ زیرت کشیم تنگِ (۱) شکر

تُنکہ: بہ ضمتین (۲)، تنبانِ چرمی کہ تا سرِ زانو باشد و وقتِ کشتی گرفتن پوشند و بسیار تنگ باشد۔ ازایں رُو بہ ایں نام خوانند۔ (ح) (۳)۔ میر نجات:

تنکہ در قدمش زود بہم (۴) می پاشد
ہر کہ رُویش تنگ افتاد چنیں می باشد

تنگ شام: گیرا گیرِ شام: (ح)۔ مخلص کاشی:

بہ ایں حالِ پریشان خندہ ہر صبحِ وطن دارد
دلِ آوارہ ام در تنگ (۵) شامِ حلقۂ موئی

تُنگ: بہ ضم: ظرفے است مخصوص کہ گلاب و شراب و امثالِ آں درآں کنند و آں سر تنگ می باشد۔ (ج)۔

والہ ہروی:

جُدا تنگے کہ بینند (۷) از صفاے (۸) جوہرش
ہر چہ در جوشش بود، بے زحمتِ نورِ نگاہ

تُنہ: بہ فتحتین: رام و مطیع، بیشتر در تن دادنِ امرد بہ اغلام مستعمل است۔ (ح)۔ جلالی طباطبائی (۹) (فقرہ):

فلانے را کہ پختۂ روزگار و حمۂ مادر زاد است، پختہ و تنہ کردہ دستش را بہ پُشت بستہ پیشِ شما فرستاد۔

---

(۱) م: تنگ
(۲) ب: بفتح اوّل و ضمِ دوم
(۳) م: خ، تصحیح قیاسی
(۴) ب: زہم
(۵) م: تنگ، تصحیح از ب
(۶) م: بیند، تصحیح از ب
(۷) م: صفائی
(۸) م: صفائی
(۹) م: طباطبای

تُنک جامی: بہ ضمتین، مرادفِ 'تُنک شرابی'۔
محسن تاثیر:

باخبر باش کہ چوں آئنہ در عالمِ آب
زود بے پردہ نہ گردی (۱) ز تنک جامی ہا

تنورہ زدن: ہُو گرفتنِ دیو است، از ترجمۂ 'مہابھارت' (۲) کہ نقیب خان حسب الحکمِ عرش آشیانی و اصلاحِ شیخ علامیِ فہامی تصنیف نمودہ معلوم شد و صفاہانی می گفت: کہ آواز حشوے (۳) است کہ دیو در وقتِ ہُو گرفتن (۴) بر کشد۔ '**تنورہ چرخ زدن و گرد گشتن وحلقہ زدن**' (ر)۔
سلیم:

بہ سُوے آسماں از شہر و پورہ
بسانِ دیو زد آتش تنورہ

تنورۂ آسیا: برجِ بلندے است از آہک و سنگ کہ سرش وا باشد و آں را مشرف بہ جدولِ آب سازند، در تہِ آں منفذے باشد کہ آبِ نہر درآں جمع شود و بہ آسیا رسد و بہ زورِ خود آسیا را بگرداند۔ (ح) و (ج)۔ ظہوری:

از حسامت برائے دانۂ سر
آسیا گشتہ بر تنورۂ خوں

آرے! 'تنورہ' مطلق مغاکی است کہ محلِّ جمع آمدنِ آب باشد۔ سعید اشرف:

---

(۱) م: کردی، تصحیح از ب
(۲) ب: مہابھارتہ
(۳) ب: حشویت، سیاق و سباق کے مطابق 'حشو' (ح ش و) ہی درست ہے؛ م: خیشوی است، جو غلط ہے۔
(۴) ب: ہُو، ب میں 'ہوا گرفتن' بمعنی 'پرواز کردن است'۔ یہاں 'ہُو' ہی درست ہے۔ م: دونوں جگہ 'ہوا گرفتن' ہے۔

به چشم اشک فشانِ مَن آستیں گوئی(۱)
توره است درو گشتهٔ آبِ باراں جمع

تنورهٔ آسیا، به معنی چیزے که دریچهٔ آسیا سازند تا آرد در آں ریزند' گفتن خلافِ اہلِ لغت و محاوره دانانِ ایران است۔

و تنوره 'پوستے است که قلندراں آں را مانندِ لنگ بر کمر بندند وآں را 'بوگ' نیز گویند۔ (ج)۔ ذوقی اردستانی:

توره اے به میاں بر سرِ توره صدا
سفید مهره گرفت و رهِ قلندر زد

ازایں جهت قلندر را 'بوگ بند' گویند۔ شاعر(۲):

چو گل ہر چند با دامانِ پاکی
ز حرفِ برگ بنداں بیمناکی

دیگرے ہم گوید:

ع: نہالاں برگ بند از رشکِ سروش

مناسبتِ لفظی است۔

تنوره 'نیز سلاحے مانندِ جوشن که در جنگ پوشند۔ (ج)۔
منیر در ہجو اکولی گوید:

نے نه گیرد به رزم بہرِ فلاح
جز سنان و توره ہیچ سلاح

ونیز حوضے را گویند که کاغذگراں مایهٔ کاغذ در آں حل کرده کاغذ سازند۔ وحید در صفتِ کاغذگر گوید:

ز آبِ توره است کارش روا
ازیں آب می گردد ایں آسیا
ز نانش بود آب دائم رواں
ندیدست کس در تنور آب و ناں

تنها: معروف؛ به معنی 'خالی' نیز آرند۔ سالک یزدی:

درونِ کلبهٔ تنها به یادِ اُو سالک
ہزار گونه سخن با لبِ خموش زنم

ظهوری:

ذوقِ دربارِ عام چنداں نیست
بزمِ خاصِ کسے که تنها ماند

---

(۱) م: کوی
(۲) ب: شاعر کا نام میرزا محمد اکبر دولت آبادی دیا ہے۔

تناظرِ تا از منظرِ واو:

تو داری: درون داری کہ آں ذخیرہ در دل داشتن است۔ (م)۔ سعید اشرف:

ہمہ صندوق ہائے حلقہ در گوش
ز تو داری چو رندانِ نمد پوش

توشمال: بہ واو رسیدہ؛ معروف؛ خوان سالار۔ (ر)۔ شاعر:

از مہرِ توشمالِ فلک بر بساطِ دہر
آورد بہرِ لشکرِ(۱) او نانِ دشتری(۲)

توز: درختے است کہ چوں پوستِ آں را باز کنند تو بتو باشد۔ (ج)۔ طغرا:

بہ جرم تا کی اے کم از درختِ توز نیم(۳)
چگونہ وانہ کند چرخ پوست از تنِ ما

و چیزے است کہ بر کمان و امثالِ آں بکشند۔ (ج)۔ طالب آملی:

چینِ غضب ملیح نماید بر ابروت
روزِ مصاف چوں شکنِ توز بر کمان

و جُستن و اندوختن۔ حیاتی گیلانی:

(۱) ب: لشکر
(۲) ب: نان ودشتری، نیز ب: سنجر کاشی:
بر سفرہ کشید توشمالش
خوانے کہ بگنج ہفت خوانست
(۳) ب: زایم

ما سزاواریم با اندُہ، حیاتی را بگو
کو ز حالِ ما نہ گوید ہیچ با کین(۱) توزِ ما

تولہ سگ: سگے باشد کہ در زیرِ بُو تہا جست و خیز کردہ جانوراں را بر آرد۔ (ج)۔ سگے است کوتہ پاچہ کہ آں را "سگِ کرجی" گویند۔ (م)۔ حکیم شفائی:

اے تولہ سگک فخر کنی از جلِ رنگیں
پیداست چہ ارزد دو سہ پالانِ(۲) دیوثی

تو وخدا: در موردِ قسم گویند۔ سنجر کاشی در منقبت گوید:

جاے کہ مصطفٰی سخنِ آشنا شنید
آں جا خداے بود و تو بُودی، تو و خدا

"خداے ہر تو" نیز مرادفِ آں است۔ حیاتی گیلانی:

تو و کرشمہ اے، ما و دلِ جفا بردار
خداے بر تو کہ جورِ آں قدر کہ بتوانی

توش: قوت و توانائی۔ (ج)۔ سالک یزدی:

سالک بہ بیں ز جاے بلندے فتادہ ام
دارم چو زلفِ اُو تن و توشِ شکستہ اے

توے شاخ: فنّے است از کشتی کہ دست درونِ ہر دو شاخِ حریف انداختہ، یعنی درمیانِ ہر دو ران، زور کنند۔ "شاخ" دست و پاے آدمی است، از کف تا سرِ انگشتاں و از ران تا انگشتاں۔ (ج) و (ر)۔ کشتی گیراں گویند، "دست توے شاخِ حریف کرد"، یعنی درمیانِ ہر دو ران یا ہر دو دستش دستِ خود قائم کردہ۔ "تو" بہ معنیِ "درون" است۔ گویند، "فلانے توے

(۱) م: کین (اضافت کے ساتھ)
(۲) ب: یالان (پہلا حرف 'ی')

ایوان نشستہ است، چنانکہ باقر کاشی گوید:

گردنم از ہمہ بلند تر است
بعد ازیں سر بہ توے خود ببرم

سلمان ساوجی نیز گوید:

چوں غنچہ بستہ ام سرِ دل را بہ صد گرہ
تا بُوے رازِ عشق نیاید ز توے دل

میر نجات:

رُوے دستے مخور از چرخ کہ کارش بازی است
توے شانۂ برنش کارِ فلک کو تازی است

توے 'شاخ' در فصلِ طاے دستہ دار 'آوردن' بُرغریب 'است۔

توتیاے غورہ: شیرۂ غورہ با چند دواے دیگر صلایہ کردہ توتیا سازند؛ بہ جہتِ افزونیِ بصارت در چشم کشند۔ (ع)۔

سالک یزدی:

خاکِ رَز در چشمِ مستان توتیاے غورہ است
دیدہا از حسرتِ آں توتیا گل می کند (1)

توتیاے قلم وقلمی: قسمے از توتیا۔ باقیا (2):

آید چُو توتیاے قلم یک قلم مرا
از سوزِ دل عیاں بہ نظر مغزِ استخواں

محمد علی ماہر در صفتِ خوش نویسیِ پادشاہ گوید (رُباعی):

بکلکش زدہ دم ز نگہباے قلمی
زو بر قدِ خط راست قباے قلمی
ہرگز نہ شود سفید زیرا کہ کشد
در چشمِ دوات توتیاے قلمی

---

(1) نیز ب: میرزا طاہر وحید:

علاجِ خویش کن از توتیاے غورۂ مے
ترا کہ دیدہ بہ گلہاے باغ روشن نیست

محسن تاثیر:

چشمِ عبرت گر ترا بازست بر وضعِ جہاں
رُوے ترشِ اہلِ دُنیا توتیاے غورہ است.

ایضاً:

ترش رُوئی از سیہ خط چشمِ مورے می کشم
توتیاے غورہ در چشمِ صبورے می کشم

(2) ب: باقیای کاشی؛ غنی: عبدالباقی باقیا

تناظرِ تا از منظرِ ہا:

تہ بندی: بہ اصطلاحِ صباغاں، رنگے کہ برائے تقویت پیش از رنگِ مقصود کنند۔ (ع)۔ باقر کاشی:

ع: لالہ تہ بندیِ داغ از شبِ ہجرانم کرد

تاثیر:

خوں در دلِ مے می کند، تہ بندیِ صہبائے تو
گلشن بہ غارت می دہد رنگِ حنائے پائے تو

وجز بندیِ کتاب۔ سعید اشرف:

تہ بندیِ ہوش برقرار است
شیرازۂ طبع پائدار است[1]

تہ گیرہ: چیزے است کہ آں را در عرف 'تہ دیگی' می گویند۔ طغرا:

شد از سر جوشِ دوزخ بس کہ کامِ زمجتم[2] شیریں
زدم چوں دیگِ حلوا دست در تہ گیرۂ دوزخ

تہِ پا: بالاضافہ: تحت القھوہ و تحت الماء و تحت الشراب کہ لنبہا پُر معروف است۔ (ع)۔ باقر کاشی:

بدہ بادہ کاں ہست اصلِ معاش
تہِ پا اگر ہم نہ باشد، مباش

ایضاً:

زہر مار است بادہ در ناہار[1]
تہِ پا تا نہ باشد آب مخور

تہِ میدانی: بالاضافہ: مردمِ بے سروپا کہ در میدان باشند و جا و مکان نہ دارند۔ مدارِ شاں بہ پوستِ ہندوانہ وخستۂ بلو[2] و امثالِ آں بگذرد و آں قریب 'تہ بازاری' است۔ (ع)۔

میر نجات:

سینہ چاکانِ سرِ کوچہ و بازارِ تو ایم
تہِ میدانیِ نعمت خورِ دیدارِ تو ایم

تہیِ آخر: بہ خائے معجمۂ مضموم: کسے کہ مبتلائے قحطیِ آب و دانہ باشد؛ 'چوبِ آخر' مقابلِ آن است۔

حکیم شفائی:

گاو دوشائے[3] ہنر بس کہ تہی آخر ماند
خشک پستاں شدہ زاں ساں کہ ندارد نمِ شیر

---

(۱) نیز طغرا (رسائلِ طغرا، ص ۱۱۶) در تعریفِ 'آشوب نامہ':

صحافِ قضا چو شد بکارش تر دست
تہ بندیِ او طلیحہ در پیوست

(۲) م: زمجتم (دوسرا حرف 'میم')، تصحیح از ب

---

(۱) م: ناہار، تصحیح از ب (۲) ب: بہلو

(۳) م: دوشان؛ تصحیح از ب: دوشا۔ عمید کے مطابق 'دوشہ' بمعنی وہ برتن جس میں دودھ دوہتے ہیں۔ اسے 'گاو دوش' اور 'گاو دوشہ' بھی کہتے ہیں۔

تناظرِ تا ازمنظرِ یائے حُطّی:

تیرِ دو کمانہ: تیرے کہ چوں کشاد یابد و بہ جاے رسد از آں جاجستہ بہ جاے دیگر خورد و بعضے گویند، کنایہ از تیر کاری است۔ سالک یزدی:

تا زاں مژہ ہا تیز جہندی[1] بہ نشانہ
اُفتد ہمہ جا تیرِ نگاہت دو کمانہ

سَعید حکیم:

از شوخیِ ابروانِ فتّاں[2]
تیرش دو کمانہ خورد بر جاں

تیرِ پرتاب: چہارم باے فارسی و ششم مثناتِ فوقانی؛ قسمے از تیر کہ بہ کارِ دُور اندازی آید و بہ نشانہ نمی رسد۔

سالک یزدی:

چہ تیر است ایں کہ ہرگز یک خدنگم بر نشاں ناید
دُعاے درد منداں تیرِ پرتاب است، پنداری

و آں را 'تیرِ پرتابی' نیز گویند۔ در صفتِ شکارِ شاہ، طالب آملی گفتہ:

کبوترِ فلک از بیمِ تیرِ پرتابی
چو سایہ آمد و بر خاکِ رہگذار افتاد[3]

تیرۂ کناسی: چیزے است طویل سرپہن مثلِ بیل کہ

(۱) ب: جہندی (۲) م: فتادن، تصحیح از ب
(۳) نیز حافظ (قزوینی، ص ۱۵):

بہ بال و پر مرو از رہ کہ تیرِ پرتابی
ہوا گرفت زمانے ولے بخاک نشست

کناساں براے گرد آوردنِ نجاسات دارند۔ (ع)۔ شفائی:

گوئی کہ ہیولاے وجودِ تو دو تخم است
از تیرۂ کناسی و از کیسۂ گلکار

تیر بند: رشتۂ چند از پشمِ شتر، بہ درازی سہ چار ذراع کہ بر سرِ آں چند تا زنجیر بندند و نگہباداں آویزند و شاطران و پیکان بالاے قفتورہ[1] بر میان بندند۔ (ج)۔ کاتبی:

بر تیر بندِ پیکِ تو خورشید فی المثل
زنگے[2] است صد ہزار زبانہ وزو نہ زنگ[3]

تیرِ نے: تیرِ کوچکے کہ در ناوک کردہ کشاد دہند؛ بتحقیقِ لفظِ 'ناوک' بیاید۔ سلیم:

آنچہ در شور آورد شوریدہ حالاں رانئے است
نالۂ نے بر دلِ آشفتگاں تیرِ نے است

تیر بہ کسے دادن[4]: سلاطین چوں کسے را امان دہند، خواہند کہ مزاحمتے از لشکریاں بدو نہ رسد، تیرے کہ نامِ پادشاہ بر آں منقوش باشد، از جعبۂ خاص بہ اُو دہند و ایں نشانِ امان باشد۔ (ج)۔ آصفی:

چشمِ ترا ز لشکرِ ترکاں شدم اسیر
تیرے بہ من ز ترکشِ مژگاں نشانہ داد

ہماں را 'تیرِ امان' گویند۔ مسیحی:

چو مژگانش بہ قتلِ عام شاد است
ازاں تیرِ اماں کس را نہ داد است

وچوں سلاطین خواہند شہرے را غارت کنند نشانِ حکمِ تاراج، تیر

(۱) ب: فیتورہ، غیاث: 'قفتورہ' بمعنی جامۂ رنگیں کہ دامنش کوتاہ باشد۔
(۲) ب: رنگی (۳) ب: رنگ
(۴) ب: تیرِ امان دادن

بہ سردارِ فوج دہند۔ آقا شاپور:

چشمِ اُو در مُلکِ جانہا حاکمِ فرماں رواست
قتلِ عامِ شہر را تیرے ز مژگاں می دہد

وچوں از کسے چیزے طلبند برائے نشانِ تیر بفرستند۔ (ع)۔
حاجی قدسی:

گلش (۱) در غنچگی تیرے دواند
کہ باج از لعلِ پیکانے ستاند

تیر آوری: عیّاری ومکّاری۔ (ع)۔ طغرا:

شحنہ از تیر آوریہا پے بردگر خانہ را
چوں کماں از خانہ رُو در خانہ دیگر کند

سلیم:

می شناسم چشمِ اُو را طرفہ مستِ کافریست
دیدہ ام مژگانِ شوخش را عجب تیر آوریست

آناں کہ تیر آوری بہ معنیٔ 'قرمساقی' فہمیدہ اند تیرے بہ تاریکی زدہ اند۔

تیرِ ہوائی: تیرے کہ بہ ہوا اندازند و آں معروف است؛ وقسمے از آتشبازی۔ ظہوری (رُباعی):

امشب ز دُخاں بروے مہ نیل کشند
جرمِ مہ وخور پہلوے قندیل کشند
از تیرِ ہوائی شہ اگر فرماید
در چشمِ ستارہ آتشیں میل کشند

تیرِ آتشبار 'نیز گویند۔ سالک یزدی:

سالک ایں آہِ تو گویا تیرِ آتشبار بُود
چوں حصارِ کاغذیں، مہ آسماں را سوختی

---

(۱) م: گلشن، تصحیح از ب

تیرِ کاکل رُبا: تیرے کہ مُوے کاکل را از سر برباید وشخص را خبر نہ شود؛ وکمالِ مبالغہ است در صفتِ تیر اندازی۔ (ع)۔
طالب آملی:

مگر کز برت مُوے بر را رباید
یکے تیرِ کاکل رُبائی طلب کن (۱)

تیر کشیدن (۲): درد کردنِ تیرک، درد ووجع (۳)۔ (ج)۔ محسن تاثیر:

دہانِ (۴) شکوۂ عاشق زباں نمی دارد
کشد چو تیرِ جراحت کماں نمی دارد

ولہٗ:

مردِ میدانِ غمی آں دم کہ از طغیانِ درد
می کشد چوں تیرِ ناسورت بہ مرہم می زنی

میرزا جلال اسیر:

خونم بہ جوش آمدہ تیغِ نگاہ کو
مُو تیر می کشد بہ تنم صید گاہ کو

تیرک زدن (۵): جاری شدنِ خون از زخمِ تیر۔ ہاتفی در 'تیمور نامہ' گوید:

زخونے کہ تیرک زد از فرق گاہ
یلاں را بر افراخت پرِّ کلاہ

---

(۱) نیز ب: محمد سعید اشرف:

ناوک برگشتہ مژگانت رسا افتادہ است
تیرِ آں ابرو کماں کاکل رُبا اُفتادہ است

علی خراسانی:

چوں کماں قامتم در زہ شود از فرقِ چرخ
تیرِ آہم بگذرد ہر صبح دم کاکل رُبا

(۲) ب: تیر کشیدنِ زخم (۳) درد ووجع، تصحیح قیاسی
(۴) ب: بیان (۵) ب: تیرک زدنِ زخم

وحشی:

ہمہ رُوے ہوا(۱) را تیرۂ(۲) خونی فرو گیرد
زبس کز تیغ شیراں رازند خوں تیرک از شریاں

تیغ کوہ: ہماں بُنیِ کوہ، وبلندیِ ہر چیز۔(ک)۔

صائبا:

می شود چوں تیغ کوہ از ابرِ رحمت آبدار
ہر کہ صائبؔ پا بہ دامانِ توکل بشکند(۳)

تیغ بہ خاک کردن: کنایہ از ترکِ فتنہ وخوں ریزی است وماخذِ آں رسمِ شکاریان است کہ بعد از صید ہزار جاندار تیغ بہ خاک کنند واز شکار دست بردارند۔ طالب آملی:

مقرر است کہ بعد از ہزار صید، کنند
یلے، شکارستاناں بہ خاک پنہاں تیغ
بدیں قیاس ہمانا شکاریِ مژہ اش
بہ خاک کرہ بود ہر قدم ہزاراں تیغ

تیر و کمان و کمانِ حنا: رسمِ ولایت است کہ برکفِ دستِ طفلاں گاہے شکلِ تیر وکمان از حنا کشند وگاہے تنہا کمان۔ بیانی، شاگردِ مولوی جامی، در 'شیرین وخسرو' گوید:

بہ دستِ اُو کمانِ رستمِ زال
کمانے کز حنا بندند اطفال
بہ تیر انداختن میل آں چناں داشت
کہ در دست از حنا تیر وکماں داشت

(۱) ب: زمین (۲) ب: نیزہ
(۳) نیز ب: صائب:
ہُشدار کز خراشِ دلِ سنگِ خارہ شد
آخر بہ تیغِ کوہ سرِ کوہکن جدا

تیرِ برکشاد: بالاضافہ؛ تیر از کمان جستہ۔ سلیم:

بہ وقتِ پویہ تیرِ برکشاد است
کند چوں جمع خود را گردباد است

ایں شعر در صفتِ اسپ است۔

تیر گردانی: آن است کہ چوں چیزے گم(۱) شود، اسامیِ حضار بر دورِ پیالہ نویسند وتیرے گذاشتہ فسون خوانند۔ تیر خود بخود در حرکت آید وچرخ زدہ برنامِ دُزد بایستد۔(ع)۔ ایں تیر را در تازی 'قِدح' گویند؛ بہ قاف وحاے مہملہ۔ (ک)۔ در اصل 'قِدح'، بہ کسر، تیرِ قمار است کہ قمار بازاں دارند وآں دہ تیر است براے ہر یکے نامِ معیّن؛ مجدالدین علی قوسی نوشتہ۔ فصاحت خان راضی:

از تو تا شد بزم روشن، خویش را گم کردہ است
تیر گردانی کند چوں شعلۂ جوالہ شمع

تیردان: قندیل و ترکش۔ طغرا:

قندیلِ ما چو مہر پُر از تیر شد ولے
تیرے بروں نمی رود(۲) از تیردانِ ما

وبہ زاے معجمہ، مقعد است۔ فوقی یزدی:

سخن تیر و دہان چوں تیردان است
سخن قارورۂ شاشِ بیان است

'قارورہ' شیشہ اے عموماً؛ وشیشہ اے کہ بولِ بیمار در آں می کنند تا دلیلِ طبیب باشد در معرفتِ امراض خصوصاً؛ در عرف اطلاقِ آں بر بُول است، از عالمِ تسمیتہ الحال باسم المحل۔

تیغ سوزن بردار: تیغے کہ سوزن را بردارد وایں کمال

(۱) م: کم، تصحیح از ب (۲) م: نمیرد، تصحیح از ب

خوبیِ آبِ تیغ است۔ (ع)۔ صائبا:

شد مسیحا بہ تجرد ز علائق آزاد
چہ کند رشتہ بہ آں تیغ کہ سوزن برداشت

ہماں را 'سوزن رُبا' گویند۔ وحید:

شد ز مژگانِ چشمِ جادویش
تیغ سوزن ربود ابرویش

تیرمار: مارے است کہ از جاجستہ نیش زند۔ سند در 'تخش' گذشت۔ (۱)

تیغ بہ خود نہادن: امرِ ناگوار بہ ناچاری تحمل کردن وازسرِ چیزے، کہ نتواں گذشت، گذشتن۔ (ع)۔
مخلص کاشی:

پیشِ آں جراح کارم گے رود بے زر ز پیش
از برائے مرہمِ اُو می نہم تیغے بہ خویش

تیغش می برد و برش دارد: یعنی استعداد دارد کہ کار از دستش برآید۔ لوطیاں گویند 'تیغت برش دارد کہ فلانہ امر درا نتہ کنی'۔ (ع)(۲)۔ سالک قزوینی:

اقبال اگر نہ داری تیغت برش ندارد
بازو بلند خواہد شمشیر آزمودن

طالب کلیم:

چوں در مصافِ حادثہ آہ از جگر کشم
تیغم نمی برد بہ چہ امید برکشم

تیغ کندن: بہ کافِ تازیِ مفتوح: از نیام کشیدنِ تیغ۔ ظہوری:

زمانہ تیغِ ستم کند یا علی زنہار
مباش غافل از احوالِ من کہ پُرخطرم

تیغِ خم: تیغے کہ مثلِ محراب خم داشتہ باشد۔ میرزا صائبا:

از سرگذشتگاں را در عالمِ شہادت
تیغِ خمِ تو باشد محرابِ زندگانی

تیغِ جصرمی: تیغے کہ بہ رنگِ حصرم بہ سبزی زند و آں کمالِ خوبیِ آہنِ تیغ است۔ (ج)۔ 'حِصرم': غورۂ انگور۔ طالب آملی:

بہ دل صفراے خصمی تابہ کی بدخواہ را جوشد
بہ تیغِ جصرمی بنشاں دلش از جوشِ صفرائی

آں را 'تیغِ مینا رنگ' ہم گویند۔ ہم اُو گوید:

در آں مصاف کہ از عکسِ تیغِ مینا رنگ
ہواے معرکہ پوشد زمرّدیں سربال

'سربال' بہ موحدہ: پیراہن و ہر چہ پوشیدہ شود۔ (ن)۔

تیغ گُلدم (۱): بہ کافِ عجمی مضموم: تیغِ دندانہ دار

---

(۱) نیز ب: مُلّا طغرا:

بود بُوے ایں کشتِ غم تیرمار
کہ چرخ از حبابش کند مہردار

محسن تاثیر:

رقم بیمار شود گر جفاے یار مرا
بدستِ خامہ زند ہم چو تیرمار مرا

طالب آملی:

حقیقت اناملی نکند آشنا بہ زہر
چوں تیر اگر بہ چرخ درآرند تیرمار

(۲) م: تج (ح ح)

(۱) م: کلدم ('کاف' کے ساتھ)، شعر میں صحیح ہے۔

برگشتہ(۱) دم۔ (ع)۔ میر نجات:

گلستانِ شہادت فیضِ دیگر در نظر دارد
بہ تیغِ گلدمِ اُو تا چو شبنم دیدہ ام سررا

تیغ دودستی و دودستہ زدن: کنایہ از کمالِ اہتمام در تیغ زدن۔ معز فطرت:

چساں ز دستِ نگاہِ تو جاں توانم برد
بہ فرقِ دل، مژہ ایں تیغ را دو دستی زد

صائبا:

تیغ دودستہ گر زند خار بہ چشمِ روشنم
شعلۂ من نمی کشد دشنۂ انتقام را(۲)

تیغ بالا بردن و بلند کردن: کنایہ از مہیا شدن برائے جنگ بود؛ اشارہ بہ آں کہ چوں خواہند تیغ حوالہ کنند، تیغ بدست گرفتہ از جہتِ اکمالِ حملہ دست و تیغ بلند کنند و بعد از آں بر سر و گردن حریف فرود آرند۔ بدیعی سمرقندی:

دم بہ دم بالا برد تیغ و زند بر فرقِ من
نیست یک دم قطعِ فیض از عالمِ بالا مرا

ظہوری:

بلند ساختہ ایّامِ تیغِ نامردی
حمایتِ شہِ مرداں سپر کشد بہ سرم

'بلند شدنِ تیغ' لازم بمنہٗ۔ سلیم:

کشتنِ خود خواستم ہر جا کہ تیغے شد بلند
بہرِ طوفاں ماندگاں ہر موج محرابِ دعاست

تیغ و ترنج بہ میان آوردن: کنایہ است از امتحان۔ ماخذِ آں تیغ و ترنجِ زلیخا است کہ در امتحانِ حُسنِ یوسف بہ دستِ زنانِ مصر دادہ بود۔ محتشم کاشی:

بر حرفِ من قلم شود انگشتِ اعتراض
تیغ و ترنج اگر بہ میاں آورد کسے(۱)

تیغ کشیدنِ بینی: حالتے است کہ در وقتِ نزع رُو دہد و آں کشیدہ شدنِ بینی است در آں حالت۔ (ع)۔

شفائی (رُباعی):

ہر جا کہ سخن ز کندیِ طبع گذشت
ذوقِ سخنِ تو در دلِ جمع گذشت
بینیِ تو تیغ می کشد پیوستہ
عمرِ تو تمام در نزع گذشت

---

(۱) م: برکشتہ

(۲) نیز ب: امیر خسرو:

ملک بمیراث نیابد کسے
تا نزند تیغ دودستی بسے

مُلا وحشی:

قلب سپاہ ہست بیک حملہ شکستہ
با غمزہ بگو تا نزند تیغ دودستی

---

(۱) نیز ظہوری (ص ۵۴۹):

بہ یدِ نقابے کشیم تیغ و ترنج آورم
یوسف و یعقوب را کف بہ بریدن دہم

نیز 'سہ نثرِ ظہوری' (مطبع نظامی، ص ۵)۔

تناظرِ جیم از منظرِ الف

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جا انداختن و بستن: ساختن جا و مکان: والہ ہروی:

نے آں کہ ہمیں کام و زبان وقفِ تو دارم
در صدر دل انداختہ ام بہر تو جاے

فغانی:

بہ تختِ جم نمی گنجید ذات قہرمان، الحق
بہ عزّت خانۂ عرشِ مجیدش جا یگہ بستند

جا براے کسے خالی کردن: جاے خود بدو تواضع کردن از رُوے تعظیم و توقیر۔ طغرا:

عجبے نیست ز بے قدریِ مردم در خاک
کہ لحد ہم نہ کند بہرِ کسے جا خالی

جا بر کسے گرفتن: بہ تنگ آوردنِ اُو را از رُوے غلبہ۔ عرفی شیرازی:

در انجمنِ جمالِ رُویت
بگرفتہ بر آفتاب جا را

جادو: معروف، و جادوگر نیز۔ شانی تکلو:

چشمِ تو جادوے ست کہ چوں صورتِ فرنگ
از یک نگاہ با ہمہ کس آشنا شود(۱)

جادو زدن: باطل کردنِ جادو۔ حکیم مسیح کاشی:

جادوے(۱) زلفِ تو با مصحفِ رُو ہم خانہ است
ایں چہ جادو ست کہ قرآں نتواند زدنش

جار زدن: منادی کردن۔ محسن تاثیر:

ولا (ز)(۲) سوزِ جگر ایں قدر فغاں از چیست
کہ گفتہ بر بدِ ہمسایہ جار باید زد

جارچی(۳): در ترکی، نقیب، "جار" لفظ ترکی است؛ از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ طغرا:

می کند از حکم عشق منع امیدِ دوا
جارچیِ نالہ ام بر سرِ بازارِ درد(۴)

جام: معروف؛ و شیشہ ہاے کہ در دیوار ہاے خانہ و حمام تعبیہ کنند۔ (ج)۔ ذہنی تبریزی:

شب رَوم بر بامِ آں مہ چشم بر روزن نہم
جام بردارم بہ جایش دیدۂ روشن نہم

"گلجام" نیز گویند۔ معز فطرت:

در آں خلوت کہ شرمش برقع از رخسار بردارد
کند معمارِ عشق از شیشۂ ناموس گل جامش

جام کاری کردن: تعبیہ کردنِ آن است در خانہ۔

---

(۱) نیز ب: خواجہ نظامی:

مگر جادواں از من آموختند
کہ از مومِ خود خواب را دوختند

(۱) م: جادو (۲) م: "ز" ندارد، تصحیح از ب
(۳) ترکی لغت: carcı جارچی: police crier, herald
(۴) نیز ب: طغرا:

بفرمود تا جارچی ہر طرف
زند جار لیکن بہ آوازِ دف
بحکمِ نواخیزیِ شہریار
بر آہنگ زد جارچی در دیار

حسین بیگ گرامی:

خانۂ دل را گرامی جام کاری می کند
هر که جاے می دہد امروز یاری می کند

وُ**جام کاری کردن**، پیاپے جام شراب کشیدن نیز؛
ظہوری:

ورع را در خمارِ جام[1] کاری
بہ سرجوشی[2] نہ کردی خام[3] کاری

جام: بہ اصطلاحِ کاسہ گراں هفت تارا گویند از عالم تقوز کہ درترکی نُہ تا است۔ در ہندوی 'کوڑی' بیست تا۔ (ع)۔
شفیع اثر:

بہ رسمِ کاسہ گرم بادہ می دہد ساقی
کہ پیشِ ہمتِ اُو کاسہ[4] چند یک جام است

وُ**جامِ حمام**: طاقی کہ بداں آب بر سر ریزند۔ محسن تاثیر:

چناں از آتشِ آں چہرہ گرم شد صحبت
کہ ساغر از عرقِ بادہ جامِ حمام است[5]

جاں سپردن: مُردن؛ والہ ہروی (رُباعی):

آں روز کہ آدمِ صفی جاں بسپرد
میراث بہ وارثاں یکا یک بشمرد
ہر کس بہ ہواے طبع چیزے برداشت
جز من دگرے زعشق میراث نبرد

(۱) م، ب: خام، تصحیح از دیوان (۲۵۵)
(۲) م: جوی (۳) م، ب: جام
(۴) ب: چند کاسہ
(۵) نیز ب: ذہنی تبریزی:

شب روم بر بامِ آں مہ، چشم بر روزن نہم
جام بردارم بجالیش دیدۂ روشن نہم

جامہ بدل کردن: تغیر شکل کردن واز رنگے بہ رنگے برآمدن۔
سالک یزدی:

ہزار بار اگر جامہ را بدل سازد
نمی خوریم زتلبیسِ روزگار فریب

جامۂ ہستی: جامہ اے کہ بہ فاصلۂ ابہام آجیدہ[1] دارد۔ (ع)۔ سعید اشرف:

جامۂ ہستی خود دامِ تماشائی کن
در لباسِ قلمی مشق خود آرائی کن

قلمی بہ فاصلۂ نے وقلم و بغدادی بہ فاصلۂ سہ انگشت آجیدہ دوختن۔ (ع)۔

جامِ عالی: پیالۂ بسیار کلاں را گویند۔ طغرا:

فرنگی صفت جامِ عالی بدہ
اگر مے دہی پر تگالی بدہ

جامہ و قباے مصحف پوشیدن: قسم خوردن بہ قرآنِ مجید۔ (ع)۔ تاثیر:

دورِ خط ہم کس وفا، باور ازاں دلبر نہ کرد
جامۂ مصحف رُخش پوشید[2] وکس باور نہ کرد

شانی تکلو:

نہ جیب عشق چناں چاک کردہ ام کہ بہ ترکش
قباے[3] مصحف اگر پوشم اعتقاد کند کس

جام خالی دادن: کنایہ از فریب دادن، چہ ساقی،

(۱) ب: آچیدہ (۲) م: 'و' ندارد، تصحیح از ب
(۳) ب: قباز

سیہ مست را از روے امتحان جام خالی می دہد۔ (ع)۔
حسن (۱) بیگ رفیع:

دل مرا چوں شیشہ از بے مہری ساقی پُر است
زاں کہ ہر ساعت بہ دستم جام خالی می دہد

سعید اشرف:

ساقیِ دوراں مرا امروز در بزمِ طرب
جام خالی می دہد گویا دلش از ما پُر است

جامۂ فتح: جامہ اے کہ روزِ جنگ زیرِ زرہ پوشند و ادعیہ و آیات مثل 'اِنّا فتحنا...' (۲) بر آں نقش کردہ یا بافتہ باشند۔ (ع)۔

میرزا صائبا:

اگر بارد بہ فرقم تیغِ آتش سر نمی پیچم
کہ بر تن جامۂ فتحی ز نقشِ بوریا دارم (۳)

جامۂ ناشوی: کرپاسِ ناشستہ کہ در ہند "کورہ" گویند۔ (ع)۔ شاپور:

ابرِ رحمت ہمہ را نامۂ اعمال بشست
جامۂ معصیتِ ماست کہ ناشوے بماند

جامہ گذاشتن و نہادن: مُردن؛ و در محاورۂ اہلِ ایران استعمالِ آں بہ مُردنِ اولیا و سلاطین است خصوصاً۔ شعرا تخصیصے مدِ نظر نہ دارند۔ (ع)۔ سعید اشرف:

زندگانی من از روے پریشانیہاست
جامہ نگذاشتم از رہِ عریانیہاست

نسبتی کاشی (۱):

در جامہ ز (۲) شادی شب ہنگامہ نہ گنجی
ما جامہ نہادیم و تو در جامہ نہ گنجی

سیفی:

زیں ساں کہ می بَرد دل و جاں فوطہ دارِ من
ہر کس رسید جامہ نہد پیشِ یارِ من

جامۂ مرگ: کفن۔ شفیع اثر:

تا یکے کردند شمشیر و سنانت دست را
خصم را بر تن زرہ شد جامۂ مرگ از خطر

جامۂ عیدی (۳): کنایہ از جامۂ سرخ۔ (ج)۔
طالب آملی:

جامۂ عیدیِ خصمت چو مصیبت زدگاں
شبہ گوں تارتر (۴) از زلفِ شبِ ہجراں باد (۵)

جامۂ خوں آلود (۶) بر سرِ چوب کردن: جامۂ مقتول

---

(۱) م: حُسن
(۲) سورۂ فتح، آیت ۱: 'بتحقیق، ہم نے آپ کو واضح فتح دی۔'
(۳) نیز ب: صائب:

از سرِ بے حاصلاں دستِ حوادث کوتہ است
جامۂ فتح است سرو باغ را آزادگی

طالب آملی:

جامۂ فتح ست بر تن کسوتِ داغ دلم
واژگوں بختم شگوں دارد سیہ پوشی مرا

(۱) ب: ملا نسبتی
(۲) ب: جامۂ شادی
(۳) جامۂ عید
(۴) م: تارتر از زلف، تصحیح از ب
(۵) نیز ب، شیخ شیراز (سعدی):

پیراہنِ برگ بر درختاں، چوں جامۂ عید نیک بختاں

ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۱۰۵):

بہار آمدہ یا رب، چہ رہن بادہ کنم
مرا کہ جامۂ عیدی قباے عریانی ست

(۶) ب: بستہ

براے دردخواہی بردرِ حاکم آوردن۔(م ح)۔وحشی:

گشت مارا ہجرویاری[1] بردرِ سلطان وصل
جامۂ خوں بستۂ ما بر سرِ چوبے نہ کرد

خلاق المعانی (رُباعی):

وقت است کہ باز بلبل آشوب کند
فراشِ چمن زباد جاروب کند
گل پیرہن دریدۂ خون آلو
از دستِ رُخِ تو بر سرِ چوب کند

ریاض:

لالہ ہر جامۂ پُرخوں کہ کند بر سرِ چوب
عالمے[2] کشتۂ خوبانِ ستمکار بود

جان در جانِ کسے کردن: کنایہ از جانِ خود فداے جانِ اُو کردن است۔(م ح)۔سیّد حسین غزنوی:

بہ عُمر ارچند نہ نہادہ است یک شب رُوے بر رویم
برآنم تا کنم یک روز جانِ خویش در جانش[3]

جان کشیدن: مُردن۔(م ح)۔وحید:

صد بار جاں کشیدن ازاں بہ کہ پیشِ خلق
یک بار کس نفس ز پےِ مدعا کشد

جانش برآمد[4] چنیں می کردہ باشد: یعنی در سعی ایں کار بہ محنت و تعجب بمیرد و حاصلے نہ داشتہ باشد؛

---

(۱)ب:باری (۲)ب:علم
(۳)سعدی کہتا ہے(کلیات...فروغی،ص ۵۳۸):
دستِ من گیر کہ بے چارگی از حد بگذشت
سرِ من دار کہ در پاے تو ریزم جاں را
(۴)ب:برآید

"**چشمش کور شود**" نیز گویند۔(م ح)۔نعمت خاں عالی در محاصرۂ قلعۂ حیدرآباد گوید (فقرہ):

باقی ماندہ قلعہ، آں کجا می رود، در دستِ غنیمِ لئیم محکم است، جانش برآید محافظت می کردہ باشد۔

جان بر سر و بہ سر داشتن[1]: مرادفِ 'جاں بہ لب بودن'۔(م ح)۔مخلص کاشی:

پاسِ دولت جمع گے با خوابِ راحت می شود
شمع دایم از براے تاجِ زر جاں بر سر است

سعید اشرف:

ہمیں نہ لالہ زشوقِ تو داغ بر جگر است
کہ شمع نیز ز سوزِ غمِ تو جاں بہ سر است

جان دار[2] و جانہ دار: سلاح دار۔(ر)۔جلالی طباطبا در مدحِ پادشاہ گوید (فقرہ):

پیکان بہ سخت[3] جانہ دارانش چوں بلاے ناگہاں رسیدہ۔

جامۂ سرخ پوشیدن سلطان[4]: در خشم و غضب بودنِ سلطان، چہ در عہدِ قدیم ملوک ہنگام قہر و غضب جامہ سرخ می پوشیدند۔سند در 'سرخ شدن' خواہد آمد[5]۔

جامۂ صورت: جامہ اے کہ تصویرات درآں بافتہ یا

---

(۱)ب:بودن (۲)م:جاندارد
(۳)ب:'بہ سخت' کی بجاے صرف 'سخت'
(۴)م:یہ محاورہ اس سے پہلے محاورے کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔
(۵)شعری مثال کے لیے ملاحظہ ہو: رفیع واعظ قزوینی:
پرید رنگ من از رُو چو گشت جاناں سرخ
حذر کنید چو پوشید جامہ سلطاں سرخ

نقش کردہ باشند۔ (ع)۔ میرزا صائب:

ز لباسِ تن بروں آ بہ گہِ نیاز کردن
کہ بہ جامہاے صورت نتواں نماز کردن

جان درمیان داشتن و نهادن(۱): کنایہ از نہایتِ مہر و محبت، یعنی تا جان ہم مضایقہ اے نیست۔ (ع)۔ ظہوری:

چوں الف ہر کس نہ دارد درمیاں جانِ ترا
داردش چوں جیم و نوں ایّام از جاں برکراں

بیانی:

بہ قصدِ ما چہ بندی برمیاں تیغ
کہ تا تیغ تو اَم جاں درمیاں است (۲)

جاے خود به کسے سپردن: کنایہ از قائم بہ مقامِ خود کردن است۔ صائبا:

سپرد جا بہ تو ہر کس ز بزم بیروں رفت
توئی بہ جاے ہمہ، ہیچ کس بہ جاے تو نیست (۳)

جاے فلانے پیداست و سبز است و خالی است: در مقامِ یادِ کسے گویند؛ یعنی در ایں جا آدمی باید۔ (ع)۔

---

(۱) ب: صرف 'جان درمیان' لکھا ہے۔

(۲) نیز ب: کمال اسماعیل:

اے قلمت با دوات طوطیِ ہندوستاں
پیشِ زبانِ تو تیغ ہندوی جاں درمیاں

ایضا:

ایں چہ بخت است کہ با ہر کہ نہم جاں بمیاں
خصمِ جانم شود ار عیسیِ مریم باشد

(۳) ناصر علی سرہندی (دیوان، ص ۳۶):

در دیدہ جا بہ مردمِ ہموار می دہند
چوں رشتہ صاف شد، نگہِ چشم سوزن است

(نیز دیوانِ ناصر علی، مطبوعہ نول کشور، ص ۳۶، نول کشور کانپور، ص ۳۶)

میرزا صائبا:

بہ طرزِ تازہ بَسم (۱) یاد می کنم صائب
کہ جاے طالبِ آمل در اصفہاں پیداست

سلیم:

خزاں رسید و حریفاں نشستہ اند بخاک
بجز شراب کہ جایش بہ بوستاں سبز است

امنی:

یک سینہ نہ دیدیم کہ بے داغ تو باشد
اے آتشِ سوزاں ہمہ جا جاے تو خالی ست (۲)

جایزہ: صلہ، کارے کہ بہ کارگر دہند و آں پُر معروف است۔ بہ اصطلاحِ میرزایانِ دفتر صورتِ الفے است کہ بر سرِ اعداد بعدِ مقابلہ و تصحیح کشند و آں علامتِ صحت باشد۔ (ع)۔ وحید در تعریفِ اہلِ دفتر گوید:

بر پا برِ شاں ستادہ مُژگاں
چوں جایزہ ہاے عقدِ میزاں

---

(۱) م: بَسَم، تصحیح از کلیاتِ صائب و ب

(۲) نیز ب: عبدالرزاق فیاض:

زود رفتی ز درِ میکدہ بیروں فیاض
از تو در مجلسِ ایں دُرد کشاں جا پیداست

مرتضیٰ قلی خاں:

عمریست کہ شد دیدنِ رُوے تو خیالی
چوں نقشِ نگیں در نظرم جاے تو خالی

محسن تاثیر:

جایت اے پروانہ خالی کامشب از راز و نیاز
درمیانِ ما و جاناں خوش حکایتہا گذشت

قزلباش...اُمید:

وگر امشب کجا رفتی بقربانِ سر و پایت
کہ چاکِ سینہ گرم است خالی بودنِ جایت

خان خالص:

رو از دفترِ ایجادِ رعونت بیروں
قامتش گر نہ دہد جایزہ رعنائی را

تناظرِ جیمِ عجمی از منظرِ الف:

چابک: معروف است و تازیانہ۔ سنجر کاشی (رباعی):

اسپے ست مرا ز سایۂ خود بگریز
دشت از عرقِ سُستیِ اُو طوفاں خیز
یک گام بہ گام [۱] بسپرد [۲] گر بشل
شمشیر بود چابک و خنجر مہمیز

چادرِ رختِ خواب: کرباسی کہ رختِ خواب در آں پیچند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

راحتِ مے خوارگاں از پرتوِ ماہ است و بس
بستہ در چادرِ شبِ مہتاب رختِ خواب را

چادرِ یزدی: چادرِ سفید مخصوصِ زنانِ یزد کہ در وقتِ بیرون آمدنہا [۳] از خانہ بہ سر کشند۔ (ع)۔ محسن تاثیر در صفتِ بہارِ یزد گوید:

ہم قد شجرش بہ نخلِ کوفہ
در چادرِ یزد [۴] از شگوفہ

چادر [۵]: در ترکی، خیمہ [۶]۔ (ک)۔

---

(۱) م: دونوں 'گام' (۲) م: بسپرد، تصحیح از ب

(۳) ب: آمدن

(۴) م: یزدئی شگوفہ، تصحیح از ب

(۵) ترکی لغت: Cadir، چادر، چادری، Tent, Pavilion

(۶) نیز ب: سید حسین خالص:

زد چادرِ قلندری از لالہ در چمن
گویا دریں دو روز سفری کند بہار

...جاری

چار خم: قسمے است از کشتی۔ (ح)۔ اعجاز صفاہانی در صفتِ کیسہ مالِ حمام گوید:

نہد دست و پا چوں بہ پشت و شکم
کند نام ایں شیوہ را چارخم

کمان را چوں گوش تا گوش کشند گویند، 'چارخم شد' (ح)۔

طغرا:

سرکش بہ یک دو ضرب نہ بیند فروتنی
تا زورِ ما نہ دید کماں چارخم نہ شد

ولہ:

بہ یک خمی ز کمانِ دو ابرویت (۱) مُردم
کرشمہ ات اگرش چارخم کند، چہ علاج!

آں را از قسام کمان دانستن، چوں کمانِ نشان دار بجی شدن است۔

چار ضراب ابدال: کنایہ از حلقِ لحیہ وسبلت وابرو کہ آئینِ قلندرانِ نامقید است۔ گویند، 'فلاں چار ضرب زدہ است۔' (ح)۔ ابراہیم ادہم:

در چار ضرب ابدال ابرو تراشد از رُو
تا ہیچ کس نہ گوید بالائے چشمت ابرو

'چار ضرب' نیز۔ قاسم مشہدی:

مرا ز صحبتِ اضدادِ عشق یار برید
چہار ضرب کسے زد کزیں چہار برید

چار ضرب رندِ پرکار را گویند۔ (ح)۔ زلالی:

مہ تازہ گدائے شرق و غرب است
از ریزہ (۱) تراشِ چار ضرب است

وفر بہ وقوی۔ (ح)۔ محمد علی اشرف:

ز بس قوتِ گذشتہ روزِ حربش
ز چار آئینہ تیر چار ضربش

چار چوب: ہر چہار چوبِ دروازہ۔ حاجی قدسی:

بہ دریا کشد چار موجم ازاں بہ
کہ چوں چار چوبم بود جا بہ ہر در (۲)

چار سُو: معروف؛ و بازاری کہ آں را در ہند 'چوہٹہ' گویند۔ ظہوری (رُباعی):

ریحانِ جناں چوں خط زیبائے تو نیست
آرند چو ہمتائے تو؟ ہمتائے تو نیست
جنسِ سرِ چارسُوے شہرت نہ شود
خطے کہ بر آں نقطہ ز تمغائے تو نیست (۳)

چاہ زیج و ستارہ جوئی: بہ کسر زائے معجمہ و جیمِ عجمی؛

[گذشتہ سے پیوستہ]
نیز انوری (کُلیات... ص ۱۴۷):

سایۂ بید اُو بہ چہرۂ روز
بے سبب در کشید چادرِ قار (یہاں چادر بمعنی دوپٹا ہے)

(۱) م: ابروت، تصحیح از ب

(۱) ب: دوزی
(۲) نیز ب: ناصر خسرو (یہ شعر دیوان میں نہیں ملا۔):

پیش ازیں کیں چار چوبِ جسم چوں مہرم بسوخت
سقفِ ایں گردوں ز آہِ عاشقاں پُر دود بود

(۳) نیز ب: خواجہ نظامی:

دریں چارسُو چوں نہم دستگاہ
کہ ایمن نباشم ز دُزدانِ راہ

مُلا طغرا، خطاب بہ محبوب:

دریں چارسُوے ہنر پروری
ز راہِ سخن می کنی زرگری

زمینِ ہموارے کہ درو نشیب و فراز نہ باشد، بہ عمق شصت گز جاے فراخ کاوند واز چو بہاباے برآرند شصت گز بلند و آں را مشبک سازند و در آں نشینند تا کیفیتِ افلاک و نجوم دریابند۔
(ج)۔استاد:

از شرمِ ارتفاغ فرو رَو بہ چاہِ زیج
اختر شناسِ طالعِ واژونِ خویش باش

طغرا (فقرہ):

جدولش رصد بنداں را از چاہِ ستارہ جوئی
بے نیاز ساختہ۔

چاشنیِ چیزے کردن: پارہ اے از آں چشیدن براے دریافتِ کیفیتِ آں چاشنی، نمونہ و مزہ۔(م)۔
حضرت کمال خجند:

دارُوے جاں ز خندۂ لبہات می دہد
با جانِ خستہ چاشنیے ہم نمی دہی

صائبا:

خضر گر چاشنیِ تیغِ شہادت می کرد
ز آبِ حیواں بہ لبِ خشک قناعت می کرد

چوں کمان را براے دریافتِ زور و آیندگی پارہ اے بکشند، گویند، چاشنیِ کماں کردیم۔وحشی:

بہ دعوٰی آمدہ بودیم و چاشنی کردیم
کمانِ تو نہ بہ بازوے صبر و طاقتِ ماست

بہ معنی مزہ آرند۔نصیرای ہمدانی:

امروز رقیبانہ بہ سویم نگران ست
دانستہ مگر چاشنیِ کنجِ لبِ خویش

چاشنہ کردن: مرادفِ 'چاشنی کردن'۔سالک یزدی:

دانست چو ما ہر کہ ازُو چاشنہ ای کرد
ایں ناں چہ قدر بے نمک، ایں آب چہ شوراست

چارق(۱)**:** نوعے از پاافزار۔حاذق گیلانی:

دوام چارقِ یک (۲) دو بہ پاے کردستم
گہے بہ جانبِ مصر و گہے سُوے (۳)کشمیر

چاقودستہ کردن: سر بہ جیب فرو بردن و غنچۂ جیب (۴) بودن۔(ع)۔طاہر نصیرآبادی گوید (فقرہ):

پسر میرزاے کاولی ساز در زمستان چاقو دستہ
خواہد کرد...الخ۔

بہ اصطلاح کنایہ از اِغلام است۔

چاقو و چقو و چیقو: دوم یاے خفی؛ ہر سہ مرادف ہم اند؛ بہ معنی معروف آرند۔اوّل مشہور، دوم؛ عالی گوید:
مصراع:

پیوستہ شگافِ رانِ اُو خندہ نماست مانندِ چقو (۵)

سوم؛ سعید اشرف:

چاکِ جرکین دستۂ چیقو
خشکِ زیرِ جامۂ ریقو

چاقشور: بہ شینِ معجمہ؛ چیزے است از عالمِ موزہ کہ پشمین دستر لاتی باشد۔وحید در صفتِ صفاہاں گوید:

در رستۂ چاقشور دوزاں
ماہی بینی چو مہرِ تاباں

---

(۱) ب: چارغ، چارق (۲) م: تنگ دو، تصحیح از ب
(۳) م: سوئی، ب: سُو، تصحیحِ قیاسی (۴) ب: خسپ
(۵) م: 'مانند چقو' کے الفاظ اختتام کی علامت کے بعد الگ لکھے ہیں۔

چاکِ سینہ: چاک گریباں۔ سالک یزدی:

گلشنِ اندامِ او موجِ لطافت می زند
می تواں دیدن ز چاکِ سینۂ او جوے گل

چاہِ مبرز: مستراحی کہ آں را در ہند سنڈاس[1]، بہ دالِ ہندی، گویند۔ سلیم:

از بہرِ آخ و تفِ تو چاہِ مبرز
چوں چاہِ زنخ پیشِ دہن می باید

چاہ کن: بہ کافِ تازیِ مفتوح؛ معروف؛ و ظالم و مکار نیز۔ (ع)[2]۔ ظہوری:

پے چاہ کن در تہِ چاہ کن
سرِ راہزن بر سرِ راہ زن

چاہِ نسیان و چاہِ فراموشاں: چاہِ خراب و بے آب۔

میرزا صائبا:

از مروت نیست مالب تشنگاں را سوختن
آخر آں چاہِ زنخداں چاہِ نسیاں می شود

میر صیدی:

یک دل آں جانہ فگندی کہ بہ یادت باشد
مگر آں چاہِ زنخ چاہِ فراموشان است

و بعضے گویند نامِ جاے است و بہ زعمِ بعضے نامِ چاہے؛ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱) م: سنداس
(۲) م: ح، تصحیح قیاسی

تناظرِ جیم از منظرِ با

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جبا[1]: پیالۂ خود را بہ دیگرے تواضع کردن۔ بیشتر ایں لفظ در تواضعِ فنجانِ قہوہ مستعمل است۔ فوجی نیشاپوری:

فوجی بیا کہ از سرِ دل بگذریم ما
ایں جامِ عیش را بہ حریفاں جبا کنیم (۱)

جبیں گرفتہ: ترش رُو۔ شفیع اثر:

پیشِ جبیں گرفتہ مکن عرضِ احتیاج
اے نابلد مکوب درے را کہ باز نیست

(۱) ب: جبا کردن
(۲) نیز ب: محمد حسین شہرت:

از ساغرے کہ چشمِ تو در دورِ آروش
گر جرعہ اے بہ بندہ جبا شد، چہ می شود

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چپ افتادن و رفتن و بستن: مخالفت کردن و مکاری ورزیدن۔(ج)۔ظہوری (رُباعی):

از چشمِ ہوس عیش و طرب افتادہ است
یا راست رواں زمانہ چپ افتادہ است
داغ از جگر آں قدر برانگیختہ دُود(۱)
کامد ہمہ روزہا بہ شب افتادہ است

صائبا:

چپ می رود بہ راست روانِ طریقِ عشق
در گوشِ چرخ حلقۂ آہن کشیدنی ست(۲)

سالک قزوینی:

---

(۱) م: وود، تصحیح از ب
(۲) نیز ب:

نیست اِمروز از لبِ اُو قسمتِ ما حرفِ تلخ
نقشِ پا چپ از ازل با ایں نگیں افتادہ است

ظہوری:

بخت اگر داد ما نداد، چہ غم
در بما چرخ چپ فتاد، چہ غم

(۳) نیز ب: ارادت خاں واضح:

جوے شیر است چپ اندازیِ شیریں ورنہ
غرض آں نیست کہ خونِ دلِ فرہاد رسد

رایج:

اے چپ اندازِ نشانِ تو بمذہب ہا نیست
گشتم آوارۂ ہفتاد و دو راہ از دستت

حاذق گیلانی:

راست می گویم، ایں شکایت نیست
نظرِ او بما چپ انداز است

حرفے ز پیچ و تابِ محبت شنیدہ ای
چپ بستنی ز زلفِ چلیپانہ دیدہ ای

چپ انداز: مکار و حیال۔زلالی:

بہ عیاری چپ اندازِ جہانی
بہ مکاری بلاے خانمانی(۱)

چپ دادن: ترک کردن۔(ج)۔

چپر(۲): لفظِ ترکی است، بہ معنیٔ 'ڈاک چوکی'۔ شفیع اثر:

ز خدمتِ تو چپروار می روم، بگذار
کہ از قماشِ سلوکت بہ خویش بپیچیدم

چپّالی: بہ تشدید و تخفیف، بہ معنیٔ عیار ماہرِ فن؛ مصطلح الواط است۔فوقی یزدی:

بہ ہر زمیں کہ رسیدیم خوش بخسپیدیم
ہزار شکر کہ ہستیم رندِ چپّالی

سیفی:

بداں کہ یار بہ(۳) از دلبرِ چپالی نیست
زحسنِ جامہ چہ حاصل، چو یارِ جانی نیست

---

(۱) ب: زلالی کے دوسرے مصرع میں 'خان ومانی' ہے۔
(۲) ترکی لغت: ceper: چپر: wall, fence؛ ب:
چپر، بفتحتین: شخصے کہ بحکمِ پادشاہاں یا امیراں در ہر منزل او راسواری دہند تا بسرعت قطعِ راہ کردہ خبرِ ضروری برساند، مثلِ ڈاک چوکی در ہندوستان، و ایں لفظ زبانِ ایرانیہ است۔
(۳) م: بد، تصحیح از ب

تناظرِ جیم از منظرِ تا

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جَتر: بہ سکونِ ثانی ورائے مہملہ؛ باغ۔ وحشی در صفتِ باغ وقصر گوید:

جدا جدا جتر و اتاقے کاندرو نقاشِ چیں
حیرت افزاید بہ حیرت آفریں بر آفریں

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چتر زدن: ورزشے است کشتی گیراں را و آں چناں است کہ بر رُوے دو دست ایستادہ پا ہا را بہ ہوا جفت کنند۔ (ع)۔ میر نجات:

دل بہ سیرِ فلک از رشک کنی دیوانہ
ہم چو طاؤس زنی چتر بہ ورزش خانہ (۱)

'چتر بر سرِ کسے زدن' در انداز ہلاکِ او بودن است۔ (ع)۔ قاسم مشہدی:

نے بہر سایہ چتر بہ فرقم زد آسماں
اِستادہ است چرخ کہ چوں افگند مرا

چتر در چتر چیزے کشیدن: برابری و مساہمت بہ اُو کردن۔ (ع)۔ ظہوری:

در رہت نعلین پوشاں از غبار
چتر در چتر فریدوں می کشند (۲)

---

(۱) حافظ (...قزوینی، ص۲۹۱):

سپو کشاں ہمہ در بندگیش بستہ کمر
ولے ز ترک کلہ چتر بر سحاب زدہ

ب: طرفِ کلہ

(۲) ب نیز: ظہوری:

رحمۂ عشق بیں کہ نیلوفر
چتر در چتر آفتاب کشد

تناظرِ جیم از منظرِ دال:

جلوَلِ قرق[1]: جوے خشک، چہ قرق در ترکی خشک است؛ از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ شفیع اثر:

زمنعِ بوسہ عیاں شد کہ خطِ لالہ رُخاں
بہ گردِ مصحفِ رخسار جدوَلِ قرق است

(۱) ترکی لغت cetvel (cedvel) جدول، دوسرے معانی کے علاوہ آخری معنی irrigation canal؛ اور قرق، قیرق kirk: اس کے جو چند معانی دیے ہیں، اُن میں کہیں بھی خشک (dry) نظر نہیں آیا۔

تناظرِ جیم از منظرِ راے مہملہ

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جرکہ: بہ فتحِ اوّل؛ روشی از شکار و آں چنیں است کہ لشکریاں گردِ صحرا حلقہ زنند تا صید بدر نہ رود و در ترکی آں را قمرغہ گویند۔ طالب کلیم:

نہ چرخ بہ صید گاہِ بخشش
یک دورۂ جرکۂ شکار است[1]

حلقۂ مجلس نیز؛ سعید اشرف:

سرورِ جرکۂ شاہانِ جہاں، شاہِ نجف
صف درِ معرکۂ شیردلاں، شیرِ خدا

(۱) نیز ب: مسیح کاشی:

چشمِ اُو در جرکہ دارد آہوے عقلِ مرا
حدِ مجنوں کے بود داخل شدن در جرکِ من

ب کے مطابق:

جرکہ... بمعنی مطلق صف و حلقہ است خواہ مرد ماں باشند و خواہ سائرِ حیوان از چرندہ و پرندہ۔

میرزا معز فطرت:

سراغِ چشمِ تو دارد ز خویش رفتنِ ما
ز جرگۂ رمِ آہوست دل تپیدنِ ما

ظہوری:

عقل از زمرۂ جلیس و انیس
بخت در جرگۂ عبید و خدم

ایضاً:

چو تیغت کند کار بر جرگہ تنگ
در آید بدم لابہ غراں پلنگ (غیاث: 'جرگہ' بکافِ فارسی)

'جورک' بدونِ ہا نیز بدیں معنی آمدہ۔ سنجر کاشی:

اگر لیفست ساز(۱) و برگِ خوبی
نہ باشد حُسنِ گل در جرکِ خوبی

ومعرکۂ کشتی گیراں کہ آں را ورزش خانہ وتعلیم گاہ وتعلیم گہ خوانند۔ (ع)۔ میر نجات:

جرک را دیدۂ حیرت زدۂ محشر کن
تازہ کیں زمزمہ را شدِ عراقی سر کن

جرک ونرک دراین شعرِ میر نجات:

قابلِ اہلِ دل و لایقِ الفت نہ بود
جرک و نرکی کہ درو شورِ محبت نہ بود

واقع است۔ بعض مردم 'نرک' را مہملِ 'جورک' فہمیدہ اند، چوں اوّلِ مہملات بیشتر 'میم' باشد، نہ شاید کہ از مہملات باشد، کما سمع من الایرانیہ، بلکہ 'نرک' بہ نون وکافِ فارسی: حلقہ زدنِ لشکر است برائے شکار، پس مرادفِ 'جورک' باشد۔

جرعہ: درلغت یک آشامہ است از آشامیدنی وفارسیاں بہ معنی پیالہ نیز آرند۔ حیاتی گیلانی:

رحیقِ کہنہ چہ پُرسی چہ کیفیت دارد
یکے بہ جرعہ فرو ریز خونِ نابِ مرا

سنجر کاشی:

نہ رفت از خطِ بغداد بیشتر(۲) منصور
فقیر بود کہ ایں جرعہ را تمام کشید

میرالٰہی (رُباعی):

---

(۱) م: ساز د، صحیح از ب
(۲) ب: بیشتر

دریا دریا بہ من لبت داد شراب
نہ بادہ تمام گشت(۱) و نہ من سیراب
ہر چند کشم جرعہ لبم تر نہ شود
چوں تشنہ لبے کہ آں نوشد در خواب(۲)

جُرّہ: بہ اوّل مضموم ورائے مہملۂ مشدّد: نرِ ہر جانورے از چرندہ وپرندہ عموماً ونرِ باز خصوصاً۔ (ع)۔ ظہوری:

از پر(۳) جُرہ بازِ ناوکِ تو
دشمنت را عقاب می خواہم

طغرا:

---

(۱) م: گشت
(۲) نیز ب: شیخ العارفین:

شیریں لباں چو بزم بے لالہ گوں کنند
خونِ مرا بجرعہ برائے شگوں کنند

طالب آملی:

ما صبوحی طلباں صوفیِ صافی نفسیم
جرعہ بر صبح فشاند لبِ میخوارۂ ما

صائب:

در پردہ ہر آں جرعہ کہ چوں ابر کشیدی
یک یک ز عذارِ عرق افشانِ تو گل کرد

نیز حافظ (قزوینی، ص۲۰۳):

اگر شراب خوری، جرعۂ فشاں بر خاک
ازاں گناہ کہ نفعے رسد بغیر، چہ باک

عرفی (کلیات ص: اضافات: ۵۹):

در جامِ دلِ ما بود از عکس جمالی
آں جرعہ کہ در ساغرِ خورشید نیابی

ایضاً (قصائد... ص۶۹):

در تہِ دوزخ ز شوقِ جرعۂ کوثر زدن
بر لبِ کوثر ز شرمِ حسرتِ نم داشتن

(۳) م: پرّ (مشدّد)

چشمِ شوخت جُره شاهین است کز بهرِ شکار
می زند هر دم ز مژگاں بال و پر در آفتاب

و به اوّل مفتوح بُوے که از جدوَلِ بزرگ آرند۔ (ع)۔
محسن تاثیر:

نهریست ز بحرِ بے کرانه
باجے[۱] نه دهد به رود خانه
بگرفته زمیں به ترکتازی
هر جُرهٔ[۲] او چو شاهبازی

به حذفِ یا نیز؛ شانی تکلو:

سخن سفر نه گزیند به یاریِ قلم
که لاشه زار و ضعیف و سفر به جوے و جُر است

ظهوری:

رهِ گریوهٔ صبر و شکیب در پیش است
سمندِ شوق جهاند مگر ز جوے و جُرم

'جُوره' به معنیِ اسپ نیز؛ حکیم شفائی در طلبِ اسپ گوید:

شبه آں جُرهٔ بد راه که وادی زیں پیش
نه شنیده است و[۳] نه دیده است ندیم[۴] دوراں

جُو: بالضّم؛ زین است۔ (ج)۔ شرف الدین علی یزدی در ظفرنامه گوید (فقره):

به آهنگِ محاصره جُر ها بسته دستِ شجاعت به جنگ برکشادند... الخ۔

جُرجُر: به فتحِ هر دو جیم تازی و رای مهمله؛ شگاف هر چیز عموماً و شگافِ زمیں، مثلِ آب کند، خصوصاً۔ (ع)۔ باقر کاشی:

---

(۱) م: یاجی، تصحیح از ب (۲) م: جُره (مضموم و مشدّد)
(۴،۳) م: تو، قدیم، تصحیح از ب۔

آئینهٔ حسودِ ترا موریانه خورد
نے نے که کرده[۱] صورتِ او جُرجُر آئینه

جریده: لفظِ عربی است، به معنیِ مجرد و به اصطلاحِ اهلِ تشیع چوبے است که هنگامِ تدفین زیرِ بغلِ میت گذارند و آں را عصاے قطعِ عرصاتِ محشر دانند۔ میرزا عبدالرزاق نشاء[۲] تبریزی:

اے سیّدی که طبعت مایل به شوروشین[۳] است
بر من علاجِ دفعت واجب چو فرضِ عین است
از شربِ چوبِ چینی خاصیتے نه بینی
چوبے که نافعِ تست چوبِ جریدتین است

و دفتر را نیز گویند۔ (ک)۔ وحید الدین علی قوسی نیز نوشته۔
طغرا:

طغرا کند درستش از مومیاے خط
باشد اگر شکسته فردِ جریدهٔ ما

کمال خجند:

تا کے بو نه برد از تو ز انفاسِ کمال
چوں گل اوراقِ جریده ز صبا پوشیدم

غزالی مشهدی:

یک نقطه از دوایرِ نه چرخ سایرم
یک فرد از جریدهٔ عقلِ مجرّدم

'جریده' به معنیِ 'سرورق' گفتن خلافِ جمهور است۔

جرمانه و جُرم: آنچه از گنهگار به زور ستانند۔ طغرا:

سرمایهٔ جرمانهٔ کردار ز کف شد
از کرده پشیماں به پشیمانیِ من گو[۴]

---

(۱) ب: کرد (۲) م: نشاهٔ
(۳) م: بشورشین، تصحیح از ب (۴) ب: کو

حیاتی گیلانی:

بہ لہوِ خویش چہ خوش مولعی نہ پنداری.
کہ کردہ ہاے ترا جُرم نہ و تاواں نیست.(۱)

(۱) نیز ب: شکوہی ہمدانی:

بادۂ جرم عیش گیرد از دلِ ہُشیار ما
خونِ گُل خواہد بہار از گوشۂ دستارِ ما

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چراغ: معروف؛ وکنایہ از پسر۔ نعمت خان عالی در قصۂ استر خواستن (۱) پسر از پدر براے سفر و امتناعِ پدر:

گشت بر گردِ سرش پروانہ وار
تا مگر ماند چراغش در دیار

چراغاں: معروف؛ و تعذیب مقرری کہ سرِ عاصی را چند جا زخم کردہ در غور (۲) ہر زخم شمع بر کردہ (۳) گذارند۔ (ع)۔

میرزا صائب:

شگوفہ مغزِ شعورِ مرا پریشاں کرد
فروغِ لالہ سرِ توبہ را چراغاں کرد (۴)

چراغِ آسمانی: برق۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

(۱) م: خاص، تصحیح قیاسی (۲) ب: غور
(۳) ب: برافروختہ
(۴) نیز ب: صائب:

دست و تیغِ تو مریزاد کہ از پرتوِ آں
شد چراغاں جگرِ چاک ز خونیں کفناں

ظفرخاں احسن:

زمستاں عجب نیست گر شامِ وصل
سرِ محتسب را چراغاں کنند

شفیع اثر:

چراغ ہر کہ اثر کرد در زمانہ روشن شد
کنند خلق بہ چشمِ حسد چراغانش

سعید اشرف:

رفتہ تقصیرے کہ در اں ہجو زرواں کردہ است
بر سرِ بازار کائنات چراغانِ حواس

ز ے شد چہرۂ آں ماہِ عالمتاب روشن تر
چراغِ آسمانی می شود از آب روشن تر

وآفتاب نیز۔ وحشی در جواب وسوال حرباو خفاش گوید:

تو شبہائے سیہ دیدی، چہ دانی
فروغ ایں چراغ آسمانی

چراغ بہ روح کسے سوختن: چراغ بر مزارِ او برکردن(۱)۔ خان زمان امانی:

امانی آنچہ تو از دوست خواستی آں شد
بہ روحِ مجنون می سوز گاہ گاہ چراغ

چراغ پایہ: بہ غینِ معجمہ موقوف؛ چیزے کہ از جہت منع رسیدن باد، در آں چراغ گذاشتہ از جائے بہ جائے برند۔ (ک)۔ ظہوری در قصۂ الف ابدال گوید:

کوزہ و آب و آفتابہ مجو
از صفائے(۲) چراغ پایہ بگو
ہر کرا بینی از خواص و عوام
بر مساجد چراغ کردہ حرام

چراغ خواستن و طلبیدن: ہنگامہ گیرانِ ولایت در عینِ گرمیِ ہنگامہ(۳) چوں مردم را تشنۂ کار بینند ورق برگردانند و بر سر گدائی آیند و گویند 'چراغ بہ عشق حضرات۔' (ع)۔ سلیم:

در ایں مجلس فلک از بہرِ خورشید
گرفتہ کاسہ در دست از مہِ عید
بہ دریوزہ ز ہر زرّیں ایاغے
بہ عشقِ شاہ می خواہد چراغے(۴)

(۱) ب: برافروختن (۲) م: صفائی
(۳) ب: معرکہ (۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

خواجہ آصفی:

فتیلۂ شبِ غم بہرِ داغ می طلبم
بہ عشقِ لالہ رُخاں یک چراغ می طلبم

چراغ نذر: چراغے کہ بہ امیدِ حصولِ مقصود بر آستانِ اولیا سوزند۔ شانی تکلو:

فتح از خدا بخواہ وگرنہ تمام عمر
ہم چوں چراغ نذر بہ ہر(۱) آستانہ باش

عالی:

تا(۲) مہرباں شود دلِ بے رحمِ کافرش
ہر شب چراغ نذر بہ بتخانہ سوختیم(۳)

چراغ افروختن و روشن کردنِ ہندو: آنست کہ چوں صرّاف زرہا را بہ باد دہد و چیزے در بساطش نہ ماند، چراغ برافروزد، یعنی زرہائے گم کردۂ خود را بہ چراغ می جوید۔ ایں چنیں کس را 'دوالیہ' گویند۔ وحدت گیلانی:

زلفت ز نقدِ دلہا انداخت گنج و افروخت
از عارضت چراغے چوں ہندوی دوالی

تاثیر:

از بادہ چراغ کرد روشن
چشمِ تو ہندوی دوالی

محمد حسین شہرت:

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۴) نیز ب: طاہر وحید:

چوں گدایانے کہ می خواہند از مردم چراغ
فیض از نے در شبِ آدینہ می خواہیم ما

(۱) م: زہر، صحیح از ب (۲) م: تامہرباں، صحیح از ب
(۳) ب: سوختم

پریشانند صرّافانِ گلشن بے بُرخت چنداں
کہ بے برگے چراغ لالہ روشن کرد وگل شبنم

چرخچی: فوجِ ہراول؛ از 'عالم آرائے عباسیؔ' سکندر بیگ معلوم شد۔ شفیع اثر:

اگر آوازہ ات در روزِ میدان چرخچی گردد
مخالف می شود مغلوبِ اہلِ دیں بہ آسانی

چرکن: کثیف؛ شفیع اثر:

دارند اہلِ فقر چو فانوس، باطنی
باشد چراغ (۱) راوتو ہر جامہ چرکنی

چراغ کسے روشن شدن و سوختن: کنایہ از مرادِاُو حاصل شدن و بہ دولت رسیدن۔ (ع)۔ میرنجات:

چراغ شمع روشن شد کہ در بزمِ تو می سوزد
نہ بود ایں دولتِ بیدار ہرگز دودمانش را

میرزا رفیع واعظ قزوینی علیہ الرحمہ:

روزنِ فانوس را مانند حسودِ تنگ چشم
ہرکرا سوزد چراغ، اورا کدورت می رسد

چراغ اُو روشن: یعنی مرادِ اُو حاصل شُد۔ (ع)۔ ففغور لاہجی:

امشب کز آتشِ گل گردید باغ روشن
پروانہ بلبلاں را گوید 'چراغ روشن'

قاضی استرآبادی (۲):

آں لالہ رُخ کہ سوخت دلِ من بہ داغ او
روشن بود ہمیشہ الٰہی چراغ او

(۱) ب: جراغ (۲) استرابادی

چوب آخر: کسے کہ روزگارش بہ ناز و نعمت بگذرد۔ شفائی:

لکد افگن مباش و دنداں گیر
گر خُدی یک دو روز چوب آخر (۱)

چراغ روز: چراغ کم ضیا۔ وحید:

خدایا سینۂ بے سوز دارم
دلے (۲) ہم چو چراغ روز دارم

وکنایہ از آفتاب نیز؛ میرزا رفیع واعظ قزوینی علیہ الرحمہ می فرماید:

صرصرِ آہم چراغ روز را خاموش کرد
موجِ اشکم آسماں را حلقہا در گوش کرد

چراغ مست شدنِ بلبل: معمولِ بلبل بازاں است کہ شامگاہ بلبل را مقابلِ چراغاں بررُوے دست دارند تا از روشنی چراغ بر سرِ مستی آید و گویا شود۔ (ع)۔ سالک یزدی:

بہ شور آمدہ مرغِ دل از خیالِ کسے
چراغ مست شُد ایں بلبل از جمالِ کسے

چرخگی زدن: چرخ زدن ورقص کردنِ کشتی گیراں در مقامِ غالب آمدن بر حریف و بازور ترے از خود دعویٰ ہم آوردی کردن۔ (ع)۔ میرنجات:

باز در معرکہ آں تازہ نہالِ گل (۳) پوش
چرخگی زد کہ سرم چرخ زد و رفت ز ہوش (۴)

(۱) نیز ب؛ خاقانی:

ہمتِ خاقانی است طالب چوب آخری
چوں سر کوے تو ہست نیست مزیدے بر آں

(۲) م: ولی ہیچ از ب (۳) م: گل (گ زیر کے ساتھ)
(۴) ب: رفت از ہوش

چرخاب: گرداب؛ منیر در تعریفِ گرما گوید:

ز تابِ مہر سر کردہ لبِ آب
ہزاراں چرخ تاب از موج چرخاب

چرمینہ: معروف؛ وآلتے کہ از چرم سازند وزناں حلقہ بر فرو کنند۔ (ع)۔ حکیم شفائی در ہجو گوید (رباعی):

اے بچہ جلالِ دخترِ چرمینہ
فرزندِ رشیدِ مادرِ چرمینہ
ہر جا کہ کشی بادہ زمینائے کلہ
باشد گزکت نیشکرِ چرمینہ

چرم گر: کسے است کہ چرم را دباغت کند۔ ابونصرائے بدخشی:

زبونِ حرص وہوائے تو، لافِ ہمت چست
کہ چرم گر نتواند نمود عطاری

چریدن دارد: یعنی دیدن دارد۔ ماخذِ آں چشم ونگہ چرانی است کہ بجائے خود خواہد آمد۔ (ع)۔ صائبا:

ہنوز سیبِ ذقن رنگ رانہ باختہ است
ہنوز سبزۂ خطش چریدنی دارد

چراغِ روزِ اسفند[1]**:** روزِ اسفند روزِ سوم است از فروردگاں کہ 'فروردجان' معربِ آنست۔ در تازی آں را خمسۂ مسترقہ گویند۔ نام ہر پنج اینست: اہنود واشنود واسفندمد ویشت ومشتویش، ہر دو شینِ معجمہ وتائے مثناتِ فوقانی؛ از سی فصلی رسالۂ نجوم تصنیفِ نصیر الحق والملۃ الطوسی، معلوم شد۔ فارسیاں درایں روز ہا جشن کنند وآتش افروزند۔ سعید اشرف:

سیاہ روز شدم بہرِ عشرتِ دگراں
دریں زمانہ چراغانِ روزِ اسفندم

---

(۱) "چراغِ ہدایت": چراغانِ روزِ اسفند

تناظرِ جیم از منظرِ سینِ مہملہ

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جسته کلاغ: ورزشے است کہ کشتی گیراں یک پارا بہ جفتہ گاہ گذاشتہ و بزور یک پا مثلِ کلاغ از جا برجہد۔ (ع)۔ میر نجات:

بسکہ از آتشِ عشقِ تو، بہ دل دارد داغ
می جہد خال ز رخسارِ بتاں جستہ کلاغ

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چُس: بہ ضمِ اوّل؛ گوزِ بے صدا۔ گویند، چُس نفسی مکن؛ یعنی بیہودہ گپ مزن۔

تناظرِ جیم از منظرِ شینِ معجمہ

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جشنِ شربت خوران: بقولِ علامی فہامی جشنِ عروی است۔ وحید:

دلم گم شد از جشنِ خوش مشربش
وزیں جشنِ شربت خورانِ لبش

وبقولِ ایرانیہ:

بہ اصطلاحِ لوطیاں، رفتنِ آں جماعہ است در فصلِ بہار یالاتفاق بہ سیرِ باغ و بزمِ نشاط آراستن۔

واللہ اعلم۔

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چشتہ: چیزِ خوردنی، وچشتہ خوار آں کسے است کہ اطعمۂ مرغوب، بے تلاش، روزیِ اُو شود۔ میر تشبیہی:

دلم کہ چشتہ خورِ التفاتِ دم بدمِ تست
روا مدار کہ آخر بہ داغِ چشتہ بسوزد

چشمِ زاغ داشتن: بے حیاو دلیر بودن۔ (ع)۔ سلیم:

باغباں بر رغمِ بلبل از صفِ نامحرماں
ہر کہ چشمِ زاغ دارد، رہ بہ گلشن می دہد

وُ'چشمِ زاغ' موقوف: شخصِ بے حیا۔ میر حسن عطار در مثنوی خروسیہ گوید:

دگر ز آفت گربہ چشمِ زاغ
نگہدار یارب بہ شاہِ چراغ

'ازرق چشم' رانیز گویند۔ (ر)۔

چشم چَرانی: خیرہ چشمی وہرزہ نگاہی۔ صائبا:

حیف است دریں فصل (۱) دماغے نہ رسانی
چشمے ز گل و لالہ چو شبنم نہ چَرانی

چشم از کاسہ برآوردن: بیروں آوردنِ چشم از چشم خانہ۔ مخلص کاشی:

چہ ساں بینم بہ رُوے دخترِ رز چشمِ نامحرم
کہ من از کاسہ می آرم بروں چشمِ حبابش را

چشم و دیدہ در قفا و پے کسے داشتن (۲): منتظرِ خرابیِ اُو بودن۔ حاتم کاشی:

---

(۱) م: باغ، تصحیح از دیوان (۲) ب: چشم در قفاے کسے بودن

قدم از نظر ہر کہ بود در عالم
ہنوز چشمِ بداندیش در قفاے من است

والہ ہروی:

بد ز نیکاں رسید نیکاں را
دیدۂ نرگس از قفاے گل است

میرزا صائبا:

می دہد ہر جرس از آبلۂ پُرخوں یاد
چشمِ خونِ بار کہ، یارب، پے ایں قافلہ است

و منتظر بودن نیز۔ محسن تاثیر:

چشم چو رکاب در پیش بود
روزے کہ سواریِ تیش بود

چشم نشین: کنایہ از معشوق۔ والہ ہروی:

ہستم سیہی روشنیِ دیدہ و دارم
از چشم نشینانِ سیہ چردہ(۱) گواہی

چشم گرم کردن: کنایہ از خواب بسیار کم۔ (ج)۔

اہلی شیرازی:

دمید صبح و نہ شد گرم چشمِ راحتِ ما
سپیدہ دم نمکے بود بر جراحتِ ما(۲)

'دیدہ و مژگاں گرم کردن' نیز بدیں معنی است؛ بجاے خود خواہد آمد؛ و 'چشم گرم کردن' نظارہ کردن نیز۔ (ع)۔

محسن تاثیر:

---

(۱) ب: جردہ

(۲) نیز ب: فردوسی:

فرود آمد از بارگی شاہ نرم
بداں تا کند بر گیا چشم گرم

غم بے دلبری بسیار بے آسایشم دارد
گر آتش طلعتی می بود چشمے گرم می کردم(۱)

چشم و رُو داشتن: حیا و آزرم داشتن۔ شفیع اثر:

نہ باشد سخت باطن چشم و رُو داری ز احبابش
بود آئینۂ فولاد کے حاجت بہ سیمابش

'بے چشم و رُو' بے دیدہ و رُو و بے رُو و بے حیا۔ (ع)۔

محسن تاثیر:

بے چشم و رُو تری ز تو اے باغباں کجاست
گل چیدہ ای و شرم ز بلبل نہ کردہ ای

شوکت:

خویش را با چشم و رخسارش برابر می کند
لالہ و نرگس عجب بے دیدہ و رو بودہ اند

طغرا:

ناصحا تا چند بے رُوئی کنی با عاشقاں
خود بیا بنگر کز آں رُوی تواں پوشید چشم

چشمِ شادی: چشمے کہ از شوق و آرزوے چیزے در پریدن باشد۔ 'شادی' بہ کسرِ دال، سرایندہ۔ (ک)۔ مفید بلخی:

چہ نکو روزے کہ آئی بہ در و چو چشمِ شادی
ز ہجومِ شوقِ رُوے تو ز جا پریدہ باشم

ولہٗ:

---

(۱) نیز ب: تاثیر:

عمرِ راحت دشمنِ ما رفت چوں برق و نداد
آں قدر فرصت کہ کس چشمے تواند گرم کرد

خواجہ آصفی:

بشکفت دوش نرگسِ بیمارِ او ز بت
یا چشم گرم ساختہ در خوابِ ناز بود

نگر می آید امشب گل عذارم
کہ ہم چوں چشمِ شادی بے قرارم

چشم دریده: موقوف؛ شوخ چشم، بے حیا۔ (ر)۔
لسان الغیب:

شوخیِ نرگس نگر کہ پیشِ تو بشگفت
چشم دریده، ادب نگاه نہ دارد (۱)

چشمِ سیاه: اطلاق آں در تعریفِ چشمِ معشوق است و آں محتاج بہ تمثیل نیست، چوں نسبت بہ خود کنند مراد چشمِ بے نور باشد؛ یعنی از 'سیاه' تیره مراد دارند۔ وحید:

ہست از بنفشہ دیدۂ بادام سُرمہ دار
روشن شود ز خطِ تو چشمِ سیاه ما

'سیاه کردنِ چشم' بہ معنیِ روشن کردنِ چشم ہم مستعمل است۔
میرزا صائب بہ ہر دو معنی بستہ:

کنم سیاه نہ نظارۂ بنفشہ خطاں
شود دو دیده (۲) چو بادام اگر سیاه مرا

و ہم بہ معنیِ تاریک شدنِ چشم۔ اسماعیل ایما:

روزم نہ گشت روشن از آفتاب ایما
چشم کند سیاہی تا دیده چشمِ اُو را

و 'سیاہی کردن' نمودار شدن نیز۔ طاہر غنی:

ماه نو نتواند از رُوے خجالت شد سفید
چوں سیاہی می کند از گوشۂ ابروے دوست

---

(۱) حافظ کی متعلقہ غزل کا مطلع ہے (قزوینی، ص ۸۶):

روشنیِ طلعتِ تو ماه ندارد
پیشِ تو گل رونقِ گیاه ندارد

(۲) م: دو دیده، تصحیح قیاسی

'چشم سیاه کردن' (۱) حسد کردن و رغبت و خواہش کردن نیز۔ وحید:

دیده سیہ کرده بہ احوالِ ما
چشم رسانیده بہ اقبالِ ما

ولہ:

چشم سیہ بہ نعمتِ الوانِ دہر نیست
چوں داغِ لالہ، سوختہ نانے مرا بس است

چشمہ داشتنِ ترازو: زیادتیِ پلۂ ترازو بر پلۂ دیگر۔ (ج)۔ عرب گوید: 'فیہ عینٌ'۔ جلالاے طباطبا گفتہ (فقره):
اگر پلۂ ترازوے سپہر چشمہ دار نبودے و کفتینِ ماه و مہر بہ عیبِ عین (۲) زدگی نیالودی حقیقتِ حقیت، ع:

در جہانی و از جہاں بیشی (۳)
برائے العین طریقِ تحقیق پیمودی (۴)

---

(۱) ب: چشم سیاه کردن بچیزے و بر چیزے:... رغبت و شیفتہ و مفتونِ اُو بودن و طمع کردن: صائب:

مکن بہ لالہ رُخاں چشمِ خود سیہ صائب
کہ زود چہره بخوں رنگ می نمایند

محسن تاثیر:

ہزار چشم ز نرگس در انتظارِ تو باغ
سیاه کرد و تو در خوابِ چاشتگاه ہنوز

کمال خجند:

دو چشمِ مست سیہ کرده ای بسوختنم
مساز خانۂ مردم سیہ مسوز اں خس

میر یحییٰ شیرازی:

گر چشمِ خود بہ مرہمِ راحت سیہ کند
خوں می شود میانۂ ما و میانِ داغ

(۲) ب: غین (۳) ب: ہستی
(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

چشم نیلوفری و فیروزی: چشم کبود و فیروزہ رنگ۔
(ع)۔اوّل معروف است؛ دوم: میر نجات گوید:

چشمِ فیروزیِ آں مطربِ خوش لہجہ نجات
عاقبت دشتِ نشاپور کند آئنہ را

چشمۂ شاپور: چشمہ مشہورے است کہ شاپور بہ دستکاریِ ہنر در زمینِ ارمن از سنگ تراشیدہ و آں چنداں صفا دارد کہ نظر برآں نمی ایستد، از شرح قصایدِ عرفی شیرازی:

قبضۂ شمشیرِ کینت دستگاہِ آفت است
سایۂ شمشادِ رایت چشمۂ شاپور(۱) باد

چشم بے آب داشتن: بے حیا بودن۔ والہ ہروی:

بہ محنت تن دہ، از دوراں وفا کم جو کہ گردوں را
بہ بے آبی ست چشمے(۲) شہرہ ہم چوں چشمِ غربالش(۳)

چشم روشنی: مبارک باد۔ میرزا صائبا فرماید:

گویند چشم روشنی ہم غزالہا
ہر جا کہ آں نگار بہ عزمِ شکار شد

'چشمِ اُو روشن'، مرادفِ آنست۔ حاتم کاشی:

ہاں، بہ یعقوب بگوئید کہ از گم شدہ است۔
می رسد پیرہنے چشمِ تو روشن باشد(۱)

چشم بر چیزے دوختن و بستن: بہ رغبت و التفات جانبِ اُو دیدن و خواہشِ آں کردن۔ (ع)۔ حاجی قدسی:

بہ باغ دوختہ بر داغِ لالہ، نرگس چشم
چنانکہ باشد بر مالدار چشمِ فقیر

کمال خجند:

گفتم: 'فرصت ناوکے از کیشِ خویش'، گفت
'ترسم کہ باز چشم بدوزی بہ تیرِ ما'

ظہوری:

کسے کہ چشم بروے تو دل ستاں بندد
بروے سیر در باغ و بوستاں بندد

چوں در ایں محاورہ حرف از صلہ واقع شود، بہ معنیِ نادیدن و اعراض کردن باشد۔ والہ ہروی:

تا چو من کز ہمہ کس چشمِ طمع دوختہ ام
ہم چو روز است عیاں از افقِ پیدائی

ابوطالب کلیم:

دل جز کجی ز زلفِ تو نامہرباں نہ دید
زو چشم بست و رُوے ترا درمیاں نہ دید(۲)

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۴) ب: ہمعنوی: محمد قلی سلیم:

خالِ تو بجو حلقۂ زلفِ تو دل رُباست
ایں دانہ را ز چشمۂ دام آب دادہ اند

(۱) کلیاتِ عرفی (ص ۴۱): چشمہ سارِ نور (در مدح حکیم ابوالفتح)، قصاید عرفی (نول کشور، ص ۲۷): چشمہ سارِ نور، ہم اور ب نے شارحِ قصایدِ عرفی کا نام نہیں لکھا۔ تعجب ہے کہ شارح نے اسے کس طرح 'چشمۂ شاپور' بنا دیا۔ سیاق و سباق کے مطابق تو 'چشمہ سارِ نور' ہی صحیح ہے۔

(۲) ب: چشم

(۳) ب: غربالش

(۱) نیز ب: کمال اسمٰعیل:

غبارِ خیلِ تو چوں بر سپہر کحلی شد
ستارہ ہا ہمہ گفتند، چشمِ ما روشن

(۲) نیز ب: شیخ العارفین:

شاید بہ شمیم گلے رہ غلط کند
چشمِ طمع بر رخنۂ دیوار بستہ ام

مُلا طاہر غنی:

بہ اُو آئینہ بستم چشمِ اُمید ز پہلوئیش زدہ پہلو بخورشید

چشم و چشمۂ سوزن (۱): سوراخِ سوزن۔

طالب آملی:

دید چوں زخمِ کاریِ جگرم
چشمِ سوزن بہ ہائے ہائے گریست

میرزا صائبا:

چشمۂ سوزن محیطِ بحر نتواند شدن
در دلِ تنگم شکوہِ بحر چوں گنجیدہ است

چشمۂ دام و چشمِ دام: شبک ہائے دام است۔ سلیم:

خالِ تو ہم چو حلقۂ زلفِ تو دل رُباست
ایں دانہ را ز چشمۂ دام آب دادہ اند

میرزا صائبا:

بہ زیرِ گردِ خط آں زلف رفتہ پنہاں شد
کہ خونِ صید، محال است، چشمِ دام نہ گیرد (۲)

حق لغت کہ چشمہ بہ معنیِ سوراخ و رخنہ تخصیص بہ دام و سوزن نہ دارد و در محاورہ عمارتے را کہ روزن و دریچۂ بسیار دارد، نیز چشمہ دار، گویند و سوراخہائے زرہ را نیز (ع)۔ بدیعی سمرقندی گوید:

بس کہ زد تیرِ بلا بر تنم آں شوخِ بلا
چشمہ چشمہ چو زرہ گشت تمامِ بدنم

---

(۱) ب: چشمۂ سوزن:... بہ اصطلاحِ لوطیاں، کنایہ از فرج۔
حکیم شرف الدین شفائی:

مستور گلے کہ پردہ اش دامنِ تست
لب تشنہ بسانِ چشمۂ سوزنِ تست
ہر لحظہ شگفتن و دگر غنچہ شدن
رسے ست کہ مخصوصِ گلِ گلشنِ تست

(۲) ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۲۳۳):

داغِ دلم کہ روشن از و چشمِ دام بود
گشتی بہ ایں گناہ کہ بے دانہ رام بود

چشمۂ سوزن (۱): بہ اصطلاحِ لوطیاں کنایہ از فرج۔
(ع)۔ حکیم شفائی (رُباعی):

مستور گلی کہ پردہ اش دامنِ تست
لب تشنہ بسانِ چشمۂ سوزنِ تست
ہر لحظہ شگفتن و دگر غنچہ شدن
رسے ست کہ مخصوصِ گلِ گلشنِ تست

چشم زدن: اشارہ کردن و چشمِ زخم رسانیدن۔ (ع)۔
مثالِ معنیِ اوّل، نعمت خان عالی گوید:

برق را نیست جز ایمائے تو در مدِّ نظر
می زند چشم کہ عمرِ گذراں را دریاب

معنیِ دوم، صائبا:

خاکسترِ مرا ز حسد چشم می زنند
پروانہ مرا ز نظرہا نہاں بسوز

و بہ شوق و بہ رغبت دیدن نیز۔ (ع)۔ محمد قلی میلی گوید:

با غیر، میلی از رہِ دیگر گذشت یار
تو چشمِ انتظار براہ کہ می زنی

'وگردشِ چشم ہم۔ (ع)۔ میرزا محمد رفیع واعظ قزوینی علیہ الرحمہ می فرماید:

از بس کہ سست گشت تنِ مبتلا مرا
سازد ہوائے چشم زدن توتیا مرا

چشم گرفتن: چشم بند کردن و کنایہ از نابینا شدن و کردن۔ (ع)۔ میرزا صائب:

یافت در بے بصری گم (۲) شدۂ خود یعقوب
چشم از ہر کہ گرفتند بصیرت دارند

---

(۱) یہ محاورہ 'چشم' 'چشمۂ سوزن' میں بھی آچکا ہے۔ حاشیے میں ب سے متعلقہ رُباعی لی گئی ہے۔ (۲) م: کم

نصیرائے ہمدانی:

دود آہم چشم او خواہد گرفت آخر، اگر
دیدہ گستاخانہ بر رُوے[1] تو روزن باز کرد

وحید:

در جہاں ارباب ہمت نیز بے حاجت فیند
از متاع آفرینش چشم می گیریم ما[2]

چشم نمودن: ترسیدن۔ خان خالص:

از بے کسی امروز ز خود چشم نمودیم
از بہر ہمیں رُوے بہ دیوار نشستیم

چشم و گوش وا کردن: تمیز در نیک و بد پیدا کردن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

تا کے اے مرغ سحر ایں نالہاے بے اثر
صبر کن تا غنچۂ گل چشم و گوشے وا کند

مخلص کاشی:

چند روزے تربیت اے باغباں موقوف دار
تا چمن از نرگس و گل چشم و گوشے وا کند

چشم چیزے ندیدن: تاب و طاقت آں نہ داشتن۔ (ع)۔ میر محمد امین سبزواری در تعریفِ کوہ شارہ، کہ واقع است در سبزوار، گوید:

نگہ از دیدہ چوں بالا دویدی
بہ پائیں چشم برگشتن نہ دیدی

---

(۱) م: روئی
(۲) جلال اسیر (کلیات):

آہو کشیدہ سرمہ و مجنوں گرفتہ چشم
دیگر فریب سیرِ بیاباں کہ می خورد

چشمِ شور: چشمِ بد کہ زود اثر کند۔ (ر)۔ صائبا:

آبے مجو آبِ تیغ کہ از چشمِ شورِ خلق
لب تشنہ را گرہ نہ شود در گلو کجاست

'دیدہ شور' 'نگہ شور' 'نظر شور' ہم گویند۔ والہ[1]:

یک چشم خوابِ تلخِ جہاں در[2] بساط داشت
آں ہم نصیب دیدۂ شورِ حباب شد

میرزا داراب جویا:

اے مغ بچہ مکشا[3] سرِ خُم محتسب آمد
ایں چشمہ، مباد، از نظرِ شور شود خشک[4]

چشمۂ سلسبیل: معروف؛ و بہ اصطلاح لوطیاں مقعد۔

چشم برہم نہادن و زدن و پوشیدن: بند کردنِ چشم، و کنایہ از مُردن نیز۔ خواجہ آصفی[5]:

اے کہ بے لعلِ بتاں از زندگی دم می زنی
چشم برہم می نہی تا چشم برہم می زنی

---

(۱) ب: ولہ (۲) ب: از
(۳) ب: بکشا
(۴) نیز ب: آقا مسیب کاشی:

چشمِ شورے ز کجا سرمۂ مجلس گردید
نمکیدیم دگر خندۂ از مینائے

صائب:

نیست صائب در جہانِ بیخودی بیم گزند
بادہ خواراں نقل می سازند چشمِ شور را

نیز جلال اسیر (کلیات، ص ۱۸۲):

گر شبِ وصلِ تو با مہتاب باشد، بہتر است
دیدۂ شورِ فلک در خواب باشد بہتر است

(ب: 'با مہتاب' کی بجائے 'بے مہتاب' اور یہی صحیح ہے۔)
(۵) م: آصفی

سالک قزوینی:

اے تیرہ نظر، چہ بیم مردن داری
پوشیدنِ چشم را تماشائے ہست (۱)

چشم در رُوے کسے نہ بودن: کنایہ از بے حیا بودنِ او۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

چرخ دوں از کسے حجابش نیست
چشم در رُوے آفتابش نیست

چشم کردن: چشم زخم رسانیدن؛ چو چشم بہ معنی زخم آمدہ۔ (ک)۔ صائبا:

کہ چشم کرد دلِ داغ دار را صائب
کہ دُود تلخی ازیں لالہ زار می خیزد

بہ معنی نگاہ کردن و دیدن نیز۔ فغانی:

ز آب و آئنہ ہم رُوے خویش پوشیدی
ز شرم، چشم نہ کردی بر آفتابِ کسے

چشمہا دیدن: کنایہ از تجربۂ بسیار۔ جعفر تبریزی:

دلم چندیں فسوں از چشم (۱) ترکانِ ختا (۲) دیدہ
فریبم چوں دہد نرگس کہ چشم چشمہا دیدہ (۳)

چشم بہ طاق و روزن افتادن: کنایہ از حالتے کہ قریب بہ مرگ باشد۔ (ع)۔ اسمٰعیل ایما:

تا دیدم ابروت را از خویش دست شستم
بیمار در دمِ مرگ چشمش بہ طاق افتد

مومن بیگ ترکمان:

چو آفتاب در آ از درم کہ از غمِ تو
بحالِ مرگم و چشمم بہ روزن اُفتادست

و نگاہ بہ روزن افتادن نیز۔ سالک یزدی:

شبِ فراق، امیدم بہ صبح دادہ طلاق
گماں مبر کہ نگاہم بہ روزن افتادست

چشم: معروف؛ و کنایہ از قبولِ مسئول۔ مُلّا قاسم مشہدی:

دیدمش سرگرمِ استغنا ز راہے می گذشت
گفتمش: 'دارم نگاہے آرزو'، فرمود: 'چشم'

و امید و توقع نیز۔ (ک)۔ قدسی:

روا مدار کہ گردد مزیدِ خواہشِ غیر
نوازشے کہ ز تو چشم بود مرا

چشم زخم نیز۔ (ک)۔ میرزا صائبا:

از بیمِ چشم چوں گلِ رعنا دریں چمن
بر رُوے نوبہار نقابِ خزاں کشم

---

(۱) نیز ب: خواجہ نظامی:

نہ اندازۂ آں کہ یک دم زنند
نہ دم بلکہ چشمے کہ برہم زنند

والہ ہروی:

چشم تا وا کردم و برہم نہادم، عمر رفت
آنچہ جزو عصرِ من بود گویا صرصر است

میرزا صائب:

گر نگاہِ گرم سُوے خاکسارے کردہ ای
چشم چوں برہم نہی، شمعِ مزارت می شود

نیز ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۲۵۹):

حرف بیدادش بناخن می کنم بر چہرہ لیک
چشم تا برہم زنم، از گریہ باطل کردہ ام

(۱) ب: 'از' ندارد
(۲) ب: خطا، صحیح املا: ختا
(۳) نیز ب: محمد قلی سلیم:

ز چشمِ خویش سیاہی مزن بما بسیار
کہ چشمِ خستہ دلانِ تو چشمہا دیدست

و چاکسو، کہ آں دانہ است سیاہ مانندِ عدس و دواے است۔

(ک)۔طاہر وحید:

مرا داد از توتیا نفع بیش
بہ چشمِ من انداخت چوں چشمِ خویش

چش است: بہ کسرِ اوّل؛ یعنی چیست اُورا۔ (ع)۔

میرزا محمد سعید (رُباعی):

زاہد بخدا بگوے ناب چش است
مے خوردنِ شام و [1] کشتِ مہتاب چش است
از گندم وقف تو بتر [2] چیزے نیست
چوں نانِ حرام می خوری، آب چش است

چشم خورده: موقوف؛ چیزے چشمِ زخم رسیدہ۔ (ع) [3]۔ یحییٰ کاشی در ہجوِ اکولی گوید:

کرد از یک نگاہ گنبدِ قاب
چوں عماراتِ چشم خوردہ خراب

چشم آب دادن: تماشا کردن۔ (ج)۔ میرزا صائبا:

نہ شد روشن چراغم از عذارِ آتش آلودش
مگر چشمے دہم در موسمِ خط آب از دودش [4]

'نظر و دیده آب دادن' نیز۔ ہم اُوراست:

نظر ز رُوے عرقناک اُو دہم چوں آب
کہ قطرہ قطرہ مرا دیدبانِ دیگر شد

ایضاً لہ:

دیدہ را آب دہ از چہرۂ گل چوں شبنم
کہ دمادم نفسِ سردِ خزاں می خیزد

---

(۱) ب: 'وند ارد' (۲) ب: زشت تر

(۳) م: خ

(۴) ظہوری (دیوان):

آب خواہد داد چشمے در تماشایش حباب
ایں چنیں باراں اگر از چشمِ احباب آورم

تناظرِ جیم از منظرِ عینِ مہملہ:

جُعُلّقی: بہ اوّل و دوم مضموم و لام مشدد؛ بہ اصطلاح لوطیاں لفظے است بہ معنی بسیار زبوں، بد ہمہ چیز، بلکہ مرادف حرامزادہ

تناظرِ جیم از منظرِ غینِ معجمہ:

جَغلَہ: بہ فتح اوّل وسوم؛ پسر سادۂ بے مُو۔ (ع)۔

میر نجات:

اے جغلہ سر ترا بنازم
بندِ کمر ترا بنازم

ولہٗ:

آخر بہ من اے جغلہ تو ہم دم شونہ
پولے بستاں خیرہ (۱) آدم شونہ
کمن از عربدہ (۲) شادی مرگم
ہے بہ گرو (۳) سر تم خم شونہ

---

(۱) م: خرہ، تصحیح از ب
(۲) ب: غربلہ (بمعنی حرکات وسکنات)
(۳) ب: کرو

تناظرِ جیم از منظرِ فا:

جفت کردنِ نظر: بہ جانبِ چیزے بہ غور و تمام نظر کردن۔ (ع)۔ ظہوری:

مجنوں بہ طاقِ قبلہ نظر جفت چوں کند
ابروے شوخِ چشمِ قبایل برابر است

و'**جفت کردنِ چیزے باچیزے**' کنایہ است از برابر کردنِ آں بہ آں۔ ظہوری:

با غیر خندہ جفت مکن سرخوشم مباد
ساغر بہ طاقِ ابروے شوخِ دگر کشم

جفت شدن: مباشرت کردن۔ سند در لفظِ 'صیغہ' خواہد آمد۔

جُفتہ: بہ ضمِ اوّل؛ سُرین۔ سند در '**بند کردن**' گذشت، و'**جُفتہ زدن**': اِغلام کردن۔ میرم سیاہ:

شراب می کشم و جفتہ می زنم دایم
بہ کاروبارِ جہاں بیش ازیں نمی کوشم (۱)

(۱) نیز ب: محمد سعید اشرف:

یک جہاں بوالہوس جفتہ زنِ مظلم را
در پے کونِ خود انداختہ ای، یعنی چہ؟

تناظرِ جیم از منظرِ قاف

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جق جق: اوّل و سوم مفتوح؛ آواز مرغِ زخم رسیدہ۔ (ک)۔ بہ مجاز شور و غوغاے بے معنی۔ سالک یزدی:

تا توانی ہنرِ خویش نہاں ساز چو عیب
سالک از بے ہنرانی کہ بہ جق جق آیند (۱)

(۱) نیز ب: میر نجات:

بجز از رندی و مستی چہ خیال است اینجا
حق حق و کل مکل و قال و مقال است اینجا

اسیری لاہجی:

زاہد ز حسد حق حق باطل کند آغاز
عاشق ز سرِ سوز چو زد نعرۂ حق حق

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چقماقی: طعن و سرزنش۔ ماخذِ آں 'سنگ بر چقماق زدن' است۔ (ع)۔ ظہوری:

خامہ[1] اش آمد کلیدِ مخزنِ اسرار کون
داد بر چقماقے است چقماقے زن زلفِ بتاں

طغرا:

نیابد صبر طعن از شعلہ خویاں
بہ یک چقماق آتش از وطن رفت

سیدِ دیگر در 'سنگِ آتش' خواہد آمد۔

(۱) ب: خانہ اش

تناظرِ جیم از منظرِ کاف

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جگرِ چمڑے داشتن: تاب و طاقتِ آں داشتن۔

طغرا:

دارم دو ہزار دشنہ چوں بید
در کشتنِ خود جگر نہ دارم

جگربند: دل و جگر و شش۔ (ک)۔ باقر کاشی:

نہ داشت تابِ سرِ زلفِ دل کشت باقر
بہ جان رسید و جگر بند پیش زاغ نہاد[1]

(۱) 'گلستان' کے بابِ اوّل کی ایک حکایت میں سعدی کہتا ہے (کلیات...، ص۹۱):

کس نیاید بہ خانہ درویش
کہ خراج زمین و باغ بدہ
یا بہ تشویش و غصہ راضی باش
یا جگربند پیشِ زاغ بنہ

('گلستان'...، نول کشور، لکھنؤ، ص۳۲: راضی شو)

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چکش: بہ کافِ تازی و شینِ معجمہ: نشست گاہِ باز و چرہ و بلبل (۱)۔ (ر)۔ طالب کلیم:

تا سر بہ دوات، خامہ کردہ
چوں دستہ بہ چکش استوار است

و نیز چیزے است از دستگاہِ حدّاد و امثال آن۔ (ع)۔ شیخ علامی فہامی در 'آئینِ اکبری' در تفصیلِ مسکوکات گوید (فقرہ):

نقرۂ صاف را تاب دادہ چنداں چکش کاری
کنند کہ بوے سُرب نہ ماند۔

وحید در صفتِ نعل بندانِ صفاہاں گوید:

چکش بہ دکاں ز والہان است
انگشت ز دستہ در دہان است

چگل (۲): ظرفِ چرمی کہ از آں آب خورند و آں را 'چغل'، بہ غینِ معجمہ، نیز خوانند۔ (ر)۔ بدیعی:

لنگ لنگان و گدایانہ رسیدند ہمہ
بہ یکے دست عصا و بہ دگر دست چگل

چکمۂ مرحاج: مرحاج نام شخصے بودہ است کہ پاہاے گندۂ طولانی داشت؛ و چکمہ از انواعِ معروف موزہ است، لوطیاں گویند، 'برو و گرنہ (۳) کونت چکمۂ مرحاج کنم'، یعنی آں ہمہ پارہ کنم کہ پاہاے مرحاج را چکمہ تواند شد۔ (ع)۔ میر نجات:

(۱) ب: یہ معنی نہیں دیے۔ (۲) ب: چگل
(۳) م: وگرنہ، تصحیح قیاسی؛ ب: ورنہ

خصم تیر آورا گر دم زند آماجش (۱) کن
برنش کفشگی و چکمۂ مرحاجش کن

چک و چانہ: چک، فکِ اسفل زنخ (۱) و چانہ بہ معنی ذقن، کنایہ از قابلیت و استعداد۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

منصور در اندیشۂ حلاجی خود باش
پوچ است 'انا الحق' ز تو با ایں چک و چانہ (۲)

'چک و چانہ ببیند'، در مقامِ تحقیر گویند۔

چکیدۂ خفقان: نالۂ درد آمیز۔ (ع)۔ طالب آملی:

مدہ بہ نغمۂ ما گوشِ خاطر اے مطرب
چکیدۂ خفقاں قابلِ شنیدن نیست

(۱) م: آماجش، تصحیح از ب (۲) ب: دہن
(۳) نیز ب، مثلاً فوقی یزدی:
فوقی ز یار کن طلب بوس و لا تخف
ایں دم کہ ساغرش بچک و چانہ آشناست
محمد سعید اشرف:
چرا نہ لرزدم از ضعفِ تن چک و چانہ
کہ ریش پنبہ و قد چوں کمان حلاج است

تناظرِ جیم از منظرِ لام

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جَلّاب: بالفتح والتشدید؛ کشندۂ دواب از جاے بجاے، بہ جہتِ فروختن۔ (م)۔ جَلَب بالفتح والتحتین مصدر۔ بدیعی:

اسپ جَلّاب و خر فروش نیَم
ہم چو گُرد و لُرِ بیابانی

'جَلّابی': فروختنِ دواب؛ چنانچہ صاحب تذکرۂ دولت شاہی گوید (فقرہ):

درایں ہفتہ گوسفندے چند بہ جلّابی بہ سرخش
بردہ بود کہ بفروشد۔
'جلّاب بند' نیز گویند۔

جلقو: داغے است کہ از صدف وامثالِ آں بہ قدرِ یک پشت ناخن سازند و در گردنِ باز بندند۔ (ع)۔ سلیم:

ماندہ از دامِ کُہن تارم دریں دشتِ فریب
حلقہ اے در گردنِ ہر مرغ چوں جلقوے باز

جلالہ: لفظ 'اللّٰہ' است کہ در جزوے از اجزاے مصحفِ مجید متواتر پہلوے ہم واقع شدہ؛ بنا بر تکرار جلالتین گویند۔ اربابِ تفاسیر نوشتہ اند کہ در اثناے قرأتِ جلالتین ہر دعاے کہ کنند درجۂ قبول یابد۔ بعضے گویند اسمِ اعظم ہمین است۔ قاسم مشہدی:

نقشِ دُوئی کجا دلِ توحید پیشہ، گو
سرتا بہ پاے مصحفِ ما یک جلالہ داشت

میرزا صائبا:

ہر ذرہ از جمالِ تو فردے ست بے مثال
در مصحفِ تو نامِ خدا جز جلالہ نیست (۱)

جَلّال و جُلّالہ: بالتشدید؛ کنّاسے کہ نجاست را از کو (۲) و برزن بر خر و استر (۳) بار کردہ ببرد (۴)۔ (ع)۔

جَل: بالفتح؛ پشک ستور۔ (ص)۔

جَلّال: گاوے کہ پس افگندہ بخورد۔ (ک)۔ اشرف در ہجو گوید:

بُوے نُشخوار (۵) اُسترِ جَلّال
دہکشِ عرعرِ خرِ دجّال

شفائی:

آں ملک بچہ (۶) کہ امروز جلالا شدہ است
ہم چو جلّالہ بہ گُہ خوردنِ ما مفتون است

---

(۱) نیز ب: ہنجر کاشی:

خاقانِ خواقینِ جہاں جلّ جلالہ
سایۂ اکبر کہ شہنشاہِ جہان است

امیر معزی:

گوید خداے جلّ جلالہ بذاتِ خویش
کامروز مومنان را دیدارِ ما عطاست

(۲) م: کو؛ ب: کوی (۳) ب: اشتر
(۴) ب: جُلّال، بالضم والتشدید۔ اس کے بعد شفائی کا شعر:
آں ملک... الخ
(۵) ب: نشخوار؛ غیاث: 'نشخوار' بمعنی 'جگالی'
(۶) ب: بچہ

جُل بر گاو بستن: بالضّم؛ کنایہ از تہیۂ سفر کردن۔

(ع)۔ میرزا صائبا:

زمیں بہ گاو(۱) جُلِ خویش بستہ تا مردم
بخود(۲) قرارِ اقامت دریں سرا نہ دہند

جُلِ خود از آب بر آوردن: بہ ضمِ اوّل؛ بہ کارِ خود وارسیدن واز مہلکۂ شدید بہ تدبیر خلاص یافتن۔ (ع)۔

محسن تاثیر:

در بصیرت نتواں از وزغے کمتر بود
کہ بروں آورد از آب مُسلّم جُلِ خویش

'وَزَغ'،(۳) بہ فتحتین وزاے معجمہ؛ غوک۔ (ع)۔

جلِ وزغ و جلِ آب: سبزی اے کہ بر رُوے آب ایستادہ بندد۔ در آں حالت گویند، 'آب جُل بست۔' وایں سبزی را 'جامۂ غوک' نیز گویند۔ فوقی 'جُلِ آب' را دریں شعر:

آنکہ زیں کافر دلاں دارد اُمیدِ پوششے
آخر اُو را لذّتِ خواہش جلِ پانی کند

'جلِ پانی' کہ آں ترجمۂ 'جلِ آب' است، بستہ۔

جلق زدن: معروف است۔ نسبتِ آں بہ نساء آں کہ جوانے را از دور دیدن و دلِ خواتین بہ وصالش کشیدن وجلاے حلقہ گردیدن۔ (ع)۔ شفائی:

خاتونِ تو بر صورتِ دیوار زند جَلق
در خانہ مدہ راہ غلامِ کنکی را

(۱) م: کاو
(۲) م: بخود، صحیح از ب
(۳) م: وزغ، صحیح از ب

جُلیل: کرباسے است کہ بر رُوے محمل وگہوارہ کشند۔ (ع)۔ بہ ضمِ جیم تازی و فتحِ لام؛ جُلِ اسپ ونقابِ چیزے۔

سعید اشرف در تعریفِ دریا و کشتی گوید:

بہ فرقش بادباں از ہر کنارہ
نمایاں چوں جلیلِ گاہوارہ

فردوسی طوسی نیز دارد:

برہنہ پوشیدہ رُویاں دو خیل
عماری یکے درمیانِ جُلیل

جَلَب: بہ فتحتین؛ زنِ فاحشہ۔ (م)۔ سالک یزدی:

عروسِ زشتِ جہاں با کسے نمی سازد
ہمیں بہ است کہ خاطر بہ ایں جَلَب ندہی(۱)

'زنِ جَلَب': کسے کہ زنش فاحشہ باشد۔ سند در 'صندوق سر' خواہد آمد۔

جلالی کیف: عروجِ دماغ۔ (ع)۔ سعید اشرف:

رنگِ عاشق حُسن را کیفیتِ دیگر دہد
بادہ خواراں راجلالے کیفِ مہتاب است وبس

(۱) نیز ب: سنجر کاشی:

عروسِ دہر کہ در پیرہنش سر جلبیست
ازو کنارہ گرفتم کہ صرفہ در غربیست

علی خراسانی:

قحبۂ دُنیا عجب در قید دارد خلق را
عاقبت از ریو و رنگِ ایں جلب خواہم مُرد

تناظرِ دوم از منظرِ جیمِ عجمی:

چلم و چلیم: چیزے کہ تنباکو در آں گذاشتہ آتش برآں نہند۔ باقر کاشی (رُباعی):

باقر چلمے چو نافۂ آہو کو
چوں فاختہ تا چند زنم "کو کو کو"
در محشر اگر آتشِ دوزخ بینم
فریاد بر آورم کہ تنباکو کو؟

طغرا:

ما چو طغرلجہ ہوا داریِ مینا مشکیم
حسرت یارئے بجرعۂ چلیم ایں جا کیست؟

چلّہ نشین: معروف؛ و بہ اصطلاحِ لوطیاں آلتِ تناسل۔ (ع)۔

تناظرِ جیم از منظرِ میم

و آں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جمع انداز: کسے است کہ ہر تیرش بر ہدف رسد[1] و خطا نہ شود۔ (ع)۔ سعید اشرف:

نیست اُستاد آں کہ گاہے تیرش آید بر ہدف
آں کماں دار است پیشِ ما کہ جمع انداز شد[2]

جمجمہ: بہ ضمِ ہر دو جیم؛ کاسۂ سر۔ (ن)۔ مغانی بلخی:

چوں حسام آختہ بر قصدِ قتال آری رُو[3]
زنی از غیرت بر جمجمۂ فیل کجک

و چاہے کہ در شورستان باشد۔ ن۔ سالک یزدی:

اے کعبہ جو ز جمجمۂ حرص پا بکش
توفیقِ کعبہ در قدمِ دل نہادہ اند

---

(۱) م: رسید؛ تصحیح قیاسی

(۲) ب: یہ شعر متن میں میرزا صائب سے منسوب ہے، لیکن حاشیے میں مرتب کا نوٹ ہے، جس میں خان آرزو کے حوالے سے سعید اشرف کا شعر بتایا گیا ہے۔ نیز میرزا طاہر وحید:

بر دلم خوردہ بہ ہر کس مژۂ اش تیر انداخت
نازم آں چشمِ سیاہ تو کہ جمع انداز است

(۳) م: رو؛ تصحیح از ب

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چم گردش: خرامش بہ ناز؛ چہ چم، بہ اوّل مفتوح، خرامش است۔ (ج)۔ میر صیدی طہرانی:

گذشت از ہر دو عالم بار منزلہا یادداری
دو چم گردش بود دنیا و عقبیٰ راہِ عرفاں را[۱]

چماق: معروف است؛ و بہ معنی آلۂ تناسل آرند۔ (و)۔ طاہر نصیر آبادی در قسمیہ گوید:

بہ دوشے کہ بروے بود جاے ساق
بہ شوقے کہ بیروں جہد با چماق

حکیم شفائی در ہجو ذوقی گوید (رُباعی):

ذوقی تو کہ خیلِ لولیاں را بچی
پیوستہ چماق بینی اندر مشتی
گوشِ تو اگر در خورِ بینی می بود
از رشکِ دراز گوش را می کشتی

درایں شعر، یحییٰ کاشی، کہ در مناظرۂ زن و مرد، از زبانِ زن گوید:

بعد ازیں ہم چو من چماق بخور
یا ز من بگذر و طلاق بخور

لفظ 'چماق' بہ معنی چوب معروف گفتن و سندِ ایں معنی آوردن پُر غریب است۔ خیال۔ چماق[۲] لفظ ترکی است؛ از فرہنگِ ترکی معلوم شدہ بہ معنی گرزِ شش پرہ۔

(۱) نیز ب: محسن تاثیر:

معراز جنبش کہ از حلب نیست
چم گردش اگر زند عجب نیست

(ب: محاورہ 'چشم گردش...' لکھا ہے، تاہم شعر میں صحیح نقل ہوا ہے۔

(۲) ترکی لغت: چماق، چوماق، چُمَق، چوق: cudgel, truncheon, mace

تناظرِ جیم از منظرِ نون

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جنجنانی: ہر دو جیم تازی مفتوح و سکونِ نونِ اوّل و فتحِ ثانی و یاے خطّی؛ معروف لفظے است کہ در مقامِ تعریفِ چیزے گویند، و بعضے بریں کہ قسمے است از خربزہ؛ الثانی ہوالاصح۔ (ع)۔ تاثیر در صفتِ خربزہ گوید:

خوش مائدہ ایست آسمانی
با نان و پنیر جنجنانی

جندرہ: شکنجہ اے کہ اقمشہ در آں کشند۔ (ع)۔ سید محمد جامہ باف فکری در تعریفِ فیل گوید (رُباعی):

فیلت کہ بہ خرطوم کند حملہ چو مار
مارش[۱] چو اجل برآرد از خصم دمار
خصمِ تو کہ در لباس ناہموار است
چوں جندرہ سازدش بہ دنداں ہموار

'جندرہ خانہ': تو شک خانہ۔ (ج)۔

جنس بہ تنخواہ دادن[۲]: بہ اصطلاحِ لوطیاں کون دادن است۔ (ع)۔ میر عبد الہادی تغائی زادۂ زاہد علی خان تغاے لاری گوید (رُباعی):

آنہا کہ بہ نوکری مرا راہ دہند
درماہہ بہ من وعدۂ جاگاہ دہند

(۱) ب: مارش (۲) ب: جنس تنخواہ دادن ('بہ' ندارد)

نقدے نہ رسیدہ است بہ دخلِ ایشاں
ایں مرتبہ گو(1) جنس بہ تنخواہ دہند

طرفِ ایہامی ایں معنی است۔ بلے، شعرا جنس بہ معنی گون آرند۔ میر الٰہی ہمدانی (رُباعی):

تا او وشے کو زر و سر می بازد
یاقوت لب و سیم کری(2) بازد(3)
گر زر بود حریف زر می بازد
در(4) شیخ بود(5) او جنسِ دگری بازد

جُناق: گروے(6) کہ باہم بندند، مرا یاد و ترا فراموش گویند، پُر مشہور است۔ مجد الدین علی قوسی نوشتہ: جناغ و جناق، بہ ضمِ جیم و غینِ معجمہ و قاف۔ لہٰذا شعرا گاہے بہ 'قاف' آرند و گاہے بہ 'غین'۔ طاہر وحید:

ہر آں چہ بایدت ای خسرو زمانہ بخواہ
ز چرخ بختِ تو دل خواہ بردہ است جناق

قافیہ قصیدہ 'چماق' و 'طلاق' است۔ سلیم:

با فراموشی بسیار دگر با شوخی
بر سرِ مرغِ دلِ خویش جناقی بستم

بنائے قافیہ غزل بر 'قاف' است۔ نعمت خان عالی:

از من ایں دل باختن عالی فراموشش مباد
بستہ ام با یارِ خود امشب جناغ تازہ اے

ایضاً لہٗ:

باختن در شرطِ دل بستن ز خاطر بردن است
یاد باشد بستہ اے با ما جناغ دوستی

(1) م: کو
(2) م: بکری، صحیح از ب
(3) م: بارد
(4) م: دو
(5) ب: باشد
(6) م: کردی، صحیح از ب

قافیۂ ہر دو غزل: 'چراغ' و 'ایاغ' است۔ ازیں عالم است 'اجاق' کہ آں را نیز گاہے بہ 'قاف' آرند و گاہے بہ 'غین'۔

والہ ہروی:

ز شمع بزمش آگاہ نیست والہ لیک می بینم
بہ پروانہ جای ہمہ سوزاں در اُجاغِ او

قافیۂ غزل 'چراغ' و 'کلاغ' است۔ اگر گوییم تبدیلِ قاف بہ 'غین' و 'غین' بہ 'قاف'، لہجۂ ایرانیاں است، مُسلّم؛ امّا ایں تغیر در تلفظ است نہ در تحریرِ 'قاف'۔ چماق ہم در گفتن 'غین' گویند، لیکن در تحریر ہمہ وقت 'قاف' است۔ از ایں قسم اسمائے بسیار؛ فلاجرم وضعِ ایں دو لفظ بہ 'قاف' و 'غین' است، خنا مل۔

جُنَیر(1): بہ ضمِ اوّل و نونِ مفتوح و یائے خفی غیر معروف و رائے مہملہ؛ شہرے ست از توابعِ دکن کہ حضرت اعلا حضرت رحلتِ جنت مکانی، والدِ خود در آں جا شنیدہ آہنگِ ہند راست نمودہ۔ از ''شاہجہاں نامہ'' معلوم شد۔ بدیعی:

در دکن آخر بدیعی را مقید ساختہ
گل عذارانِ جُنیر و لالہ رُویانِ سیر

وسُنیہو نیز در ہماں ضلع قصبہ است۔

جنونِ دوری: جنونے کہ دور داشتہ باشد۔ (ع)۔ اسمٰعیل ایما:

(1) ب: بحوالۂ 'ہفت اقلیم': یہ لفظ 'جوینر' ہے۔
(2) نیز ب، صائب:

چو گردباد بسرگشتگی علم سازد
جنونِ دوریِ من خاکِ ایں بیاباں را

محمد سعید اشرف:

آسیائے جنونِ دوریِ من
گردش از ہر ذرۂ بیاباں داشت

بہ یک پرکار مارا کے گذارد
جنونِ دوریِ دیوانۂ ما[1]

جنگلیِ یک پا: نوعے از حیوانات است، بہ صورتِ انساں کہ یک پا دارد و از تمیز و نطق بے بہرہ است۔ بہ مجازِ مردمِ بے سرو پائے صحرانشیں را گویند۔ (ع)۔ میرنجات:

چوں زند با قدِ اُو لافِ رعونت جائے
نیستِ شمشاد بہ جُز جنگلیِ یک پائے[2]

جنگِ زرگری: جنگِ ساختہ۔ (ر)۔ طغرا:

تا نیاید پائے جنگِ زرگری ہم درمیاں
می کنم ہر لحظہ با آں جنگ جُو طفلانہ صُلح[3]

---

(۱) نیز ب: مسیح کاشی:

بس کہ باریدم ز مژگاں اشکِ تر
سبز شد در کلبہ ام جاروبِ خشک

(۲) نیز ب: طاہر وحید:

در کورۂ گدازم ازاں سرو سیم تن
افتادہ تا میانۂ ما جنگِ زرگری

صائب:

نمی خواہد میانجی جنگ ہائے زرگری ورنہ
نزاع از کفر و دین و سبحہ و زنار بردارم

نیز ظہوری (دیوان، ص۳۰۳):

ز صلحِ سیم براں نیست بہرہ ور ہر کس
خوشا کسے کہ چو من جنگِ زرگری داند

دیوان میں لفظ 'جنگ' محذوف ہے، تصحیح قیاسی

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چند: عددِ مجہول از یک تا نُہ و بقولِ بعضے از یک تا نُہ و 'اَند' مرادفِ آں است۔ 'بضع' بہ موحدہ و ضادِ معجمہ و عینِ مہملہ؛ تازیِ آں۔ (ص)۔ چوں از کسے پرسند کہ 'ایں را بہ چندی فروشی' موحدہ حذف کردہ گویند 'چند؟' سلیم:

از دکانے کہ کشود است جنوں می پُرسد
گل چو خمیازہ کشاں چاکِ گریبانے چند

و 'چنداں' بہ معنیِ قدرِ معتدبہ آرند۔ سنجر کاشی در معراج گوید:

کشیدش از نوازش دست بر یال
کہ ایں شیر است بے دندان و چنگال
وگر ہم باشدش چنگال و دنداں
بہ زخمِ ما ندارد دست چنداں

چنگک: چنگِ قلابِ آہنیں۔ (ر)۔ کافِ دوم برائے تصغیرات۔ یحییٰ کاشی در حالِ یتیم طرارے[1] گوید:

زاں ہمہ کاورد ز دُزدی بہ چنگ
داشت ہمی چنگک و ساطور سنگ

چنگ بر دل زدن: مرادفِ 'ناخن بہ دل زدن'، و آں خواہد آمد۔ یحییٰ کاشی در صفتِ باغ گوید:

بلبلِ خوش خواں چو برآہنگ زد
بر دلِ مستانِ چمن چنگ زد

چند مردہ حلاج: یعنی موازنۂ چند منصورِ حلاج؛ در جائے کہ کسے بر سرِ گو تازی[2] آید و خودستائی[3] نماید،

---

(۱) ب: طرازی (۲ اور ۳) حاشیے آگے ملاحظہ فرمایئے۔

گویند، 'بہ یتیم چند مردہ حلاجی؟' چہ از عہدۂ چند منصور حلاج توانی برآمد۔ (ع)۔ 'چند مردہ' چیزے است کہ چند مرد در اِسند و کفایت باشد۔ (م)۔ طغرا (رُباعی):

طاہر کہ بہ کونِ شیخ محتاجی تو
پُرچیں شدہ بیخ کرسی عاجی تو
گے حلقہ اش از پینہ کاری بیند
پیداست کہ چند مردہ حلاجی تو

سلیم:

اگر بہ میکدہ منصور بگذرد، داند
کہ ہر کہ ہست درو چند مردہ حلاج است

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۲) ب: کوبارہ۔
غیاث: گوتازی: لاف ودعوی بے حقیقت در غلبہ وزور بر حریف۔
(۳) م: خودستائی، تصحیح از ب

تناظرِ جیم از منظرِ واو

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جُوال دوز: سوزنِ کلانے کہ جوال بداں دوزند۔
سعید اشرف:

ایں بخیہ کہ می شود بہ سوزن
نتواں بہ(۱) جوال دوز کردن

جورہ: برابر و ہمسر؛ در محاورۂ فارسیاں اکثر بہ نظر آمدہ، لیکن چوں در کتبِ متداولۂ لغت دیدہ نہ شد، ظاہر اُلفظ ہندی است۔ مسیح کاشی (رُباعی):

شہبازِ فلک جورۂ ایں کرکس(۲) نیست
چوں خرقۂ شالم بہ جہاں اطلس نیست
در دہر کسے ہمسرِ ایں ناکس نیست
از پیش نہ رفتہ است و اندر پس نیست

جوحی(۳): بہ واو رسیدہ(۴)؛ نام شخصے کہ ظریف و مسخرہ بود۔ یحییٰ کاشی:

رہ حرفِ کرم(۵) تا کجے کنم طے
نہ خواہد گشت جوحی(۶) حاتم طے

(۱) ب: ز (۲) م: کرکس
(۳) م: جوجی (تیسرا حرف 'جیم')، تصحیح از غیاث و ب، ترکی لغت:
A name of a boy about whose: جوحا، جوحی: cuha pranks and drolleries the arabs tell many stories.
(۴) م: بواو رسیدہ، تصحیح قیاسی (۵) م: گرم، تصحیح از ب
(۶) م: جوجی، ب: جوحی اور جحی (بضم واو معروف و کسر حائے مہملہ)

در دیوانِ انوری (۱) بہ حذفِ 'واو' ہم دیدہ شد۔

جوق: گروہ۔ (ج)۔ دراصل لفظِ ترکی است بہ جیمِ فارسی، بہ معنیِ کثیر، از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ محسن تاثیر:

شب نیست کہ از برجِ فلک زآہ دمادم
تاثیر دو صد جوق کبوتر نہ پرانم

لسانی:

گرچہ بدمستے در خُمِ خانہ گردوں شکست
مست طافح (۲) می زند بر جوقِ افلاطون قدح

و نیز چوبے کہ در گردنِ (۳) گاو گردون و چرخ بندند، و آں را در ہندی 'پنجالی' (۱) گویند۔ طغرا، فقرہ:

پیرِ گردون اگر گاو زمین را ہم جوقِ گاوِ آسمان می یافت در کشتِ اجلالش بہ تخم ریزی ستارہ می شتافت (۴)۔

جوان مرگ و جوانہ مرگ: معروف۔ اوّل مشہور است۔ (م)۔ حضرت کمال خجند فرماید:

(۱) کلیاتِ انوری (ص ۷۷):

از حسدِ تیغ تو خصمِ تو پئے کرد اسپ
ہچو تخی کز جذوکِ چرخہ' مادر شکست

(ب: جذوک بمعنی شرمندگی)

(۲) م: طامح، تصحیح از غیاث و ب (بمعنی بدمست)

(۳) م: پنجالی، تصحیح از ب

(۴) نیز ب: تاثیر:

چشمِ نااہل اگر بر سخنِ من افتد
خیلِ صد جوقِ پری رم کند از دیوانم

ترکی لغت میں 'جوق' (جیم) کی بجائے چوق بمعنی (چ)

much, too much, great (in amount) بمعنی cok

با آں کہ چوں چراغِ سحر شد جوانہ مرگ
ہم دیر زیست مدعی زود میرِ ما (۱)

جولانی: بہ معنیِ اسپ۔ طالب آملی:

نازادہ ہنوز ترکِ چشمت
جولانیِ فتنہ زیرِ زیں داشت

و پیالہ شراب نیز۔ (ع)۔ غزالی مشہدی:

آں را کہ دردِ عاشقی در ساغرِ دل ریختند
گے صافِ عشرت می رسد زیں نیلگوں جولانیش

جو وگندم و جوگندم: بہ عطف و بلا عطف: ریشے کہ سفید و سیاہ باشد۔ (ع)۔ اشرف (رباعی):

خم شد قدت و بہ سجدہ خم نہ شدی
از ہم پاشیدی و فراہم نہ شدی
رفتی از کار و گشت (۲) بیکاری بیش
ریشت جوو گندم شد و آدم نہ شدی

طالب آملی (رباعی):

طالب کہ رفیقِ مفتیِ جہرم بود
در مجلسیاں عزیزِ نامردم بود
ایں را عزت بہ فضل بود و بہ ہنر
او را حرمت بہ ریشِ جوگندم بود

'دو مو' نیز گویند۔ وحید:

پیر زالِ فلکِ کینہ ور (۳) از بس بدخوست
عمرِ پیران و جواناں زشب و روزِ دو موست

(۱) نیز ب: طاہر وحید:

زہرِ پیری چو خورد، شخصِ جوانے میرد
پیر ہر کس کہ شود، زندہ جواں مرگ شدست

(۲) م: کارو کشت، تصحیح قیاسی (۳) م: کینہ دور

جوشبیره: بہ ضمِ اوّل و شینِ معجمہ و بائے موحّدہ و یائے تحتی معروف و رائے مہملہ: طعامے است کہ از آردِ فطیر سازند و قیمہ در آں ریزند و مجدالدین علی قوسی بہ بائے موحّدہ مشدّدہ و حذفِ یائے تحتی، کہ بعدِ "یا" صاحب "مؤید الفضلا" آوردہ، نوشتہ۔ (م)۔ سلیم:

آورد بہر جوشبیرۂ او
رانِ خود را بہ پائے خود، آہو

جوانِ سنگ دیده: بہادر(و)[1] ریاضت کشیدہ
طغرا:

ما سپاہِ غمیم[2] و شعلۂ آہ
از جوانانِ سنگ دیدۂ ماست

جور: معروف و حریف را از پیالہ سرشار از پا در آوردن۔ (ر)۔ عنصری:

نوبت چو بہ دورِ تو رسد، آہ مکن
مے نوش بہ خوش دلی کہ دور است بہ جور[3]

(۱) م: وُ زندارد (۲) م: غمیم، صحیح ادب
(۳) نیز ب: ہمنی قلی بیگ......

آسماں کیست کہ خواہد بہ کسے جور کند
آں قدر دیدہ گرددہ کہ سرش دور کند

نیز انوری (کلّیات..... ص ۲۱۳):

در بساطِ اُز متحرک شدے نہ جائے بجائے
نہ جور ازہ کشیدے و نہ جفائے تمر

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چوبکی: چوبدار۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

بہرام دگر کہ ہست چوبیں
از چوبکیانت اے شہِ دیں

چوب طریق: از طرف سلاطین؛ شخصے در بلادِ معیّن و مامور باشد کہ ہر کہ از اطوار و آداب برگردد و قدم کج گذارد او را چوب کاری کند۔ آں چوب را چوب طریق گویند۔ (ع)۔ عضدالدولہ انجو ہم درمیانِ لفظ 'پیرہ'، بہ بائے عجمی، کہ آں حلقۂ مشایخ و اربابِ طریقت است، بہ ہمیں معنی نوشتہ۔ اسمٰعیل ایما:

بدسلوکی بہ عزیزانِ کہن سال مکن
کہ عصا چوبِ طریق است بہ کفِ پیراں را

آرے، 'طریق' بہ معنی 'ادب' مستعمل است۔ ہاتفی:

ادب گوے[1] از بک[2] بدیشاں رفیق
کہ آرد بجا رسم و راہِ طریق

'چوبِ ادب' ہماں است۔ حاجی محمد جان قدسی:

نکو داند آں کس کہ دانشور است
کہ چوبِ ادب بہ ز لوحِ زر است

چوبِ محصّل: چوبی کہ در دستِ محصّل باشد۔
شانی تکلو:

دل و دین و خرد تاراج گشت و مرگ مستولی
پئے نقدِ رواں دادن بہ سر چوبِ محصّل ہم[3]

(۱) ب: ایدر گوے (۲) ب: اوزبک
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

چوری: ترکی است؛ بہ معنی دختر و پسر داہ(۱)؛ از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ شفائی (رباعی):

چوری کسِ گندۂ فراخے کہ تراست
آیا ز چہ جنس است؟ بگو با من راست
گر مشک بود، درش فراخ، ایں ہمہ چیست؟
ور(۲) زاں کہ جوال است، پُر از آب چراست؟

چوب خط: دو تا است۔ یکے آں کہ چوں از بقال و صرّاف بہ وعدہ چیزے گیرند، برائے حفظِ اعداد خطہا بر چوب کشند تا وقتِ ادا موافقِ آں بدہند۔ (ع)۔ وحید:

از ما چو بہ نسیہ دل خریدند
خطہا بر گز ازاں کشیدند

ایضاً، لہٗ:

شاخِ گل را خارہا باشد بجائے چوب خط
آب را گل نسیہ چوں خوردہ است زر پس می دہد

سلیم:

بس کہ می ترسم میانِ ما(۳) و اُو
در حسابِ دوستی افتد غلط
نامہ اے ہر گہ فرستم سُوے اُو
بر قلم خطے کشم چوں چوب خط

از ایں عالم است 'بر چیزے خط کشیدن' ۔ آں از رُو حفظِ اعداد است۔ شاپور:

می کشم در حسابِ وعدۂ اُو
خط ز مژگاں ہمیشہ بر دیوار

دوم آں کہ برائے استقراض یا طلب خیرات چوبے نزدِ مسؤل عنہ بفرستند، اُو خطے بر آں کشد۔ ایں نشانِ وعدہ باشد۔ (ع)۔ وحید:

نہالِ خشک ہم دارد ثمر در باغِ درویشی
کلیدِ مخزنِ رزقِ فقیراں چوب خط باشد

ایں را 'چوبِ گدائی' نیز خوانند۔ مخلص کاشی:

نہ کرد مدح سرائے کسم برائے طمع
ز خامہ چوبِ گدائی مرا بہ دست نہ داد

چوب برائے کسے داشتن: در عذاب داشتن۔ سالک یزدی:

ہم چو سالک شید کیشاں را کسے نہ شناختہ
زہدِ سالوس را ایں رند دارد چوبہا

چوب دست و چوب دستی: چوبے کہ قلندران و بے نوایاں بہ دست دارند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

در عشق ما بنائے دگر می گذاشتیم
از چوب دار بودے اگر چوب دستِ ما

سعید اشرف در تعریف دریا گوید:

قلندروار کف بر لب ز مستی
ز تیرِ کشتی اُو را چوب دستی

چوب ہیچ تیر گز: تیر چوبے کہ بے پر و پیکاں

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۳) نیز ب: عبداللہ ہاتفی:

ز انصافِ آں عادلِ داد دہ
ز گرگ و عواں رست صحرا و دہ
نہ حرفِ طلب بر زبانہا رواں
نہ چوبِ محصّل، نہ کلکِ عواں

(۱) 'داہ' بمعنی کنیز
(۲) م: در ('دال' کے ساتھ)
(۳) م: با، ہیچ از ب

باشد و آں را در عرف 'گز' گویند و در آں پیچشے ہم نمایاں باشد۔
رہی:

رستم لقا نہ دارم کینہ با اسفندیار
چوب پیچ تیر گز (۱) شد نیشکر در ترکشم

چوبِ منع: چوبے کہ در دستِ درباں باشد۔ صائب:

حاجبِ بزمش حجاب و پردہ دار او حیاست
نیست چوبِ منع در درگاہِ آں گردوں وقار (۲)

چوب پیشِ راہِ کسے گذاشتن: منع کردن و سدِ راہ بودن؛ ماخذ 'چوبِ درباں' است۔ میرزا صائبا:

دار ازاں چوب بہ پیشِ رہِ منصور گذاشت
کہ قدم از رہِ باریکِ ادب دور گذاشت

چوبِ فلانہ در آب است (۳): یعنی مبتلائے عذاب است، چہ در سرکارِ حکام چوں خواہند گنہگارے را چوبکاری کنند، یک بغل چوب توے حوض ریزند تا تر شود، بعد از آں زنند؛ و تر کردن از آں باشد کہ چوبِ تر زود نہ شکند۔ مثل مشہور است:

تا نہ باشد چوبِ تر فرمان نہ برد گاو و خر

(مع)۔ کاتبی:

بہ پیشِ قدِ تو تا سر کشید بر لبِ جو سرو
زعکسِ خویشتن او را ہزار چوب در آب است

سالک یزدی:

در آب چوبِ گل از بہر (۱) ما بود در باغ
در آتش آہنِ زنجیرِ ما بود در جوش

چوبِ دستار: کنایہ از سفید۔ میرزا صائبا:

ز آہو تا جدا شد نافہ، چوں دستار شد مویش (۲)
غریبی در جوانی آدمی را پیر می سازد

چوبِ تعلیم: چوبے کہ معلم اطفال دبستاں را و کشتی گیر شاگرداں را بداں ادب کنند۔ طغرا:

طفلِ اشکم نہ نشست اے مژہ در مکتبِ چشم
چوبِ تعلیم بریں خوی ناپاک انداز

'میر نجات در حقِ کہنہ سوار گوید:

لنگ بر دوش چو آید بہ میانِ میداں
چوبِ تعلیم بہ کف وائے بہ جانِ رنداں

و 'چوبِ تعلیمی' آں کہ راکب بہ جہت تعلیم و تادیب مرکب دارد۔ صائبا:

شاخِ گل می گردد از تر دستیِ آب و ہوا
چوبِ تعلیمی، اگر در دستِ خود دارد سوار

و ہم چوبے کہ در دستِ اطفال نو آموز دہند تا بر حروف بگذارند و اشکالِ آں محفوظ سازند۔ محسن تاثیر:

از دویدن سر نہ پیچد مصرعِ برجستہ ام
خامہ در علمِ سخن شد چوبِ تعلیمی مرا

بہ حذفِ یائے نسبتی نیز۔ ہمو:

بہر حالت خدا بیچارگاں را چارہ گر باشد
عصائے فہم کور از چوبِ تعلیم است طفلاں را

---

(۱) م: 'گذ' (ذال کے ساتھ)، ب: 'گز'؛ تصحیح قیاسی

(۲) نیز ب: صائب:

می شود باز دلِ تنگِ من از چینِ جبیں
چوبِ منع است کلیدِ در بانے کہ تراست

(۳) ب: چوبش در آب است

---

(۱) م: بہار، تصحیح از ب۔

(۲) ب: خوش، یہاں یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

ہماں را 'چوبِ حرفی' نیز گویند۔ ہمو گوید:

ادبِ عشق تو در غور گے مویزم کرد
عصائے پیری من بود چوبِ حرفی من

چوبِ یَساق: بالفتح؛ چوب زدنِ سلاطینِ اتراک، مجرماں را بہ دستور و قاعدہ اے کہ معیّنِ آنہا است۔ در ظفرنامۂ شرف الدین علی یزدی ایں لفظ بسیار است۔ ہاتفی:

ادب کردش اوّل بہ چوبِ یساق
بفرسود(۱) از گردنش تا بہ ساق

'چوبِ یاسا'، بہ حذفِ 'قاف' نیز گویند۔ 'یساق' و 'یاساق' و 'یاسا' تورہ و آئینِ ترکان است؛ از کتبِ تاریخ معلوم شد۔

صاحب ''تذکرۂ دولت شاہی'' می نویسد کہ:

در یاساقِ مغل ہر کس روز در آب رود و غسل کند، کشتنی باشد... الخ(۲)۔

شرف الدین علی یزدی در ''ظفرنامہ'' گفتہ (فقرہ):

تمام یاساقِ آنحضرت ترک کردہ و اموال و خزانہ را بہ اسراف و تبذیر تلف نمودہ(۳)۔

---

(۱) ب: بفرمود (۲) م: الخ
(۳) ترکی لغت کے مطابق: یاسا law, code of law اور یاساق
(1) forbidden, prohibited, law, code of law(yasak)
Bastinado stick اور چوبِ یاسا (2) prohibition, interdict

تناظرِ جیم از منظرِ ہا

واں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جہاں بین: چشم۔ (ج)۔ جلالائے طباطبا در ہجوِ ابنائے زماں گوید:

ہنر، عیب(۱) بیند جہاں بینِ شاں
چو آئینِ عمر است آئینِ شاں

جہیز: بہ زائے معجمہ: معانی بسیار دارد، از آں جملہ زرِ قمار را گویند۔ (ع)۔ وحید الدین علی توسی نیز نوشتہ: 'جہیز گر' شخصے است کہ مقامرانِ زر را بہ قرار دہے بہ پانزدہ یا دہے بہ بیست وام دہد۔ (ع)۔ ظہوری:

عقل را مایۂ جہیز کجاست
خواندہ نقشِ(۲) مقامرت بہ قمار

---

(۱) م: غیب، صحیح از ب (۲) ب: نقش

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چهار پهلو: ستبر و گران؛ و قسمے از انجیر۔ تاثیر در صفتِ انجیر بہر دو معنی بستہ:

دارد ز آنہا چہار پہلو
شیریں چولب[1] چہار پہلو

چه پیشه: مرادفِ 'چکارہ' است۔ میرزا محمد رفیع واعظ قزوینی علیہ الرحمہ فرماید:

ایں جا کہ صبرِ ماست بلا ہا چہ پیشہ اند
جاے کہ دردِ اُوست صبوری چکارہ است

چهره: بالضم و قیل بالفتح؛ معشوق نوخط۔ سیفی:

چہرہ شدہ آں مہ و آراست صفِ خوباں را
ہم چو سروے کہ دہد زیب نہالستاں را

اشرف:

چہرہ اے دیدم و آہنگِ تماشا کردم
غمزہ اش رہزنِ جاں بود نمی دانستم

ایں لفظ در ظفر نامۂ شرف الدین علی و ''واقعاتِ بابری'' کہ عبدالرحیم خانِ خاناں، رحیم تخلص، حسب الحکمِ عرش آشیانی از لغتِ ترکی بہ فارسی ترجمہ نمود، بہ معنیِ 'غلام'، بسیار است و از فرہنگِ ترکی نیز بہ معنیِ غلام معلوم شد و صاحب ''تذکرۂ دولت شاہی'' نیز بہ ہمیں معنی آوردہ، چنانکہ (فقرہ):

چشمِ اُو بر عتاب افتادہ چہرہ را فرمود بدرہ زر[2]

بیرو عتاب بخر۔ فعلیٰ ہذا التقدیر۔

---

(۱) ب: خواب (۲) م: بدرۂ زر جزاز ب

در شعرِ مذکورِ سیفی 'چہرہ شد' بہ معنیِ 'رُو برو شد' باشد و در شعرِ اشرف بہ معنیِ اصلی و چہرہ رنگے است نزدیک بہ گلابی۔ (ع)۔ سلیم:

از عکسِ گلِ رُوے تو دایم چوں گل
آئینہ لباسِ چہرہ اے می پوشد

چه باشد چه نه باشد: یعنی بود و نابود برابر است۔ (ع)۔ طغرا:

ایں یک دمِ نابود، چہ باشد چہ نہ باشد
با آتشِ ما دود، چہ باشد چہ نہ باشد

تمام غزل بریں وتیرہ است۔

چه مه کرد[1]**:** یعنی چہ حاصل کرد۔ (ع)۔ حیاتی[2] گیلانی:

ایں نکتہ نہ شد روشنم از ماہ کہ آخر
چندیں کہ بہ رخسارِ تو زد لاف، چہ مہ کرد

واضح[3] در صفتِ بزاز گوید (فقرہ):

اگر ماہ دارائیِ زرد مہتاب بہ ہمسریِ دارائیش خواہد برآورد خورشید چہ مہ کردہ کہ اُو نہ خواہد کرد۔

چهره شکستن: کنایہ از رنگ شکستن۔ مفید بلخی:

ز بسکہ دارم ازاں چشم بے سرانجامی
شکستہ چہرۂ من ہم چو رنگِ بادامی

---

(۱) ب: چہ مہ گردان کہ این نہ کند (۲) ب: خیالی
(۳) ب: ''نورالدین ظہوری در مینا بازار در تعریفِ بزاز...''

تناظرِ جیم از منظرِ یاے حُطّی

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در جیمِ تازی:

جبہ خانہ[1]: زرہ خانہ، چہ 'جبہ' در ترکی زرہ است۔ ظہوری:

ز جبہ خانۂ شاہِ نجف بہ دستِ دُعا
بہ دفعِ تیغِ حوادث فرستمت جوشن

(۱) ترکی لغت: جبخانہ: (جبہ: cebe): cepane, cephane ammunition, storehouse for arms

تناظرِ دوم در جیمِ عجمی:

چیلاں گر: کسے کہ چاقو و کارد و امثالِ آں سازد 'چیلان'[1] بروزنِ 'گیلان'، در ترکی ادوات مذکورہ است۔ (ع)۔ وحید:

ز چیلاں گرم شعلہ در جاں گرفت
دلم آتش از آبِ حیواں گرفت

چیدن: بُریدن و جدا کردن۔ صائبا:

دستش بہ چیدنِ سرِ ما کارِ تیغ کرد
چوں گُل بہ رُوے ہر کہ دریں باغ وا شدیم

ملک مشرقی:

چہ می چینی پر و بالم بہ مقراض
کہ از بال و پرم گُل می تواں چید

سلیم:

دلِ عاشق نصیبے دارد از ناخن کہ چوں میرد
ہمہ کس ناخنِ خوش چیند و بر خاکِ اُو ریزد

و چیدن و عریض کردن و آراستن نیز۔ ظہوری (رُباعی):

از بزمِ تو نور در نظرہا چیدند
وز[2] نقلِ تو شور در شکرہا چیدند
رخشانی شیشہ ہا و مقابلی رنگ
در دامنِ شام خوش سحرہا چیدند

در ... :

آسماں بر بساطِ تفرقہ چید
پاے افتادگی نہ رفت از جا

(۱) ترکی لغت: 'چیلان': ایک پھل کی قسم (۲) ب: نقل

چیز از کلہ جستن: از بے ہوشی آں رایاد دادن۔
طغرا (فقرہ):
اگر منصور را بہ شکلِ دزد ایں تہدید کردہ نقش می
نشست در پاے دار ایماں از کلہ اش می جست۔

تناظرِ حاے مہملہ از منظرِ الف:

حاشیۂ مِندیل: حاشیۂ دستار، چہ دستار را از ہر دو کنار در عرض حاشیۂ مشجّر باشد۔ (ع)۔ 'مِندیل' بہ کسرِ میم، در تازی دستار۔ (م)۔ محسن تاثیر:

بس کہ در پردہ ازاں زلف سخن می گویم
متن را حاشیہ ام حاشیۂ مِندیل است

حاضری: مرادفِ ماحضر۔ شفیع اثر:

بہ خانہ ماحضری کز تو میہماں بیند
جوابِ حاضری از پیش خدمتاں (۱) بیند

یحییٰ کاشی در ہجو گوید:

حاضراں را بود غمِ بردن (۲)
چوں در آید بہ حاضری خوردن

حافظ: معروف؛ فارسیاں بہ معنی قوال و مطرب آرند۔ (ع)۔ طالب آملی:

ساز در آغوش ہر سُو مطربانِ زہرہ سوز
نشترِ مضراب ہر یک بارگِ جانی قریں
حبذا حافظ خوش الحاں کہ مرغِ لہجہ شاں
در دلِ بلبل فشارد ناخنِ صوتِ (۳) حزیں

حال گردیدن: متغیر شدنِ حال۔ نعمت خان عالی:

ہمیں بس است کہ گیرد زبان و حال نہ گردد (۴)
فصاحتِ سخنِ عشق نحو و صَرف نہ دارد

---

(۱) ب: مسجد میان (۲) ب: مردن
(۳) م: صورت، تصحیح از ب (۴) ب: بگردد

حال گردانیدن: متعدی منہ۔ محسن تاثیر:

نہ خواہد صوفیِ صافی طویت حال گرداں را
سماع و وجد از خویش است گوہر ہاے غلطاں را

حال کردن: وجد کردن۔ شانی تکلو:

دی شب نظر در آئنہ بر خط و خال کرد
خال و خطے بدید کہ افتاد و حال کرد

حال کشودن: ظاہر کردن حال۔ حسن بیگ مقیمی شکر اعلیٰ:

چہ سازد با چنیں بے تابیِ شب ہاے تنہائی
مقیمی حالِ خود گر[1] با در و دیوار نکشاید

(۱) م: کر

تناظرِ حا از منظرِ باے موحدہ:

حبابِ شیشہ: حبابے کہ از بند شدن ہوا در جرم شیشہ بماند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

کشادِ عقدۂ خاطر شکست اہلِ دل است
کہ شیشہ[1] می شکند[2] چوں حبابِ شیشہ شکست

جبردان: بہ کسرِ اول: دوات۔ یحییٰ کاشی در صفتِ تاریکی شب گوید:

یک قلم از تیرگیِ شب جہاں
پُر ز سیاہی شدہ چوں جبر داں

(۱) م: شیشۂ (اضافت کے ساتھ) (۲) ب: بشکند

تناظرِ حا از منظرِ جیم:

حجتِ محکم: معروف؛ و آلۂ مصنوعی کہ زنان خلّہ بر بہ خود فرو کنند۔ نعمت خان عالی در قطعۂ تاریخ طوے کامگار خان:

شد دراز ایں بحث یارب تا جری از زیر باد
حجتِ محکم بیارد رفع سازد شور و شیں

تناظرِ حا از منظرِ دال:

حدیدہ: بہ ہر دو دالِ مہملہ؛ اوزارے است زرگراں را کہ سوراخ بسیار دارد؛ تا طلا و سیم از آں کشند۔ (ع)۔ وحید در صفتِ ضرّابی(۱) گوید:

وصلش کہ بود مراد دیدہ
دارد صد راہ چوں حدیدہ

ہم چیزے است از چوب بسیار گندہ، بر سرش آہنِ سرتیزی نصب کنند۔ (و) جمعے از گدایانِ لجوج با(۲) دعاے فسوں خوانی و عدمِ اعتنا، بہ زخم بر اعضاے خود خلانند تا چیزے از مردم نہ گیرند از سر وا نہ شوند۔ (ع)۔

(۱) ب: صرافی (۲) م: با، صحیح از ب

تناظرِ حا از منظرِ را:

حرف بار گیر: حرفے کہ بے اختیار بنابر اعتیاد از زبان برآید؛ در عرف عام 'تکیۂ کلام' گویند، لیکن تنہا 'بار گیر' بدیں معنی است، چنانکہ گمان بردہ اند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

ہر جا کہ ہست بیہدہ گو، خوار و ابتر است
چوں حرف بارگیر زیاد و مکرّر است

حرفِ خاطر رنج: حرفے کہ موجب رنج خاطر باشد۔ محسن تاثیر:

حرف خاطر رنج ہرگز از زبانِ ما نہ جست
تیرِ ما چو شانہ از ترکش نمی آید بروں

حرفِ جوہر دار: حرف خوب۔ میرزا صائبا:

درخورِ بے جوہراں گوہر بہ بازار آورم
حرف جوہردار از تیغ زباں دارم دریغ

حرفِ کم: حرف سبکے کہ تحقیر مخاطب کند۔ صائب:

حرف کم ہرگز نمی گوید بہ رُوے سنگ ہم
ہر کہ داند کوہ عاجز نیست در ردِّ جواب

حرف در کارِ کسے کردن: بر قولِ اُو ایراد گرفتن۔ میرزا صائبا:

دخترِ آداب را در بزمِ مے شیرازہ نیست
دخترِ رز حرف در کار فلاطوں می کند

حرفِ آب دار: سخنِ خوب۔ شانی تکلو:

شعرِ شانی آتش است از بہر آں ناردحسود
دستِ ردّ بر نظم و حرف آب دار من نہد

ازیں شعرِ خاشع صفاہانی و منیر لاہوری بہ معنی حرف پہلودار معلوم می شود:

خاشع[1] بروے باد تف انداختن بود
گفتن بہ رُوے صاحب دم حرف آب دار

زبانِ تیغ ز رُوے کنایہ روزِ وغا
بہ کار خصم تو صد حرف آب دار کند

حرف چکشی: سخن و حرف سخت و ناہموار۔ ماخذِ آں ناہموار چیزے است کہ بہ ضرب چکش سازند بہ خلاف آنچہ در قالب ریزند[2]۔ (ع)۔ معنی 'چکش' بہ جاے خود گذشت۔ عالی، فقرہ:

زنہار بہ سندان حرفہاے چکشی دلش را نہ شکنی۔

حرف ناشور[3]: حرف ناہموار و پادرہوا۔ (ع)۔

حرف دو تا شدن: تغیر یافتن حرف و موافق قول بہ فعل نیامدن۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

گفتم، ز یار[4] دور ز تو عمرے بسر برم
پشتم ز غم دو تا شد و حرفم دو تا نہ شد

ازیں شعرِ عبداللطیف تنہا:

زاہد ترا سلوک بہ حق رہنما نہ شد
خود داریت ز رفتن مسجد دو تا نہ شد

'دو تا شدن' مطلق بہ معنی متغیر شدن معلوم می شد۔

---

(۱) ب: خاشی (۲) م: ایں ندارد؛ تصحیح از ب
(۳) ب: ناشو (۴) ب: یار

حرفِ سرد: حرفِ پوچ وناملایم۔ طالب کلیم:

گرو وز حرفِ سردے پُرحوصلہ تنگ ظرف
آشوبد از نسیمے دریاے آرمیده (۱)

حروفی: فرقہ اے است کہ احداثِ عقاید کنند؛
الحروفیون (۲) المحدِثون۔ (ق)۔ وحید:

ایں رقصیاں بہ نامِ صوفی
یا نقطوی اند یا حروفی

حرفِ قالبی: آں چہ از کسے بشنوند و بگویند بے فہمِ
معنی وادراکِ مضموں؛ وازیں عالم است 'حرفِ طوطی'؛
چہ نطقِ طوطی بے لحاظ معنی است۔ (ع)۔ صائبا:

از دو حرفِ قالبی کز دیگراں آموختہ است
دعویِ گفتار بر طوطی مسلّم کے شود

ازیں قبیل است 'مسئلۂ قالبی'۔ سعید اشرف در موعظہ و
مخاطبۂ پسر گوید:

دل را نہ کنی پے تفاخر
از مسئلہ ہاے قالبی پُر

حرفِ ورق گیر: حرفِ درازے کہ تحریرِ آں
ورق را در گیرد۔ ظہوری:

زبانِ دگر وام کن کو قلم (۳)
در انشاے حرفِ ورق گیر ما

---

(۱) ابوطالب کلیم ہی کا اور شعر: (دیوان، ص ۱۳۲):

بر جراحت ہاے ناسور کلیم از بے کسی
غیرِ حرفِ سرد مرہم مرہم کافور نیست

(۲) ب: الحرقیون

(۳) ب: اے، دیوان...، ص ۱۶: کو

حرم گاه: محل سرا و بہ معنیِ حلیلہ نیز آرند؛
تسمیة الحال باسم المحل۔ طالب آملی در مدحِ
عماریِ نور جہاں بیگم گوید:

مہدِ حرم گاهِ پادشاهِ جہان است
مہد نشیں شمعِ خانوادۂ دستور

فارسیاں بر بعضے الفاظ، با وصفِ افادۂ معنیِ ظرفیت، لفظ 'گاه' (۱) و
'خانہ' و 'سرا' زیاد (۲) کنند، چنانکہ 'حرم گاه' و 'مکتب خانہ' و 'منزل گاه' و
'بزم گاه' و 'حرم سرا'۔ تجلی در خطاب با جنوں گوید:

از تو وحشت مشرباں خوش پاے مال
طفلِ مکتب خانہ ات چشمِ غزال

زلالی:

چو غنچہ سوے مکتب گا ہم آہنگ
بغل پُر جزو، دل تنگی، بصد رنگ

آصفی:

ناقہ را می راند لیلیٰ سوے منزل گاهِ خویش
سارباں در رہ حُدی می خواند و مجنوں می گریست

عرفی:

در حرم گاه دل و حجلہ گہِ طبعِ من است
حاملہ مریم و بجز مریم اگر ہست، عقیم

ازیں عالم است وقتِ سحرگاه در کلامِ اساتذه واقع است۔
حیاتی گیلانی:

فغانِ بلبل و وقتِ سحرگاه
حیاتی و دلِ نالان وشبہا

سعید اشرف:

---

(۱) م: گاه

(۲) م: 'سرا' ایک سطر میں اور 'از دیاد' دوسری میں، تصحیح قیاسی

دلبرم وقتِ سحر گہ بہ درِ خانہ رسید
ہم چو صبحِ شفق آلودہ رخش سرخ و سفید

تناظرِ حا از منظرِ سینِ مہملہ:

حساب از کسے بردن و برداشتن و گرفتن[1]:

ترسیدن از او۔ ناظم ہروی:

ناظم مدد[2] ز سلسلۂ آہ جو کہ باز
چرخ ار برد حساب ازیں دودماں برد

میرزا صائبا:

ز چہرۂ تو بہشت آب و تاب بردارد
ز قامتِ تو قیامت حساب بردارد

ولہٗ:

ازاں زما ہمہ عالم حساب می گیرد
کہ در قلمروِ انصاف خود حسابائیم[3]

---

(۱) ب: برگرفتن (۲) ب: بدود

(۳) حافظ (قزوینی، ص ۲۲۹):

خرد ز پیری من کے حساب برگیرد
کہ باز با صنمے طفل عشق می بازم

(ب: 'باز با...' کی بجائے 'با چو تو...')

نیز ب: سنجر کاشی:

روزے بہ صدرِ کعبہ مربع نشیں شویم
گیری اگر حسابِ کلوخِ زخشتِ ما

نظامی (در "خسرو و شیریں"):

حسابے برگرفت از راہِ تدبیر
نبود آگہ ز بازی ہائے تقدیر

ظہوری:

اشکِ نفشردہ می فشانم
برداشتہ غم ز من حسابی

دیوان (ص ۶۵۲) میں یہ شعر یوں ہے: [جاری]

حساب روشن کردن: پاک کردنِ حساب۔

خنجر کاشی:

وے در حسابِ دلہا ناوردۂ دلِ من
گویا کہ با دلِ من کردی حساب روشن

"حساب سربسر شدن" مرادفِ آن [۱] است۔ اشرف:

سرے کہ می طلبیدی بہ خنجرت دارم
حسابِ ما و تو گردید سر بہ سر امروز

حساب برهم زدن: سررشتۂ شمار از دست دادن۔

زلالی:

شکر لب می شنید و دم نمی زد
حسابِ ناز را برہم نمی زد

حسابی: بہ یائے خفیِ معروف؛ وچیزے کہ قدری و شانی داشتہ باشد۔ (ع)۔ ظہوری:

حسنِ تو حسابی شدہ، مہ در چہ حساب است
خورشید ز رشکِ تو چنیں در تب و تاب است

حُسنِ رُباینده[۲]: حُسنے کہ بہ یک دیدن بہ خود کشد و از خود برد۔ میرزا صائبا:

تا از آں حُسنِ رُباینده[۳] نظر یافتہ است
آبِ آئینۂ رُباینده[۴] تر از سیلاب است

'غمزۂ رُباینده'[۵] و 'نازِ رُباینده'[۶] نیز آمده۔

[گذشتہ سے پیوستہ]

اشکے بہ شمردہ می فشانم
پرور شدہ غم ز بے حسابی

(۱) 'آن' سے مراد اس سے پہلا محاورہ ہے، یعنی 'حساب روشن کردن'۔

(۲ تا ۶) م: ربائندہ (چوتھا حرف 'نون')

حُسنِ شسته: حُسن در غایتِ بہا و صفا۔ (ع)۔

سالک یزدی:

ایں حُسنِ شُستہ اے کہ تو داری، نہ داشت صبح
ہر چند گردِ چہرۂ او آفتاب شُست

حُسنِ مهتابی: حُسنِ سفید، مایل بہ زردی، کہ آں را 'شکری' نیز گویند۔ (ع)۔ صائبا:

ماہ ہر چند خوش آیندہ نہ باشد در روز
حسنِ مہتابیِ دلدار تماشا دارد

حَسَن کیف: شہرے است مابینِ بغداد و شام، ورائے الوان۔ کیف باتخی در عزیمت[۱] صاحبقراں از بغداد بہ جانبِ شام گوید:

عراق عرب را چو آباد کرد
دیارِ حسن کیف را یاد کرد

حَسَن صباح: نامِ مزورے است، تفصیلِ مکاری او در کتبِ تواریخ مفصلاً و در "تذکرۂ دولت شاہی" مجملاً مسطور است۔ نعمت خان عالی در محاصرۂ حیدرآباد گوید (فقرہ):

کفایت خان کہ در امورِ ملکی رسیدنش از حسن
صباح بیش است، و بقانان را طلبید و گفت کہ
'أنتم تزرعونه أم نحن الزارعون'۔

(۱) م: غریمت (پہلا حرف 'غین')

تناظرِ حا از منظرِ شینِ معجمہ:

خشر: بہ فتحتین: توابع ولواحق۔(ص)۔طالب کلیم:

یاری ز خط و خال چہ جوئی پۓ قلم
در کشتنِ مورے حشرے را چہ کند کس (۱)

حشر گاہ: عرصاتِ قیامت۔ظہوری:

چناں پوئی (۲) شاہانہ ایں شاہراہ
کہ شاہانہ پوئی رہِ حشرگاہ

ونیز صحیح است کہ در ایامِ عاشورا نمونہ دشتِ کربلا سازند وموالیاں درآں جا گریہ آغازند۔

حشر گائی (۳): زنے کہ چند کس جمع شدہ اُورا بگایند۔معنی ترکیبی گائیدہ۔توابع ولواحق 'حشرگاہ' بدیں معنی غلطِ عوام است۔(ع)۔محسن دبا غی (۴) گوید (فقرہ):

گلگاز دہن باز فرج، ذکر درج شاں بہ سرگیری
حشرگائی چوں مقراضِ اہلِ دفتر از (۵) خیز
انقاع انداز ندکہ سفرۂ زیرِ شمع داں را نتواند (۶)
برید۔

تناظرِ حا از منظرِ فا:

حفظِ صورت: رُوے کسے نگاہ داشتن۔(ع)۔

جلالاے طباطبا در تعریفِ دیوانِ قدسی گوید:

نہ کردی صفحہ اش گر حفظِ صورت
بتاں را آبرو رفتی ضرورت

---

(۱) مطلع غزل کا مطلع ہے (دیوان، ص ۲۳۹):

چوں اشک پریشاں سفرے را چہ کند کس
سرمایۂ ہر شور و شرے را چہ کند کس

(۲) م: پوی (۳) ب: حشرگاہی (غلط ہے)

(۴) م: دماغی تصحیح از ب (۵) م: خیز،ب: خیر، تصحیح قیاسی

(۶) ب: نتوانند

تناظرِ حا از منظرِ قاف:

حق: معروف؛ دُمردن نیز۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

گور و کفنے ہست، مدار ایں ہمہ تشویش
اے خواجہ، اگر وعدۂ حقِّ تو رسید است

حق کردن 'متعدمنہ'۔ زلالی در 'شعلۂ دیدار' گوید:

خویش را نابودِ مطلق کردہ ای
عیش را در کارِ غم حق کردہ ای

حقہ: مرادفِ 'قطی'، گویند: 'حقہ' لعل'، 'حقہ' گوہر'، 'حقہ' مشک'، 'حقہ' معجون'؛ و در ہند 'غلیان' را گویند، لیکن در کلامِ شعرائے ایران و توران بدیں معنی دیدہ نہ شدہ، و اہلِ ایران عندالاستفسار بہ انکارِ آں لب کشودہ اند، الّا میر افضل ثابت و میر امامی در شعر آوردہ اند۔ ثابت:

کشیدی حقّہ و در آتشِ غم سوختی ما را
مبادا از عکسِ دُودِ اُو شود نو خط رخِ صافت

میر امامی (۱):

حقہ ریزد عطر از گلہائے رنگا رنگِ اُو
خوشتر است از بوئے ریحاں دودِ تنباکو مرا

ظاہر الفظِ ہندی بستہ شدہ۔

حقِ خدا: یعنی بہ حقِ خدا۔ عالی:

گر تو بہ خنجرِ جفا، سر ز تنم کنی جدا
پا نہ کشم من از وفا، حقِّ خدا کہ ہم چنیں

حذفِ بائے قسم در کلامِ اساتذہ بسیار بہ نظر در آمدہ؛ چنانچہ در محاورہ گویند، 'جانِ تو' 'دُسرِ تو' 'دُسرِ پیر'۔ جلالائے طباطبا:

یارِ عزیزے کہ بود نامش افیون
جانِ عزیزت کہ بود جانِ عزیزم
قرب دو سال است کز نفاقِ عزیزاں
خوار شدہ است آں عزیزِ بیش تمیزم

گاہے عوضِ بائے قسم لفظِ 'بر' کہ ترجمۂ 'علیٰ' است، ہم آرند۔ سلیم:

زدہ گل دست بر دامانِ حافظ
خورد بلبل قسم بر جانِ حافظ

فغانی:

زاں روز کہ از دستِ صنم توبہ شکستم
سوگند درستم ہمہ بر جان و سرِ اُوست (۱)

وضعِ 'با' برائے قسم باوصفِ آں کہ موضوع است، برائے معیت و امثالِ آں، در فارسی و عربی معروف است، غایتش ایں کہ در تازی مکسور است و در فارسی مفتوح۔ عرفی شیرازی:

بعشوہ اے کہ زلیخا برید از و کفِ دست
بہ فتنہ اے کہ مسیحا گزید از و سرِ دار

مصنفِ 'بہارِ عجم' بریں شعر ایراد گرفتہ و گفتہ:

دریں نظر است، چہ دست بریدنِ زنانِ مصر بہ دعوتِ زلیخا بہ نص ثابت است و دست بریدنِ

---

(۱) ب: امانی (بظاہر یہی صحیح ہے۔ امانی کا زمانہ ساتویں صدی ہجری کا ہے: غنی: ص ۱۸؛ اور وہ برِ صغیر بھی نہیں آیا کہ اس لفظ سے آگاہ ہوتا، جب کہ امانی —— میرزا امان اللہ —— غنی: ص ۱۹؛ گیارھویں صدی ہجری کا ہے اور یہاں اہم عہدوں پر رہا ہے۔)

(۱) متعلقہ غزل کا مطلع ہے (دیوان، ص ۵۴):

قدِ تو نہالیست کہ آتش ثمر اوست
دیوانۂ آں بادیہ ام کایں شجر اوست

زلیخا در آں وقت صورت نہ بستہ؛ ایں از عرفی
تعجب است و مضمونِ مصرعِ دوم غیر واقع
است، چرا کہ عیسیٰ مصلوب نہ شدہ۔

انتہی ایرادہٗ۔

وجہِ اتہامِ حضرت عیسیٰ بہ تصلیب بہ گوشِ آں عزیز نہ رسیدہ کہ چنیں گفتہ؛ چہ ایں حکایت در تفسیرِ بیضاوی مفصل مرقوم است۔ مَن ارادَ الاِطّلاع فَلیَرجِعُ الیہ۔ و صاحبِ "جلالین"، کہ تفسیرِ مفید مختصرے است، گوید:

المقتول المصلوب ہُوصا حبہُم ،
ای اَلقیسی علیہ شُبھہ فَظَنُّوہ ایاہُ۔

غایتش ایں کہ مصلوب یکے از اصحابِ یہود بود کہ بہ قدرتِ الٰہی بہ صورتِ عیسیٰ ظاہر شدہ بود و آنہا بتوہمِ عیسیٰ، بر دارش کشیدند۔ پس در منصوص بودن بر دار کشیدنِ حضرت عیسیٰ شُبہہ نہ ماند، چوں دست بریدنِ زنانِ مصر بہ عشوۂ زلیخا است کہ برائے برأتِ ذمّتِ خود نقشے بر آں زدہ بود، فی الحقیقہ، دستِ زنانِ مصر زلیخا بریدہ نہ ایں کہ زلیخا دستِ خود بریدہ، پس ہر دو ایراد ناشی از غفلتِ خود است۔ ع:

خطاے بزرگاں گرفتن خطاست

حقہ باز: بازی گر، بہ مجاز مکار و حیال را گویند۔ شاعر:

کشیم سر بہ گریباں کہ حقہ بازِ سپہر
ز آستیں بدر آورد دستِ بے ادبی (۱)

فصاحت خان رازی در مثنوی (۲) خود، کہ مشتمل بر ہنگامہ محتوی

(۱) حافظ کا مشہور مطلع ہے (قزوینی، ص۹۰):
صوفی نہاد دام و سرِ حقہ باز کرد
بنیادِ مکر با فلکِ حقہ باز کرد

(۲) م: مثنوی

خان کشمیری، گفتہ، بجائے 'حقہ باز'، 'حقہ انداز' آوردہ؛ چنانکہ گوید:

زُہیش گشتہ (۱) تنباکو چناں خوار
کہ ہر کس بنگری از اہلِ بازار
بہ چابک دستی از بس ہم عنان است
بہ رنگِ شیشۂ بازی گران است
بغلیان افگند ہر دم شکستے
بود در حقہ اندازیش دستے

در کلامِ دیگرے دیدہ نہ شد۔ مؤلف در صحتِ آں متأمل است۔

(۱) م: کشتہ

تناظرِ حا از منظرِ کاف:

خُکمِ بیاضی (۱): علامی فہامی در ''آئینِ اکبری'' نوشتہ کہ چوں برخے احکامِ سلطنت درنگ برنمی تابد از جہتِ تعجیل واخفاے رازِ منشورِ مقدس تنہا بہ نگینِ شاہی پیرایہ گیرد واز دفاتر (۲) نہ گذرد، آں را حکمِ بیاضی گویند۔ شفیع اثر:

صبحِ صادق نیست کز جیبِ افق سری زند
دارد از رایش بسر حکمِ بیاضی آسماں

دروقتِ عرش آشیانی حکمِ بیاضی معتبرتر از احکامِ دفتری بودہ؛ در عہدِ اخلاف الجناب کم رتبہ شدہ ورسیدنش، بہ نگینِ شاہی نہ ماندہ، بہ مُہرِ امرا باشد، لیکن از دفتر نہ گذرد؛ از ایں جہت کم اعتبار است۔ نظر بہ ایں معنی صائبا گوید:

اگر چہ حکمِ بیاضی بلند رتبہ نہ بود
بہ دور کردنِ اُو اعتبار پیدا کرد (۳)

(۱) آج کی زبان میں نامہ بصیغۂ (confidential letter)
(۲) م: دفاتر
(۳) نیز ب: صائبہ:

تعجیلِ تیغِ یار بود در ہلاکِ ما
حکمِ بیاضیے کہ بہ دفتر نمی رسد

تناظرِ حا از منظرِ لام:

حلالی خواستن: بہ یاے خُطّی؛ معروف۔ چوں کسے مشرف بہ مرگ (۱) شود، استعفاے حقوق از دگران (۲) و بحل خواستنِ اُو از یاران و برادراں۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

جاں زلب در فکرِ دامن بر کمر پیچیدن است
گر حلالی خواہی از بیمارِ ما، وقت است وقت

میرزا محمد رفیع واعظ قزوینی علیہ الرحمہ:

خونِ ما سخت بروجست (۳) دمِ تیغش را
زخم (۴) برخیز و حلالی طلب از قاتلِ ما

وحشی:

حلالی خواستم از جملہ یاراں، قاتلِ من کو؟ (۵)
کہ خواہم عذرِ اُو تا کاہش (۶) آزاری زمن باشد

ایں کہ اعزہ بہ تمسکِ ایں بیتِ طالب کلیم، کہ در قصۂ جوہر کردنِ جُھجھار (۷) بندیلۂ مادرِ خود را، واقع است:

چو ہنگامِ حلالی خواستن بود
بدیں گونہ حلالی خواست مردود

انحصارِ حلالی خواستن در استعفاے حقِ شیر از مادر نمودہ اند، غرابت دارد، چنانکہ اشعارِ مذکورۂ فصحاے متاخرین مصداقِ ایں حرف است وخلاقِ معانی کہ پیشواے ہمہ است، نیز گوید:

(۱) ب: بزرگ (۲) ب: ازو کردن
(۳) ب: بخت گرفتست (۴) ب: رحم
(۵) ب: گو (۶) ب: ناکاہش
(۷) ب: جُھار سنگھ، دیوانِ کلیم (ص ۳۸۳): جُھجھار...؛ ''مرآۃ العالم''، ''تاریخ اورنگ زیب'' (جلد اول، ص ۳۶: جھجھار سنگ بندیلہ (فارسی میں سنگھ کو سنگ یا سینگ لکھتے ہیں۔

بنانِ این و آں عمرے بسر بُرد
نہ باید خواستش از خود حلالی

حلال: مقابلِ حرام، بہ معنی حلیلہ[1] نیز آرند۔
طالب کلیم:
نثار کن ہم اسباب در رہِ احباب
بجز حلالِ خود از دوستاں دریغ مدار

حلقه: معروف؛ و پایۂ گردوں نیز۔ (ع)۔
وحید در صفتِ گردوں گوید:
خُد از حلقہ اش نقش تا آشکار
تو گوئی برآمد ز سوراخ مار
وصفِ جنگ۔ (ع)۔ صائب:
ہزار حلقہ فزوں جنگ با نسیم نمودیم
ہنوز راہ در آں زلفِ تابدار نہ داریم

ولہ:
چہ خندہ ہاے نمایاں زبانِ زخم کرد
ہزار حلقہ فزوں جنگ با رفو کردم
و حلقہ ایست کہ آں را در ہوا آویزند و مبارزاں بہ نیزہ رُبایند۔
(ع)۔ و ایں را 'حلقۂ رُبائی' گویند۔ میرزا صائبا:
فلک بہ حلقۂ چشمِ ستارہ می گردد
دراں مقام کہ گردد بہ رخ حلقہ ربا
'طوق بُردن' نیز ہمان است۔ (ع)۔ و ازیں عالم است
'دار کدو'، و آں چوبے باشد بس بلند کہ در میدان نصب کنند
و کدوے طلا یا نقرہ ازآں آویزند۔ تیراندازاں اسپ را تاختہ
تیر ہا اندازند۔ تیر ہر کہ برآں کدو خورد، کدوے مذکور با اسپ و

(۱) غیاث: 'حلیلہ' بمعنی زنِ منکوحہ

خلعت ازو باشد۔ ہماں را 'بوجاس'، بہ موحدہ و راے مہملہ و
جیمِ تازی و سینِ مہملہ، گویند۔ 'قبق' 'قباق'، بہ ہر دو قاف و
موحدہ، نیز خوانند۔ (ع)۔ میر الٰہی ہمدانی (رُباعی):
اے از تو تجل کُلّ طویلٍ احمق
طفلانِ منارہ را قدت دادہ سبق
زاں قامتِ افراختہ آویختہ شد
نہ دبۂ چرخ چوں کدوے زقبق

فوقی یزدی:
نمی خورم زرِ وقف، از چہ بستۂ شحنۂ شہر
ز بہرِ تیرِ فلاکت مرا بچوب قباق
گاہے بجاے کدو طبقِ زر آویزند۔ وحید در مشقِ کمانداریِ شاہ
گوید (فقرہ):
طبقِ زر کہ نشانِ کماندارِ محکم انداز بود، از کثرتِ
سہام متوالی بہ طریقِ قرصِ خورشید و خطوطِ
شعاعی می نمود۔

حلقچی: اوّل حاے مہملہ؛ و رابع جیمِ عجمی؛
زلیبیا[1]۔ (ر) (م)۔ صاحب ''فرہنگِ جہانگیری'' بہ ہر دو
جیمِ عجمی ضبط نمودہ، و الاوّل ھُوالاصح۔ بخق اطعمہ:
در انتظارِ حلقۂ زنجیرِ حلقچی[2]
احباب را دو دیدہ چو مسمار بر دراست

حلقۂ باز: رشتۂ ابریشمی کہ در گردنِ باز
بندند۔ (ع)۔ سلیم:

(۱) ب، غیاث: زلیبا
(۲) ب: چلقچی، غیاث: حلقچی بمعنی جلیبی (مشہور مٹھائی)

ماندہ از دامِ کہن تارم دریں دشتِ فریب[1]
حلقہ اے در[2] گردنِ ہر مرغ چوں حلقوے باز

حلقه بدر زدن[3]: معروف؛ وحلقه بدر ریختن[4] نیز آمدہ۔ زلالی در "آذر و سمندر" گوید:

نادیدہ زخوابِ غم چو خیزم
حلقه بدرِ مدینه ریزم

حلوایے بے دُود[5]: کنایہ از لبِ معشوق و بوسہ۔
مثالِ معنیِ اوّل، صائبؔ گفتہ:

کہ باور می کند از ما اگر مژگانِ تر نہ بود
کہ از حلوائے بے دُودِ تو ما را رزقِ دُود آمد

مثالِ معنیِ دوم، سلمان ساوجی گوید:

بہ کامِ من زلبت[6] پیش ازاں کہ خط بدمد
عنایتے کن و حلوائے بے دُخاں برساں

حلوایے مرگ: حلوائے کہ بہ روحِ موتیٰ درویشاں را قسمت کنند۔ ظہوری:

برد از یادِ شام و حالا را
خورد حلوائے مرگِ سر ما را

ہماں را 'شبِ غریب' گویند۔ (ع)۔ بخق اطعمہ:

گاہ از ماتمِ شوم در شبِ غریب
گہ شود از سفرۂ سوم نصیب[7]

حلوایے نمشکری[1]: بہ کسرِ نون؛ مخفّفِ نیم شکری۔ حلوائے است معروف کہ آں را 'نیم اشکنی' نیز خوانند۔ (ر)۔ میرزا صادق دست غیب در صفتِ قنّادے گوید (فقرہ):

ازچشم با ناز آمیختہ حلوائے نمشکری در طبقِ ہوس ریختہ۔[2]

---

(۱) چراغ: غریب (۲) چراغ: بر
(۳) ب: حلقہ بر در زدن (۴) حلقہ بر در ریختن
(۵) ب: اس کے ساتھ 'حلوائے بے دُخان' بھی ہے۔ م میں اس کی مثال تو آ گئی ہے لیکن اوپر اس کا ذکر نہیں کیا۔
(۶) م: لبش، تصحیح از ب
(۷) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمائیے۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۷) نیز ب: بخق اطعمہ:

روزِ ازل کفن بدرم ہمچو نانِ پہن
از بہرِ وصل چاپک و حلوائے شبِ غریب

(عمید: 'چاپک' بمعنیٰ "نانے کہ در میان روغن بپزند"؛ یعنی پراٹھا۔)
(۱) ب: نم شکری،... نمشکری
(۲) ب: اس فقرے کو شعری صورت دے دی ہے، 'آمیختہ' اور 'ریختہ' قوافی۔

آوردہ از خشم با ناز آمیختہ
حلوائے نمشکری در طبقِ ہوس ریختہ

تناظرِ حا از منظرِ میم:

حمائل نشستن: کج نشستن کہ آں کنایہ است از نشستن بہ ناز و غرور۔ قاسم مشہدی:

راست رَو، ہم چو عصا در کفِ سائل می باش
رَو بہ شہ کو(۱) کہ حمائل نہ نشیند ایں جا

حمّامِ زناں(۲): بہ مجاز پُر شور و غوغا را گویند۔ سبب ظاہر است۔ میرزا صائبا:

من و ہنگامۂ بیہودہ گفتاراں معاذ اللہ
کہ حمامِ زناں ز آوازِ پائے مور شد گوشم

حمام: بالتشدید و التخفیف مستعمل است۔ اوّل گذشت؛ دوم، ظہوری گوید:

کلکِ تو کہ اکلیلِ کلامش خوانند
در شستنِ غم تازہ حمامش خوانند
اربابِ ہنر، بغیر(۳) مُسطر بستند
در خطّۂ خط خطبہ بہ نامش خوانند

حمدان: آلۂ تناسل۔ سند در لفظِ 'مستان' می آید۔

---

(۱) م: کو، تصحیح از ب (۲) ب: حمام زنانہ شد
(۳) م: 'ہنر' کا لفظ دو مرتبہ آیا ہے، تصحیح از ب

تناظرِ حا از منظرِ نون:

حنائے سرِ ناخن: کنایہ از قریبِ زوال۔ شوکت:

بے رُخت بزمِ طرب را نہ بود رنگِ ثبات
مَے بہ شیشہ حنائے سرِ ناخن شدہ است(۱)

حنا بستن و مالیدن و نہادن و گرفتن و دادن و گذاشتن: معروف۔ والہ ہروی:

نہ ہر جمالِ نکو قابلِ گرفتاری ست
نہ بستہ آئنہ را پا کسے حنا ہرگز

مخلص کاشی:

چوں بہ خوں رنگیں نہ باشد پنجۂ مژگانِ من
غیر آں دستِ نگاریں را حنا مالیدہ است

طالب کلیم:

کشید وسمہ بر ابروے موجہ سبزۂ تر
نہادہ پرتوِ گلہا حنا بدستِ چنار

زلالی در 'آذر و سمندر' گوید:

گردوں ز شفق چہا گرفتہ
زالے بر مو حنا گرفتہ

محمد قلی میلی:

---

(۱) نیز ب: نعمت خان عالی:

وقتِ پیری نیست از دولت اُمید
رنگِ حنا بر سرِ ناخن رسید

میر سیادت:

چو آفتاب لب بامِ آخرِ عمرست
رسید بر سرِ ناخن حنائے عشرتِ ما

بدست و پاے عروسِ چمن گل و سنبل
یکے حنا دہد و دیگرے نگار دہد

طالب کلیم:

تو نیز پنجہ زے رنگ کن کہ بادِ خزاں
حنا بدستِ عروسانِ شاخسار گذاشت

درمحاورہ 'حنابستن' مخصوص زناں است و'مالیدن' نسبت بہ مرداں۔ (ع)۔

حنائے دوبارہ بند: حنائے کہ از برائے ازدیاد[1] رنگ دوبارہ بندند۔ ناظم ہروی:

گیرد ز لطف رنگ حنائے دوبارہ بند
شوید اگر بہ چشمۂ کافور پشتِ دست

حنجرۂ غلطاں: خوانندۂ خوش خوان۔ طالب آملی:

حنجرۂ غلطاں کند شرابِ صبوحی
وقتِ سحر مقریانِ بے مزہ خواں را

تناظرِ حا از منظرِ واو:

خوضِ دہ دردہ و دہ و دردہ: معروف؛ اوّل مشہور است۔ دوم طالب کلیم گوید:

حوض می باید دہ و دردہ بہ ہنگامِ وضو
می کنی از پنج وقت اما بہ یک وقت اکتفا

---

(۱) م: ازیاد، تصحیح قیاسی

تناظرِ حا از منظرِ یاے حُطّی:

حیرانی: حیرت و حیران۔ اوّل معروف است۔
دوم سنجر کاشی:

چو من حیرانیِ عاشق نگاهی چوں برآساید[1]
بیار ابزم و باری ساز کن قانونِ الفت را

حیّ العالم: نباتے است کہ ہمیشہ سبز و خرم باشد و در فارسی **'همیشک جوان'** خوانند۔ (ح)۔ خواصِ آں در کتبِ طب مرقوم است۔ عالی در صفتِ طبیبی گوید:

مرکبات نسخہ اش ہمہ مادۃ الحیوۃ است و حی العالم
یکے از مفردات۔

حیضِ سفید: کنایہ از منی۔ باقر کاشی:

بس کہ حیضِ سفید می ریزد
گندہ تر از کس است شلوارش[2]

حیوانی: معروف؛ فارسیاں بہ معنیِ اکل اللّحم آرند۔ در دیوانِ میرزا صائب بسیار است۔ طالب آملی:

چو زنّا رِ ریاضت پیشہ بیم شحنۂ عدلش
ہزبر و شیر را پرہیز فرماید ز حیوانی[3]

(۱) ب: ترا شاید (۲) ب: شلوارم
(۳) نیز ب: مخلص کاشی:

کند چو شیخ ز حیوانی آں قدر پرہیز
بجرم کہ چادر لباسِ پشمین است

تناظرِ خاے معجمہ از الف:

خاکِ غربت: مقابلِ 'خاکِ وطن'۔ صائبا:

خاکِ غربت بود آئینۂ اربابِ سخن
طوطی آں بہ کہ رود از شکرستاں بیروں[1]

خاکِ فلاں از خونِ بهمان بهتر است[2] و بر خونِ اُو شرف دارد[3]: بہ معنیِ ادناے ایں از اعلاے آں بہتر است۔ (ع)۔ اشرف:

زند طعنہ لفظش بہ فکرِ دقیق
بود خاکِ اُو بہ ز خونِ عقیق

صائبا:

بود بر خونِ گل آں روز شرف خاکِ مرا
کہ دلِ خوں شدہ ام نافۂ آہوے تو بود

خاکِ مراد: قطعۂ زمینے کہ از آں جا کامِ دل حاصل شود۔ (ع)۔ میرزا صائب در مدحِ شاہ عباس گوید:

(۱) نیز ب: میرزا رضی دانش:

خاکِ غربت نیست دامن گیرِ سُستی ہند پاست
سخت ایں زنجیر بر پایم گرانی می کند

شفیع اثر:

از سفر روشن کند سالک چراغِ معرفت
عقل را در دیدہ باشد خاکِ غربت توتیا

نیز جلال اسیر:

گر بود چشمِ تری، گردِ کدورت توتیاست
خاکِ شور انگیزِ غربت سرمۂ چشمِ من است

(۲) ب: خاکش از خونِ فلاں بہتر است
(۳) ب: خاکش بر خونِ اُو شرف دارد

نیست در رُوے زمیں جز آستانِ دولتش
ہست اگر خاکِ مرادے در بساطِ روزگار (۱)

خاکِ مُردہ: زمینے کہ زِستنی در آں نہ باشد۔(ج)۔
میرزا صائب:

بہ ناکساں راصحبتِ تن پروراں سنگِ رہ است
سیل را ایں خاکہاے مُردہ کاہل می کند (۲)

خاکِ جلوگیر: زمینے کہ آں جا دل بر آمدن نہ دہد۔
صائبا:

چوں برق فتادیم بہ خاشاکِ تعلق
زیں خاکِ جلوگیر بہ یک گام گذشتیم

خاکِ طینت: قبضہٴ خاکے کہ سرشتِ انسانی از آں است۔(ع)۔شوکت:

بہ سختِ جانیِ من آسماں نہ دارد یاد
زکوچہٴ رگِ سنگ است خاکِ طینتِ ما

---

(۱) م: ح (دو 'ح')
(۲) نیز ب: میرزا صائب:

ما چشمِ خویش حلقہٴ ہر در نمی کنیم
خاکِ مرادِ ماست ہماں آستانِ ما

ایضاً:

زخطِ رُویش چراغِ دیدہٴ شب زندہ داراں شد
غبارِ خطِّ او خاکِ مرادِ خاکساراں شد

سعید اشرف:

دیدم غبارِ خطِّ تو حوری نژاد را
صد شکر یافتم پئے خاکِ مرادِ ما

(۲) نیز ب: میرزا احسن واہب:

چشمہٴ صاف بقا آلودہٴ گردِ فناست
بُوے خاکِ مردہ می آید ز آبِ زندگی

خاکِ شفا: خاکِ کربلاے معلّی۔(ع)۔شفیع اثر در صفتِ دولت خانہٴ شاہی گوید:

دواے کلفتِ دل سایہٴ عمارتِ اُوست
بگلش سرشت ز خاکِ شفا مگر اوستاد (۱)

خاک انداز: جاے کہ بالاے قلعہ براے خاکروبہ انداختن و سنگ و کلوخ بر سرِ غنیم ریختن، سازند۔(ع)۔آں را 'سنگ انداز' و 'خاک ریز' نیز گویند۔سلیم:

بس کہ دارد خس و خاشاک و غبارِ حسرت
جامِ مے را کند اصلاحِ دلم خاک انداز

چوں چیزے بہ دُزدی رود حضارِ خانہ را گویند خاک در جاے بیندازند تا دُزد چیزِ گم شدہ نہاں در خاک کند و ایں براے رُسوا نہ شدنِ دُزد است۔(ع)۔طغرا:

خاک بر ہر طرف از تودہٴ افلاک انداز
نہ شود یافتہ آں گم شدہ بے خاک انداز

'خاک اندازاں' کہ مزید علیہِ 'خاک انداز' است، نیز بہ ہمیں معنی آرند۔محسن تاثیر:

از گردِ کسادیِ سخن نتواں کرد
خاک اندازاں بہ (۲) معنیِ دُزدیدہ

'خاک ریختن' نیز آمدہ۔سیفی:

گفتمش: 'دُزدیدہ ای دل راو خوں کردی جگر'
گفت: 'سیفی خاک ریزم گر بہ من داری گماں'

---

(۱) نیز ب: سراج المحققین:

می کنم دعوی سلیمانی
در کلم سجہٴ ز خاکِ شفاست

(۲) م: 'بہ' ندارد، تصحیح از ب

خاک: معروف؛ و بہ معنی قبر و نعش نیز۔ (ع)۔
سلیم در بیتِ اوّل بہ معنی اوّل و در بیت دوم بہ معنی دوم بستہ:

بخت آنم کو کہ گوید چوں رسد بر تربتم
داشتم بے خانِ و مانی، کشتہ شد، ایں خاک اوست

بہ کوے او کہ رساند سلیم خاک مرا
اگر کسے زند آبے بر آتشم باد است

خاک بر لب مالیدن: در مقامِ 'حاشا' مستعمل است، یعنی در محلِّ انکار امرے؛ ماخذِ آں کہ امیرے مطبخے را نوکر گرفتہ بود؛ چوں طعام براے آقا طبخ می کرد، بے از آں کف می رفت و بے از آں پیش میرزا می آورد۔ روزے میرزا پرسیدش کہ 'پارہ از آں خود خوردی؟' او خاک بر لب مالید و انکار کرد۔ از آں باز مثل باشد۔ (ع)۔ صائبا:

گر چہ می مالید بر لب چشمِ او از سرمہ خاک
شد بہ مردم عاقبت خوں ریزیِ او آشکار

طالب آملی:

ز سرمہ خاک بلب کو[۱] ممال[۲] نرگسِ یار
کہ هست خوردنِ خونش ز آب روشن تر[۳]

'خاک بر لب' بہ معنی خموشی نیز آمدہ۔ (ع)۔ شاپور:

چو شمع نیم سوزم، خاک بر لب خوشتر اے همدم
مسوزانم کہ افزوں می کنی سوز و گدازم را

خاکِ مراد بخش: مرادفِ 'خاکِ مراد'

واں گذشت۔
نظیری نیشاپوری:

تسبیح و سبحہ از گِلِ مے خانہ می کنم
خاکِ مراد بخش بر آرد مرادِ من

خاکِ قہر در خانہ ریختن: ساحراں بر خاکِ مردہ افسوں خوانند و در خانۂ دشمن اندازند تا خانہ اش خراب و ویران گردد؛ و پارہ اے ازاں بر سینۂ ہر مرد و زنِ خوابیدہ ریزند تا دیری بخود نیاید[۱]۔ (ع)۔ شفیع اثر:

بر نیاید در حضورِ زاہد از رنداں نفس
خاکِ قہر از دشمنی در خانۂ ما ریختند

خارھاے جہاں تیز کردن: گویند عالمے را آرزو مند کردن است؛ چہ 'خار' بہ معنی خواہش و آرزو است۔ گویند، 'فلاں خار خارِ آں دارد'، یعنی خواہشِ آں دارد۔ سند در 'بر رُو و بر زُخ' گذشت[۲]۔

خاک خوردنِ تیر: بہ زمیں افتادن و بہ ہدف رسیدنِ تیر۔ (ع)۔ طغرا:

در باب[۳] جاں نہ بُردنِ صیدے بہ بختِ ماست
تیرت نمی خورد خاک تا در شکارِ مائی[۴]

حاجی محمد جان قدسی:

---

(۱) م: کو (۲) ب: جمال
(۳) نیز ب: صائب:

از شکستِ آرزو قندِ مکرر می خوریم
بر لبِ خود خاک می مالیم و شکر می خوریم

(۱) م: نیاید، تصحیح قیاسی
(۲) نیز ب: میر یحیٰ شیرازی:

گلہا براتش نتوانند برآمدن
گرم کہ خارہاے جہاں تیز کردہ است

(۳) ب: دریاب
(۴) ب: ماہی

خدنگِ منتِ خاقاں نمی توانم خورد
تمام عمر خورم خاک اگر، چو تیرِ خطا

خار دَر راہ نہادن: کارِ مشکل پیش نہادن۔ (ج)۔ والہ ہروی:

ز قاطعانِ طریق ایمنم کہ دوریِ راہ
نہادہ در رہِ شاں خار و کردہ بے خطرم

خانہ گیر: نام بازیے است از ہفت بازیِ نرد کہ 'زیاد' و 'فارد' و 'ستادہ'[۱] و 'ہزار' و 'خانہ گیر' و 'طویل' و 'منصوبہ' نام آنہا است۔ (ج)

خاک ریز: 'سنگ اندازِ قلعہ' کہ بجائے خود خواہد آمد، إن شاء الله الصمد۔ قاسم گونابادی[۲] در تعریفِ قلعہ گوید:

زحل کردہ در خاک ریزش نگاہ
ز خورشید افتادہ از سر کلاہ[۳]

وجائے کہ خاکروبہ اندازند۔ شفیع اثر:

مقامے نیست غمہاے جہاں را جز دلِ خصمش
کہ گردد خاک ریزِ شہر چوں جائے شود ویراں

خاکِ فراموشاں: کنایہ از قبر۔ شفیع اثر:

مرا بر دل غبارے نیست از خاکِ فراموشاں
کہ بے مانع دراں جامی تواں خاکے بسر کردن[۴]

خاکِ خاموش: مقابلِ 'خاکِ مردہ'، کہ آں گذشت۔ میرزا صائبا:

خاکِ خاموش بہ تلقینِ بہار از پےِ شکر
گشتہ از سبزۂ نورستہ سراپاے زباں

خاتون آباد[۱]: نام محلہ اے است در صفاہان کہ خاتون نام زنے بانیِ آں بود۔ (ع)۔ سعید اشرف:

اے از رُخِ تو گرفتہ پرتو
خاتون آبادِ کوچۂ تو

خارِ ترازو: خارے کہ از آہن در ترازوے صرافان و جوہریاں باشد؛ براے کمالِ احتیاطِ وزن۔ (ع)۔ حاجی جان محمد قدسی در صفتِ جشنِ وزنِ اعلا حضرت گوید:

ز وزنت چناں فصلِ دی شد بہار
کہ خارِ ترازو گُل آورد بار

خارا: سنگ، وآں معروف است و نامِ نوائے از موسیقی۔ (ع)۔ طغرا:

زمزمہ جو گر شود کوہ کنِ بے نوا
تیشۂ اُو را فلک نغمۂ خارا دہد

وقسمے از قماشِ ابریشمی۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

مخلص از یُمنِ جنوں فارغم از قیدِ لباس
سنگِ طفلاں بدلِ جامۂ خارا دارم

---

(۱) م: ستارہ، تصحیح از ب (۲) م: کونابادی، تصحیح از غنی، ص ۱۰۶
(۳) نیز ب: میرزا عبدالقادر قونی:
شد از برجِ خاک ریز حصار
رہندی چو کشتی بقیر استوار
(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۴) نیز ب: صائب:
شکارے چوں بہ بختِ ما نمی افتد، ہماں بہتر
کہ در خاکِ فراموشاں نہاں سازیم دامِ خود
(۱) م: خاتون؛ 'آباد' کا لفظ متن میں دیا ہے، تصحیح از ب

خارج زدن: زر قلب ناروا بہ سکہ زدن، یعنی خارج از دارالضرب۔ (ع)۔ سند در لفظِ ’دالج‘ خواہد آمد۔

خالہ خانہ: بسیار بسیار۔ (ع)۔

حیاتی گیلانی (رُباعی):

با مظہرے امروز بہ ویرانۂ خویش
بودیم بہ فرِ دلِ دیوانۂ خویش
ابرِ کرمے موج زد و پُر کردیم
از مدحِ تو خانہ خانہ کاشانۂ خویش

خاطر: معروف؛ وآنچہ در دل خطور کند۔ (ع)۔

شرف الدین علی یزدی[1] در ’ظفرنامہ‘ گوید (فقرہ):

حضرت صاحب قراں[2] دانست کہ اُو خاطر
بروں آمدن نہ دارد۔

خام دستی: ناتجربہ کاری و مال بے مصرف خرج[3] کردن۔ (ع)۔ صائبا:

دید آخر ساعدِ چوں نقرۂ خامش رقیب
شد خراب از خام دستی ہائے جاناں خانہ ام

خاموش: معروف و بہ معنی بجا ماندہ نیز آرند۔ (ع)۔

ظہوری:

در زبانِ قصہ پردازاں سخن خاموش ماند
زاں کہ در افشائے گنجد غمِ پنہانِ ما

شفائی:

بے مروت آں چناں گشتی کہ نخچیرانِ عشق
شکوۂ خاموش را بند از زباں برداشتند

خانہ نزول: موقوف؛ بے اجازت در خانہ کسے فروکش کردن۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

بہ دورِ اُو کہ بر اُفتادہ است خانہ نزول
ز آبگینہ اجازت طلب کند تمثال

[حیاتی گیلانی][1]:

غم اگر خانہ نزول است حیاتی چہ تواں
تو کشادی در دل بر تو غرامت باشد

خانۂ آئینہ: معروف؛ وآئینہ خانہ نیز۔

یحییٰ کاشی (رُباعی):

ایں خانہ کہ چوں چشم بود معدنِ نور
از آئینہ اش دیدۂ بد بادا دُور
در خانۂ آئینہ چو شہ بنشیند
شمعے ست کہ جا کند بہ فانوسِ بلور

خانۂ قلم: مقدار تراش قلم کہ آں را ’میدانِ قلم‘ نیز گویند۔ (ع)۔ اشرف:

یک قلم در تیرہ روزی چوں قلم سر می زنیم[2]
خانۂ ما را مگر رنگ از سیاہی ریختند

ولہ:

آشنائے من بغیر از معنی بیگانہ نیست
جز خیالاتِ غریبم چوں قلم در خانہ نیست

ولہ:

---

(۱) م: یردی، تصحیح از ب
(۲) صاحب قرانی
(۳) م: خرج

(۱) م: شاعر کا نام نہیں ہے، تصحیح از ب
(۲) ب: زنم

کلکِ نقاشم، دریں وادی نہ خواہم خانہ اے
ہر کجا پا می گذارم چوں قلم سر زمینے می شود

خانہ خواہ: چوں مسافرے در شہرے وارد شود با ہر کہ سابقۂ معرفت داشتہ باشد، بہ خانہ اش سرزدہ در آید۔ صاحب آں خانہ، خانہ خواہِ اُوست۔ (ع)۔ یحییٰ کاشی:

داشت در آں بلدہ یکے خانہ خواہ
بر درش افشاند ز خود گردِ راہ

صائبا:

می بَرد در غم بسر وقتِ دلِ ما بے دلیل
ابرِ نیساں می شناسد خانہ خواہِ خویش را

سلیم:

از کسانے کہ بہ باغ آمد و رفتے دارند
خانہ خواہے کہ مرا ہست ہمیں صیاد است (۱)

---

(۱) نیز بہ صائب:

اشکِ مرا چوں صدف دلے نہ پذیرد
وائے بر آں کس کہ خانہ خواہ ندارد

ظہوری:

نیست از حالِ دلِ غمش غافل
دارد آباد خانہ خواہش را

میرزا طاہر وحید:

ہست دُودِ دل برنگِ زلف در چشمِ عزیز
تا کہ دیدم خانہ خواہِ چشمِ جاناں دودہ را

محمد رفیع واعظ:

خانہ خواہ بر ملا واعظ منم در شہرِ عشق
منزلے سیلاب را نبود بجز ویرانہ ام

نیز جلال اسیر (کلیات، ص ۱۷۱):

سوادِ دوستی رسے ندارد غیر دلجوئی
ز مہماں می خرد اسبابِ مجلس خانہ خواہ آنجا

خانہ یکی: ہم خانہ۔ (ع)۔ شفیع اثر در منقبت گوید:

چوں باخُدا است خانہ یکے، زائراں کنند
اِذن از خدا طلب کہ ببوسندش آستاں

محسن تاثیر:

بنگر قلم تراش چہ با خامہ می کند
از ہمدمانِ خانہ یکے در اماں مباش

خانہ فروشی: عرضِ تجمل دادن۔ (ج)۔ حسن رفیع:

می تواں گفت کہ حاجی شدہ ای بعدِ طواف
خانۂ کعبہ اگر خانہ فروشت نکند (۱)

خانی: قسمے است از زرِ مسکوک رائج توران، از عالمِ عباسی و شاہیِ ایران، ہر سہ باہم مختلف الاوزان اند۔ (ع)۔ ظہوری در مدحِ خانِ خاناں گوید؛ مصرع:

خانیِ دیگراں بہ یک خانی

خانہ بُریدن و بُردن: کنایہ از دُزدیِ بسیار کہ در خانہ چیزے نہ ماند، گویا خانہ را بُردہ است۔ (ع)۔ سلیم:

ہمیشہ گرچہ دُزدِ غارت اندیش
بریدی خانۂ مردم ازیں پیش
کنوں آں رسم از بس برفتادہ
نمی سازد کماں را کس کبادہ

ناظم ہروی:

دُزداں تمام در پے اسبابِ خانہ اند
ایں دُزدِ خانگی چو کماں خانہ می برد (۲)

شیخ سعدی شیرازی:

---

(۱) م: بکند، تصحیح از ب۔
(۲) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

خانۂ صاحب نظراں می بری
پردۂ پرہیز گناں می دری

خانہ کردن و برداشتنِ کمان: کج شدنِ گوش ہاے کمان است از وضعِ اصلیِ خود۔ صائبا:

بہ لب نمی رسد از ضعف آہِ شبگیرم
ز بارِ دل چو کماں خانہ می کند تیرم [1]

سلطان علی رہی:

کمانِ ابروانش خانہ برداشت
ببینم قدرت ایماں کہ دارد

خانہ دار: کسے کہ سرانجام پابستِ خانہ و پاسبانیِ خانہ بہ عہدۂ او باشد۔ (ع)۔ صاحب ''کشف اللغات'' 'بن دار' [2] را، کہ گذشت، بہ لفظِ 'خانہ دار' ترجمہ نمودہ۔

طالب کلیم:

ہنوز خانۂ من از متاعِ بے برگی
چناں پُر است کہ صد چغد خانہ دارِ من است

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۲) نیز چراغ: اشرف:

می تراشد مدعی بہر سخن گفتن قلم
می برد دیگر نمی دانم کدامیں خانہ را

(۱) نیز چراغ: تاثیر:

از چلّۂ حرص گوشہ نشیں کم نمی شود
کز خانہ دزدِ مال وکماں خانہ می برد

وحید:

جز من کہ براو تو گذشتم ز دو عالم
ہرگز نبرد از دو طرف خانہ کمانے

(۲) ب: چندار

صائبا:

ناز با آں [1] بے دماغی از پرستارانِ او [2]
فتنہ با آں بے قراری خانہ دارِ چشمِ کست

غنی:

عاقبت چشمِ ترم از اشک خواہد شد سفید
خانہ ویراں می شود چوں طفل گردد خانہ دار [3]

'خانہ نگہ دار' ہم آمد۔ میرزا صائبا:

سیلِ عشقِ تو بآں پایہ رسانید مرا
کہ بہ جز چغد کسے خانہ نگہ دارم نیست

چوں بندوبستِ خانہ بہ عہدۂ خواتین است، در محاورہ 'زن' را نیز 'خانہ دار' گویند۔

خایۂ غلاماں: سوم تحتانی؛ قسمے از انگور، معروف۔
میر الٰہی ہمدانی (رباعی):

ہمسایۂ تو سیاہ کاماں گردند
منت کشِ پختۂ تو خاماں گردند
گر داہیِ نفسِ تو بخواہد انگور
رزہا ہمہ خایۂ غلاماں گردند [4]

(۱) م: باآن (۲) ب: اوست
(۳) نیز ب: محمد اسحاق شوکت:

رفعتِ کاشانہ مردِ عشق را در کار نیست
خانہ دار از بلندی یک قدِ آدم بود

(۴) نیز ب: ابوالبرکات منیر:

دا کیے شب بباغِ ما آمد
گفت، 'ز انگور ہیچ ساماں ہست؟'
چوں بدیدم کہ مفت می خواہد
گفتمش، 'خایۂ غلاماں ہست'

(جاری)

خانۂ(۱) **اُو سیاہ باد:** نفرین است۔ عصمت بخاری:

دیدہ را خانہ سیہ باد کہ چندیں غم و درد
بر سرِ من ہمہ زیں راہ گذری آید(۲)

خانہ سیاہ: بدبخت وخانہ ویراں۔ وحید:

اربابِ ہنر جملہ چو فانوس دریں بزم
از روشنیِ دیدہ(۳) و دل خانہ سیاہ اند

نگاری:

کدام خانہ سیہ گفت آفتاب مرا
کہ در خرابۂ دلہاے تیرہ روز متاب'(۴)

خایہ نہادن و گذاشتن: بیضہ دادنِ مرغ وآں معروف است وکنایہ از کردنِ کارے کہ ننگ وعار بار آرد، چوں از کسے چنیں امر سرزند، گویند، فلانہ کس خایہ نہاد' (ع)۔ و 'تخم کردن'(۵) نیز گویند۔ (ع)۔ سلیم در ہجو گوید:

ہم چو مُرغے کہ ہرزہ گرد(۱) اُفتاد
ہست جاے کہ خایہ اے بنہاد(۲)

سعید اشرف:

روزِ عید است و بُتاں در تخم بازی مہرباں
اے دلِ بے تاب آخر خایہ اے خواہی گذاشت

درمقامِ ترسیدن نیز مستعمل است۔ درمحاورہ گویند، فلاں کس روزِ جنگ ہزار تخم وخایہ بگذارد۔'(۳)

[گذشتہ سے پیوستہ] محمد قلی سلیم:

آسماں را نجوم رخشانش
خجل از خایۂ غلامانش

(۱) ب: خانہ اش

(۲) نیز ب: مثلاً منیر:

منیر از دوریِ یارم بفریاد
الٰہی خانۂ ہجراں سیہ باد

(۳) م: دیدۂ (اضافت کے ساتھ)

(۴) نیز ب: کمال خجند:

کمالؔ ہست قریں با رقیب خانہ سیاہ
چو بلبلے کہ بزاغش کنند اسیر قفس

نیز فغانی (دیوان، ص ۲۳۷):

بہر تو در متاعِ خود آتش زدیم و ہیچ
رحمے بحالِ جامہ سیاہے نمی کنی

(۵) م: کرد، صحیح از ب

---

(۱) م: ہرزہ گرد

(۲) ب: دوسرا مصرع:

نیست جاے کہ خایۂ بنہاد

سیاق وسباق کے مطابق ب والا مصرع درست ہے۔

(۳) بگذرد، صحیح از ب

تناظرِ خا از منظرِ بائے موحّدہ:

خُب خُب: بہ ضم؛ آوازِ بوسہ۔ شاعر:

سودائے پیر مردِ حریص و زنِ جواں
بازور(۱) بوسہ ہائے جوانانہ خُب خُب است

خُبثِ چشم: باشارۂ چشم و ابرو تہمت و تشنیع کردن، چنانچہ شعارِ منافقانِ بدباطن است؛ نعوذ باللہ منہم۔ یحیٰی کاشی در بیانِ حالِ رعنائی زناں(۲) گوید:

زیک غفلت بہ خُبثِ چشم و ابرو
سیہ رُو وا نمایندت چو زنگی

در تازی 'خُبثِ حدقہ' گویند۔ جلالائے طبا طبا در تعریفِ کشمیر گوید (فقرہ):

چشم بر چشمِ آفتاب بہ عنوانِ خُبثِ حدقہ چشمک می زند۔

خبر شدن: خبردار شدن۔ (ع)۔ ہاتفی در ''ظفرنامہ'' گوید:

خبر شد ازاں قصۂ والیِ مصر
کہ آمد خلل در حوالیِ مصر

سالک قزوینی:

وقتے خبر شوند کہ ما رخت بستہ ایم
آناں کہ کارواں گہِ(۳) اجست و جو کنند(۴)

---

(۱) ب: تا روز
(۲) ب: ''در بیانِ حالِ اغنیائے زماں''؛ یہ عنوان درست ہے۔
(۳) م: کہ تصحیح از ب
(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

خبر از زبانِ کسے بستن و آوردن: گفتنِ خبرے از زبانِ کسے کہ اُو نہ گفتہ باشد۔ (ع)۔ ظہوری:

مژدۂ وصل ضرور است تو ہم باور کن
از زبانِ تو ظہوریؔ خبرے خواہم بست

محمد قلی میلی(۱):

تا فتد رازِ منِ سادہ دل از پردہ بروں
حیلہ سازاں ز زبانِ تو خبر می آرند

'سخن و حرف از زبانِ کسے بستن و ساختن' نیز ہماں است۔ (ع)۔ محسن تاثیر (رُباعی):

بے جا سخن از زبانِ جاناں بستن
باشد تہمت بسرِّ(۲) پنہاں بستن
با آں دو لب ار سخن نہ گوید چہ عجب
مابینِ دو عید عقد نتواں بستن

ولہٗ:

کمالم میشود عیبے کہ از من مدّعی گوید
چو آں لالے کہ می سازد کسے حرف از زبانِ او

میرزا محمد رفیع واعظ قزوینی علیہ الرحمہ می فرماید:

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۴) نیز ب؛ عبداللطیف تنہا:
یاراں خبر شوید بخود ایں چہ صحبتے ست
دل شد کشادہ، میکدہ مستِ بہار شد
جلال اسیر (کلیات، ص ۲۵۶):
با بیہوشیِ شراب نگاہت نیافتم
وقتے خبر شدیم کہ از کار بردہ بود
ب میں اسیر کا یہ شعر یوں ہے:
بیہوشیِ شراب نگاہش نیافتم
وقتے خبر شدم کہ دل از کار رفتہ بود
(۱) محمد قلی سلیم (۲) بسر، تصحیح از ب

زیں ساں کہ مازدیم بہ لب مُہرِ خامشی
دشمن چگونہ ساخت سخن از زبانِ ما

حاجی محمد جان قدسی:

از زبانِ من غرض گو گر(۱) نہ حرفِ تازہ بست
یار(۲) اوراقِ تغافل را چرا شیرازہ بست

(۱) م: کر (۲) ب: باز

تناظرِ خا از منظرِ جیمِ عجمی:

خجور سغد(۱): بہ را و سین مہملہ و غینِ معجمہ: جاے است کہ تنگناہا دارد و راہش صعب المرور است۔ بہ ہمیں مناسبت کنایہ از اندام نہانی زناں است۔ (ع)۔ و 'سغد' زمینِ پستے است کہ آبِ باراں در آں جمع آید۔ (ج)۔ ظاہراً ایں مناسبت ہم منظور است۔ محسن تاثیر در تعریفِ عضوِ مذکور گوید:

چہ خاری از قلم برگِ گُلِ نو(۱)
بچورِ سغد گے گردد قلمرو

(۱) م: سغد ('ف' واضح ہے، تاہم عبارت میں 'غ' ہے۔)
ب: بچورِ سغد۔ ب نے واضح کیا ہے کہ م میں یہ لفظ "در بابِ جیم فارسی در فصلِ فاے معجمہ نوشتہ۔" آگے اُس نے وضاحت کی ہے کہ "بچورِ سغد" آذربایجان کا ایک صوبہ ہے۔
(۲) ب: تو

تناظرِ خا از منظرِ دالِ مہملہ:

خدا جواب دهد: کلمۂ نفرین است۔ چوں کسے بحثِ کج آغازد، گویند، ما از عہدۂ جواب تو برنمی آئیم، خدا جواب دہد یعنی خدا از عہدۂ جواب تو برآید۔ (ع)۔
مخلص کاشی:

نمی آید ز کس مخلص بہ ایں خوبی غزل گفتن
خدا گوید جوابش آں کہ می گوید جوابش را

'**سخن جوابِ تو گوید**' نیز ازایں عالم است۔ سلیم:

چہ گفتگو عبث اے مدّعی کنی بہ سلیم
سخن جوابِ تو گوید اگر سخن داری

آرے، '**جواب دادن**' از عہدہ برآمدن است۔ وبدیں معنی پُرمشہور است۔ یحییٰ کاشی:

از بہر بوسہ اے کہ سوال از تو کردہ ایم
دادی جوابِ ما و نہ دادی جوابِ ما

خُدا بر دارد: خدا براندازد و از میان بردارد۔ (ع)۔
نعمت خان عالی (رُباعی):

تا چند کسے دستِ دعا بردارد
کیں ظلم ازیں کلکلہ پا بردارد
بنشستہ چناں قوی کہ برداشتنش
کارِ دگرے نیست خدا بردارد

سنجر کاشی:

بہ سُوئے اُو نہ بینم سیر تا آگہ نہ گردی[1] تو
خدا از پیشِ چشمِ من ترا اے غیر بردارد

(۱) م: کردی، تصحیح از ب

بہ معنیٔ 'روا دارد' نیز آمدہ۔ (ع)۔ فضلی[1] جربادقانی:

تا کے از جورِ تو دل بارِ جفا بردارد
آں قدر جور بما کن کہ خدا بردارد

خدا را بندہ ایم: یعنی در مقامِ تسلیم؛ از عالمِ بندگی بیچارگی۔ (ع)۔ طغرا:

درزمیں نے رخت می بینیم[2] و در گردوں نہ تخت
بندگی خواہد بہ ایں قسمت خدا را بندہ ایم

خدا خدا کردن و داشتن: پناہ بہ خدا بُردن۔ (ع)۔
طغرا:

خدا خدا کنم از کثرتِ بُتاں، شب و روز
کہ درمیاں نہ شود گم رہِ خدا دانی

نعمت خان عالی:

معنی و لفظ اگرچہ نہ باشد جدا جدا
دارم برائے وصلِ تو ہردم خدا خدا

خدا را دوست می داری: جُملہ ایست کہ در مورد قسم وارد شود۔ (ع)۔ جلالائے طباطبا (فقرہ):

خدا را دوست می داری بہ فضلِ خویش بیان
فرما کہ دوامِ سعادت اقامت بہ چہ رو روزی
پنبہ[3] شدہ...الخ۔

گاہ[4] اگر تعلیقی آرند۔ محسن تاثیر:

ہر دلے را با خدا راہیست بر دلہا مخور
گر خدا را دوست می داری، دل آزاری مکن

(۱) ب: فضلی؛ نجمی ص ۱۰۲: فضلی (۲) ب: بینم
(۳) ب: پنبہ (۴) م: گاہ

خدا برَد: بجاے 'کجا می روی' استعمال کنند۔ (ع)۔ جلال اسیر:

ہر جا دو چار می شود از کار می رَوم
یک بار از غرور نہ پُرسد خدا برَد (۱)

خلعت تنگ داشتن: از خدمت یک دم فراغ نہ داشتن۔ مفید بلخی (رُباعی):

آں مہ کہ رُخش چو لالہ رنگے دارد
از ناز بہ ما خشمِ پلنگے دارد
زآمد شدِ جفتہ اش دمے فارغ نیست
ایرم بہ درش خدمتِ تنگے دارد

خدنگ بستن: تیر بہ زہ کردن۔ شانی تکلو:

بجاں زبس کہ بہ جانم خدنگ کیں بستند
ز چار سُو بہ رُخم سدِّ آہنیں بستند

(۱) نیز ب: صائب:

زاہد ز سبحہ تو کہ نعلت در آتش است
از کعبہ راہ دیر گرفتی، خدا برد

ایضاً:

اگر خدا برد اے دل سر کجا داری
کہ مذہبیست کہ آتش بزیرِ پا داری

میر افضل ثابت:

عروس دامنِ قاسم گرفت و گفت ز شرم
خدا برد بجا می روی چنیں سرگرم

اسیر کا مذکورۂ بالا شعر کلیات میں نظر نہیں آیا، البتہ اِس بحر اور ردیف و قافیے میں تین شعر ہیں (ص ۳۶۲)۔ مطلع ہے:

گو قاصدے کہ نام بہ باد صبا برد
تا گردم از فگرو بالِ ہما برد (کذا)

'صبا' کی بجائے 'ہما' چھپا ہے۔

تناظرِ خا از منظرِ راے مہملہ:

خرجی: چیز انعامی (۱) مقابلِ خاصگی۔ (ع)۔ شفائی:

اے مُخترع کوفتۂ خاصہ و خرجی
خرجی ز تو و خاصہ ز یارانِ دو برجی

خرج کردنِ کسے را: کنایہ از فروختنِ او۔ چوں کسے احتیاجے پیشِ آشناے، کہ توقّعِ اعانتے از اُو دارد، برَد، گوید: 'مرا خرج کن'، یعنی مرا بفروش و کارِ خود سر انجام دہ۔ (ع)۔ صائبا:

فریب جودِ فرومایگاں مخور زنہار
کہ می کنند ترا خرج تا عطا بخشند (۲)

شنیدہ ام بہ معنیِ کُشتن ہم آمدہ؛ واللہ أعلمُ بالصّواب۔

خرج چیزے شدن: در تلاشِ آں مُردن، مرادف 'سر در چیزے (۳) کردن'، و آں خواہد آمد۔ (ع)۔ سند در 'بوگِ سبز' گذشت۔ میرزا صائبا:

سرِ اربابِ جدل خرج زباں می گردد
رگِ گردن چو قوی گشت سناں می گردد

ولہٗ:

از گریبانِ خموشی ہر کہ آرد سر بروں
چوں چراغِ صبح گاہی خرجِ صرصری شود

(۱) ب میں بھی 'انعامی' ہے۔
(۲) ب: یہ شعر "کنایہ از ہلاک کردن و کشتن" کی مثال میں دیا ہے۔
(۳) ب: سر در سرِ چیزی

ولہ:

درراہ چوں پیادۂ حج خرج می شوند
جمعے کہ فکرِ توشۂ عقبیٰ نمی کنند

'خرج شدن' خصوصیت بہ راہ نہ دارد، چنانکہ اعزہ گمان بردہ اند۔

خرِ خود یافتن[1]: مقصودِ خود یافتن۔ (مح)۔
سلیم در خریدنِ سادہ دلے خرے را گوید:

دید چو آں سادۂ دل ریش را
شاد شد و یافت خرِ خویش را

خر رفت و رسن برد: در محلّے گویند کہ شخصے رفت و چیزے ازاں کس ہم برد۔ (مح)۔ فرخی:

خرَد دل ہمی مرا فرماں
دل چو خر شد ز دست بُرد رسن

خر دراز بستن[2]: کنایہ از بے غم و فارغ البال بودن و عرضِ جاہ و شانِ خود دادن۔ (مح)۔ وحشی:

وحشی بس است چند تواں بست خر دراز
از خر، ظریفِ شہر بیندیش زینہار[3]

خُردَہ: بہ ضمِ اوّل و دالِ مُہملہ مفتوح: ریزۂ ہر چیز عموماً۔ (ج)۔ و ریزۂ زر خصوصاً۔ (مح)۔ وحید:

از خُردہ اے کہ داشت بنیدوخت[1] حاصلے
آں را کہ ہم چو گُل کفِ ہمت کشادہ بود

و بدل کردنِ روپیہ بہ پَیل (پول) سیاہ و اشرفی بہ روپیہ و پول سیاہ بہ دمری[2]۔ (مح)۔ یحییٰ کاشی در ہجوِ بدمعاملگاں گوید:

گر پیسہ، صبح، خردہ بہ دمری کنند، شام
از حاتمی[3] گدائے در بانیا[4] شوند

خرسنگ: سنگِ کلانِ ناتراشیدہ کہ از راہ برداشتنش ممتنع بود۔ (مح)۔ مولانا ہاتفی در "تیمور نامہ" گوید:

بہ فرسنگ لغزیدہ خرسنگ بود
رہش رفتنِ مور را تنگ بود

خرسک: بہ کسرِ اوّل؛ بازیے است کہ طفلاں بازند و آں چناں است کہ طفلی را خرس قرار دہند؛ اُو بہ چہار دست و پا ایستد و اطفالِ دیگر بر گردِ اُو چرخ زنند۔ بہ ہر کہ لگد زند، باز اُو را خرس سازند۔ (مح)[5]۔ شیخ سعدی:

اُستادِ معلّم چو بود کم[6] آزار
خرسک بازند کودکاں در بازار

---

(۱) ب: 'خرِ خویش را یافتن'۔ شعر کے لحاظ سے یہی محاورہ بنتا ہے۔
(۲) ب: خرِ خود دراز بستن
(۳) نیز ب: محمد سعید اشرف:

بہ اہلِ میکدہ زاہد کند نوا خوانی
دراز بستہ چو طنبور خوش خرِ خود را

---

(۱) ب: نیندوخت
(۲) یعنی دمڑی، قدیم کا مشہور سکّہ
(۳) ب: خاتمی
(۴) یعنی بنیا، پنجابی میں 'بانڑیا'
(۵) م: ج
(۶) م، لم: "گلستان" (کلیاتِ سعدی، ص ۱۸۲):

اُستادِ معلّم چو بود بے آزار

مرتبِ کلیات نے اس کھیل کی تفصیل اس طرح دی ہے:

نوعے بازی است و آں چناں است کہ خطے بکشند و یکے در میانِ خط بایستد و دیگراں اُو را بزنند و وے پا بطرفِ ایشاں افگند و بایش بہر کہ خورد بجاے اُو درمیانِ خط آید۔ (حاشیہ، ص ۱۸۲)

و نیز نوعے است از مفروشات از عالمِ قالی؛ فرق آں کہ ریشہاے قالی در بافتن بُرند و ریشۂ خرسک را تراش نہ زنند۔ وجہِ تسمیہ آں کہ ریشہاے اُو مثلِ پشمِ خرس آویزاں باشد۔ (ع)۔ طغرا در رسالہ، مسمّٰی بہ "تجلیات"، گوید (فقرہ):

تاک را از برگہا در زیرِ خویش، پوستِ تختِ پارہ
پارہ و سرو را از بارہا در شیبِ خود، جلِ خرسک
تکہ تکہ۔

خرطوم: معروف؛ و کنایہ از آلۂ تناسل۔ (ع)۔
شفائی در ہجوِ محمد رضاے فکری گوید:

چو سر نہاد بہ بالیں ز رنجِ نان و پلا[1]
فتاد باد بہ خرطومِ اُو بسانِ چنار

خرقه بازی: در وجد و حال بہ خرقہ بازی کردن صوفیاں۔ غزالی مشہدی:

فلک ہم خرقہ بازی ہا کند بر دورِ مے خانہ
چو از رندانِ دُردی[2] کش بر آید ہاے و ہو آں جا[3]

(۱) ب: پلاو (۲) م: دردی
(۳) ب: حافظ کے جو دو شعر دیے ہیں، حسین پژمان کے مطابق ایک "ساقی نامہ مشکوک" سے ہے (ص ۳۱۱)۔ دوسرا شعر حافظ ہی کا ہے، لیکن اس سے پہلا شعر اور ہے۔ دونوں اس طرح ہیں (ص ۳۵۸):

مغنّی کجائی بہ گلبانگ رود
بیاد آور آں خسروانی سرود
کہ تا وجد را کارسازی کنم
برقص آیم و خرقہ بازی کنم

نیز ب: امیر خسرو:

بیا مطرب، اے مایۂ دل خوشی
کہ صوفی کنند زاں ملامت کشی
بگو تا دے خرقہ بازی کنم
بے دلق خود را نمازی کنم

خرقه از کسے پوشیدن[1]: مریدِ اُو شدن۔ (ع)۔ صائبا:

مشربِ من خرقہ از دستِ صدف پوشیدن است
تیغ بر سر می خورم، گوہر بہ داماں می دہم

خرگُس: بہ ضمِ کافِ تازی؛ در خراسان احمق را گویند۔ (ع)۔ یحییٰ کاشی (رُباعی):

آید چو ز من کلاں ترے برخیزم
چوں پیرِ خرِ بے ہنرے برخیزم
اے خرگسِ گاو گوں، مگر کیرم
کز دیدنِ ہر مادہ خرے برخیزم[2]

خر کمان: چیزے است کہ کمانِ گراں کمان را بہ آں چاق کنند۔ (ع)۔ نعمت خان عالی:

کج طبع و گوشہ گیری و رو[3] سخت و شاخ دار
مانی بہ خر[4] کماں کہ بقربانِ خر شوی

بہ مجاز کارِ دشوار۔ (ج)۔ طغرا:

ز بس کرد حلّاجیم مثلِ پنبہ
بہ ہر سو گریزانم از خر کمانش

'حلاجی کردن': حرفہاے سخت بہ تصریح یا کنایہ گفتن۔

خرمنِ کهنه به باد دادن: بہ دولتِ گذشتہ لاف زدن و غرور کردن۔ میرزا صائبا:

(۱) ب: خرقہ از دستِ کسے پوشیدن
(۲) نیز ب: حکیم شفائی:

چلپے آں ز خر کساں ممتاز
دست پروردۂ غیاث دراز

(۳) م: درو، تصحیح از ب
(۴) م: بجز، تصحیح از ب

خرمنِ کہنۂ گل چند تواں داد بہ باد
خرمن آن است کہ ایں مور میاناں دارند

خرمنِ ماہ: ہالۂ ماہ و آں معروف است۔

وحید ہالۂ آفتاب رابستہ:

چشمش ہزار تیر گذارد بہ یک کماں
مانندِ آفتاب کہ در ہالہ می رود

خرمنِ گل: معنیِ ترکیبیِ آں ظاہر است، و کنایہ از خرمنِ معشوق۔ میرزا اصانیا:

آغوشِ مرا محرمِ آں خرمنِ گل کن
مُوے کمرت طاقتِ ایں بار نہ دارد

خرمائے بے خستہ: بہ اصطلاحِ لوطیاں آلتِ تناسل۔ (ع)۔

خروس بازی: بہ جنگ انداختنِ خروس، چنانکہ مرسوم است۔ بہ مجاز مکاری و خیالی۔ (ع)۔ سلیم:

فلک بہ جنگ فگندہ است تاج داراں را
خروس بازیِ ایں پیر را تماشا کن

تناظرِ خا از منظرِ شینِ معجمہ:

خِشت: معروف؛ و نیزۂ کوچکے کہ در وسطِ آں حلقہ باشد و سپاہ در حلقہ کردہ بہ جانبِ دشمن اندازند۔ (ج)۔ صائب:

کمر بست چوں مارِ دوزخ سرشت
بہ قالب تہی کردنِ خلق خشت

خشتِ قمار: خشتے کہ مقامراں بر آں بُختل # اندازند۔ (ع)۔ حسن بیگ رفیع:

کسے نہ ماند کہ جاں را نہ باخت بر سرِ اُو
جہانِ کہنہ بہ خشتِ قمار می ماند

خِشت بہ خیر گذاشتن: عمارتے مثلِ مسجد و رباط در راہِ خدا بنا کردن۔ (ع)۔ میرزا اصانیا:

خشتے بہ خیر چوں خُمِ مے در زمیں گذار
دیگر قدم بہ قصرِ بہشتِ بریں گذار (۱)

خِشت ریختن و مالیدن: ساختنِ خشت۔ آصفی:

پئے فرشِ ذرّت گرددوں ز آب و خاکِ مشتاقاں
چو ریزد خشت، از شادی تہی سازند قالبہا

---

(۱) نیز بیدل (کلیات... بیدل، ص ۱۰۰):

نفس ہر دم ز قصرِ عمر خشتی می کند بیدل
پئے تعمیرِ ایں ویرانہ معمار ایں چنیں باید

"بُختل" بظاہر کتابت کی غلطی ہے، کیوں کہ یہاں بے محل ہے۔ یہ لفظ "بُجل" ہے، جس کا ایک مطلب ہے: جوا کھیلنے کا پانسہ۔ "خشتِ قمار" کے معنی ہوئے: وہ اینٹ جس پر جواری پانسہ پھینکتے ہیں۔ [جمع = بُجول] (نقش)

سندِ دوم در 'اعدادی' گذشت۔ 'خشت زدن' نیز۔ ازایں
رُو کارگرآں را 'خشت زن' گویند۔

خشک پہلو: شخصِ بخیلے کہ فائدہ اے ازاُو
بہ دیگرے نہ رسد۔ (ح)۔ ناظم ہروی:

بہ زخمے رُوے صد سر بر زمین است
چرا تیغِ تو چندین خشک پہلو است

تناظرِ خا از منظرِ صادِ مہملہ:

خصم: طرف ہر چیز۔ (ن) (م)۔ و صاحب؛ ازایں
رُو شوہر را 'خصم' گویند۔ حکیم سنائی در تعلیمِ آدابِ زناں گوید:

خانہ را گور ساز و دل را خصم
در و دیوار خاک و گِل را خصم

بدیں معنی لفظ ہندی نیست، چنانکہ اعزہ گمان بُردہ اند؛ بہ معنی
'کدخدا' و 'خانہ خدا' نیز آرند، و ایں ہم متفرع بہ معنیِ اوّل است۔
امیر خسرو:

چو خصمِ خانہ شد مہماں، چہ باشد
چو از دل رفت شیریں جاں، چہ باشد

میر حسن دہلوی:

کار با خصمِ خانہ افتادہ است
چند گوئی ز خانۂ کعبہ

خصمانہ: حریف و مانندِ حریف؛ مثالِ معنیِ اوّل در
'شنو' خواہد آمد و سندِ دوم در 'نطعی پوش' می آید۔

خصمانگی: حریفی۔ فوقی یزدی:

با ہمہ بالانشینی خواجہ نجم الدیں فلک
گر کند خصمانگی با بندہ، در زیرِ مَن (۱) است (۲)

---

(۱) م: زیرِ زمین، تصحیح از ب

(۲) نیز ب: مثلاً شائی تکلو:

آفتے کز بہرِ جانِ خویشتن می خواستم
آں چناں خصمانہ می آمد کہ من می خواستم

[جاری]

تناظرِ خا از منظرِ طائے مہملہ:

خطِ آتش خوان: خطے کہ از آبِ پیاز بر کاغذ نویسند۔ گویند چوں آں را بر آتش گذارند اشکالِ حروف بنظر در آید و خواناں شود۔ خان آرزو:

بر زبانِ حال دارد شمعِ خاموش ایں سخن
سرنوشتِ کشتگانت خطِ آتش خوان بود

لیکن در شعرِ اُستادے دیدہ نہ شد۔

خطِ الماسی و شهابی و عسلی: خطِ میگوں۔
میرزا صائبؔ:

از خطِ الماسیِ لعلِ لبِ جاناں مپرس
برق در جانم ازیں زریں گیاہ افتادہ است

شوکت:

پیمانہ بدامنِ گل زاں لعلِ شرابی برد
ریحاں بہ سفالِ آتش زاں خطِ شہابی برد

نظیری نیشاپوری (رُباعی):

لعلِ تو ز طبلہ شہد بر گوشہ کشید
خطِ عسلے ست گردِ رُخ (۱) گشتہ پدید
یا عکسِ شفق بہ دامنِ صبح افتاد
یا پرتوِ خورشید بہ خورشید تنید

خطر بر چیزے کشیدن: محو و متروک کردنش۔
(ج)۔ بعضے گویند، داغِ عیب بر آں نہادن۔ اوّل اقوی است، ہرچند مآل واحد است۔ میرزا صائبؔ:

---

(۱) م: رُخ (باضافت)

[گذشتہ سے پیوستہ]

میر نجات:

نیست ہم زورِ تو خصمانہ ات از من بشنو
می رود ہرزہ دریں معرکہ با گفت و شنو

نیز خسرو (کلیات، عناصر دواوینِ خسرو، ص ۲۲۴):

در کشتنِ خود یارم، من با تو چہ غم دارم
گر جاں ز تنِ خسرو خصمانہ بروں آید

کلیاتِ غزلیاتِ خسرو (ص ۲/۱۱۷): 'با تو' کی بجائے 'از تو' اور دوسرا مصرع ہے:

گر جاں ز پئے خسرو خصمانہ بروں آید

ب: 'با تو...' اور 'گر' کی بجائے 'کز' ہے۔

در آستینِ ہمّتِ گردوں جنابِ ماست
دستے کہ خط بہ سایۂ بالِ ہما کشید (۱)

خط بر خاک کشیدن: کنایہ از خجالت وانفعال۔

(ع)۔صائبؔ:
گُل ز انفعالِ رُویش در خار گشتہ پنہاں
ریحاں ز شرمِ خطش بر خاک خط کشیدہ (۲)

خطِ بغداد: نام خطّے از خطوطِ جامِ جم۔سند در 'خطِ جور' می آید (۳)

خط بر قمر و مزار کشیدن: مُرادفِ 'الف بر خاک کشیدن' وآں گذشت۔میرزا صائبؔ:
ز بعدِ مرگ کسے خط بہ قبرِ ما نہ کشید
ز بہرِ آں کہ نہ بودیم در حساب کسے

درکی قمی:
چو زخمِ تیغ تو ترسم کہ خوں برآرد جوش
اگر خطے بہ مزارِ شہید خویش کشی

خطِ بریدہ: اشکالِ حرف بریدہ کہ برکاغذِ دیگر

---

(۱) نیز معزّی، بحوالۂ ب، دیوانِ معزّی میں یہ شعر نہیں ملا:
تا جاں بود مرا غمِ جاناں بجاں کشم
سر بر خطِ خطش و خط بر جہاں کشم

(۲) نیز ب، صائبؔ:
تا صفِ مژگانِ آہو چشمِ ما را دیدہ است
خط بہ مژگاں برزمیں خورشیدِ تاباں می کشد

(۳) ب بمثلاً طغراؔ:
تا دیدہ ز ساغرِ خطِ جور و خطِ بغداد
فارغ ز خطِ چار کتاب است دلِ ما
(ب میں 'خطِ خورد' چھپا ہے جو غلط ہے۔)

وصل کنند۔نظام دست غیب (رُباعی):
چوں نامہ نویسم سُوے آں سیمیں بر
ہر حرف شود آتش و ہر نقطہ شرر
در نامہ ز بس کہ جاے حرفم سوزد
مانندِ خطِ بریدہ آید بہ نظر (۱)

خط بہ خونِ کسے آوردن و کشیدن و خط بہ خون و رقم بہ خون: حجتِ قتلِ اُو مہیّا کردن؛ وودتاے آخر حجتِ مذکورہ۔میر الٰہی ہمدانی:
من چہ دانستم کہ دلبر خط بہ خونم آورد
سرنوشتِ خویش را ہرگز کسے از بر نہ داشت

وحید:
تا حُسن برفروختہ شمعِ جنونِ ما
خطے کشید عشق ز ہر رگ بہ خونِ ما

منصور فکرت:
چوں توانم کہ برم جاں زغمِ دیدارش
خط بہ خونِ منِ بیدل خطِ پیشانی بود
سندِ 'رقم بہ خون' در سرِ سخن خواہد آمد۔

خطِ تیغ: زخم۔ظہوری:
می کرد حسابِ دلِ دشمن خطِ تیغت
ہر نقطہ ازاں قابلِ تقسیم برآمد

---

(۱) نیز ب؛ عُجّی شیرازی:
زگرمی خامہ ام ہر جا رسیدہ
تہی گردید چوں خطِ بریدہ

باقر کاشی:
ہر کجا سوزِ درونِ خود نوشتم پاک سوخت
چوں خطِ بریدہ پندارند مکتوبِ مرا

خطِ توامان: بر دو صفحۂ کاغذ نقوشِ مختلفہ کشند؛ چوں آں ہر دو صفحہ را بر رُوے ہم گذارند، صورت حروف بہ رنگِ سفید از آں نمایاں شود۔ خان آرزو:

دہم یاد ہم آغوشی بہ آں طفل
کہ مکتوبم بہ خطِ توامان است

خطِ جور[1]**:** نامِ خطے است از خطوطِ جامِ جم۔ (ع)۔ طغراے مشہدی:

تا دیدہ ز ساغر خطِ جور و خطِ بغداد
فارغ ز خطِ چار کتاب است دلِ ما

خطِ جوہری: نزدِ حکما خطے است کہ "لا یقبل القسمة إلّا فی جهة واحدة"[2]۔ بہ اصطلاحِ شعرا کنایہ از دہان و میانِ معشوق است۔ میرزا طاہر وحید:

چوں حرف ز خطِ جوہری گفت
دل از غمِ آں میاں بر آشفت

میر افضل ثابت:

لعلِ لب را آب و رنگے داد خوش گفتاریت
گشت خطِ جوہری پیدا ز گوہر باریت

خطِ جواز: بہ زاے معجمہ: خطے کہ براے گذاشتنِ شخصے یا جمعے، کہ بہ جاے میرفتہ باشند، بہ گذرباناں بنویسند۔ (ک)۔ در ہند دستک گویند۔ صائبا:

خطِ مشکینِ اُو کہ ابجدِ ماست
بوالہوس را خطِ جواز شدہ است

---

(۱) ب: خطِ حور، غیاث: خطِ جور

(۲) ب نے عربی عبارت کا ترجمہ دیا ہے:
خطیست کہ قبول نکند قسمت را مگر در جہتِ واحد۔

فصیحی:

خدایا رخصتِ پرواز از دامِ مجازم دہ
بہ ہر جاے روم فرمانِ تو خطِ جوازم دہ

خطِ مندل: دائرہ اے کہ عزیمت خواناں، وقتِ عزائم خوانی، براے حفظ، گردِ خود کشند۔ طالب آملی:

نیست در دائرۂ دولتِ اُو، راہِ حسود
دیو، آرے، نہ شود داخلِ خطِ مندل[1]

خطِ دیوانی: خطِ شکستۂ پُر زشتِ ناخواں کہ خاصۂ میرزایانِ دفتر است۔ (ع)۔ طالب آملی:

بہ یادِ شمعِ رایت بے تأمل کودکِ امّی
تواند خواند بر لوحِ عطارد خطِ دیوانی[2]

خطِ راہ: مرادفِ 'خطِ جواز' کہ آں گذشت۔ صائبا:

---

(۱) نیز ب: محمد طاہر نصیر آبادی:

صوفی کہ بود ہمیشہ در ورد و حیل
آموختہ شیطاں ز وے آئینِ دغل
ہر گاہ کہ نیتِ وحدتش جا باشد
دیویست کہ افتادہ بہ خطِ مندل

(۲) نیز ب: صائب:

عمرہا عشقِ جنوں ہر کس کہ چوں مجنوں مگرد
از خطِ دیوانی زنجیر سر بیروں مگرد

میرزا طاہر وحید:

ز پیچ و تابِ تنگ وصفِ خطِ جاناں را
دریں بیاض نوشتم خطِ دیوانی

محسن تاثیر:

ز بس حالِ چمن درہم شد از افسونِ گیسویت
خطِ سنبل بصورت خطِ دیوانی ست پنداری

برگ سبزے کہ بگیرد ز بہاراں خطِ راہ
از دمِ سرد خزاں نغمۂ رخصت شنود

خط کشیدن: ریش برآوردن و نوشتن۔

حضرت کمال خجند بہ ہر دو معنی بستہ:

دلبر چہ زود خط بہ رُخِ دل ستاں کشید
خطے چناں لطیف بہ ماہی تواں کشید (۱)

---

(۱) نیز ب: امیر خسرو:

آں را کہ خلعتے ست کہ خُلق ہم نکوست
بے آں کہ لوحِ دانش و فضلش زبر شود

و نیز ثنائی

فغاں مبر کہ برو خطِ مشک فام کشید
کہ صید افگن دلہاے خلق دام کشید

و نیز قدسی

[illegible]
[illegible]

تناظرِ خار از منظرِ قا:

خفچہ: بہ ضمِ اوّل و جیمِ عجمی؛ درختے است پُر خار، بہ مجاز چوب دستی کہ بر سرِ آں آہنِ سرتیزی باشد و بہل باناں برائے راندنِ گاو دارند۔ طغرا (رباعی):

در کوچۂ باغ (۱) ہمیشہ آں چرخِ کیں (۲)
گر بگریزد از بہل باں (۳) گاو زمیں
بر پاے خورد ز سمِ خود خارِ جفا (۴)
بر سر بیند ز شاخِ خود خفچۂ کیں

---

(۱) ب: باغچہ (۲) ب: نگین
(۳) ب: لیل بان (۴) ب: عنا

تناظرِ خا از منظرِ لام:

خلعت دادنِ استاد: چوں شاگردے حرفے بہ قاعدہ نویسد، استاد خطّے برگردِ آں کشد۔ آں را خلعتِ استاد گویند۔ (ع)۔ خان خالص:

نیست ابروایں کہ بر بالاے چشمت کردہ جا
عینِ خوبی دیدہ است، استاد خلعت دادہ است

خلیج: نہرے کہ از دریا آرند۔ جلالاے طباطبا در تعریفِ دیوانِ حاجی محمد جان قدسی گوید:

سخن را آب در جُو از سطورش
خلیجے، ہفت دریا از بحورش

تناظرِ خا از منظرِ میم:

خماهن: سنگے است کبودہ کہ پارہ اے بہ سُرخی زند و از آں مُہر ہا سازند۔ (ع)۔ بہ تازی 'مندلِ حدیدی' گویند۔ (ج)۔ مغانی نجفی:

ز ایوانِ آبگینۂ شامی بروں خرام
کت بر سر است ژالہ خماہن ز آسماں

خم در خم کسے داشتن: در صددِ خرابیِ اُو بودن۔ صائبا:

آہِ من خم در خمِ افلاک دارد روز و شب
ہر کہ صائب با دوست افتد بہ خرمن دشمن است

'خم بہ چیزے داشتن' نیز۔ سالک یزدی:

بخونِ دل خدنگاں تیغ اُو خمے دارد
بہ کارِ من برد از جور تا دمے دارد

خم کسے خوردن: فریبِ اُو خوردن۔ طالب آملی:

خمِ زلفِ تو خوردہ ام زاں رُو
شانہ وش می کنم خلال بہ مُو

خم زدنِ ترازو: میل کردنِ پلّۂ ترازو بہ طرفے۔ (ع)۔ زلالی:

ترازو ہیچ جانب خم نمی زد
سرِ مُوے کشیدن کم نمی زد

خمیازہ: حالتے است کہ از سستی و کاہلی کشیدگی در بدن پیدا شود، در آں حالت بنا چار دست بالا کنند۔

به تازی 'تمطّی' به طاے مشدّد، گویند۔ میرزا طاہر وحید:

زشوقِ وصلِ تو خونم ہمیشه در جوش است
به یادِ قدِ تو خمیازه ام در آغوش است

ہم به معنیِ 'فاژه' آرند۔ صائبا:

می کند چرخ ستم گر به شکر خنده حباب
لبِ مخمور به خمیازه اگر باز کنم

میر صیدی:

بنے که چشم و دلم را به گریه خو داد است (۱)
شکر لبے ست که خمیازه اش شکر خنده است

حقِ تحقیق ایں که 'خمیازه' و 'فاژه' عام است که بر دہنِ دره که آں را در ہند 'جنبھائی' (۲) گویند و بر کشیدگیِ بدن اطلاق کنند؛ بلے، خمیازه و دہن دره بیشتر معاً واقع شود۔ صاحبِ "جہانگیری" 'فاژه' به معنیِ دہن دره و 'خمیازه' تازیِ آں نوشته۔

خمیازه بر چیزے کشیدن: در خمارِ آرزوے آں بودن۔ صائبا:

مستی و خمیازه بر خونِ دلِ ما می کشی
صد خُمِ مے داری و حسرت به مینا می کشی

خمیازهٔ خشک: آرزوے بے حاصل۔ سلیم:

از پئے شوخی که از من می گریزد ہم چو تیر
چوں کماں خمیازهٔ خشکے در آغوشِ من است

خمیازه ہا: سپر کوتاہے که از جہتِ دفعِ کاہلی پادشاہی کنند۔ میرزا طاہر وحید:

در تمنّاے تو در گرد جہاں گردیدم
نیست چوں پرکار جز خمیازه پاے مرا

خم زدن: مرادفِ 'بہ ہس خم زدن' و آں گذشت۔ (ج)۔ حیاتی گیلانی:

چوں ماہِ نو از دیده نہاں گشت، یقیں شد
کز فتنهٔ ابروے تو ترسید که خم زد

---

(۱) م: خو داد ست، تصحیحِ قیاسی (۲) یعنی جماہی

تناظرِ خا از منظرِ نون:

خنداں شدنِ شمشیر و خندۂ شمشیر: دندانہ دار شدنِ تیغ و علم شدنِ آں۔ مثالِ معنیِ اوّل؛ طاہر وحید گوید:

شادی از پیرانِ خم گردیدہ قامت بدنماست
قیمتِ شمشیر کم گردد چو خنداں می شود

دوم؛ میرزا صائب:

بہ شوخی ہاے برقِ نو بہاراں نسبتے دارد
کہ می ریزد چو باراں خون و خنداں است شمشیرش

ثانی تکلو:

ز جاں سپاری مغلوب و جاں ستانیِ غالب
اجل بگرید و شمشیرِ آبدار بخندد

سلمان ساوجی (۱) در صفتِ شیر (۲) در مثنوی مسمّی بہ "جمشید وخسرو" گوید:

چو دندانِ گرازش بود دنداں
چو تیغِ تیز روزِ رزم خنداں
چو شمشیرش بخندد خصم گوید:
'بلی از خندۂ برق است باراں'

ازیں عالم است 'خندۂ خنجر'۔ ثانی تکلو:

گریۂ عمرِ عدوے تو ندیم ندم است
خندۂ خنجرِ عدلِ تو فناے فتن است (۳)

---

(۱) ب: شاعر گوید
(۲) سیاق و سباق کے مطابق یہاں لفظ 'شمشیر' ہوگا۔
(۳) نیز ب: حسین ثنائی (ب: سنائی، تصحیح از غنی، ص ۳۴): [illegible]
خندۂ خنجر زمانہ گشت [illegible]
در دہانِ ظفر نمی گنجد (جاری)

خندۂ شیشہ: آوازِ شراب ریختن در جام۔ صائبا:

از خندۂ صُلح کُن بہ خوشی کہ می شود
قالب تہی ز خندۂ بسیار شیشہ را

[گذشتہ سے پیوستہ]
نیز انوری (کلیات، ص ۳۶):
خندۂ خنجرِ زرتیغ بے قیامت
جملہ در بازِ بذل لب بشارت

تناظرِ خا از منظرِ واو:

خوالی: طعام و 'خوالی گو': مطبخی۔ (ج)۔ واله هروی:

می کند خورشید مه را کاسه پُر، تا می رود
در فضاے مطبخی بُودت رهِ خوالی گری

خواص: معروف؛ و خدمت گار۔ (ع)[1]۔ طغرا:

استاده هزار سرو در جاے خواص
ساقی شده طفلِ غنچه، مُطرب بلبل [2]

خواجگی تنخواه کردن: نخوت و غرور کردن۔ (ع)۔ سَند در لفظِ 'بد ادا' گذشت۔ [3]

خوابِ صیّاد: کنایه از غفلتِ ساخته۔ سلیم:

پس از مُردن مگر بر خاکِ من افتد گذارِ او
مرا صد مصلحت در مرگِ خود چوں خوابِ صیّاد است [4]

(۱) م: ح، بجیح قیاسی
(۲) عرفی "در مدحِ حکیم ابوالفتح" (کلّیات، ص ۱۸):
مجلست را زهره قوّال و عکس رانت زحل
آبدارت ابرِ نیسان و خواصت آفتاب
(۳) ب: شفیع اثر:
چو زر بقرض دهی خواجگی مکن تنخواه
به قرضدار میاموز بدادائی را
(۴) نیز امیر خسرو (کلّیات غزلیات، ص ۲/۲۰۸):
تغافل کردنت بے فتنه نیست
فریبِ صید باشد خوابِ صیّاد

خوابِ پریشان: در کلامِ فصحا به دو معنی دیده شده؛ یکے خوابِ موحش۔ طاہر غنی:

به بیداری خیالِ زلفِ خوباں می کند شب را
ز بس پیوسته بیند چشمِ من خوابِ پریشاں را

دوم؛ خوابے که آں را به تازی 'مُتلمّل' گویند۔ میرزا صائبا:

آسایشِ دنیا مژه برہم زدن است
دلِ بیدار به ایں خوابِ پریشاں مفروش

آخوند سعید اشرف:

گر نه باشد مردِ بے ساماں به تمکیں بهتر است
ہر قدر خوابِ پریشاں نیست سنگیں بهتر است

خوابِ آشفته: نیز به معنیِ اوّلِ 'خوابِ پریشان' است[1]۔

ہمه شب ہم چو دستهٔ سُنبل
خوابِ آشفته ام به بالین است

خوابِ کسے شکستن: شورانیدنِ خوابِ اُو و نه گذاشتن که به خواب رود۔ (ع)۔ وحید:

دلِ مرا اگر آں شوخ از عتاب شکست
به چشمِ اُو دلِ من ہم ز ناله خواب شکست

'خوابِ کسے بستن' [2] مرادفِ آن است۔ حیاتی گیلانی:

ز بس که بے تو نشستم [3] دو چشمِ حیرت باز
گماں برم که مگر بسته اند خوابِ مرا

خوابالدن چیزے در چیزے: آلودنِ آں به ایں؛

(۱) م: شاعر کا نام نہیں؛ ب: محمد سعید اشرف
(۲) ب: خواب بستن (۳) ب: نشینم

چنانکہ کباب در نمک خوابانیدہ و پستہ و بادام در نمک و شکر خوابانیدہ۔
سالک یزدی:

من زبانِ خویش را در سرمہ خوابانیدہ ام
ہم چو چشم شوخ اُو گر صد زبانم دادہ اند

خوبی کسے کردن: تعریف اُو کردن۔ شفیع اثر:

دیدم از تابِ وحبِ عشق تو می سوزد رقیب
خوبیش کردم، دعا گفتم، نصیب دشمناں

خود را به کسے رسانیدن[1]: بہ اُو برابری و ہم چشمی حاصل کردن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

رنگِ گل رفتہ بہ آں رُو برساند[2] خود را
شعلہ کوشد کہ بہ ایں خو[3] برساند خود را

تمام غزل بر ایں وتیرہ است۔

خودسازی: بہ تہذیبِ اخلاق کوشیدن وظاہرِ خود آراستن۔ (ع)۔ معنی اوّل: میرزا صائبا:

ہر کہ اوقاتِ گرامی صَرفِ خودسازی کند
خانہ اش ساز است چوں جاں خانہ پردازی کند[4]

شفیع اثر نیز دارد:

(۱) ب: رساندن
(۲) کہ رساند
(۳) م: خود: ب: خوب: قافیے کے مطابق 'خو' درست ہے، پھر 'شعلہ' کی مناسبت بھی 'خو' کی متقاضی ہے۔ تصحیح قیاسی
(۴) نیز ب: صائب:

ہلاک سیلِ فنایند خانہ پردازاں
بہ آب و گل نکند التفات خودسازاں

ز خودسازی توانی زد اثر نقشِ سرافرازی
کند شاہی اگر یابد کسے گنجِ قناعت را

مثال معنی دوم: اسمٰعیل ایما:

صاف تر ز آئینہ باشد سینۂ پُر جوشِ ما
بہر خودسازی درآ در خلوتِ آغوشِ ما

'خویشتن سازی'۔ نیز۔ شفیع اثر:

قطرہ شو تا دیگرے سرسبز از فیضت شود
نیست چوں آب زمر دخویشتن سازی ہنر

خود کُشان و خود کُشی: بہ کاف تازی مفہوم: زیادہ از مقدور در کارے کوشیدن۔ در اقوال ثقات: در ضیافت و مہمان داری تکلّف فوق مقدور کردن۔ میرزا جلال:

اوّل بہ بزمِ مہر و وفا خود کشاں کنید
آنگاہ معنیِ دلِ ما را بیاں کنید[1]

فرح اللہ شوستری[2]:

تذرو و کبک برائے چہ خودکشی نہ کنند
کہ در نشیمنِ شاں شاہ باز مہماں شد

خودفگن: یکّہ تاز۔ ظہوری:

چو بر رخشِ عصیاں شوم خودفگن
عنانم بہ دستِ کرم باز زن[3]

خودک: از اکبر نامۂ علامی فہامی در شیدی بہ معنی خلجانِ خاطر و حسد و خشم، معلوم شد و میر نور اللہ در شرح

(۱) ب: ردیف: کنند۔ کلیات اسیر میں اس قافیہ و ردیف والی غزل یا قصیدہ نظر نہیں آیا۔
(۲) م: شوشتری، صحیح از منی (ص ۱۰۰)
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

مثنوی معنوی:

پریشاں شدنِ طبیعت از ملاحظۂ امرِ ناملائم

نوشتہ۔ (د) (خ)۔

میرزا داراب جویا:

خود غالمِ عشق هم هرگز نه شود رام

با آں کہ ز خود رفتہ است از من خود کے دارد[1]

بعد تحقیق آں چہ معلوم شد بعد 'خا' 'واؤ' نیست[2] بعدِ 'دال' بعضے 'واؤ' آرند و بعضے نہ۔

خود حساب: کسے کہ خود محاسبِ اعمال و افعالِ خود باشد۔ میرزا صائبا:

دم را شمردہ ساز کہ مردانِ خود حساب

دامن بہ دستِ پرسشِ محشر نہ دادہ اند (۳)

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۳) ب مبتلا نادم لا ابجاثی:

دِحب چہ خودکشی کہ بگردم بکوے تو

بیروں نیامدی بہ تماشا، چہ فائدہ؟

میرزا رضی دانش:

پیش او دعبار رواق اسباب سربازی نداشت

در میاں نو نیازاں خودکشی منصور کرد

(ب میں 'نو نیاز' کی بجائے 'تو نیاز' چھپا ہے، صحیح ترکیب از غیاث)

(۱) متعلقہ غزل کا مطلع ہے (کلیاتِ جویا، ص ۶۵۷):

[illegible] گوش تکی دارد

با گوش سبک چوں گل زدے تگی دارد

(۲) عمید: 'خدنگ' کے آگے 'نگاہ کیجیے۔' 'بیل' دو ہیں، ایک بمعنی پہلوان اور دوسرا عورتوں کا لباس، بالخصوص شیان قسم کا۔

(۳) نیز ب: صائب:

خود حساب از پرسش روزِ حساب آسودہ است

نیست پروائے ز میزاں مردمِ سنجیدہ را　(جاری)

خود شکن: کسے کہ از فروتنی در شکستِ خود باشد۔

میرزا صائبا:

نہ دارد استخوانِ خود پریشاں مغز آگاہی

جہانِ پوچ را گر ہست مغزے خود شکن دارد

خوش قلم: کاغذے کہ بسیار صاف باشد کہ بہ خوبی برآں تواں نوشت۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

رُخِ تو از خطِ مشکیں رقم، خطر دارد

سیاہ زود شود صفحہ اے کہ خوش قلم است

ولہ:

بیاض کردنِ اُو دست راز کار بود

بیاضِ خوش قلم از دستِ اختیار بُرد

طالب آملی:

می تواں زد[1] رقمے، خواہ بہ خوں، خواہ بہ نیل

صفحۂ کاہیِ رخسارۂ ما خوش قلم است

خود سوار: خودسر و خود راے۔ (ع)۔ طالب آملی:

بر صفِ ہندوے آہم چوں زند؟

ترکِ گردوں خود سوارے بیش نیست

خود بر پا: مرادفِ ہمیش خود بر پا، و آں گذشت۔ سالکاے یزدی (رُباعی):

آں بہ کہ بہ اندازہ کشی پا بہ گلیم

بیروں نہ نہی قدم ز اُمید و ز بیم

[گذشتہ سے پیوستہ]

محسن تاثیر

چناں کشید ملامت ز قدر دانی خویش

کہ خود حسابی تاثیر خود پسندی شد

(۱) م: زدہ تی (دوحتی الگ دوسری سطر میں)، صحیح از ب

از شعلۂ خوے سرکشِ خود برپا
پیوستہ در آتش است شیطانِ رجیم

خود و خویش: معروف؛ ہر دو ضمیرِ مرفوع، یعنی نجہ او واقع شود۔ مولوی معنوی:

اے کہ تو ہم عاشقی بر اصلِ خویش
خویش بر صورت پرستاں دیدہ بیش

حکیم شفائی:

خویش بستم بر سرِ زلفے دلِ ناچیز را
کردم ایں قلبِ سیہ را باز در کارِ کسے

علی رضا تجلی:

دیدہ ام در پرتوِ نورِ تجلی دوست را
خویش را گم کردہ ام چشم مدار آئینہ را

انکار وقوعِ خویش در ایں مقام غرابت دارد۔ استعمالِ لفظِ 'خود محتاج باستشہاد نیست۔

خوش برگ: صاحب سامانِ خوش۔ حکیم زلالی:

نہ خواہم، دل ازو خوش برگ گردد
کہ مفلس زود شادی مرگ گردد

خود را بجا گذاشتن: کنایہ از مُردن۔ (ج)۔ مخلص کاشی:

تو باش اے ہم نشیں گر انتظارِ دوستاں داری
کہ من از شوق، نزدیک است، بگذارم بجا خود را

خوش باش و خوش باد[1] زدن: صلا زدن۔ خان خالص:

(۱) م: باد، تصحیح از ب

بہ مرغانِ چمن دیدم[1] اگر در دام می نالم
زنم خوش باش آب و دانہ خود ہم قفسہا را

نظیری نیشاپوری:

خارِ حسرت بہ دل و خندۂ شادی بر لب
جامِ غم گیرم و خود نوشم و خوش باد زنم[2]

خوش گاہ رس: بہ اصطلاحِ لوطیاں، نوعے از جماع است کہ آلت از سرِ رحم گذشتہ بہ بُنِ رحم می رسد۔ 'خوش گاہ' درمحاورۂ ایں جماعہ کنایہ از فرج است۔

خوش آب: یعنی گوہرِ خوش آب۔ خواجوی کرمانی:

ز عناب بنمود خوش آب را
بہ خوش آب بگرفت عناب را

خوش منزل: کسے است کہ از طرفِ سلاطین و امرا پیشتر رود و جاے براے فروکش معین سازد۔ نعمت خان عالی در بہادر شاہنامہ گوید (فقرہ):

پیشِ خانہ داراں سرکارِ جہاں مدار با خوش منزلانِ سبقت شعار کوچ بہ کوچ ہر روز منزلے بہ بارگاہِ عظمت دستگاہ بیارایند۔

خوشہ بہ گلو آوردن: نزدیک رسیدنِ کشت بہ خوشہ برآوردن۔ (ج)۔ طالب آملی:

(۱) ب: دارم
(۲) نیز ب: خواجہ شیراز:

برفت و طبعِ خوش باشم حزیں کرد
کسے با دوست ہرگز ایں چنیں کرد

حافظ کے دواوین (قزوینی و پژمان) میں ایسی غزل نہیں ملی۔

دانہ در سبزہ ار سبز شود، کز نمِ ابر
خوشہ آرد بہ گلو سبزۂ خوابِ مخمل (۱)

خونِ این رنگین تر و سُرخ تر از خونِ اُوست: کنایہ از آں کہ ایں خوب تر از و (۲) ست۔ (ع)۔
سالک یزدی:

کف مکن آلودہ از خونِ حنان
خونِ من از خونِ اُو رنگیں تر است

طاہر وحید:

قیمتِ گریۂ عاشق تو چہ دانی چند است
خونِ من سُرخ تر از خونِ حنائےِ پیِ تو نیست

خون گرفتن: رگ زدن۔ (ع)۔ مظفر حسین کاشی:

خونم بہ جوش آمدہ تا خوں گرفتہ ای
من خوں گرفتہ ام، تو چرا خوں گرفتہ ای

اجل رسیدہ نیز۔ سند بالا گذشت۔ بہ انتقامِ خون کے گرفتار آمدن نیز؛ در ایں حالت گویند: 'خونش گرفت'۔ (ع)۔ طغرا:

نہ گیر خونِ ما آں کینہ جو را
اگر صد نیزہ از جا جستہ باشد

وقصاص گرفتن نیز۔ (ع)۔ مفید بلخی:

انتقام از چرخ با طبعِ ملائم می کشم
پنبہ از نرمی زچشمِ ساغرے خوں گرفت (۳)

---

(۱) نیز ب: خاقانی:

چو کشت عافیتم خوشہ در گلو آورد
چو خوشہ بار بریدم گلوے کام و ہوا

(۲) م: از دست

(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

خون دار (۱): ہم خونی و ہم خوں خواہ۔ (ع)۔
میرزا صائبا بمعنی اوّل گوید:

از خجلتِ رُخِ تو کہ خوں دار لالہ است
گلہا بہ زیرِ شہپرِ مرغاں خزیدہ اند

نصیرائے ہمدانی:

اگر فسانۂ طفلاں شدی مرنج نصیر
کہ طفلِ اشکِ تو خوں دارِ یک جہاں راز است

میر صیدی بہ معنیِ دوم گوید:

خوں دار بہ خونے نہ کند آں چہ بہ دل کرد
چشمانِ تو ہنگامِ نگاہ از مژہ کاری (۲)

خون خواہی: قصاص از خونے خواستن۔ (ع)۔
لطفی نیشاپوری:

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۳) نیز ب: علی خراسانی:

رُخت بباغ زگلزار خونِ لالہ گرفت
بہارِ حُسنِ تو رنگ از لبِ پیالہ گرفت

(۱) م: خوندار ہم صحیح از ب

(۱) نیز ب: محسن تاثیر:

خوندارِ کشتگانِ وفا غیرِ یار نیست
خونم حنائے پائے تو شد، پایمال شد

درویش والہ ہروی:

غارت گرِ جنت از بر و دوش
خوندارِ خلائق از بُنا گوش

(در تعریفِ خوبانِ ہند)

نیز ظہوری (دیوان، ص ۵۷):

کشتہ گر گشتی ظہوری، دیدہ را
ہیچ جرمے نیست، دل خوندارِ تست

من از پروانہ ہم بیکس تر و عاجز ترم گو را
نسیم صبح گاہی ہست تا خوں خواہ او باشد

اسمٰعیل طہرانی:

بہ محشر دامنش را بہر خوں خواہی نمی گیرم
ہوس دارم کہ بنمایم بہ مردم قاتلِ خود را(۱)

خونِ ناموس: کنایہ از شراب۔ سعید اشرف:

بہ ساغر کن آں خونِ ناموس را
بہ پرواز دہ رنگِ طاؤس را

خون درمیان است: یعنی جنگ درمیان است۔

صائبا:

درمیانِ روز و شب خوں درمیان است از شفق
خوش بہم ایں ہر دو را دست و گریباں کردہ ای

آنی:

گہے کہ ہمدمِ جاں آں دو لعلِ میگون است
میانِ جام و صراحی ز رشکِ آں خون است

'خون' بہ معنیٔ 'جنگ' آرند۔ مفید بلخی:

رشکِ معشوقے اگر این است در دورِ لبش
درمیانِ شیشہ(۲) و پیمانہ خوں خواہد شدن

(۱) نیز ب: والہ ہروی:

درد ایں می کشدم کز چہ چنیں بیدردم
زندہ بگذاشتہ و دعوی خوں خواہی نیست

مخلص کاشی:

من کہ شادی مرگ گردم، گر کشد قاتل مرا
شرم بادم مخلص ار در حشر خوں خواہی کنم

(۲) ایضاً (با اضافت)

خونِ شیریں داشتن: کنایہ از بسیار عزیز و شیریں بودن۔ آرے، بقولِ اطبّا طعمِ خونِ صالح شیریں است؛ کما قال شارح المؤجز فی تعریف الدّم:

طعمهٗ لذیذ حلوای لهٗ مشابهة للحلو بالنّسبة الیٰ باقی الاخلاط لا بمعنی انّهٗ حلو(۱)۔

پس شیریں داشتنِ خوں دلیل بر کمالِ اعتدال و خوبیِ مزاج است۔ وحدت قمی:

خونِ شیریں است وحدت را خدا آساں کند
باز مشکل شد کہ با ما تیغِ نازش خو گرفت

خون از بُنِ ناخن رواں شدن(۲): درکمالِ محنت و تعب بودن، یعنی از جوشِ ملال خونِ تن تا بُنِ ناخن برسد۔ (ع)۔ طالب آملی:

معدن ز دستِ ہمّتِ او در شکنجہ است
زاں خونِ لعلش از بُنِ ناخن بود رواں

خوابیدنِ خون: درمعرضِ باز خواست نیامدنِ خون۔ (ع)۔ والہ ہروی:

نمی خوابد(۳) بناحق کشتگاں را خوں ازاں لالہ
کفنہائے شہیداں بستہ بر اطرافِ محملہا(۴)

خون برُو نہ ماندن: کنایہ از نہایتِ ضعف و

(۱) یعنی باقی اخلاط کی نسبت خون کا ذائقہ حلوے کی سی مشابہت رکھتا ہے، لیکن یہ مطلب نہیں کہ وہ واقعی میٹھا ہے۔

(۲) ب: بودن (۳) ب: خوابد

(۴) نیز ب: شفیع اثر:

مبادا بخت خالم را نصیب از چرخ بیداری
کہ دارد فتنہ ہا در زیر سر چوں خونِ خوابیدہ

بے طاقت بودن۔ شانی تکلو:

در ساغر رقیب بے لعل گوں مباد
خونم برونہ ماند کہ بر رُوش خوں مباد

خون از پیش بُردن: کشتن کسے را واز عہدۂ باز پرس برآمدن۔ (ح)۔ وحشی:

ریخت خونم را و بُرد از پیش آں بیداد کیش
خونِ چوں من بیکسے آساں تواں بُردن ز پیش

خوش نشیں: کسے کہ ہر جا خوشش آمد، ہماں جا ساکن شود۔ (ح)۔ میرزا صائبا:

من نہ آں نقشم کہ ہر ساعت نگینے خوش کنم
چوں نسیمِ خوش نشیں ہر دم زمینے خوش کنم (۱)

خون کردن: کشتن کسے را۔ (ح)۔ مفید بلخی:

می برندش بستہ از گلشن بہ صد خواری بروں
درمیانِ عندلیباں گُل مگر خوں کردہ است

بلے، 'خون' بہ معنی کشتن آمدہ۔ میرزا صائبا:

عشق سازد حُسن عالم سوز را در خوں دلیر
ذوالفقارِ شمع باشد بال و پر پروانہ را

---

(۱) نیز ب: رضی دانش:

حُسن معشوق است بے آرام می خواہد مرا
عشق دارد غیرتے، خوش نام می خواہد مرا

مُلا ظفرا:

صراحی بود کودکِ خوش نشیں
ندارد چساں گریہ در آستیں

ظہوری:

جمیعت کشی می کند تا زماں
ازو خوش نشیں تر ندادہ نشاں

خون دارد: یعنی قصاص دارد۔ آرے، 'خون' بہ معنی قصاص آید۔ چنانکہ بالا گذشت۔ مخلص کاشی:

کشتنی باشد کسے کآزار خلقش پیشہ است
ہم چو عقرب خوں ندارد ہر کہ ظلم اندیشہ است

تناظرِ خا از منظرِ یاے حُطّی:

خیو: معروف؛ پارسیاں بہ معنی ہیچ ولاے نافیہ آرند۔ (ع)۔
محسن تاثیر:

چو گویمش کہ 'بگیرم دل از تو' گوید، 'خیز'
خداش خیر دہد آں کہ خیر می گوید

بدیعی سمرقندی:

یار خیرے کرد و زد شمشیرِ بے لطفی بہ غیر
گر کسے گوید، 'چہ کردی' خندد و گوید کہ 'خیز'

بیانی در ''شیریں خسرو'' گوید:

بہ خلوت گاہِ اُو روح القدس غیر
چو اُو غیر است میکائیل خود خیر

تناظرِ دال از منظرِ الف:

دارا: نام پادشاہِ معروف و مقابلِ نادار۔ مخلص کاشی:

ولا بہ صرفہ قدم نہ کہ در طریقِ معاش
سکندری خورد از فاقہ ہر کہ دارا نیست (۱)

داربست: دو قسم است؛ یکے آں کہ براے عمارت سازند و آں چوبے چند است کہ بالاے ہم بندند؛ معماراں بر آں بر آمدہ کار کنند۔ (ع)۔ دوم چفتے است کہ تاک و کدو بر آں اندازند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

تن بر عروجِ دار چو منصور دادہ ام
از داربست چیدہ شد انگور بادہ ام

آں را 'دارِ انگور' نیز گویند۔ سعید اشرف:

داربستِ بہارِ وحدتِ من
بارورتر ز دارِ انگور است

داد و ستد و داد و بستد: معروف؛ اوّل مشہور است۔ دوم؛ نعمت خان عالی:

عالی تو از کدام طرف حرف می زدی
روزے کہ داد و بستدِ ناز و نیاز بود (۲)

---

(۱) نیز ب: صائب:

گر سکندر بتو شمشیر کند پاک مدار
پر حذر باش ازاں سفلہ کہ دارا باشد

(۲) نیز انوری (کلیات، ص ۲۳۲):

نقدِ تحفہ چو رائج افتاد
در داد و ستانِ آفرینش

دادن: بہ اصطلاحِ لوطیاں کنایہ از گون دادن است[1]۔ (ع)۔ میرمِ سیاہ:

گفت 'امشب می دہم'، آں ماہ، 'وفردا نیز ہم'
عاشقاں امشب شبِ قدر است و فردا روزِ عید

دارالحدث: مستراح۔ حکیم شفائی:

اے راحتے وقف بہ دارالحدث عام
وے مبرز آگندہ بہ قارورۂ بیمار

داغ بروے یخ نہادن: آزار بہ شخصے رسانیدن کہ اُو متاذّی نہ شود۔ (ع)۔

دار و درخت: از عالمِ چنار و منار[2] کہ آں مشہور است۔ (ع)۔ نعمت خان عالی:

بے دار و درخت نیست محظوظ
شلوار ازاں کند مشجّر

داغِ کاغذ: کاغذِ کبود یا کرباسِ کبود فتیلہ وار تافتہ کہ برائے امالۂ موادِ نزلہ بر عضو از آں داغ کنند۔ (ع)۔ اسمٰعیل ایما:

کارے نیامد از چرخ جز بے دماغ کردن
ایں کاغذِ کبود است از بہرِ داغ کردن

داغِ زندہ: داغے کہ مدام خوں چکان باشد؛ ازایں جہت داغے را، کہ برائے امالۂ موادِ نزلات سوزند (و) نہ گذارند کہ بہ شود، 'داغِ زندہ' گویند۔ (ع)۔ خان زمان امانی:

(۱) م: دادہ انست، تصحیح قیاسی؛ ب میں 'گون' کی بجائے 'کان' ہے جو غلط ہے۔
(۲) ب: اس جملے سے پہلے لکھا ہے: نوعے از دشنام

خلد از تراوشِ خوں رنگِ پنبہ سرخ ہمیں
کہ داغِ زندۂ ما را کفن ز برگِ گل است

اسعد الدین راقم[1]:

شد بہار و صحبتم با سوز و سودا در گرفت
چوں چراغِ کشتہ داغم زندگی از سر گرفت

چوں یکے از عزیزاں بمیرد و دیگرے در صددِ مُردن باشد؛ گویند، 'ہنوز داغِ فلاں عزیز زندہ است و ایں ہم می خواہد، داغ بالائے داغ بگذارد'۔ (ع)۔ 'داغ' بہ معنیِ غمِ مردنِ عزیز بسیار است۔ میرزا محمد رفیع واعظ قزوینی علیہ الرحمہ می فرماید:

داغِ یاراں، صحبتِ دوناں، نفاقِ ہم دماں
جملہ اسبابِ گذشتن از جہاں آمادہ است

میرزا صائبا:

گو سینہ[2] اے کہ داغِ عزیزاں نہ دیدہ است
ایک ہزار لالہ در ایں گلستاں بجاست

دامن سواری: بازیِ اطفال است کہ از دامنِ خود اسپ ساختہ جست زنند۔ میرزا صائبا:

نمی سازد بہ ابر و برق شوقِ بے قرارِ من
ہماں بہتر کہ بگذارم بجا دامن سواراں را[3]

دامِ مشکیں: کنایہ از زلف۔ میرزا صائبا:

ایں دامِ مُشکینی کہ من در گردنِ اُو دیدہ ام
آہوے مشکیں شوند از بُوے اُو نخچیرہا

(۱) ب: سعد الدین؛ غنی: سعید الدین (ص ۵۵)
(۲) م: گو، تصحیح از ب
(۳) نیز ب: صائب:
از صفِ مرداں جگردارے نمی آید بروں
ورنہ گردوں کودکِ دامن سوارے بیش نیست

دامن بر زمیں کشیدن: کنایہ از عرض رعنائی و نخوت۔(ع)۔صائبؔ:

درگلستانے کہ یک نخلِ خزاں دیدہ است خضر
از رعونت بر زمیں چوں سرو دامن می کشم

میرزا رفیعائے واعظ علیہ الرحمہ در "ابواب الجناں" گوید (فقرہ):

از عاداتِ صنادیدِ قریشِ عرب چناں بود کہ
جامہائے دراز می پوشیدند و دامن را بر زمیں می
کشیدند و آں را نشانِ بزرگی و رفعتِ شان می
شمردند۔ چوں ناسخِ مذہبِ سلف منع آں فرمود،
آں شیوہ متروک و مہجور گردید۔

دامن بہ دامنِ کسے بستن: موافقت و معاونت بہ اُو کردن۔ والہ ہروی:

گریبانے ز چنگِ دوریِ ایراں بروں آرم
اگر چندے بہ بند زندگی داماں بہ دامانم

دامن فراخ بودن: فیضِ عام داشتن۔(ع)۔سلیم:

دامنِ گل چیں فراخ است اے اسیرانِ قفس
گر گلے خواہید[1] او را از شما تقصیر نیست[2]

دامن چاک بودن: در صحرا نشینانِ ایران معمولے است کہ چوں دخترِ خود را بہ یکے از ابنائے قوم نام زد کنند، داماد را بطلبند تا بہ دستِ خود دامنِ دختر چاک کند و ایں را شگون دانند۔ گویند، پسرِ فلاں با دخترِ بہماں دامن چاک

(۱) م: خواہند، تصحیح از ب
(۲) نیز نظیری (دیوان... بہ تصحیح نصیرالدین، ص ۲۱۴):

صلائے عام است کارے بکام گرداں
دامانِ غم فراخ است دورے تمام گرداں

است؛ یعنی نامزد است۔(ع)۔عبدالغنی بیگ قبول (رباعی):

تا بر سرِ ما سایۂ برگِ تاک است
کے پروائے ز گردشِ افلاک است
زاہد منعش چہ می کنی از مستی
با دخترِ رز قبول دامن چاک است

دانۂ آتش: کنایہ از شرر۔ صائبؔ:

خوشۂ ما بہ دہن دانۂ آتش دارد
برق با خرمنِ ما مردِ ہم آغوشے نیست

دانہ بر آتش ریختن: مرادفِ فلفل بر آتش ریختن، و آں مشہور است۔ سالک یزدی:

بروے لالہ رنگِ او عرق مشمر کہ آں جادو
مرا تا صیدِ خود سازد بر آتش دانہ می ریزد

داغ گاہ: دیوان کہ آں را در ہند 'کچہری' گویند۔ وجہ تسمیہ آں کہ کاغذہا آں جا بہ مہری رسند[1]۔(ع)۔شفیع اثر:

خوردہ خونہا تا بہ چشم از داغ گاہِ دل رسید
نیست دور ار قاصدِ اشکم غبار آلودہ است[2]

دام کندہ: موقوف؛ بہ کافِ تازیِ مفتوح: طائر بزور تپش از دام پریدہ۔ مفید بلخی:

اے، شاخِ گل شکستۂ طرف کلاہ تو
وے، شانہ دام کندۂ زلفِ سیاہ تو

(۱) ب: بحوالہ مصطلحات...: رسد
(۲) نیز ب: سراج المحققین:

بداغ گاہ وفا معتبر حوالہ کنید
اگر ز داغ مرا مہر بر قبالہ کنید

دامان رنجه[1] شدن: مرادف 'قدم رنجه شدن'۔

ظہوری:

از کماں گوشۂ ابروے تو یک تیر نہ جست
کہ بہ پرسیدنِ دل رنجہ نہ شد دامانش

دامادی: شادی کدخدائی کہ آں را عروسی 'نیز گویند۔(ع)۔طغرا[2]:

از پئے دامادیِ پروانہ اِمشب ساخت عشق
در عروسی خانۂ فانوس جاے شمع را

دائرہ کشیدن و ساختن: آن است کہ گدایاں از بہرِ تحصیلِ زر بر کاغذے شکلِ دائرہ کشند و در آں اسامی[3] مسئول[4] عنہم بر نگارند و در عرف 'چندہ' گویند۔(ع)۔سلیم:

در بزمِ زمانہ بے نوایم، اے کاش
مطرب ز براے من کشد دائرہ اے

وحید:

یک لبِ لعل گئے از بوسہ مرا سیر کند
بہرِ من دائرہ اے، کاش، نکویاں بکشند

میر معزی:

ہر جا کہ بنامِ امرا دائرہ سازند
زاں دائرہ نامِ تو شمارند نخستیں

دایہ: معروف؛ ودائی[5]، بہ تحتانی، نیز فارسی است۔

محسن تاثیر:

اُمّ و اَب و خواہر و برادر چہ شدند
گو عمّہ و عم و خالہ و دائی گو

قافیہ سخن 'برنائی' و 'توانائی' است۔

داہول: مرادف 'ہراسہ'؛(ج)۔وآں خواہد آمد۔

خان آرزو:

ہم چو داہولے[1] کہ بگریزد وحوش از دیدنش
وحشتے رُو می دہد از صورتِ آدم مرا

---

(۱) ب: رنختہ (کتابت کی غلطی، مثال میں صحیح ہے۔)

(۲) م: طغرا ('ی' کے ساتھ) (۳) م: دوران اسامی،

(۴) م: مسول (۵) بمعنی ماموں

(۱) م: 'بھو دا'، ایک سطر میں اور 'ہولے' دوسری میں۔

تناظرِ دال از منظرِ بائے موحّدہ:

دبوسه: نام منزلے است از جہاز و کشتی در زیرِ عرشہ کہ زنِ ناخدا و حرمِ اہلِ جہاز در آں نشینند۔ (ج) و (ر)۔
سعید اشرف:

نگارے از سراپا بابِ بوسہ
نگارے کش دہاں باشد دبوسہ (۱)

یکے از ایرانیاں بہ معنیِ اوّل 'حدیدہ' کہ گذشت، می گفت۔ واللہ اعلم۔

(۱) تیزب: محمد صالح بیگ:

یا رب ز جہاں ز شرِ ایں عمائم
وز کشتی و ناخدا و ملاحم
نوعے ز دبوسہ خاطرم رنجیدہ
گر حور دہد دو بوسہ من نہ ستانم

تناظرِ دال از منظرِ خائے معجمہ:

دختر و دخترچه: زنِ نارسیدۂ بکر۔ اوّل مشہور است، دوم؛ طغرا:

ز مروارید شبنم تا کہائے سبز پیراہن
کنند آرایشِ دخترچہ ہائے خود چو مادر ہا

دخترِ همسایه، می ترسم که از راهم ببرد: مثل مشہور است کہ در جائے کہ توہّم ضرری (۱) از ہم سایہ داشتہ باشند، گویند۔ (ع)۔ در امثالِ فارسی ہم ہست۔ سعید اشرف:

ہم چو دہقان خانہ ام، ہم سایۂ رز واقع است
دختر ہم سایہ می ترسم کہ از راہم بَرد

دخترِ صوفی: ہماں 'کرنلہ' کہ گذشت۔ (ر)۔
میرزا داراب جویا:

باز امشب گوئیا با دخترِ صوفی نشست
بر زبانِ عندلیباں گفتگوئے غنچہ است

دخل: معروف؛ وظرفے کہ اہلِ حرفہ زرہائے حاصل در آن کنند۔ (ع)۔ سند در 'جنس به تنخواه دادن' گذشت۔ طاہر وحید در صفتِ اہلِ حرفۂ صفاہاں گوید:

از داغِ تو و کہنِ دلِ ریش
پُر گشت (۲) چو دخلِ آں جفاکیش

(۱) م: فروری، صحیح از ب (۲) م: بگشت، ب: برگشت

تناظرِ دال از منظرِ راے مہملہ:

درآمد: آمدِ زر ـ (ع) ـ حکیم عطائی:

درآمدہاے داغ از دستِ مارفت
نہ دارد چرخِ دُنیا اعتباری (۱)

درآب و عرق افتادن: کنایہ از خجلت و بسیار کشیدن ـ (ع) ـ محسن تاثیر:

درآب و عرق بس کہ فتاد از قدِ شوخت
فوارہ شد آں شمع کہ در انجمنِ تست

درآب و آتش بودن: بہ محنت و تعب مبتلا شدن و '**درآب و آتش فگندن**' متعدی منہٗ ـ آہی:

درعرق شد چوں کنم از تاب و تب جانانِ من
سوختم تا گے بود در آب و آتش جانِ من

مخلص کاشی:

درآب و آتشم از اشک و آہ افگندہ بے رحمی
کہ در طفلی نگہ می داشتم از آتش و آبش

درآمدِ کار: کنایہ از اقبال و مساعدت ایام ـ طالب کلیم:

دلِ عیش پدیدہ است از درآمدِ کار
ازیں بہار نمایاں بود نکوئی سال

'**آمدِ کار**' نیز گویند و آں مشہور است ـ بعضے گویند، ابتداے

---

(۱) نیز ب: مخلص کاشی:

گشت ز خطِ دلبری پشت کمان مشتری
نیست درآمدی اگر حُسن ترا بغیرِ خط

ہر امر است ـ

درآمدن: معروف؛ بہ معنیِ برآمدن نیز گویند ـ محمد قلی سلیم:

درآ بہ عزمِ (۱) صبوحی چو آفتاب صباحی
کہ بختِ ناشدہ بیدارِ من، ز خواب در (۲) آید

'درآید' ردیفِ غزل است ـ شفائی:

زہ کرد کمان غمزۂ غمّاز، شفائی
کو حوصلہ کز عہدۂ ایں ناز درآید (۳)

'درآید' ردیفِ تمامِ غزل است ـ میرزا جلال طباطبائی نوسد کہ در لغتِ دری 'دُر' و 'بُر' در موارد استعمال بدل یک دیگر می آیند ـ

انتہیٰ کلامہٗ ـ پس درایں صورت عزیزان کہ 'درآمدن' را بدیں معنی مخفف 'برآمدن' فہمیدہ اند، توجیہ قیاسی است ـ

درآب راندن: مکر ورزیدن و فریب دادن ـ (ع) ـ طالب آملی:

خر بندہ ای تو اے فلک و من خرم ولے
نے آں چناں خرے کہ تو درآب رانَم

'**بہ آب راندن**' ہم بہ ایں معنی آمدہ و مشہور (۴) است (۵) ـ

---

(۱) م: دار بغرم، تصحیح از ب (۲) ب: برآمد

(۳) نیز ب: ظہوری:

از سادگیِ سینۂ پُر داغِ ظہوری
نقشے کہ ز بال و پرِ طاؤس برآید

(۴) م: دو مشورست، تصحیح قیاسی

(۵) نیز ظہوری (دیوان، ص ۳۴۳):

چہ ذوقِ چشمِ ترا ز گریہاے تلخ خود دارد
فریبِ خندۂ شیریں دہانی راند در آبش (جاری)

در آفتاب کردن: در آفتاب نشاندن کہ آں تعذیب است ۔ سالک یزدی:

بہ محفل و چمن ار دلبرم عتاب کند
چراغ را بکشد گل در آفتاب کند

در آسمان سوراخ شدن: کنایہ از وقوع امرِ عظیمے است ۔ یحییٰ کاشی در رُقعہ اے کہ در بابِ نارسیدنِ خربزہ بہ آشنائے نوشتہ (فقرہ):

اے بے مہر، اگر یک صبح در نظرِ تاریک چشمانِ فراق میوۂ عراق جلوہ می دادی، چہ سوراخ در آسمان می شد۔

ملّا حیرتی نیز گوید (رُباعی):

آں روز کہ مُشتِ گل زبانت می شد
دستاں زنِ حمد آستانت می شد
گر روزیِ ما بہتر ازیں می کردی
سوراخ بہ بامِ آسمانت می شد؟

'وآسمان سوراخ شدن' نیز ۔ (ج) ۔ ظہوری:

ہیچ سوراخے نہ خواہد گشت سقفِ آسمان
گر سرے، گاہے ز جیبِ شادمانی بر کنم

دربندِ او ست: یعنی مخصوصِ اُو است ۔ (ع) ۔ محسن تاثیر:

[گذشتہ سے پیوستہ]

نیز ب: خواجہ آصفی:

نسودی چہرہ در آئینہ تا سوزی دلِ زاہد
بہ دلسوزی چرا در آب می رانی مسلماں را

گرچہ ماہ و مہر را زرّیں لباسے در بر است
جامہ (۱) خوش اندام پوشیدن ولے دربندِ تُست

سعید اشرف:

خوبی و رعنائی و سرسبزی و شیریں لبی
اے پسر چوں نیشکر ایں کارہا دربندِ تُست

'دربند بودن' مقیّد و اسیر بودن است ۔ حسن رفیع:

در گرفتار شدن حاجتِ زندانے نیست
نیشکر گرچہ بہ باغ است ولے دربند است (۲)

می تواں گفت در ایں جا ہم ہمیں معنی مراد باشد، یعنی در قیدِ تُست ۔

در پوشیدن: بند کردنِ در ۔ صائبا:

یک جبہۂ گشادہ نہ دیدیم در جہاں
پوشیدہ بود رُوے بہر در گذاشتیم (۳)

در پاے چراغ کمر بستن: رسم است در قلندرانِ ولایت کہ مرید را بر سرِ مزارِ پیرِ سلسلہ بُردہ در پاے چراغ کمر بستہ ایستادہ سازند و گویند: 'کمر بستۂ پاے چراغ است،' کنایہ از مستعدِ خدمت و مریدی شدن ۔ (ع) ۔ طغرا:

---

(۱) م: جامۂ (با اضافت)

(۲) نیز حافظ (قزوینی، ص ۱۶۵):

حافظ وظیفۂ تو دُعا گفتن است و بس
دربندِ آں مباش کہ نشنید یا شنید

پژمان (ص ۹۳): 'دربندِ آں مباش' کی بجائے 'با آں ترا چہ کار'۔

نیز ب: محسن تاثیر:

بود دربندِ شوخی ہاے شیریں تو دل بردن
چو نیشکر حلاوت بر سراپاے تو می نہد

(۱) م: گذشتیم، تصحیح از ب

در پائے چراغ دلِ من پیرِ مغاں بست
از بہرِ مُریدی کمر(۱) اہلِ ہمم را

سلیم:

از محفلِ حُسنِ تو رسد فیض بہ خوباں
خورشید کمر بستۂ ایں پائے چراغ است

رضی دانش:

از خاکِ فیض خیزِ چمن حاجتے بخواہ
فصلِ بہار پائے چراغ است پائے گل

درپیش است: یعنی موجود ومہیا است۔ طغرا:

از شکستِ دلِ خود گو(۲)، مشو آزردہ حباب
کز صبا ہر طرفش شیشہ گرے درپیش است

در تہِ پوست دویدن: دررگ وپئے کسے سرایت کردن۔ طالب آملی:

غنچہ را از چہ دود در تہِ پوست
گر نہ بادِ سحری شیطان است

در جامے بند شدن: درآں جا قرار گرفتن۔(ع)۔ محسن تاثیر:

گرچہ چوں آئینہ مُمسک در بازی دارد
لیک در خانۂ زنخلش نہ شود مہماں بند

چوں کسے بہ اُمیدے در خانۂ اہلِ دول آمدن آغازد، گویند، 'درخانۂ فلاں منعم بندشدہ است۔' محسن تاثیر:

بہ عشقِ خوش تماشاں سوزنِ دوزندہ را مانم
کہ گر صد رہ کشندم(۳) زور خود را باز می بندم

---

(۱) م: کمر، صحیح از ب (۲) م: کو
(۳) کشندم، صحیح از ب

'بر کسے بستن' نیز۔ نصیرائے ہمدانی:

چو دریا خشک لب باشم ز بختِ شور اگر صد رہ
چو کشکولِ گدائی خویش را بر ناخدا بندم

در جوال رفتن: فریب ودغا خوردن۔(ج)۔ ظہوری:

تا بہ کے ریشِ گاو باشد کس
چند چوں ابلہاں رَوَم بہ جوال

در جامۂ کسے در آمدن: مرادف 'بہ جلدِ(۱) کسے رفتن' و'آں گذشت۔ سنجر کاشی:

چوں رگردِ تو گردم کہ حجابم نہ شناسد
در جامۂ پروانہ در آیم مگر امشب

درباقی کردن: ترک کردن۔(ج)۔ حیاتی گیلانی (رباعی):

ایں نعرہ(۲) ماز چشمِ مستِ ساقی است
نہ از بے خودیِ ساختۂ زرّاقی است
ایں راز نہ در(۳) حکایتِ اوراقی است
حرفِ غمِ عشق قصۂ درباقی است

ہم اُو گوید در 'قصۂ قتلِ تعلق'(۴):

نہاں در خلد شبے اندر سرایش
بہ باقی کرد یک دم ماجرایش (۵)

در حساب بودن: ترسیدن وفہمیدہ سرکردن۔

---

(۱) م: بجلد، صحیح از ب (۲) م: نشا
(۳) م: از، صحیح از ب (۴) م: تعلق، صحیح از ب
(۵) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

صائبا:

با(۱) صبح رُو کشادہ تر از آفتاب باش
از ہر کہ دم شمردہ زند در حساب باش(۲)

در خطّے کسے بودن: تابع ومحکومِ اُو بودن۔
حیاتی گیلانی:

گردن از چنبرِ وجود برآر
در خطِ منکر و نکیر مباش

'خط' بہ معنیِ 'اعراض' نیز آرند۔ والہ ہروی:

نہ دیدہ ام رخِ آسودگی مگر در خط
نشان نیافتم از خوش دلی مگر بہ فرار

در خم کسے بودن: در دفعِ کسے بودن و 'در خم داشتن' زود دفع کردن۔ (خ)۔ طالب کلیم:

چرا در خمِ ماست پیوستہ زُلفت
در آں کوچہ ما خانہ تنہا نہ داریم

حاجی محمد جان قدسی:

نالۂ نیم شبم در خمِ گردن دارد
آسماں ہر شب ازیں بیم بگرداند جا(۱)

'در خم کسے بودن'، 'در فکرِ اُو بودن' نیز آمدہ۔ والہ ہروی:

بے شیشۂ مے حرف نیاید بہ زبانم
ہم چوں نفسِ شیشہ گرَم در خمِ شیشہ

در خود دیدن: تاب وطاقت در خود دیدن۔ (خ)۔
محسن تاثیر:

اگر می داشتم طاقت اَزیَنت(۲) بیش می دیدم
ترا پیوستہ می دیدم اگر در خویش می دیدم
بہ گویت گر نیایم دمبدم جاناں(۳) مرنج از من
ترا خواہم بہ بینم، چوں کنم در خود نمی بینم

در خانۂ کسے چیزے بودن و نشستن و رفتن:
مشغولِ بجد(۴) آں بودن۔ (خ)۔ خان خالص:

زاں ابرواں کہ مارا آرام گاہِ جان است
پیوستہ ترکِ چشمش در خانہ کمان است

محسن تاثیر:

در خانۂ ناز آں(۵) بتِ مغرور کہ دیدم
مشکل کہ دہد تن بہ تمکین لب بامش

ولہٗ:

بنشستہ تا بہ خانۂ زور(۶) ابروانِ او
یکسر کمانِ غمزۂ خوباں کبادہ است

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۵) نیز ب: نظامی:

مطرب آمد، روانہ شد ساقی
شدہ مطرب بہانہ در باقی

نیز انوری (کلیات، ص ۷-۵۵۶):

داری ز جہاں زیادت از حصّۂ خویش
در باقی کن شکایت و قصّۂ خویش
تا کے پے شکم بہ در ہا گردی
بنشین و بخور طعام زن خصّۂ خویش

(۱) ب: تا؛ کلیاتِ صائب (ص ۵۱۴): با

(۲) نیز ب: باقر کاشی خطاب بہ معشوق:

بروں دہ ازاں تار پُر پیچ و تاب
کہ زنّار باشد ازو در حساب

---

(۱) م: جا، تصحیح از ب
(۲) م: از نیت (ن ی ت)
(۳) م: جانا، تصحیح از ب
(۴) ب: بجد
(۵) م: نازاں، تصحیح از ب
(۶) ب: دور

ولہ:

می رود ہر کہ نہ با یادِ تو در خانۂ فکر
سخنے نیست کہ شعرش ہمہ بیت الصنم است

ایں محاورہ خصوصیت بہ فکر نہ دارد و ہم چنیں بہ خصوصِ رفتن نیست، چنانکہ گمان (۱) بردہ اند۔

در دهانها و زبانها افتادن: بہ بدنامی شہرت یافتن۔ شفیع اثر:

در زبانِ جہانے افتادہ است
چوں سخن ہر کہ آدمی زادہ است

سعید اشرف:

راہِ ہم صحبتیِ خلق پُر از چاہ بود
باخبر باش، مبادا بہ دہن (۲) ہا افتی (۳)

دردِ (۴) دل گیرد مرا: وقتِ قسم گویند؛ یعنی اگر چنیں باشد دردِ دل مرا گیرد، چہ دلم درد کند۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

زاہد ایں تقوی و پرہیز تو بے تزویر نیست
دردِ دل گیرد مرا گر دردِ (۵) دیں گیرد ترا

(۱) م: کمان، تصحیح قیاسی (۲) ب: دہن در
(۳) نیز ب: سلمان [ساوجی]:

پیش ازاں کز لب و دندانِ تو کامے یابم
چوں زباں در دہنِ خلق خدا افتادم

سعید اشرف:

در دہانِ خلق افتادم ز تعریفِ لبش
می شود نُقلِ مجالس چوں شود شیریں سخن

لسانی:

در زبانِ عالمے افتادی آخر ماہ من
گوشۂ بنشیں کہ دیگر مجلس آرائی نداشت

(۴، ۵) م: درد

در ده کرا خوش است، رئیس و برادرش: مثلے است مشہور و در امثالِ فارسی ہم ہست۔ چوں چراغِ کسے روشن شود، ایں مثل گویند، یعنی امروز فلک بہ کامِ اُو و برادرانِ اوست۔ (ع)۔ سعید اشرف:

روزِ جزا بہ کامِ نبیؐ و علیؑ (۱) بود
در دہ کرا خوش است، رئیس و برادرش

دردِ دل کردن: اظہارِ دردِ دل کردن۔ (ع)۔ سند در 'پا بالا گذاشتن' گذشت۔ (۲)

دلِ اُو درد نہ کرد (۳): یعنی رحم نہ کرد و عاجز نالی درویش مؤثر نہ شد۔ سیّد عبداللّٰہ حالی:

گفتمش دردِ دلِ خویش، دلش درد نہ کرد
ایں ہمہ مہر و محبت اثرے کرد نہ کرد

دُردِ (۴) ماہ و سال: بہ ضمِ اوّل؛ آخرِ ماہ و سال؛ ازاں جاست کہ آخریں چہار شنبۂ صفر را 'دُردِ ماہِ صفر' گویند۔ (ع)۔ سند در 'سبو شکستنِ آخریں چہارشنبہ' می آید۔ محمد قلی سلیم:

بہ پیری عشق کیفیت پذیرد
کہ صاف ایں بادہ را در دُردِ سال است

'دُردِ شب' آخرِ شب است۔ علامیِ فہامی (۵) در ''اکبرنامہ''

(۱) ب: ولی
(۲) نیز ب: مخلص کاشی:

نیستی بیمار خود اے نالہ بالا پا گذار
دردِ دل بیجا چرا پیشِ مسیحا می کنی

(۳) ب: دلش درد نکرد؛ درحقیقت یہ محاورہ ''دل'' کے ذیل میں آنا چاہیے تھا۔
(۴) دردی ماہ (۵) فہامی

نوشتہ (فقرہ):

چوں وقت بہ دُردیِ شب کشید و کیفیتِ شراب
زور آورد، فرورفتگیِ خواب با اُو ہم آغوش شد؛
الیٰ آخرہ۔

در دست و پا پیچیدن: سماجت و ابرام کردن۔
میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ می فرماید:

ما در تلاشِ خلعتِ عریانیِ خودیم
اے فکرِ جامہ ایں ہمہ در دست و پا مپیچ

درد چیدن: تمارو بیمارداری کردن و دردِ دیگرے
برخود گرفتن۔ (ع)۔ صائبؔ در بیماریِ ممدوح گوید:

زردی از چہرۂ اُو نیّرِ اعظم برداشت
چید درد از بدنش نرگسِ بیمارِ بُتاں (۱)

دردِ حمل: دردِ زِہ۔ محسن تاثیر:

بہ کارِ خویش طبیب، ار نبی ست، حیران است
مسیح چارہ گرِ دردِ حملِ مریم نیست

در دنبالِ کسے افتادن: در مقامِ عداوت و
بدخواہیِ اُو بودن۔ (ع)۔ طالب آملی:

مرا خلاف و نزاعے بہ کس نہ، حیرانم
کہ مردم بہ چہ افتادہ اند در دنبال (۲)

در رگ و پَے دویدن: مرادفِ در تہِ پوست
دویدن، و آں گذشت۔ محمد قلی سلیم:

باخبر باش فریبت نہ دہد اے زاہد
می دوَد در رگ و پے، دخترِ رز شیطان است

در راہ بودنِ چیزے: نصیب و روزی بودنِ
آں۔ (ع)۔ ظہوری:

بہ شہرِ خود کسے را رفتنی در راہ اگر باشد
بر دشامِ غریباں را و بر صبحِ وطن بندد

(محمد قلی) سلیم:

بود در راہ ترا قطعِ بیابانے چند
ورنہ در خانۂ خود کعبہ پہلوے تو بود

حاذق گیلانی (۱):

من بہ طالع نمودہ ام نظرے
ہست در راہ گوئیا سفرے

ہم بہ معنیِ موجود و حاضر۔ وحشی (یزدی):

حقِ یاری ہاے سابق گر نہ بستی راہِ نطق
در جوابم (۲) آں چہ گفتی، نکتہ اے در راہ بود

درز کردن: شگافتہ شدن۔ زلالی:

راہ (۳) از تجمّلِ پےِ شاں لرزی کرد
زمیں تا گاو ماہی درز (۴) می کرد

بہ مجاز کنایہ است از ظہور کردن و پیدا شدن۔ (ع)۔
محسن تاثیر:

آں چہ پنہاں کرد با دل گوہرِ دنداں اُو
درز خواہد کرد آخر از (۵) لبِ خنداں اُو

---

(۱) تہذیب: طاہر وحید:

ہم چو بیمارے کہ چیند درد بیمارے وحید
از خیالِ چشمِ بیمارش دلِ من خستہ بود

(۲) م: درد دنبال

(۱) ب: حاذق (۲) م: جواب، صحیح از ب
(۳) ب: رہ (۴) م: تا گاو ماہی ورز، صحیح از ب
(۵) م: با، صحیح از ب

حاجی محمد قدسی:

ز چاکِ پیرہنِ صبح درز کرد آخر
کہ شب چہ داشتہ در زیرِ طیلسانِ خفا (۱)

تبخال و آبلہ یکے است، چنانکہ در شعرِ مرزا بویرزالائی، 'تبخال' بدلِ 'آبلہ' واقع شد، گمانِ (۲) عموم و خصوص در ایں ہر دو لفظ از غرابت است۔

در زیرِ لب: کنایہ از آہستہ۔ شانی تکلو:

ہر یوسفے کہ ساکنِ زندانِ غم شود
در زیرِ لب حوالہ بہ چاہِ ذقن شود

در زدن: مرادفِ 'حلقہ بر در زدن'۔

سلطان علی بیگ راہی:

فیضِ سعادتِ ازلی کم نمی شود
ہر گہ بہ خواب بودہ ام، اُمید در زدہ است

حکیم عطائی:

سر نمی پیچم ز خدمت گر چہ قابل نیستم
حلقۂ ماہ است در گوشم در شب می زنم (۳)

در زیرِ سر و بہ زیرِ سر داشتنِ چیزے: منظور داشتنِ چیزے و در خیالِ آں بودن۔ صائبا:

(۱) ب: جفا
(۲) م: گمان
(۳) نیز ب: درویش والہ ہروی:

در گردوں بہ خواہش ہاے ناممکن مزن چندیں
مخواہ از وے سرِ زلفِ ایاز و بختِ محمودی

نیز کلیم (دیوان، ص ۲۹۸):

ہمیشہ پیشۂ من عجز و کارِ اوست استغنا
ز گل پیس درزدن می آید از باغباں بستن

کاکل چہ گنہ دارد دستش ز قفا واکن
ہر فتنہ کہ می بینم در زیرِ سرِ زلف است

سالک یزدی:

روشن بود کہ شمع چہ دارد بزیرِ سر
پروانہ را کہ رخصتِ پرواز می دہد

دُرُشت: بہ شینِ معجمہ، معروف، و تناور و فربہ و قوی ہیکل، چنانکہ جامۂ تن دار را درشت می گویند۔

سعید اشرف:

یکے راتن از ضربِ گُرز درشت
بزیرِ سپر ماند چوں لاک پشت

طاہر وحید:

مردمِ ہموار پیش از ما (۱) ز عالم رفتہ اند
ایں دُرُشتانند (۲) چوں خاکے کہ در پرویزن است

بہ معنیِ کلاں نیز آرند۔ (ع)۔ شفیع اثر در ہجو گوید:

از وے نوادہ خُرد و دُرُشتند رُو سفید
چوں کاغذِ نوشتہ ز پشتند رُو سفید

سلطان علی بیگ راہی در تعریفِ دریا گوید:

نمودے کوہ، موجش در دُرُشتی
کہ بودے کوہ در وے سنگ پشتی (۳)

در شکم داشتن: مرادفِ 'در آستیں داشتن' کنایہ از چیزے در قبض و تصرف داشتن۔ (ع)۔ قاسم مشہدی (۴)۔

(۱) م: را، صحیح از ب (۲) م: تند، صحیح از ب
(۳) نیز ب: نظامی:

تنے چند را زاں سپاہِ درشت
بیک زخمِ شمشیر چوں سگ بکشت

(۴) م: مشہدی، صحیح از غنی (ص ۱۰۵)

چو صفحہ وصفِ بناگوشِ اُو رقم دارد
سوادِ نامۂ ما صبح در شکم دارد (۱)

دَر (۲) و دَرہ: بالتخفیف والتشدید؛ فاصلۂ میانِ دوکوہ۔
اوّل؛ والہ ہروی گوید:

از غمِ چوں دیدۂ مجنوں دَر و دشت است پُر
محملِ لیلیٰ مگر امروز زیں صحرا گذشت

دوم؛ تاثیر گوید:

بہ راہِ قافلۂ بوے گل ز نا امنی (۳)
ہزار دَرّہ قفسہاے عندلیبان است

در فرو کردن و بردن: کنایہ از بند کردنِ در۔
ظہوری:

رندانِ بحر حوصلہ مستی بہ بو کنند
چوں پردہ بر فتد در دیدن فرو کنند

طالب آملی:

نظر در یچہ فرو بردہ بود کز در دوست (۴)
رسید قافلۂ باد و توتیا آورد

در قدم گرفتن: ہمراہ گرفتن۔ شانی (۱) تکلو:

سمندِ نازِ تو یک رہ زمن نمی گذرد
کہ ہم چو سایہ مرا در قدم نمی گیرد

(۱) نیز ب: محسن تاثیر:
چراغِ صبح با آں چہرہ دم در خویش می دزدد
کہ ماہِ نو تو بے چشم و رُوے در شکم دارد
(۲) م: در ودرہ (۳) م: زبان امنی، صحیح قیاسی
(۴) م: در دوست، صحیح از ب (۱) م: شاتی، صحیح از ب

درِ کُشتی بست: بہ کافِ مضمومِ تازی؛ یعنی کشتی را تمام کرد۔ (ع)۔ میر نجات:

دادہ در کُشتیِ خصمانہ دگر دست بدست
بہ نگاہے ہمہ را کشت و درِ کُشتی بست

در کار گرفتن: کنایہ از جماع (۱) کردن۔ (ع)۔
زلالی در صفتِ دخترِ زال گوید:

نشستے (۲) کہ گر (۳) دے بہ بارش گرفتے
زمیں مستانہ در کارش گرفتے

نعمت خان عالی در محاصرۂ حیدرآباد، در زخم خوردنِ سرفوجِ پادشاہی بہ طریقِ ایہام (۴) گوید (فقرہ):

الٰہی زود برخیزد کہ در کارش گیرند وعنقریب نغز (۵) شود تا ہمہ (۶) سوار شوند۔

'در کار کردن' نیز۔ سعید اشرف:

نیم جانے دارم و آں شوخ مست و بے خبر
خوب وقتے شد زو چار آں بہ کہ در کارش کنم

در گردیدن و در گشتن: ویران و خراب شدن۔ (ع)۔ سعید اشرف:

نے ہمیں از سیلِ عشقت خانۂ ما بے دراست
کز فراقت خانۂ آئینہ در گردیدہ است

ناظم تبریزی:

ز گردوں جامِ عیشم چند در خونِ جگر گردد
ازیں در گشتہ یک ساعت نیاسودم کہ در گردد

(۱) م: جمع، صحیح از ب (۲) ب: نشستی
(۳) م: کر (۴) ب: الہام
(۵) ب: نغز (۶) ب: ہمہ ندارد

'در گرد' نیز۔ منصف طہرانی:

یادِ آنیاے کہ اشکم گرم و آہم سرد بود
پیشِ سر گردانیم صد آسیا در گرد بود

در کوزۂ فقاع بودن(۱): کنایہ از تنگِ عیش و مُبتلاے محنت بودن۔ 'فقاع' چیزے است مکیف کہ از غلّہ و مویز سازند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

اوضاعِ نیک شاہدِ کیفیتِ من است
در کوزۂ فقاع ز پیمانۂ خودم

درمیاں نهادن و داشتن: ظاہر کردن۔ حیاتی گیلانی:

رازِ بزرگِ دولت(۲) ودیں درمیاں نہید(۳)
و آں کہ اداے لطف و حقوقِ کرم کنید(۴)

ظہوری:

با کہ ایں درمیاں نہیم کہ داشت
ذرہ، خورشید در کنار اِمشب(۵)

در نظر داشتنِ کسے را: مُنتظرِ خرابیِ اُو بودن۔ (ع)۔

(۱) ب: نیز "در کوزہ بودن فقاع۔" (۲) ب: بزرگ و دولت
(۳) ب: نہند (۴) ب: کنند
(۵) نیز ب: والہ ہروی:

با او چو درمیانہ نمی از بہار بحث (کذا)
از حرف زلف و کاکلِ اُو کن دراز بحث

حسین ثنائی:

من از نظارہ بیخود و چشم بکشتم
با دل ہزار گونہ سخن درمیاں نہد

امیر شاہی سبزواری:

ہر شب بدل حکایتِ خود درمیاں نہم
دل را ز سوزِ عشقِ تو داغے نہاں کنم

شفیع اثر:

برنگِ دیدۂ مُو دار احوالش بود درہم
رقیب امروز، معلوم است، ما را در نظر دارد

درنگ(۱): معروف؛ و آواز۔ (ج)۔ ہاتفی در "تیمورنامہ" گوید:

درنگا درنگِ خُمِ ہفت جوش
ربود از سرِ مغزِ نُہ چرخ ہوش

'خُمِ ہفت جوش' مراد از کوس است۔ مخلص کاشی:

اگر بوقتِ خطر پاے سعی گردد لنگ
چہ او درنگ کند شیشہ چوں خورد بر سنگ

در نمازِ کسے بودن: نمازِ جنازۂ اُو خواندن۔ شفیع اثر:

تو در نمازِ خود اکنوں کہ فرصت است بکوش
مباش غافل ازاں دم کہ در نماز بوند(۲)

در یخِ کسے افتادن: در صددِ خرابیِ اُو بودن۔ (ج)۔ خواجوی کرمانی:

فلک در یخِ ما فتادہ است سخت
نہ دانم کہ تا چوں شود کار بخت

در نظر گرفتن: منظورِ نظر داشتن۔ میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ می فرماید:

گرفتم در نظر، ہر جا شدم، آں قدِ موزوں را
خیاباں کردم از یک سرو بر خود کوہ و ہاموں را

(۱) ب: 'درنگ' ('کاف' کے ساتھ)، لیکن آگے 'بلفظ... ترنگ' لکھا ہے۔
(۲) ب: بواند

در نظر آوردن: پیشکش کردن۔ (ع)۔ کمال خجند:

گر تو بخواہی، بہ چشم در نظر آریم جاں
ور تو بگوئی رواں، از سرِ سر بگذریم (۱)

دِرناق (۲): بہ کسرِ اوّل؛ ناخن و ایں لفظ ترکی است۔ از نصابِ ترکی معلوم شد۔ فوقی:

اسیرِ نکبتِ (۳) ہجراں شدم بداں گونہ
کہ ہم چو قیل (۴) زسر پنجہ رویدم درناق

---

(۱) نیز ب: میر صیدی:

عارضے در نظر آوردہ ام از یادِ کسے
کہ غبارِ خطش از صافیِ رُو بیختہ اند

ملا وحشی:

گے مرا در نظر آورد کہ از غایتِ ناز
چیں بر ابرو زد و رُوے بدیوار گرد

(۲) یہ لفظ ترکی لغت میں نہیں ملا، البتہ 'دیرنک'/'درنک' (dernek) ہے، جس کے معنی سوسائٹی، ایسوسی ایشن وغیرہ کے ہیں۔

(۳) ب: نکبت

(۴) م: قیل، تصحیح قیاسی؛ ب: نیل

تناظرِ دال از منظرِ زائے معجمہ:

دُزدانہ دزُو دیدہ کہ دُردانہ (۱) اسیر است (۲): رسم است کہ زناں دُردانہ یا خزف ریزہ، بہ قدرِ استطاعت بہ مُوہائے سر بندند، بہ زعمِ آں کہ اگر کسے چشمِ بد کند آں دُردانہ یا خزف ریزہ خود بخود از ہم شکند و صاحبِ خود را از آسیب عین الکمال محفوظ دارد۔ ہرگاہ کسے در صددِ (۳) اضرار باشد و نتواند ضرر برساند؛ ایں مثل گویند۔ (ع)۔ آقا رہی شاپور:

دل در شکنِ طرّۂ جانانہ اسیر است
دُزدانہ دزُو دیدہ کہ دُردانہ (۴) اسیر است

دُزدِ خانہ: دُزدے کہ ہم خانہ باشد۔ سلیم:

در سینہ ہر چہ بود سپردم بدستِ عشق
آرے ہمیں علاج بود دُزدِ خانہ را

---

(۱) م: دردانہ

(۲) ب میں اس محاورے کی شکل ہی بدل دی گئی ہے: "دزدانہ دررو دیدہ کہ دزدانہ..."

(۳) م: صدد

(۴) ب: دزدانہ؛ یہاں اس لفظ کا کوئی محل نہیں۔ عبارت کے مطابق م درست ہے۔

تناظرِ دال از منظرِ سینِ مہملہ:

دست از کسے برنداشتن: از سرش وا نہ شدن بدونِ حصولِ مقصود۔ جلالاے کاشی، یقین تخلص:

ازو تا نقد(۱) آمرزش نمی گیرم، نمی میرم
چو مزدورے کہ دست از کارفرما بر نمی دارد

دست افزا: بتقدیمِ زاے معجمہ بر راے مہملہ؛ اوزارِ کاسب کار۔ (ج)۔ ظہوری:

گر نفس می خواست بہرش می تراشیدم(۲) اثر
در ہنرمندی ست آہ و نالہ دست افزار ما

قافیہ غزل 'بازار' و 'پرکار' است۔ 'پاافزار' کفش را گویند۔ (ج)۔ والہ ہروی:

مسافرانِ خرد منزلے بسر نہ برند
اگر چہ ز آبلہ در پا کنند پاافزار

دُستاق: بضمِ اول؛ محبوس۔ (ع)۔ فطرت:

شدم دُستاقِ تُرکِ(۳) روز و شب درخانہ زینے
تبسّم حقّۂ لعلے، تغافل عشوہ آئینے(۴)

دستِ آسیا: بالاضافہ؛ چوبے کہ دست بداں زدہ آسیا گرداند۔(ج)۔ میرزا اسماعیل ایما:

زشوقِ جستجوئے نیازے از گردش نمی مانم
اگر در سنگ پایم ہمچو دستِ آسیا باشد

دستْ آس(۱): بفکِّ اضافت؛ آسیاے کہ بدست گردانند۔ داراب جویا:

پاے تا سر از پےِ روزی دہانے و شکم
تا تو چوں دست آس سرگردانِ مشتِ گندمی(۲)

دستار بر زمین زدن: کنایہ از داد خواستن و عجز و الحاح کردن۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

تا کشودم نظرے رزقِ فنا گردیدم
چوں شگوفہ بزمیں خوش کہ دستار زنم

دستِ اُو نمی رود: یعنی کارے از دستِ او نمی آید۔ (ع)۔ طالب آملی:

طاؤس وش ز بس بہ عمارت معتقدم
دستم نمی رود(۳) کہ ز گل پا برآورم

دست از دہان(۴) برداشتن: بے پردہ سخن گفتن۔ (ع)۔ طالب کلیم:

از دہنِ غنچہ صفت دست اگر بردارم
قفلِ دیگر ز حیا بر لبِ اظہارِ من است(۵)

---

(۱) م: نقد، صحیح از ب

(۲) م: تراشیدیم، صحیح از ب: دیوانِ ظہوری میں اس قافیہ و ردیف میں غزل تو ہے (ص ۳۵)، لیکن یہ شعر نہیں۔ غزل کا مطلع ہے:

می رود بیروں گرہ عقدہا از کارِ ما
عشق می سوزد چو سبحہ بر زنارِ ما

(۳) م: ترکی، صحیح از ب (۴) م: تابنی، صحیح از ب

(۱) ب: دستاس

(۲) نیز ب: بدیع الزماں نصیرآبادی:

کہ می خواہد لب نانے ز چرخ از تنگ دستی ہا
کہ غیرت می کند دستاس امروز استخوانم را

(۳) ب: رسد (۴) ب: دہن نیز

(۵) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمائیے۔

دستار بزرگ: موقوف؛ قلتبان۔ (ع)۔ شفائی:

بانوے تو کوچک دل و دستار بزرگ است
آوردہ ای از پشتِ پدر، شانِ دیوثی

دست از چیزے بر کندن: ترکِ آں کردن۔ (ع)۔ لسانی:

کم کم از داغِ بتاں برکندہ ام دستِ نیاز
اندک اندک نقدِ بسیارے بدست آوردہ ام (۱)

دست بشاخ (۲) افگندن: کنایہ از آرزو کردن و یارو گرفتن۔ (ج)۔ صائبا:

در دامنِ تسلیم در آویز کہ چوں تاک
ہرگز نتواں دست بشاخ (۳) دگر افگند

دست با دست و دست بدست: کنایہ از بسیار نزدیک۔ (ع)۔ سعید اشرف در تعریفِ چنار گوید:

ز ہر شاخش کہ بُردہ از صبا دست
رہے باشد بگردوں دست با دست

مرتضیٰ قلی خان قہوہ چی باشی (۴):

باخزاں دست بدست است بہارے کہ تراست
حیف صد حیف کہ چوں رنگِ حنائی در خواب

'دست بدست'؛ شتاب و جلد نیز۔ زلالی در حُسنِ گلو سوز گوید:

کارگرِ غیب چو مستم گرفت
دست بدست آمد و دستم (۱) گرفت

'دستادست'، نیز؛ ہمو در ذرّہ و خورشید گفتہ:

رفت و آمد بجرم دستادست
کہ ہماں بندِ قبا را می بست

دست بدست بُردن: بہ عزیزی و حرمت بُردن۔ (ع)۔ حاجی قدسی:

گوہرِ مدحے کہ من در حُرمت رشتم
دست بدستش برند تا حرمِ کبریا

دست بر ترکش زدن: مہیاے جنگ شدن؛ بہ اصطلاح، آراستنِ معشوق است خود را کہ ایں ہم در معنی مستعدِ جنگ شدن است۔ (ج)۔ اسمٰعیل ایما:

بہر مژگاں سیاہت سُرمہ اے درکار نیست
می زنی در صیدِ دلہا دست بر ترکش چرا (۲)

دست بر داشتن: معروف؛ و بہ اصطلاحِ کشتی گیراں دستِ خود بر زمین بند کردن و حریف را بدعوی گفتن کہ

[گذشتہ سے پیوستہ]
نیز ب: رفیع واعظ:

شرم را می باید اوّل از میاں برداشتن
گے بہ آسانی تواں دست از دہاں برداشتن

فرح اللہ شوستری:

کرد از بس عرصہ بر من تنگ دورِ روزگار
من ہم آخر غنچہ ساں دست از دہن برداشتم

'دہن' والے محاورے میں ب نے "گالی گلوچ کرنا" اور "بے تحاشا بولنا" وغیرہ کے معنی بھی دیے ہیں۔

(۱) ب: آوردہ ایم
(۲، ۳) ب: بشاخے
(۴) ب: قہوجرباشی

---

(۱) ب: بُشتم
(۲) نیز ب: ایما:

از خوے تو فتنہ در جہاں آتش زد
عشقش سیلی بروے ہر سرکش زد
صد قلب بیک کرشمہ پامال شود
زاں دست کہ مژگان تو بر ترکش زد

بردارد[1]۔ (ع)۔ میر نجات:

دست برداشتت را چو فلک تاب نداشت
پشت دستی ز مه و مهر به پیش تو گذاشت

دست سودا کردن: معامله کردن۔ (ع)۔

فوقی یزدی (رُباعی):

اے دل کہ بہ غیرِ غم تمنا نکنی
جو با سرِ زلف دست سودا نکنی
ہر چند کہ در مہر و وفا یک رنگی
تا خوں نہ شوی بچشمِ ما جا نکنی

دست بسر کردن: کنایہ از سروا کردن مخل یعنی برائے اُو سلامِ رخصت کردن۔ (ع)۔ سعید اشرف:

رازداری نہ بود شیوۂ زاہد چو سبو
از درِ میکدہ اش دست بسر باید کرد

حزنی:

دی آمدی کرشمہ کناں ہمرہِ رقیب
دستے بسر نہادم و دستے بدیدہ ہم

کنایہ از قبول کردن نیز۔ شفیع اثر:

سپہرِ معلّٰی زکفِ الخضیب
بفرمانِ اُو دست بر سر نہاد

دست بسر نشستن و داشتن و گرفتن و بر سر زدن: از حسرت و افسوس سیلے بسر زدن۔ (ع)۔

شانی تکلو:

از سرِ کوے تو یک دل شدہ برپا نہ شود
کہ بجائش دگرے دست بسر ننشیند

(۱) ب: بردار

بدیعی سمرقندی:

نشستم بہ کنجے در اندیشۂ تو
گہے سر بزانو گہے دست بر سر

حاجی جان محمد قدسی:

زمانہ دست بسر گیرد از شنیدنِ آں
ز دردِ دوست اگر شمۂ اے کنم اظہار

فغفور لاہجی (رُباعی):

تا چند بہ سفلگانِ[1] ہند ایں تعظیم
کو بخت کہ در مصیبتِ نفسِ لئیم
دستے بر سر زنم بجاے کرنش[2]
خاکے بر سر کنم بجاے تسلیم

دست بر دوش زدن: حال پردازی کردن۔ (ع)۔

صائبا:

سنگے کہ می زند بمن آں طفلِ شوخ چشم
دست نوازشے ست کہ بر دوش می زند

دست بر ابرو[3] گرفتن: تاب نظارہ نیاوردن۔ میر نجات:

خورشید در مشاہدۂ آفتابِ تو
بے اختیار دست برابرو گرفتہ است[4]

دست بہ آب رسانیدن[5]: کنایہ از ریدن۔

(۱) ب: سفلگان (۲) ب: کورنش
(۳) م: برابرو، تصحیح از ب
(۴) نیز ب: حکیم زلالی:

پے نظارہ مہر از تاب آں رُو
گرفتہ دست بر بالاے ابرو

(۵) ب: رسانیدن

(ع)۔[حاجی محمد تقی] بسمل تبریزی (۱):

اے کہ خلقِ روح بخشت دی بہ بسمل کرد(۲) لطف
شیشۂ عطرِ بہاری ہم چو مینائے گلاب (۳)
ہچو آبِ بُو ندارد چوں نصیب از رنگ و بو
می رسانم من بیادت ہر سحر دستے بہ آب

دست بدستِ کسے پیوند کردن: امداد واعانتِ اُوکردن۔(ع)۔مسیح کاشی:

بس بلندی بخشدت روزِ جزا ایں دست رس
دستِ خود پیوند، گر با دستِ کوتاہے کنی

دست بداماں دادن: مرید شدن۔(ع)۔مفید بلخی:

قماشِ دامنِ پاکِ ترا ندارد گل
مُریدِ حسنِ تو اَم می دہم بداماں دست

دست بدست دادن: معروف؛ بہ اصطلاح کشتی گیراں در شروعِ کشتی دستِ یک دیگر گرفتن کہ آں مرسومِ آنہا است(۴)۔(ع)۔سَنَد در محاورۂ 'دہِ کُشتی بست' گذشت۔

دست با کسے یکے کردن: با اُو اتفاق کردن؛

---

(۱) پورا نام ب سے ماخوذ ہے۔ (۲) ب: کردہ

(۳) ب: حباب

(۴) ب: اس محاورے کے یہ معنی بھی دیے ہیں: "ہنگامِ افراطِ خوشی و نشاط گویند۔" میر یحییٰ شیرازی (م: یہ شعر آگے چل کر 'دست بہ دلال دادن...' میں آگیا ہے):

از تو متاعِ حُسن و ز ما نقدِ جان و دل
دستم بدہ بدست کہ سودا مبارک است

(ب: بدہ؛ م: بدہ)

سند در 'جامہ مرگ' گذشت۔ شفیع اثر:

کردہ مژگاں با نگاہش دست در قتلم یکے
تا مسلماں تیغ از بالائے کافری زند

دستۂ قیدِ مجلّد: دستۂ شکنجۂ مجلّد۔ میر الٰہی در ہجو دو کوزۂ لولہ دار گوید:

کہ باشد ہر یکے را لولہ در طول
فزوں از دستۂ قیدِ مجلّد

دست بہ دلال و بیع دادن: در صددِ (۱) بیع و شرا بودن، چہ رسم است کہ در حالتِ تخمینِ قیمت کالا دلالِ تخمین، دستِ بائع را زیرِ جامہ بدستِ خود گرفتہ بہ اشاراتِ (۲) معینۂ اصابع، تعینِ قیمت کند وبعد از آں ہمیں دستور بہ مُشتری اِخبار کند۔(ع)۔محسن تاثیر:

واعظ مکن مصافحہ را دست بیع زہد
کے خود فروش دست بدلال می دہد

ظہوری:

گر بہ بیعش اجل دہد دستے
کیسۂ پُر کنم بسود و زیاں

ایں شعر در ہجوِ اسپ است۔ 'دست بزیرِ شال بردنِ دلال' نیز ہمین است۔(ع)۔سعید اشرف:

پہلہ(۳) در سودا بود دلالِ او
می رود دستے بزیرِ شالِ او

'دست بدست دادن' نیز۔ یحییٰ کاشی:

---

(۱) صدد، تصحیح از ب

(۲) م وب: باشارات، تصحیح قیاسی

(۳) پہلہ بمعنی دستانہ (غیاث)

از(۱) تو متاعِ حسن و ز ما نقدِ جان و دل
دستم بدہ(۲) بدست کہ سودا مبارک است

دست بر کسے بستن: درخرابیِ او بجد بودن۔
(ع)۔ مخلص کاشی:

اے کہ بہرِ قتلِ مخلص دست داری بر کمر
خوش دگر دستے بریں نخچیرِ لاغر بستہ ای

دست بر در زدن: مرادفِ 'انگشت بر در زدن'، آں گذشت۔ طغرا:

ہچو طغرا بر درِ بے اختلاطے می زنم
تا بہ کے از بہرِ صحبت دست بر ہر در زدن

دست بالا کردن: کنایہ از تظلّم و فریاد۔ صائبؔ:

نیست ناقص را کمالے بہتر از اظہارِ عجز
دست گیرِ ناشناور دست بالا کردن است (۳)

و رقص کردن نیز۔ سلیم:

در سماع آیم ز ذوقِ رقصِ او من ہم سلیم
گردبادے تا بصحرا دست بالا می کند

دست بر رُوے دست و بر سرِ دست و بر بالاے یک دیگر نہادن: بیکار و معطل بودن۔ (ع)۔
میرزا صائبؔ:

نام خود را کوہکن کرد از سبک دستی بلند
دستِ خود بر رُوے دست اے آہنیں بازو مَنِہ

---

(۱) ب: ز (۲) ب: مدہ
(۳) نیز ب: صائب:

بوستاں از شاخِ گل دستے کہ بالا کردہ بود
در زمانِ سرو خوش رفتارِ او بر دل گذشت

وحید:

سعی نا کردہ پُر از دُرّ و گہر می گردد
چوں صدف، دست، وحیدؔ، ازتہی بر سرِ دست

سلیم:

خفتہ در راہِ تو از عجز اے غزالِ شیرگیر
دست بر بالاے یک دیگر نہادہ شیرہا

دستِ او بر سرِ من: یعنی آنچہ او را میسّر شدہ مرا ہم نصیب شود۔ (ج)۔ غیاث منصور فکرت کہ اشعار او را اخوند سعید اشرف انتخاب زدہ در بیاضِ خود نوشتہ، از آں جملہ است:

آشنائی یک سرِ مو نیست با آں کافرم
محرمی با زلفِ او اے شانہ دستت بر سرم

دست بازی: ملاعبت(۱) با معشوق کردن۔ (ج)۔
طالب کلیم:

بدست بازیِ دردِ(۲) مفاصلم مشغول
وگرنہ دردِ دلِ خویش(۳) را کنم اظہار

و در بازیِ شطرنج بہر مُہرہ اے کہ دست کنند، ہماں را بازند۔ (ج)۔ عوام ایں را 'دست مُہرہ' گویند۔ ظہوری:

من داغ پسندیدم و یاراں مرہم
در عرصۂ عشق دست بازی شرط است

---

(۱) 'ملاعبت' بمعنی شوخی و مذاق کرنا۔ (عمید)
(۲) ب: دزد
(۳) ب: ریش۔ دیوانِ کلیم میں یہ شعر نہیں ملا، البتہ اس بحر و قافیے میں ایک ذو مطلعی قصیدہ ہے: "در وصفِ بہار و مدحِ بادشاہ۔" مطلعِ اوّل ہے (ص ۴۸):

چمن تمام فرح شد ز انبساطِ بہار
چہ بادہ در سرو چہ گل بگوشۂ دستار

دست پیش داشتن: منع کردن۔(ج)۔
شاعرے[1] گوید:

ہوس بر آتشِ وصل تو خویش را زدہ بود
اگر حجاب نمی داشت دست[2] پیشِ مرا

کنایہ از گدائی نیز۔(ع)۔صائبا:

چو دست پیشِ تو دارد کسے گرہ کردی
ولے بوقت خراشِ دل آہنیں چنگی[3]

'**دست پیشِ کسے دراز کردن**' ہم بدیں معنی است۔
مسیح کاشی:

از بہر بوئے دوست، دو عالم کز آں ہُمااست
دستے دراز پیشِ صبائے نہ کردہ ام

'**دست پیش داشتن**' بخشش کردن نیز۔(ع)۔محسن تاثیر:

خجلتم ہست اگر قدرتِ احسانم نیست
دست گر پیش ندارم سرِ من در پیش است[4]

---

(۱) ب: مُلا شانی تکلو
(۲) م: دستِ (باضافت)
(۳) کلیات صائب میں یہ شعر نہیں ملا، البتہ اس ردیف و قافیے میں ایک غزل، بدیں مطلع ہے (ص ۶۸۰):

گذشت عمر و تو مستِ شراب یکرنگی
دمید صبح و تو چوں سبزہ در تہِ سنگی

(۴) نیز سعدی (''گلستان''، باب سوم، کلیات، ص ۱۳۶):

گفت خاموش کہ ہر کس کہ جمالے دارد
ہر کجا پائے نہد، دست ندارندش پیش

(ب: 'بدارندش...'؛ ''گلستان''، لکھنو، ص ۱۳۲: ''بدارندش پیش''۔ حاشیے میں وضاحت ہے کہ بعض نسخوں میں ''ندارندش'' ہے۔)

'**دست پرورد و 'دست پرور:** پرورش یافتہ؛
اوّل معروف؛ دوم، حاجی قدسی:

تیرش تمام سینہ پسند است و دل نشیں
ایں غمزہ دست پرورِ طرفِ کلاہ کیست[1]

دست پیشِ دہن[2] گرفتن: در وقتِ حرف زدن از غایتِ ادبِ مخاطب دست پیشِ دہن گیرند تا ناگاہ آب از دہن بر مخاطب نرسد۔(ع)۔ظہوری:

نہاں سرگوشیے از غنچہ با بوئے تو می فہم
کہ دستِ برگ از روئے ادب پیشِ دہن گیرد

دست پیچ: دست آویز: بستہ در 'دست بدلال دادن' 'گذشت' و در 'پائیجال' نیز۔نویدی شیرازی گوید:

عارضش را با گل خورشید گفتم توام است
کردہ زلفش دست پیچ ایں حرف وا زمن درہم است[3]

---

(۱) ب: 'بچشمِ سیاہ کیست'۔ حاشیہ میں 'طرف کلاہ...' بھی دیا ہے۔ نیز طالب آملی:

طفلِ اشکم دست پروردِ نسیمِ صبح نیست
داغ دارد باغباں را لالۂ خودروئے من

جلال اسیر:

گرچہ از دستت کسے را نیست رنگے از حنا
نیست یک گل در چمن کو دست پروردِ تو نیست

(۲) م: بہن، صحیح از ب
(۳) نیز صائب:

زخط بہ چہرۂ لغزندۂ تو دل شادم
کہ دست پیچ برائے نگاہ پیدا شد

ایضاً:

قضا را دست پیچ خود کند از کج روی ناداں
گناہِ لغزشِ خود کور دائم بر عصا بندد

(م: مثالیہ شعر نویدی شیرازی سے، جب کہ ب: نوری شیرازی سے منسوب کیا ہے۔ نویدی صحیح ہے۔ غنی، ص ۱۳۹)

دست چربی: موقوف، بجیمِ عجمی: امداد و اعانت کردن۔ (ع)۔ بعضے گویند، مالداری است۔ میرزا صائبا:

دریں زمانہ کہ امید دست چربی نیست
مگر چراغ ز خود روغنے بروں آرد

دستِ چرب: بہ اضافت، نیز: صائبا:

مکش منت ز دستِ چربِ ایں سنگین دلاں صائب
کہ روغن می کشد [1] از دانہ ریگِ رواں سودا

یحییٰ کاشی:

سوزندہ است گرمی شمع اے بتانِ ہند
کوتہ کنید از سرِ ایں دستِ چرب را

شفیع اثر:

دستِ چربے چوں دو چارت گشت مانندِ غسول
ہر چہ دارد در کف از ابرام یکجا می بری

لہٗ:

تا بخویش از حرص دکانِ توقع چیدہ ای
مردہ ای فیروزہ ساں تا دستِ چربے دیدہ ای

دستِ چرب بسر [2] کشیدن: اظہارِ شفقت و مدارا کردن۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

چہ گرگ است کہ بر پیرہنم مالیدند
دستِ چربے کہ کشیدند عزیزاں بسرم

دست خوں: موقوف، بحدِ پایے دادنِ ہمہ چیز، بجانِ داو زدنِ قمارباز۔ صائب:

---

(۱) ب: می کشند

(۲) ب: برسر، لیکن مثال میں بسر ہی ہے۔

دستت خونست داو اوّلِ ما
دو ششِ ماست نقشِ سینۂ باز [1]

لیکن میرزا انجو بکسرِ 'تا' ضبط نمودہ۔

دستِ خر: باضافت: کنایہ از ابرِ خر۔ (ع)۔ سند در 'مسر فیل' خواہد آمد۔ [2]

---

(۱) نیز ب: خاقانی:

در قمرۂ زمانہ فتادی بدست خوں
دامانِ کعبتین حریف پس دغا

(۲) ب: فغانی:

دراں قطار عجب بختیانِ بدمستند
کہ بارشاں سرِ فیل است و دستِ خر بر سر

طغرا:

چوں نباشد سامری را قفلِ دانش پاے گاو
نزد عیسائی کلیدِ معرفت دستِ خر است

فوقی یزدی:

مدعی دیگر عجب دستے بہ دامانش زدہ
در جہاں یارب کہ دائم دستِ خر کوتہ بود

نیز سعدی ("بوستان"، باب اوّل، کلیات، ص ۲۵۷):

ہم آہستہ بر برد پیشِ سرش
فرو گفت پنہاں بگوشِ اندرش
کسم پاے مرغے نیاورد پیش
ولے دستِ خر رفت ز اندازہ بیش

"بوستان"، مطبع قیومی، ص ۶۷ بعد، مطبع نظامی، ص ۳۲ بعد، نول کشور، ص ۶۹ بعد: تینوں نسخوں میں یہ اشعار نہیں ہیں اور حکایت کا آغاز اس طرح ہے:

بزرگے جفا پیشہ در حدِ غور
گرفتے خرِ روستائی بزور

جب کہ کلیات میں ہے:

شنیدم کہ از پادشاہانِ غور
یکے پادشہ خر گرفتی بزور

دست در گِل بودن و داشتن: بہ کافِ عجمی، بکسور؛ مہیاے تعمیر بودن۔ (ع)۔ صائبا:

گرچہ در تعمیرِ جسم غافل از دل نیستم
دست در گِل دارم امّا پاے در گِل نیستم

دست بر کمر داشتن و زدن: کنایہ از رعنائی و خودنمائی۔ (ع)۔ قاسم مشہدی:

ز پیچ و تابِ میانش چگونہ سر پیچم
دلم گرفتہ بدستے کہ بر کمر دارد

معز فطرت:

مبند دل بہ رعونت کہ می کند کچ گل (۱)
چو پہلہ پوچ شمر، دستِ بر کمر زدہ را

دست رنج: اجرتِ کار کہ بہ مزدور دہند۔ (ر)۔ شفیع اثر:

ہر چند موسیائی دلہا شوی، مخور
روزی ز دست رنجِ کساں چوں شکستہ بند (۲)

(۱) 'کچ گل کردن' بمعنی راز اور عیب ظاہر ہو جانا۔ (غیاث)

(۲) نیز ب: اوحدی:

زود چہ رنجی کہ دست رنج خورد
گرگ پروردہ را چہ خواہی کرد (کذا)

فردوسی:

یکے کاخ بد تارک اندر سماک
نہ از دست رنج و نہ از آب و خاک

نیز سعدی ("بوستان"، باب ہفتم، کلیات، ص ۳۶۳):

بیاموز پروردہ را دست رنج
وگر دست داری چو قارون بگنج

("بوستان"، مطبع قیومی، ص ۲۲۸، مطبع نظامی، کانپور، ص ۱۰۹، نول کشور، ص ۲۵۹)

(۶)

دست زدن: مرادفِ 'کف زدن'۔ (ر)۔ میرزا صائبا:

دست در دامنِ پُر خارِ علایق مزنید
تا برآئید ازیں خرقۂ تن دست زناں (۱)

دست فال: مرادفِ اوّل 'دشت' کہ گذشت۔ (ر)۔ معروفی:

دست فالے کہ جودِ او کردہ
گرو از بحر و کاں برآوردہ

دست فرو کوفتن: آمادۂ ہم آوردی و برابری شدن؛ چہ رسمِ پہلواناں است کہ چوں با حریف بر سرِ کشتی آیند دستہاے خود بر شانہ کوبند (۲) و آں کنایہ از اظہارِ پُر زوری خود است۔ (ع)۔ سند در 'دست بکردن' خواہد آمد۔ سنجر کاشی:

گردوں بزبردستی برخیزد اگر با من
تا دست فرو کوبد پیشش بزمیں باشد

دست کجی: بجیمِ تازی و کافِ عجمی؛ دزدی۔ (ع)۔ فوجی نیشاپوری:

اے زلف مبر (۳) دلِ کساں را
ایں دست کجی ز سر بدر کن

دستکاری: ساختنِ چیزے بغورِ تمام۔ (ع)۔ سعید اشرف:

(۱) م: دست ('زناں' موجود نہیں)۔ تصحیح از ب
نیز رومی (دیوانِ شمس، ص ۲۰۶):

غم را چہ زہرہ باشد تا نام ما برد
دستے بزن کہ از غم و غمخوار فارغیم

(۲) م: کوبند (۳) م: ببر۔ تصحیح از ب

باز می کارند بر طرفِ خیابانها چنار
باغ را بہر قدومت دستکاری می کنند

دستکار: اُستادِ ہنر مند۔

دستکش: بکافِ تازی، مفتوح۔ عصا کشِ کور۔ (ر)۔
طالب کلیم:

کوریست کہ با دست کشِ خویش نسازد
گر عقل ترا نفسِ تو مامور نہ باشد

ومغلوب نیز۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

تا دست کشِ سبحہ و زنار نہ گشتیم
در حلقۂ تقلید گرفتار نہ گشتیم

وشانہ کش نیز؛ سنجر کاشی:

با(1) زلفِ تو عروسی داماد در سفر
از دست کش فتادہ و از شانہ بینوا

وچیزے است از عالمِ بہلہ کہ بر دست کشند، در ترکی 'اَلچک' گویند؛ بجیمِ عجمی۔

دست گرفتن: دستگیری کردن؛ بدیں معنی مشہور است؛ از کاری باز داشتن نیز۔ نظام دست غیب (رباعی):

دل دوش خبر ز چشمِ مست تو گرفت
جان نشا(2) زلعلِ مے(3) پرستِ تو گرفت
می خواستی از لطف، بریزی خونم
آزردہ ام از حنا کہ دستِ تو گرفت

---

(1) ب: با (2) م: نشاء
(3) م: ی (صرف یائے معروف)
(4) نیز ب: خواجہ آصفی:

بسوے تیغ بر دوست دشمن ہلاک شوم
ز بیمِ آن کہ بگیرند دستِ یار مرا

میلی:

گردید تیز غمزۂ مستش بخونِ من
ہر چند دستِ اُو بشفاعت حنا گرفت

دست بند: عقدِ گوہرے کہ زناں بر ساعد بندند معروف است و نوعے از رقص کہ رقاصاں دست ہم گرفتہ رقصند۔ (ر)۔ منیر در "کارستان" گوید (فقرہ):

بدستانِ زناں دستورے داد کہ چنگ بدست
آرند و دست بند و بستہ نگار(1) آغاز کنند۔(2)

دستگاہ: سرمایہ و اسباب۔ (ر)۔ میرزا(3) صائب:

---

(1) ب: پستہ نگار؛ چراغ نیز غیاث (بحوالۂ چراغ ...)؛ 'بستہ نگار' بمعنی نامِ سرودے۔
طغرا:

ازیں رہ حور بر صوتش نثار است
کہ نقشِ چینیش بستہ نگار است

(2) معزی، دیوان، ص ۳۱۴):

گشت دستِ یاسمیں ز آسیب اُو بے دست بند
گشت گوشِ ارغواں ز آشوبِ اُو بے گوشوار

(قصیدہ در مدح ملک ارسلان ارغو... میں خزاں سے متعلق اشعار۔)
فرخی سیستانی: در وصفِ بہار و مدح ابو احمد محمد بن محمود ... (انتخاب دیوان، ص ۱۰۶)

ارغواں بینی چو دستِ نیکواں پُر دست بند
شاخِ گل بینی چو گوشِ نیکواں پُر گوشوار

نیز ب: نظامی:

ساعدے دست بندی کردند
بر سمن ریشخند می کردند

اسدی:

بہ ہر برزن آوازِ رامش گراں
بہ ہر گوشہ اے دست بند سراں

(3) م: مرا

نیست صائبؔ در بساطِ بحر، با آں دستگاہ
آنقدر گوہر کہ دارد دیدۂ ما در صدف

ومغلوب نیز۔ (ع)۔ طغرا:

چو گردباد[۱] ز دوراں گرت غبارے ہست
بروں فگن ز دروں دستگاہ، گرد مباش

وکارخانۂ اہلِ حرفہ۔ (ع)۔ میرزا صائب:

از دلِ بیدار و آہِ آتشین واشکِ گرم
دستگاہِ زندگی چوں شمعِ خاموشم جہیست

سعید اشرف:

از حباب، آبِ رواں چوں دستگاہِ شیشہ گر
و زگلِ شبّو گلستاں چوں دکانِ زرگری

ومسخرہ۔ (ع)۔ شفیع اثر:

باشد ز بہلہ، پنجۂ پُرنورِ آفتاب
در دستگاہ جلوۂ اُو دستگاہ تر

دستہ: مسخرہ۔ (ع)۔ سلمان ساوجی:

بنفشہ دستہ ازاں می شود بمجلسِ باغ
کہ در بہار بپوشد[۲] لباسِ تقوی را[۳]

باصطلاح کبوتر بازاں جوقے از کبوتراں۔ سالک قزوینی:

کبوتر باز معشوقے بدام آوردہ دلہا را
کہ از خیلِ ملک، ہچوں کبوتر، دستۂ دارد

بمعنی جمعے از مردم ہم۔ سلیم:

---

(۱) م: گردباد، تصحیح از ب
(۲) ب: نپوشد
(۳) نیز ب: ناصر خسرو:

من ز دست دلستاں شدہ ام (کذا)
دستۂ جملہ دوستاں شدہ ام

جدا شدیم ز ہم صحبتاں، خوش آں روزے
کہ بود دستۂ گل را حسد، بدستۂ[۱] ما[۲]

دستہ کردن: جمع کردن وفراہم آوردن۔ ظہوری:

واعظ[۳] چہ کنی دستہ حدیثِ گل وسنبل
برخیز کہ شوریدہ دماغ است دلِ ما[۴]

دست لاف: مرادفِ 'دست فال' کہ گذشت۔ (ج)۔ ظہوری:

تا شب در سودائے طرب بستہ شود
با غمِ روزے کہ دست لافی نکنم (۵)

دست و پا: سعی وتلاش۔ (ع)۔ کلیم کاشی:

کس نشد رنگیں بخوں، بے سعی در میدانِ عشق
زیں حنا ہر کس برد قسمت بقدرِ دست و پا

دستینہ: زیورے است کہ زناں بر ساعد بندند۔ (ج)۔ طالب آملی در صفتِ اسپ گوید:

---

(۱) ب: جسد بدست
(۲) میرزا ہمت... فرخ آبادی:

ما و پروانہ و بلبل ہمہ خویشان ہمیم
چشمِ بد دور کہ یک دستہ پریشان ہمیم

(۳) م: 'واعظ' تصحیح از دیوان (ص ۳)
(۴) نیز ب: ظہوری:

اثرِ با دستہ گل از امتحاں در دستۂ بینش
کہ ہر گاہ تن بر آمد شد فلک پامالِ رفتارش

(۵) نیز ب: امیر خسرو:

من ار لافے زنم از نامۂ خویش
شنّام دستِ لافِ خامۂ خویش

در فلکش پا بساں ساق طفال آشنا
در چدارش (۱) دست ہچوں ساعد دستہ دار

دستے و پشت دستے: مرادفِ پشتِ دست بر زمیں گذاشتن، و آں مشہور است۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

خوبان زپشتِ دستی صدرُوے دست خوردند
دستے چنیں کہ دارد دستے و پشت دستے

تناظرِ دال از منظرِ شینِ معجمہ:

دشت: معروف؛ و مرادفِ اوّل دشت؛ کہ آں گذشت۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

در محبت بسیہ دل بُردن فراوان است و بس
ہست اگر دشتے دریں سودا بیابان است و بس

میر نجات:

رنگیں نہ گشت دامنِ صحرا ز خونِ ما
دشتے نہ کردہ است بہار از جنونِ ما

دشت افروز: نامِ سیرگاہے۔ (ع)۔ باقر کاشی:

دشت افروز از نظر گے می رود
جلوہ گاہِ گل عذاراں یاد باد

---

(۱) م: چدارش؛ غیاث: جدار ('جیم' کے ساتھ)

تناظرِ دال از منظرِ عینِ مہملہ:

دُعاے قدح: نامِ دعاے است۔ (ع)۔ سلیم:

بغیرِ حرف مے از مے کشاں چہ می خواہی
کہ در نماز نخوانند جز دعاے قدح

دُعا کردن و گفتن: کنایہ از وداع شدن۔ (ع)۔
مومن استرآبادی:

راحت ز تن و جاں ز دل، آرام دعا گفت
تنہا ہمہ از عشق دلآرام دعا گفت

والہ ہروی:

معما گوست (۱) حسن و عشق در خلقش بود عاجز
چو من صاحب سلامت گفتم او (۲) گفتا دُعا کردم

دُعاے جوشن: دُعاے معروف کہ روزِ جنگ براے حفظِ خود خوانند و چوں جوشن وقایۂ نفسِ خود دانند۔ (ع)۔
جلال اسیر:

کوئے (۳) تیغ تو کے باکش ز طعنِ دشمن است
زخمِ تیغت چوں حمائل شد دُعاے جوشن است (۴)

دُعاے باران: نمازِ استسقا۔ صاحب "مدارج النبوۃ" در قصۂ رفتنِ حضرت عبدالمطلب بنمازِ استسقا نوشتہ۔ ظفرا:

مینا بپاے ساغر چوں سر نہد بسجدہ
چیزے دگر نہ خواند غیر از دُعاے باراں (۱)

دعوی داری: بخود گمانِ غیر واقع۔ (ع)۔
محتشم کاشی:

زہے طغیانِ حسنت بر شکستِ کارِ من باعث
ظہورت بر زوالِ عقل دعوی دارِ من باعث

---

(۱) م: کوست (۲) ب: و
(۳) م: کوہ، صحیح از ب۔ کلیاتِ اسیر میں یہ شعر نہیں ملا۔
(۴) نیز ب: صائب:

تن چو شد از زخم جوہردار، حصنِ آہن است
دل مشبک چوں شد از پیکاں دُعاے جوشن است

(۱) نیز ب: شفیع اثر:

مرا کہ عرضی دل ز چشمِ گریانست
ہمیشہ در روز بامم دُعاے بارانست

تناظرِ دال از منظرِ فا:

دفترِ نمدی: حرفِ بے اصل و بے تہ۔ (ع)۔ سلیم:

حسابِ کارِ سکندر گرفتن آسان است
چو دفترِ نمدی را کشود آئینہ

"کتابِ نمدیں" و "بیاضِ نمدیں" نیز گویند۔

میر الٰہی در ہجوِ شیدا گفتہ (رباعی):

شیدائے منافق کہ سراپاش بد است
ہم مرتد و ہم دواست[1] و ہم تخم دواست
با آنکہ کلوخ چیں بود اشعارش
دیوانش سبکتر از کتابِ نمد است

ناظم تبریزی در اظہارِ جبلِ ہجو[2] از زبانِ خودش گوید:

در بیاضِ نمدی ہم دو سہ سطرے دارم
از تمر نامۂ خاقانی و اصفاہانی

طغرا:

طغرا ز کتابِ نمدیں مسألہ جوشد
بشنو کہ چہ در فقر بہ احباب حرام است

وکنایہ از فرج[3] نیز۔ صفہانی[4] زباں دانے در رقعہ اے کہ از طرفِ خاتونے برائے شوہرش نگاشتہ[5]، نگاشتہ[6] (فقرہ):

دیگر محاسبۂ بے غیرتیِ آں مردکِ بے ادراک

---

(۱) ب: رواست
(۲) مجو: جس کی ہجو کی جائے۔ (غیاث)
(۳) ب: فرج (۴) ب: صفاہانی
(۶،۵) م، ب: نگاشتہ، تصحیح قیاسی

در دفترِ نمدینِ ما تخفیف یافت؛ سوگند بخصیۂ محتسب و ایرِ قاضی کہ اگر زیادہ از یک ماہ بوطنِ خود نیائی[1]، دفترِ نمدینِ خود را چوں جوالِ پشمینِ تو در ہم دوزم۔

شفائی نیز گوید:

از گہ و پشم و سریش است خرے ترکیبش
در کتابِ نمدین نسخۂ ایں معجون است[2]

---

(۱) ب: بیائی
(۲) نیز ب: الٰہی تی:

روحِ مقصود گر نخواہد ایں
نبرد نامِ دفترِ نمدیں

تناظرِ دال از منظرِ کاف:

دکان گردیدن: کنایہ از گرمی بازار و نہ مایہ بودنِ دکان۔ (ع)۔ صائبا:

فرده عمر کسے جاوداں نمی گردد
خراب تا نشود ایں دکاں نمی گردد

دکان گرداندن متعدمۂ؛ شانی تکلو:

فتادہ ام بدیارے کہ جنسِ دانش را
نمی خرند اگر صد دکاں بگردانی

حق تحقیق ایں کہ گردیدن بمعنی رونق و روز بازار است، تخصیص بدکان ندارد۔ گویند، 'خانہ در گردیدن است۔' 'میخانہ وحمام در گردیدن است۔' سند ''خانہ گردیدن' 'در' پاشنہ' درگذشت۔ طغرا:

تا زچشمت ہر طرف میخانہ ہا در گردش است
کز کتازت می خورد اینجا شراب، آنجا شراب

ہمو در توحید گوید:

بتخبِ سلطنت چوں تختۂ نرد
ازو نقشِ شہاں چو مہرہ در گرد (۱)

گویند، 'سلسلۂ فلاں چیز بگرد آمدہ است'؛ یعنی رو تمے بہم رسانیدہ است۔ صالح ہروی:

جانِ حزیں را دگر مژدۂ دورد آمدہ است
سلسلۂ عشقِ ما باز بگرد آمدہ است

از گرد افتادن: از رونق افتادن است۔ طغرا:

---

(۱) م: کرد

دستگاہ سینہ ریشاں نیست غیر از نالہ اے
بے فغان از گرد می افتد دکانِ آسیا

دِکدِکی: بہ اوّل وسوم مکسور و ہر دو کاف عجمی؛ عبائے اسپ۔ (ع)۔ یکے از لوطیاں گوید:

خدا مرا بکفل پوشِ دبۂ تو کند
بسانِ اسپ بزرگاں کہ دِکدِکی دارد

دُکّہ: بضمِ اوّل وتشدیدِ کافِ تازی؛ دکان۔ شفائی گوید:

بر در دُکّۂ دشنام فروشی بیجا
آمدی نقدِ حسد در کف وسودا کردی (۱)

---

(۱) تیزب: مسیح کاشی:

دُکّۂ عطر فروشی بکشا در سر کوے
کہ بود موے تو خوش غالیہ سازِ مجے

فوقی یزدی:

با وجود ہرزہ گردی ہا کہ کردم، نیست حیف
بر سرِ بازارِ دوراں دُکّۂ آدم گری

تناظرِ دال از منظرِ لام:

دل انداختن: دل پاے دادن و بیدل شدن۔ (ع)۔
حیاتی[1]:

دل نیندازم اگر تیرِ تو از جان گذرد
تا نگویند بہ سہمے سپر انداختہ ای

دل بدریا کردن و انداختن: کنایہ از جود و سخاوت
فوقِ مقدور۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

بدریا فگن دل اے ساقی و خُم را درمیاں آور
سرِ ما گرم[2] ازیں پیمانہ کم کم نمی گردد

و ہر چہ باداباد گویاں بردرِ توکل زدن و بر سوخِ ہمت بر کار
ہولناک کمر بستن۔ (ع)۔ سالک قزوینی:

چوں حباب از ہر شکستے دل بدریا می کنم
ناخنِ موجم، گرہ از کارِ خود وا می کنم

اشرف:

اشرف از گردوں نیابی گوہرِ مقصود[3] را
تا نیندازی دریں رہ دل بدریا چوں حباب

'دل را بدریا کردن' نیز گویند۔ صائبا:

در محیطِ آفرینش از حبابے کم مباش
کز[4] نظر وا کردنی دل را بدریا کرد و رفت

دل برلب و رو دویدن[5]: کنایہ از گریۂ خونیں

---

(۱) ب خیالی (صحیح: حیاتی) (۲) م: کرم
(۳) ب: مطلوب (۴) ب: گر
(۵) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

کردن۔ (ع)۔ ناظم ہروی در "یوسف [و] زلیخا" گوید:

زباں کردی اگر در نالہ اہمال
دلش برلب دویدے ہچو تبخال

شانی تکلو:

دل می دود بروے من از غصہ[1] رقیب
ہر گہ کہ یادِ شانیِ آزردہ دل کنم

دل بچیزے دوختن: متوجہ کردنِ دل بہ آں۔
قدسی:

دل دوختن بوعدۂ معشوقِ بیوفا
جز آرزوے خام و خیالِ محال نیست

دل بر سرِ زبان داشتن: آنچہ در دل باشد بر زبان
آوردن۔ (ع)۔ طالب آملی:

چوں کنم رازِ عشق را خس پوش
من کہ دل بر سرِ زباں دارم

دل پُر داشتن: لبریزِ شکوہ بودن و آں معروف
است۔ 'پُر بودن' ہم مرادفِ آں است۔ مسیح کاشی (رباعی):

آتش بزبانِ شعلہ بر من زدہ بانگ
کز بہر چہ ای بسانِ خاکستر گنگ[2]
گفتم کہ بدیں خساں ندارم سرِ جنگ
با آں کہ پُرم ز پاے تا سر چوں چنگ

قافیۂ مصرعِ اوّلِ ایں رباعی موافقِ لہجۂ ایران است۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۵) م: کتابت میں سب حروف مل گئے ہیں۔ محاورے کی شکل یہ بن گئی ہے: دل برلب دردودیدن، صحیح از ب
(۱) م: عصہ، صحیح از ب (۲) م: کنگ، تصحیح قیاسی

شاعرانِ ولایت از ایں قسم توالی بسیار دارند؛ چنانکہ حکیم زلالی در مثنوی مسمّٰی بہ "میخانہ" گفتہ:

اشکم از نامِ اُو چو غنچہ کند
رُوے خود سرخ از طپانچہ کند

والہ ہروی (رُباعی):

مرد آں کہ بزیرِ چرخِ پُر شورش و بانگ
از ترک و ز تجرید گلہ سازد و لنگ
از کس نہ پذیرد کہ برابر باشد
منّت چہ بحر وارو چہ طسوج و چہ دانگ (۱)

دل پُرسی: حال پُرسی۔ (ع)۔ صبحی:

غم نمی بود از ملامت گر بدل پُرسی مُرا (۲)
سُوے ما ہمچوں غمِ خود رسم می بود آمدن (۳)

دل دل و دل ودل کردن: اضطراب و بیقراری کردن۔ (ع)۔ صائب:۔

گہے بدستِ سنبلِ فردوس دل خواہیم داد
ما کہ در سوداے زلفِ یار دل دل می کنیم

---

(۱) نیز غنی (دیوان، ص ۳۶):

چوں آستیں ہمیشہ جبینم زچیں پُر است
یعنی دلم ز دستِ تو اے نازنیں پُر است

نیز ب: محمد ہاشم شہیدا:

خالی نساخت گریہ دلم را ز سیلِ خوں
از من چرا ہمیشہ دلِ آسماں پُر است

(۲) ب: مرا

(۳) نیز ب: رفیع:

دل پُرسیِ رقیب در افسردگی مکن
چوں زندہ نیست مار، بہ افسوں چہ احتیاج

سنجر کاشی:

دنبالِ چشمِ اُو دل و دل کردہ می روم
وز گریہ راہ را ہمہ گِل کردہ می روم

دَلَہ: بفتحتین؛ رُوباہِ سفید کہ از پوستِ آں پوستین (۱) سازند و نامِ زنِ حیلہ گر۔ (ر)۔ یحییٰ کاشی در صفتِ زنِ محتالہ اے گوید:

دہر ز مکرش دلِ پُر نالہ اے
ہر سرِ مویش دَلَہ محتالہ اے

دل دویدن: عاشق شدن۔ (ع)۔ جلال اسیر:

مشکل کہ در قلمرو ہستی بہم رسد
آسایشے کہ در قدمِ دل دویدگی ست

و طمع کردن نیز۔ ہمو:

دلِ دویدہ (۲) و چشمِ ندیدہ اے داری
ز آرزوے (۳) طمع درگذار (۴) خجلت باش

دل در گریباں فگندن (۱): زنانِ ولایت جہتِ رفعِ بدخوئی دلِ گوسفند در گریبانِ اطفال اندازند و ایں از عندیات است۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

طفلے کہ بدخوئی کند، از مہر سوزد دایہ اش
دل در گریبانش فگن شاید کہ تیمارش کند

دل دادن: بچہار معنی مستعمل است۔

اوّل: دلیر ساختن۔ (ج)۔ ظہوری:

---

(۱) ب: پوشش (۲) م: دل دویدہ

(۳) م: آرزوی، تصحیح از کلیات (ص ۳۱۶)

(۴) کلیات (ص ۳۱۶): گداز

عشق اگر دل دہد کبوتر را

جگر از سینۂ عقاب کشد

دوم: استمالہ کردن۔(ع)۔رضی دانش:

رُوے خندانِ طبیباں دل دہد بیمار را

باغباں بکشا ز ابرو چیں کہ بیمار دلم

سوم: عاشق شدن وگرمِ الفت گردیدن۔(ع)۔ظہوری:

تا رُو نہ دہی کہ می تواند رُو دید [1]

تا دل نہ دہی کہ می تواند دل داد

چہارم: اجازتِ دل دادن درکارے۔(ع)۔ظہوری:

ز دوستیش دلم چوں دہد کہ رو تابم

کہ ہر گہم ہنگہ گشت واز تغافل سوخت

'دل آمدن' ہم بہ ایں معنی است۔(ع)۔سنجر کاشی:

بالب آمادۂ فریاد ہر شب بر دَرت

آیم و دیگر دلم ناید کہ بیدارت کنم

سالک یزدی:

نباشد دُور گر قاصد جوابِ نامہ دیر آرد

کسے را دل نمی آید کہ از کوے تو برگردد

دل کردن: رغبت کردن۔(ع)۔محسن تاثیر:

جاے بدل نشینیِ آنجا ندیدہ است

گہے دل کند خدنگِ تو کز [2] دل گذر کند [3]

دل فروگیر: مکانے کہ دل درآں جا قرار گیرد۔(ع)۔حاجی [4] محمد جان قدسی:

بتماشاے خیالِ تو مرا جاے نیست

دل فروگیر تر از گوشۂ کاشانہ چشم

دل واپسی: علاقۂ دل؛ چوں کسے سفر کند و پابندِ محبتِ عیال و اطفال باشد، گوید: 'می روم لیکن دل واپسی دارم و از ایں رُو بیقرارم'۔(ع)۔صائبا:

چہ فارغند ز دل واپسی عزیزانے

کہ دل بہ عشوۂ دنیاے بیوفا نہ دہند

---

(۱) ب: افگندن (۲) ب: بگہے

(۳) ب: کند کند (۴) م: جامی

تناظرِ دال از منظرِ میم:

دم بستن: خاموش شدن۔ (ع)۔ شفائی در ہجو

جمعے گوید:

دم بستہ اند گر نغم شاں نوازشے
بے زخمہ ام سرود نہ خیزد ز تارِ شاں

والہ ہروی:

دیدہ را مژگاں زبان است و نگہ عرضِ نیاز
نیستم از گفتگو خاموش اگر دم بستہ ام

دم: معروف؛ بمعنی وقت نیز آرند۔ (ع)۔ محسن تاثیر گوید:

دمِ رفو نگرد چوں بزخمِ کاریِ ما
بجائے رشتہ بگردد بچشمِ سوزن آب

ازایں رُو "دمِ شام" و "دمِ صبح" نیز گویند۔ ہم از اوست:

تا[1] بادِ رُخے کشتہ چراغِ دلِ تاثیر
پاے کمی از صبح ندارد دمِ شامش

والہ ہروی:

از دست بردہ[2] گر من دمِ پیجا برعشہ ماند
در آستینِ حادثۂ روزگار دست

دمِ خود بہ کسے سپردن: در حالتِ نزع راز خود بہ او سپردن و قائم مقامِ خود کردن۔ (ع)۔ غزالی مشہدی:

آنہا کہ چوں مسیحا راہِ بقا سپردند
لب از سخن چو بستند دم را بما سپردند

عطائے[3] حکیم:

---

(۱) ب: یاد، چراغ: باد (۲) م: دست برد، صحیح از ب
(۳) ب: عطائی

چوں دمِ خود ہر کسے سپرد بہ پیری
ما دمِ خود را بہ پیرِ جام سپردیم[1]

دمِ تسلیم: وقتِ مردن و جان سپردن۔ (ع)۔ سند در "آب گردش" گذشت[2]۔

دُمِ گاو از سینہ رُستن: بہ اوّل مضموم: دُمِ گاو بر سینہ بستنِ ہنگامہ گیران و مسخرگانِ ایران۔ (ع)۔ شفائی:

آں گاو دُم از سینہ بروں رُستہ کہ می برد
جدّت بدرِ خانۂ یاراں یکجا رفت

دمِ نرم داشتن: بہ اندک گرمیِ حریف از جا رفتن۔

سعید اشرف:

با جوہرِ مردی اند ہر چند، و لیک
چوں خنجرِ مومیں دمِ نرمے دارند

دماغ شستن: پاک کردنِ دماغ از وساوس۔

---

(۱) نیز ب: سعید اشرف در تعریفِ قلیان:

شب از ہجرش چو زلفِ تاب خوردہ
بدوشِ صبح دم، دم را سپردہ
خمِ ابرو چو تیغِ زنگ خوردہ
بشمشیرِ اجل دم را سپردہ

مُلّا طغرا:

چو عیسیٰ ازیں خانہ اسباب برد
دمِ خود بہ شمشیرِ نازش سپرد

محمد امین آقاسی عباس آبادی:

عیسیٰ چو بخورشید برافراخت علم را
بسپرد بہ لعلِ شکر افشانِ تو دم را

(۲) خاقانی کہتا ہے (قصایدِ خاقانی، ص ۳۱):

دلِ من پیرِ تعلیم است و من طفلِ زباں دانش
دمِ تسلیم سر عشر و سرِ زانو دبستانش

نعمت خان عالی:

شکستہ است ابر، چہرۂ گلہاے باغ را
کو (۱) یک سبوے مے کہ بشویم دماغ را

دماغ آرایش دادن: ساز کردنِ دماغ (۲)۔

والہ ہروی:

زہشیاری دماغے دارم آرایش کہ در ہستی
دہانِ تلخ است از خمیازۂ آں نشۂ افیوں را

دم و دُود: نشان واثر؛ گویند، فلاں دم ودُودے ندارد؛ "از آنجا دم ودُودے برنخاست۔" (ع)۔ سالک یزدی:

ندارد ہر کہ در سر آتشِ عشق
چو تنباکو دم و دُودے ندارد

دُود و دم، (۳) ہم آمدہ؛ طغرا:

در آتشم فگندہ کہ بے دُود و دم نشیں
غم بر دلم گذاشت (۴) کہ رَو بر الم نشیں

حیاتی گیلانی:

آں تازہ گلِ باغِ رسالت کہ ز بویش
در عالمِ جاں دُود و دم (۵) صیف وشتا نیست (۶)

(۱) کو: صحیح از ب
(۲) ب نے وضاحت کی ہے یعنی کنایہ از سرخوش شدن وکردنِ دماغ۔
(۳) م: دوددودم، تصحیح قیاسی (۴) ب: گماشت
(۵) م: دودم
(۶) نیز ب؛ والہ ہروی:

بہ عہد ما زگرم وسردِ دُنیا دیدگاں والہ
بجز غلیانِ تنباکو ندارد کس دم و دُودے

نیز کلیم (دیوان، ص۱۰۲): (جاری)

از صفہانیے مسموع شد کہ 'دم و دُود' سامانِ ضیافت را ہم گویند۔ سید اشرف در تعریفِ غلیاں گویند:

رفیقِ و زادِ یارانِ مسافر
دم و دودِ حریفانِ معاشر

دَمَر: بہ تحتین؛ بر رُو خوابیدہ کہ درتازی 'منکوس' (۱) گویند۔ فوقی:

بہ گلشنِ غزنی (۲) غنچہ خفتہ ام، اما
کے نچیدہ گلے از حدیقۂ دَمَرم

ایضاً:

چہ گلہا کہ می چینم از باغِ عیش
دمے کآں پسر را دَمَر می کنم

دمیدن: معروف؛ تخصیصِ استعمالِ آں بہ (۳) جا سئلِ صبح وسبزہ وگل (۴) وکرنا وبادِ درمشک، خلافِ تتبع است، بل موردِ آں عام است، چنانچہ اساتذہ آوردہ اند۔ شفیع اثر:

تا عرضِ حالِ خویش کند، مطلعے دمید
آشفتہ ہمچو سنبلِ آہ از دلِ فگار

ولہ:

[گذشتہ سے پیوستہ]

اشکے ز دیدہ اے بچکاند حدیثِ من
قسم کہ ہست دُود و دمے بے اثر مرا

حافظ (قزوینی، ص ۲۶۳):

اے کہ طبیب خستہ ای رُوے زبانِ من ببیں
کایں دم و دُود سینہ ام بار دلست بر زباں

(۱) منتخب: نگونسار کردہ (۲) م: عربی، ب: غزنی
(۳) م: بیخ، تصحیح قیاسی (۴) م: لی، تصحیح قیاسی

چو خطِ یار زند در پیِ عشق (۱) تعطیل است
مگر کنند سبقہاے خواندہ را تکرار

طالب کلیم:

مدام تا کہ دمد آفتاب بعد از صبح
ہمیشہ تا کہ بباید چراغ پیش از شام

ولہ:

چنیں کہ تخم بہ تعجیل می دمد از خاک
فریبِ دانہ ازیں (۲) دامگہ نخوردہ (۳) شکار

شانی تکلو:

کوے سلمی کہ تجلی دمد از خاک آنجا
طورِ عشق است و کلیمش منِ غمناک آنجا

'افسون دمیدن' معروف است۔

دم زدن: سخن گفتن۔ (ج)۔ کاتبی:

ہیچ کس یک سرِ مو از دہنت آگہ نیست
دم ازاں جا نتواں زد کہ سخن را رہ نیست

و خاموش بودن۔ (ج)۔ صائبا:

ہر کہ چوں صائبؔ دلش گوہر شناسِ وقت شد
دم زدن را عمرِ جاوید آں تصور می کند (۴)

---

(۱) م: عشق (باضافت) (۲) دیوان (ص ۴۸) دریں
(۳) م: وامکہ نخوردہ۔ صحیح از دیوانِ کلیم (ص ۴۸)
(۴) نیز ب۔ بزمی:

اے ابر ہمسی نہ بچشمِ من اندری
دم زن زمانکے و بیا ساد کم گری

ابن یمین:

اے ماہِ دل افروز بگرداں قدحِ مے
چوں ماہ و فلک دم مزن از دورِ پیاپے

دماغ گرفتن: مرادفِ 'آستین بہ بینی گرفتن'
و آں گذشت۔ ظہوری:

آناں کہ خو بہ نکہتِ کاکل گرفتہ اند
در بوستاں دماغ ز سنبل گرفتہ اند (۱)

---

(۱) نیز ب: والہ ہروی:

مگر بجستِ رُوے تو کردہ بود گذار
کہ از شمیمِ صبا در چمن دماغ گرفت

محمد قلی سلیم:

چو شمعِ کشتہ ز دودِ فتیلۂ عنبر
فریب خوردۂ زلفش دماغ می گیرد

تناظرِ دال از منظرِ نون:

دنبہ گداز: چوں خواہند کسے را ہلاک کنند بنامِ اُو سوزنِ بسیار بر دنبہ خلانند و افسوں خوانند و در زیرِ آں آتش برکنند؛ وقتے کہ تمام گداختہ شود شخصِ مذکور زار و نزار شدہ ہلاک گردد۔ (ج)۔ سند در ''آش تتماج'' گذشت۔ (۱)

دنداں بہ فارسی نہادن و گذاشتن: فہمیدنِ حرف و قبول کردنِ آں۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

نیست ممکن تُرکِ من بر فارسی دنداں نہد
گر ز قندِ فارسی (۲) سازم جہاں را پُر شکر

سعید اشرف:

خوانے کشیدہ ام ز سخنہاے بامزہ
دنداں بفارسی نہ گذاری، چہ فائدہ

ماخذ 'فارسی نہ فہمیدنِ تُرک' است کہ آنہا غیرِ زبانِ ترکی نہ دانند؛ چنانچہ کلیم گوید:

بعرضِ حالِ دل آں چشمِ مست وا نرسد
ز تُرک نیست عجب گر زبان نمی داند (۳)

---

(۱) ب: محمد سعید اشرف:

تب و تابِ فروغ اُو از ناز
شمع را کردہ است دُنبہ گداز

(۲) ب: پارسی

(۳) متعلقہ غزل کا مطلع ہے (دیوان، ص ۲۱۸):

دلم بملکِ قناعت نشاں نمی داند
فغاں کہ ایں سگِ نفس استخواں نمی داند

ب میں مثال والے شعر میں 'وانرسد' اور 'ترک مست' دونوں غلط ہیں۔

(جاری)

دنبالہ آہنگ کشیدن: مدّ و مدِ بلند کشیدنِ دم کشاں۔ (ع)۔ میر صیدی:

بے تو بلبل می کشد دنبالہ آہنگِ مرا
بوے گل تعلیمِ تمکیں می دہد رنگِ مرا

دنداں: معروف است؛ و بوسہ۔ (ع)۔ باقر کاشی:

چند دنداں بجگر غوطہ دہم بخت کجاست
کہ بگیرم ز لبِ لعلِ تو دندانے چند

خسروی:

ز لعلِ یار دندانے گرفتم
حیاتے یافتم، جانے گرفتم

معانیِ دیگر در کتبِ لغت مرقوم است، از آں جملہ طمع و خواہش است۔ فغانی:

در آں مجلس بچیزے ہر کسے دنداں فرو بردہ
امیدِ ما بر آں لبہاے شکر خند خواہد بود

دَند: باوصفِ معانیِ دیگر کہ در کتبِ لغت مذکور است، چوبے را گویند کہ در وقتِ بافتن جولاہگان از ہر دانہ اُوتاری کنند۔ (ع)۔ محتشم کاشی:

ندارد ہیچ کار پیوندِ من
شکستہ است دندانہ دَندِ من

دنداں بہ دنداں نشستن: بستہ شدنِ دندانہا باہم کہ بزور بسیار تواں کشاد۔ (عؑ)۔ سلیم:

[گذشتہ سے پیوستہ]

نیز ب: سعید اشرف:

دنداں بفارسی نہ نہد غیر پیشِ ما
تا پیرویِ حافظِ شیراز کردہ ایم

از بس فشردہ ام بہم از جورِ روزگار
دندانِ من چو بخیہ بدنداں نشستہ است

'دنداں بدنداں کلید شدن' نیز ہمان است وایں حالت اکثر در غشی وصرع واقع شود۔ وحید در صفتِ حدّاد گوید:

اثر کلبتینِ دے از صرع دید
کہ دندانِ اُو شد بدنداں کلید

کلبتین: بہ فتح کاف تازی موحدہ ومثنات ویائے تحتی مجہول ونون، انبر آہن گران ومس گران[1] وزرگراں۔

دندانِ تر بر کسے داشتن: درصددِ ہلاکِ اُو بودن۔ (ع)۔ حسن بیگ رفیع:

بر من از گریۂ اربابِ ہوس ظاہر شد
کہ[2] بریں طائفہ دندانِ ترے دارد عشق

دنداں بہم خوردن: حالتے است کہ سرمائے شدید بہم رسد ودنداں بہم خورد، آں را 'دکدکِ دنداں' نیز گویند۔ میرزا محمد اکبر دولت آبادی درصفتِ برودتِ ہوا گوید:

ہمی[3] جست از دلِ آتش شرارہ
بہم می خورد دندانِ ستارہ

دنداں بہ چیزے بند کردن: طمع وخواہشِ آں کردن۔ (ع)۔ حسن بیگ رفیع:

از عشقِ بُنا گوش تو در حلقۂ گوشت
دندانِ طمع کرد گہر بند، شکستیم

دندانی کردن: شرمندہ کردن۔ (ج)۔ صائبا:

---

(۱) م: کران (۲) م: کہ ندارد، تصحیح از ب
(۳) ب: نمی

صبح را شرم شکرخندِ تو دندانی[1] کرد
غنچۂ گل[2] بکدامیں لب ودنداں خندد

دنداں نمودن: خندہ کردن۔ (ع)۔ میر صیدی:

صدف ز آزہ لب خود بخندہ نگشاید
گرش تو منع کنی از نمودنِ دنداں

واظہارِ عجز کردن نیز۔ (ع)۔ طغرا:

گرید[3] بحالِ چرخ وزمیں چشمِ منظرہ
دنداں نما شود ز پئے عجز کنگرہ

دنداں زنی: برابری وخصومت کردن۔ (ج)۔

طغرا در ہجوِ خیاط گوید:

بہ خیاط سوداگر ار سوزنی[4] است
چو بخیہ مدارش بدنداں زنی است[5]

سوزنی نامِ شاعرے است معروف۔

دنداں سرخ کردن[6]: خواہش کردن۔ (ع)۔

ناظم ہروی:

مکن چو موجِ بخونِ شراب دنداں سرخ
کہ می شود رُخِ دیں زرد ورُوئے ایماں سرخ

---

(۱) م: دانی، تصحیح از دیوان (۲) ب: غنچۂ گل
(۳) ب: گریہ (۴) ب: سرزنی
(۵) نیز امیر معزی (دیوان، ص ۱۹۲، در مدحِ ملک شاہ):

اے بسا خصم کہ با شیر ہمی زد دنداں
خدمتِ اُو بضرورت ز بُنِ دنداں کرد

نیز ب: سوزنی:

کسے کہ با تو بدنداں زنی بروں آید
بود زمانہ مر اُو را بہ قہر دنداں کن

(۶) م: کردند، تصحیح از غیاث

دنداں رنجش: آنچہ بوقتِ استماعِ سخنِ اوّل بہ نوعروس دہند۔ (ع)۔ سعید اشرف:

چو از لب عقدِ مروارید رانده
بدنداں رنجش اوّل دل ستانده

دنداں بر سرِ حرف و بر حرف گذاشتن: بر حرف قائم بودن۔ (ع)۔ اسماعیل ایما:

چوں قلم محرمِ اسرارِ جہاں می گردی
می گذاری بسرِ حرف اگر دنداں را

یحیٰی کاشی (رُباعی):

گے خواجۂ ما بادہ بلب راه دہد
کز گون دہاں ز پیریش گوز جہد
چوں بر سرِ حرف برگذارد دنداں
دنداں باید کہ بر سرِ حرف نہد

بعضے گویند کہ 'بر سرِ حرفِ خود قائم نبودن' است؛ بلے، ایں شعرِ محسن تاثیر:

گشتہ[۱] ای از رُوسیاہی منکرِ ایماں چرا
می گذاری چوں قلم بر حرفِ خود دنداں چرا

مُصَدِّق می تواند شد۔

دنداں بر سرِ دنداں نہادن: کنایہ از تحمّل کردنِ ناملائم۔ (ع)۔ سنجر کاشی:

دل کہ بارِ آسماں نابردہ را بر جاں نہاد
فرصتش بادا کہ دنداں بر سرِ دنداں نہاد[۲]

دنداں بدنداں زدن: کنایہ از دریغ وافسوس

(۱) م: گشتۂ، صحیح از ب
(۲) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

است۔ (ع)۔ طالب آملی:

تا بکامِ غیر دیدم لعلِ یار
چوں گہر دنداں بدنداں می زنم

دنگ: بہ اوّل مفتوح؛ صدائے کہ از برہم خوردنِ سنگ[۱] وامثالِ آں پدید آید۔ (ج)۔ باقر کاشی:

در جنونِ عاشقی دیوانہ را دنگے بس است
خاطرِ شوریده[۲] غوغا بر نتابد بیش ازیں

ونشانۂ نقطۂ پرکار[۳]۔ (ج)۔ زلالی:

توئی مانندِ دنگ و من چو پرکار
بگردت بے سر و بے پاے گردم[۴]

دنداں از چیزے کندن: بفتحِ کافِ تازی؛ ترکِ آں کردن۔ (ع)۔ یحیٰی کاشی:

چوں کَنم از دلِ خونیں دنداں
کہ بہ یاقوتِ لبش ہم رنگ است

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۲) نیز ب؛ صائب:

چوں صدف ہر کس کہ دنداں بر سرِ دنداں نہد
گوہرِ شہوار جاے خویش آید بر زباں

محمد طاہر کاشی نقاش:

دانی کہ چیست بخیۂ زخمِ زبانِ خلق
دنداں ز درد بر سرِ دنداں نہادہ است

(۱) م: ننگ، صحیح از ب (۲) م: شورمده، صحیح از ب
(۳) م: پرکارنہ، صحیح از ب (۴) م: کردم، صحیح از ب

تناظرِ دال از منظرِ واو:

دوالدن: تجل کردن ۔(ع)۔ مخلص کاشی:

ز لطف، مردم اگر بر نظر نشانندت
مرو ز جاے کہ چوں اشک می دوانندت

دوالک بازی: مکاری و حیالی ۔(ر)۔ مرادف 'تسمہ بازی' کہ گذشت ۔ میرزا جلالاے طباطبا:

مشیختی ابلہ دل دوالک باز
آستیں کوتہانِ(۱) دست دراز(۲)

دواتِ اشور میلی: کہ لیقۂ دوات بداں برہم زنند و بہ تازی 'محراکش'(۳) خوانند۔

دو بُرجی: کبوترے کہ در یک برج قرار نہ گیرد ۔(ع)۔ یحییٰ کاشی در تعریفِ دولتخانہ گوید:

کشد سوے خود بُرج ازیں منزلم
دو بُرجی شدہ چوں کبوتر دلم

'دو بامہ' نیز گویند ۔ سنجر کاشی:

جاے نمی روم ز در و بامِ ایں حرم
نے زاں کبوترانِ دو رنگِ دو بامہ ام

(۱) م: کوتہان، تصحیح از ب
(۲) نیز ب: امیر خسرو:

شود بمرتبہ با آسماں دوالک باز
کسے کہ گوشۂ فتراکِ تو بدست افتاد

(۳) ب: مجرہ کش؛ مصباح اللغات: المحراک: حرکت دینے کا آلہ، کریدنی؛ سٹین گاس: محراک a poker for sturing a fire

'دو بُرجی' بمجاز شخصِ ہرزہ گرد را گویند ۔ (ع)۔ سعید اشرف:

ز حُسنِ خادمِ ہندی و گرجی(۱)
شدہ چشمم تماشائی دو بُرجی

وحید:

دل از غمِ آں بتِ دو بُرجی
سوراخ بود چو نانِ گرجی(۲)

و بہ اصطلاحِ لوطیاں، شخصے کہ امرد بارہ و زن بارہ باشد نیز ۔ (ع)۔ سند در لفظِ 'خوجی' گذشت۔

دو برہم زنی(۳): بہ سعایت و غمازی میانِ دو کس نزاع انداختن ۔(ع)۔ شفیع اثر:

شیوۂ صلح و صفا کارِ دو برہم زن نیست
ہمچو مقراض نباید ز سخن چیں اصلاح

دو بحر زدن: شعرِ ذو بحرین گفتن کہ از صنائعِ شاعری است۔

دُود کردن: ظہور کردن ۔ شاعر گوید:

از کلاہِ نمدی دُود کند اخگرِ عشق
ایں نہ عودیست کہ در مجمرِ افسر سوزد(۴)

(۱،۲) م: کرجی، تصحیح از ب   (۳) دو برہم زن
(۴) نیز ب: ملا قاسم مشہدی:

شد عمرہا کہ گرم تغافل گذشتہ ای
من سوختم ہماں نگہم دُود می کند

صائب:

طالع نگر کہ خار و خس ما گرد دُود
جاے کہ ماہتاب بسوزد سپند را

دُودِ دل خالی کردن: درد دل ظاہر کردن۔ (ع)۔
محسن تاثیر:

پُر ز دستِ خویش چوں غلیاں کدورت می کشم
ہمدمے کو تا ز خود دُودِ دلی خالی کنم

دُودِ مشعل: نوعے از خربزہ و کنایہ از اسبابِ حشمت و جاہ نیز۔ مثالِ معنیِ اوّل؛ محسن تاثیر در صفتِ اقسامِ خربزۂ یزد گوید:

بے دودِ لطیفش شود مستجل
ہر کس کہ نخوردہ دُودِ مشعل

مثالِ معنیِ دوم؛ سعید اشرف:

می رسی آخر بدولت گر کنی تحصیلِ علم
از ترقی دُودِ مشعل می شود دُودِ چراغ

دُودِ چراغ: محنتے کہ در تحصیلِ علم کشند۔ سند بالا گذشت و نیز قسمے از خربزہ۔ محسن تاثیر:

تا دُودِ چراغ اُو نخوردے
دانا بلذیذ(۱) پَے نہ بُردے(۲)

دو دستی در آویختن: کنایہ از نہایتِ بے تکلفی۔ (ع)۔ والہ ہروی:

(۱) م: بلذید، تصحیح از ب
(۲) مرزا صائب:

ستارہ ریزیِ کلکِ سیہ زبان صائب
ز فیضِ خوردنِ دُودِ چراغ می دانم

شفیع اثر:

چو نامہ از سخن خلق می شود روشن
کہ ہر کسے چہ قدر خوردہ است دُودِ چراغ

کو شانہ زبان باز کش و بادِ صبا پاے
کآں زلف بآں رُوے در آویخت دو دستی

دُو دست گرفتن: نیز۔ خان خالص:

جز چاکِ پیرہن کہ دو دستش گرفتہ است
دستِ کسے بکوے(۱) گریباں نمی رسد

دُوریِ دوستی: سرگرم محبت کردن در دُوریہا۔ (ع)۔ شفیع اثر:

صلح و صفا نتیجۂ دُوریِ دوستی(۲) است
از مہر در مقابلہ مہ را رسد ضیا

دو تیغہ باز: بہادر، جنگ بسیار تلاش کن۔ طالب آملی:

گزیدہ ناوکِ مقراضۂ چہار پرش
کہ با دو شاخۂ پیکاں چو ذوالفقار اُفتاد
بسینۂ صفِ اعدا کہ خیلِ موراند
دو تیغہ باز چو نوکِ زبانِ مار اُفتاد(۳)

دُود کش: روزنے کہ براے دُود در حمام سازند و ایں را فارسی ساختۂ ہند گفتن دُود از نہاد و فارسی برآوردن است، چنانکہ شفائی گوید (رباعی):

اے بینیِ تو دُود کشِ شعلۂ تیز
وے ریشِ تو نیز(۱) بجو را دست آویز

(۱) م: بگوے
(۲) ب: محاورہ اور شعر دونوں میں 'دوری و دوستی' ہے۔ م: 'و' ندارد۔
(۳) نیز چراغ؛ محسن تاثیر:

زاں ہر دو زمیں بسرفرازی
تا چرخ کند دو تیغہ بازی

(۴) ب: اے ریشِ تو تیر

از جملہ ہجومِ پس(۱) بینی بگریز
برخیز ز پشتِ کوہ بینی برخیز

طغرا:

کرد ز خط پشت گرم (۲) لعلِ مے آلودرا (۳)
دودکشِ لالہ ساخت غنچۂ بے دود را

ازایں عالم است 'دہانۂ بخاری' 'دُودزنِ گلخن'۔ طالب آملی:

جاں کردہ سیہ لبِ حسودت
چوں دُود دہانۂ بخاری

ایضاً، ولہٗ:

نفسے نیست کہ چوں شعلہ ز دُودِ دلِ خویش
سُرمہ در دیدۂ روزن بکشم گلخن را

دو سری: کرباسے کہ بر رُوے محمل کشند، از عالم غلاف۔ محسن تاثیر:

زاں دو ابرُو دست عیاں نرگسِ آں شوخ پری (۴)
محملِ لیلیِ محجوب بزیرِ دو سری

وقسمے از خیمہ نیز۔ (ع)۔ شفیع اثر:

دشمنِ جانِ ترا عزمِ بیابانِ فناست
دائم از نیزہ ز بہرش دوسری بر سرِ پاست (۵)

دُور افتادہ: معروف؛ وکسے کہ فہمِ سخن خوب نکند،

(۱) ب: پیش (۲) م: کرم
(۳) ب: پہلا مصرع یوں ہے:
شد ز خطِ پشتِ لب سرخیِ پانش عیاں
(۴) ب: پہلا مصرع:
زاں رُو از دست عناں برکش اے رشکِ پری
(۵) ب: ناست

یعنی از ادراک دُور افتادہ است۔ (۱) ابراہیم (۲) جاہی:

کردہ ام رُوے چو خورشید ترا نسبت بماہ
مہ کجا، رُویت کجا، بسیار دُور افتادہ ام (۳)

دوشاب دلی: ہر ساعت بہ چیزے میل کردن، مثلِ زنانِ باردار۔ (ع)۔ خان خالص:

عیشِ خود را تلخ دارد عاشقِ دوشاب دل
خود نیاید ایں شکر شیرینی از خسرو (۴) مرا

سلیم:

گہے مے چنگ می خواہد گہے عود
بلے، انگور ہم دوشاب دل بود

دوش زدن: کنایہ از آگاہ کردن۔ سلیم:

زاہد چو حرفِ توبۂ خود می زند سلیم
ہر دم سبوے بادہ بمن دوش می زند

برابری کردن نیز۔ خان خالص:

ہر رند تنک مے بسبو دوش نمی زد
مے خانہ ازیں پیش نظام ونسقے داشت

دوستکانی: پیالۂ خود بدیگرے تواضع کردن۔ (ر)۔ مرادفِ 'جبا کردن' وآں گذشت (۵)۔

(۱) افتادہ ام، تصحیح قیاسی
(۲) م: براہیم، تصحیح از غنی (ص ۳۵)
(۳) نیز ب: محسن تاثیر:
مہ برآمد، بر رخش گفتم کہ لوحش سادہ است
آفتاب ایں لاف زد، گفتم کہ دُور افتادہ است
(۴) ب: شیرینیِ خسرو
(۵) م میں یہ محاورہ ('جبا کردن') نہیں ملا۔ دراصل صحیح لفظ "جبا" ہے اور "جبا" میں مذکورہ معنی دیے گئے ہیں۔

زلالی در "شعلۂ دیدار" گوید:

چشم نرگس ناتوانی می دہد
داغ لالہ دوستکانی می دہد

دَورِ کسے گردیدن: مرادفِ 'گردِ کسے گردیدن'۔ محسن تاثیر:

دَورِ اُو می گردم و از سر مرا(۱) وا می کند
چوں تواں کردن، بلے، دور ایں تقاضا می کند

دوش خوردن: مرادفِ 'پہلو خوردن' و آں گذشت۔ ظہوری (رباعی):

ایوانِ تو کز(۲) عرش سزد تمثیلش
گردید علوِّ آسماں تحویلش
گاہے کہ کند ماہ تہی پہلوئی
ز(۳) آنست کہ خوردہ دوشے از قندیلش

دو طلب کردن: دعویٰ سرانجامِ کارے کردن از عالمِ 'بیرہ(۴) برداشتن' ہند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

دو طلب کردہ سرشکم کہ بآں گو برسد
ہمتے بستہ نگاہم کہ بآں رُو برسد(۵)

دوگانہ: معروف و توأم نیز۔ (ج)۔ طالب آملی:

باگُل(۱) دوگانہ زادہ اُم از مادرِ بہار
خارم ولے نہ رہگذرِ گلستانیم(۲)

دولتِ خوابیدہ: مقابلِ 'دولتِ بیدار' کہ آں معروف است۔ میرزا اصائبا:

ز جُرمِ زیردستاں از تحمل چشم پوشیدن
دو چشمِ دولتِ خوابیدہ را بیدار می سازد

دولاب گردانی: از پریشاں حالی از یکے قرض گرفتن و بہ دیگرے دادن و بہ ایں ردّ و بدل مدار گذرانیدن۔ (ع)۔ سعید اشرف:

سبحہ گردانی بہ ہنگامِ پریشانی کند
زاہد از بے مایگی(۳) دولاب گردانی کند(۴)

ولہ:

آب و رنگِ چہرہ اش تا رفتہ بند و کرد(۵) رُو
حُسنش از بے مایگی(۶) دولاب گردانی کند

'دولاب' نیز۔ گویند، 'مدارِ فلانہ بدولاب می گذرد'۔ میرزا اصائبا:

خانہ آباد بہ معماریِ سیلاب کند
تاجرے را کہ بدولاب دکاں می گردد

'دولابی' صاحبِ ایں عمل است۔ ظہوری:

---

(۱) م: مراد، صحیح از ب
(۲) ب: گر
(۳) ب: نمانست
(۴) ب: 'بیڑہ' (ہندی لفظ)
(۵) نیز ب: تاثیر:

دو طلب کردہ غزالِ سخن از وحشتِ خویش
کہ بآں نرگسِ جادو برساند خود را

---

(۱) ب: بالکل
(۲) نیز ظہوری:

زہفتِ ابرُوے اُو طاق یافت محرابم
دوگانہ اے ز برائے یگانہ بگذارم

(۳) م: بے مایکی
(۴) ب: دوسرا مصرع پہلے دیا ہے۔ (۵) م: گرد
(۶) م: بے مایکی، صحیح از ب

ی ستاند از جگر خون و بداماں می دہد
سرخ رُوئی ہا بہ یُمنِ چشمِ دولابیم ہست

دوک: معروف و یکے از اوزارِ ابریشم تاب و پشم تاب است و آں آہنی باشد یا چوبِ مستطیل کہ در زیرِ آں چوبِ دیگر نصب کنند و آں آہن یا چوب را بدو دست گردانند تا ابریشم و پشم تاب خوردہ و تافتہ گردد۔ سیفی در تعریفِ ابریشم تاب گوید:

اے خوش آں دم کہ بیاویزدم از حلق چو دوک
کف زند برہم و در چرخ در آیم بشتاب

وحشی:

بدستِ عالم اُفتادست از و سر رشتۂ کارے
کہ شبہا پاس دارد گرگ دوک و پشمِ چوپاں را

دو نیابد: دُعائے بد یست، یعنی مجال و طاقت نیابد و نقش بمراد نشیند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

چنیں کہ خصم بما در مقامِ کج بازی است
یقیں کہ چوں خرِ طنبور دو نمی یابد (۱)

دول: بضمِ واو (۲) و مجہول نیز، کشتی۔ (ر)۔
مومن استرآبادی:

کشتیِ صبر چو طوفانِ فراقِ تو کشید
دول درباختہ (۳) و لنگر و (۴) سکانش نیست (۵)

---

(۱) نیز ب: شفیع اثر:

الٰہی دو نیابد اہلِ گردوں کز امدادش
مرامِ ترکتازی می کند ہر پئے سرافشارے

(۲) م: دواو، صحیح از ب (۳) باختۂ (بااضافت)
(۴) ب: دُندارو (۵) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمائیے۔

دُودِ دل: آہ۔ وحید:

ز رسوائی دلم جمعست در محشر اگر جویم
کہ از دُودِ دلِ من صبحِ محشر شام می گردد (۱)

دو نیم قرت باقی: در جائے گویند کہ شخصے باوصفِ حصولِ مقصود از سروا نشود (۲) و دست برندارد۔ منشا آں کہ سہ کس رفیق باہم بسفر بودند۔ شخصے کاسۂ ماست برائے آنہا آورد۔ چوں ظرفِ دیگر نداشتند، قرار دادند ہر یکے سہ قرت از آں بسر کشد، اگر باقی ماند باز دورہ از گیرند۔ یکے از آں سہ تن، کہ ابتدا بخوردن کرد، تمامش بہ نیم قرت درکشید و گفت، 'دو نیم قرت از من باقی است۔' از آں باز مثل شد۔ (ع)۔ سعید اشرف (رُباعی):

تا بزمِ طرب ناز و نعیمش باقیست
خرم دلِ عاشقے کہ بیمش باقیست
لب برلبِ یار و دیدہ اش پُر خون است
پیمانہ ہماں دو قرت و نیمش باقیست

دوچار شدن و دوچار اُفتادن: معروف: اوّل

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۵) نیز ب: کمال اسمٰعیل:

چوں دول ایں یکے ریسماں در گلو
چو چرخ آں یکے کندہ بر ہر دو پا

(۱) نیز حافظ (پژمان، ص ۹۴):

سیاہ نامہ تر از خود کسے نمی بینم
چگونہ چوں قلمم دُودِ دل بسر نرود

نیز ب: میرزا طاہر وحید:

پُر ز دستِ خویش چوں غلیاں کدورت می کشم
ہمدمے کو، تا ز خود دُودِ دلی خالی کنم

(۲) م: وا نشود

مشہور است۔ دوم فغانی راست:

چناں مستم کہ شمع از شخص و شخص از سایہ نشناسم
اگر ناگہ دوچار افتم شبے در کشتِ مہتابت

دویدنِ چشم: بسیار نگاہ کردن (۱) در تجسسِ خبرے (۲)۔ سعید اشرف:

بسکہ چشمم می دود بر جام و ساغر می نہد
دیدہ ام را موجِ مے زنجیر بر پا چوں حباب (۳)

(۱) م: کرد (۲) ب: چیزے
(۳) نیز ب: واعظ قزوینی:

باشد گدا ہمیشہ عرق ریزِ آبرو
از بس دود چو چشمِ طمع از برائے زر

محسن تاثیر:

کارے نتواں بے مددِ دیدہ رواں کرد
چشم از پے کارے کہ دود، خوب تواں کرد

تناظرِ دال از منظرِ ہا:

دہ می بینی و فرسنگ می پرسی: یعنی آنچہ در پیشِ نظرِ تست تفحصِ آں می کنی۔ در مقامِ تجہیل گویند۔ (ع)۔
ابراہیم ادہم:

ز شورِ عشق آگاہی و از فرہنگ می پرسی
چہ حالست اے کہ دہ می بینی و فرسنگ می پرسی

لمؤلفہ (رباعی):

از سیرتِ نواب مرا می پرسی
داند ہمہ کس تو از کجا می پرسی
دانی کہ لئیم است و خسیس است و بخیل
بینی دہ و فرسنگ چرا می پرسی

دہن خوانی: الزام دادن۔ میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ می فرماید:

عشق مرا چہ غم ز دہن خوانیِ رقیب
سیمائے آتش از دمِ عدو نشکند (۱)

دہنِ فرنگ: سنگے است کہ در دوائے چشم بکار آید و آں را 'زنگارِ معدنی' و 'دہنۂ فرنگ' گویند۔ میر الٰہی ہمدانی:

ہم بس یار است و ہم طلا یار
طبع دہنِ فرنگ دارد

(۱) نیز ب: شاعر گوید:

قلندر مشربم گردیدہ ملکِ فقر تسخیرم
دہن خوانی کند بر پادشاہاں زنگِ زنجیرم

دھنِ تیغ: دمِ تیغ۔ میرزا صائبؔ:

سہل مشمار عدو را کہ مکرّر در رزم
دہنِ تیغ من از آبِ رواں ریختہ است

یحییٰ کاشی:

تن می دہیم در دہنِ تیغ بے دریغ
زاں پیشتر کہ طعمۂ زاغ و زغن شویم

'رُوے تیغ' ہم گویند۔ (ر)۔

دہ دھی[۱] و دھی: زرِ رائج کامل عیار۔ در ہند 'بارہ بانی'،[۲] گویند؛ از ''آئینِ اکبری'' معلوم شد؛ و مجد الدین علی قوسی نوشتہ:

زرے کہ دہ مثقالِ آں در کورہ بزند، از غایتِ پاکی مطلقاً از آں کم نشود و ہماں دہ مثقال برآید۔

حاجی محمد جان قدسی:

بر عیارِ من نظر کن با حریفانم مسنج
قلبِ دہ پنجی نسنجد کس بنقدِ دہ[۳] دہی

حیاتی گیلانی:

ہمہ در دانشِ زر است دہی
ہمہ در کیسہ اش نقود و عیار

دہ پنجی: زرِ کم عیار، بسیار غش۔ سند بالا گذشت۔

دھلو: دہلی کہ آں شہرے است معروف؛ پایۂ تختِ سلاطینِ ہند۔ ظہوری:

سرِیرے کہ شیرین و خسرو زدند
ز دارائے شروان و دہلو زدند[۱]

---

(۱) ب: دہ دہ
(۲) ب: بارہ انی
(۳) ب: بعد، ہیچ از ب

(۱) نیز ب: امیر خسرو، خطاب بہ... فیروز شاہ:

تا یک اہم بخش، باز آخر بفرما، بار گیر
یا بفرماں دہ کہ گردوں شیمم و دہلو روم

و در قصیدۂ ''مرأت الصفا'' آوردہ:

سخن را گونہ گفتم من بلند امروز در دہلو
کہ از خوابِ گراں بیدار کردم شہر دانش

تناظرِ دال از منظرِ یاے حُطّی:

دیدہ نازک کردن: بہ امعانِ نظر دیدن۔ (ع)۔ طالب آملی:

من ندانم گہرِ خویش، تو صاحب نظری
دیدہ نازک کن و بنگر کہ ہمانا خادم

دیدار بینی: عشق بازی دو نوع است: یکے دیدار بینی کہ آں پاکبازی (۱) است و دوم ہرزہ کاری کہ آں بر ہر تر و خشک زدن است۔ بہ اصطلاحِ لوطیاں، قسمِ ثانی را 'کاردِ مطبخ' گویند۔ (ع)۔ سعید اشرف:

پاے بستِ عالمِ سفلی بہ علوی کے رسد
ہرزہ کاری دیگر و دیدار بینی دیگر است (۲)

دیدن کردن: بہ ملاقات رفتن۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

فغاں کہ غمزۂ بیباک او نداد اماں
کہ آں دو نرگسِ بیمار را کنم دیدن

'**دیدنی کردن**'، بہ یاے حطّی معروف نیز۔ اختری یزدی:

بشب جمعہ کنم دیدنیِ دخترِ رز
زاں کہ میخانہ نشیں درشب آدینہ بود

دیگر کسے چہ خاک (۳) بر سر کند: یعنی چہ زیادہ ازیں سعی و تلاش کند۔ (ع)۔ میرزا جلال اسیر:

گشتم غبار و (۱) از سرِ کوئش نمی روم
دیگر چہ خاک بر سرِ طاقت کند کسے

دِیل بلمز: بکسرِ دالِ مہملہ و یاے حطّی و چہارم موحدہ و آخر زاے معجمہ؛ عبارتِ ترکی است، یعنی زباں نمی داند۔ دیل: زبان، و بلمز: نمی داند، و مز: علامتِ نفیِ مضارع است۔ مخلص کاشی:

خاطر نشاں نمی شود او را نگاہِ عجز
از ترکِ دیل بلمزِ چشمش حذر کنید

دیوار گوش دارد: مبالغہ است در حفظِ راز۔ محسن تاثیر:

حفظِ زباں ز صاحبِ دولت بود ضرور
دیوار گوش دارد اگر در کشودہ است (۲)

دیو زدہ: کسے کہ آسیبِ دیوش رسیدہ باشد۔ طغرا:

مستم (۳) گرفت شحنہ، بخور غم کہ چوں گرفت
انکار کن کہ دیو زدہ (۴) را جنوں گرفت

دیدہ گرم کردن: مرادفِ 'چشم گرم کردن' کہ کنایہ است از یک چشم خواب۔ (ع)۔ فغانی:

---

(۱) م: باکپازی، تصحیح از ب
(۲) نیز ب: درویش والہ ہروی:
بخاطر گرچہ بابے شعورے
ز من آب و آئینہ دیدار بینی
(۳) ب: دیگر چہ کسے خاک۔

---

(۱) م: غبارِ، تصحیح از کلیاتِ اسیر (ص ۳۹۰)
(۲) نیز ب: محمد قلی سلیم:
از یار مصلحت نیست آہنگِ شکوہ کردن
چوں دف بحلقۂ ما دیوار گوش دارد
(۳) ب: چشم
(۴) ب: دیو زدی

شبہا منم ز دردِ تو تا روز و آہِ سرد
تا کردہ گرم دیدۂ بیدار اندکے[1]

دیگ بر بار[2] کردن: بر دیگدان نہادن و یک جہت طبخِ طعام۔ (ع)۔ خان خالص:

آتشِ بلبل را بہ پیشِ گل ہمانا می پزد
لالہ را دیدیم دیگے در چمن بر بار[3] داشت

دیگ جوش: طعام پختن برائے فقرا۔ (ع)۔ طغرا:

بس کہ سیلِ گریہ ام آشوبِ دریا می شود
دیگ جوشی می کند گر از سرش وا می شود

جویا در تعریفِ کوہِ پیر[4] پنچال گوید:

سلامت تا نسیم ایں رہ سپارد
ز لالہ دیگ جوشی نذر دارد

دیدنِ دیوانہ ماہِ نو: بجوش آمدن جنوں، دیوانہ ماہِ نو بیند[5] جنونش بالا گیرد۔ (ج)۔ سلیم:

ازاں مجنوں شود از دیدنِ ماہِ نو آشفتہ
کہ می بیند بدستِ دیگرے خلخالِ لیلیٰ را

شاپور:

ز ابروے بخشِ من آنچہ دیدم
کہ دیوانہ نہ بیند از مہِ نو

---

(۱) نیز ب: امیر خسرو:

پہلوے نگیں بزمیں نرم کرد
دیدہ بخفتن قدرے گرم کرد

(۲،۳) غیاث بحوالۂ مصطلحات...، وب: بربار
(۴) م: پیرپنچال؛ ب: تنجال، تصحیح از کلیاتِ جویا (ص ۲۰۸)
(۵) م: بنید (دوسرا حرف 'نون')

دیوار بلند: موقوف؛ کنایہ از دولتمند۔ (ع)۔
سالک یزدی:

یک برگ ز صد باغ ندیدیم وگذشتیم
از کوتہیِ ہمتِ دیوار بلنداں

دیوارِ کسے کوتاہ دیدن: کنایہ از عاجز وزبوں دیدن۔ (ع)۔ امیر شاہی:

غمت صد رخنہ در جاں کرد مارا
مگر دیوارِ ما کوتاہ تر دید

دیوان: چند معنی دارد۔ اوّل: داد و فریاد و ماجرا۔
شانی تکلو:

بسوختی دلِ خود ز استماعِ کشتنِ ما
ترا کہ گفت کہ دیوانے ایں چنیں خوش[1] پرس

میرزا صائبا:

دیوانِ عاشقاں بقیامت نمی کشد
ایامِ خط تلافیِ بیداد می کند

دوم: دار العدالہ۔ شانی تکلو:

من ایں کینے کہ از رشکِ رقیبانت بدل دارم
بخواہم جز بدیوانِ جزا از دل بدر کردن

سوم: کتابِ شعر و شاعر، و آں مشہور است۔
چہارم: صاحب مسند۔ مومن استرآبادی:

اے کہ[2] القابِ ہمایوں از خدائے ذوالجلال
پادشاہ و خسرو خاقان دیواں[3] یافتہ

و آنرا 'صاحبِ دیوان' نیز گویند۔ شفیع اثر:

---

(۱) ب: خون (۲) ب: آنکہ
(۳) ب: خاقان و دیوان

صاحب دیواں علی ابن[1] ابی طالب کہ ہست
خلق عالم را ز نامش اسمِ اعظم بر زباں

'میر دیواں'، نائب و پیشکار۔ (ع)۔ حاجی محمد جان قدسی:

چوں سلیماں خواست شاہا کہ اربابِ نظر
بر دَرت صد چوں سلیماں میر دیواں یافتہ

تناظرِ ذالِ معجمہ از منظرِ واو:

ذوالفقار: نام شمشیر حضرت شاہِ نجف، بدیں معنی معروف و نامِ قنادی مشہور۔ میر نجات:

حلوائے صلح غمزۂ خنجر گذار بود
قنادیِ محلۂ ما ذوالفقار بود

---

(۱) م: بن۔ تصحیح قیاسی

تناظرِ ذالِ معجمہ از منظرِ ہا:

ذهن کشتی: بجا ماندنِ کشتی بسبب نبودنِ باد۔(ع)۔
چنانکہ محمد علی ماہر در ''مناظرۂ شعرِ خواجۂ شیراز بہ طاہری[1] نام شاعرے'' نوشتہ:

دراصطلاح بے باد کشتی ست ذہن یعنی
چوں ذہنِ تو معطل ادراکِ مدّعا را

محسن تاثیر:

دلیل بود تپیدن بوصلِ دلبرِ ما
چو ذہن[2] کشتیِ ما سخت خورد لنگرِ ما

ذهن دریا: گرداب است وقعرِ دریا۔(ع)۔اشرف:

ز برہم خورد گیہا ناشکیبا
گرفتہ[3] خاطرش چوں ذہن دریا

'ذهن' بمعنی تہ و باطن نیز آرند۔اشرف:

بسانِ آئینہ از سادہ لوحیم چیزے
بذہن نیست مرا، ہر چہ ہست در ذہن است

(۱)ب:طاہری (۲)ب:بذہن
(۳)ب:گرفتہ اش

تناظرِ رائے مہملہ از منظرِ الف:

راست خانه: کسے کہ راست و درست باشد۔(ج)۔
میرزا صائبا:

از خصم کجرو است چہ غم راست خانہ را
تیرِ کج است آیۂ رحمت نشانہ را

ناظم ہروی:

کجیہا شد ز شرعت راستخانہ
کمانہا تیر آمد بر نشانہ[1]

راحتی: طشتِ جائے ضرور۔سندِ آں در 'دار الحدث' گزشت؛ وہم[2] چراغیست کہ پایہا دارد و آں را 'چراغپایہ راحتی' گویند۔(ع)۔

رازِ دل کردن[3]: ظاہر کردنِ رازِ دل۔باقر کاشی:

بر من شبے نمی گذرد کز جفاے تو
تا روز رازِ دل نہ کنم با خداے تو

رام رنگی: بہر دو رائے مہملہ بلفظِ ہندی است۔
جہانگیر بادشاہ شراب را بدیں نام خواندہ۔طالب آملی:

نہ ایم منکرِ صہبا و لیک می گویم
کہ رام رنگیِ ما نشاء[4] دگر دارد

(۱)نیز ب:کمال اسمٰعیل:

چو راست خانہ کسے ام کہ روزگار مرا
ہمی طرازد بر خطِ استوا پردہ

(۲)م:وہم (پہلا حرف 'دال')،تصحیح قیاسی
(۳)ب:رازِ دل با کسے کردن (۴)م:نشاہ

رانگی[1]**:** پاردم۔(مع)۔شاعرے در ہجو گوید:

وسمہ بر ابرو چو کشیدی خلَف[2]
رانگیِ اشترِ خوردہ علف

راہ خوردن: قطع کردنِ راہ بسرعت از قبیلِ طیِ ارض۔(مع)۔ظہوری در صفتِ اسپ گوید (رُباعی):

ایں رخش کہ منکش نجہد برق جہاں
چوں صیتِ شہنشاہ دوَد گردِ[3] جہاں
بر مائدۂ طیِ مکاں مہمان است
در راہ خورے نقشِ سُمش گشتہ دہاں[4]

راہ بسوے کسے بردن: بسروقتِ اُو رسیدن۔

میرنجات:

غیرِ داغے جنوں ز گمنامی
کہ دگر راہ می برد بسرم؟

راہ نشین: کنایہ از گدائے بے خان ومان کہ بر سرِ راہ نشستہ گدائی کند۔(ج)۔میرالٰہی (رُباعی):

دلخواہ او کہ ہست ماہِ خرگاہ نشیں؟
خورشید بود بگوے او راہ نشیں
از دیدۂ من بروں نخواہد رفتن
کو شاہِ منست وچشمِ من شاہ نشیں

راہ روشن کردن: راہ نمودن۔میر[5] فصیحی:

برگلو از طوقِ راہِ تیغ روشن می کنم
قمریِ ایں گلستانم بالِ[1] بسمل می زنم

راہِ کور: بہ اضافتِ توصیفی؛ راہِ غیرِ مسلوک۔

میرزا صائبؔ:

بے بختی[2] ایّام بصیرت نتواں یافت
کورست ہماں رہ کہ لگدکوب نباشد

راہ دادنِ فال: حُسنِ ارتکابِ امرِ معہود از فال و استخارہ معلوم کردن۔(مع)۔حاجی محمد جان قدسی:

راہم دہد چو فال برفتن ز دوستی
با ہر کہ مشورت کنم از اہلِ ایں دیار[3]

راہِ دریا قفل بودن: عبارت است از غیرِ موسمِ سفرِ دریا کہ آں ہنگامِ سیل وطوفان است۔(مع)۔محسن تاثیر:

تا درِ میکدہ باز است بہ مسجد نرَوم
از رہِ خشک روَم چوں رہِ دریا قفل است

آں را 'قفل شدنِ دریا' نیز گویند۔ہم اُوراست:

قفل گردیدنِ دریاست نظر بستنِ ما
مژہ برہم زدنم بال و پرِ طوفان است

سیفی در صفتِ قفل ساز گوید:

راہِ مردم بست از قفلِ تو سیلِ اشکِ ما
ہر کجا شد قفلِ دریا، نیست امکانِ گذر

'**قفل در راہ بودن**'، مطلق بند بودنِ راہ است۔(مع)۔

---

(۱)م:رانگی (چوتھا حرف 'گاف')؛عمید:رانگی
(۲)ب:سلف؛عمید:شلف بمعنی زنِ بدکار
(۳)م:دود کرد،تصحیح از ب
(۴)م:دونوں مصرعوں کا ایک مصرع بنادیا ہے،تصحیح از ب
(۵)ب:میرزا غنی (ص۱۰۱،۱۰۲):میر

---

(۱)م:فال،تصحیح از ب (۲)م:بختی،تصحیح از ب
(۳)نیز ب:شاعرے:

مصحف رو عاشق نمد بجانبِ معشوق
قائلم مگر از 'وامق و عذرا' یکجائی

طغرا:

خضر چو دید کہ قفل است در رہم ز رفیق
کلیدِ تفرقہ بر پرّۂ بیاباں[۱] زد

راہ حَسن کوچۂ چپ[۲] زدم و صاف گذشتم: درجاے گویند کہ در راہ رقیبا چوں مُخلّے از دور پیدا شود، از کوچۂ دیگر چشم پوشیدہ بگذرند، یعنی عیّاری کردیم و از شرِ مُخل وارَستیم۔ (ع)۔ حَسن نام عیّارے است کہ چپ دست بودہ۔ (ع)۔

براہِ دویدہ: بالاِضافہ؛ کنایہ از سعی و تلاشِ بے فائدہ۔ چوں کسے بسفر رَوَد و بے نیلِ مقصود برگردد، از اُو پرسند: 'سفر چہ فائدہ داد؟' گوید، 'راہِ دویدہ'؛ یعنی منازل طے کردہ۔ اصلِ مثل آنکہ اَمردے کون می داد و از وجہِ کون ہر چہ حاصل می کرد بر فقرا قسمت می نمود۔ چوں ریشش ہمگیر شد دزدی پیشہ کرد۔ بدستور آنچہ بدستش می افتاد پیشِ فقرا می کشید[۳]۔ روزے از اخوندِ ظریف مسئلہ پُرسید۔ اخوند گفت، 'ثواب و گناہ برابر آمد، راہِ دویدہ و کونِ دریدہ بتو واماند'[۴]۔ (ع)۔
محسن تاثیر:

مشتاق ترا ساغرِ نے آہ کشیدہ است
مجنونِ ترا سودِ سفر راہِ دویدہ است

راست پا آمدن: از جاے بجاے آمدن بے تاخیر درراہ۔ (ع)۔ کمال خجند:

در چمن می رفت ذکرِ قامتِ دلدارِ ما
سرو دامن برزد و آمد بہ بستاں راست پا

راہ پیش گذاشتن: رہنمائی کردن۔ میرزا صائبا:

گر آوارگی راہے گذارد پیشِ من ورنہ
چناں خود را گم کردم کہ خضرم رہنموں گردد

راہ از پیشِ پا برداشتن: کنایہ از ترکِ تردّد و تلاش کردن۔ (ع)۔ اسمٰعیل ایما:

خویش را مردہ در جہاں انگار[۱]
راہ از پیشِ پاے خود بردار

راہِ بریدہ: بالاِضافہ؛ راہے کہ بسبب رہزنیِ قطاع الطریق غیر مسلوک بود۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

در عہدِ سبک دستیِ آں غمزۂ خونریز
شمشیرِ تو آسودہ تر از راہِ بریدہ است[۲]

رہ بہ بست آمدن: بند شدن راہ۔ (ع)۔ جلالاے یقین کاشی:

تا دلِ شیفتہ از بزمِ تو مست آمدہ است
راہِ اندیشۂ اغیار بہ بست آمدہ است

راہِ کوہ رفتن: عملِ لواطہ کردن۔ (ع)۔ سعید اشرف:

تخن بگریست[۳] تحسینِ سخنداں چہرہ آرائش
ز راہِ کوہ رفتن باشد اُو را دخلِ پیدائش

---

(۱) ب: پردہ بیابان؛ عمید: پرۂ بیابان
(۲) م: کوچۂ چپ؛ ب: چپ کوچہ
(۳) م: می کشد، تصحیح قیاسی
(۴) م: بتو اماند، تصحیح از ب

---

(۱) م، ب: انکار، تصحیح قیاسی
(۲) م: بریدہ است، تصحیح از ب
(۳) م: بگریست، تصحیح از ب

سلیم در ہجو راہِ کشمیر گوید:

بے کس (۱) را جہاں زیں تنگ جادہ
ز راہِ کوہ رفتن توبہ دادہ

ایں عمل را از راہ تا پایے کوہ' ہم گویند۔ (ع)۔ 'کوہ' بہ اصطلاح شعرا شہرین است۔ طغرا:

مُشکیں ہمایے کاکلِ او در خطایے حُسن
آہو صفت ز کوہ و کمر آب می خورد

محتشم کاشی:

گر چہ می گویم و غیرت (۲) بدہن می زد دم
کوہِ سیم از کمر آویختن او را نگرید

رائج: زریست کہ در دار الضرب مسکوک شدہ باشد و 'خارج' مقابلِ آں کہ کم عیار و قلب باشد۔ (ع)۔ میر نجات:

بے اصولِ قدش سکۂ رائج زنی
خارجی واقفِ دم باش کہ خارج زنی

راہ راہ: چیزِ مخطط معروف بر اہداز گویند؛ جامہ و قبایے راہ راہ و چیت (۳) راہ راہ۔ (ع)۔ سعید اشرف:

شد از خوں راہ راہ آخر تنِ خاکستری پوشم
شہیداں را لباسِ کربلائی ایں چنیں باید (۴)

راہ دیوار کردن: بند کردنِ راہ۔ والہ ہروی:

آہِ سردے کردہ ام راہِ نفس را پیشرو
معصیت ہر چند راہِ توبہ را دیوار کرد

---

(۱) م: کسی (با اضافت)

(۲) م: میگویم و غیرت، صحیح از ب (لفظ 'کوہ' میں یہ شعر آیا ہے۔)

(۳) یعنی چھینٹ

(۴) نیز ب: طغرا:

سرے مُویش از آہِ حسرت سیاہ
سرے پردہ اش از فغاں راہ راہ

محسن تاثیر: (جاری)

[گذشتہ سے پیوستہ]

قبایے راہ راہے داشت در بر
کہ ہر راہش برد دل را براہے

محمد قلی سلیم:

در طریقِ شوق آسایش نمی یابد کشش
جادۂ مردِ مسافر گر نباشد راہ راہ

میرزا عبد الغنی قبول:

نیست از رہزن دریں راہم غمے کز فیضِ عشق
در بر از زخمے قبایے راہ راہے بیش نیست

تناظرِ رااز منظرِ بائے موحّدہ:

رُباعی خواندن: ضابطہ ایست کہ کہنہ سوارے چوں بر سرِ گشتی گیرے آید رُباعی بشد ومد خواند۔ (ع)۔
میرنجات:

چوں رُباعیش بمیدانِ فصاحت سرشد
خضر گوئی کہ نصیحت گرِ اسکندر شد

رباط شور: نامِ رباطے است نزدیک نجفِ معلّیٰ۔ (ع)۔ زکی ندیم (رُباعی):

آدم موسیٰ وطور دشتِ نجف است
خورشید فروغ نور دشتِ نجف است
آبے کہ بہ خضر عمرِ جاویداں داد
آں آبِ رباط شور دشتِ نجف است

تناظرِ رااز منظرِ خائے معجمہ:

رختِ سلامی و رختِ سلام علیک: لباسے کہ برائے رفتن در بارتن کشند۔ (ع)۔ عالی در ''مفرح القلوب'' گوید (فقرہ):

رختِ سلام علیک پوشیدہ بہ طمطراق ہر چہ تمامتر
بخانۂ آں گرسنہ چشم درآید۔

رخنۂ شمشیر: کنایہ از چاک زخم وبہ زعمِ بعضے دندانۂ شمشیر؛ الاوّل ہوالاصح۔ سلیم:

محبت می نماید از طلسمِ خود مرا راہے
کہ بوئے خون ازاں چوں رخنۂ شمشیری آید

رُخِ کسے بردن: کنایہ از آبروے اُو ریختن۔ خواجہ حافظ شیراز:

راہِ ما غمزۂ آں ترک کماں ابرو زد
رُخِ ما سنبلِ آں سروِ سہی بالا بُرد(۱)

---

(۱) دیوانِ حافظ (قزوینی) میں اس ردیف وقافیے کی غزل نہیں ہے۔ پژمان (ص ۲۵۲) نے اسے ''منسوب بہ حافظ'' قرار دیا ہے اور دوسرا مصرع ہے:

رختِ ما بندوی آں سروِ سہی بالا بُرد

نول کشور (ص ۷-۱۵۶): حقیقۃً غزل ہے اور دوسرا مصرع ہے:

رخت ما بندو آں سرو سیہ بالا برد

تناظرِ رااز منظرِ دالِ مہملہ:

رده: رسته و صف ـ وحید:

شده بس که لشکر کشیده رده
ز آہن چو سوہاں زمیں آجده

تناظرِ رااز منظرِ سین:

رُستمِ یک دست: نام پہلوانے است ورائے رستمِ زال، و آں یکدست از مادر زاده بود۔ (ع)۔
طغرا:

در جدل ہیچ کم از رستمِ یکدست نبود
شانہ چوں در رہِ زلفش بدلم گشت[1] دوچار[2]

رستمِ برف: از برف صورتِ پہلوانے سازند کہ آں پُرمہیب باشد؛ از عالمِ 'شیرِ برف'۔ (ع)۔
سلطان علی بیگ ربی:

بیمے از زالِ فلک نیست ربیِ عاشق را
طفل باشد کہ کند واہمہ از رستمِ برف

رُستاق و رُوستاق: معرب رُوستا، و رَساتیق جمع؛ یعنی قریاتِ نواحیِ شہر۔ فوقی یزدی درصفتِ یزد گوید:

بُرستاقش اگر از پاے معنی سیر فرمائی
بہ بینی صورتِ عشرت ز ہر شاخِ گلستانش

مومن استرآبادی:

---

(۱) ب: کرد
(۲) نیز ب بمثل طغرا:

سبو ہم بمردانگی رستمی ست
کہ یک دست دارد، عجب آدمی ست

محمد قلی سلیم:

چہ زور و قوت و مردانگی ست پنداری
کہ خالِ رستمِ یک دست شد سبوے شراب

در ملکِ دوستی ست ولا لاف بے گزاف
در شہر آنچہ نیست دریں روستاق ہست

رسم المُہر: چیزے کہ مُہر دار سلاطین و امرا از مردم گیرد در وقتِ مُہر کردنِ مناشیر و احکام۔ (ع)۔ شفیع اثر:

دل مگردد بے نشانِ عشق او فرماں روا
می تواں دادن بہ رسم المُہر داغش نقدِ جاں

تناظرِ راازمنظرِ شین معجمہ:

رشتہ بہ انگشت پیچیدن و بستن و بہ چیزے بستن: چوں از کسے وعدہ گیرند، نخے بر انگشتش پیچند تا آں را دیدہ وعدہ بیاد آرند: حالا مطلق بر یاد داشتن ہم آرند۔ (ع)۔ شاپور:

رشتۂ جانِ خود بر انگشتش
از پے یادگاری پیچم

صائبا:

خد پنجۂ سیمینِ تو در مہد نگاریں
از رشتۂ جانہا کہ بانگشت تو بستند

میرزا جلال اسیر:

شرطے نمودہ ام بتو یاد است یادِ من
ایں رشتہ بستہ است ببال و پرم ہنوز

ورتازی 'ارتام'[1] گویند۔ (ن)۔ از ایں عالم است 'گرہ بہ بندِ قبا زدن'۔ سلیم:

ماند بہ سبحہ بس کہ پئے وعدۂ وصال
خوباں گرہ زدند بہ بندِ قبائے تو[2]

---

(۱) ب: ارقام؛ المنجد: اَرتَمَ و تَرَتَّمَ و اُرتُمّ: یادداشت کے لیے انگلی پر دھاگا لپیٹنا۔

(۲) نیز ب: صائب:

غافل مشو ز مرگ کہ در چشمِ اہلِ ہوش
موئے سفید رشتہ بہ انگشت بستن است

ایضاً:

بسکہ بیماری عشقم بہ رگِ جاں پیچید
ساعدم رشتہ بانگشتِ طبیباں پیچید

(جاری)

رشتۂ خطائی: چیزے است کہ از برنج آس کردہ در قالب ریزند، از قبیلِ ماہیچہ مثلِ ریغ ابریشم، با نبات و بادام و پستہ و عرقِ بید مشک و گلاب، خوردنِ خاصہ وقتِ افطار صوم۔ (ع)۔ ایں را قسمے از دوا گفتن رنج بردن است۔

مخلص کاشی:

بس با کمندِ عصیاں آہوے عفو رام است
نتواں شکار کردن با رشتۂ خطائی

طغرا در "قطعیہ" گوید (فقرہ):

مستوفی گرسنہ دواتِ چینی را ظرفِ مائدہ خواند
و تاریقۂ سیاہ را رشتۂ خطائی معتبر داند... الخ۔

میرزا خلیل (فقرہ):

الٰہی تا برخوانِ سیمینِ فلک ہر صبح و شام رکابیِ
زرینِ آفتاب از خطوطِ شعاعی پُر از رشتۂ
خطائی است... الخ۔

گرامی ولد قبول ہم دارد:

از تارِ زلفِ خوباں چوں ماری چکد زہر
شیریں بچشمِ عاشق چوں رشتۂ خطائیست

آں را 'رشتۂ قطائف' ہم گویند۔ فوقی یزدی راست (رُباعی):

آنم کہ بچشمِ پختہ[1] و خامِ جہاں
دادہ است خدا قبولیم چوں بریاں
شیریں بمذاقِ اختلاطِ یاراں
چوں رشتۂ قطائفم بشامِ رمضاں

رشتۂ مریم: تارِ رشتۂ مریم کہ آں را مردم بہ تیمّن می بردند۔ صائبؔ:

چہ چشمک می زنی اے سوزنِ عیسٰی بزخمِ من
رفو ایں دل شگاف از رشتۂ مریم نمی گیرد[2]

رشتۂ عمر: رشتۂ سالگرہ۔ (ع)۔ میرزا صائبؔ:

گوہرِ دنداں زپیری ریخت چوں شبنم بخاک
عقدہا در رشتۂ عمر از شمارِ سال ماند[3]

[گذشتہ سے پیوستہ]

عبدالطیف خان تنہا:

ہیچ کس از سینۂ صد چاکِ من یادے نکرد
گرچہ بستم رشتہ بر انگشتِ سوزن بارہا

نیز ابوطالب کلیم (ص ۳۸۲):

از شکستہ کشتیِ ما تا کسے یاد آورد
رشتہ ہاے موج بر انگشتِ طوفاں بستہ ایم

ب میں 'شکستہ' کی بجاے 'شکست' ہے اور ردیف میں صیغۂ واحد متکلم ہے، جب کہ کلیم کی ساری غزل جمع کے صیغے میں ہے۔ متعلقہ غزل کا مطلع ہے:

طالعِ وارونِ بر آں برگشتہ مژگاں بستہ ایم
گرچہ بے قدریم خود را بر عزیزاں بستہ ایم

(۱) م: پختۂ (باضافت)، تصحیح قیاسی

(۲) نیز ب: خاقانی:

تم چوں رشتۂ مریم دوتا ہست

صائب:

خشک چوں سوزن شدست از عرقِ شرم
رشتۂ مریم ز شرمِ نوے میانش

درویش والہ ہروی:

نفسِ عیسوی ار نیست نصیبِ والہ
تنے از ہجرِ تو چوں رشتۂ مریم دارد

ب میں شیخ عبدالوہاب کے حوالے سے یہ عبارت ہے:
مرویست کہ رشتۂ مریم چناں باریک بود کہ بدونِ دوتا کردن تافتہ نمی شد۔

(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

رشتۂ بیجان: ہماں "تارِ بیجان" کہ گذشت۔
(ع)۔صائبا:

گرچہ مورِ لاغرم، صیدِ اُمیدم فربہ است
رشتۂ بیجانم، امّا بر گہر پیچیدہ ام (۱)

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۳) نیز ب: غنی (دیوان، ص۱۰۳):

گشت چوں رشتۂ عمرم کوتاہ
معنیِ سال گرہ فہمیدم

(۱) نیز ب: مخلص کاشی:

مناسب از برائے سبحہ نبود رشتۂ بیجاں
بکش در زندگی مخلص بخاکِ کربلا خود را

صائب:

چند زنجیر کند پارہ دل بیتابم
تار بیجانے ازاں طرۂ طرار یار

تناظرِ راز منظرِ صادِ مہملہ:

رصد در کارے بستن: کار را بخوبی ہرچہ تمام تر متمشی ساختن۔(ع)۔ سنجر کاشی:

می توانم بست در دانائی ہیأت رصد
فال افسری زند از گردشِ اختر، سرم

"زیج (۱) بستن" ہم بدیں معنیٰ آمدہ۔(ع)۔ محسن تاثیر:

زیج در زیرِ زمیں بیجانہ بست اختر شمار
ہر کہ می گردد فروتر می تواند زیج بست

(۱) م: ریج، تصحیح از ب

تناظرِ راازمنظرِ عینِ مہملہ:

رعد: معروف؛ وسنگِ رعد: گلولۂ توپ کلاں۔ (خ)۔
باقی:

ازاں قلعۂ منزلت آسماں
زحل سنگِ رعد و مہِ نو[1] کماں

(۱) م: مہ نو، تصحیح قیاسی

تناظرِ راازمنظرِ فا:

رفتن: معروف؛ ومردن۔ طغرا:

بے وصیّت دلم از خود نرود شامِ فراق
ایں نجابتیست کہ از رفتنِ خود آگاہ است

وُرفتہ: مُردہ۔ ہم او:

تا نخوانندت سحرخیزانِ غم از رفتہ ہا
روز وشب در تنگنائے کلبہ چوں طغرا مخواب

بیہوش شدن واز خود رفتن نیز۔ صائبا:

صائب چہ رفتہ ای کُلّے از بوسہ اش بہ چیں
دائم زمانِ وصل میسّر نمی شود

رفرف: معانی بسیار دارد کہ در کتبِ لغت مرقوم است، از آں جملہ بال جنبانیدنِ مرغ[1] است۔ (س)۔ میرزا صائبا:

بہ شتابے کہ گذشتم من ازیں وحشتگاہ
رفرف[2] موج گہر از سرِ دریا گذرد

ولہ:

از جہانِ گذراں نیست کہ آساں گذرد
رفرف موج درین ریگ رواں می ماند

(۱) م: مرغ، تصحیح از ب (۱) ب: زفرف

تناظرِ رااز منظرِ قاف:

رقصِ روانی و رقصِ چار پارہ و رقصِ مُلّا[۱]:

انواعِ رقص است۔ صائبا:

نہ تنہا می کند رقصِ روانی آبِ روشن دل
کہ سرو پاے در گِل ہم دریں گلزار می رقصد [۲]

میرزا یحییٰ:

چہار فصل بہ ئے داد عیش را دادن
بہ است در نظر از رقصِ چار پارہ مرا

عطاء اللہ اعجاز ہروی:

در علمِ کرشمہ رقصِ مُلّا
بازیچۂ طفلِ مکتبِ اُوست

'رقصِ مُلّا' در اصطلاحِ لوطیاں، نعوظ[۳] و حرکاتِ جماع است۔ (ع)۔

رقعۂ مہمانی: رقعہ اے کہ بتقریبِ دعوت و مہمانی باہم نویسند، چنانکہ در ہند مرسوم است۔ خان آرزو:

نامہ پرداختم از طفلِ سرشک
لختِ دل رقعۂ مہمان بود

لیکن اصطلاحِ اہلِ ہند است؛ در اشعارِ شعراے ولایت دیدہ نشدہ۔

---

(۲) م: 'مُلا' کا لفظ متن میں دیا ہے، تصحیح از ب

(۳) تہذیب: صائب:

تا خدنگِ غمزہ بال و پر فشانی می کند
خونِ ما افسردگاں رقصِ روانی می کند

(۳) م: نعوز، تصحیح از عمید

تناظرِ رااز منظرِ کاف:

رکاب: معروف؛ و نوعے از پیالہ۔ (خ)۔ ظفرا:

زاں پیشتر کہ ساقیش آرد عناں بچنگ
گلگونِ مے بترکِ نگاہت رکاب داد

رکاب دار: کسے کہ رکاب گرفتہ اغنیا را براسپ سوار سازد؛ چنانکہ مرسوم است۔ طالب کلیم:

تا آتشِ گرم[۱] نے سوار است
دستِ ہمہ کس رکابدار است

و شخصے کہ انواعِ حلویات و لوزیات سازد۔ سیفی در صفتِ رکابدار گوید:

ماہِ رکابدار کہ جانم خرابِ اُوست
ہر جا کہ می رود دل و جاں در رکابِ اُوست

---

(۱) م: گرم، تصحیح قیاسی

تناظرِ رااز منظرِ کافِ فارسی:

رگِ فلاں چیز ندارد: یعنی استعدادِ آں ندارد۔ (ع)۔ حکیم عطائی:

اگر لیلی وشِ من مائلِ تسخیر می گردد
رگِ مردی ندارد ہر کہ بے زنجیر می گردد

رگِ چیزے گرفتن: زیردست و فرماں بردارِ خود کردن۔ (ع)۔ ظہوری:

نشترِ نالہ ظہوریؔ ہمہ در سینہ شکست
بسر انگشت نفس تا رگِ (۱) تاثیر گرفت

'رگِ خوابِ کسے گرفتن' نیز ازیں عالم است۔ شفیع اثر:

تا گرفت است رگِ خوابِ دلِ آزاریِ من
ماہِ من گوش بہ افسانۂ بدگو نہ کند

---

(۱) م: تارک، صحیح از ب

تناظرِ رااز منظرِ نون:

رندانہ کرد: یعنی کارِ رندانہ کرد۔ (ع)۔ صائبا:

رندانہ کرد عقل کہ از بزم دور رفت
مسکیں، حریفِ شیشۂ آتش زباں نبود

رنگ کردن: دغا و فریب کردن۔ 'رنگ' بمعنی مکر و حیلہ است۔ (ج)۔ عطائی (۱) حکیم:

بترس از خونِ من کیں سرخ عیّار
بے تیغ بتاں را رنگ کردہ است (۲)

رنگِ زندہ: رنگِ سبز۔ ناظم ہروی در تعریفِ عصا گوید:

ز رنگِ زندہ اش فیروزہ (۳) مردہ
رگِ کانِ زمرّد نیش خوردہ

رنگِ لیمونی و طلائی: رنگِ سفیدے کہ

---

(۱) م: عطای، صحیح از غنی (ص ۹۱)

(۲) نیز ب: حکیم زلالی:

شکایت با دلِ شوریدہ سر کرد
سخن را رنگ از خونِ جگر کرد

محمد قلی سلیم:

بخونِ خود کنم آلودہ اے صبا کاغذ
چوں آں کسے کہ کند رنگ با حنا کاغذ

نیز ابو طالب کلیم (دیوان، ص ۱۳۵):

تو نیز پنجۂ زنے رنگ کن کہ بادِ خزاں
حنا بدستِ عروسانِ شاخسار گذاشت

(۳) م: فیروز، صحیح از ب

بزردی زند۔ مفید بلخی:

چهره ام دُور از بهار خطش
شد خزاں همچو رنگِ لیموئی

شاعر (رباعی):

اے آنکه کسے نیست به نیکوئی تو
عالم همه مستِ نسترن بوئی تو
صفراے مرا شکستی از رُو ترشی
اے من بفداے رنگِ لیموئی تو

تاثیر:

آں رنگ طلائی خطِ مشکیں خواهد
هر جا گُلِ جعفریست با ریحان است

اطلاق آں بر رنگِ عاشق باعتبار زردی است و بر رنگِ معشوق نه باعتبار زردی است، بل از جهتِ فروغ است که لازمِ طلا است؛ از ایں جا است که میرزا صائبا در صفتِ چراغاں گوید:

رنگِ سیلانِ طلائی شده از نورِ چراغ
چشمهٔ مشرقِ خورشیدِ درخشاں شده است

رنگ و رنگ و آب بر رُوے کار آوردن: رونق و بها دادن۔ اوّل معروف است۔ دوم: وحید گوید:

بے تو مجلس بود بچوں گلشنِ بے آب و رنگ
رنگے و آبے بروے کارِ ما آورده ای

رنگ بر آب زدن و ریختن: منقوبه(1) تازه برانگیختن۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

(1) ب: منصوبه؛ عمید: منقبه: بمعنی هنر و کار که موجب ستائش شود، آنچه مایهٔ فخر و مباهات باشد۔

از من مداں چوں باغ اگر هر دم برنگے می شوم
نیرنگیِ او می زند بر آب زینساں رنگها

خان خالص:

از نگه بیهوش دار و در شراب ناب ریخت
ساقیِ ما باز رنگ تازه اے بر آب ریخت

'رنگ ریختن' بناے کار گذاشتن۔ وحید:

اے دل خیالِ دوست چناں کن که باغباں
بتواند از غبارِ تو رنگِ بهار ریخت

بمعنی شکستنِ رنگ نیز۔ صائبا:

نے چناں دشمنِ شرم است که تُر سینهٔ تنگ
بر سرِ حسن قند رنگِ حیا می ریزد

رنگ گسیختن: هم بدیں معنی آمده۔ سعید اشرف:

تا بند از نقابِ بتِ ما گسیخته
از شرم، رنگ صورتِ دیبا گسیخته(1)

رنج باریک: تپِ دق، و آں مشهور است۔
'بیماریِ باریک' هم گویند۔ کمال خجند:

سر به بیماریِ باریک نهد آخر کار
هر که را آرزوے مُوے میانِ تو بود(2)

---

(1) نیز به همیں طور خطاب به ساقی:

چو گسست رنگِ کسے از خمار
رفو می کنی با مےِ خوشگوار

و در تعریفِ چنگ:

چو گسست بر چهره نغمه رنگ
رفو سازد از موے خود بے درنگ

(2) حاشیه آگے ملاحظه فرمایئے۔

رنگ دادن و ستاندن: کنایہ از متغیر شدنِ رنگ بسبب خجالت و انفعال۔ "رنگ" بمعنی خجالت، ائمہ(۱) لغت نوشتہ اند۔ از لغت مصنفہ مجد الدین علی قوسی معلوم شد۔ صائبا:

می دہد رنگے و رنگے می ستاند ہر زماں
بسکہ دارد انفعال از چہرۂ دلدار گل

"بصد رنگ شدن" نیز (ب) ہمیں معنی است۔

سالکائے یزدی:

تنہا نشد از لعلِ تو عناب بصد رنگ
در جام و سبو گشت مے ناب بصد رنگ

رنگ برآوردن(۲): رنگِ تازہ پیدا کردن۔ (ع)۔ صائبا:

از عشقِ تو گردید تنِ خاکیم اکسیر
از پرتوِ جامِ من ایں رنگ برآورد

باقر کاشی:

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۲) نیز ب: صائب:

قربِ خوباں رنجِ باریک آورد
رشتہ در عقدِ گہر لاغر شود

میرزا محتشم خلف میرزا بادی:

جنگاے رنجِ باریک است از دورانِ چرخ
ہر کہ چوں رشتہ دلے بر جمع گوہر بستہ است

محمد قلی سلیم:

تمام عمر گرفتار رنجِ باریک ست
رواں بہ پیکرِ خصمش چو آب در سوزن

(۱) م: آئمہ: تصحیح املا از عمید

(۲) م: آوردن (دوسرا حرف "دال")، تصحیح از ب

رسوائے جہاں شد بتمنائے تو باقر
یارب چہ بلا داشت کہ ایں رنگ برآورد(۱)

رنگ بریدن: معمولِ رنگرزان است کہ چوں رنگِ زیادہ، برآنچہ مقصود است، سیر گردد باشیائے حامضہ آنرا بشویند، تا نیم رنگ گردد۔ گویند: "رنگش را بریدیم"۔ (ع)۔ اشرف

نے ہمیں از تیغ، رگہائے شہیداں می برد
رنگِ خوں را ہم ترش روئی جاناں می برد

خان خالص:

تا تیغ بدستِ یار دیدہ است
رنگ از رخِ خونِ من بریدہ است

(۱) نیز ب: نعمت خان عالی:

برآہ کہ عاشق ز دلِ تنگ برآورد
چوں شاخِ گل از یاد رخش رنگ برآورد

طالب آملی:

دیدم گل روے، بکلّم رنگ برآورد
دل بر مژہ ام نالہ برآہنگ برآورد

تناظرِ رااز منظرِ واو:

رُو ساختن و رُو داشتن: شرمنده شدن۔
آرے ،رُو ، بمعنی شرم آمده، چنانکه گذشت۔غزالی مشہدی:

ماه صد خجلت ازاں عارضِ نیکو دارد
پیشِ آں آئنه[1] رُو، آئنه ہم رُو دارد

حکیم شفائی:

بر تو لافِ نیکوئی زده است و رُو دارد
قفاے آئنه، رُو ساختن نمی داند

آقا شاپور:

نقاب بر رُخ افگن یا ز گلگشتِ چمن بگذر
که سنبل سخت درتاب است و گل بسیار رُو دارد

'رُو فرمودن' شرمنده کردن است۔ظہوری:

رُوے فرموده مشک مُویاں را
عنبریں خامه ات بحُسنِ رقم

رَوّاس: بالتشدید؛ گلّه فروش۔(ص)۔سلیم:

حفظِ اُو گر شبانِ گلّه شود
گرگ خود چیست، کز سرایت پاس
از سرِ گوسپند نتواند
یکسرِ مُوے کم کند روّاس

رُو[2] از سنگ داشتن: بے حیا بودن۔(ع)۔
طالب کلیم:

---

(۱) م: آئنه (باضافت)
(۲) ب: ہرجگه 'رُوی' لکھا ہے اور یہی صحیح املا ہے۔

از کریماں ہیچ گه رُوے طلب نبود مرا
گر زسنگِ خاره باد رُوے ہمچوں خاتمم

رُو کردن: دو معنی دارد؛ یکے رُو برو کردن، دوم ظہور کردن۔(ع)۔سعید اشرف بہر دو معنی بسته:

ہرگه[1] آں نامہرباں آئینه را رُو می کند
عاشقاں را گریۂ حیرت فزا رُو می کند[2]

رُوے تیغ: دہنِ تیغ که آں گذشت۔
حضرت کمال خجند:

مکش مرا که زبس لاغری، ہمی ترسم
که رُوے تیغِ تو ناگه به استخواں نرسد

رُومالِ سیاه: ہماں 'پردۂ نیلوفری' و 'پردۂ مشکیں' که گذشت۔(ع)۔وحید در آشوبِ چشمِ معشوق گفته:

بست رُومالِ سیه بر چشمِ آں آرامِ جاں
گشت آہوے درونِ خیمۂ لیلی نہاں[3]

بستنِ چشمِ آشوب گرفته معمول است؛ چنانکه سلمان ساوجی گفته:

---

(۱) م: ہرکه، صحیح از ب
(۲) نیز ظہوری (دیوان، ص ۲۰۳):

امامِ شہر بسرچشمۂ تو وضو کرد
نہاد قبله بیک سُو به ابروانِ تو رُو کرد

نیز ب؛ حکیم زلالی:

چو در آئینه رُو کرد آں پری زاد
تو گفتی آتش اندر آب افتاد

(۳) ب: یه شعر صائب سے منسوب ہے، لیکن کلیاتِ صائب میں اسی ردیف وقافیے والی کوئی غزل نہیں ہے۔

سودا گرفت چشم ازاں رُو بہ بستنش (۱)
فی الجملہ ہست بستنِ سودائیاں صواب
از چشمِ بستہ دست نیارم گرفت باز
ترسم بروں جہد چو سرشکم ز اضطراب

بزعمِ بعضے کہ "رومالِ سیاہ" بمعنی ایازی است، پُر غریب است۔

روغن به خود زدن: اِدّعاے کارے کردن۔ ماخذ آں روغن مالیدن بر بدنِ کشتی گیر است در وقتِ کشتی۔ (ع)۔ سعید اشرف:

تا شدہ در مُلکِ امکاں زحشِ فرمانت رواں
زو بخود تصویر روغن از براے شاطری

وحید:

می تواں از چرب وزری خصم را از پا فگند
مردِ کشتی گیر را در بر زرہ از روغن است

روغن از سنگ و از کدوے خشک کشیدن: مرادف "از سنگ پیدا کردن چیزے"، کہ آں گذشت۔ (ع)۔ محمد قلی سلیم:

از فلک روزی گرفتن آں قدر ہا کار نیست
ما چراغِ لالہ ایم از سنگ روغن می کشیم (۲)

روزهٔ مریم: آنست کہ چوں عیسیٰ علیہ السلام متولّد شد اقرباے مریم از رُوے تعجب بہ استفسارِ حال آمدند۔ مریم بتعلیمِ غیبی (۱) باشارہ باز نمود کہ "من روزہ دارم، سخن نمی گویم"؛ چہ در آں وقت خاموشی از شرائطِ صوم بودہ، ہر چہ پُرسید ازایں مولد پرسید۔ عیسیٰ جواب وسوالِ آں جماعہ بہ آئینے کہ اسکات را کافی بود بر زبان آورد۔ باصطلاح کنایہ از خاموشی است۔ (ج)۔ صائبا:

ہر کہ از نخلِ تمنا روزۂ مریم گرفت
نقلِ انجم در گریبانش چو عیسیٰ ریختند

رُوے دست: نامِ فنّے است از فنونِ کشتی، وآں پاے در پاے حریف بند کردہ رُوے دستے بر سینہ اش بزور زدن است کہ از جا در آید۔ (ع)۔ سعید اشرف:

مباش ایمن ز انداز حریفِ پُر فنِ شیطاں
کہ آدم رُوے دستش خورد با آں قدر بابائی (۲)

عالی:

در کار دست و پا زنی بے تأمّلی
آں خورد رُوے دست کہ بر پشتِ پا ندید

کنایہ از مکر و فریب نیز۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

خونِ خود یوسف درونِ چاہِ کنعاں می خورد
ایں سراے آں کہ رُوے دستِ اخواں می خورد (۳)

---

(۱) م: بہ ستنش، تصحیح از ب

(۱) نیز ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۱۷۲):

پہلوے چرب غنا ارزانی دوں ہمتاں
من ز خاک آستانِ فقر روغن می کشم

(۱) م: بعیسیٰ، تصحیح از ب

(۲) ب: بالائی

(۳) نیز ب: سعید اشرف:

یوسف از ہمراہی اخواں بجز سیلے چہ دید
سادہ لوحاں رُوے دستی از برادر می خورند

صائب:

مخور از سادہ لوحی رُوے دستِ گلخنِ دنیا
کہ دارد غنچہ اش در رُوے دل صائب، نہاں پیکاں

ج ، ی

زو بدیوار: حیران۔ یحییٰ کاشی:

بنوے خاک مالم دادہ غم در کنجِ تنہائی
کہ دارد صورتِ آئینہ بے اُو رُو بدیوارم

زو: با وصفِ معانی کثیرہ کہ بعضے ازآں در بعضے مواقع گذشت، بمعنی رونق آرند۔ حیاتی گیلانی:

سخت مشغولم کہ کارِ فصلِ آنجارائج است
ہمچناں با زو و رونق باد کردارِ شما(۱)

زو بستنِ دماغ: مرادفِ 'دماغ گرفتن' و آں گذشت۔ (ع)۔ طالب آملی:

دماغم بستہ رُو بر نکہتِ ہوش
بہ عطرِ بیخودی بکشود آغوش

روزگار است: در تمنی و ترجی گویند یعنی کارِ عالم است شاید نقشے بمراد نشیند۔ (ع)۔ سالک یزدی:

سالک منشیں بہ نامرادی
نومید مباش روزگار است

صاحبِ 'سراج اللغۃ' در شرحِ 'گلستان' گفتہ کہ: نامرادی غلط است چہ سلب بلفظِ 'نا' در موضعے

[گذشتہ سے پیوستہ]
مخلص کاشی:

ساغر گرفتہ ای ز کفِ غیر و می گزم
از زوے دست خوردنت از دور پشتِ دست

درویش والہ ہروی:

زوے دستِ ہمہ جہاں خوردی
پشتِ دستی بہ تمامی را

(۱) مہ شمار، تیجی ازب

است کہ محمول بطریقِ مواطات(۱) باشد۔

گویم: چوں تواند کلامِ پیشیناں، کہ امامِ فنِ ایشانند، بصحتِ آں دال است، حکم بہ غلط کردن از اغلاطِ فاحش است:

ہمہ شب آصفی دستِ دعا بر آسماں دارد
ز زوے نامرادی ماندہ سر در پاے دیوارت

طالب کلیم:

در کنجِ نامرادی تا کہ ز منعِ دشمن
در زیرِ سر گذارم دستِ درازِ خود را

حیاتی گیلانی:

ز نہالِ نامرادی منم آں فتادہ برگے
کہ ز حسرتے کہ دارم ہمہ شاخسار گویم

طغرا:

مرادِ چرخ بود نامرادیِ ہمہ عالم
مُرادِ اُو چو برآید، کسے مراد ندارد

ایراد و اسنادِ دیگر، ایں مختصر برنمی تابد و الّا در دواوینِ قدما و متاخرین ایں لفظ بسیار است۔ فلایخفی علی المتتبع۔

رُو فگندن و انداختن: عجز و الحاح نمودن۔ (ع)۔

سالک یزدی:

پیشِ اُو از تیرہ بختی رُو فگندم برنداشت
آفتابِ ما سرِ سودائے نیلوفر نداشت

خان خالص:

گرفتن آں قدر عیب است در آئینِ ما خالص
کہ بر ما ہر کہ رُو انداخت محرم نیست رویش را(۲)

---

(۱) 'مواطات' بمعنی ''موافقت کردن و بہ اصطلاحِ منطقیین حمل کردن چیزے بلاواسطہ مرمبتدا را...'' (غیاث)

(۲) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

رُو بجزے انداختن 'متوجہِ آں شدن است۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

می توانم در جہاں آئینہ شد
گر بیندازند خوباں رُو بمن

رُو و رُخ[1] گرفتن: پوشیدن رُو۔ (ع)۔ طغرا:

دیدم بہ جانبش، ز حیا رُوے خود گرفت
راہِ نگہ بہ نرگسِ جادوے خود گرفت

وحید:

زیں پیشتر کہ دخترِ رز رُو نمی گرفت
مرو ے گماں نداشت کہ از وے نہاں شود

سندِ دوم در 'آب از کسے گرفتن' گذشت۔ و 'رُوے کسے گرفتن' کنایہ است از قبولِ سوالِ اُو کردن و رُوے اُو نگاہ داشتن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

آخر گرفتہ از ما آں رُوے دلکشا را
از ما گرفت رُو را نگرفت رُوے ما را

تسخیر کردن نیز۔ (ع)۔ مفید بلخی:

چوں زلفِ رُوے ماہ لقاے گرفتہ ایم
بر پاے اُو فتادہ و جاے گرفتہ ایم

رُو نداشتن[2]: بے حیا بودن۔ وحشی:

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۲) نیز ب: محسن تاثیر:

ہر کہ رُو انداخت پیشِ من، گرفتم رُوے را
مخزنِ امید چوں آئینہ از حیرانیم

(۱) م: رو و رخ، صحیح از ب
(۲) ب: روی نداشتن

گوئی[1] سخن مہر بہ ہر بے رہ و رُوے
ہیچت[2] زہم آوازیِ ایں طائفہ رُو نیست

روضۂ ماہِ محرّم: مجلسے کہ در ایامِ عاشورا در آنجا 'روضۃ الشہدا' خوانند و گریہ کنند۔ (ع)۔ سعید اشرف:

مارا کہ از فراقِ بتاں دیدہ پُرنم است
گلگشتِ باغ روضۂ ماہِ محرّم است

رُوضہ خواں 'کسے است کہ بر سرِ منبر رفتہ 'روضۃ الشہدا' خواند۔ (ع)۔ شفائی:

گر بہ پیری خدا نکردہ رسند
روضہ خوانانِ منبر[3] نازاند

یعنی 'روضۃ الشہدا' را 'روضہ' خوانند۔ یحییٰ کاشی (رُباعی):

شعرِ تو بیاد ماندنش جائز نیست
گر منت دہی ستاندنش جائز نیست
دیوانِ تو روضہ ایست لِلّٰہ سالے
بیش از دو سہ روز خواندنش جائز نیست

روزہ بروزہ بردن: فاقہ بر فاقہ کشیدن۔ (ع)۔ شفائی:

از غایتِ امساک بری روزہ بروزہ
گر کوفتہ[4] نبود بسرِ خوانِ دوتوئی

روزِ دگر: بہ اضافت: روزِ قیامت۔ سعید اشرف:

بستہ ای دل بہ تماشاے جہاں غافل[5] ازیں
کز براے غمِ روزِ دگرت ساختہ اند

(۱) ب: گوید (۲) ب: ہیچش
(۳) م: منبر، صحیح از ب (۴) م: کوفتہ، صحیح از ب
(۵) م: غافل، صحیح از ب

رُوے چیزے نداشتن: از شرمندگی مجالِ رُو بہ رُوے اُو شدن نہ داشتن۔ ابوطالب کلیم:

جنونم دل از سنگ[1] طفلاں فگندہ[2]
ز شرمندگی رُوے صحرا ندارم

صائبا:

ترا کہ ہست نے از ماہتاب رُوے مگرداں
کہ من ز دستِ تہی رُوے آفتاب ندارم[3]

رُوے بند: برقع۔ حیاتی گیلانی:

سخن بے است، حیاتی چہ سود، قافیہ نیست
کہ رُوے بند کشایند لعبتانِ حرم[4]

روغنِ قاز و کدو مالیدن: تملّق[د] و خوش آمد
خشک کردن[6]۔ اوّل معروف است۔ دوم: اسمٰعیل ایما گوید:

بائے کشاں سلوکش باشد بچرب و نرمی
مالی بزلبد خشک گر روغنِ کدو را

روغنِ کدو: کنایہ از شراب است۔ سندِ آں
بطریقِ ایہام بالا گذشت۔

رُو بر آوردنِ زخم و داغ: بہ شدنِ زخم و داغ۔
(ع)۔ حسین ثنائی:

رُو برآورد زخمِ عشق و ہنوز
درد آں در جگر نمی گنجد

حاجی جان محمد قدسی:

داغِ دل رُوے برآورد و مرا رسوا کرد
یارب ایں آئنہ در زنگ چرا شد غماز

'رُو فراہم آوردن' و 'سر بہم آوردن' نیز ہماں است۔
حاجی قدسی:

در دیدۂ ما دائرۂ حلقۂ ماتم
زاں داغ بود بہ کہ کند رُوے فراہم

طغرا:

زخمِ ناسورش برآرد سر بہم
گر دوَیت گر شود وا رُوے گل

---

(۱) ب: تنگ: دیوان ص ۲۷۷، پہلا مصرع یوں ہے:
جنونم دل از سنگ طفلاں گندست
(۲) م: نکندہ، تصحیح از دیوان
(۳) م: شدارم، تصحیح از کلیاتِ صائب
(۴) نیز ب: خواجہ نظامی:

بجا مردی آں طلسمِ بلند
بر آں رُو بیا بستہ شد رُوے بند

استاد فرخی:

رُوے بند از رُوے بکشادہ عروسانِ سپہر
پیش ہر یک بر گرفتہ پردۂ رازِ نہاں

(د) م: تملق، تصحیح از ب
(۶) 'روغنِ قاز و کدو مالیدن' سے متعلق اشعار، ب: (جاری)

[گذشتہ سے پیوستہ]
ناظم ہروی:

بے مالید آں پژواں راز
بر آں شہباز وحشی روغنِ قاز

ظہوری:

چو بی خشک انتظارم گشت
روغنِ قاز سے اے زمانہ بمال

محمد قلی سلیم:

ز جوشِ تر نگردد بال پرواز
ز بس مالیدہ بہا را روغنِ قاز

رُو دادن: توجہ کردن و حاصل شدن۔

سعید اشرف بہ ہر دو معنی بستہ:

رُو بما[1] بیچارگاں کے آں جفاجُو می دہد
گر بہ بیند بوالہوس را خندہ اُش رُو می دہد

تاثیر:

رُوے بہ عاشق آں بتِ بدخو نمی دہد
قانع بہ بوسہ اے شدہ ام رُو نمی دہد

رُو کردن نیز بہ معنی حاصل شدن آمدہ۔ عالی:

عکسِ رُوے یار در آئینۂ اسکندری ست
ورنہ ایں دولت بگوئید از کجا رُو کردہ است

رُوے کسے دیدن: رُوداریِ اُو کردن۔ جلال اسیر:

کہ استغنا گہے رُو دیدہ ام من
چہازاں[2] طفلِ بدخو دیدہ ام من

روح توتیا: جست کہ بعد کشتن آں را در چشم کشند۔ علامی فہامی در "آئینِ اکبری" می نویسد (فقرہ):

نزدِ برخے روح توتیا جست است، معلوم شد
کہ طائفۂ (اے) ازایں منکر اند۔

تاثیر:

از گردِ خطش[3] کہ خضرِ عیسیٰ نفس[4] است
شد کورۂ[5] روح توتیا دیدۂ من

بمعنی شراب نیز آمدہ۔ ملا نقی کمرہ:

اے ساقیِ حریفاں در بوتۂ خمارم
در خاک ایں جسد ریز آں روح توتیا را

---

(۱) م: بما، تصحیح از ب

(۲) ب: جہازان؛ کلیات اسیر (ص ۳۶۶): چہازان

(۳) ب: رہش (۴) ب: اثر

(۵) ب: کوزہ

تناظرِ رااز منظرِ ہا:

رہدار[1] **و راھدار:** کسے است کہ بہ محافظتِ راہ ہا از طرف حکام مامور باشد و ضبطِ خراج احعہ تجار بکند و راہزن نیز۔ از تصحیفِ مجدالدین علی قوسی ثابت شد۔ طغرا:

رہدارِ ہمت دستکِ ساغر نہ پسندد
آوردہ ام از شیشہ بکف دستکِ دیگر

شفیع اثر:

مردمِ چشمِ مرا باشد مدار از خونِ دل
گر نیابد کارواں بے توشہ مانند راہدار [۲]

صاحب ''فرہنگِ جہانگیری'' و ''رشیدی'' بمعنی راہزن نوشتہ۔ در شعرِ شفیع اثر ایں معنی ہم می تواند شد۔

رہ آورد و رہگذار: سوغاتے کہ از سفر آرند۔ اول مشہور است۔ دوم: شفیع اثر:

لعلِ سیرابے نئے، بکلکم بدست آوردہ است
از مبدخشانِ دلِ پُرخوں برسمِ رہگذار

(۱) م: آہدار، صحیح از ب
(۲) م: مانند رابدار، صحیح از ب

تناظرِ رااز منظرِ یائے حطّی:

ریختہ گری و ریختن: چیزے را گداختن و در قالب ریختن و چیزے ازاں ساختن۔ (ع)۔ اشرف:

خود بخود بادۂ عیش از قدحم می ریزد
گوئیا جامِ مرا ریختہ گر ساختہ است

اثیرالدین آخسیکتی[1] (رباعی):

صد بار وجود و عدم آمیختہ اند
تا زو چو تو صورتے برانگیختہ اند
سبحان اللہ نہادِ سر تا پایت
در قالبِ آرزوئے من ریختہ اند [۲]

محمد بیگ فرصت:

غلامِ یکدل و یکرنگ تو چنجی باشی
نجف قلی کہ کند جاں نثار در میداں
برائے ریختنِ توپ پارہ شد نعلیں
بہ شاہراہِ عقیدت ز صدق شد پویاں

'ریختہ' بمعنی گداختہ و ساختہ نیز آرند۔ مشرقی:

(۱) م: آخسیکتی، صحیح از دیوان، مرتبہ رکن الدین ہمایوں فرخ (ایران)
(۲) م: دوسرے شعر کو ایک ہی مصرع بنا دیا ہے۔ دیوانِ آخسیکتی میں پہلے تین مصرعوں کی صورت یہ ہے (ص ۲۷۷):

صد پارہ وجود را فرو ریختہ اند
تا مثلِ تو صورتے برانگیختہ اند
سبحان اللہ، ز فرقِ سر تا پایت

...

(مرتب نے حاشیے میں ''برآمیختہ اند''، ''فرو ریختہ اند'' اور ''ز جود سر'' بھی دیا ہے۔)

محتسب می ریخت خونِ تاک و من در پاے خُم
می فشردم دانۂ انگور و مے می ریختم

یحییٰ کاشی:

فکرِ نظم و ایں غزل یحییٰ (۱) بے دور از ہم اند
معجزِ طبعِ مسیح وقت ایں انگارہ ریخت

نجف قلی بیگ میر آخور باشی ایران 'بیدِ مجنوں ریختن' نیز در ایں شعر گفتہ:

برنمی خیزد چو من افتادہ اے از رُوے خاک
می تواں صد بیدِ مجنوں ریختن از سایہ ام

ریسمان براے کسے تافتن: فکرِ گشتنِ (۲) او کردن۔ (ع)۔ افضل:

آنکہ از تیرِ نگہ در سینہ ام کردہ است ریش
ریسماں می تافت ہر شب بہرِ من از زلفِ خویش

میرزا امام قلی (رُباعی):

ہر صبح کہ مہر بر جہاں می تابد
در کوزۂ من سیم رواں می تابد
چرخے کہ عجوزِ دہر می گرداند
از بہرِ من و تو ریسماں می تابد (۳)

ریسمان دادن: تعریفِ بیجاے غیرِ واقع کردن

(۱) م: یحییٰ، تصحیح قیاسی (۲) م: گشتن، تصحیح قیاسی

(۳) نیز ب: راضی:

تاب داد آنکہ زلفِ یار مرا
ریسمانے براے من تابید

زاہد علی خان سخا:

ز بالاے تو امشب بہ سر پروانہ پیچیدم
عجائب ریسمانے از براے شمع تابیدم

از جہتِ تجمیل۔ مخلص کاشی:

ہمچو کاغذ باد ہر کس را ہواے در سر است
از براے سیرِ مردم ریسمانش می دہند (۱)

ریشِ چپرباف (۲): ریشِ عفص (۳) کلانے کہ مانند شانۂ جولاہا باشد۔ (ع)۔ شفائی:

آں ریشِ چپرباف کہ در بقچہ نگاہش
می داشت براے در و دیواں یکجا رفت

ریش نداشتن: کنایہ از اعتبار و آبرو نہ داشتن۔ (ع)۔ سند در 'سگۂ مردی' می آید۔ (۴)

ریقو: بہ یاے تحتی معروف و قافِ مضموم: کسے است کہ شکش خود بخود برود۔ (ع)۔ سند در 'چاقو' گذشت۔

ریزہ کاری: مرادفِ 'خوردہ کاری' کہ آں معروف است۔ طغرا:

در نمی آید بہ چشمِ ہمتم نقشِ دو کون
می کند طرّاحِ قسمت ریزہ کاریہا عبث (۵)

(۱) نیز ب: مخلص کاشی:

زاہد ز نخلِ عقل خود را برو بمعراج
گر ریسماں دہندش چوں کاغذِ ہوائی

(۲) م: چپرباف؛ ب: چیرباف، تصحیح از عمید
(۳) 'عفص' بمعنی تند مزہ، زمخت، کھردرا (عمید)
(۴) ب: شفیع اثر:

ریشِ مفتی بے قبولِ رشوہ کس ریشے نداشت
بہر مزدِ اصلاحِ کارِ خلق چوں دلاک کرد

(۵) نیز ب: محسن تاثیر:

نباشد مسیحے باچشمِ بازش
خبر از ریزہ کاری ہاے نازش

ریشِ قاضی: صافیِ شراب پالا۔(ج)۔ سند در دواوینِ قدما است۔ خان آرزو ہم دارد:

چناں رسوا نمودم تقویِ دیرینۂ خود را
کہ کردم ریشِ (۱) قاضی خرقۂ پشمینۂ خود را (۲)

فصاحت خان (۳) راضی:

ز ساماں مے فروشاں را نشاں نیست
بغیر از ریشِ قاضی سایباں نیست

ریزہ خوانی: حرف بظرافت گفتن۔(ع)۔
نادم گیلانی:

آمد بہار و ہر خس و خار ارجمند شد
در باغ ریزہ خوانیِ بلبل بلند شد (۴)

جویا در خطبۂ دیوانِ میرزا صائب گفتہ (فقرہ):

بارے زبانِ ریزہ خوانی کہ عبارت از اجزاے
خردہ گیری است بستہ دارند۔

ریزہ سرائی: نغمہ سرائی۔ نعمت خان عالی:

برداشتہ بلبل ز پے ریزہ سرائی
چیزے کہ برآمد ز تراشِ سخن ما

ریختہ پا: اسپے کہ تناسب اعضا و مفاصلش در غایتِ خوبی باشد۔(ع)۔ گویا بقالب ریختہ اند۔ سنجر کاشی در صفتِ اسپ گوید:

سخت سُم، نرم دم، آگندہ سُرین، پہن کفل
چرب مُو، خشک پے، افراختہ سر، ریختہ پا

ریشہ: کنارۂ بعضے چیزہا کہ رشتہ رشتہ آویختہ باشد مثلِ ریشۂ ردا و ریشۂ مقنعہ و ریشۂ دستار۔ از لغتِ تصنیفِ مجدالدین قوسی تحقیق شدہ؛ حالا مستعمل بہ 'طرّۂ دستار' است کہ خواہد آمد۔ امیر خسرو:

اے دہلی و اے بتانِ سادہ
پگ (۱) بستہ و ریشہ کج نہادہ

علی رضا تجلی:

چوں زنندش بر سر از کیفیتِ نشو و نما
می دواند تار و پود از ریشۂ دستار گل

ریش فروشد متاع مردم را: مثلے است مشہور ایران مانندِ زاہدان، ریشِ دراز بہ اظہارِ صلاح و تقوی؛ کسے را فریب دادن و متاعِ کاسدِ خود را بہ بہاے گراں فروختن؛ یعنی ریشِ دراز متاعِ ناروا ے اُورا می فروشد۔(ع)۔
والہ ہروی:

خلش برآمد و کالا در کسادی زد
کہ گفت ریش فروشد متاع مردم را

---

(۱) م: آتش۔ صحیح از ب
(۲) نیز ب: خواجہ آصفی:

ندارد ہیچ کس پرواے ریشِ محتسب لیکن
بدورِ شیشۂ مے ریشِ قاضی حرمتے دارد

(۳) ب: رازی؛ نخی (ص ۵۵): راضی
(۴) نیز ب: سالک یزدی:

چناں بزیرِ زباں بشکنم ترانۂ عشق
کہ عندلیب شود داغِ ریزہ خوانیِ من

صائب:

ریزہ خوانی ہاے آں لب برقِ خرمن شد مرا
آتشِ یاقوت ہم از دل شرارے داشت است

---

(۱) پنجابی لفظ 'پگ'، یعنی پگڑی

ریگِ زرگری: خاکِ کورۂ زرگری کہ آں را بہ ہفتاد آب شویند و خردۂ زر از آں حاصل کنند۔ شفیع اثر:

بسکہ داری حُبِّ دنیا، بعدِ مردن خاکِ تو
گر نہ گردد بوتہ، خواہد گشت ریگِ زرگری

ریگ شوئی: شُستنِ ریگ مذکور است۔

صائب:

کجا اُفتادی اے دُردانۂ مقصود از دستم
کہ من با سیلِ خوں ایں خاکداں را ریگ شو کردم

'خاک شوری' و'خاک بیزی' نیز ہمان است۔ حاجی جان محمد قدسی در قصۂ جھجار[1] بندیلہ و اُفتادنِ زرہاے اُو بدستِ لشکرِ بادشاہے می گوید:

زر از خاک شوری گذشت از کرور
بلے، کیمیا گر بود خاک شور

سلیم:

کلیدِ گنج سعادت بود ز موجِ شراب
نگینِ جم طلب از خاک شُوے میخانہ

قافیہ غزل 'رُوئے' و'کوئے' است۔ طالب کلیم:

خاک بیزی می کنم از دُور چوں بینم ترا
دست و پاے را کہ گم کردم مگر پیدا کنم

(۱) ب: جھجار

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ الف:

زاغ کمان: گوشۂ کماں۔ (ج)۔

بدیع سنجری[1] (رُباعی):

زِہ[2] تو شہا دستِ دراز ظفر است
شمشیرِ تو آئینۂ رازِ ظفر است
گر خصمِ تو سیمرغ شود ہم نہ جہد
از زاغِ کمانِ تو کہ بازِ ظفر است

سعید اشرف:

دو زاغ کماں چوں پرید از سہ سر
گذر کرد زاغ سہ پر از سپر[3]

'زاغ سہ پر' کنایہ از تیر است۔

زاغنول: بہ سکونِ غینِ معجمہ وضمِ نون: تیرِ سر تیز باریک نول مانندِ نول زاغ۔ گاہے بداں جنگ کنند و گاہے زمین کنند۔ (ر)۔ میر الٰہی:

(۱) ب: بدیعی؛ غنی (ص ۳۶): بدیع، بدیع الدین اتابک، سلطان سنجر کا وزیر اور صاحب تصانیف تھا۔

(۲) م: رُخ، صحیح از ب

(۳) نیز ب: خواجہ جمال الدین سلمان:

کرکسِ تیرت چو از زاغ کماں گیرد ہوا
بومِ شومِ جانِ بدخواہاں شود طبعِ ہما

میر خسرو:

ز بہر آں کہ پرِ تیرِ او سازند ز کاوش
ز گردوں ہر دو کرگس را بیک زاغ کماں گیرد

میستم زاغ کہ برجیفہ بود تول کشا
زاغ تولم کہ سرِ کیسہ کشاید تولم (۴)

تُول، باوّل مضموم: منقارِ مرغاں۔ (ج)۔

(۴) نیز ب: حضرت میر خسرو:

گو کیں زاغ تولاں در کمین اند
کہ مرغانِ دلم عنقا نشین اند

تناظرِ زا از منظرِ بائے موحّدہ:

ب

زبانِ گندمی (۱): زبانِ ملائم گو۔ (ع)۔

میرزا صائبا:

زبانِ گندمی نانِ مرا پختہ است در عالم
چرا چوں خوشہ (۲) گردن کج بہ پیشِ این و آں دارم (۳)

زبانِ ترازو: ہماں 'خارِ ترازو' کہ گذشت۔ (ع)۔

صائبا:

بہ میزانِ قیامت بیش کم، کم بیش (۴) می آید
زبانِ ایں ترازو را نمی دانم، نمی دانم

زبان گیری: یکے را از لشکرِ غنیم بگیر آوردن تا کیفیت و کمیت ازو (۵) دریابند و آں شخصِ بگیر آمدہ را

(۱) ب: گندمین
(۲) م: خوشہ (باضافت)، صحیح از ب
(۳) نیز ب: صائب:

با زبانِ گندمیں روزی طلب کردن خطاست
طوطیِ شیریں سخن را شکرِ گفتار ہست

ایضاً:

از زبانِ گندمیں افتاد در کارم گرہ
خوشۂ بے حاصلِ ما دانۂ دیگر نداشت

ایضاً:

نانِ تو پختہ است بہر جا کہ می روی
صائب زبانِ خویش اگر گندمی کنی

کمال اسمٰعیل:

از طعنہا زبانِ سناں گندمیں شود
چوں شرح می دہیم کہ کلک چہ کار کرد

(۴) م: پیش: صحیح از کلیاتِ صائب (۵) م: از دور، صحیح از ب

زبان گیر، گویند۔ شاپور:

رفتہ اوّل چوں زباں گیراں زبان آوردہ ام
تا بہ شبِ خونِ (۱) معانی بر بیاں آوردہ ام

دگرفتنِ زبان' کنایہ از لکنتِ زبان است۔ ملک قمی:

چوں دمِ شکوہ زبانم ز خجالت گیرد
شرم زور آورد و راہِ شکایت گیرد

زبان بر دیوار مالیدن: کنایہ از قناعت و توکل است۔ (خ)۔ صائبا:

چراغ زندگی را می کند مستغنی از روغن
زبانِ خویش چوں خورشید بر دیوار مالیدن

زبانہ: شعلہ، بمعنی زبان ہم آرند۔ سالک یزدی:

بزیرِ تیغ جفایت چناں شوم تسلیم
کہ از زبانہ (۲) تیغ آفریں بلند شود (۳)

زبان با کسے یکے کردن و داشتن: اتفاق و موافقت با او کردن۔ سلیم:

نالۂ مطرب و نے ہر دو یکے کردہ زباں
می کنندم ہمہ تکلیف کہ بیہوشی کن

طالب کلیم:

چناں ز خویش بجنگم کہ ہر سرِ مویم
ز بہرِ قتلم با تیغ او زباں دارد

---

(۱) ب: شب خون

(۲) م: زمانہ، تصحیح از ب

(۳) نیز ب: کمال خجند:

پرتوِ روے او جہانے سوخت
نہ زدہ آتشے زبانہ ہنوز

زبانِ سنگیں: زبانِ الکن۔ سعید اشرف:

شہرتِ دیواں ز تمکینِ سخنور می شود
چوں زباں سنگیں شود حرفش مکرر می شود

زبان بندِ خرد: کنایہ از شراب۔ میرزا صائبا:

ساقی بمیاں آر زباں بندِ خرد را
کایں ہرزہ درا صحبتِ 'ما قال' بر آورد

زبان بر خاک مالیدن: کنایہ از عجز۔ صائب:

تیغ می مالد زباں بر خاک پیشِ جرأتم
تیغ و تاب از قبضۂ جوہر بروں آوردہ ام (۱)

زبان دادن: عہد و پیماں کردن۔ (ج)۔ سلمان ساوجی:

گفت لعلت، 'می دہم کامِ دلت' بارے مرا
گر نمی بخشد لبت کامے، زبانے می دہد

و اجازتِ سخن دادن۔ (ر)۔ ظہوری:

راویِ شکر را زباں دادیم
ناقلِ شکوہ را زباں بستیم (۲)

زبانِ زرگری: زبانے کہ جمعے با ہم قرار دہند و بداں الفاظ قرار دادہ با ہم حرف زنند تا دیگرے نہ فہمد و آں چنین

---

(۱) ب: ہمیں شعر بمعنی 'حسرت و آرزو کردن' کی مثال میں ہے۔

(۲) دونوں مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو ب: فردوسی:

زباں داد دستاں کہ تا رستخیز
نبیند نیامِ مرا تیغ تیز

ملا طغرا:

قلم چوں بہ وصفش زباں می دہد
ز خطِ شعاعی نشاں می دہد

...جاری

است کہ بمیانِ دو حرف کدام حرفے داخل کنند و آں بسیار رواج دارد۔ خان خالص:

نیست حرفے جز گرفتن بر لبِ اہلِ ہوس
آنچہ می دانند ایں مردم زبانِ زرگری ست (۱)

زباں بازی: برابری و خصومت۔ صائبا:

بہ قلبِ عشق می تازد (۲) دلِ زارے کہ من دارم
زباں بازی بہ آتش می کند خارے کہ من دارم (۳)

[گذشتہ سے پیوستہ]

میر خسرو:

ایں طرفہ زباں دہد کانِ تو اَم بجان و دل
چشمک ازاں طرف زند، شوخیِ ماہِ من نگر

بساطی:

حدیثِ بوسۂ شیریں لباں اگر گفتم
ز من مداں تو کہ جمعے مرا زباں دادند

یہاں فغانی کا جو شعر دیا گیا ہے وہ دیوان سے مختلف ہے۔ دیوان (ص ۴۷) میں پہلا مصرع ہے:

ہر دم ز رشکِ غیر زبانم چہ می دہی

جب کہ ب میں پورا شعر یوں ہے:

مردم ز رشکِ غیر زبانم چہ می دہی
زہرم چو کارگر شدہ تریاک بہر چیست

دیوان میں دوسرے نسخے کے حوالے سے 'ہر دم' کی جگہ 'مردم' بھی دیا ہے۔

(۱) نیز ب: مثلاً فوقی یزدی:

سخن سنج و قدح نوش و غزل خواں
ادا فہم و زبانِ زرگری داں

(۲) م: سازد، تصحیح از کلیات

(۳) نیز ب: محمد قلی سلیم:

بخود چو موے میانت ز رشک می پیچم
چو شانہ بر سرِ زلفت کند زباں بازی

زباں فروش: پُر گوے بے محل۔

جلالاے طباطبا (رباعی):

سو دو جہاں سخن نیوشاں دارند
ہر جاست زیاں، زباں فروشاں دارند
آں طُرفہ لساں کہ معجزش می خوانند
ما تجربہ کردیم، خموشاں دارند

زبانِ گنجشک: قسمے از نان کہ آں را 'قوشدیلی' نیز خوانند (۱):

چشم بر آشیانِ گنجشکش
ہست بہرِ زبانِ گنجشکش

---

(۱) م: شاعر کا نام نہیں؛ ب: مثلاً منیر در ہجو کوتوال

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ خاے معجمہ:

زخم دامن دار: زخمِ فربہ۔ صائبا:

چہرۂ خورشید، زرد از دردِ بے زنہار کیست
زخمِ دامن دار صبح از غمزۂ خونخوار کیست

زخم نمک بند: زخمے کہ براے بند شدنِ خوں نمک بر آں بندند۔ سالک یزدی:

ہر شب ز سوزِ گریۂ بے اختیارِ خویش
زخمِ گلوے صبح نمک بند کردہ ایم

لام دست غیب:

دل از خیالِ لبت ریخت اشکِ گلگوں را
خطا بود کہ نمک [1] بند می کند خوں را

چوں خواہند کہ شب زندہ دارند زخمے بر انگشت زدہ نمک بر آں بندند تا از دردِ زخم در نمک خوابیدہ خواب نہ برد۔ [2] (ع)۔

شاپور:

گر بدست افتد پے شب زندہ داری می خرم
از لب و مژگانِ اُو شبہاے غم زخم و نمک

زخم فگندن: زخم زدن۔ صائبا:

کے بہ شود بمرہمِ زنگارِ آسماں
زخمے کہ ما بدل ز تمنا فگندہ ایم

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ دالِ مہملہ:

زدنِ شراب: دل زدہ شدن، از بسیار خوردنِ شراب؛ از عالَمِ زدنِ شیرینی دل را، کہ آں معروف است۔ حسن رفیع:

کنوں کہ گشتہ ام اے محتسب شراب زدہ
بیا و شیشۂ مے را ز پیشِ من بردار

زدن: موارد آں بسیار است؛ از آں جملہ بمعنی جماع آرند۔ (ع)۔ یحییٰ کاشی:

گر انسانیت از گاو و خر آید
بکونِ خر زنی آدم بر آید

---

(۱) م: نمکِ (باضافت)

(۲) م: برد، صحیح از ب (نہ ندارد۔)

تناظرِ زاے معجمه از منظرِ راے مهمله:

زربفت [بریده][1] پنبه کردن: مثلے است که در مقامِ ممتنع بودنِ کارے گویند۔ (ع)۔ وحید:

باشد هوسِ وصالش از من
زربفت بریده پنبه کردن

زرِ تازه: زرے که بتازگی مسکوک شده باشد۔ محسن تاثیر:

گل به قیمت دلِ صد پاره دهد روے ترا
به زرِ تازه خرد ماهِ تو ابروے ترا

'تازه سکه' نیز گویند۔

(۱) م: 'بریده' ندارد، صحیح از ب

زرّافه[1]: بتشدیدِ راے مهمله وفاے مفتوح؛ حیوانیست عجیب در نواحیِ مصر؛ گردنش چون گردنِ شتر و سُمِ او چون سُمِ گاو و رنگش چون رنگِ پلنگ، وآن را 'اشتر گاو پلنگ' نیز گویند۔ (ر)۔ شفائی:

سعد از دکن خروج اگر کرد چه شد
دجّال ز هند هم برون آمده است
صد جانور از هند برون آمده لیک
زرّافه گور کم برون آمده است

زرِ شکسته: زرِ کم عیار۔ میرزا جلال اسیر:

رواجِ ساختگی هاے روزگار نداشت
زرِ شکستهٔ دل بیش ازیں عیار نداشت

زردک: معروف؛ وکنایه از قضیب۔ (ع)۔ محسن دماغی:

تا کس وکاسهٔ تو بر طبقِ عرض نهم
قلیهٔ زردک و همت جاے گرز بورانی [کذا]

زر ورق[2]: طلق که آن را در هندی 'ابرک' گویند۔ بیانی در 'شیرین وخسرو' گوید:

کج اندیشے که دارد زیور و مال
بود چون زر ورق بر ابروِ[3] زال

(۱) ب: اس لفظ کا تلفظ: بضمِ اوّل
(۲) م: زرورق (ایک ہی لفظ)، صحیح از ب
(۳) ب: ابروے

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ شینِ معجمہ:

زشت کردن: بہ اصطلاحِ کشتی گیراں مغلوب و زبوں کردنِ حریف۔ (ع)۔ میر نجات:

یوسفے را کہ بہ نسبت تو بہشتش کردی
باتو تا دست فرو کوفت تو زشتش کردی

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ عینِ مہملہ:

زعفرانی خندہ: خندۂ بسیار۔ ماخذِ آں گل کردنِ خندۂ بے اختیار است از تماشاے زعفران زار۔ سالکاے[1] یزدی:

نے ہمیں صبح خنک پف بر چراغم می کند
زعفرانی خندۂ خورشید داغم می کند

---

(۱) م: سالکان، تصحیح از ب

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ غینِ معجمہ:

زغال آختہ[۱]: بہ خاے[۲] معجمہ ومثناتِ فوقانی؛ میوہ ایست ترش از زرشک[۳] تازہ بالیدہ تر و رنگش سیاہ، در شکنبہ[۴] گوسفند مطبوخ سازند۔ (ع)۔ وحید در ہجو کمال نام خواجہ سرائے، کہ سیاہ فام بود، گوید:

جملہ ترشی ہاے عالم در مذاقم شکر است
کند کردہ ایں زغالِ آختہ دنداں مرا

(۱) ب: اختہ بروزنِ تختہ
(۲) م: بجای، تصحیح قیاسی
(۳) م: زرشک، تصحیح از ب
(۴) وحید کے مطابق 'شکنبہ'

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ قاف:

زقہ: دانہ وے است کہ چوں بچہ زاید از خرماو جو آں ترکیب کردہ در حلق او ریزند۔ در ہند "گھٹی"،[۱] گویند۔ (خ)۔ طالب آملی[۲]:

مکن بہ زقۂ تعلیم آشنا لب طبع
بس است[۳] طبع ترا شیرِ دایۂ الہام

(۱) یعنی گھٹی
(۲) ب: طالب کلیم، لیکن دیوان کلیم میں یہ شعر نہیں ہے۔
(۳) م: بجست

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ لام:

زلفِ عروس: نام گلے است شبیہ بزلفِ مجعد؛ در کشمیر گل کند۔ داراب جویا:

دل از زلفِ عروسش در کمند است
ز جوشِ لالہ اش آتش بلند است (۱)

زلفِ عُقار: پرہاے عُقار کہ آں طائرے است کہ پرہایش پیچ در پیچ و شکن بر شکن باشد مانندِ زلف و ازاں جیغہ سازند۔ سکندر بیگ منشی در "عالم آراے عباسی" گوید (فقرہ):

از جملہ ہدایاے مرغوبہ یک زنجیر جیغہ (۲)
زلفِ عُقار، کہ زبدۂ چندیں ہزار زلف بود،
مرصع بہ لعلہاے ثمین... الخ۔

سلیم:

تا دلیراں بہ دل رُبائی خصم
کاکلِ سر کنند زلفِ عُقار
باد در پیش پیشِ خیلِ ظفر
نیزۂ مرد افگنت (۳) سرِ دار

ولہ:

بہ آب جلوۂ کبک و بتابِ حُسنِ تذرو (۱)
بہ چتر کاکلِ طاؤس و دامِ زلفِ عُقار

---

(۱) کشمیر کی تعریف میں مثنوی کے ذیل میں "در توصیفِ وفورِ گل و گیاہ" میں یہ شعر آیا ہے (کلیاتِ جویا، ص ۲۱۱)۔ اس حصے کا پہلا شعر:

فلک دیوانۂ جوشِ بہارش
در آتش نعل مہ از لالہ زارش

(۲) ب: دونوں جگہ جیغہ؛ چراغ ہدایت: جیغہ

(۳) ب: افگند

---

(۱) م: مدرو، صحیح از ب

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ میم:

زمینِ دیوار: نامِ ورزشے است از کشتی کہ دستہا را بر زمین گذاشتہ[1] ہر دو پاے بر دیوار زدن است۔ (ع)۔

میر نجات:

دیدنِ روے تو اُش اے مہِ من ناچار است
ورزشِ مہر بکوے تو زمیں دیوار است

زمینِ مردہ: مرادف 'خاک مردہ' و آں گذشت۔ (ر)۔ صائبا:

ہیچ طاعت ہمچو احیاے زمینِ مردہ نیست
بادہ را در گوشۂ محراب می باید کشید[2]

زمین از دور بوسیدن: کنایہ از نہایتِ ادب۔

صائبا:

خزاں از دور می بوسد زمین و باز می گردد
درآں گلشن کہ بلبل صائبؔ آتش زباں باشد

زمام: مہار شتر خصوصاً و عنان است عموماً۔ طالب آملی:

سپہر را بہ کمندِ اطاعتِ تو سریست
چو بارہ را بلجام و چو ناقہ را بہ زمام[3]

---

(۱) م: بر، تصحیح از ب
(۲) نیز ب: صائب:

چوں زمینِ مردہ اے کز ابر گردد تازہ رُو
از عرق رُوے تو احیا می کند آئینہ را

(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ نون:

زنجیر کردن و زدن: معروف، اوّل مشہور است؛ دوم؛ خان خالص:

عاشقِ دیوانہ را زنجیر می باید زدن
یا چو طفلاں سنگ بر ایں پیر می باید زدن

زنّارِ مینا: خطّے کہ از میناے نیم پُر بہم رسد۔ (ع)۔ و 'زنّارِ ساغر': موجِ شراب۔ (ر)۔ سیادت:

زنّار بند بادہ چو میناے[1] نیمہ شو
یعنی ز دل برسم ورہِ[2] مے فروش باش

زنبوری: مشبک و ایں ماخوذ[3] است از شانِ عسل۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۳) حافظ (ص ۹):

مستیِ چشمِ شاہدِ دلبندِ ماخوش است
زاں رُو سپردہ اند بمستی زمامِ ما

(ب: 'ماخوش' کی بجاے 'ناخوش')
نیز ب؛ ناصر خسرو:

کرد از وجود قافلہ سُوے عدم رواں
آنگہ زمامِ جملہ بدستِ قضا نہاد

دیوانِ اشعار... ناصر خسرو میں اِس زمین میں قطعہ تو ہے (ص ۵۰۲)، لیکن ب والا شعر نہیں ہے۔ قطعے کا پہلا شعر ہے:

خواندم چہار نامۂ ایزد بر اوستاد
وز چند فیلسوف گرفتم حدیث یاد

(۱) م: بنعیاے (دوسرا حرف نون)، تصحیح از ب
(۲) م: ورہ، تصحیح از ب
(۳) م: ماخود (آخری حرف دال)، تصحیح قیاسی

محسن تاثیر:

ابرِ تر از سُونِش (۱) گوہر شود غربال بیز
از ترشّحِ پرنیانِ آب زنبوری شود

ازیں (۲) جہت پردۂ مشبک وچیغ (۳) را 'پردۂ زنبوری' گویند و معروف است۔

زنبغل: بہ تقدیمِ نون بر موحدہ و غینِ معجمہ مضموم؛ دہان را پُر باد کردن و ضربِ دستی برآں زدن تا صدائے از آں برخیزد۔ محتشم کاشی:

زن بغل را پہ زسیلی می خورد
کارِ نیکو کردن از پُر کردن است

زنگ و زنگولہ بستن: حاصل کردنِ مرتبۂ بلند در فنّے و بعضے گویند، 'دعویِ مرتبۂ بلند کردن۔' (ع)۔ در ولایت رسم است کہ شاطر یا پہلوان چوں بکمالِ فن برسد زنگ می بندد۔ (ع)۔ بخلافِ ہند کہ شاطراں اینجا در زنگ بستنِ حصولِ کمال شرط ندانند۔ میر معصوم کاشی:

محملِ لیلیٰ گرانبار است از اسبابِ ناز
ناقہ زنگِ پہلوانی بستہ در محمل بری

مخلص کاشی:

خامہ ام را می رسد گر زنگ بندد از صریر
راہِ بے پایانِ معنی را بیک پا رفتہ است

طغرا:

از شعر ہائے طغرا گر صد ترانہ سازی
زنگولہ بندِ شہرت سازد ترانہ ہا را

زنگِ حیدری: زنگِ کلانے کہ قلندراں بر کمر بندند۔ (ع)۔ سالک یزدی:

زیں مشتِ خاک نالہ بگردوں رسانده ام
چوں زنگِ حیدریست دلِ چاک چاکِ من (۱)

---

(۱) سُونِش بمعنی برادہ جو چھلنی سے نکلتا ہے۔ (غیاث)

(۲) م: ارین (دوسرا حرف ر)، تصحیحِ قیاسی

(۳) ب: چیغ، چراغِ ہدایت: چیغ

(۱) نیز ب: مُلّا سالک قزوینی:

حیدرِ صفدر علی ابن ابی طالب کہ ہست
درمیانِ قیصرش گردوں چوں زنگِ حیدری

مُلّا طغرا:

زوشنایِ شش جہت ز آوازۂ مہرِ تو اَم
نامۂ شوقے ندارد غیرِ زنگِ حیدری

تقی طلوائی ضمیر تخلص:

بیستوں را چوں درِ خیبر بزور تیشہ کند
عشق زنگِ حیدری بر بازوئے فرہاد بست

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ واو:

زود بود: کنایہ از بیجا و بے حساب۔ (ع)۔
صائب:

اے خطِ بے رحم ازاں عارض دمیدن زود بود
آں گلِ نشگفتہ را نادیدہ چیدن زود بود (۱)

تمام غزل بریں وتیرہ است۔

زود سیر: کسے کہ از صحبتِ دوستاں زود سیر شود و بر در بیگانگی زند۔ (ج)۔ کلیم:

کلیم یک رہ ازاں شوخِ زود سیر بپرس
وفا چہ کرد کہ در خاطرِ تو جا نہ گرفت (۲)

(۱) نیز ب: حکیم شفائی:

عشق رسوائی طلب شہرت تقاضا می کند
ورنہ افشا کردنِ رازِ نہانی زود بود

محمد قلی سلیم:

اوّلِ ہجر است حتّی فرصتِ دیدن کجاست
ایں قدر شرمندگی از زندگانی زود بود

(ان غزلوں کی ردیف ہی "زود بود" ہے۔)
(۲) نیز ب: ملا وحشی:

رسم ایں می باشد اے دیر آشناے زود سیر
آں ہمہ لافِ وفا آخر ہمیں مقدار بود

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ ہا:

زہرِ چشم: غضبے کہ از نگاہِ تند محسوس شود؛ 'زہر' بمعنی خشم است۔ (ج)۔ سند در 'آب دادن' گذشت و 'زہرِ چیزے گرفتن': خشم و غضب و تندی و تلخیِ اُو را تحمل کردن است۔ (ع)۔ سعید اشرف:

تو اوّل تابِ زخمِ اُو نمی آری دلیرم من
بہل اے مدّعی تا زہرِ تیغش را بگیرم من

زہگیر: معروف؛ 'زہگیر زہگیر کردن': پارہ پارہ کردن۔ (ع)۔ اشرف:

کشیدی آہوے را بر سرِ تیر
کہ شاخش را کند زہگیر زہگیر

و 'زہگیر' بہ اصطلاحِ لوطیاں کنایہ از فرج است۔ (ع)۔ 'زہ' رحم است۔

زہ و زاد: بہ ہر دو زاے معجمہ و دال مہملہ؛ عیال و اطفال۔ (ج)۔ زاد و فرزند؛ فرہنگِ اخلاقِ ناصری۔ علامی فہامی (۱) در "اکبرنامہ" گوید (فقرہ):

زہ و زادِ افغاناں اسیر شدند۔

(۱) م: فہامی، تصحیح قیاسی

تناظرِ زاے معجمہ از منظرِ یاے حُطّی:

زیوچاق: بہ جیم عجمی؛ مغلوب و فرماں بردار۔ (ر)۔
طغرا:

در پاے خط چرا نہ شود زلفِ اُو خراب
اُفتادہ زیرِچاق بود ایستادہ را (۱)

'بالاچاق' مقابلِ آن است، یعنی غالب و فرمان دہ۔ (ع)۔
سند در 'قبچاق' می آید۔

زیرِلب: کنایہ از سخنے وخندہ اے کہ آہستہ و پوشیدہ باشد؛ گویند، 'سخنِ زیرِلب و تبسّمِ زیرِلب'۔
کمال خجند:

زیرِ لب ہر چہ صراحی بقدح می گوید
در دلِ نازکِ اُو جملہ فرو می آید

ولہ:

بدہانِ تو اَم زبیمِ رقیب
سخنے جز بزیرِ لب نبود (۲)

---

(۱) ظہوری:

تو عاجز و آرزو زبردست
حسرت نہ شدست زیرچاقت

ایضًا:

اُفتاد عنانِ دل بدستم
قبچاقِ مراد زیرچاقست

(دیوانِ ظہوری، ص ۱۳۷)

(۲) نیز ب: صائب:

ز دوست لطف نہاں خواستن فزوں طلبی ست
کہ دل زیادہ برد خندہ اے کہ زیرِ لبی ست (جاری)

زیرجامہ: ازار۔ سند در 'آلفتہ' گذشت۔

زیادہ کردن: معروف۔ کنایہ از کم کردن۔
مخلص کاشی:

تُرک ما کردہ خواجہ از دولت
دولتش را خدا زیادہ کند

شاعر:

خوانِ وصالِ دوست نعیمے ست جاوداں
بر ما مساز کم، برقیباں زیادہ کن (۱)

در ہر دو شعر بطریقِ ایہام (۲) بہ ہمیں معنی است۔

زیرپائی (۳) کشیدن: مثلاً دُزدے است کہ از عملِ خود انکار دارد، اُو را بہ شکنجہاے ملائم پیچانیدہ بہ اقرار آوردن و از تۂِ کارش واقف شدن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

بگو پامال، اِمشب کردہ ای خونِ کرا دیگر
وگرنہ از حنایت می کشم ایں زیرپائی را

'زیرپائی' بہ معنی تنبیہ و تادیب آرند۔ نظیری گوید:

حریف بیں چہ براحت بساط می چیند
ز زیرپائیِ افلاک غافل اُفتادہ است

زیرپیچ: تہ پیچِ دستار۔ سند در 'نیمدار' خواہد آمد۔ (۴)

[گذشتہ سے پیوستہ]
جمال الدین سلمان:

زیرِ لب مید ہدم وعدہ کہ کامت بدہم
غالب آنست کہ ما را بزباں می دارد

(۱) ب: دونوں اشعار 'زیادہ کردنِ خوان' میں دیے ہیں۔
(۲) م: ابہام، صحیح از ب
(۳) ب: زیرپای
(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

زیر کردنِ سیاهی: حالتے است کہ سیاہی آدمی را در خواب گیرد۔ بطریقے کہ نفس تنگی کند و آں را در تازی 'عبدالجنۃ' و 'کابوس' خوانند و در ترکی 'فرنجک' بہ فا و رائے مہملہ و جیمِ تازی۔ (ج)۔ بیانی:

سیہ شد آں قتاں دشت از سیاہی
کہ گوئی[1] زیر کرد اُو را سیاہے[2]

غنی:

گر توانی اے دل از فریاد بیدارش مکن
بختِ خواب آلودۂ ما را سیاہی زیر کرد

زیر افگن: نام پردۂ سرود۔ (ج)۔ کہ آں را در ہند 'بھیروں' گویند۔ بہ قولِ صاحب 'برہانِ قاطع'؛ 'کوچک' نیز ہمان است۔ منیر در رزمیہ اے کہ مناسبات موسیقی سر کردہ گوید (فقرہ):

نسبت بہ مخالفاں زیر افگن و زیر کش گردیدند۔

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۳) مثالوں کے لیے ب: طاہر وحید در تعریف گنبدِ مسجد:

ز دستار گنبد چہ سازم بیاں
کہ اُو را بود زیر پیچ آسماں

شرف الدین شفائی:

می شود زیر پیچ دستارش
کلم ِ بیمدار یک خروار

(۱) م: کوئی، ہیچ از ب

(۲) 'سیاہے'، مراد ایک یا کوئی سیاہ۔ 'سپاہ'، بمعنی حبشی (غیاث)

تناظرِ سینِ مہملہ از منظرِ الف:

ساچمه: بہ جیمِ فارسی؛ کیسۂ پُر از فلوس و پیکان و چاقو کہ بجائے گلولہ در توپ گذارند؛ بجانبِ خصم اندازند تا بسیار کس از فوجِ غنیم کشتہ شوند۔ (ع)۔ نعمت خان عالی (فقرہ):

ماہیچہ نیزہ بسیار است مزہ و بغرائے ساچمہ خیلے درست چاشنی۔

سازو: بہ زائے معجمہ؛ ریسمان و 'ساز و باز'؛ رسن باز کہ آں را 'دار باز' نیز گویند۔ (ج)۔ والہ ہروی:

ساز گردن کشی سراسر را
طمع خام کردہ از سازو[1]

ساز بر تار بستن: کوک کردنِ ساز۔ مومن استر آبادی:

فلک قانع نہ شد از نغمۂ طنبور افزودن
ز ہجراں بہرِ ما سازِ نوی بر تارِ می بندد

ساعتِ سنگین: بالاضافہ؛ ساعتِ نامبارک۔ (ع)۔ صائب:

کدام ساعتِ سنگیں کہ چشمِ بختِ مرا
دریں زمانۂ پُر انقلاب خواب گرفت

'سنگین' بمعنی نحس و شوم بسیار آرند۔ شفیع اثر:

اوّل تیرگی بخت ضرور است آرام
عزمِ رہ وقتِ سحر کن، سرِ شب سنگین است

---

(۱) نیز ب. ملا فوقی یزدی:

شود افسردہ یخ چال از ادایت
ریند سازو بحلقومِ روایت

ساعته: منسوب بہ ساعت، از عالمِ 'یک روزہ' و 'یک شبہ' و 'یک وقتہ'۔ والہ ہروی:

مشکے ز پے مُردن ہر ساعتہ باشد
روزے کہ جوانی نبود ہمنفسِ عمر

ساعت: معروف، کہ آں بخشے است از روز و شب، و قیامت نیز؛ کما قال عز و جل: 'اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ'(۱)۔ محسن تاثیر:

از تلخیِ قیامت ما را چہ باک باشد
بے تو گذشت ما را ہر دم ہزار ساعت

ساغر: معروف، و نام شہرے از دکن نزدیکِ بیدر۔ (ر)۔ بدیعی سمرقندی:

شکرِ خدا کہ نیست چو اربابِ حرص و آز
گاہے ہوائے بیدر و گہ فکرِ ساغرم

از شعرِ سعید اشرف کہ در لفظِ 'آل' گذشت، بوسۂ ساغر، ہم نامِ شہرے معلوم می شد۔

ساقری: لفظِ ترکی است، بمعنی کیمخت۔ (م)۔ شفیع اثر:

فتادہ زاہدِ خر را بپوست خامۂ من
برائے تیغ شود ساقری ہمیشہ غلاف

ساقدوش: ترکی است، بمعنی شاہ بالا و آں کسے است کہ چوں داماد بہ عروسی سوار شود، کسے را کہ ہم سن و ہم بالائے او باشد بہ لباسِ زیبا آراستہ ردیفِ او سازند۔ در فارسی 'شاہ بالا' گویند۔ (ج)۔ بمجاز بر قرین و نظیر(۱) استعمال کنند۔ (ع)۔ میر معصوم کاشی:

یدِ بیضا بہ ساعدِ خوباں
ساقدوشی نمی تواند کرد

(۱) سورۃ الحج، آیت ۱: پوری آیت کا ترجمہ: لوگو، اپنے پروردگار (کے عذاب) سے ڈرو، حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے۔

ساقه: بہ قاف؛ دنبالۂ لشکر۔ (ر)۔ حیاتی گیلانی:

ز ساقہ و ز جناح آب کارِ فتح مجو
عناں بجز طرفِ قلبِ کارزار مپیچ

آں را 'پایہ دار' نیز گویند۔ (ج)۔ جناح: بالِ مُرغ و مقدمۂ لشکر۔ (ک)۔

سال دار و سال دیده: کہن سال۔ سعید اشرف:

وقتِ پیری خاطرِ اشرف جواں تر می شود
نشاءِ دیگر دہد چوں بادہ گردد سال دار

شوکت بخاری:

عہدِ شباب رفت بے سال دیدہ کش
ساغر بطاق(۲) ابروئے پشتِ خمیدہ کش(۳)

سال دُزدیدن: کمتر سالہائے عمر گفتن۔ میرزا صائبا:

ایں کہن سالاں کہ می دُزدند سالِ خویشتن
کہنہ دُزدانند در تاراجِ مالِ خویشتن(۴)

(۱) م: نظر، تصحیح از ب (۲) م: بتاق، تصحیح از ب
(۳) نیز ب؛ میرزا صائب:

با کہن سالاں مکن اے نوجواں کاوش کہ ہست
آتشے پوشیدہ در مغزِ چنارِ سال دار

(۴) نیز ب؛ آقا شمسی صغیر:

تا کے از سال دُزدیدن تواں بودن جواں
بخیۂ پیری برو افتاد از موئے سفید

سام سوار: نام پہلوانے است، پدرِ دستان و جدِّ رستم۔ (ک)۔ [سعید] اشرف:

بس کہ درا صطبلش آمد، تاخت اسپ[1] خویش را
در تلاشِ منصب میر آخوری[2] سامِ سوار

سان: لفظ فارسی است بمعنی رسم و عادت۔ (ر)۔ وسلاح و سامان۔ (ج)۔ ایں کہ می گویند، 'بادشاہ سانِ لشکری بیند'، مراد از دیدنِ سلاح و سامانِ لشکر است۔ (ع)۔ 'شانِ لشکر' کہ درایں مقام، بشینِ معجمہ، می گویند، بقولِ اہلِ لغت و محاورہ داناں، غلط است۔ شفیع اثر:

دید چنداں کہ سانِ لشکرِ افلاک را
بر منجم طالعِ خصمش نشد ہرگز عیاں[3]

(۱) م: باخت دست، صحیح از ب (۲) م: آخری، صحیح از ب
(۳) نیز ب، ظہوری:

خوباں عجب کہ خیلِ مدارا دہند ساں
تسخیرِ ملکِ دل بہ تغافل حوالہ است

ایضاً:

ساں دہم از قطرہ ہائے خونِ خود صفہائے دل
لشکرِ دل بر سپاہِ جسم و جاں خوش غالب است

عرفی:

پریشاں دیدہ ای ایں فوجِ میدانِ مجازی را
ز بامِ ہوش سر بر کن کہ رنگیں می دہم سانش

قصائدِ عرفی (ص ۳۵) میں یہ شعر یوں ہے:

پریشاں دیدہ ای ایں گوے میدانِ مجازی را
ز بامِ ہوش سر بر کن کہ رنگیں می دہم شانش

شارحینِ قصائد نے بھی اسی شعر کی کھینچ تان کر شرح کر دی ہے؛ کسی نے بھی 'فوج' اور 'سانش' والے اختلاف بیان نہیں کیے ہیں۔ ملاحظہ ہو، عجیب و غریب شرح قصائدِ عرفی، از مولوی عبدالمجید خان، ص ۱۴۰؛ اردو شرح قصائدِ عرفی از ساحل بلگرامی، ص ۱۰۰

ساوری: مرادفِ 'تحفہ' و 'پیشکش' است در زبانِ ترکی؛ از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ در ظفرنامہ شرف الدین علی یزدی ایں لفظ بسیار است۔

سائلِ بکف: گدائے نادارے کہ کاسۂ گدائی ہم نداشتہ باشد۔ صائبا:

غنی ز مال، محال است سیرچشم شود
کہ بحر ہم ز صدف سائلِ بکف باشد

سایہ بر کسے افگندن و کردن: بسرِ وقتِ او رسیدن و متوجہ بحالِ او شدن۔ (ج)۔ نظیری نیشاپوری:

چوں ابرِ بہاری بسرم سایہ فگن شد
بر ہر برو بومے کہ نظر کرد چمن شد

صائبا:

آفتابِ زندگانی بر لبِ بام آمدہ است
سایہ خواہی کرد کہ اے سرو بالا بر سرم

سایہ و نقشِ کسے بہ تیر و خنجر زدن: کنایہ از کمالِ دشمنی است۔ (ع)۔ طغرا:

جرمِ طغرا چیست یارب کاں پری چوں آفتاب
سایہ اش را ہر کجا بیند بہ خنجر می زند

سعید اشرف:

آں بت از کینہ زند نقشِ مرا بس کہ بہ تیر
کاغذِ گردہ کند صفحۂ تصویر مرا[1]

سایۂ دست: امداد و اعانت۔ در محاورہ گویند،

(۱) نیز ب، محسن تاثیر:

گفتم کہ مہر ز پیش رخت رنگ رفتہ است
ہر جا کہ دید سایۂ ما را بہ تیر زد

سایۂ دستے کرم کنید، یعنی اعانتے بکنید۔ (ع)۔ میر نجات:

از پیر خرابات بگیرزم[1] دو سہ مینا
مژگان تو گر لطف کند سایۂ دستی

میر صیدی:

نرود تیرگی از عالم افلاس بروں
سایۂ دست تو اش گر نکند نورانی[2]

سایہ رُست: بضم رائے مہملہ؛ نباتے کہ در زیر اشجار بروید؛ بمجاز کسے است کہ بناز و نعمت بگذارند و گرم و سرد روزگار[3] ندیدہ باشد۔ (ع)۔ شانی تکلو:

اگر فرشتہ بکویش گذر کند شانی
اسیر قامت آں سرو سایہ رُست شود

(۱) م: بہ پیرم، صحیح از ب

(۲) نیز ب: عباس قلی خان:

بے اجازت بر نیاید تیغ توفیق از نیام
سایۂ دستے ز شاہ ذوالفقارم آرزوست

(۳) م: رروزگار، صحیح از ب

تناظرِ سینِ مہملہ از منظرِ بائے موحّدہ:

و دراں دو منظر است:

منظرِ اوّل در بائے تازی:

سبز شدن: ظاہر شدن، مرادفِ 'سفید شدن' کہ آں معروف است۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

شگفتگی نہ شود سبز در چمن بے تو
بہ اشکِ شمع زند غوطہ انجمن بے تو[1]

سبز چشم: کبود چشم کہ آں در علمِ قیافہ بشرارت مخصوص است۔ باقر کاشی:

رقیب تو کہ یارب کور و کر باد
عجائب سبز چشمے زرد گوشے[2] است

(۱) نیز ب: محمد قلی سلیم:

آسماں جز از رہِ اُفتادگی
سبز نتواند شدن در کوے او

مُلا مفید بلخی:

سرو بیدل پیش قدش چوں تواند سبز شد
با ہزاراں دل صنوبر می کند استادگی

صائب:

گوشوار از شرمِ آں صبح بنا گوش آب شد
سبز نتواند شد از خجلت دریں مہتاب شد

ایضاً:

توانی سبز شد در حلقۂ آزادگاں صائب
ترا چوں سرو گر در چار موسم یک قبا باشد

(۲) گوشے، صحیح از ب۔ ب میں 'گوشے' کے بعد 'است' نہیں ہے۔

سبز کار: کسے است کہ کارہاے خوب ازو سر زند۔
ظفرا در مدح نجف معلّیٰ گوید:

زمرد بود گر چنیں سبز کار
خزانِ طلا را کند نوبہار

سبز شدنِ نان و آب: زنگار بستنِ آں بسبب
دیرماندگی؛ صائبا:

گے بدرد آید دلش از رنگِ زردِ سائلاں
رُوسیاہے را کہ ناں شد در بغل زامساک، سبز

ولہٗ:

آبے کہ ماند در تہِ جُو سبز می شود
چوں خضر زینہار مکن اختیار عمر

سبز کردن: مرادف ٗنہال کردن ٗمفید بلخی:

از یک نگاہِ لطف مرا سرفراز کرد
چشمِ تو سبز کرد چو بادام تر مرا

خان خالص:

خاطرِ ماست خرّم از آں رُو
کہ چو خط سبز کردہٗ یاریم

سبز شدنِ آفتاب: نزدیک بہ غروب شدنِ اوست۔
مخلص کاشی:

از دمیدنہاے خط غافل مشو
زود گردد سبز رُوے آفتاب (۱)

سبز در سبز: نام نواے از موسیقی۔ (ج)۔ منیر:

زفیضِ ابر گشتہ (۱) بوم سرسبز
زدہ مرغاں نواے سبز در سبز

سبو شکستنِ آخریں چہارشنبۂ ماہِ صفر:
معمول است کہ شامِ آخرینِ چہارشنبۂ ماہِ صفر مشعلہا و چراغہا
برلبِ بام گیرند و سبوہاے کہنہ از لبِ بام افگنند و بہ بانگِ بلند
گویند، ٗبلا رفت و صفا آمد۔ٗ (ع)۔ شاپور:

آں سبوے کہنہ ام ساقی کہ رندِ بادہ نوش
آخرِ ماہِ صفر از بامِ خمارم فگند

اشرف:

کنوں کہ بادۂ صافِ طرب بجامِ من است
چو دُردِ ماہِ صفر محتسب سبو شکن است

سبک روحی: کمال بے تعیّنی (۲)؛
ٗسبک روح ٗ: مصاحب بے کبر۔ (خ)۔ آقا رضی دانش:

آں سبک روحم کہ می گیرم صبا را در بغل
ہمچو خوں گرمے کہ گیرد آشنا را در بغل

بنا بر کثرتِ اشتہار محتاج بہ ایرادِ اسنادِ دیگر نیست۔ قطب
الدین مائل در شرحِ ایں بیتِ عرفی شیرازی:

آنجا کہ سبک روحیش (۳) آید بحکم
ز آسیب گرانی بخرد گوشِ اصم را

معنیِ آں ٗسخن بہ لطافت گفتن ٗ گفتہ؛ ہر چند تفحص کردہ شد در ہیچ
کتاب بایں معنی نظر نیامدہ و عجب آں کہ در بیتِ مذکور نیز معنی
مقرر جمہور است، می آید۔

---

(۱) ب: شعر کے بعد یہ عبارت ہے:
ٗولیکن در بیت مستند رُوے آفتاب است، نہ تنہا آفتاب ٗ

(۱) م: کشتہ
(۲) ب: بے یقینی
(۳) روحیش، تصحیح از قصائدِ عرفی (ص ۴)

منظرِ دوم در بابے عجمی:

سپر بستن: معروف۔ شانی تکلو:

گر عاشقی ولذّت پیکانت آرزوست

در جلوہ گاہ سخت کماناں سپر مبند (۱)

درویش دہکی (۲):

چوں بہ پیش آید خدنگش بر قفا بندم سپر

تا نیارد نوک پیکانش سر از آں سُو بدر

میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ گوید:

کدام روز آں نگار بدخو بجنگِ دلہا کمر نہ بندد

زغمزہ تیغ وزعشوہ خنجر، زچینِ ابرو سپر نہ بندد

سپر هزاره: نوعے از سپر؛ از جہتِ بسیار تو بر تو بودن بدیں نام موسوم گشت۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

ہر جا کہ کثرتے ست نمودار وحدت است

باشد سپر ہزارہ ولیکن سپر یکے است

سپری: بکسر سین؛ معدوم و ناچیز و تمام و آخر۔ (ج)۔

محسن تاثیر:

سعی در گشتنِ تاثیر نمودن ظفر است

تا نگردیدہ زخط تیغ نگاہت سپری

(۱) م: بلند۔ تصحیح از ب

(۲) ب: دہکی

تنا ظر سینِ (مہملہ) از منظرِ تائے مثناتِ فوقانی

ستارہ: معروف ولوحِ جدول کشی۔ (ج)۔ سعید اشرف:

بسانِ قلم جدولِ بے عدیل

دریں راہ بودش ستارہ دلیل

'ستارۂ جدول' نیز گویند۔ ہم اوراست:

ز نارسائی طالع تمام دنبالہ است

ستارہ ام بفلک چوں ستارۂ جدول (۱)

ستارہ: کنایہ از اشک نیز۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

در دل ہر آنچہ باشد از دیدہ می تراود

زاں ماہ پارہ دارم چشمِ ستارہ بارے

وطالع نیز۔ حسن بیگ رفیع:

امروز بہ بختِ آسماں کیست

ہر جا کہ ستارہ ایست با اوست

سالک یزدی:

بودے چو آفتاب مرا گر ستارہ اے

می داشتم بروے تو راہِ نظارہ اے

ستان: مرادفِ 'آستان' کہ گذشت وبمعنی رُو بہ آسمان و پشت بہ زمیں دراز کشیدن نیز۔ (ج)۔ طالب آملی:

بُتے دیدم کہ در عشق نمایاں حسن پنہانش

بہر تار از ازار او رقابت می تواں کردن

(۱) نیز ب: شیخ شیراز (یعنی سعدی):

لاجرم چوں ستارہ راست بود

نتواند کہ کج رود جدول

بنوکِ خامۂ حمراں بہر لوح سرین او
ہزار الفیہ شلفیہ کتابت می تواں کردن
بداں کون و کفل در صحنِ حمام اُرستاں افتد
بحوضِ ناف اُو غسلِ جنابت می تواں کردن

سُشُتہ: اوّل و سوم سینِ مہملہ مضموم و دوم و چہارم مثناتِ فوقانی؛ صفیرے کہ کشتی گیراں در وقتِ زشت کردنِ حریف کنند۔ (ع)۔

ستم ظریفی: در پردۂ ظرافت ستم کردن۔

سَد دربند و کشاد 'گذشت۔

ستوں کردنِ بازو: راست کردنِ بازو برائے کشیدنِ کمان۔ (ع)۔ میرزا جلال اسیر:

تا ستوں می کرد بازوے تپیدن می شکست
ناتوانی ہاے دل زورِ کمانِ ما نداشت

ستارہ بزیر آوردن: کنایہ از کردن کارے کہ غیر ممکن باشد۔ (ع)۔ سالک یزدی:

مگو کہ تیرِ ہوائیست آہِ مظلوماں
ستارہ ہاے فلک را بزیر می آرد

تناظرِ سینِ (مہملہ) از منظرِ جیم:

سجاوندی: کنایے است در علمِ قرأت کہ در آں علاماتِ اوقاف نقطہاے طلا گذارند۔ 'سجاوند'، بقولِ صاحبِ 'ہفت اقلیم'، قصبہ ایست از توماناتِ کابل، بقولِ صاحبِ ''نگارستان''، موضعے است از خواف[1] خراسان کہ وطنِ مصنفِ کتابِ مذکور است و صاحبِ 'رشیدی' نوشتہ کہ 'سگاوند'[2] کوہے است در سیستان، چہ سگ در آں بسیار باشد، و 'سجاوند' معربِ آنست۔ 'سجاوندی کردن و شدن'، کنایہ از منقش کردن و شدن است۔ (ع)۔ تاثیر:

از حیا گُل گُل شود چوں آں رخِ محجوب سرخ
مصحفِ خوشخطِ رُخسارش سجاوندی شود

اشرف:

خواہم آں رُخ را ز نقشِ بوسہ گلبندی کنم
مصحفِ رخسارۂ او را سجاوندی کنم

سجودِ صمدی: بہ اصطلاحِ کشتی گیراں سجدہ ایست کہ در وقتِ کشتی گرفتن کنند۔ (ع)۔ میر نجات:

شاید از فخر اگر پاے[3] بر افلاک نہی
بہ سجودِ صمدی جبہہ چو بر خاک نہی

(۱) م: خاف، تصحیح از ب
(۲) م: سکاوند، تصحیح از ب
(۳) م: پائے، تصحیح از ب

تناظرِ سین از منظرِ بائے معجمہ:

سخت پیشانی: کسے است کہ در غایتِ جرأت و بیباکی باشد۔ صائبا:

ایں چہ ابروے سخت پیشانی است
ویں چہ لبہاے[1] نرم گفتار است

سختو: بہ مثنات فوقانی؛ چرب رودہ کہ برنج و گوشت و مصالحِ گرم درآں پُر کردہ برشتہ باشند۔ سند در 'متو' خواہد آمد۔

سخنِ زندہ: سخنِ خوب۔ سالک یزدی:

بہ کہنگی نخرد کس حدیثِ تازۂ ما را
دریں زمانہ سخنہاے زندہ یاب نباشد

سخن را سال و ماہے نمی باشد: یعنی کارے کہ در شہور و سنین بہ انجام رسد، نقلِ کیفیت آں سال و ماہے نمی خواہد۔ (ع)۔ اشرف:

بہ ایں انداز می رفتند راہے
نمی باشد سخن را سال و ماہے

سخنِ مجلسی: سخنے کہ قابلِ اخفا نہ باشد و علیٰ رؤس الاشہاد گفتہ شود۔ محتشم کاشی:

سخنِ مجلسیش می کشد از ذوق مرا
چوں زیم گر شنوم روزے ازاں لب رازے

سخنِ غلاطی[1]: حرف کنایہ دار۔
سنی در تعریفِ کاردفروش گوید:

سخنہاے غلاطی[2] می کند بے من[3] بہ ہمزاداں
چو آیم بر دکانش تیغ اندازد بروے من

---

(۱) م: لبہا، صحیح از ب

(۱،۲) ب: غلطی (املۂ غلاتی)

(۳) ب: از من

تناظرِ سین از منظرِ دال:

سدق: لفظ ترکی است بمعنی ترکش۔
از فرہنگِ ترکی معلوم شد و ایرانیہ گفتند کہ نوعے از ترکش است
کہ برائے ہر تیر تُوے آں خانہ جداگانہ باشد۔ خان خالص:

خالص دلِ من صیدِ بُتے شد کہ زشوخی
از بالِ پری بر کمر خود سدقے داشت

تناظرِ سین از منظرِ رائے مہملہ:

سر آغوش[1]: چیزے است از عالم معجر
کہ در آں تکلفات بکار برند و جواہر قیمتی بداں آویزند و آں را
"گیسوپوش" گویند۔(ج)۔ناظم ہروی:

سپہر از کہکشاں، زریں سر آغوش
چو معشوقانِ ہند افگندہ بر دوش

سرانداز: معجر۔(ج)۔وجیہ الدین علی توسی نوشتہ
کہ آں مندیلے است کہ زناں بالائے معجر بر سر اندازند بلکہ
ورائے معجر باشد۔اشرف:

از تیغ گہر قبضہٗ جوہر دارت
نوعروسیست سراندازِ مُعجر بر سر

و نیز مستِ بناز و نخوت خرامندہ۔(ج)۔شفائی:

شیشہ در دست و[2] سرانداز در آید ز درم
ہمہ لب حرف تلافی ہمہ رُخ حسن و جمال

'سراندازاں' و 'سرافشاں' نیز بدیں معنی آرند۔
حکیم قراری گیلانی:

سراندازاں رسید و آں چناں گشتم ز یک دیدن
کہ از بے طاقتی فرصت نشد نظارۂ رُویش

اشرف سروری، بفتح واو، در مرثیۂ شاہ عباس ماضی گوید:

پری ے بدلِ شیشہ و خم شد محبوس
آمد اہرمنِ غم مست و سرافشاں بیروں

---

(۱) م: سراغوش، تصحیح از ب
(۲) م: 'ؤ ندارد، تصحیح از ب

سراندازی: از مستی بہ خم وچم خرامش کردن۔ کمال خجند:

قلمِ صنع کند رقص و سراندازیہا
دستِ قدرت کہ چنیں صورتِ زیبا بکشد

مستِ سرانداز: ہم گویند۔ طالب آملی:

آں کہ مغزش بود آشفتۂ مخموریِ فقر
بے احسانِ تو اَش مستِ سرانداز کند

سرانداز: بتیر سقف نیز۔ طغرا:

تیرِ غم گر نبود بر سرِ کاشانۂ ما
بسرانداز نسازد چو کماں خانۂ ما

پردہ نیز؛ وحشی:

رو نظارگیاں بستہ، بموگاں فرما
کہ سراندازے ازاں راہگذر بکشاید

و مرد جگردار نیز۔ شیخ شیراز گوید:

سرانداز در عاشقی صادق است
کہ کم زہرہ(۱) بر خویشتن عاشق است

سرانہ: وجہِ معینے کہ از رعایا سر ہر فرد مردم گیرند۔ (ع)۔ تاثیر:

گرفتہ ز آب و رنگے(۲) عاشقانہ
ز گل گوشے و از صندل(۳) سرانہ

ہنگامِ حسابِ سرانہ چوں مردم را شمار کنند آں را 'سر شماری' گویند۔ (ع)۔ شاعر:

بگاہِ سر شماری خوبرویاں
سرِ ما را بجاے(۴) خود نویسند

---

(۱) "بوستانِ سعدی" (باب: سوم، حکایت: ۱۹، کلّیات: ص ۳۰۷؛ "بوستان"، نول کشور، ص ۱۰۶): بد زہرہ

(۲) ب: رنگ۔ (۳) ب: بلبل (۴) ب: بجاے

سرانہ: بمعنی زیور گفتن حرفِ بے سروپا ئیست۔

سراپا دادن: کنایہ از گان(۱) دادن، وایں محاورۂ لوطیان است۔ (ع)۔ سعی اشرف:

داد عاشق پروری آں سرو بالا می دہد
دیگراں رُو می دہند و اُو سراپا می دہد

سراسر زدن: از ایں سر تا آں سر سیر کردن۔ صائبا:

چہ نعمتے ست کہ صائب ز ہند برگردد
سراسرے دو ببازارِ اصفہاں بزند(۲)

سراے سنبل خان: کارواں سراے است در ایران بنا کردۂ سنبل خان کہ بحمق و بلاہت علم بود۔ (ع)۔ میر مومن اوائی یزدی (رباعی):

عالم ز ہواے اکرہ در نیرانست
خورشید ز تابِ گرمیش بریانست
از بسکہ درو خنک(۳) خسیاں جمعند
خجانۂ ما سراے سنبل خانست

سر افتادن: از حدِ متجاوز بودن۔ محسن تاثیر:

---

(۱) ب: کان

(۲) م: برند، تصحیح از کلّیات؛ نیز ب؛ ابوالبرکات منیر:

بلند ہمتِ مرغے کہ از تصوّرِ گل
سراسرے بچمن زد در آشیانۂ خویش

حکیم زلالی:

در دشتِ کربلا زرہ چاک میندام
لختِ جگر سراسر بازار می زند

(۳) ب: خنک

چوں ترقی می کند زلفِ مسلسل کاکلست
چینِ ابرو چوں سر اُفتد، چینِ پیشانی شود

'بر سر اُفتادن' آخر شدن۔ مخلص کاشی:

نہ شد کم یکسرِ مو غفلت از ما در کہن سالی
سر آمد عمر در خوابِ گراں چوں صورتِ قالی

و کامل شدن۔ سالکائے یزدی:

سر آمدہ است خمِ (۱) کاکلت بسر داری
ز خویش بیخبر اُفتادہ در (۲) خبرداری

طالب آملی:

بدانش آں کہ سر آمد بکس طرف نشود
وگر طرف شدہ ناکردہ بحث ملزم شد (۳)

'بر سر آمدن' نیز۔ حاجی محمد جان قدسی:

جہاں دیدہ از تاجداراں بسے
بہ غیر از تو بر سر نیامد کسے

سر بردن و بسر رسیدن و بر سر بودن و بسر کردن و بر سر آمدن و بسر بردن: آخر شدن و کردن است۔ عبداللطیف خان تنہا:

عمر را از بسکہ با سوزِ دروں سر بردہ ایم
شد ہما (۴) آخر سمندر ز استخوانِ (۵) ما چو شمع

قاضی احمد:

تیغے کشیدہ بر سرم آں سیمبر رسید
گفتم کہ 'چیست؟' گفت کہ: 'عمرت بسر رسید'

محسن تاثیر:

---

(۱) ب: سر (۲) ب: از
(۳) یہ شعر دیوانِ کلیم (ایران) میں نہیں ملا۔
(۴) م: ہمان، تصحیح از ب (۵) ب: او ستخوان

گرفتم آشنائی بعد ازینم با تو در گیرد
کہ بر سر می برد ایامِ (۱) طاقت آزمائی را

زکی ہمدانی:

نہ یار را ز غمِ خود خبر (۲) توانم کرد
نہ با جفائے غمِ او بسر توانم کرد

اشرف:

بر سر آمد عمر و در گلگشتِ بستانی ہنوز
وقتِ طفلی رفت و در فکرِ گلستانی ہنوز

مخلص کاشی:

زلفِ مشکیں را کمندِ گردنِ عشاق کن
می بری تا کے بسر پنہاں شبِ دیجور را

سرا (۳): خانہ و کارواں سرا۔ اوّل معروف است؛ دوم: قدسی گوید:

مدہ راہ در خانہ بیگانہ را
وگرنہ سرا نام کن خانہ را (۴)

سرازیر: واژوں۔ فطرت:

خودنمائی نتواں کرد بہ روشن گہراں
رفتہ از سرو سہی عکسِ سرازیر در آب (۵)

---

(۱) م: آیام، تصحیح از ب (۲) م: جر، تصحیح از ب
(۳) ب: سرای
(۴) نیز ب: کمال خجند:
اگر سرائے چنیں است و دلبران سرائے
بیار بادہ کہ من فارغم ز ہر دو سرائے
(۵) نیز ب، طالب آملی، خطاب بہ قلم:
ہر گہ بسر چشمہ زنی غوطہ سرازیر
صد گوہرِ ناسفتہ بر آری چو بر آئی

سر از چیزے بروں آوردن و کردن: از عہدۂ آں برآمدن۔ (ع)۔ سلیم:

ہر کسے بیروں نمی آرد سرے از زلفِ او
شانہ داند معنیِ ایں مصرعِ پیچیدہ را

ابوالحسن فراہانی (۱):

ہیچ کس زاں طرۂ پیچیدہ سر بیروں نکرد
باوجودِ آنکہ مضموں پیشِ پا افتادہ بود

قدسی:

سرے ز قصۂ عاشق بروں نمی آرند
کسے چرا کند آغاز داستانِ مرا (۲)

سر آوری: گرد آوری۔ نعمت خان عالی:

اگر بجاست دل اعضا ہمہ بحالِ خود اند
کند سر آوریِ گلہ (۳) را شباں تنہا

سر آمد: سردار، و آں معروف است؛ عمارتِ بلند نیز۔ محسن تاثیر:

در کنارِ آب شمشیرت باقبالِ بلند
افگنم طرحِ سر آمد، عشق اگر بانی شود

(۱) ب: فراہانی
(۲) نیز فغانی (دیوان، ص ۲۳۲):

تو کز دریچۂ خورشید سر بروں کردی
کجا پسند کنی خانۂ خرابِ کسے

نیز بیدل:

کجاست گوہرِ دیگر محیطِ عرفاں را
مگر ز جیبِ تامل سرے بروں آری

(۳) م: کلہ، تصحیح قیاسی

سر بر سرِ کسے نہادن: منازعہ و مقابلہ بہ او کردن۔ (ع)۔ سنجر کاشی:

مستِ نازِ تو و مغروریِ حسنت در سر
آفتابت نتواند کہ نہد سر بر سر

شفائی:

شپشتی (۱) گر نہد سرش بر سر
کرش بشکند پلنگ کر (۲)

وجہ شدن نیز۔ (ع)۔ شاپور:

چوں نہم سر بر سرِ سجّادۂ فرماں بری
جامۂ جاں را بخونِ دل نمازی می کنم

سلیم:

زیں حریفانِ فرومایہ کسے قابلِ آں
کہ نہم سر بسرِ او، بجز از زانو نیست

متوجہِ حالِ کسے بودن نیز۔ (ع)۔ شاپور:

شد ز مجنوں تہی ایں مکتب و عمریست کہ عشق
بہرِ تعلیمِ جنون سر بسرِ من دارد

سر بندِ کسے گرفتن و داشتن: از تہِ کارش خبردار بودن۔ مثلاً شخصے در جاے بند است و در اخفاے آں می کوشد، در حالتے کہ با معشوقِ خود در نیاز و ناز باشد، شخصے از پے سر رسیدہ پردہ از روے کارش بردارد و گوید: 'سر بندِ ترا گرفتیم'، یعنی از سرِ تو واقف شدیم۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

ہمہ در لباس دارد بہ (۳) تنِ تو عشق پنہاں
بگرفتہ ایم صدرہ سر بندِ آں قبا را

(۱) م: بہشتی، تصحیح از ب
(۲) ب: بکر
(۳) ب: ورز دتن

سعید اشرف (رباعی):

رشکِ ظلمات طرّۂ چوں شبِ تو
سرچشمۂ آبِ زندگی غبغبِ تو
پیشِ تو نمی زند دم از شیرینی
دارد سربند نیشکر را لبِ تو

سر پیشِ کسے بند شدن: عشق بازی با او کردن۔ (ح)۔ محسن تاثیر:

من وزلفِ چوں کمندے کہ جدا از حلقۂ او
بہزار قید پیشش سرِ صید بند باشد

سربند: عصابہ[1] اے کہ زناں بر سر بندند۔ سند در ضمنِ 'بہ موے بنداست' گذشت[2]۔

سر بہ ابر و آسمان سودن و بردن: کنایہ از کمالِ ارتقا و اعتلا درجہ حاصل نمودن۔ سالک یزدی:

تیغِ ما چوں کوہ می ساید سرِ خود را بہ ابر
برق می غلطد بخوں از لمعۂ شمشیرِ ما

طالب کلیم در تعریفِ اکبرآباد گوید:

درختانش کہ سر بر ابر بُردست
ز راہِ برگ دائم آب خوردست

بہ ابر سودن و بر سرِ پا[3] رفتن نیز۔ وحید:

شکستگی ست کزو دل بلند مرتبہ است
کہ سنگ سودہ چو گردد بہ ابر می ساید[1]

ولہ:

شکستگیست کہ بالِ فتادگاں باشد
کہ سنگ سودہ چو گردید بر ثریا رفت[2]

سر بریدہ: معروف؛ و کنایہ از ناکسِ واجب القتل۔ حاجی قدسی:

بر صفحۂ زمانہ[3] سخن را ز بیکسی
ہر سر بریدہ اے چو قلم پائمال کرد

و سرِ واجب الخفا نیز۔ (ح)۔ سعید اشرف:

سر زدہ پیشِ قاتلم چہ روی
بلکہ آنجا سرِ بریدہ بود[4]

سر پا زدن: بہ اضافت و بے اضافت؛ مرادفِ 'پشتِ پا زدن'۔ (ح)۔ خان خالص:

ایاغ لالہ را زاہد سرِ پا می زند خالص
چہ داند کورِ مادرزاد قدرِ چشمِ روشن را

لگد زدنی نیز[5]۔ فوقی:

---

(۱) 'عصابہ' بمعنی عمامہ (عمید)
(۲) نیز ب: شفیع اثر:

ایں سربندے کہ در دست شکست افتادہ است
گہے بسعی مومیائی می کند از کف رہا

(۳) م: پا صحیح از ب

---

(۱) م: یا بر مہ ساید، صحیح از ب
(۲) عرفی (نعتیہ قصیدہ، ص ۳):

ایں جوہرِ ذات از شرفِ نسبتِ آباست
سود است بہ ابر ایں دُر اگرچہ سریم را

(۳) م: زمانہ (با اضافت)
(۴) نیز ب: سعید اشرف:

رقیب بلکہ در آنجا سرِ بریدہ بود
چرا تو سر زدہ آئی بکوے قاتلِ ما

(۵) م: تیر صحیح از ب

زبس بودش کمر چوں سنگِ محکم
زدے سر پا بکوہِ زور رستم (۱)

'سرپی'،(۲) نیز گویند۔ ابو محمد:

مشتری گیری از آقا عزب من آموز
می دہد بختۂ پروار بتسبیرِ گدک
قاسم لنگ بمیدانکِ کہنہ ہر شب
سکلے و سرپے خوردہ ز اہلِ کپک

'گدک'،(۳) بہ فتحتین و کاف اوّل عجمی، گیپاے (۴) خرد۔ (ک)۔

سرپرستی: تمارحال کردن و

'سرپرست': خادم۔ طغرا (رُباعی):

گر قطبِ شمالی ہمہ جاے گردد
در طوفِ کلاہِ تو ہواے گردد
زیشاں کہ بسر پرستیش (۵) اوج گرفت
جا دارد اگر فلک ز جاے (۶) گردد

سرپائی: جماع۔ (ع)۔ عالی در قصۂ 'فاحشہ و رسیدنِ عاشقِ او بر در'،(۷) گوید:

در کشادن باعثِ رسوائی ست
کہ مجالِ شستک و سرپائی ست

---

(۱) نیز ب: فوقی در تعریفِ فرہاد:

زبس بودش کمر چوں سنگ محکم
زدے سر پا بکوہِ زور رستم

(۲) م: سرلی، صحیح از ب
(۳) م: کدک، صحیح قیاسی (لفظ کے آگے دیے گئے تلفظ سے)
(۴) م: کیپای، صحیح از عمید (۵) م: بسر پرستش، صحیح از ب
(۶) م: رجائی، صحیح از ب (۷) م: بردو، صحیح از ب

فوقی یزدی:

گر بدستم فتد آں شوخِ مغربل (۱) فوقی
شیم از باغ وصالش گلِ سرپائی را

و فاحشہ اے را، کہ بہ تخمینِ وجہ براے یک جماع آرند، نیز 'سرپائی' گویند۔ (ع)۔

سرپوش بہ حرف گذاشتن: پوشیدنِ سخن۔ تاثیر (رُباعی):

ہر کس کہ بنا را (۲) بہوس تگذارد (۳)
در مسلکِ حق پاے بہ پس تگذارد (۴)
در پردہ مگوے چوں سخنِ حق باشد
سرپوش بحرف پختہ کس تگذارد

'سرپوش گذاشتن' بمعنی پوشیدنِ مخصوص حرف نیست بل موردش عام است۔ محسن تاثیر:

آسماں دون است و دونی ہر نفس می پرورد
عیبِ خود را تا کند سرپوش، خس می پرورد

'سرپوش از رُوے راز افتادن'، افشا شدنِ آں است۔ ناظم ہروی:

از بس زدہ دیگِ طاقتم جوش
اُفتادہ ز رُوے (۵) راز سرپوش

سرپیچ: کنایہ از زندگی است۔ میر نجات:

زندگی را در فراقش پیچ می دانیم ما
مرگ را در شامِ غم سرپیچ می دانیم ما (۶)

---

(۱) 'مغربل' بمعنی فرومایہ، ناکس (عمید)
(۲) م: بتاں را، صحیح از ب (۳، ۴) ب: بگذارد
(۵) م: زردی، صحیح از ب (۶) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

سرپوشیده: دوشیزه۔ یحییٰ کاشی:

بود ایں شاہدِ خُم بکر تا گے، ے فروش ما
مگر دارد برائے خویش سرپوشیدهٔ خود را

سرِ تنها: باضافت؛ یکہ و منفرد۔ حسن بیگ رفیع:

خود را سرِ تنہا بدلِ غیر رسانَد
در راہِ خطا تیرِ ترا ہم سفرے نیست

سرتاج: گیسو پوشِ زنان۔(ج)۔ یحییٰ کاشی در ہجو گوید:

گر عشقِ چہرہ بستنِ شان وا شود ز سر
قربانِ مشق چینیِ سرتاجہا شوند

سر جدا کردن: معنی ترکیبی ظاہر است۔
چوں زکوٰۃِ عیدالفطر، کہ پیش از چاشت یک من و نیم سیرِ تبریزی، کہ شش سیرِ ہند باشد، ہر فرد از مالِ خود جدا کند۔ ہنگامِ قسمت گوید: سرِ فلاں مستحق و ایں سر بہماں مستحق'۔(ع)۔ مخلص کاشی:

چوں دہی اے مہ زکوٰۃِ عیدِ فطر
بارِ اوّل کن سرِ مخلص جدا

سرجوش: صاف ہر چیز۔ گویند: مے سرجوش' و بوسۂ سرجوش'، و امثالہا۔ باقر کاشی:

بگو بخند خدارا کہ آرزومنداں
اسیرِ لعلِ لب و بوسہ ہائے سرجوش اند

میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ فرماید:

شد ز خامی در سرِ کار ہوسِ عہدِ شباب
تندیِ ایں آتش آخر ریخت سرجوشِ مرا(۱)

سرچشمہ دار: کسے است کہ مبدع و مخترعِ امرے باشد۔(ع)۔ طغرا:

سُرمہ دارد(۲) شکوہ اے از چشمِ کافر کیشِ او
پیشِ آں سرچشمہ دارِ نامسلمانی بگو

سرچیں: زبدہ و برگزیدہ۔(ع)۔ مفید بلخی:

بس کہ دارد در پریشانی نزاکت کاکلش
ہر کجا آشفتگی را دید سرچیں می کند

زلالی در میخانہ گوید:

ہر یکے صد ہزار قصۂ بکر
گلِ سرچینِ کلکِ غنچۂ فکر

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۶) نیز ب: افضل ثابت در مرثیہ:

عمامہ بست بدستِ مبارکش بر سر
بدیں علاقہ ز سرپیچ مرگ داد خبر

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۱) نیز ب: محسن تاثیر:

دیدہ را حُسنِ عرقناکِ تو بیہوش کند
عرقِ رُوے تو کارِ مے سرجوش کند

صائب:

قسمتِ آدم شد از روزِ ازل سرجوشِ فیض
جامِ اوّل را بخاکِ آں ساقیِ رعنا فشاند

نظامی:

ز ہر چیزے کہ طعم نوش دارد
حلاوت بیشتر سرجوش دارد

نیز ظہوری (دیوان، ص ۶):

خراب بادۂ سرجوش کردہ ای ما را
بہوش باش کہ بیہوش کردہ ای ما را

(۲) م: سرمہ دارد، صحیح از ب

'دست چیں' نیز ہمان است۔ طغرا در ہجو پولچی (۱) گوید (فقرہ):

کتابِ دل پسندتان و حلوائے شیخ را بہ اعتبار
نامِ نظم 'دست چیں' گفتہ۔

سرِ حساب: آگاہ و خبردار۔ (ع)۔
(ابوطالب) کلیم:

ز احوالِ مردم چناں سر حساب
کہ داند چہ بینند شبہا بخواب (۲)

سرِ خارہائے جہاں تیز کردن: مرادف 'خارہائے جہاں تیز کردن'، و آں گذشت۔ اشرف:

خدایا تو بے چیز ما چیز کن
سرِ خارہائے جہاں تیز کن

---

(۱) م: بولچی، صحیح از غیاث، 'پولچی' کو غلط قرار دے کر 'یولچی' (بضم یائے تحتانی و واو معدولہ و سکونِ لام و جیم فارسی) بمعنی 'گدائے راہ نشیں' کو صحیح کہا ہے۔ ترکی لغت کے مطابق 'یولچی' (YOUCU): Traveller, Passenger... Prostitute

(۲) نیز ب: امیر یحییٰ شیرازی:

کمتر از ہر کم شمر خود را و بیش از پیش باش
ور نخواہی سہو کردن سر حساب خویش باش

میرزا معز فطرت:

روزِ شمار کے شود از خویش سر حساب
ہر کس خراب بادۂ سر جوشِ کاکل است

نیز چراغ...: تاثیر:

سر حساب از کار بودن سرنوشتِ من بس است
ہست چوں آئینہ از جوہر خطِ پیشانی ام

اشرف:

چو تیغ شہنشہ خورد بر سحاب
بخورشید گوید فلک سر حساب

سرِ خاریدن: توقف و بہانہ کردن۔ (ع)۔ صائب:

بقدرِ سعی صفا (۱) یافتند راہ رواں
بہر دو گام (۲) دریں راہ سر بخار و برو

ارادہ و خواہش کردن نیز۔ (ع)۔ طالب آملی:

غیرِ کلک کو بہر انگشت دارد صد ہنر (۳)
کیست کو (۴) خارد سرِ چندیں مہماتِ خطیر (۵)

'سرِ توقع خاریدن' ہمین است و پُر معروف۔

سرخ عیار: نام عیارے است کہ در پیشۂ عیاری سرآمد بود۔ آفاق (۶) تبریزی:

خونِ من تا دستِ آں گلگوں قبا را آل کرد
دزدِ خود را سرخ عیارِ حنا پامال کرد (۷)

---

(۱) ب: بقدرِ جنسِ صفا
(۲) م: کام، صحیح از کلیات
(۳) م: ہنر، صحیح از ب
(۴) ب: کش
(۵) نیز ب: مولوی معنوی:

عشرتے ہست دریں گوشہ غنیمت دارید
دولتے ہست حریفاں سرِ عشرت خارید

امیر خسرو:

رو حمزہ پیشہ کن وز تیغ یابی خوش مشو
با قضا تسلیم شو در تیغ بارد سر مخار

(کلیاتِ غزلیاتِ خسرو میں یہ شعر نہیں ملا۔)

(۶) ب: آقا تبریزی
(۷) نیز ب: محمد قلی سلیم:

رواں کن از برائے نے کہ زر آں سرخ عیار است
کہ تا رفتہ سبو را دست و گردن بستہ می آرد

کاتبی ترشیزی:

می زباید گل بہ عیاری ز بلبل نقدِ صبر
سرخ عیاری ست پنداری زہے عیارِ گل

سرِ خر: بہ اضافت؛ مخل و برہم زنِ کار۔ (ع)۔
فوقی یزدی:

شرمش آمد ز فروغ مہ و کامیم (۱) نداد
چکنم آہ کہ امشب سرِ خر مہتاب است

بعضے گویند کنایہ از گراں جانے است کہ نہ برجاے خود در مجلس بنشیند۔ شفیع اثر:

ہمیشہ گرم چو طنبور بود صحبتِ ما
نہ گشت بے سرِ خر کوک سازِ عشرتِ ما

و نیز چوبے است کہ سرِ خر بر آں کردہ بر کنارِ فالیز گذارند تا طیور وحشت گیرند۔ طغرا:

فالیز (۲) سخنوریست ایں قطعہ زمیں
جا دارد اگر یک دو سرِ خر باشد

لطفِ ایہامی معنیٔ اوّل است۔

سُرخاب: بہ ضمِ اوّل؛ مرغِ دریائی است؛ وجہِ تسمیہ آں کہ مادہ اُش بخلافِ طیورِ دیگر بوقتِ معہود حیض کند۔ (ج)۔ طغرا:

چو گیرند آں بتِ زورق نشیں در چنگِ خود ساغر
صراحی می کند از بہرِ اُو سرخاب دریا را

سرخی (۳) کہ زناں برُو مالند بجہت ازدیادِ رنگ و صفا۔ (ج)۔
سلمان ساوجی:

ہر شام و سحر عکسِ گل و نسترن از باغ
سُرخاب و سفید آب زدے رُوے ہوا را

و نام کوہے در تبریز۔ (ر) (ج)۔ سعید اشرف:

(۱) م: کامیم، تصحیح قیاسی
(۲) ب: پالیز
(۳) م: برخی، تصحیح از ب

ز رشکش دیدهٔ الوند پُر آب (۱)
ز تیغش خفتہ در خوں کوہِ سرخاب

و رودخانہ ایست در نواحِ کابل۔ (ر)۔ میرزا صائبا:

شدی چو پیش رو لشکر از جلال آباد
سپاہِ نصرت و اقبال از یسار و یمیں
ہنوز عرصۂ سُرخاب بود منزلِ تو
کہ جُوے خونِ عدو راست گشت تا غزنیں

و خُمِ شراب نیز۔ مخلص کاشی:

شد از میخانہ اَم ہر کس، حبِ غم کرد پامالش
ازیں دار الشفا مگذر (۲) کہ لبریز است سرخابش

و شرابِ سرخ نیز۔ (ج)۔ سلمان ساوجی:

ز آبِ سرخ مے افتادہ است زالِ خرد
چہ جاے زال، کہ رستم بیفتد از سُرخاب

و نامِ قسمے از فنونِ کشتی است۔ (ع)۔ شاعر (۳) مذکور ہم بطرزِ ایہام اشعارے بایں معنی دارد۔ میر نجات نیز گوید:

در مخالف کہ ترا گفت کہ سُرخاب مزن (۴)
گرچہ مُوے کمرت پیچ خورد، تاب مزن

سرخ شدن: در غضب شدن؛ بلے دریں حالت افروختگیِ چہرہ لازم است۔ میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ می فرماید:

پرید رنگِ من از رُو چو گشت جاناں سرخ
حذر کنید چو پوشید جامہ، سلطاں سرخ (۵)

(۱) م: آب، تصحیح از ب (۲) ب: بگذر چو
(۳) م: شعر، تصحیح قیاسی
(۴) ب: بزن
(۵) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

سرخانہ: کمالِ ہر چیز۔ 'سرخانہ رسانیدن'، فن را بکمال رسانیدن است۔ (ع)۔ شفیع اثر:

می کشی خمیازہ دائم از پے تحصیلِ(۱) مال
می رسانی چوں کماں سرخانہ از تیر آوری

و بہ اصطلاحِ اہلِ موسیقی آواز بلند است۔ 'میانِ خانہ': آوازِ متوسط۔ مومن استر آبادی(۲):

اے کار دلم از تو ز قانوں شدہ بیروں
سرخانہ اے از چنگ(۳) و ربابِ گلہ بشنو(۴)

سر در کلاہِ کسے نہادن: تابع و منقادِ او بودن۔ ہاتفی در ''تیمور نامہ'' گوید:

نہادند سر در کلاہش ہمہ
بجاں خاکِ بوسانِ راہش ہمہ

[گذشتہ سے پیوستہ]

نیز ب: مرزا ہاشم محوؔ:

زنخش را مہر گفتم، ماہ من از من مکدر شد
لبش را لعل خواندم، سرخ چوں یاقوتِ احمر شد

کنایہ از خجالت ہم باشد: عماد فقیہ:

بباغ برد ز زلفش صبا بدامن مشک
کہ غنچہ سرخ شد و دست در گریباں کرد

(۱) م: تکمیل، صحیح از ب (۲) م: اثرابادی، صحیح از ب
(۳) م: از چنگ
(۴) نیز ب: صائب:

می کشیدم قامتِ ہمچوں خدنگش را ببر
چوں کماں من ہم اگر سرخانہ اے می داشتم

ملا طغرا:

نوائے کہ در پردۂ غیب بود
ز سرخانہ نقشِ سیمک نمود

سرد شدنِ اختلاط: آخر شدنِ صحبت و اختلاط۔ نعمت خان عالی:

گر تو گرمِ الفتی با کس شریک ناں مشو
سرد شد در آدم و حوا(۱) زگندم اختلاط

سر کشودن(۲) و وا کردن: پریشاں کردنِ زناں موئے سر در ماتم۔ زمانا:

خیزِ موئے پریشانِ جوہرِ شمشیر
کجا بمرگِ شہیداں سرے کشودہ شود

باقر ہروی:

نے ہمیں در ماتمِ دل نالہ غوغا می کند(۳)
داغ می پوشد سیاہ و زخمِ سر وا می کند(۴)

سردست و سردستی: حقیر و کم اعتبار۔ (ع)۔ 'سردستی': کارے کہ زود و فی الحال کنند۔ (ج)۔ مفید بلخی:

زلفے کہ منم تشنہ لبِ موجِ شکستن
صد نافہ(۵) چنین است متاعِ سرِ دستش

کیے از قدما(۶):

نیاورد بتو داعی ثنائے سردستی
ولیک وردِ دعا از میانِ جاں آرد

'سردستی'، چوبِ قلندران نیز۔ (ع)۔ میر الٰہی ہمدانی:

---

(۱) م: خوا (۲) م: گند
(۳) ب: کشادن
(۴) نیز ب: معز فطرت:

سروا کند شوخ دغاباز من از ناز
گر بر ورقِ غنچہ مکتوب نویسم

(۵) م: ناقہ، صحیح از ب
(۶) ب: کمال اسمٰعیل

اے صاف شراب فتنہ را خاک تو دُرد (۱)
سردستی ما قلندراں خواہی خورد

سرِ دستے گرفتن: امداد واعانت نمودن۔ (ع)۔ بعضے بیاے مخفی معروف گویند واکثرے بغیرِ معروف؛ والثانی ہوالاصح۔ میر نجات:

نگرفت کس مرا سرِ دستے بغیرِ داغ
باشد بہ کیشِ سوختہ ہا مردمی روا (۲)

سر دستی رسیدن: درمحاورہ وقتے گویند کہ چوں کسے رازِ خود را مخفی کند و یکے از رفتارِ آں مطلع شود۔ گویند، 'فلانہ سردستی بما رسیدہ'، یعنی بنحوے واقف شد کہ ما را جاے انکار نماند۔ (ع)۔ شفیع اثر:

دستارِ اوست (۳) غیرتِ دستار خوانِ (۴) او
کز ہم (۵) زدن بہ اُو سرِ دستے رسیدہ است

سر داشتنِ ترازو: زیادہ بودنِ یک پلۂ ترازو۔ (ع)۔ ابراہیم ادہم:

غلط سنجیدہ ای منصور میزاں در حق گورا
بلے! دانم غلط سنجد ترازوے کہ سر دارد

---

(۱) م: درد، صحیح از ب
(۲) نیز ب: محسن تاثیر:

یک جام عدادی بہ چو من بادہ پرستے
یک بار بہ عاشق نگرفتی سر دستی

سید حسین خالص:

گرچہ از پا فتادہ بودم لیک
سر دستی گرفت داغ مرا

(۳) ب: دستار دوست (۴) م: اوست، صحیح از ب
(۵) م: ہم، صحیح از ب

سرِ دستار چیدن: کنارۂ دستار در وقتِ بسر پیچیدن درست ساختن، چنانکہ خدمتگاران اغنیا کنند۔ (ع)۔ مُلّا (۱) کافی:

کسے کہ اُو سرِ دستار سرو من چیند (۲)
دگر ز باغ چرا دستۂ سمن چیند

سرِ زخم کسے مالیدن: کنایہ از گوشمال کردن است؛ درمحاورہ گویند، 'سرِ زخمش مالیدیم و (۳) از بلند پروازی اے کہ داشت بازش آوردیم'۔ (ع)۔ میر افضل ثابت:

سر زخمِ قلم کسے نہ مالید
عرش بہواے نوخطاں رفت

سر در چیزے کردن (۴): در طلب آں مردن، 'چہ سر' بمعنی خواہش وطلب است۔ (ر)۔ میرزا صائبا:

حیف است کہ سر در سرِ مینا نہ کند کس
با دخترِ رز عیش دوبالا نکند کس

طالب آملی:

دارم سرِ آں کہ باقیِ عمر
در گوشۂ آں ردا تنیم (۵)

سرِ شیر: چیزے کہ بروے شیرِ جوش خوردہ ظاہر شود، آں را در ہندی ملائی گویند۔ (ک)۔ اُستادی

---

(۱) م: بلا، ب: مولانا (۲) م: سرو من چیند
(۳) ب: یعنی
(۴) ب: سر در سرِ چیزے کردن
(۵) نیز ب: نعمت خاں عالی:

کمالِ زورِ عاشق عجز باشد ورنہ می دیدی
دریں اُفتادگی سر در سرِ افلاک می کردم

اُستاذی میر محمد علی رائج مرحوم:

نے خطِ غبار است کہ سر زد زبُنا گوش
سرشیر حلاوت شدہ از شیر تو پیدا

سرِ زلف: معروف وکنایہ از ناز۔ (ج)۔ ظہوری:

گر نداری سرِ زلفے باغیر
ایں قدر از چہ پریشاں گفتیم (۱)

فوجی نیشاپوری:

اِمشب جوابِ ما بسرِ زلف می دہی
ہرگز میانِ ما و تو ایں گفتگو نبود (۲)

سرزدہ رفتن و آمدن: بیخبر و ناگاہ رفتن و آمدن۔ (مح)۔ طالب کلیم:

زبس کہ سرزدہ مژگانِ اُو بہ دلہا رفت
حدیثِ شوخی و بیباکیش بہر جا رفت

طغرا:

آید بہ خندہ زارِ جمالِ تو سرزدہ
گر شاخِ گل گرہ نزند پائے غنچہ را (۳)

سرزدن: قطع کردنِ سر، و آں معروف است و ظہور کردن۔ سعید اشرف:

چہ نخچہا کہ سراز خوابِ ناز بردارد
بوقتِ سرزدنِ آفتابِ شمشیرت

و حک کردن نیز۔ (مح)۔ سعید اشرف:

تیغش از قلم حیاتِ جاوداں بخشیدہ است
سرزدایں مسطر پریشاں را وازاں بہتر نوشت (۱)

سرِ سخت خوردن: بہ اضافتِ سر، رسیدن صدمۂ سخت۔ (مح)۔ سند در لفظِ 'او باش' گذشت۔ میرزا صائبا نیز گویند:

آں از ایں کوچہ برد سر بسلامت بیروں
کہ سرِ سخت ز ہر سنگ تواند خوردن (۲)

---

(۱) م: رائج، تصحیح از غنی (ص ۵۶)
(۲) نیز ب: رفیع:

چوں بسرِ زلف کرد ساقیِ ما مے بجام
سرمہ کشِ ناز شد دیدۂ پیمانہ را

ایضاً:

بسرِ زلف اگر حرف زنی مشکل نیست
مشکل آنست کہ با چینِ جبیں می گوئی

(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۳) نیز ب: شفیع اثر:

دی شب رقیب سرزدہ آمد بزمِ یار
من بادہ خوردم، اُو عرقِ انفعال خورد

ایضاً:

ہرگز مرا بسُوئے خود آں بیوفا نخواند
دائم چو شمع سرزدہ رفتم بہ بزمِ اُو

(۱) ب: ''سر زدست'' کی ردیف میں وحشی کے چار پانچ اشعار دے دیے ہیں۔ نیز خسرو (کلیاتِ غزلیات... ص ۱/۱۱۳):

سرہا بے زدی سرِ من ہم زن از طفیل
از سر رواج دہ روشِ کارِ خویش را

(۲) نیز ب: درویش والہ ہروی:

بسکہ خوردم سرِ سخت، از ہمہ کس سخت سرم
چشمِ دیں نیستم اِمروز تمرتاشم من

سعید اشرف:

عدو از کفت گرز یک لخت خورد
ز سر سختی آخر سرِ سخت خورد

سرسخن: مقطوع الاضافہ؛ عنوانِ داستان کہ آں را بہ شنجرف نویسند۔ 'سرداستان' نیز گویند۔ شفائی:

سرِسخنِ کتابِ دل[1] وصفِ لبِ تو کردہ ایم[2]
مطلعِ ایں سفینہ کن ابروے دل کشاے را

باقر کاشی:

اوّل بنامِ من رقمِ خوں کشید عشق
نامِ من است سرِسخنِ دفترِ بلا[3]

سرطوق: مقطوع الاضافہ و بالاضافہ؛ حلقۂ کلانے کہ بر سرِ زنجیر باشد۔ اشرف در صفتِ دریا گوید:

خروشاں موجہایش چرخ تسخیر
دژ و گرداب چوں سرطوقِ زنجیر

میلی (ہروی):

دوراں بہ کلیدِ مہِ نو، شامگہِ عید
بکشاد سرِطوقِ اسیران و رہا کرد

وکلسِ گنبد نیز۔ (ع)۔ شفیع اثر:

نیست سرطوق کہ جا بر سرِ گنبد دارد
بہرِ توفیقِ ہدایت طلباں دستِ دُعاست

سرسجدہ: 'مُہرِ نماز' کہ بجاے خود خواہد آمد۔ (ع)۔ طغرا:

سرگشتۂ اُو سبحۂ یک دانۂ افلاک
سرسجدۂ اُو مہرِ خراشیدۂ غبرا[4]

---

(۱) م: دلِ (بالاضافت) (۲) ب: کردہ ام
(۳) نیز ب: مثلاً طغرا:

ز دردِ سرِسخن سرخی جگر گوں
فتادہ نقطہ اش چوں قطرۂ خوں

(۴) م: غبرا؛ تصحیح از ب

بضمِ عینِ مہملہ؛ دہ آیتِ[1] قرآنی کہ در وقتِ 'بسم اللّٰہ' بہ اطفال نوشتہ دہند۔ (ج)۔ و دائرہ اے کہ بر سرِ دہ آیتِ مذکورہ نویسند۔ (ر)۔ صائبا:

سرعشرِ ایں کتابِ مبیں است آفتاب
زنہار بر مدار نظر از کتابِ صبح

سرِ زندہ: سرِ بزرگ، چہ 'زندہ' بمعنی بزرگِ ہر چیز است۔ ازیں جا است کہ فیلِ کلاں را 'زندہ فیل' گویند۔ سندِ 'زندہ فیل' در 'فیل باران' و 'سرِ زندہ' در 'شبہاے طاق' و 'شبِ احیا' خواہد آمد[2]۔

سرِ فیل: معروف؛ وکنایہ از خصیہ۔ (ع)۔ حکیم شفائی در ہجوِ محمد رضاے فکری گوید:

در آں قطار عجب بختیانِ سرمستند
کہ بارِ شاں سرِ فیل است و دستِ خر سر بار

سرِ فتیلہ چرب شدن: کنایہ از جماع۔ (ع)۔

---

(۱) م: آیات، تصحیح قیاسی (عدد کے بعد جمع کا صیغہ غلط ہے۔)
(۲) اشتال کے لیے ب:

صاحب جرأت وکار آمدی... وجوانمرد۔ الخ

محسن تاثیر:

سرزندہ اے نماند جہانِ خراب را
بر سرِ عمامہ با ہمہ لوحِ مزار ہاست

محمد سعید اشرف:

نیست اشرف بہرِ تحسینِ سخن سرزندہ اے
زاں چو معنی روزگارم در سیہ پوشی گذشت

(بمعنی گرم جوش وشگفتہ رُو)؛ مخلص کاشی:

غیرِ لعب وشوخی از بیکس براں زیندہ نیست
شمع بے نورے بود معشوق اگر سرزندہ نیست

عالی در ہجوِ خانگیانِ خانِ جہان گوید:

آیند سوے چراغِ دہلی
تا چرب شود سرِ فتیلہ

فوقی یزدی (رُباعی):

شد وقت کہ با جن و پری چرب کنم
با نامِ تو نامِ خویش را ضرب کنم
روغن بہ چراغِ آشنائی ریزم
آنگاہ سرِ فتیلہ را چرب کنم

سرِ فلانے می جُنبد: یعنی زندہ است و اعتبار دارد۔ (ع)۔ سلیم:

سخن بیار و بہ تحسینِ ما معاملہ کن
سرِ کسے بہ جہاں غیرِ ما نمی جُنبد

ولہ:

سرکشاں را طاقِ محرابست شمشیرِ کجت
ہر کہ می جنبد سرش لغست اُو را سجدہ گاہ

سر جنبانیدن، تحسین کردن و خوش شدن نیز۔ سنجر کاشی:

بیت بیتِ ہمہ را دیدہ و سنجیدہ بخواں
شاعر است آنکہ تو بر شعرش سر جنبانی (۱)

بمعنی اِمتناع از کارے نیز۔ سلیم:

شمعِ میخانہ بہ منعم سرِ خود جنباند
چوں رہِ کعبہ مرا (۲) قبلہ نُما جنباید

(۱) انوری (کلیات، ص ۳۹۴):

گرچہ در پاے تو شکنم، چہ شود
گر سرے در سخنم جنبانی

(۲) ب: بمن

سرِ قوچ (۱) تو بسلامت (۲): لوطیاں قوچ جنگی پرورند و بجنگانند و بہ بہاے گراں فروشند و اکثر مدارِ شاں بہ ہمیں می گذرد و چوں بہ یکے از آں جماعہ نقصانے رسد، رفیقانش گویند، 'سرِ قوچ تو بسلامت'، یعنی از منفعتِ ایں متاع و گرو بردنِ جنگِ قوچ جبرِ ایں نقصان می تواند شد۔ (ع)۔ میر نجات:

وعدۂ ہستیِ غیر ار بقیامت باشد
سرِ قوچ تو الٰہی بسلامت باشد

محاورہ ایست کہ اگر فلاں چیز تلف شد، شدہ باشد، سرِ فلاں چیز کہ نعم البدلِ آن است بسلامت باشد۔ درویش والہ:

سرِ افیوں بسلامت، چہ شد ار بنگ نماند
سبزے از بزم اگر رفت، سیاہے بر جاست

دانش:

بزمِ ما نور زعکسِ مے روشن دارد
شمع گر مُرد سرِ شیشہ سلامت باشد

سرِ غلیان: ہماں 'چلیم' 'چلم' کہ گذشت۔ فوقی:

کہ سرِ غلیانِ آں طبعِ شکر ریز
بود لبریز تنباکوے انگیز

سرکُن پُرکُن و سرکند و (۳) پُرکند: جلد و شتاب۔ اشرف (رُباعی):

اِمشب کہ مرا یار بہ منزل آمد
وز مقدمِ اُو مراد حاصل آمد
از دُنبالش رقیب اُفتاں خیزاں
سرکُن پُرکُن چو مرغِ بسمل آمد

(۱) ب: قوچ (۲) ب: بسلامت باشد
(۳) ب: دُندارد

میر الٰہی:

کنارے واکشیم (۱) اندر حمایت
جمائے رُو دہد سر کند و پر کند

سر گذشتہ: از جان سیر آمدہ ترک (۲) سر گفتہ۔

صائبا:

از سرگذشتہ اند کریمانِ ایں زماں
گو سرگذشتہ اے کہ ز دستار بگذرد

'خود گذشتہ' مرادف آن است۔ ناظم تبریزی:

برداشت تحفہ مشتِ غبارے (۳) زخاکِ ما
آں خودگذشتہ اے کہ بکوے فنا گذشت

سر کُن: بہ کافِ تازی مضموم؛ سردار قوم۔ حیاتی (۴):

ز چہرہ پردہ برافگن کہ شمعِ مجلس را
ز رُوے حُسن بہر مجمعے توئی سرکُن

سر کمند: ریسمانے است کہ در طویلۂ سلاطین و اُمرائے ولایت بندند۔ ہر دزد و خونی کہ بداں پناہ آرد عملۂ اصطبل محافظتِ اُو کنند و نگذارند کہ کسے مزاحمِ حالش تواند شد۔ گویند، 'بہ سرکمندِ ما پناہ آوردہ است؛ تا جان داریم دست از محافظتِ اُو برنداریم'۔ (ع)۔ اسمٰعیل ایما:

آرامگاہِ دلہا آویزۂ بلند است
ایں خوں گرفتگاں راایں (۵) جا سر کمند است (۶)

سرکشی کردن: معروف و مرادف

---

(۱) ب: واکشم (۲) ب: آمدہ و ترک
(۳) م: غبار صحیح از ب (۴) ب: خیالی
(۵) ب: آن (۶) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

'سر بجاے کشیدن' نیز۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

آں شعلہ آتشی چو گُلِ آتشی نہ کرد
بیمار اُو شدیم و بما سرکشی نکرد

مخلص کاشی:

چو گل از بیوفائی گر نیائی (۱) در کنارِ من
برنگِ شعلہ گاہے سرکشی می کن بخارِ من

'سر کشیدن'، رُو کردن نیز۔ نظام دست غیب در مدح ظہوری گوید:

طیرِ حرفت چوں قلم چیزے نویسد سرکشد
صفحہ بہرِ صیدِ شعرت دام از مسطر کند

سر کردن: بسر بُردن و باہم سلوک کردن۔ (ع)۔

میر نجات:

گر چنیں سری کند با خاکساراں روزگار
گردِ غربت سرمۂ چشمِ وطن خواہد شدن

قراری گیلانی:

تو چوں سری کُنی با چشمِ بیمارت نمی دانم
کہ یادِ اُو بدل ہر گہ در آمد نا تواں گشتم

سلیم:

سلیم در چمنے مشکل است سر کردن
کہ نالہ اے نتوانی ز دل بلند کنی

'ظہور کردن' نیز۔ سالک قزوینی:

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۶) نیز ب: شفیع اثر:

دارند جا بزلفِ تو دلہاے مستمند
باشد ستم رسیدہ پناہش سرکمند

(۱) ب: بیائی

سادہ رُوے کہ سر نہ کردہ خطش
چمنے داں کہ باغبانش نیست (۱)

سرکوب: دمدمہ اے کہ برائے تسخیرِ قلعہ سازند۔
ازلغتِ مجدالدین علی قوسی مُستنبط شدہ۔ ہاتفی:

برآوردہ برپیل از چوبہا
پے قلعۂ چرخ سرکوبہا

حاجی محمد جان قدسی:

سناں مُلکِ جاں را پُر آشوب داشت
حصارِ تن از گرز سرکوب داشت

دعمارتے کہ بلندتر از عمارتِ مقابل باشد۔ طالب کلیم:

نخستیں قلعہ آں سرکوبِ افلاک
کہ بالا بردہ نامِ عالمِ خاک (۲)

---

(۱) ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۱۶۷):

ما نمی فہمیم آہنگے، خدارا مطرباں
ہر رہے نزدیکتر باشد بمستی سرکنید

نیز ب؛ طالب آملی:

طالب بیا کہ سلسلۂ عزمِ کعبہ را
برہم زنیم و راہِ صنم خانہ سرکنیم

مفید بلخی:

پیوستہ نقشِ ہستیِ اُو را گرفتہ ایم
با ہر کہ ہمچو آئینہ سرکردہ ایم ما

محسن تاثیر:

سال و مہ خوبست باہم دوستداراں سرکنید
زندگی چوں روز و شب از عمر یک دیگر کنید

(۲) انوری (کلیات، ص ۲۳۸، قطعۂ حمدیہ):

نہ از فرازِ تواں یافت حیلۂ سرکوب
نہ از نشیبِ تواں جُست جایگاہ نفق

سرکسے تراشیدن: بحالِ اُو وارسیدن۔ (ع)۔
شاعر:

سرِ ما سرسری متراش و از سر وا مکن ما را
کہ ما ہم وردیارِ خود سرے داریم و سامانے

سرگرفتن: موافقت کردن و درگیر شدنِ صحبت (۱)۔
گویند، 'صحبتِ ما بہ اُو سرنمی گیرد'، یعنی کوک نمی شود۔ (ع)۔
صائبا (۲):

بہاے بوسہ اش سرمی دہم چوں زرنمی گیرد
خیالے کردہ ام باخویش اما سرنمی گیرد

سرگوش گرفتن: مطیع و منقاد شدن۔
مومن استرآبادی:

شیراں برہت جملہ سرگوش گرفتند
تا آہوے شیرافگنِ تو شیرکمیں شد

سرلوح: معروف؛ 'لوح' ہم گویند۔ سند در 'عنبردان' خواہد آمد (۳)۔

---

(۱) ب: "بعضے از فضلا بمعنی درگرفتن نوشتہ اند۔"

(۲) بیاتا

(۳) نیز ب؛ نعمت خان عالی:

دُنیا طلباں بے خبر از مطلبِ اصل اند
چوں طفل کہ مشغول بسرلوحِ کتاب است

محسن تاثیر:

ابر سرلوحِ بیاضِ انبساطِ عاشق است
از ترشّح چوں ہوا افشاں سرمورے شود

صائب:

از بیاضِ گردنِ اُو فرد بیروں کردہ ایست
فردِ خورشیدے کہ سرلوحِ کتابِ عالمست

سرمایۂ گُل: بضمِ کاف عجمی؛ سردیِ ایّامِ بہار۔
صائب:

عندلیب ما ندارد تابِ استغنائے گُل
می شود دست و دلِ ما سرد از سرمائے گُل

سرمۂ مست: سرمہ اے کہ بشوخی و رعنائی
در چشم کشند۔ (ع)۔ اشرف:

سرمۂ مست بہ خونخواریِ چشمت افروز
چوں سیہ مست شود ترک بلا می افتد

طاہر وحید:

ہمچو کیفیتِ صحبت نبود نشاءِ مے
کردہ بیہوش چنیں سرمۂ مستِ تو مرا

؛ چشم و نگاہش از سرمہ مست است' نیز در تعریفِ معشوق
گویند۔ سند در 'آشنائی دادن' گذشت۔

سُرمۂ سلیمانی: سُرمہ اے کہ چوں بہ چشم کشند
مخفیاتِ عالم عیناً وعیاناً معائنہ کنند۔ شانی:

غبارِ موکبِ اُو سرمۂ سلیمانی ست
کہ گشت در نظرِ انس راز جاں روشن (۱)

سُرمہ چشم: موقوف؛ شخصِ سرمۂ چشم کشیدہ۔ قوسی:

چناں با تہی چشمیم زود خشم
کہ نرگس ز خاکم دہد سرمہ چشم

(۱) طالب آملی:

ہمیشہ خامۂ مشکینش از صریرِ سواد
چو بر صحیفہ دہد داوِ معجز انشائی
بگوشِ وہم زند نغمہ ہائے داؤدی
بچشمِ عقل کند سرمۂ سلیمانی

از ایں عالم است 'پیالہ دست'۔ طغرا:

از بادۂ عشق مست می باش
وز داغ، پیالہ دست می باش

سرمنزل: معروف (۱)؛ و مکانے کہ مسافر در شہرے
یا موضعے بنا بر خوشیِ آب و ہوا برائے یادگار بنا گذارد۔ (ع)۔
سلیم:

بگفت' ایں دشتِ رنگین رُوئے حوراست
ز ما سرمنزلے ایں جا ضرور است

سِرم: بکسرِ اوّل و رائے مہملہ مفتوح؛ دوائے
کہ رُوئے آں خراشیدہ باشند تا نرم شود۔ (ر)۔ بہمیں مناسبت
کسے را کہ از بسیار کار کردن دستہا پینہ بستہ باشد 'سِرم دست'
گویند۔ طغرا او رہجو پوچی (۲) گوید (فقرہ):
قماق زناں (۳) سرم دست میجائے منار ساق
در خیمہ گاہ کونش کوفتہ اند۔

سرنشین: کسے کہ در سفر بالائے بار بر استر و شتر
نشیند۔ (ع)۔ در کتابِ ''نگارستان'' نیز بدیں معنی بنظر
آمدہ۔ محسن تاثیر:

در گلشنے کہ حُسنِ تو محمل سوار شد
گُل سرنشینِ قافلۂ نوبہار شد

سرنہادن: خواب کردن۔ سند در 'کاچ شمع' گذشت۔

(۱) اِن معنوں میں حافظ کہتا ہے (ص ۱۳۱):

گر بہ سرمنزلِ سلمیٰ رسی اے بادِ صبا
چشم دارم کہ سلامے برسانی زمنش

(۲) پوچی (غیاث)
(۳) قلماق زناں

سرواله: شلوار۔ شفائی:

دائم الحیض عجوزیست کہ سروالۂ او
تا بہ نیفہ چو دلِ کینہ ورش پُرخون است

سربند: عہد و عصر۔ در محاورہ گویند، "فلاں کار در(۱) سربندِ فلاں پادشاہ واقع شدہ" (ع)۔

سر و کیسہ کردن: ربودن ملعرف کسے بنوعے کہ چیزے پیشِ اُو نماند۔ ماخذِ آں کیسہ و تیغ حمامی است کہ چرک در بدن و مو بر سرش نمی گذارد۔ (ع)۔ عبدالغنی بیگ قبول:

ہر چند سرِ کیسۂ ایں طائفہ مُہر است
کردیم سر و کیسہ ولے اہلِ جہاں را

سروا زدن: اعراض(۲) کردن۔ صائبا:

چند روزے از درِ میخانہ سروا می زنم
پشت دستی بر قدح، سنگے بہ مینا می زنم(۳)

سروپا: از پا تا سر؛ بدیں معنی معروف است؛ بمعنی خلعت نیز آرند۔ صائبا:

بہ لباسِ زرِ خورشید مبدّل نہ کنم
سروپایے کہ من از بے سروپائی دارم

---

(۱) ب: از

(۲) ب: اعتراض کردن (شعری مفہوم کے مطابق یہ غلط ہے۔)

(۳) صائب:

عاقلانے کہ ز زنجیرِ تو سروا زدہ اند
غافلانند کہ بر دولتِ خود پا زدہ اند

تناظرِ سین از منظرِ طائے مہملہ:

سطل و سطلک: طشت؛ و در دوم کاف تصغیر(۱) است۔ وحشی گوید:

زخشِ براق نعلِ تو زیبد بوقتِ آب
سطلِ مہِ سہ روزہ پُر از آبِ کوثرش

بسحق اطعمہ:

سطلکِ چند شرابے چہ بموقع باشد
کہ بگلیم دریں خواں زمین و زیبار

---

(۱) م: تصغیر (چوتھا حرف "ف")

تناظرِ سین از منظرِ فا:

سفرہ پرداز: شخصِ بسیار خوار کہ سفرہ را از خوردنی خالی کند۔ فوقی:

سفرہ پرداز لبلبو خواری
رودہ پُر ساز معدہ انباری

'کاسہ پرداز' ہم آمدہ۔ سالک قزوینی:

تبسم کناں گل برآوردہ سر
کہ اے کاسہ پرداز خونِ جگر
مرا مہلتِ عمر چنداں کجاست
کہ پشتِ محبت کنم با تو راست

سفرہ: معروف؛ و مقعد نیز۔ طغرا در شرطیتی گوید (فقرہ):

بدر را از ہالۂ سرِ سفرہ برگردید؛ گویا از خوردنِ کلف۔ بمعدہ(۱) اش زیان رسیدہ(۲)۔

سفیدشدنِ خون: کنایہ از بے مہری۔ (ع)۔ حاجی قدسی:

گشتہ(۳) خونِ مردمِ چشمم ز بے مہری سفید
من چو طفلانش خیالِ شیرِ مادر می کنم

سُفتن: سوراخ کردنِ ہر چیز عموماً، خصوصیتی ندارد چنانکہ گمان

(۱) ب: بمقعدہ
(۲) مثال از ب؛ طغرا:
گشت بدورانِ فقر سفرۂ طغرا حقیر
نیست عجب گر ز شرم آب شود نانِ او
(۳) م: کشتہ، تصحیح قیاسی

بردہ اند۔ ہاشمی:

خدنگِ پیاپے زند(۱) آں چناں
کہ پیکانِ ایں سفت سوفارِ آں

قدسی:

زمیں چوں غبار از جہاں رُفتہ شد
ز ناوک چو سوزن سناں سُفتہ شد

کلیم:

کوہ کن تعلیمِ خارا سُفتن از استاد داشت
ہر چہ کرد از کاوشِ مژگانِ شیریں یاد داشت

سفیدشدن: ظاہر و نمودار شدن، و آں معروف است۔ 'سفید کردن' متعدی منہ۔ میرالہی:

افزوں تر از ستارہ کہ بر کہکشاں بود
از دشمناں سفید کنی بر منار سر

سفید گوئی: بے پردہ گوئی۔ میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ:

ز صبحِ مرگ خبر می دہد ولیک ترا
سفید گوئیِ آئینۂ پنبۂ گوش است

سفیدپے: مرادفِ 'پے سفید' و آں گذشت۔ میرالہی ہمدانی:

پیکِ بشارتی شدہ اشکِ سفید پے
ہم سعادت آمدہ آہِ سیہ زباں

سفیدچشمی: بے حیائی و سماجت۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

علاجِ حرص فلک زن بہ رشوہ نتواں کرد
سفید چشمیِ نرگس ز توتیا نرود

(۱) ب: زوند

سفن(۱): پوستِ جانورِ آبی است کہ مانند کیمخت دانہ دار باشد؛ بر قبضۂ شمشیر پیچند تا درست محکم قرار گیرد۔ (ج)۔

(۱) ب: سلق؛ غیاث: سفن

تناظرِ سین از منظرِ قاف:

سقایۂ حاج: سبیل کردنِ آب بر حاجیانِ تشنہ لبِ صحرائے طلب۔ (ع)۔ زکی ندیم:

بدفعِ غم دو سہ پیمانہ می دہد پیہم
مسلّم است بہ ساقی کنوں سقایۂ حاج

'سقایہ' جائے آب، از تصنیفِ مجد الدین علی توسی معلوم شد۔
طغرا:

طغرا دریں سقایہ زکم ظرفیِ سپہر
گر شام تشنہ گشتہ سحر آب می خورد

سقط چیں: ریزۂ ہر چیز جمع آورندہ۔ شفائی در ہجوِ فکری گوید:

اوّل از دخلِ کجت گویم و نا انصافی
باز ز افسردگیِ شعر سقط چیں گویم

سقیفہ(۱) **بستن و ساختن:** حرفہائے دروغ بستن و ساختن۔ ماخذِ آں از شطحیاتِ روافض است۔ شیخ علامی فہامی در منشورِ اکبری بہ بیرام خان در حالتِ بغی نوشتہ (فقرہ):

ہر روز سقیفہا بستہ بخونِ آنہا تشنہ بود و انواعِ بے اعتدالی و بے اندامی می نمود۔

ظہوری:

بہر کہ خواہ نشیں داستاں چرا بندم(۲)
سقیفہ(۳) سازیِ طبعِ سخن طراز گذشت

(۱) م: سقیفہ، تصحیح از "چراغِ ہدایت" و ب
(۲) دیوانِ ظہوری: نمی بندیم (۳) دیوان...: سفینہ

تناظرِ سین از منظرِ کاف

وآں دو منظر است:

منظرِ اوّل در کافِ تازی:

سُکّان: بالتشدید، ساکنان و دنبالۂ کشتی۔ (ن)۔ اوّل مشہور است، سندِ دوم در 'عوشہ' خواہد آمد۔

سُکسُک: بضمِ ہر دو سینِ مہملہ: اسپے کہ راہ نداشتہ باشد۔ (ج) و (ر)۔ میر الٰہی ہمدانی (رُباعی):

از اسپ من الحذر کہ جانکاہ است ایں
ہرسُو کہ سوارِ اُوست بدخواہ است ایں
رہوار تجل ز تندیِ سُکسُکِ اُوست
در بدراہی چہ نیک خوش راہ است ایں (۱)

سکندر و سکندری: بسر درآمدن۔ (ج)۔ سکندر بزبانِ رومی 'سو' را گویند۔ ظہوری:

گر سکندر رو خلافش راند
زخشِ اقبال در سکندر یافت

سندِ دوم در لفظِ 'دارا' گذشت۔

سِکّہ بزر کردن (۲): استقامت برقول کردن و موافقِ گفتہ بعمل آوردن۔ (مح)۔ اشرف:

گفتہ بودی کہ کنم ترکِ علائق اشرف
چوں کہ گفتی سخنے، سکّہ بزر باید کرد

محتشم کاشی:

تا قیامت احتیاج مردم عالم بہ اُوست
ہر کہ قولِ (۱) خویشتن را سکّہ بر زری کند

سکّہ خوردنِ دعوی: نقشِ درست نشستن (۲)۔ (مح)۔ ظہوری:

ظہوریؔ کہ خود را طلا می شمرد
دریں گفتگو دعویش سکّہ خورد

سِکّۂ مردی: غیرت و حمیّت و آبرو۔ (مح)۔ و بعضے کنایہ از لحیہ گفتہ اند۔ صائبا:

سکّۂ مردی نداری معرفت کم خرج کن
فتنہ ہا دارد بنامِ پادشاہاں زر زدن

اشرف در مدحِ ممدوح گوید:

در اقالیم جہاں سکّۂ مردی از (۳) تست
می گذارد ہمہ جا نامِ ترا زر بر سر

ولہٗ:

پیچ و تابِ غیرت ار باشد ز دشمن باک نیست
سکّۂ مردی دریں جا کارِ جوشن می کند

(محسن) تاثیر:

چو بے زر پیشِ کس ریشے ندارد خواجہ جا دارد
کہ جائے سکّۂ مردی شمارد سکّۂ زر را

'سکّۂ مردی' را بمعنیِ آلۂ تناسل بر زبان آوردن بعید از

---

(۱) نیز ب: سنجر کاشی در ہجو اسپ:

از لاغریش فریب خوردم
وز سُکسُکِ اُو ز راہ رفتم

(۲) ب: سکّہ برزر کردن

---

(۱) ب: کار

(۱) ب: نشستنِ دعوی

(۱) ب: زر

تحقیق است۔

سکہ درست: شخصِ راست معاملۂ بے نفاق کہ قولش موافقِ فعل باشد، چہ 'سکہ' بمعنی طرز و روش است۔ (ج)۔ یعنی طرز و آئینِ او درست است۔ ظہوری:

بہ سنگ عیب عیار ہنر نمی شکنم
طریقِ سکہ درستانِ مایہ دار اینست

شفیع اثر:

ہر کجا سکہ درستے است چو زر در عالم
باشد آزادیش (۱) از سیلیِ ایام محال

(۱) م: از آوایش، صحیح از ب

منظرِ دوم در کافِ عجمی:

سگِ چار چشم: سگے دو تا خالِ سیاہ شبیہ بہ چشم بزیرِ (۱) چشم دارد و چشمش کم ضیا باشد۔ (ع)۔ قدسی:

سگِ نفس را رفتہ (۲) از کار چشم
تو باز عینکش کردہ ای چار چشم

دہقان علی شطرنجی سمرقندی (۳):

بمثل آنکہ او بود احمق
خلق (۴) چوں فیلسوف دانندش
ہمچو آں سگ بود کہ باشد کور
مرداں چار چشم خوانندش

سگ کُشی: کُشتی کہ مثلِ کشتنِ سگ بے مواخذہ باشد۔ (ع)۔ یحییٰ کاشی (رباعی) (۵):

گفتم بتو روبرو کہ لا (۶) پُشتی
مستیز کہ بر درش ہجوم مُشتی
نخشیدی و وقتِ سگ کُشی می گوئی
انگار (۷) کہ گربۂ سیاہے کُشتی

سگِ دُنبالہ کش: مرادفِ 'سگِ ہر سوار' کہ آں مثلِ مشہور است۔ شانی تکلو:

چند در بندِ کمندِ نظرِ خود باشی
سگِ دُنبالہ کشِ چشمِ ترِ خود باشی

(۱) ب: بر بالاے چشم (۲) م: رقتہ، صحیح از ب
(۳) ب: سرہندی: غنی (ص ۳۷) سمرقندی
(۴) ب: مردمان (۵) م: رباعی ندارد، صحیح از ب
(۶) ب: آنرا (۷) م: انکار، صحیح از ب

سگِ پا سوختہ و سوختہ(۱) پا: شخصِ هرزه گرد و دربدرے۔ (ج)۔ مما ثقل آنکه پاے سگ چوں می سوزد یکجا قرار نمی گیرد و مضطربانه ایں طرف آں طرف می دود۔ (ع)۔ شانی:

شانی سگِ پاسوختہ اے بود بتاں را
امشب بہ تمنائے ذرت صیدِ حرم شد

ظہوری:

از ذرّہ اگر کمترم از گرم(۲) روانم
خورشید دریں راہ چو من سوختہ پا نیست

میر الٰہی:

شعرا بیدل و پاسوختہ در کوچہ رواں
بدلِ جیفہ پرست و بلبِ نالہ گداز(۳)

انحصارِ استعمالِ ایں محاورہ بہ آوردنِ الفاظِ تشبیہ مثلِ 'چون' و 'مانند' آں پُر غریب است۔

سگکی: کاف دوم تازی و یاے خطّی معروف۔ قسمے است از فنونِ کشتی و آں دو قسم است، یکے سگکی واژونہ کہ دستہاے ہر دو حریف درکار نباشد و پاہا باہم بند کردہ یک دیگر را بکشند و زور کنند؛ دوم سگکی رو برو کہ دستہا و پاہا باہم بند کنند مثلِ بندشدنِ دو سگ۔ (ع)۔ سند در مصرعے 'گذشت۔ درویش والہ ہروی:

قربِ تو بچیرۂ عزازیل
جہاد بترکِ سجدۂ نیل
پا در سگکیش لعن جہاد
برخاستنش ز پا در افتاد

میر نجات:

غیر برگشت فغاں زیں(۱) سگکی واژونہ
لیل زور است مبارک بود ایں میمونہ(۲)

سگ لاس: 'لاس' مادۂ ہر حیوان است عموماً، و مادۂ سگ خصوصاً۔ (ج) و (ر)۔ فوقی یزدی:

میانِ مردم شیداے سگ لاس
شوی چوں پاے بندِ قفلِ وسواس

سگِ کجاست: کلمہ ایست در نہایتِ تحقیر۔ (ع)۔ شفیع اثر:

دشمن سگِ کجاست کہ از وے برد حساب
مدّاحِ نقد(۳)، شیرِ خدا، فخرِ روزگار

---

(۱) م: سوختہ (۲) م: کرم؛ دیوانِ ظہوری: از گرم
(۳) ب: گداز

(۱) ب: از
(۲) نیز ب: میر نجات:

دل و جاں را صنما، ہر دو یکے خواہی کرد
غیر را بر سرِ کویت سگکی خواہی کرد

(۳) ب: نقد

تناظرِ سین از منظرِ لام:

سلام تفنگ: چوں جهاز تجّار از دُور بر رُوے آب پیدا شود، میر بحر تفنگے سر دہد تا بدانند کہ بدونِ ادائے وجہ تمغا، عبور محال است، واین را سلام تفنگ خوانند۔ (ع)۔
سعید اشرف در رسیدنِ تاجر نزدیکِ ساحل گوید:

زتوپ آمد[1] سلامے ہر متاعش
خورد یارب تفنگے بر سلامش

سلامانہ و سلامی: معنی آں در لفظِ 'پیشکش' گذشت۔ (ع)۔ تاثیر:

یک نظر حور گر آں حُسنِ مسلّم بیند
حاصلِ باغ جناں را بسلامانہ برد

ظہوری در صفتِ دہے، کہ از ممدوح برسمِ سیورغال خواستہ، گوید:

چناں دہے کہ برسمِ سلامی و پابوس
خراجِ قند و نبات آیدش ز مصر و ختن

سلام ترازو: میلِ کفۂ ترازو بجانبے کہ جنس باشد۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

نکتہ سنجاں راست تعظیمِ سخن فہماں ضرور
زانکہ دارد از ترازو مُشتری چشمِ سلام

'سلام پلّہ' نیز گویند۔ فوجی نیشاپوری (رُباعی):

بے مُزد کسے بادہ بجامت نکند
تعظیم تو فرزند و غلامت نکند

(۱) ب: آید

سنجیدہ سخن می کنم از من بشنو
تا زر کہ دہی پلّہ سلامت نکند

سلطانِ وقتِ خویش است[1]: مرادف 'پادشاہِ وقتِ خویش است'، کہ آں مشہور است۔ غزالی مشہدی:

سلطانِ وقتِ خویشم و چوں اہلِ جاہ نیست
در سر خیالِ افسر و سودائے مسندم[2]

سلیطہ: زنِ ہرزہ چانہ حاضر جواب، از کس پروا مکن با ہمہ کس در جوال رُو۔ (ع)۔

(۱) ب: سلطانِ وقتِ خویشم
(۲) نیز ب: نجیبائے گلبادی:

دارم بدرِ عشق لبِ خشک و دیدۂ آب
سلطانِ وقتِ خویشم گو بحر و بر نباشد

تناظرِ سین از منظرِ میم:

سمند اسلار: نام جانوریست کہ در زمانِ پسر سکندر ذوالقرنین پیدا شدہ بود۔ بر ہر کہ نظرش می افتاد در حال می مُرد۔ حکیم ارسطو آئینہ اے وضع کرد۔ چوں رُوبرویش گذاشتند، عکسِ خودش[1] مرئی شد، در زماں بمُرد۔ (ج)۔

غیاث[1] نقشبند:

علاجِ ذاتِ شومت شوی ذاتت کند، آرے
سمند اسلار را عکسِ سمند اسلار می باید

(۱) م: خودش، صحیح از ب (۱) ب: عنایت

تناظرِ سین از منظرِ نون:

سنبلی: نوائے[1] است از موسیقی۔

شاعر[2] (رُباعی):

سیّد پسرے کہ رفت دلہا سُویش
از خوبیِ آواز و رخِ نیکویش
ترسم کہ بعشوہ سنبلی خواں سازد
مرغانِ چمن را عملِ گیسویش

سنبک: کشتیِ کوچکے کہ در رکابِ جہاز باشد۔ (ع)۔ سعید اشرف:

از دلِ خویش سنبکے دارم
نذرِ دریا تجرّ کے دارم[3]

سُنبدہ: بفتح۔ غایتِ سطبر و گندہ[4]۔ (ر)۔ سند در عکس گذشت۔

سنگیں دست: کسے کہ بہ تامّل و تانی کار کند۔ صائبا:

بیستوں را تیشہ ام در حملۂ اوّل گداخت
نیست با من نسبتے فرہادِ سنگیں دست را

سنگ در دہاں انداختن: مرادف از زبان

(۱) م: نوائی، صحیح از ب
(۲) ب: ملا نکہت سمرقندی
(۳) ب: اس کے بعد یہ شعر دیا ہے:
ہم آئینہ رُو دہم ہمہ را
چشم رُوے نازکے دارم
(۴) م: کندہ؛ ب: آگندہ، حسبِ متوں میں گندہ، صحیح از صحیفہ

افتادن' وخاموش بودن ۔ (ع) ۔ صائبا:

بنفشہ پوشِ خطت قفل برزباں انداخت
گہر زشرمِ لبت سنگ دردہاں انداخت

سنگ انداز: مرادف' **کلوخ انداز'** وآں خواہد آمد ۔ فغانی:

گلشنِ کوے تر ا ازلطف واحسانست بار
بر گرفتارِ دلِ ہر گوشہ سنگ اندازہا

و روزنے کہ در بُنِ کنگرہاے (۱) قلعہ سازند کہ چوں خصم نزدیک آید از آں سنگ وخشت بر سر اندازند ۔ (ج) ۔ شاعر (۲) درصفتِ قلعہ گوید:

زسنگ انداز آں سنگے کہ جستی
پس از قرنے سرِ کیواں شکستی (۳)

آں را **سنگ ریز'** ہم گویند ۔ دردیوانِ حکیم انوری است ۔

سنگِ امتحان: سنگِ محک ۔ (ع) ۔ فغانی:

ایں دل کہ درعیارِ وفا نقدِ خالص است
بر سنگِ امتحاں زدنش احتیاج نیست

قاسم مشہدی:

بِہ گفتہ است شوم سنگِ امتحانِ کسے
بس است ہمدمِ من طبعِ آزمودہ من

و**سنگِ زر'** نیز ۔

سنگ و تیغ مہر کردن: درایّامِ عاشورا بجہتِ (۱) عزاے امامِ شہدا از نوزدہم تابست ویکمِ ماہِ رمضان المبارک، کہ باختلافِ روایات، ایّامِ شہادتِ حضرتِ شاہِ نجف است، سرنمی تراشند، بل از غایتِ احتیاط سنگ و تیغ حلاق مہر کنند؛ بجاز بیکار ومعطّل است ۔ (ع) ۔ صائبا:

گرچہ سنگ وتیغ را مژگانِ اُو کردست مُہر
بوے خون می آید ازسیبِ زنخدانش ہنوز

مہر شدن وکردن بمعنی موقوف کردن بسیار است ۔ (ع) ۔ ظہوری:

باطل السحر چشمِ پُر نیرنگ
مُہر از شورِ خندۂ شکر است

صائبا:

مہر کردم روشِ نامہ فرستادن را
دوزخے راز چہ بربالِ کبوتر بندم (۲)

سنگِ رُوے یخ: کنایہ ازشخصے است کہ تابع ومطیع

---

(۱) م: کنگرہاے، تصحیح ازب
(۲) ب: مولانا محمد عصار
(۳) ب: ''بمعنی مطلق عیش وجشن نیز استعمال یافتہ ۔'' اس ضمن میں امثال ملاحظہ ہوں: ب: انوری:

اے زجاہت شب ستم در سنگ
حرمت باد روز سنگ انداز

(کلیاتِ انوری میں یہ شعر نہیں ملا ۔)

امیر خسرو:

زسنگ اندازِ جشنِ خورشید شہاے نے چنداں
کہ خشتِ آبخورِ خاک سرتا سر سفالیں شد

حکیم مختاری:

در سنگ اندازِ خسرو دادپناہ
خورشید شراب نہد وساغر ماہ

---

(۱) م: بجہت، تصحیح قیاسی
(۲) نیز ب: محسن تاثیر:

سالہا شد کز دیارے عشق مردے برنخاست
سنگ وتیغِ بیستوں مُہر است تا فرہاد رفت

باشد و بہر کارے کہ رواں کنند، رواں شود، ماخذِ آں سنگے است کہ بر رُوے یخ افتادہ و از چار طرفش از ہر جانب دربندِ گداز (۱) یخ باشد۔ (ع)۔ ابراہیم ادہم (رُباعی):

شوخے کہ بغیرِ دید و شد مائلِ او
زیں عشق نگشت جز ندم حاصلِ او
دل بست بروے غیر و شد سرد دلش
افسوس کہ سنگِ روے یخ شد دلِ او

"سنگِ رُوے یخ" ہم بدیں معنی در محاورہ آمد۔ علی نقی برادرِ سعید اشرف گوید:

طوطیِ ناطقہ را ز آئنہ گویا کرد
نفسہا را سنگ روے یخ صد دعوا کرد

سنگ: سنگِ مزار (۲)۔ محمد قلی میلی:

از خوں، پس از ہلاک رقم کن بسنگِ من
کیں خوں گرفتہ است شہیدِ خدنگِ من (۳)

سنگِ نمک: نوعے از نمک کہ بسنگ شہرت گرفتہ۔ (ع)۔ شوکت:

ز سوزِ دل نبود ہیچ کار خام مرا
پزد ز آتشِ سنگِ نمک طعام مرا (۴)

---

(۱) م: گداز، صحیح از ب
(۲) م: مرزا
(۳) ب: "دو معنی نگین است، چنانکہ نگین سوار و نگین پیادہ۔" خواجہ نظامی:

اگر کیمیا سنگ را زر کند
نسیمِ من از خاک عنبر کند

اسماعیل ایما:

ما قدرِ گوہرِ خود ز افتادگی شکستیم
گہے چوں سوارہ باشد، سنگے کہ شد پیادہ

(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

"نمک سنگ" نیز گویند۔

سنگ آتش: سنگے کہ چوں چقماق برو خورد آتش درگیرد و در آں نسبت بہ احجارِ دیگر آتش زیادہ باشد۔ (ع)۔ سلیم (رُباعی):

گہ منع کنندم ز غمِ مشتاقی
گہ طعنہ زنندم ز شراب و ساقی
القصہ دلِ سوختہ ام نیست دمے
آسودہ چو سنگِ آتش از چقماق (۱)

سنگِ شیشہ: سنگے کہ بگداز آوردہ شیشہ سازند۔ شفیع اثر:

دلِ شکستہ بکوے تو بسکہ شد پامال
چو سنگِ شیشہ ز خاکش صفا نمایاں است (۲)

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۴) نیز ب: محسن تاثیر:

بشور خاست ز دل نالۂ ہمیشۂ ما
مگر بسنگِ نمک شد شکستِ شیشۂ ما

ایضاً:

از چشمِ شور شاہدے دور خوشتر است
سنگِ نمک بجاست کہ مینا نمی شود

(۱) نیز ب: میرزا رضی دانش:

جلوۂ معشوق می یابیم از ہر شعلۂ اے
سنگِ آتش را مگر از کوہِ طور آوردہ اند

(۲) نیز ب: سید حسین خالص:

ایں سنگِ شیشۂ کہ دلش نام کردہ ای
از آتشِ فراق کسے خواہد آب شد

محمد اسحاق شوکت:

علاجِ غیرِ مکافات نیست ظالم را
کہ سنگِ شیشۂ ما شیشہ می شود آخر

سنگ جراحت: سنگے است کہ چوں آں را سودہ بر زخم افشانند خون از جریان باز ماند و آں را "سنگ زخم" نیز گویند۔ خسرو جونپوری:

دیوانۂ عشق ترا ہر رنج راحت می شود
سنگے کہ آید بر سرش سنگِ جراحت می شود (۱)

سنگ سودا: سنگِ سیاہے در غایتِ سبکی کہ آبش فرو نمی برد۔ (ع)۔ سلیم:

کوہ کن افسرد ہر گہ سوزنِ مژگانِ خویش
بیستوں را آب ہچوں سنگِ سودا بر گرفت

"سنگِ ہا" نیز گویند۔ (ع)۔ حاجی قدسی:

بہر پاے خود کسے آخر بدستم می گرفت
گر دریں گرمابہ من ہم سنگِ سودا بودمے (۲)

سنگ یدہ: سنگے است کہ چوں مقابلِ آسمان گذارند و افسونے خاص بدمند، باران آید۔ بیشتر عملِ ترکان است۔ از "اکبرنامہ" معلوم شد۔ سعید اشرف در رزمیہ گوید:

نمودی فلاخن در آں عربدہ
پے بارشِ تیر سنگِ یدہ (۱)

"ویدہ" نیز۔ محسن تاثیر:

ہچو باراں ہمہ تن گریہ کند خوں چشم
ترک چشمے یدہ کرد ست بہ افسوں چشم

سنگ در آب افگندن: بمعنی در جاے تمکن کردن آمدہ۔ متاخرین بمعنی پوشیدہ و پنہاں کردن آرند۔ سبب آں ظاہر است۔ قاسم مشہدی:

سنگے در آب زندگی ما فگندہ عشق
ما را برونِ دائرۂ ماہ و سال کرد

سنگ بر سنگ نماندن و نہ ایستادن (۲): کنایہ از آشوبِ عظیمے؛ یعنی آں ہمہ تزلزلے است کہ جمادات ہم بحالِ خود نیستند۔ (ع)۔ طغرا:

---

(۱) نیز ب: میرزا عبدالغنی قبول:

صد گونہ گر از تو رنج و محنت باشد
حاشا کہ بخاطرم شکایت باشد
درد تو مرا مایۂ آرام بود
سنگِ تو مرا سنگِ جراحت باشد

(۲) نیز ب: محمد قلی سلیم:

ز پاے راہروان تو تا قیامت ماند
نشانِ آبلہ بر روے سنگ سودا را

میرزا رضی دانش:

سبک ہر چند باشد تخت زو پامال می گردد
قیاس حرف ماشوریدگاں از سنگ سودا کن

(۱) نیز ب: صائب:

اشک راشوے کشاں تا سر مژگاں آورد
کار سنگِ یدہ از جلوۂ نے می آید

ایضاً:

سنگِ یدہ است مہرۂ گہوارۂ یتیم
جز گریہ کار نیست دلِ داغدار را

محسن تاثیر:

عاشق کہ چوں باراں نکند گریہ ندیدیم
سنگِ دلِ خوباں ہمہ سنگِ یدہ باشد

رضی دانش:

باصف ریزشِ مژگاں سر زخم شدہ است
دلِ سنگین تو سنگِ یدہ را می ماند

(۲) ب: سنگ۔ بر سنگ نمی ایستد

چوں بماند سنگ در کشمیر بر بالاے سنگ
خاک ایں ملک از ستم شد ہمچو آبش زفتنی

سلیم در رزمیہ گوید:

بکوہ آرد نہیب اُو گر آہنگ
نہ ایستد سنگ اینجا بر سرِ سنگ

در چنیں مقام گویند، آں ہمہ ازدحام و غوغا است کہ سنگ، صاحبش را نمی شناسد۔ (ع)۔

سنگ رُو: موقوف: بے حیا۔ شانی تکلو:

کلیساے جہاں را من آں کہن گیرم
کہ خوش دلم بتماشاے سنگ رُوے چند

سنین و بنین: مصغّر سنان و بنان کہ اوّل طرف سرِ تیزِ نیزہ[1] و دوم طرف زیرینِ آن است کہ بر زمین قائم کنند۔ باقر کاشی:

منم آنکہ چوں نیزہ بازی کنم
بروید سنین و بنین از اجم

'اجم' (بمعنی) نیستان۔ (ک)۔

'سنین' نامِ بازیے است از نرد۔ نعمت خان عالی:

از سرِ نو نرد وصلی چید تا نقشے زند
بازیِ چرخ دغابازش نساز دگر سنین

سنگین شدنِ بیماری: سخت شدنِ مرض۔ صائبا:

بے دماغی باعثِ بیماری من گشتہ[2] است
بیشتر سنگیں شود بیماری از پُرسیدنم

(۱) م: سیر تیز؛ صحیح از ب
(۱) م: کشتہ؛ صحیح از کلیات (ص ۳۰۵)

'گراں بودنِ بیماری' مرادفِ آن است و معروف۔

سندِ دو[1] وجودی: آن است کہ چوں با کسے معاملت کنند بنا بر مزید اعتبار از معامل و آشنا یا برادر اُو یا لا اتفاق سند گیرند تا عند الطلب ہر کہ از آں دو استطاعت داشتہ باشد از عہدہ بر آید۔ (ع)۔ عامۃ الخلق آں را 'سنگِ وجودی' گویند۔ محسن تاثیر:

خواہد چو لبش نقدِ دل از من ز نبودی
گیرم سند از ہندوے زلفش دو وجودی

(۱) م: دو و؛ صحیح از ب

تناظرِ سین از منظرِ واو:

سُوچی: بہ جیم عجمی؛ شراب فروش در زبانِ ترکی 'سُو'(۱) شراب را گویند۔ 'اسو' در لغتِ ہندی شراب مخصوص است۔ سیفی:

تا رفت لعلِ دلبرِ سوچی ز دیدہ ام
از خونِ دیدہ است شرابِ چکیدہ ام

'سُوچی خانہ' (بمعنی) میخانہ۔

سورن: بہ رائے مہملہ؛ لفظِ ترکی است؛ 'اللّٰہ اکبر' یا معین' گفتنِ لشکریاں بہ آوازِ بلند در ہنگامِ تاختن بر خصم۔ از ''اکبرنامہ'' معلوم شد۔ از ظفرنامہ شرف الدین علی یزدی:

سپہ(۲) کار پیکار بر(۳) ساختند
کورکہ زدہ سورن انداختند(۴)

سوزن بال و سوزن پر: بہ زائے معجمہ؛ بچۂ مرغے است کہ پرہائے نو آوردہ و آں پرہا بعینہٖ مثلِ سوزن باشد۔ (ع)۔ زلالی:

ز مرغابی کہ سوزن بال دیدہ
کہ جز اشکِ شرر دانہ نچیدہ

سالک قزوینی:

دیدہ از و بیضۂ سوزن پر است
بخیہ زنِ جامۂ خشک و تر است

آں را 'سیخ پر' نیز گویند۔ (ع)۔

سواد روشن کردن و کشودن: ملکۂ نوشت و خواند بہم رسانیدن۔ اوّل مشہور است؛ دوم؛ سلطان علی بیگ رہی گوید:

جز من کہ از رخ تو سوادم کشودہ اند
ہرگز نخواندہ است کسے دفترِ سفید(۱)

سواد کردن: نوشتن۔ میرزا ملک مشرقی در صفتِ شراب گوید:

کند گر قلم نامِ آں مے، سواد
فروزاں شود ہمچو آتش، مداد(۲)

سودا گرہ شدن: در توقف افتادنِ معاملہ۔ میر الٰہی:

---

(۱) ترکی لغت کے مطابق: سوجی، بگنی: (sucu): wine
(۲) م: سپہ، صحیح ازب
(۳) م: بر، صحیح ازب
(۴) نیز ب: ملا عبد اللہ ہاتفی:

ز ہر دو طرف سورن انداختند
بزبرانہ بر یک دگر تاختند

(۱) نیز صائب:

روشن کند سواد خطِ سرنوشت را
چشمے کہ گشت بالبِ پیمانہ آشنا

میرزا بیدل:

سوادِ نسخۂ عشقم ز دیدارِ تو روشن شد
کشادم بر تو چشمے آشنائے خویشتن گشتم

(۲) انوری (کلیات، ص ۱۵۵):

اخلاقِ تو سواد ہمی کرد لطفِ تو
پُر شد بیانِ دفتر و دیوانِ روزگار

ب: یہ شعر یوں ہے:

اخلاقِ تو سواد ہمی کرد آسماں
پُر شد بیاضِ دفترِ دیوانِ روزگار

(یہ بہتر صورت ہے۔)

بکشاے متاعِ رُخ و بفروش نگاہے
سودا چو گرہ گشت خریدار کشد رنج

سوفارلب[1]: کنایہ از مابون۔ طغرا (رباعی):

خاطر بہ مغنّی و نے و دف ندہی
دل نیز بساقیِ مزلّف ندہی
بسیار ز سوفار لباں کام مگیر
تا ہمچو کماں زور خود از کف ندہی

سودا بر سر زدن: مرادفِ زیر کردنِ سیاہے و آں گذشت۔ (ح)۔ صائبا:

ہست[2] امروز از جنوں ایں شور و غوغا بر سرم
در حریمِ غنچہ زد چوں لالہ سودا بر سرم

سُوے کسے گرفتن: مرادفِ جانبِ کسے گرفتن، و آں مشہور است۔ طغرا:

فلک بیرنگ خواہد رُوے ما را
چساں گیرد بمیداں سُوے ما را

(۱) ب: سوفارلبان
(۲) ب: نیست؛ یہ شعر کلیاتِ صائب میں نہیں ملا۔

تناظرِ سین از منظرِ ہا:

سہم السّعادہ و سہم الغیب: بقاعدۂ علمِ نجوم، سہام بسیار است و آں دلائلِ چیزہاے مخصوص باشد کہ (از)[1] مواضع[2] کواکب و خانہ ہا گیرند: از سی ۳۰ فصل معلوم شد۔ شاعر:

کواکب قوی حال و انظار نیک
سہامِ دلائل بیک بار نیک

قوی تر از جمیع سہام، سہم السّعادہ و سہم الغیب است۔ سہم السّعادہ حاصلے است از فلک البروج کہ بعدِ سہامِ او از درجۂ طالع بر توالیِ بروج مثلِ بعدِ قمر باشد از شمس علی التوالی؛ مثلاً ہرگاہ آفتاب در اوّلِ حمل و قمر در اوّلِ ثور باشد و اوّلِ جوزا، طالعِ سہم السّعادہ اوّلِ سرطان است و ہرگاہ شمس در اوّلِ حمل و قمر در بیست و پنج درجہ و بیست و چہار دقیقۂ حمل باشد، بیست و پنج درجہ و سی و ہشت دقیقہ از میزانِ سہم الغیب است۔ سہم السّعادہ دلیلِ مال و جاہ و سہم الغیب دلیلِ فرح و خرّمی است، طالع جزویست از فلک البروج بر افقِ مشرق۔ قاسم گونا[3] بادی در معراج گوید:

ازاں تیر سہمِ سعادت شدہ
چو برجیس فرخندہ عادت شدہ

و حکیم حاذق گیلانی:

بہ بُرجِ طالعِ اُو رُخ نماست سہم الغیب
بحوت در شدہ سہم الشرف بہمانی[4]

(۱) م: از ندارد، تصحیح از ب (۲) م: موضع، تصحیح از ب
(۳) م: کونابادی، تصحیح از غنی (ص ۱۰۶) (۴) م: بہمانی، تصحیح از ب

طغرا:

چو اہلِ دل بودش صد ہزار سہم الغیب
بخانۂ خانہ اگر پا نہد کماں تنہا

وسہم الغیب نظر بمعنی ترکیبی بہ اصطلاحِ فارسیاں بخششِ طعامے کہ برائے غائب نگاہ دارند۔ (ع)۔ تاثیر:

کیست کز غمزۂ او تیر نہانی نخورد
صفِ مژگانِ بکشش ترکش سہم الغیب است

سہو القُبّ: بضمِ قاف وتشدیدِ موحدہ؛ سہوے کہ در حسابِ عقودِ انامل افتد، در اصل 'سہو القعد'[1] است، لوطیاں 'سہو القُبّ' گویند۔ (ع)۔ نعمت خان عالی در تجہیل وتحمیق بجو گفتہ (فقرہ):

گفت 'ندانم امسال عیدِ اضحیٰ در کدام ماہ خواہد بود؟' یکے گفت: 'قربانِ خرشوی عیدِ اضحیٰ ہمیشہ در ذی حجہ می باشد' گفت: 'سہو القب کردم، می خواستم بپرسم چندم ماہ خواہد بود'۔

سہ اسپہ: کنایہ از شتاب رفتن است، چہ ہر کہ خواہد زودتر برود[2] سہ اسپ ہمراہ گیرد تا یکے اگر کم پائی کند بر دیگرے سوار شود۔ طالب آملی:

در فراقت سہ اسپہ می پویم
بہ چراغِ دلت ہمی جویم

(۱) ب: سہو العقد (۲) م: برود، تصحیح قیاسی

تناظرِ سین از منظرِ یائے حُطّی:

سیاہ سال: سالے کہ امساکِ باراں در آں واقع شود۔ بلے، 'سیاہ' نحس وشوم است۔ (ج)۔ شیخ علی نقی کمرہ:

یک برگِ سبز ویک گلِ سوری بہار نیست
در ایں سیاہ سال امیدِ بہار نیست

سیاہ دست: بخیل، مرادفِ 'سیہ کاسہ' (ر) (ج)۔ وبے حمیت۔ (ع)۔ میرزا جلال اسیر:

بخونِ خویش گواہی دہد گرفتارے
سیاہ دستیِ صیاد از حنا پیداست[1]

سیاہ پستان: زنے کہ فرزندش نزید واگر بہ پسرِ غیر شیر دہد او ہم بمیرد۔ (ج)۔ باقر کاشی:

امسال خوش بہار است اے باغباں مبارک
ابرِ سیاہ پستاں بر بوستاں مبارک

مصنفِ "بہار عجم" در "اعجاز رشیدی"، در ایں شعر 'سیاہ پستان' بمعنی ابرِ سیاہ فہمیدہ وحال آنکہ ایں معنی خلافِ جمہور است ومع ذالک معنیِ اصلیِ 'سیاہ پستان' در ایں شعر راست می آید؛ فتأمل:

سیاہ کردنِ پستان: مالیدنِ دوائے سیاہ است بر پستان تا طفل وحشت کند وشیر نخورد وایں بہانہ است از بر باز کردنِ رضیع از شیر۔ معز فطرت:

(۱) نیز صائب:

بمن در پے مقامات محبت می دہد بلبل
سیہ دستے کہ گل از دستِ مطرب ساز می گیرد

ایں تیرگی ز روزِ ازل داشت کوکبم
مادر نہ زادہ ام سرِ پستاں سیاہ کرد

غیاثائے حلوائی:

ز تیرہ بختی خود آں زمان شدم آگاہ
کہ دایہ ام سرِ پستانِ خویش کرد سیاہ

سیاہ سر: بمعنی زن؛ سیاہ سران وسیاہ سرہا جمع آن۔

سیاہ پیر: بفکِّ اضافت: غلام پیر۔ میرزا صائبا:

باخوے سرکشِ اُو آتش نخن پذیراست
با خطِ تازۂ اُو ریحاں سیاہ پیر است

آرے، 'سیاہ'(۱) بمعنی غلام آمدہ و 'سیاہ' معشوق را نیز گویند۔ سلیم:

در چشمِ من عزیز سیاہاں چو سرمہ اند
اے بخت من ہلاکِ تو کردم سیاہ باش

سیب فرستادن: مرادفِ 'گل فرستادن' کہ خواہد آمد۔ شفائی:

یکے سیب از برائے جنگجوے
بسوے خسرو ایراں فرستاد
چہ بے آزرم(۲) و بے اندام وکاکی است
کہ سیب جنگ زی مرداں فرستاد

سیبِ مُسکان و سیبِ آزایش، بزائے معجمہ، و سیبِ دلیلی: بدال مہملہ(۳) و سیبِ سیمیں: اقسامِ

(۱) م: ساہ، تصحیح قیاسی

(۲) م: آرزم (تیسرا حرف 'ز')، تصحیح آزرم (دوسرا حرف 'ز')، عمید

(۳) م: مہلہ

سیب است۔ اوّل مخصوص است بہ طوس، دوم مخصوص بہ صفاہان، سوم خاصۂ یزد، چہارم در اکثرِ بلاد بہم رسد۔ (ع)۔

نجیب خالص:

بہ شاخِ سیب پیدا سیبِ مسکاں
چو بر زلفِ بتاں سیبِ زنخداں

خان خالص:

سیبِ آزایشِ ذقن داری
چہ غم از ضعفِ قلبِ من داری(۱)

محسن تاثیر:

یوسف راہبر گردید آں چاہِ زنخدانم
دلالت کرد ایں سیبِ دلیلی تا نہ کنعانم

رہی شاپور:

ترنجِ غبغبِ اُو(۲) بسکہ دارد کند دنداں را
خیالِ سیبِ سیمیں می کنم سیبِ زنخداں را(۳)

سیبِ بخور: نوعے از سیب کہ بسیار خوش بو باشد و پوستِ آں را مانندِ عود بخور کنند۔ (ع)۔ طاہر وحید:

ز آتشِ تب بر رُخِ آں رشکِ حور
سیبِ زنخ سوخت چو سیبِ بخور

(۱) ب: 'دارد' اور 'ضعفِ قلب' کی بجائے 'ضعفِ حال'

(۲) م: غبغب او، تصحیح از ب

(۳) نیز ب: میرزا رازی ندیم:

غبغبِ ساقی بدست آریم در مستی ندیم
ضعفِ دل را چارہ اے از سیبِ آزایش کنیم

میر نجات:

خال چوں بوسہ گرہ گشتہ کنجِ دہنت
سیبِ آزایش بہتر ز دلیلے ذقنت

سیب تا فرود آمدن هزار چرخ زند: مثلے است مشہور؛ یعنی تا چشم بہم زنی چرخ ہزار چرخ زند و عجب چیز ہا بر رُوے کار آرد؛ و ماخذِ آنکہ بادشاہے بود؛ سیبے در دست داشت و قاشِ خربزہ بکارد برداشتہ در دہان می کرد۔ در آں حالت بکشتنِ گنہگارے فرمان داد۔ اُو عرض کرد کہ سیب را بہوا باید انداخت تا فرود آمدنش مہلتم بخشند۔ سلطان ہم چناں کرد۔ قضارا سیب ہنوز در چرخ بود کہ کارد با قاشِ خربزہ بحلقِ ملک فرو رفت و قضا کارِ خود کرد۔ گنہگار از ہلاک نجات یافت؛ از اں باز مثل شد۔ (ع)۔

سیبے و سجودے: مثل است، بمعنی تحفۂ مختصر و نیاز بسیار۔ (ع)۔ ابراہیم ادہم:

سیبے و سجودے داں دل بر کفِ تسلیم
در عالمِ درویشی از کفر ہمیں دارم

سالک قزوینی:

در طریقت چوں کہ سیبے و سجودے گفتہ اند
پیشِ ہر سیب زنخدانے سجودے می کنم

سیخ کردن: قامت راست کردن۔ (ع)۔ فوقی:

شمع گر بسیار سرکش افتد از کونِ خرے
کے تواند سیخ شد در پیشِ تیغ آفتاب

'کمر سیخ کردن' نیز۔ (ع)۔ تاثیر:

از نخستیں نکہت مست و خرابم کردی
کمر سیخ نکردم کہ کبابم کردی

سیرت: فارسیاں بمعنی عرض و ناموس آرند۔ (ع)۔
اسمٰعیل ایما:

آتشِ اہلِ ہوس را سادہ روئی دامنست
از برائے حفظِ سیرت خط، دُعاے جوشن است

حسن بیگ رفیع:

از پردہ چو صورت ہمہ مستند نمایاں
فریاد ز بے سیرتی پردہ نشیں ہا(۱)

سیراب: بہ تحتانی معروف؛ بغرا۔ (م)۔ یحیٰی کاشی در ہجو کس و کوے اکول گوید:

بہرِ سیراب و پاچہ(۲) سنگک
خویشتن را زنند بر چنگک(۳)

سیر در کونِ کسے گذاشتن: کنایہ از بے قرار و مضطرب ساختنش، چہ گذاشتن سیر بر عضو ہا بنابر حدّت سوختگی بار آرد۔ فوقی:

شکر ریزے کہ می ریز و ملاحت از نمکدانش
نہادہ سیر در کونِ نمک لبہاے خنداش

'نمک و سیر در کُس و کُونِ کسے گذاشتن' ہمان است۔ ہم اُو راست در ساقی نامہ:

کنم کُرد مغزِ پیازِ فلک
نہم در کُسِ زہرہ سیر و نمک

---

(۱) نیز ب: یحیٰی کاشی:

خانۂ دُنیا ز قصرِ آسماں بے پردہ است
تا کجے بینند اہلِ سیرت ایں سرکوب را

(۲) م: پاچہ، و صحیح از ب

(۳) نیز ب: بمعنی تازہ و آبدار، صائب:

بر لبِ ساغر از اں بوسۂ سیراب زنند
کہ نیارد سخن از مجلسِ مستاں بیروں

سیلاب دوانی: کنایہ از بخششِ بسیار۔ محتشم کاشی:

ابرِ لطفِ تو بہ سیلاب دوانی محتاج
منِ لب تشنہ بیک قطرہ چکانی محتاج

سیلی زدن و کشیدن و بستن: معروف؛
اوّل مشہور، دوم؛ طغرا گوید:

دست اگر کوتہ نگرداز دانہ ام چوں آفتاب
سیلیے بر صورتِ ایں آسیا خواہم کشید

سوم؛ ظہوری در مثنوی "قصۂ الف ابدال" گوید:

سیلیے، باد بر رُخِ او بست
کہ چراغ از چراغِ چشمش جست (۱)

سیم: معروف، و تار ساز۔ میلی:

مسطرِ صفحۂ اندیشہ کنند اہلِ زماں
چوں من از فکر بقانونِ سخن بندم سیم

و کار **نقرۂ معشوق**، کہ بجائے کلابتوں در جامہ بکار برندو آں را "**سیم دوزی**" گویند۔ کلابتوں، بکافِ تازی، ہمین است و گلابتوں بکافِ عجمی، تارِ سیم خالص است۔ (ع)۔
شانی تکلو:

مہرِ فلک از قبۂ زرّینِ تو عکسے
صبحِ دوم از پردۂ درگاہِ تو سیمے (۱)

سیما: نشان و علامت۔ (ن)۔ کما قال عزّوجلّ: "سیما ہم فی وجوہ ہم" (۲) الآیہ۔ فارسیاں بمعنی پیشانی استعمال کنند۔ تسمیۃ المحل باسم الحال۔
شانی تکلو:

کس (۳) چہ داند کہ زخجلِ تو چہ گل می چینیم
تا کہ خورسند بہ نظارۂ سیمائے تو ایم (۴)

---

(۱) نیز ر.ب: سالک قزوینی در تعریفِ چار باغ صفاہاں:

شاخش کہ بسدرہ سر کشیدہ
سیلی بہ رُخِ قمر کشیدہ

محمد قلی سلیم:

چنداں کہ ہم چو دف ز جہاں نالہ می کنم
سیلی ہماں مرا بہ بناگوش می زند

نیز سعدی (کلیات، ص ۸۳۶):

از دستِ دیگراں چہ شکایت کند کسے
سیلی بدستِ خویش زند بر قفائے خویش

---

(۱) محمد قلی سلیم:

نہ ہمیں گل بسر از عزتِ زر جا دارد
دل نشینِ ہمہ کس نغمۂ ساز از سیم است

ایضاً:

نغمۂ آزادگی زاں کس بود خارج سلیم
کز طمع دارد چو مطرب در کشاکش سیم را

(۲) سورۃ الفتح، آیہ: ۲۹
(۳) م: کے
(۴) نیز ر.ب: ولی دشت بیاضی:

در جبیں سیمائے قربم از سجود خضر نیست
کش کینہ بندہ را خورشید سیما دیدہ ام

حیاتی گیلانی:

رنگِ گلِ باغ و بوستانش
گلگونۂ عارض است و سیما

معز فطرت:

بسکہ می پیچد چمن از رشکِ سیمائش بخود
می شود شیرازۂ اوراقِ گل ہر جادہ اے

نیز ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۱۰۳):

دلم سیمائے جنگ از چہرۂ صلح تو می یابد
بہ آں چشمے کہ بیند در تغافل ہم زبانے را

سیم بر سنگ زدن: کنایہ از جماع کردن۔

اُستاد(۱):

مرد باش و زن مکن زیرا کہ در ایامِ ما
زن نخواہد ہیچ مرد باتمیز و ہوشیار
در(۲) اسیرِ شہوتی بارے کنیزک خوبرو
سیم ساق و سرو قد و ماہ رُوے و گل عذار
تا بطبع تو بود با او بزن بر سنگ سیم
در بدل گردد مزاجش ہست(۳) او زرِ عیار

سیم کش: صاحب ''فرہنگِ جہانگیری'': ''کسے کہ مالِ مردم بُرباید'' نوشتہ و در مؤید(۴) بمعنی مسرف است و در محاورہ کسے کہ تار کلابتوں سازد۔ سیفی، صاحب بدایع، گوید:

بچہرۂ زرد(۵) اشکِ چو سیمِ خویش خوشم
کہ یاد می دہد از گل عذار سیم کشم

سیم بندی: بہ تارہاے آہنی شمعہا آویختہ بر کردن کہ آں از انواع چراغان است، و چناں می ماند کہ گویا شمعہا در ہوا معلق است۔ (ع)۔ اشرف در تعریفِ چراغاں گوید:

زمیں در رقصِ شادی ہمچو فانوس
ہوا از سیم بندی دامِ طاؤس

سیمک بر ابریشم زدن: تار ابریشم را کلابتوں ساختن است، چہ 'سیمک' چوبِ سرکجی است کہ کلافۂ ریسمان و ابریشم بر آں پیچیدہ۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

باشد ز خط کلافۂ ابریشمی ترا
کز تازگیش شعشعۂ ماہ سیمک است(۱)

سینہ کردنِ تیر: بر زمین رسیدنِ تیر و از آنجا بر جستنش۔ (ج)۔ ملک قمی:

کنوں کہ تیرِ فلک سینہ(۲) کرد سینہ بدزد
بجست برق یلانم(۳) در آبگینہ بدزد

سینی: معرّبِ 'چینی' است، بمعنی خوان آرند۔ (ع)۔ 'سینی' خوانِ مسی و برنجی۔ (ج)۔ اُستادے میر محمد علی رائج گوید، غفر اللہ لہ:

بحلوائی قرار بزدہی کرد
دو سینی را · حلوایش تہی کرد

ولگنِ شمع نیز۔ محسن تاثیر:

روشن دل آنچہ از خود کم کرد کم نگردد
پیمار(۴) چراغ ریزد در سینی چراغیست

و نیز طبقے کہ سطحِ آں مشبک سازند تا فنجانہاے(۵) قہوہ در آں گذاشتہ بہ مجلس آرند۔ سعید اشرف:

بکف سینی غلامانِ بناموس
ز جامِ قہوہ پُر چوں چترِ(۶) طاؤس

سینہ باز: سینہ کشادہ بالیدہ۔ (ع)۔ میر نجات:

---

(۱) ب: یکے از قدما
(۲) م: در، صحیح از ب
(۳) ب: نیست
(۴) ب: ''وضم در مؤید...''
(۵) م: زرد، صحیح از ب

(۱) نیز ب: تاثیر:
از گل آں کفش لعل ماہ نو در آتش است
ماہ بر ابریشم آں زلف سیمک می زند
(۲) م: سیہ، صحیح از ب
(۳) ب: بلانم
(۴) ب: از
(۵) م: فنجانہاے، صحیح از ب
(۶) م: بر چون چتر، صحیح از ب

سینۂ باز تو اے سیمبر خوش پر(۱) کار
در گلزار بود واشدہ بر روے بہار

و چیزے کہ مانندِ سینۂ باز نقشہا داشتہ باشد۔ سلیم:

بیاضِ برگِ نسرین گلشنِ راز
ز خطِ موجِ عنبر سینۂ باز(۲)

سینہ طرح دادن: ظاہر کردن۔ (ع)۔ خان خالص:

مطلب بجز شکستنِ بازار ماہ نیست
خوباں کہ سینہ طرح بمہتاب دادہ اند

سینہ بند: چیزے کہ بالاے خوگیر اسپ بر سینہ اش بندند؛ در ہندی 'پیٹی' گویند، بموحدۂ عجمی و یاے خفی غیر معروف و مثناتِ فوقانی ہندی و یاے خفی معروف۔ طغرا در تعریفِ دُلدل گوید:

کشد سینہ بندش ازاں در بغل
کہ لاغر میان است و فربہ کفل

حسن بیگ رفیع در ہجوِ اسپ گوید:

تنش گنجے بود لبریز از رنج
کہ باشد سینہ بندش مارِ آں گنج

و نیز جامہ اے کہ زناں بر پستان بندند؛ در فارسی 'نشبی' گویند، بشینِ معجمہ و باے(۳) موحدہ و یاے خفی معروف؛ حکیم حاذق گیلانی:

---

(۱) م: بر

(۱) نیز ب: نظامی:

تذروانِ رومی و زاغانِ زنگ
شدہ سینۂ باز یعنی دو رنگ

(۱) م: یاے، تصحیح از ب

ز ضعفِ (۱) نفس ہزیمت چو یافتی در رزم
ترا ز خود و زرہ سینہ بند و (۲) معجر بہ

'بر بند' نیز گویند۔ بلے، 'بر' معنی پستان است۔

سیہ(۳) کاسہ: بخیل و ممسک۔ (ع)۔ میرزا صائبا:

حذر ز فتنۂ آں چشمِ نیم باز کنید
ز میزبانِ سیہ کاسہ احتراز کنید(۴)

سیہ زباں: کسے کہ دعاے بد اُو اثر داشتہ باشد۔ میرزا صائبا:

خط، تیغ در قلمرو رُخسار اُو گذاشت
آخر سیہ زبانیِ ما کرد کارِ خویش(۵)

---

(۱) م: صف، تصحیح از ب

(۲) ب: سینہ بند و معجر۔ م: 'واو' ندارد (۳) ب: سیاہ

(۴) نیز ب: میر یحییٰ شیرازی:

چند از سیاہ کاسہ کشم قوتِ خود طمع
راضی شدم چو خامہ بوضعِ زبانِ خویش

خاقانی:

بے نمکی تعبیہ است در تنکِ خوانِ اُو
چرخ سیہ کاسہ است با ہمہ مہمانِ اُو

نیز حافظ (پژمان، ص ۴):

برو از خانۂ گردوں بدر و ناں مطلب
کیں سیہ کاسہ بہ آخر بکشد مہماں را (ب: در آخر)

(۵) نیز ب: میر الٰہی:

پیکِ بشارتے شدہ افلکِ سفید پے
سہم سعادت آمدہ آو سیہ زباں

طاہر وحید:

یا رحم کن بہ صبح و سالم در انتظار
یا از سیہ زبانیِ شبہاے ما بترس

سیه شدن زبان: از کار اُفتادنِ زبان بسبب پُر گفتن۔ (۱) طغرا:

فقیه، اگرچه زبانش سیه شد از تکرار
نیافت مسئله چوں کلکِ تنگ شق ز کتاب (۲)

سیه خانه: بد بخت، خانه ویران؛ معنیِ 'سیاه' در 'سیاه سال' گذشت۔ سنجر کاشی:

مجنون سیه خانهٔ رسوائی من نیست
کز چشمِ سیاه چو توئی خانه سیاهم

وخیمهٔ صحرانشینانِ عرب۔ (ج)۔ طغرا:

مژه گر بندِ قبائے تو کند مردمِ چشم
در سیه خانهٔ او بندِ قبا وا نکنی

سلیم:

به وادیے که من از شوق گم شدم، کعبه
سیاه خانه نشینی ازاں بیابان است

سیه قلم: تصویرے که به سیاهی کشند وآں نیز خاصهٔ فرنگ است۔ سعید اشرف:

کشتیم (۳) قطعه قطعه گلستانِ هند را
چوں گلشنِ سیاه قلم رنگ و بُو نداشت

ومعشوقِ سیاه چرده نیز۔ واله هروی:

---

(۱) م: گفتن، صحیح از ب

(۲) محسن تاثیر:

حذر در تیره روزی باید از اهلِ سخن کردن
زباں چوں شد سیه، ویراں کند شهرے به نفرینے

(۳) م: کشتیم، صحیح از ب

سبزاں بقدح کشی (۱) در آور
سروے (۲) دوسه ز آبِ زر بپرور
تا میوهٔ آرزو دهد بار
بنشیں پےِ کار و کار مگذار (۳)
حق را چه تکلف شود کرمها
در هند ازیں سیه قلمها

سیه کام: بد بخت، نامراد۔ (ج)۔ سند در 'خانهٔ غلامان' گذشت۔

---

(۱) م: کشتی، صحیح از ب (۲) م: سردتی، صحیح از ب

(۳) ب: بگذار

تناظرِ شینِ معجمہ از منظرِ الف:

شاباش: کلمۂ تحسین است، مختصرِ 'شادباش'، بمعنی نیاز و پیشکش نیز آرند۔ (ع)۔ سلطان علی بیگ رہی:

چیں بر ابرو زد کمانِ نازِ یار
جان و دل شاباش و پا انداز یار (۱)

شاتو: بہ مثنات فوقانی، لفظِ ترکیست، بمعنی زینہ و نردبان۔ ابونصر نصیرائے بدخشانی:

کجا بر کنگرِ قصرش کمند افگن تواں گشتن (۲)
کجا بر بامِ گردوں می تواں بنہاد شاتو را (۳)

شاخ شکستن: ادب کردن واز خودسری باز آوردن۔ سلیم:

مغرور بحسنِ خویشتن بود
زلفِ تو شکست شاخِ سنبل

شاخ نشکستہ: خودسرو بے ادب۔ حاجی قدسی:

جواں از ملامت گرفتش بہ تیر
کہ اے چوں کماں، شاخِ نشکستہ پیر

شاخ و برگ: کنایہ از طول و عرضِ حرف و حکایت۔ (ع)۔ میر معصوم کاشی:

بود مجنوں ریشہ اے از نخلِ صحرائے جنوں
عاقلاں از قصۂ اُو شاخ و برگے ساختند

سعید اشرف:

آنچہ گویم خالی از اصلے نباشد چوں نہال
گرچہ بروے شاخ و برگ افزودہ ام چوں نوبہار

شاخ بدیوار و شاخ بر دیوار: گردن کشِ مغرور۔ (ج)۔ میرزا صائبا:

مغزش ز نسیمِ سحری گشت پریشاں
زیں جرم کہ شد شاخ بدیوار، شگوفہ

سلیم:

باغبانِ چمن بود دیگر
از درختانِ شاخ بر دیوار (۱)

شاخچہ بندی: تہمت سازی۔ (ج)۔ میر الٰہی:

---

(۱) نیز ب: شفائی:

خواہر گزری کرد تکلف بہ برادر
مادر دو طبق کوفتہ شاباشِ پسر کرد

ظہوری:

کشد زہرہ از کوس بے اختیار
بہ شاباش رقاصیش گوشوار

ملا تشبیہی:

کدامیں سرو از یادِ گل اندامے برقص آمد
کہ ہچو غنچۂ مشت از پئے شاباش پُر زر شد

(۲) م: گشتن صحیح از ب

(۳) نیز ب: ابونصر نصیرائے بدخشانی:

کمندِ زلفِ ترا دست می زند عاشق
کہ آشنا نبود بامِ وصلِ شاتو را

(۱) نیز ب: ظہوری (رباعی):

اے خلق تو مشغوف بہ خلق آزاری
ہموارہ بسر بری بہ ناہمواری
سر زد بیت از خریت تا کے ہبری
از گاو گر و بشاخ بر دیواری

تنہا نہ بستی نگہش فتنہ پسند است
از ہر نگہے نرگسِ اُو شاخچہ بند است

'**شاخچه**' بمعنی تہمت وافترا آرند۔ طالب آملی:

ہزار شاخچہ بر خویش بستہ ام طالبؔ
اگر بغیر در افتم ہمیں چہا بندم[1]

شاخِ گل: معروف، وکنایہ از معشوق۔ سلیم:

بباغ می رود آں شاخِ گل سلیمؔ دگر
بہار در چمن امروز مہمانِ گل است[2]

شاخشانه: قسمے از گدایاں۔ (ج)۔ و دو شاخ حیوان برہم زدنِ گدایان است کہ در ابرام بدیں عمل اصرار کنند و چوں از آں شاخہا آوازِ منکر برآید، مردم زود زود چیزے بہ آنہا دادہ از سروا کنند۔ (ج)۔ بمجاز بمعنی ترساندن و تہدید نمودن است۔ (ع)۔ ظہوری:

(۱) نیز ب: میر معصوم وجدان:

گل کے دمِ ہمسری بہ اُو زد
ایں شاخچہ بندیِ بہار است

وحید:

چوں خامۂ نوبہار ز آغاز
ہم شاخچہ بند و ہم سخن ساز

ظہوری (رباعی):

غنچہ دہناں بیندہ خندی نکند
سنبل رقماں مشق لوندی نکند
با غیر بسیرِ باغ و بُستاں بروند
با غیرتیاں شاخچہ بندی نکند

(۲) نیز ب: میرزا رضی دانش:

ز شوخی ہاے ناز آں شاخِ گل در خانہ می ماند
بہ دلہا خار خار جلوۂ مستانہ می ماند

رنداں ز شاخشانۂ ہر دم چہ درہم اند
کرد آنچہ محتسب بظہوری عسس نکرد[1]

'**شاخشانه رفتن**' نیز۔ سعید اشرف:

گہے رفتی بہ تکلیفِ بہانہ
بشمشاد از رعونت شاخشانہ

شاخِ زر[2]**:** در خزائنِ سلاطین از زر شاخہا ساختہ، نگاہ دارند۔ (ع)۔ سلیم:

ز برگہاے خزاں ہر نہال، شاخِ زریست
چہ کیمیاست کہ طالع بہ باغباں داد است

شاخِ پیوند: ہماں 'برگِ پیوند' کہ گذشت۔ (ع)۔ احمد بیگ ہمدانی:

ز بس بیگانہ ام از آشنایاں
غریبم در وطن چوں شاخِ پیوند

شادخواری: شراب خوردن (بے) مزاحمتِ غیر۔ (ج)۔ حیاتی گیلانی:

جُود از کفِ راد باذلِ تو
با شادیِ خویش شادخوار است

شاشش بو کرده: یعنی تابع شدہ۔

(۱) نیز ب: سعید اشرف:

آہم رود از سر بہانہ
بر گاو سپہر شاخشانہ

میرزا عبدالغنی قبول:

ہلاک طرۂ مشکین آں سیہ چشم
کہ شاخشانہ رود آہوانِ صحرا را

(۲) م: شاخ زر، و صحیح از ب

شافِ احمر و شاف: آلۂ تناسل۔(ع)۔
کمال اسمٰعیل:

دیدۂ مقعدش مگر کور است
کہ ہمہ سال با عصا باشد
اگرش نیست علتے، شب و روز
شافِ احمر درو چرا باشد

شفائی:

چند بنشینی و برخیزی چو اصحاب الرّحیم
یک وجب شافے زخر اندرزہارت می کنم

نعمت خان عالی:

از خارشِ کون و رنجِ خیری
معتاد بہ حقنہ اند و شافند

شاقول: بہ قاف؛ چیزیست از برنج یا آہن و سنگ، کہ ریسمان بداں بندند و معماراں دوشِ دیوار بداں سنجند تا کم و زیاد نباشد و کجی و راستی دیوار معلوم کنند؛ در تازی 'امام' گویند۔ 'دوش'، گوشۂ دیوار است۔ میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ در ''ابواب الجناں'' می فرماید (فقرہ):

دلِ بیقرارت جہتِ ساختنِ طاق و درگاہ مانندِ
شاقول پیوستہ سرنگوں آویختہ۔(۱)

شال بگردن داشتن: کنایہ از بیمار بودن است، چہ بیمار از بیم تصرّفِ ہوا شال بگردن پیچد۔(ع)۔ محسن تاثیر:

گرنہ از حسرتِ خورشید رُخت رنجور است
ماہ از ہالہ چرا شال بگردن دارد

(۱) ب: میرزا طاہر وحید در تعریفِ بنا:
چو شاقولش ایں رنگ نا ریختہ
دلِ من بجوے است آویختہ

شامی(۱): بہ یاے معروف؛ وقتِ شام، از عالمِ 'صبحی'۔(ع)۔ میر صیدی:

نقشِ دیوار شد از ہجرِ تو چشم گاہے
بر لبِ بام برآ چوں مہِ تو شامی ہا

شام: طعامِ وقتِ شام۔(ج)۔ کریماے نیشاپوری(۲):

در دستِ سیاہت(۳) نبود دامنِ روزے
خورشید بہر جا کہ رود شام ندارد

آصفی:

زلفت شکست و ما رو سودا گرفتہ ایم
شبگیر می کند ہمہ کس شام چوں شکست(۴)

شام شکستن: نانِ وقتِ شام خوردن۔ سند بالا گذشت۔(ع)۔ محمد شریف سبزواری نیز گوید:

در زلف چیں فگند و مرا بُرد دل ز دست
چوں شام بشکند سفری بار می کند

شانہ در آب گذاشتن: کنایہ از مہیاے آرایش بودن۔(ع)۔ مفید بلخی:

سرِ آرایشِ زلفِ کدامیں سیمتن دارد
کہ از امواجِ در آب است دائم شانہ دریارا

شانہ گردانی و شانہ گیری و شانہ کردن: اعراض کردن و بہانہ نمودن۔(ع)۔ میرزا صائبا:

(۱) ب: شامیا (۲) م: نشاپوری؛ صحیح از ب
(۳) ب: سیاحت
(۴) نیز ب: نادم گیلانی:
از تنگیِ روزیست مرا صرفۂ روزے
درویش اگر چاشت کند شام ندارد

انتقامِ دل شکستن مو بمو از وے کشید
زلف را نگذاشت عدلش شانہ گردانی کند

سلیم:

می دہم دل را و می گیرم پریشانی ازو
گر دریں سودا نباشد طرۂ او شانہ گیر

مشہدی (۱) قمی:

دے کہ خواہم ازو بوسہ زلف شانہ کند
رہد (۲) ز شانہ زدن، بافتن بہانہ کند

'شانہ خالی کردن' نیز۔ محسن تاثیر:

رُوے تلخے کہ بہ بینی ز بزرگی چوں موج
شانہ خالی کن ازو گر ہمہ دریا باشد

شانہ بدل کردن: در نساے ولایت تبدیلِ شانہ باہم مرسوم است: از عالمِ دستار الشِ مردانِ ہند۔ (ع)۔ سنجر کاشی:

شانۂ ژولیدہ مُوے کردہ با مجنوں بدل
سنجرِ شوریدہ سری گفت، ما فرزانہ (۳) ایم

شانہ کاری: پیچیدن با کسے تا در مقام زود گیر آید۔ ماخذِ آں پیچیدنِ زلفِ گرہ گیر در (۴) شانہ است۔ (ع)۔ در آویختنِ مطلق۔ (م)۔ کمال خجند:

کمال ار (۵) سر ندارد با تو زلفش (۶)
مشو درہم کہ آں از شانہ کاریست

شاہی: زرے است مسکوک، رائج ایران دیار کہ پنجاہ دینار است۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

آبروے فقر کے از حرصِ زر ریزم بخاک
من کہ گر پنجاہ دینارم رسد، شاہی کنم

طرفہ ایہامی ایں معنی است۔

شامِ شب: مرادفِ 'شام' کہ گذشت۔ وحید:

ہرگز غنی ندانی درویش [و] (۱) بادشہ را
او شامِ شب ندارد، ایں اشتہا ندارد

شاہ: ہر چیزے کہ از امثال و نظائرِ خود بہتر و بزرگ تر باشد۔ معنیِ بزرگی او از مقتضیات (۲) ایں لفظ است۔ از ''آئینِ اکبری'' معلوم شد۔ شفیع اثر:

پیالہ از سرِ فغفور می زند تیغش
کہ بادہ می خورد از شاہ کاسہ حوصلہ دار

میلی:

چو طوفاں کند شاہ بادِ نہیبش (۳)
شود دخترِ کہ فلک جملہ ابتر

محسن تاثیر:

شاہ بیتے ز من حریفے برد
روشنم شد کہ شاہ وزدے ہست

شفائی در ہجو محمد رضاے فکری گوید:

کسے کہ ہجو منش ہست شاہ دامادے
شود ز دولت من رُوشناسِ شہر و دیار (۴)

---

(۱) ب: مشہدی
(۲) ب: رہد
(۳) ب: دیوانہ
(۴) م: گیرد، صحیح از ب
(۵) م: اگر، صحیح از ب
(۶) م: زلفس، صحیح از ب

---

(۱) م: 'و' ندارد، صحیح از ب
(۲) م: مقتضیات، تصحیح قیاسی
(۳) م: جہوش، تصحیح قیاسی
(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

شاید: موضوع است برائے استقبالِ قریب، یعنی نزدیک است کہ ایں صورت وقوع گیرد۔ سند در 'بازو' گذشت۔

تناظرِ شین از منظرِ بائے موحّدہ:

شب افروز: زربفت زمینِ نقرہ۔ (ع)۔
سعید اشرف:

چو دیبائے شب افروز آں[1] سمن بر
بہر ساعت نمودے رنگِ دیگر

ہم اُو در صفتِ مہتاب گوید:

ازو شام رُوئے سحر دیدہ است
کتانِ شب افروز پوشیدہ است

شب اندر روز: نوعے از قماشِ ابریشمی کہ سیاہ و سفید درہم بافند و آں چند قسم باشد۔ طغرا (فقرہ):

بر قامتِ دولتش لیل و نہار جامۂ دارائیست
شب اندر روز[2] ...الخ[3]

ہماں را 'روز و شب' نیز گویند۔ زلالی:

شدہ گیتی نما ہمچوں دلِ صاف
سرائش کارگاہِ روز و شب باف

شب برپا و زندہ داشتن: کنایہ از تمام شب بیدار بودن۔ مخلص کاشی:

رہائی نخواہم ز زنجیرِ زلفت
چرا ایں شبِ قدر برپا ندارم

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۴) نیز حافظ (پژمان، ص ۴۹):

یار دارد سرِ صیدِ دلِ حافظ، یاراں
شاہبازے بہ شکارے مگسے می آید

قزوینی میں اس زمین کی غزل ہی نہیں ہے۔

تصحیح

(۱) م: افروزاں، تصحیح قیاسی
(۲) م: 'شب اندر روز' کی عبارت کو متعلقہ فقرے سے الگ کر کے جلی حروف میں نیا محاورہ ظاہر کیا گیا ہے، تصحیح از ب
(۳) م: الخ

میر علی شیر:

اے شب غم چند دور از روے یارم می کشی
زندہ می دارم ترا بہر چہ زارم می کشی

خان آرزو در مخاطبۂ ایاز با شب می گوید:

ز حق مگذر، مشو بیہودہ دشمن
بحسرت زندہ ات می داشتم من (۱)

شب رَو: کسے کہ شبہا راہ رود و ایں معنی ترکیبی است و کنایہ از عیار طرار اصطلاحا۔ (ج)۔ سالکاے یزدی:

آخر بشب روی (۲) سر دست حنا گرفت
در حرم کہ خون (۳) بہ آیا ترا گرفت

شب پوش: جامۂ خواب۔ (۴) (م)۔ وحشی:

زہے دولت، زہے طالع، زہے بخت
کہ شب پوش و عرق چین تو دارد

وکلاہ نیز۔ (ج)۔ کمال اسمٰعیل:

ہست نام کلاہ تو شب پوش
زانکہ زلف ترا نہاں کردست (۵)

---

(۱) نیز سعدی (کلیات، ص ۲۲۲؛ بوستان مترجم، ص ۹؛ مطبع نظامی، ص ۸؛ نول کشور، ص ۹):

خردمند عثمان شب زندہ دار
چہارم علی شاہ دُلدُل سوار

(۲) م: روے، صحیح از ب
(۳) م: خون ('خ' پر ایک کے بجاے تین نقطے)
(۴) م: جواب، صحیح از ب
(۵) نیز ب: حکیم سنائی:

چہ رسم است ایں نہادن زلف بر دوش
نمودن روز را در زیر شب پوش

(جاری)

شبگیر: شب۔ سالک یزدی:

گر نقاب از آفتاب چہرہ برداری شبے
در جہاں ہنگامۂ شبگیر برہم می خورد

مظہر کاشی:

ساقیا، شبگیر شد شمع شبستانی بیار
بزم روحانی بپا کن، جام روحانی (۱) بیار

وصبح نیز۔ وحشی:

خروسا! نالۂ شبگیر بردار
مرا بے ہم زبان در نالہ مگذار

وراہ رفتن آخر شب، وتفصیل وتوجیہ آں در لفظ 'ایوار' بقلم آمد و سند در 'شام' گذشت۔ (ر)۔ وظہوری نیز گوید:

در سفر داشتہ تا شوق حرم خواب مرا
صبح تا شام حکایت کند از شبگیرش (۲)

شبگرد: بہ کاف عجمی مفتوح، عسس۔ رضی دانش:

[گذشتہ سے پیوستہ]

کمال اصفہانی:

ہست نام کلاہ تو شب پوش
زانکہ زلف ترا نہاں کردہ است

نیز اخسیکتی (ترجیع بند در مدح سلطان ارسلان طغرل، دیوان، ص ۴۵۶):

زلف بر گیر از پس گوش اے پسر
کو منہ ما را چو شب پوش اے پسر

(ب: از سر دوش...)

(۱) ب: ریحانی

(۲) نیز سعدی (در مدح خواجہ فخر الملک، ص ۴۵۶):

ز تیر کیش ہمی روشنی دہد بیروں
بود ہر آینہ ہر شب دمیدن شب گیر

کجا پرواے مردم ہست چشمِ مے پرستش را
بغیر از خوابِ شبگردے نگیرد چشمِ مستش را

ولہ:

گزندِ گردشِ اختر بہ غافلاں نرسد
کہ مستِ خوابِ ز شبگرد در اماں باشد (۱)

شبِ گل: آنکہ در موسمِ بہار دو ساعت قبل از صبح، کہ وقتِ شگفتنِ گل است، بہ سیرِ باغ بروند۔ (ع)۔ مفید بلخی:

خط، نو بہار و خالِ رُخت، کوکبِ گل است
رُوے تو صبحِ گلشن و زلفت (۲) شبِ گل است (۳)

شب نشیں: بہ سہ معنی مستعمل است۔ (ع)۔
اوّل: مجلس نشینِ شبہا۔ صائبا:

در شب نشینِ ہند دلِ من سیاہ شد
عمرم چو شمع در قدمِ اشک و آہ شد

دوم: نشستنِ شبہا۔ رضی دانش:

شب نشیں در سایۂ ابرِ بہاری می کنم
تا چراغِ برق می سوزد، شبِ ما روشن است

سوم: نشیمنۂ شبہا۔ طغرا:

خواب گئے کند مخمل در سراچۂ آں (۱) مہ
شب نشیں بیاں سازد گر فسانۂ ما را (۲)

شب نیمہ کرد و بدو نیم کرد: یعنی در نیم شب گریخت۔ (ع)۔ صائبا:

شب نیمہ کرد زلف ز گردِ سیاہِ خط
مژگانِ شوخ زیر و زبر ز انقلاب شد

ہاتفی در "تیمور نامہ" گوید:

ازاں فتنۂ جاں ستاں بیم کرد
وزاں بیم شب را بدو نیم کرد

شبہاے طاق: نوزدہم و بست و یکم و بست و سومِ رمضان المبارک کہ زہّاد و ایمان ایں شبہا را زندہ دارند و شبِ قدر درایں شبہا دانند۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

---

(۱) نیز ب: میرزا صائب:

شوخ و مے خوارہ و شبگرد و غزل خواں شدہ ای
چشمِ بد دُور کہ سرفتنۂ دوراں شدہ ای

ایضا:

از پےِ عشق بود مستیِ پروانۂ من
ہیچ اندیشہ ز شب گرد و عسس نیست مرا

نیز امیر خسرو (کلیاتِ غزلیات، ص ۳/۵۹۶):

شبہا منم و گوشۂ غم حالِ من اینست
حالِ دلِ آوارۂ شب گرد عدانم

(۲) م: گفت، صحیح از ب

(۳) نیز چراغ...: مفید بلخی:

خطِ شب رنگ بروں زاں لبِ گل می آید
مژدہ اے بادہ پرستاں، شبِ گل می آید

نیز ب: مفید بلخی:

عندلیباں چہ بلا شور و فغانے دارند
بے تو رُوے شب خوں از شبِ گل می آید

---

(۱) م: آنم، صحیح از ب

(۲) نیز ظہوری (دیوان، ص ۴۱):

دگر فرش است در خلوت سرایم ماہتاب امشب
شمع خوش شب نشینی می کند با آفتاب امشب

نیز ب: رضی دانش:

شب نشیں کن بر بساطِ سبزہ مہتاب خوش است
قسمت از سرچشمۂ مینا دمِ آبے خوش است

رخسار دلفروزت باشد مہِ مبارک
شبہاے طاقِ ایں مہ آں ابروانِ طاق است

"شبِ احیا" ہم گویند۔ میر نجات:

غیر از دلِ شوریدۂ عاشق نشناسد
قدرِ شبِ احیاے سرِ زلفِ بتاں را

شب بازی: دو نوع است؛ یکے آنکہ بھگتیا(۱) در شب بصورِ مختلفہ برآیند و امرداں را بشکلِ زناں متشکل سازند؛ دوم آنکہ خیمہ برپا کردہ اشکالِ منقوشۂ صفحۂ چرم و کاغذ در نظر جلوہ دہند؛ غایتش ایں کہ قسمِ اوّل گاہے روزانہ ہم ایں عمل کنند و قسمِ ثانی خاصہ در شب۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

شیخ شہرم کہ کند منع ز لعبت بازی
گر بدستش فتد آں زلف، کند شب بازی(۲)

معنیِ 'لعبت بازی' بجاے خود خواہد آمد۔

(۱) م: بھگت؛ پا، ب: بھگتیہا

(۱) نیز ب: محمد قلی سلیم:

روز روشن وقتِ صورت بازیِ آئینہ است
ہست ہیچ در ہجر آں را کہ شب بازی کند

نظامی:

چناں بود شب بازیِ روزگار
کہ شہ را دگرگوں شد آموزگار

تناظرِ شین از منظرِ مثناتِ فوقانی:

شتر خان: شتر خانہ، حذفِ ہاے خانہ در دیگر مواقع مثلِ گاوخانہ و اَمثالِ آں جائز نیست۔ (ع)۔ سلیم:

بحر از موجِ وقتِ احسانش
می دہد یادے(۱) از شتر خانش

فوقی یزدی نیز گوید:

کف زناں سیرِ شتر خانِ جنوں ہر کہ کنی
بینی آنجا کردہ خواری لوکِ عزت را مہار

در کتابِ "نگارستان" نیز بنظر رسیدہ۔

شتل: آنچہ حریفِ داو بردہ بہ حضارِ مجلسِ قمار دہد۔ سلیم:

تلاشِ کام ندارم براے خویش سلیم
کہ مدعاے من از نقش دادنِ شتل است

(۱) ب: یاد

تناظرِ شین از منظرِ دالِ مہملہ:

شَد: بالتشدید و التخفیف۔ مولانا ے یوسف کوسہ در شرحِ "اخلاقِ ناصری" نوشتہ کہ آں استخراجِ نغمۂ واحدۂ بسیط است۔ طالب کلیم:

گلبانگِ نغمہ سازاں شدّے بلند دارد
از فرش رفتہ تا عرش ایں صیتِ کامرانی

میرنجات:

محفلِ پیر و جوانست مقامے شدکن
بزمِ خونابہ خورانست مقامے شدکن (۱)

'شدِّ مخالف' نغمۂ بے اصول نا نواخت۔ محسن تاثیر:

بسکہ اوضاعِ جہاں شدِّ مخالف برداشت
تارِ طنبور لکد بر خرِ طنبور زند

شدِّ پہلوان: آواز بلندے است کہ کُشتی گیر در اوّلِ کشتی گرفتن برکشد۔ (ع)۔ طغرا (فقرہ):

شدِّ پہلوان را از زبردستی شدِّ روح خوانم

'بشدّ و مدّ رفتن' کنایہ است از خرامیدن بناز و غرور۔

(۱) نیز ب: طاہر وحید:

با اہلِ درد زمزمہ را شد نمی کنند
دل، بلبلاں بنالہ مقید نمی کنند

ظہوری:

تن در رو سیلابِ بلایت سدّے
از چنگِ غمت شدّتِ افغاں شدّے

محسن تاثیر:

شعرے کہ کندش نبود شدِّ رسائی
بر گردنِ یک صید نیفکندہ رسن را

محسن تاثیر:

لالہ ز جان و دل شود بندۂ رنگ (۱) آلِ تو
جامہ (۲) بشدّ و مدّ رود گرد سرِ نہالِ تو

و در محاورہ گویند 'فلانہ کس شدِّ بلندے بستہ است'، یعنی جاہِ بلندے بخود کردہ سپردہ۔ (ع)۔ ظہوری (رباعی):

ایوانِ تو کعبۂ عالمے زوّارش
خورشید، کبابِ سایۂ دیوارش
از نغمۂ صبا شدِّ بلندے بستہ است
از کنگرہ ہاے اوست موسیقارش

شدہ: سلکہاے یاقوت و لآلی کہ بر دور گریبان و چاکِ سینہ آویزند۔ (ع)۔ فغانی:

قباے سبز را در خور بود ایں شدۂ لعلی
کہ ہمچوں آتشِ موسیٰ ز سرو نازمی تابد

(ملّا) طغرا:

مژہ ام سرخ تر از شدۂ سیلانی گشت
بسکہ در چشمِ ترم خونِ دل اندوختہ شد

ابراہیم ادہم:

گشت رشکم، ماتم از بہرِ کہ می داری، بگو
شدہ واے بر نخلِ سرو از مشکناب افگندہ ای (۳)

(۱) ب: برنگ (۲) ب: خامہ

(۳) نیز ب: عبدالغنی قبول:

غنی از کسبِ استعداد گردیدم قبول آخر
ز فیضِ آبلہ شد شدۂ گوہر سرانگشتم

تناظرِ شین از منظرِ راے مہملہ:

شرب[1] الیهود: معنی لغوی آں شراب خوردنِ یہود است و چوں آں قوم بر سبیلِ اخفا شراب خورند، بمعنی پنہان خوردنِ شراب مستعمل است۔ سالکاے یزدی:

کسے تا کے کند شرب الیهود از بیمِ رسوائی
اَیاغم پُر کن اے ساقی کہ کارے با عسس دارم (۲)

شَرباشَرَن: بہ فتحِ اوّل و راے مہملہ ساکن و باے موحدہ با الف و فتحِ شینِ معجمہ و راے مہملہ و نونِ ساکن؛ کسے است کہ چوں دو صف براے جنگ مقابل ہم شوند از قشونِ خود برآمدہ پیش آہنگی کردہ جنگ آغاز دو ایں لغتِ ترکی است۔ (ع)۔ میر صیدی:

از پے جنگ چو چشمش صفِ مژگاں بندد
فتنہ شرباشَرَن و فوجِ نگاہش طرح است (۳)

شرابِ گذشتہ: شرابِ بے مزہ از کیف اُفتادہ، یعنی از حالتِ اصلِ خود گذشتہ۔ (ع)۔ مفید بلخی:

ہر چند چوں کباب کند گریہ سماع
از نشأ[1] دور ہیچو شرابِ گذشتہ است

حسن بیگ رفیع:

ز خود گذشتہ ام و از وطن گزیرم نیست
چو مے کہ بگذرد انبا بجاے خویشتن است

شراب انداختن: شراب ساختن۔ (ع)۔

میرزا صائبا:

گر نینداز د، ستم بر نوبہار خود کند
در خزاں ہر کس کہ نتواند شراب انداختن

یحیٰ کاشی:

بدکمن کز انتقامِ یک شراب انداختن
مے کشاں صد بار افزوں از شراب افتادہ اند

حکیم شفائی:

بر ہواے بادۂ نوشیں لبت
عقلِ کُل صد جا شراب انداختہ

شرحِ کشّاف خواندن و انشا کردن: کنایہ از ہرزہ[2] درائی و پُر گوئی است۔ (ع)۔ اشرف:

بر مصحفِ رُوے اُو نظر کن زاہد
بسیار مگوے و شرحِ کشّاف مخواں

شفیع اثر:

لب ببند از کشف اے صوفی کہ دم تا می زنی
شرحِ کشّافے ز بہرت ہر یک انشا کردہ اند

---

(۱) م: شراب
(۲) نیز ب: شفائی:

خبثِ زشتی بترس و لرز قریں
ہم چو شرب الیهود زیرِ زمیں

یحیٰ شیرازی:

توبہ بر شرب الیهود زاہداں دارد شرف
مے چو رنداں بر سرِ بازار می باید کشید

(۳) نیز ب: محمد سعید اشرف:

آغازِ ملاقات بتاں کن بہوس
شرباشرن مصاحبت حرص و ہواست

(۱) م: نشاہ
(۱) م: ہرزہ

شراب قُرَق[۱]: بہ ہر دو قاف ورائے مہملہ مفتوح؛ شرابے کہ بجہتِ منعِ حکام وسلاطین، کمتر بہم رسد۔ شفیع اثر:

محرومِ نگاہش شدم از منعِ رقیباں
مانندِ شرابِ قرق[۲] ایں بادہ گراں شد

شرم: معروف؛ وبمعنی آلۂ تناسل نیز۔ (ر)۔

سوزنی:

شرمِ من تا بحدِ پشمِ بگونِ زنِ او
تا بماند[۳] بمن ایں شلف بطریں بے شرم

شریف: معروف: ونامِ شہرے از ایران۔

مفیدِ بلخی (رُباعی):

اے شامِ شریف طرّہ مشکینت
وے صبحِ نشاپور رُخِ رنگینت
خالِ تو فرح بخش تر از شامِ ہرات
سرہند سوادِ کاکلِ پُرچینت

ونیز قومے است کہ عمالِ سلاطینِ مصر را معزول ساختہ بطناً بعد بطن بطریقِ توارث[۴] متکفلِ امورِ ریاست کعبہ اند۔ آں جماعہ را "شرفائے مکّہ" گویند۔ شریف مفردِ آن است۔ از کتبِ تاریخ معلوم شد۔ سالکائے یزدی:

ما شریفِ کعبۂ عشقیم و دائم برہمن
ارمغاں از بہرِ ما ناقوس و زنّار آورد

تناظرِ شین از منظرِ سینِ مہملہ:

شستک: سوم مثنات فوقانی: چیزے است از عالمِ چہ مینہ کہ مابوناں مثلِ زنانِ صحرے در کمر بندند و سرش در مابعد فرو کنند تا رفعِ حکہ شود۔ (ع)۔ شفائی:

از شستک وتہ بندی[۱] و چہ مینہ و پرزہ
انباشتہ[۲] ای کیسہ و انبان دیوثی[۳]

وبمجاز ابرا گویند۔ ہمو گوید:

رئیسِ قومِ شوی تا میانِ ہمکاراں
بیا بشستکِ بالا بلندِ من بنشیں

شُستہ شدن: غسلِ میت یافتن۔ (ع)۔

نعمت خان عالی در "بادشاہ نامہ" در حقِ شاہ اعظم گوید:

بحمام ار خدے آں قدر بشناس[۴]
نمودے چشم[۵] پُر آبے ز ہر طاس
ہمانا پیشِ او چوں رفت بگریست
کہ خواہی شستہ شد تعجیل از چیست

(۱،۲) ب: قورق
(۳) ب: نماند
(۴) م: توارت، صحیح از ب

---

(۱) م: شلک وتی، صحیح از ب
(۲) م: زن باشتہ، صحیح از ب
(۳) م: دیوی، صحیح از ب
(۴) ب: بشناس
(۵) م: بر، صحیح از ب

تناظرِ شین از منظرِ شینِ معجمہ:

شش قُبرغہ: شخصے غلامے داشت بس ابلہ۔ روزے گفتش: ’تمام مردمِ عالم ہفت قُبرغہ دارند و ترا شش است، می میری‘، غلام در رنج دراز اُفتاد و دریں غم جان داد۔ از آں باز بر شخصِ احمق مستعمل شد۔ (ع)۔ ’قُبرغہ‘: بفتحِ قاف و ضمِ موحدہ و رائے مہملہ ساکن و غینِ معجمہ: استخوانِ پہلو و کمرِ آدمی۔

شفائی:

شش قُبرغہ غلامِ مجہولے
کہ نہ گرجی[1] بود نہ کشمیرے

تناظرِ شین از منظرِ عینِ مہملہ:

شعلہ زادہ: کنایہ از ابلیس۔ میرزا صائبا:

برہانِ آدمیّت ما قدسیاں بس اند
گو شعلہ زادہ اے شمایدِ بجودِ ما

---

(۱) م: گرجی، صحیح از ب

تناظرِ شین از منظرِ فا:

شفرہ: اوزارے است کہ چرم را بداں تراشند و درفشِ آں کہ بداں سوراخ کنند۔ (ع)۔ طغرا در تعریفِ مفرش گوید (فقرہ):

مفرشِ کبود سپہر از ایں مفرشِ نو آئین چگونہ داغ نباشد کہ شفرۂ تند مہر رنگِ کہنگی را از چرمِ اُو نمی تراشد۔

شفشاهنگ: بہر دو شینِ معجمہ؛ مرادفِ معنیِ اوّل 'حدیدہ' کہ گذشت۔ (ج)۔ میرالٰہی:

گذر ز روزنۂ اختراں کند رخش
چو سیم ہفش از چشمہاے شفشاہنگ

تناظرِ شین از منظرِ کاف (۱)

وآں دو منظر است:

منظرِ اوّل در کافِ تازی:

شکار: قصدِ کشتنِ طائر و حیوان کردن و نیز بر جانورانِ قابلِ شکار اطلاق کنند۔ مثالِ معنیِ اوّل: قاسم گونابادی (۲) گوید:

نتابند مرداں رُخ از کارزار
ہژبراں ندانند غیر از شکار

دوم سنجر کاشی گوید:

جز کہ (۳) مژگانِ اُو چو دیدم گفتم
'در ہمہ دشت یک شکار نماند'

بمجاز شخصِ رام و مطیع و مغلوب را گویند۔ صائبؔ:

خواہش از چنگلِ شہباز رُباینده تر است
شوخ چشمے کہ شکارِ منِ دلخستہ شد است

سالکاے یزدی:

نوبہار آمد کہ عالم را شکارِ خود کند
از طراوتِ موجِ سنبل دام بر صحرا کشید (۴)

---

(۱) م: کافِ تازی
(۲) م: کوناباد ے، تصحیح از غنی (ص ۱۰۶)
(۳) م: جرکہ، تصحیح از ب
(۴) نیز ب: خان آرزو:

اکنوں شکارِ آں مژہ گردید شیخِ شہر
شہباز با کبوترِ یاہو گرفتہ است

ایضاً: (جاری)

شکاری: شخصِ شکار کنندہ و جانورِ شکار شدہ را نیز گویند۔ اوّل: آقا رہی شاپور گوید:

اے شوخ شکاری کہ بہ فتراک تو صیدم
آہستہ تُرک راں کہ فگار است دلِ ما

دوم: طالب آملی:

پیکانِ تُرا برغبتِ دل
چوں سبزهٔ تر خورد شکاری

و تیرے کہ برائے شکار اندازند نیز۔ شانی تکلو:

کمیں کشادہ زہر سو ہزار حکم انداز
مرا شکاریِ توفیق بر شکار آمد

ظہوری:

زہے گزیدہ شکاری کہ بر جگر دارد
شکارے ز کمانخانہائے ابرویت

شَکَر: بہ تحتین (۱) معروف، و کنایہ از لب معشوق۔
طغرا:

خلش را کہ بر دورِ شکر گرفتہ
طرب نامهٔ طوطیاں می نویسم

و بوسہ نیز۔ سالک یزدی:

[گذشتہ سے پیوستہ]

اے غزالانِ حرم، جانِ من و جانِ شما
کاں جفا پیشہ صنم بہر شکار آمدہ است

واقف بٹالوی:

خدنگِ غمزهٔ ابرو کماناں از شکار دل
نمی گردد خطا تیر قضا بودست دانستم

(دیوان، ص ۲۳۲: 'شکار' کی بجائے 'نشان' ہے۔)

(۱) شعر میں تو بالتشدید ہے اور لغت (غیاث) میں اس کا تلفظ بالتشدید بھی دیا ہے۔

می خورم خوں کہ ترا دایہ بجر می گیرد
می دہد شیر، ز لعلِ تو شکر می گیرد

خواجہ حافظِ شیراز افادہ فرمودہ:

بہ لابہ گفتمش، 'اے ماہ رُخ چہ باشد اگر
بیک شکر ز تو دلختہ اے بیاساید' (۱)

و نامِ زنے کہ خسرو برغم (۲) شیریں در عقد آوردہ بود۔ مخلص کاشی:

لبش را بہ بیں در تبسم چہ پری
کہ شیریں چہ کردست و شکر چہ گفتہ

اہلِ لغت بمعنی فرجِ زن و جماع نیز نوشتہ اند۔

شکر زخمہ: تیرے کہ بر نشانہ رسد۔ (ل)۔ منیر:

ہمی رفت بر باد چوں نفسِ مطرب
ز تیرِ شکر زخمہ، جانہائے شیریں

شکر لنگ: کسے کہ فی الجملہ لنگ باشد۔ مشفقی بخاری (۳):

شود ز باد، کج و راست نیشکر لیکن
بخارہائے تنش چوں رسد، شکر لنگ است

شکر چش: نمونہ۔ نظیری نیشاپوری:

لب دادہ بمشتری شکر چش
بس نرخِ شکر گراں نہادہ

(۱) یہ شعر قطعہ بند کا حصہ ہے (حافظ، قزوینی، ص ۱۵۶)؛ دوسرا شعر:
بخندہ گفت کہ 'حافظ خدا ے را مپسند
کہ بوسہ تو رُخِ ماہ را بیالاید'

(۲) م: زعم، تصحیح از ب

(۳) م: نجاری، تصحیح از غنی (ص ۱۴۳)

شکر در شیر کردن: کنایہ از دغلی وحیالی؛ از عالمِ 'آب در شیر کردن۔' (ع)۔

شکرپا: لنگ۔ حسن دہلوی:

سخن می بشکنی در[1] وقتِ گفتن
ز تنگیِ دہانت شد شکرپاے

مُنیر ہم در ہجوِ اکولی گوید:

آں شکر دوست خویش را بدعا
از خدا خواستہ است شکر پا[2]

• شکر آب: شکر در شیر و آب گداختہ۔ (ع)۔

شانی تکلو۔

از یک جوابِ تلخ کہ مقصود ما و تست
در جام دوستی شکر آبے نمی کنی

در رنجش نیز۔ (ع)۔ طالب آملی:

غیر از لب کم حرفِ تو ساقی نچشیدم[3]
جاے کہ میانِ مے و ساغر شکرآب است[4]

شکروقند شکستن: شیریں سخنی کردن۔

فغانی:

تلخی نچشیدیم ہم از ساقیِ مجلس
ہر چند کہ پیشش شکر و قند شکستیم

•شکرشکن' لغتِ ہند۔ (ج)۔ مفید بلخی:

بسکہ از غم رنگ بستم دُور از آں شکّرشکن
سبز شد چوں بالِ طوطی استخوانہا در تنم

شکم از عزا[1] بر آوردن: چوں نادیدۂ گرسنہ شکمے بر خوانِ منعمے حاضر شود، حریفاں از راہِ ظرافت گویندش کہ: 'شکم از عزا برآور'[2] یعنی سیر بخور و شکم را از عزاے[3] اطعمۂ چرب و شیریں کہ مدۃ العمر ندیدہ، برآور۔ (ع)۔

یحییٰ کاشی[4]:

چشم بر مرگِ یک دگر دارند
کہ شکم از عزا بروں آرند[5]

---

(۱) ب: یا

(۲) نیز ب: میر خسرو:

دو ید ن خواست پیش از حور رضواں بہر نظارہ
دلِ حوراں بپابوسی شکرپا کرد رضواں را

ایضاً:

سخنورا، چو کنم وصفِ لفظِ شیرینت
قلم شکرپا گردد ز غایتِ رفتار

(۳) م: نشنیدم، تصحیح از دیوانِ کلیم، ص ۳۲۵ (ساقی نامہ)، ب: نچشیدیم

(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

| گذشتہ سے پیوستہ |

(۴) نیز ب: سالک قزوینی:

چہ ذوقِ چاشنیِ درد عافیت جو را
بشیر ہم شکر آبست طفلِ بدخو را

ظہوری (رباعی):

رگہاے دل از پیچ و تابے دارند
داغ و جگرم ناز و عتابے دارند
آمیزشِ زہر و کام چوں اوّل نیست
چندیست کہ باہم شکر آبے دارند

شفائی:

اُفتادہ میانِ گل و بلبل شکرآبے
آں مست ہمانا کہ بہ گلزار در آمد

(۱) م: غزا (پہلا حرف غین)، تصحیح از ب: "بعین مہملہ و زاے تازی۔"

(۲) م: آورد، تصحیح از ب

(۳) م: غزاے

(۴) ب: شیرازی

(۵) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

شکم برآمدن: بلند شدنِ شکم بسبب آبستنی۔ نصیر ہمدانی:

شکم برآمدہ کلکِ مرا بسانِ دوات
کہ شد ز نطفۂ مدحش بمعنی آبستن

شکم داشتن: آبستن شدن۔ طغرا:

بسے بنت العنب شوخ است اے خُم، حفظِ اُومی کن
کہ تا غافل شدی، ایں دختر از مینا شکم دارد

شکم بخویش[1] دزدیدن و دزدیدن: کنایہ از ترسیدن۔ (م ح)۔ نعمت خان عالی:

ز بس خوں ریز شد بیباک من با خنجرِ مژگاں
نگیں از نامِ اُو ترسد شکن در خویشتن دُزدد[2]

حاجی قدسی:

بہ میخانہ ہیبت نہد چوں قدم
حبابِ قدح دزدد[3] از مے شکم

شکم بر زمین نہادن: مرادفِ 'ناف بر زمین نہادن'، و آں خواہد آمد۔ یحییٰ کاشی:

گر شکم بر زمیں نہند، رواست
خندہ بر دوشِ ایں خزاں باراست

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۵) نیز بہ محسن تاثیر:

زاہد دل از سیاہی شید و ریا برآر
یک بار ہم چنیں شکمے از عزا برآر

محمد سعید اشرف:

اندریں چار شنبۂ سوری
شکمے از عزا بروں آری

(۱) ب: درخویش   (۳،۲) م: دزد، تصحیح از ب

شکم پارہ: اسپغول کہ آں را (بتازی)[1] 'بزر قطونا' گویند۔ از کتبِ طب معلوم شد۔ شرف الدین پیام بستہ: (رُباعی):

زاہد مغلوبِ نفسِ امارہ خوش است
در دستِ[2] ہوا و حرص بیچارہ خوش است
دی شیخ بہ طبیب نالید ز درد
گفتا کہ 'برو، ترا شکم پارہ خوش است'

شکنجہ: معروف، و نوعے از تعذیب و آں چناں است کہ گنہگار را اوّل نے چوں کاز بر پوست چسپانند و باز بہ انبر[3] آتش در گرفتہ گوشش[4] می بُرند و در آتش اندازند و در زخمہا نمک آلایند۔ (م ح)۔ حکیم رکنائے[5] مسیح کاشی (رُباعی):

آناں کہ چلم زدود[6] برپا دارند
با تنباکو مدام سودا دارند
دارند ہمیشہ آتش و انبر و نے
اسبابِ شکنجہ را مہیا دارند

شفیع اثر در ہجوِ نجف قلی آقا، صدرِ ایران گوید:

باور نمی کنم کہ بوقتِ شکنجہ ہم
از خادماں کسے نمکِ اُو چشیدہ است

شکستہ: معروف، و بمعنی خراب و ضائع مستعمل است۔ (م ح)۔ مومن استرآبادی:

---

(۱) م: 'بتازی' ندارد، تصحیح از ب   (۲) م: دست و
(۳) م: تیر، تصحیح از ب   (۴) م: کوشش
(۵) م: رکنائی
(۶) م: علم زدود و ('و' الگ دوسری سطر میں)، تصحیح از ب

آشفتگی کار دل افگنده ز پایم
کز پاے شکستہ است(۱) بتر کار شکستہ

سلیم:

نزدیک شد کہ ناخن شوقم بہ بیستون
بازار تیز تیشۂ فرہاد بشکند

باقر کاشی:

بروں کردم ز پا خار شکستہ
بروں رفتم ز گلزار شکستہ (۲)

سوار واو عام است۔

---

(۱) م: بر، تصحیح از ب

(۲) نیز ب: نظامی:

شکستہ چناں گشتہ ام بلکہ خرد
کہ آبادیم را ہمہ باد برد

صائب:

رویت بہ زلفِ پُر چیں تسخیرِ ملکِ دل کرد
فتحے چنیں کہ کردست با لشکرِ شکستہ

[منظرِ دوم، کافِ عجمی(۱):]

شگوفہ: معروف؛ و استفراغ۔ میرالہی:

ہمیشہ جام بلب سر ز خواب بردارد
شگوفہ چوں نکند زردہ از دہاں نرگس (۲)

---

(۱) یہ عبارت، جو دی جانی چاہیے تھی، نہیں دی گئی ہے۔

(۲) نیز ب: فیضی:

فیض تو چو بُرد باد شبگیر
بست از گل خوں شگوفۂ شیر

کمال اسمٰعیل:

دہن باز کردست و خم کرده گردن
بہستی مگر کرده عنبر شگوفہ

تناظرِ شین از منظرِ لام:

شَل: بکسرِ اوّل: سلاحے است از عالمِ نیزہ کہ آں را در ہند سیلہ[1] گویند۔ (ج) و (ر)۔ درویش والہ ہروی:

شل و رمحِ دلیراں بند در فیلاں بداں ماند
کہ چرخِ ہشتمیں را بُرجہا یک یک عیاں آمد

بفتح، دست و پاے افلیج[2] زدہ۔ (ج)۔ و بدیں معنی معروف است و بالضم ہر چیزِ سست و نرم۔ (ج)۔ نعمت خان عالی:

نیست عالی سندے بہرِ فضیلت امروز
غیرِ دستارِ بزرگ و کمرِ شُل بستن

داراب جویا:

دست و پاے نَعَمِم از بے طاقتی[3] ہابستہ شد
ورنہ عریاں در برم آں مستِ شُل خوابیدہ[4] بود

شلاق: اگر چہ از ’رشیدی‘ معلوم می شد کہ در فارسی است لیکن در فرہنگِ ترکی نیز نوشتہ، ظاہرُ اللفظِ مشترک است در فارسی و ترکی، بمعنی خرخشہ و جنگ۔ شانی تکلو:

ز نالۂ دلِ مظلوم بر تو می لرزم
کہ تُرکِ چشمِ تو بسیاری کند شلتاق (۵)

---

(۱) ب: بیل
(۲) ب: افلج؛ حمید: فلج؛ غیاث: افلاج
(۳) کلیاتِ جویا (ص ۴۹۸): بے طاقتی ہا
(۴) ب: برخواب بود؛ کلیات: خوابیدہ بود۔ ردیف ہی ”خوابیدہ بود“ ہے۔
(۵) نیز ب: سنجر کاشی:

از خطاے عارضش ہر روز جنگے می رسد
دوستی با ترکماناں مایۂ شلتاق شد (جاری)

شلاق: لفظِ ترکیست، مرادفِ سرجنگ۔

فوقی یزدی:

زمانہ بیں کہ بسر پنجۂ ستم ہر دم
بہ شخ گوش[1] نشاطم ہمی زند شلاق

شوخِ فتنہ انگیز نیز، وحید در صفتِ اطفالِ مکتب گوید:

ہر یک ز براے جانِ عشاق
اُفتادہ ز طبع شوخ و شلاق (۲)

[گذشتہ سے پیوستہ]

میر نجات:

شیوۂ تو ہمہ جور و ستم و شلتاق است
در جفا ابروے شوخ تو بعالم طاق است

ارادت خان واضح:

ندارم غیرِ نقدِ دل بکف چیزے، خدا حافظ
دو چارم باد غلبازے حریفِ آزار شلتاقے

(۱) م: گوش، تصحیح از ب
(۲) نیز ب: فوقی یزدی:

زیک نگاہ بگونِ دلم نہد صد داغ
نگاہ دلبرِ آں رہدِ شب رو شلاق

ملّا طغرا در ہجو قاضی:

اگر استرش بانگِ چلاق زد
ز تسبیح خود شیخ شلاق زد

تناظرِ شین از منظرِ میم:

شمامه: بفتحِ اوّل، سازیست که نَے با اُو باشد، بقولِ بعضے بسینِ مہملہ است۔ سیفی عروضی (۱):

شبے که ناله ز شوقِ شامچی ہوس است
مرا بدست ز انگشتہا شامه بس است

[ولہٗ]:

نَیِ شامه چرا نیشکر نمی گردی (۲)
ترا که برلبِ شیرینِ یار دست رس است

شمردن: معروف، ودادن نیز، درکلامِ قدما بسیاراست؛ در ’جان سپردن‘ گذشت۔

شمعی: رنگیست سبز، مائل بسیاہی۔ (ع)۔
سالک یزدی:

عاشق کسے بود که برآید برنگِ دوست
شمعی لباس در برِ پروانهٔ من است (۳)

شمعِ انگوری: کنایہ از شراب۔ مسیح کاشی:

شمعِ کافوری بعالم شہرتے دارد ولے
گر زمن کس (۴) راست پُرسد شمعِ انگوری به است

شمّاعی: بہ تشدیدِ میم: کسے که شمع ریزد، آرے فارسیاں اکثر یاے خطّی در آخرِ صیغهٔ اسمِ فاعل زیادہ کنند، چنانکه قنّادی۔ نعمت خان عالی:

نماندہ پیشِ شماعی بہاے رشتهٔ شمعے
مگر ازعشق بازاں وام گیرد (۱) رشتهٔ جانے (۲)

---

(۱) ب: بدیعی (۲) م: گردی، تصحیح از ب
(۳) نیز ب: زلالی:

تنم ز آتشِ نَے خواست جامه در پوشد
لباسِ شمعی را از دکانِ شمع گرفت

(۴) م: کس ندارد، تصحیح از ب

(۱) م: عشق... وام گردد، تصحیح از ب
(۲) نیز ب: سعید اشرف:

عاشقِ خوباں بود غافل زمعشوق آفریں
نیست از دکانِ شماعی خبر پروانه را

تناظرِ شین از منظرِ نون:

شنا و شنو: ورزشِ پہلواناں۔(ع)۔میر نجات:

نیست ہم زورِ تو خصمانہ ات، از من بشنو
می رود بیدہ در معرکہ خاک شنو

اشرف:

ہم طوفانِ بلا در خشکیم بیش از تری است
ہچو کشتی گیر ازاں عشق شنا دارم بخاک

تناظرِ شین از منظرِ واو:

شوخ ترازو: دغل، ماخوذ است از سنگِ کم درترازو داشتن۔طغرا:

چشمت از کشمکشِ سرمہ دلم راخوں کرد
بسکہ قلمی آں شوخ ترازو گفتم

شورہ پشتی: بہ بائے عجمی ویائے خطّی معروف؛ شوخی وکج ادائی۔حاجی قدسی:

اگر بخت شورم کند شورہ پشتی
ندارم بجز لطفِ شہ(۱) یار و یاور

شوشہ: ریزۂ ہر چیز۔(ج)۔میر الٰہی (رُباعی):

گر سایۂ تو بشہر معمور افتد
در آتش، قحط از کمی نور افتد
شمع از خنکی چو شوشہ یخ گردد
بر رُویت اگر پرتوش از دُور افتد(۲)

---

(۱) م:لطفِ شہرے، تصحیح از ب

(۲) نیز ظہوری:

حسابِ کانِ سخایش کسے کہ کردہ رقم
نہادہ در کفِ خود شوشہائے زرز بناں

تناظرِ شین از منظرِ ہا:

شہرِ زرّین: شہرے بودہ از عمارات حضرت سلیمان۔ نجیب خالص استرآبادی (۱):

سوادش در نظر از قصر و ایواں
بود چوں شہرِ زرّینِ سلیماں (۲)

شہرِ زنان: شہرے بودہ کہ ساکنانِ آنجا از بادشاہ تا وزیر و ہنرمند تا فقیر قاطبۂ زناں بودہ اند۔ سند در 'نرگدا'، (۳) خواہد آمد۔ (۴)

شہری: مقابلِ 'روستائی' و آں معروف است؛ و نوعے از خوانندگی کہ در زمانِ پہلویست۔ مخلص کاشی:

مخلص ترانۂ عشق از اہلِ عقل مشنو
مشکل بود شنیدن شہری ز روستائی

شہناز: نامِ نوائے است از موسیقی۔ شفیع اثر:

بجاں آتش زند چوں از مرقّع پردہ بردارد
بہ نازش رسد، ہرگاہ گیرد اوجِ شہنازش

'مرقّع' ہم نامِ نوائیست۔

شہربند: حصارِ دورِ شہر۔ رضی دانش:

مُلکِ آبادِ جنوں در قبضۂ تسخیرِ ماست
شہربندِ ایں قلمرو حلقۂ زنجیرِ ماست

و زندان و زندانی نیز۔ اوّل؛ سالک یزدی:

در شہربندِ دام و قفس بلبلِ حزیں
بر دوش بستہ خانہ کہ آوارۂ گل است

دوم، سنجر کاشی گوید:

نہ رُوشناسِ رعیّت نہ کدخدائے دہم
نہ پائے بستِ تعلّق نہ شہربندِ امیر

شہرِ ناپُرساں: شہرے کہ کسے آنجا بدادِ کسے نرسد۔ محسن تاثیر:

از ہوائے شہرِ ناپُرسانِ عشق از ما مپرس
می شوی (۱) بیمارِ دل زاں مسکن و ماوا مپرس (۲)

شہر گرداں کردن: مرادفِ 'تشہیر کردن'۔ (ع)۔

---

(۱) م: استرابادی
(۲) نیز ب: حاجی سابق:

گرچنیں زاں برگِ گل زرّیں گیا خواہد دمید
خانۂ آئینہ را ہم شہرِ زرّیں می کند

(۳) م: زرگدا
(۴) امثال از ب: طاہر وحید:

بود جنسِ جرأت دراں بیکراں
خم نے بود گرچہ شہرِ زناں

ملا ظفرا:

طالعِ شہرِ زناں دارد نگارستانِ ہند
ہست ہر چیزش فراواں، مرد کمیاب ست و بس

---

(۱) م: شود، تصحیح از ب
(۲) نیز ب: رضی دانش:

شد ماہِ صیام و ہر طرف نالان ست
با دامنِ زہد دست را پیمان ست
تسبیح بروز جائے پیمانہ گرفت
شہرِ رمضاں چہ شہرِ ناپُرسان ست

قبول:

ہیچ گر آں مہ نپرسید ست احوالم قبول
می کنم زیں شہرِ ناپُرساں سفر بے اختیار

ساطعا (فقره):

این ظالمِ ناحق شناس کہ خونِ پدر چوں شیرِ مادر
می خورد اگر یک ماه شہر گردانش سازیم بے راه
نخواہد بود...الخ۔

در عزّ میرزا صائبا ہم است۔

شہرِ روا(1): بالاضافہ: زرے کہ شہر رائج باشد۔ (ج) (ر)۔ ظہوری (رباعی):

بر رخشِ تو گاہ پویہ مو پر گشتہ است
یا(2) قطرہ اش از سیل روش برگشتہ است
تا سکّہ بنامِ شمش از نعل زنند
آہن ز طلا شہر روا تر گشتہ است

'شہروا'، بحذفِ راے دوم نیز۔ نعمت خان عالی در قصّہ قاحشہ گوید:

گشت(3) بر بام و در اوّل جلوہ گر
بعد چندے شہر وا شد ہچو در

شہروا: بہ راے مفتوح: زر قلبی بودہ کہ بادشاہ شہرے مسکوک کردہ رائج ساختہ بود و در غیر شہر او رواجے(4) نداشت۔ شیخ شیراز:

بزرگ زادۂ ناداں بشہر وا ماند
کہ در دیارِ غریبش بہیچ نستانند

(1) م: روا، تصحیح از ب (2) م: با، تصحیح از ب
(3) م: کشت (4) م: روائی، تصحیح قیاسی

تناظرِ شین از منظرِ یاے حُطّی:

شیرینی شنبہ: اہلِ ایران مقرر دارند کہ بروز شنبہ صبح از خواب برآمدہ شیرینی خورند و بہ خُطّار قسمت کنند؛ زعمِ آنہا آنکہ اگر روزِ شنبہ بہ عیش بگذرد تمام ہفتہ بخوشی سرآید، و خلاف آں بخلاف آں۔ (ع)۔ تاویلات دیگر تراشیدہ است۔ شفیع اثر:

معلّم دارد آئینِ فلک با زیرِ دستانش
دہد شیرینی شنبہ زچینِ جبہہ طفلاں را

شیرہ: چاشنیے کہ از قند و نبات و بادام بقوام آرند۔ میرزا معز فطرت:

یافت فطرت از نگاہِ او حلاوت کامِ جاں
حُسن را نازم کہ قند از شیرۂ بادام ریخت

و بہ اصطلاحِ اطبّا آبے کہ از بُز در گیرند و آں را در تازی 'حلیب' خوانند۔ طالب آملی:

شراب کہنۂ ما شیرہ گشت از واژگوں بختی
وگر زینساں بماند ہفتہ اے، انگوری گردد

و خوانِ مربّعے کہ اطعمہ و اغذیہ در آں گذاشتہ بہ مجلس آرند۔ شرف الدین علی یزدی در ''ظفرنامہ'' آوردہ:

بہر شیرہ زاں گونہ گونہ خورش
کہ جاں یافت زاں ذوق و تن پرورش (1)

(1) نیز ب: نزاری قہستانی:

جہانِ شیرہ کشاکش قرار داد کہ من
سماط صیت نعیمش بہر دیار کشم

شیر: بہ یائے خفی؛ معروف؛ و شراب نیز۔ ظہوری:

مستی ایں ہنگامہ ہا گیرد برایم ہر زماں
شیرِ صد میخانہ سر بنہادہ در جامم ہنوز

ازایں رُو شیر خانہ، میخانہ را گویند۔ جلال اسیر:

گردشِ چشمِ مست را نازم
یادِ او شیر خانۂ دلِ ما

شیرِ حوض: صورت شیرے کہ بر مجرائے حوض سازند تا آب از دہانش ریزد۔ سلیم:

چوں بعہدش بگذرد نخچیر در یادِ پلنگ (۱)
از دہانِ اُو رواں گردد چو شیرِ حوض آب (۲)

شیر حاجی: حصارے کہ بر دورِ حصار درون باشد۔ (ع)۔ از کتبِ تواریخ نیز معلوم شد۔ محسن تاثیر:

زحصنِ حسن مولہ بنارِ پستاں باش
بگیر اوّل ازیں قلعہ شیر حاجی را (۳)

شیریں: نام معشوقۂ فرہاد و آں پُر مشہور است و عزیز و نایاب نیز۔ گلخنی:

بکوے اُو مرا نگیں دلاں دیدند، غوغا شد
کہ عاشق پیشۂ شیریں تر از فرہاد پیدا شد

(۱) ب: نہنگ
(۲) نیز ب: خواجہ سلمان:

شیرِ گردوں بیشہ گر بر مرغزارت بگذرد
از صفاے شیرِ حوضت آبش آید در دہاں

(۳) نیز ب: میرزا عبدالغنی:

حاجی دینِ محمدؐ، حیدرِ خیبر کشاست
قلعۂ شرعِ متیں را شیر حاجی مرتضیٰ ست

نظر بہ معنی ثانی قطرانِ نانِ شیریں، گویند۔ (ج)۔ چنانکہ خاقانی گفتہ:

گفتم کہ دراں دیارِ پُر شور
نانِ شیریں بود و آبہا شور

وزمینِ صالح نیز۔ صائبا:

می کنم از تر زبانی دشمناں را مہرباں
می کند شیریں، زمینِ شور را بارانِ ما

شیر غلط: فنّے است از کشتی کہ چوں حریف را بیند از ند و خواہند پشتش بر زمین رسانند، حریفِ مغلوب فکند ارو کہ پشتش بر زمین رسد۔ وجہِ تسمیہ آنکہ شیر بر پشت اصلاً نمی خوابد۔ (۱) (ع)۔ میر نجات:

نخیر غلطیدہ ز زورِ بتِ شیریں فنِ ما
شیر غلط است فنِ دلبرِ (۲) شیر افکنِ ما

شیر اندام: کسے است کہ سینہ فراخ و باریک کمر باشد۔ (ع)۔ سلیم:

کدام دل کہ نشد صیدِ ایں سیہ چشماں
فغاں ز ہند و غزالانِ شیر اندامش (۳)

شیر و شکر: معروف؛ و قماشے است ابریشمی راہ راہ۔ سلیم در قطعہ گوید:

عزیز آں کس کہ دارد میہماں را
کند شیر و شکر دستار خواں را

(۱) م: نیمۂ اوّل صحیح از ب (۲) م: دلیر، صحیح از ب
(۳) نیز ب: میر نجات:

باز دل بُردہ ز من پُرفنِ با تدبیرے
شیر اندام بتے، نوچۂ کشتی گیرے

شیر گیر: کسے است کہ کیفش رسا باشد و از جادر نیاید و خودداری نماید۔ (ع)۔ صائبا:

بیک دو جام مرا شیر گیر کن ساقی
کہ شیر مست شدہ است از شگوفہ بستانہا(۱)

شیریں کاری: کار را بوجہ احسن سرانجام دادن۔ (ع)۔ سند در تحقیق **از سنگ تراشیدن** گذشت۔ بلے، لفظِ 'شیریں' در صفتِ خوبی بکار آرند۔ صائبا:

کوہ کن در بیستوں، چوں تیشہ سر بالا نکرد
کار چوں شیریں فتد، خود کار فرما می شود

ولہ:

بیستوں بر کوہکن کار فراغت تلخ کرد
زود می چسپد بدل کارے کہ شیریں می شود

شیریں کار: قناد۔ صائبا:

می نماید تلخی بادام آخر خویش را
گر چہ شیریں کار اُو را در شکر پنہاں کند

شیرک شدن: دلیر و چیرہ شدن۔ (ع)۔ یحیٰی کاشی:

ز اُفتادنِ اُو دلیرک شدہ(۲)
چو رُوبہ شدہ اُو، بندہ شیرک شدہ(۳)

(۱) م: بستانہا، تصحیح از ب: طالب آملی:
چو عزم صید معانی کنم ولایتِ فیض
کمیں شکار کہ طبع شیر گیر من است
نیز معزی (دیوان، ص ۲، در مدح ملک شاہ سلجوقی ...):
موافق است قضا بخت کامگار ترا
مسخر است عدو تیغ شیر گیر ترا
(۲، ۳) ب: شدم، نیز ب: بخشم در تعریب سرما: (جاری)

شیر بریدہ: شیر ابتر شدہ۔ (ع)۔ شفیع اثر:

مزن بہ تیغ کسے را کہ نیست مایہ درست
کہ خود بخود شود اجزاے اُو بریدہ چو شیر

شیشہ گر خانہ: کارخانۂ شیشہ ساز۔ سعید اشرف:

شیراز کہ پُر ز شیشہ گر خانہ بود
از باطنِ صاف بادۂ شیرازی است

شیشہ بازی: قسمے است از رقاصی کہ رقاصاں شیشۂ صراحی پُر از آب و گلاب بر سر گذارند و رقص آغازند، با وصفِ حرکاتِ رقص شیشہ از سر نمی افتد و اگر بیجا شود بحرکات اصول بر گردن و بازو نگہدارند۔ (ع)۔ بمعنی حقہ باز نیز۔ شفیع اثر:

شکستہ بر سر ہم از رہ شوخی و بیباکی
ہزاراں دل بمشق شیشہ بازی شاہد نازش

شیشۂ گلدار(۱)**:** شیشہ اے کہ گلہا در آں سازند۔ مثلِ غلیانہاے گلدار عالم عالم دیدہ شد۔ محسن تاثیر:

برنگِ شیشۂ گلدار از لطافتِ تن
شود عیاں ز رخش آنچہ در خیال بود(۲)

[گذشتہ سے پیوستہ]
ز وہمے را کہ شود پشت بہ جمعیت موے
اند کے گرم شود بر سر شیراں شیرک

ظہوری:

بخوں غمزہ را عشوہ ات کردہ شیرک
ثواب شہید تو چشمک بہ جاہت
(دیوان، ص ۱۲۹: 'شیرک' کی بجائے 'شیریں' اور 'بجاہت' کی بجائے 'نمایت' ہے۔)
(۱) م: بگلزار، تصحیح از ب: "بدالِ مہملہ"
(۲) م: چو در خیال خود است، تصحیح از ب

شیشہ بر سرِ بازار شکستن: راز افشا کردن۔ (ع)۔صائبا:

صائب ز پردہ داری ناموس شد خلاص
ہر کس شکستہ بر سر بازار شیشہ اے

'**شیشہ بر سنگ زدن**' نیز مرادف آن است۔(ع)۔
'**شیشہ بر سنگ آمدن**' ہم۔وحید:

بنوعے رازِ دل را پاس دارم
کہ می میرم گر آید[1] شیشہ بر سنگ

شیشہ بندی: سر انگشتے در بنِ ابہام حلقہ کردن و انگشتانِ دیگر راخم دادہ بر دہان گذاشتن و آوازے برآوردن و ایں از جہتِ تخیلِ کسے باشد۔(ع)۔صائبا:

شیشہ بندانِ ظرافت ہمش می شکنند
محتسب گر گذرد از درِ میخانۂ عشق[2]

شیشہ: معروف، و آئینہ نیز۔صائبا:

شیشۂ خویش بہ روشنگرِ غربت برساں
تا کجا صبر کنی در تہِ زنگارِ وطن

شیشہ دل و شیشہ جاں: مقابلِ سنگ دل و سنگ جاں۔سالکاے یزدی:

من شیشہ دلم، حوصلۂ سنگ ندارم
دادم سرِ صلح و جگرِ جنگ[3] ندارم

(۱)م: گرآید
(۲)نیز ب: سلیم:

گاہ بر ریشِ سخن از دخل گرد و شیشہ بند
گاہ در کونِ سخن انگشتِ مصرع می کند

(۳)م: جنگ

میرزا صائبا:

ہر شیشہ جاں خزینۂ اسرارِ عشق نیست
ناموس، شیشہ ایست[1] کہ در بارِ عشق نیست[2]

شیطانی شدن: تحکم شدن۔شفائی:

خاطرِ من کہ بہ ہر بطن دو عیسیٰ زاید
حیف باشد کہ بہ ہر فکر شود شیطانی[3]

شیم: نوعے از ماہی فلوس دار۔(ج)۔
آں را 'آل' ہم گویند۔محمد قلی سلیم:

عکسِ دستِ درم افشانِ تو بر بحر افتاد
ریخت چوں شاخِ شگوفہ درم از ماہی شیم

(۱)م: شیشہ است، تصحیح قیاسی
(۲)نیز ب: صائب:

از دیدنِ رُویت دلِ آئینہ فرو ریخت
ہر شیشہ دلِ طاقتِ دیدار ندارد

ایضا:

تو شیشہ دل ندہی تن بہ سختیِ ایام
وگرنہ لعل ز کوہ و کمر شود پیدا

(۳)نیز ب: طغرا:

ز بس کہ طبعِ من از عیشِ دہر مجتنب است
نمی شوم بعروسِ زمانہ شیطانی

تناظرِ صادِ مہملہ از منظرِ الف:

صاحب قِران: کسے است کہ ہنگامِ سقطِ نطفہ یا وقتِ ولادت اُو قرانِ عظیم (۱) باشد۔ (ک)۔ طغرا:

دادہ بہ صاحبقراں نرگسِ شہلا قلم
تا کندش در بتاں نشو و نما قلم

صاحبی: قسمے از قماش (۲) ونوعے از انگور۔ اوّل؛ محسن تاثیر گوید:

دلبستگی نماند چنانم کہ بعد ازیں
ننگ آیدم کہ جامہ تن صاحبی کنم

دوم، ہم اُو در صفتِ انگور تفت گوید:

در صاحبیش لطافتِ جاں
قندِ کرچیش از غلاماں (۳)

صاحب مُردہ: مقطوع الاضافہ، مضموم المیم؛ نفرینے است کہ بیشتر در حالتِ غضب بہ گاو خر (۴) گویند، یعنی مالکِ مردہ۔ (ع)۔ وحید:

ہر کہ می میرد غمِ اُو قسمتِ من می شود
وارثم گویا من ایں غمہاے صاحب مردہ را

میرزا معز فطرت:

در طلسمِ زندگی تا کے تواں بودن اسیر
از سرِ من وا کنید ایں جانِ صاحب مردہ را

صافی: معروف (۱)؛ و جامہ اے کہ بنگ و شراب و امثال آں بداں پالایند۔ میر صیدی:

عارضے در نظر آوردہ ام از یادِ کسے
کہ غبارِ خطش از صافیِ رُو بیختہ اند

صاف گذشتن: بشتابِ تمام رفتن؛ گویند، ازایں جا صاف گذشتیم۔ (ع)۔ نظام دست غیب:

از دلِ بے کینۂ ما تیغ اُو بگذشت صاف
موج ہرگز ایں چنیں از رُوے دریا نگذرد

---

(۱) ب: قرانِ عظیم سعدین (۲) ب: قماش لطیف

(۳) نیز ب: عبدالغنی قبول:

بندہ پرور ہیچ بیگم نیست چوں بنت العنب
صاحبی زیں گونہ گر انگور را خوانم رواست

(۴) م: بگا و خر ہیچ از ب

(۱) امثال از ب: محسن تاثیر:

گے از ہر جلوۂ رنگیں ز جا بیروں رود عاشق
ازاں صافی کہ بلبل مست شد گل در سبو دارد

ظہوری:

دروں کش بمغزِ جگر صافیے
ندارد دُرِ اشک شفافیے

تناظرِ صاد از منظرِ بائے موحّدہ:

صَبوحی: بالفتح؛ در صبح شراب خوردن۔ (ج)۔

طغرا:

بہ قرابہ از صبوحی قدرے شراب ماندہ
لبِ تشنہ را چہ حاصل کہ بکوزہ آب ماندہ

چوں بوقتِ صبح از ساقی شراب خواہند، گویند، 'الصّبوح، الصّبوح'۔

خواجہ حافظِ شیراز:

می دہد صبح و کلّہ بست (۱) سحاب
الصّبوح، الصّبوح یا اصحاب

و وقتِ صبح نیز۔ حاجی محمد جان قدسی (رباعی):

یار تو غم اندوختہ اے می باید
دل گرم و جگر سوختہ اے می باید
از بہرِ دلالت صبوحی خیزاں
شمعِ سحر افروختہ اے می باید

تناظرِ صاد از منظرِ حائے مہملہ:

صحبت بر آمدن و نشستن و بر آر شدن: کوک شدن، اختلاط۔ (ح)۔ مفید بلخی:

بہ چشمش، مفیدؔ، آشنائی ست مشکل
کہ صحبت بر آید بہ بیمار کمتر

رہی شاپور:

ز الفتِ دل و پیکانِ یار در رشکم
کہ صحبتِ من و او ہرگز ایں چنیں ننشست

عالی:

من رنگِ گل مزاج و توئی آفتاب طبع
صحبت نہ شد بر آر، بہ بینم چہ می شود

صحبت کردن: باہم نشستن، اگرچہ در اشعارِ اساتذہ بسیار است، چنانکہ میرزا صائبا گوید:

صحبت مؤثر است و طبیعت دراز دست
صائبؔ بہ اہلِ صومعہ صحبت چہ می کنی

ولسانی نیز فرماید:

بودہ ام در کنجِ تنہائی بدرد دل اسیر
تا نہ پنداری کہ بے دردانہ صحبت کردہ ام

طالب آملی ہم دارد:

ہلاکِ ایں ظرافت می تواں شد
کہ خوش طبعانہ با من کرد صحبت

لیکن در روزمرّۂ حال قباحتے پیدا کردہ و بمعنی جماع کردن شہرت گرفتہ، ہرچند زعمِ عوام است۔

---

(۱) م: بستہ، دیوانِ حافظ (قزوینی، ص ۱۱): بست، لیکن فہرست میں 'بستہ' ہے۔

صحن: معروف؛ وطبق طعام، ونظام دست غیب

درہجو گوید:

رنگ بر رُوے صحنِ آش شکست
تا تو کردی بجو روش آہنگ

دنو ے از قماش۔ سند در لفظِ 'آش' گذشت۔

صحبتی: بیاے خطّی معروف؛ ہم صحبت؛

باقر کاشی؛ (رباعی):

عمریست کہ ما صحبتیِ غم شدہ ایم
سرمایۂ رشکِ اہلِ عالم شدہ ایم
باقر من و غم جدا نگردیم ز ہم
افیونیِ آشنائی ہم شدہ ایم

تناظرِ صاد از منظرِ دال:

صد در صدِ کرمان: محال کرمان است کہ ہر یکے از حدودِ اربعۂ آں صد فرسخ است۔ (ع)۔ شفائی در ہجو گوید.

مومن ہلیلم بازی جہلاں بہ کجا رفت
پا کاریِ صد در صدِ کرماں بہ کجا رفت

تناظرِ صاد از منظرِ رائے مہملہ:

صراحی بازی: مرادف شیشہ بازی' وآں گزشت۔ سعید اشرف (۱):

قامت ز ادا رقصِ روانی دارد
گردن (۲) ز اصول در صراحی بازیست

تناظر صاد از منظرِ فا:

صفاے قلندری: چار ضرب زدن۔ شانی تکلو:

می برد زنگ از دلِ شانی
این صفاے (۱) قلندری کہ تراست

صفازدن: مرادف خوش بادزدن' وآں گذشت۔
رضی دانش:

دامنے بر آتشِ گل چوں صبا باید زدن
سیرچشمانِ گلستاں را صفا باید زدن

(۱) ب: محمد قلی بیگ سلیم (۲) م: کردن، صحیح از ب

(۱) م: صفائی

تناظرِ صاد از منظرِ لام:

صلا زدن: مرادف 'آواز کردن' کہ گذشت۔

محسن تاثیر:

نہ پنداری کہ از قیدِ جنونِ عشق دلگیرم
صلا بر سنگِ طفلاں می زند آواز زنجیرم (۱)

تناظرِ صاد از منظرِ نون:

صندوقِ سِر: بہ کسرِ سین؛ رازدار۔ در محاورہ گویند، 'من صندوقِ سِر کسے نیستم کہ حرفہائے مردم را نہادن دارم'۔

(ع)۔ زلالی:

بتاراج گہر جاں را ہوس نیست
دلم صندوقِ سِرِّ ہیچ کس نیست

شفائی:

یک چند لب بمہرِ حیا زیستم بس است
صندوقِ سرزنِ (۱) جلبے نیستم بس است (۲)

---

(۱) تیزیب: طالب آملی:

بخوان عشرتم اے ہمدماں صلا مزنید
کہ دستِ ذائقہ زیں تلخ ماحضر شستم

---

(۱) م: زنے

(۲) تیزیب: محمد سعید اشرف:

سادہ لوح آں کس کہ کرد آئینہ را صندوقِ سر
نے بدل اشرف ز کس پوشیدہ ماند رازِ من

عبدالغنی قبول:

نیستم صندوقِ سر کس کہ می گویم عیاں
گوہرِ بحرِ حقیقت را صدف بوطالب ست

تناظرِ صاد از منظرِ واو(۱):

صورت برداشتن: مرادفِ 'طرح برداشتن'

کہ آں خواہد آمد۔ قدسی:

قضا ز پایۂ قدرِ تو صورتے برداشت
زمانہ نام نہادش سپہرِ کیوانی

صورت ساز: مصوِّر۔ سالک یزدی:

از نسیمِ نفسم در چمنِ صورت ساز
بشگفد غنچۂ تصویر بصد شادابی

صورت: معروف؛ فارسیاں بر چہرۂ شخص اطلاق کنند۔ (ع)۔ طغرا در مرثیہ گوید:

نخوردہ ہیچ گہ خورشیدِ تاباں زخم بر صورت
ز زویش از چہ تیرِ آسمانی خوں چکاں رفتہ

حیرتی(۲):

من چو دیدم صورتت رفتم ز دست
دیگراں را تا چہ صورت دست داد(۳)

صورت بازی: صورتِ خود را بوضع و شکل و رنگ و ریشِ دیگرے ساختن؛ و ایں عمل را در ہندوستان 'بھــروپ' گویند۔ (ع)۔ محمد قلی سلیم طہرانی:

روز روشن وقتِ صورت بازیِ آئینہ است
ہست عیبے(۴) در ہنر آں را کہ شب بازی کند

درویش والہ ہروی:

فکند رُو سوے اُو ہیچ کس از خود بیناں
خصم اگر آئینہ کردار شود صورت باز(۱)

---

(۱) م: داو (۲) ب: حسرتی
(۳) ب: داد دست (۴) م: نیبی، صحیح از ب

---

(۱) نیز ب؛ میرزا صائب:

حُسنِ معنی ہر کہ دارد مردمِ چشمِ من است
چشمِ من چوں خانۂ آئینہ صورت باز نیست

محمد قلی سلیم:

ہر چہ در دل پرتو اندازد ظہورے می کند
گر بمعنی بنگری آئینہ صورت باز نیست

تناظرِ صاد از منظرِ یائے حطّی:

صیقلی: آئینہ و شمشیرِ صیقل(۱) زدہ و روشنگر نیز۔

مثالِ معنیِ اوّل، میرزا محمد علی صائب تبریزی گوید:

گردد اگر ز رائے منیرِ تو صیقلی
ایمن ز موریانہ بود دیگر آینہ

مثالِ معنیِ دوم، طغرائے مشہدی گوید:

عشق در فکرِ شکستِ رنگ و ما را رنگ نیست
صیقلی آمادۂ کار و نشاں از زنگ نیست (۲)

صیغہ: نکاح۔ شفیع اثر در صفتِ پادشاہ گوید:

چناں رسمِ بد در جہاں رُو نہفت
کہ بے صیغہ مرغاں نکردند جفت

(۱) م: صیقل

(۲) نیز ب: مرتضیٰ قلی بیگ:

گر بظاہر در نظرہا بے ہنر باشم، چہ باک
ہم چو تیغِ صیقلی باشد نہاں جوہر مرا

تناظرِ طائے مہملہ از منظرِ الف:

طاسِ ساعت: پیمانۂ ساعت کہ آں معروف است۔

نظیری نیشاپوری (رباعی):

بنوازیدم بزخمہ طاعت این است
آرید بنالہ ام شفاعت این است
در ہر گریم پُر و تہی گردد چشم
گریاں زنید طاسِ ساعت این است

طاق و جفت: بازیِ معروف قمار۔ میرزا طاہر وحید:

طاق و جفتی باختم با ابروش، دلدار برد
طاق بود ابروے او، من جفت گفتم، یار برد (۱)

طاق: مقابلِ جفت، بہمیں مناسبت بمعنی تنہا و بیکس آرند۔ طالب آملی:

در ہوائے محملے من ہم بیابانی شدم
چوں کنم، بیچارہ مجنوں سخت طاق افتادہ بود (۲)

(۱) نیز ب: سید حسین خالص:

قمارِ عشق می بازی کنوں، آں سرگرانی کو
کہ طاق و جفت با ابروے خود بازی نمی کردی

نیز ظہیر فاریابی (قصائد... ص۴):

چو طاق و جفت زنند، از طریقِ لعب کنند
بتیر تنہا جفت و بہ تیغ سرہا طاق
(در مدحِ تخت نشستنِ نصرۃ الدین)

(۲) نیز ب: ملا طغرا:

اگر نغمہ غنی کند در عراق
شود صیر اہلِ نشاپور طاق (جاری)

طاق بندی و طاق نمائی: نقشے کہ بصورتِ طاق در دیوار ہا سازند براے خوش نمائی۔ حکیم زلالی در "سلیمان نامہ" گوید:

بہر روزنے قلعہ یکسو شدہ
ہمہ طاق بندیِ ابرو شدہ

امیر شیم (۱) سہیلی:

بر سینہ ہمیں (۲) نعل بریدم کہ نشاید
محنت کدہ اے را بہ ازیں طاق نمائی

طاق زدن: نوعے از جستن است کہ آں را 'گنبد زدن' نیز گویند۔ میرزا داراب بیگ جویا (۳) در تعریفِ اسپ گوید:

زند طاق از دمِ خودگاہ رفتار
برنگِ ابروے (۴) خوباں گرہ دار

طارمِ انگور (۵): 'داربست' کہ گذشت۔ ظہوری:

مستِ ترا بہ طارمِ تاک است دیدہ بار
مستغنی از تفرجِ ایں سبز طارم است (۶)

در حرکتِ راے 'طارم' اختلاف است، بعضے در قافیہ مفتو آرند و بعضے مضموم، و سالک قزوینی دریں شعر:

سیارۂ ایں بلند طارم
خوانند ورا (۱) ابوالمکارم

مکسور آوردہ۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
باقر کاشی:

ہست غم و درد چند باشیم
چوں طاقت طاق گشت، اشیم

(۱) ب: شیم (۲) ب: ہمہ
(۳) م: جوبا (۴) م: ابرو، تصحیح از کلیاتِ جویا
(۵) م: انگور، تصحیح از شعرِ عرفی (قصائد... ص ۱۴، قصیدہ در نعت):

بعونِ نعمتِ عشقِ تو فارغم ز نعیم
نہ بُوے شیر شناسم نہ طارمِ انگور

(۶) نیز ب، ظہوری:

شاہا ہمہ ایزدِ پاک را
ثریا دو طارمِ تاک را

---

(۱) م: اورا، تصحیح از ب.

تناظرِ طاے مہملہ از منظرِ باے موحدہ:

طبلِ سوم زدنِ عسس: عبارت است از طبلے که نیم شب زنند براے امتناعِ سیرِ مردم در کوے و برزن۔ نظیری نیشاپوری:

ملک خفت و عسس طبلِ سوم زد
شدیم از زحمتِ اغیار فارغ

طبق: معروف؛ و عملے که زنان حکه بر پا ہم کنند و آں وراے جرمینه بستن است، صرف مالیدنِ اعضاے مخصوصه است با یک دیگر۔ عالی:

از کاسۂ کس گرفته سرپوش
در کار طبق چو دیگ در جوش

زلالی در صفتِ زالے گوید:

طبق می زد بہم فرج و دہانش
درو انگشتِ حیرانی زبانش

قدسی نیز در صفتِ زالے گوید:

ز بس ناتوانی قدش کرده خم
طبق زن شده فرج و بینی بہم

طبلِ امان زدن: زنہار و امان خواستن۔ شفیع اثر:

روز میداں چوں گذارد جرأت پا در میاں
می زند خصم از تپیدنہاے دل طبلِ اماں

طبل خوردن: رمیدن و خود را کناره کردن۔ (ج)۔ سعید اشرف:

از بحریِ نظارۂ او طبل می خورد
طاؤسِ کبک جلوۂ طوطی کلامِ ما(۱)

طبله: چیزے است از مو بافته، قوشچیاں بر دست دارند، چوں آں را مقابلِ باز بہ پرواز آمده حرکت دہند، باز، باز آید و بر دست جا گیرد۔ (ع)۔ سید حسین جرأت خلفِ سید علی سید سبزواری:

آخر آں ترکِ شکار افگن بدامِ ما نشد
طبله از بال و پرے بستیم و رامِ ما نشد

طبل در زیرِ گلیم(۲): پنہاں داشتنِ امرے که در نہایتِ ظہور باشد۔ (ج)۔ صائبا:

عشق در پیراں بود چو طبل در زیرِ گلیم
در جواناں عشقِ شور انگیز عیدِ رُستانست

طبّ النسا: کتابے که خاصۂ معالجات امراضِ نساء در آں مذکور باشد۔ اشرف:

در دم از طبّ النساے دخترِ رز شد علاج
آبِ نارے پرستاں آبِ انگور است و بس

طبیعت دُزد است: یعنی اوضاع و اطوارِ ہم نشیناں زود فرا گیرد، کسے را که صحبت در او زود اثر کند گویند، 'طبیعتِ دُزدی دارد'۔ (ع)۔ اشرف:

با آنکه تو صاحب طبیعت شده ای
ایں حرف مَثَل شد که طبیعت دُزد است

---

(۱) نیز، صائب:

طبل از ہجومِ سنگِ ملامت نمی خورم
چوں کبکِ مستِ خنده بہ کہسار کرده ایم

(۲) م: بگلیم، تصحیح از کلیاتِ صائب

طبیعت کردہ: چوں طفلِ رضیع خندہ کند یا حرف زند، گویند، 'طبیعت کردہ است'، یعنی طبع و استعدادے بہم رسانیدہ است۔ (ع)۔ سند در عزتِ نعمت خان عالی دیدہ شد۔

طبخ نظر: از غایتِ اہتمام پیشِ چشم طبخ طعام فرمودن۔ (ع)۔ شفیع اثر:

یار را پختہ بنظارہ اثر می کردم
دوش طبخ نظرے بود دلِ شیدا را (۱)

'طبخ حضور' ہم گویند۔ (ع)۔ رضی (۲) دانش بستہ:

بہ گرمی ہاے ہندستاں صبورم
گوارا نیست جز طبخِ حضورم

(۱) نیز ب: تاثیر:

بر جز و کل خوش است نظر پختہ تر کنم
دل گرمِ شوق گشت کہ طبخ نظر کنم

(۲) ب: راضی

تناظرِ طا از منظرِ راے مہملہ:

طرح برداشتن: چیزے را شکل ساختن؛ چوں خانہ را مانند خانہ دیگرے عمارت کنند، گویند، 'از خانہ فلاں کس طرح برداشتہ ایم'۔ (ع)۔ سالک یزدی:

ما صنم خانہ عشقیم، خلیلے باید
کہ زبُت خانہ ما طرح حرم بردارد

طرح کش: مغلوب و زبوں۔ کلیم:

بنگر بجز و ناریِ من گر ندیدہ ای
آں آتشے کہ طرح کشِ بوریا شود (۱)

وسازندۂ کار۔ طغرا:

بامیدے کہ تو بر سر پیچی
موجِ گل طرح کشِ دستار است (۲)

طرح: بفتحِ اوّل و سکونِ دوم، چیزے انداختن منجمان و رمالاں گویند، 'ایں عدد طرح کردیم'، یعنی انداختم؛ و نامِ فوجے است وراے میمنہ و میسرہ و آں براے امداد و اعانتِ جمیع افواج است تا بہر فوجے کہ غنیم زور آرد، بمدد برسد۔ از کتبِ تواریخ معلوم شد و سند در 'نشر باشون' گذشت و نیز

(۱) یہ شعر دیوانِ کلیم میں نہیں ملا۔

(۲) نیز ب: سالک قزوینی:

سالک ہمیشہ طرح کشِ عشق ظالم
آں جان و دل کہ می دہم امروز باج نیست

میرزا رضی دانش:

وصالِ شاہدِ معنی بوقتِ خود دریاب
مباش طرح کشِ تلخِ آبدار عبث

رُو گرداندن و اعراض کردن۔ علامیِ فہامی در "اکبرنامہ" گوید (فقرہ):

مناسب دولت قاہرے آنست کہ جنگ را
طرح دادہ از آب زبدہ بگذریم و بہدیہ نفسے
راست کنیم و مردم تازہ زور فراہم آوریم۔ (۱)

طرح قانون: نوعے از اتو کشی کہ خطوط اتو مثل تار قانون دراز و بہم پیوستہ باشد۔ مفید بلخی:

میانِ نغمہ سنجاں رازِ دل در پردہ می گویم
فغاں چوں تار دارم از قبائے طرح قانونش

طَرَف: بفتحتین: مقابل۔ سَند در آب حرام گذشت، وسنجر کاشی نیز گوید:

رمز ہر نکتہ دقیق و طرف بحث عوام
گر گلو پارہ کنم کس بسخن وا نرسد

محسن تاثیر:

طرف صحبتِ من یک طرف افتاد و برفت
بلبلے نیست، چہ لذت ز غزل خوانیِ من (۱)

نظر بہ ہمیں معنی در محاورہ 'منکوحہ' را نیز 'طرف' گویند۔ (ع)۔ و 'طَرَف شدن'، مقابل شدن است۔ میرزا صائبا:

پیشِ مژگانِ درازت کہ ہدف خواہد شد
چوں تو بر یک طرف اُفتی کہ طرف خواہد شد

وطَرْف، بسکونِ ثانی: گوشہ و کنارا را گویند؛ مثلاً طَرْفِ دامن، وطَرْفِ کلاہ۔ خان خالص:

زبس دامن ازیں گلشن برنگِ غنچہ برچیدم
رسانیدم بہ معراجِ گریباں طرفِ دامن را

سالک یزدی:

یک رہ ز دور طرفِ کلاہے ندیدہ ام
عیدے نکردہ ابروے ماہے ندیدہ ام (۲)

و فائدہ و حاصل نیز۔ گویند 'از فلاں جا طَرْف بستیم'، یعنی فائدہ حاصل کردیم۔ وحید:

چو شاخِ بارور از باغِ دہر اہلِ تمیز
بجز شکستگیِ خود چہ طرف بربستند

لیکن بدیں معنی بصلہ 'از' آمدہ، بدونِ آں در کلامِ اساتذہ دیدہ نشد، اِلّا 'طرف بستن' بدونِ صلہ 'از'، بہ معنیِ مقابل شدن آمدہ۔ سنجر کاشی:

---

(۱) حافظ (قزوینی، ص ۱۳):

نبود نقش دو عالم کہ رنگ الفت بود
زمانہ طرح محبت نہ ایں زماں انداخت

ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۲۷۱):

در نظر شاخِ گلے دارم کہ در ہر سرزمیں
رنگ می ریزم ز اشک و طرحِ گلشن می کشم

(ب: 'می کشم' کی بجائے 'می کنم')

عرفی (قصائد...، ص ۲):

اے بہ طبعِ باغ کون از بہر برہانِ حدوث
طرحِ رنگ آمیزی از فصلِ خزاں انداختہ

(ب: 'آمیزی' کے بعد 'از' نہیں ہے۔)

(۱) نیز واقف بٹالوی (دیوان، ص ۲۵۵):

ناشستہ رُو ست آئینہ با اُو طرف شدن
ہرگز نہ زیبد از تو بہ زیبائیت قسم

(۲) نیز ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۲۵۲):

اگر بلبل ہزاراں نغمہ ہائے دل کشا آرد
نخواہد گل شکفتن تا نبیند طرف دستارش

(ب: 'آرد' کی بجائے 'دارد')

که پیش راهِ تو گیرد که طرف بر بندد
چو بر سپاه مخالف رواں کنی یکراں

طَرَف، بفتحتین، نیز بمعنی فائده آمده۔ میلی:

صراطِ عشق خطرناک میلی و تو زبوں
ترا امیدِ طَرَف زیں صراط بر طرف است

طرَف برداشتن، بسکونِ دوم نیز بمعنی فائده حاصل کردن است۔ محسن تاثیر (رُباعی):

با اہلِ سخن نشیں وطرَفے بردار
از کیسهٔ عمر نقدِ صرفے بردار
در معرکهٔ ہنر به تیروے سخن
با تیغ زبانی سرِ حرفے بردار

طَرَفِ شام: بفتحتین، مرادفِ تنگِ(۱) شام کہ آں گذشت۔ میرزا صائبا:

پیراں تلاشِ رزق فزوں از جواں کنند
حرصِ گدا شود طَرَفِ شام بیشتر

'طُرفِ صبح' نیز شنیده شد۔

طُرفگی: بضم؛ بازی گری۔ سلطان علی رہی:

شہیدِ طرفگیِ روے(۲) گل عذارانم
صبا به مشہدم آرد ز لاله زار چراغ

بدیعی سمرقندی(۳):

کنند خال وخلعت از براے بردنِ دل
ہزار طرفگی و صد ہزار بوالعجبی

(۱) م: بنگ، تصحیح قیاسی (۲) ب: خوے
(۳) م: شمرقندی، تصحیح از ب

طُرفه: بازیگر۔ چوں ایں قوم در بغداد سر آمدِ ہر شہر است '**طرفهٔ بغداد**' مشہور شده۔ میرزا خلیل (فقره):

از شوخگی و طرفگی یادے از طرفهٔ بغداد می دہد...الخ۔(۱)

صاحب ''کشف اللغات،'' '**بوالعجب**' ہم بمعنی استاد بازیگر نوشته و '**اعجوبگی**' نیز بازی گری است۔ وحید در مذمتِ ابروے ماہی گوید:

یا که باشد زنگیِ پیرے که از اعجوبگی(۲)
از زنخ یک دم فتد ریشِ سفید او بپا

طرح کردن و ریختن و افشاندن: معروف؛ اوّل و دوم مشہور است۔ سوم: طالب آملی:

اے خوش آں شب که بر سرِ کویش
طرحِ آه و فغاں بیفشانی

طُرّه: بضمِ اوّل وتشدیدِ ثانی: زلف: ظہوری:

نگرود شب، سفید از شرمساری
ز مشکیں طرّهٔ روزم سیاه است

و کاکل نیز۔ طغرا:

کم ز دلِ شانه نیست خاطرِ بادِ صبا
طرّه چو گردید جمع زلفِ پریشاں خوش است

و نیز چیزے که بر سرِ ایوان سازند، بتازی آں را '**مظلّه**' نیز گویند و در فارسی '**باداں گریز**' (ح)۔ شفیع اثر در صفتِ عمارت:

زبس خوں کرده در دل طرّهٔ او چرخِ مینارا
نماید عقدِ پرویں در نظر چوں پنجهٔ مرجاں

(۱) م: الخ (۲) م: عجوبگی، تصحیح قیاسی

صائبا در صفتِ قصرِ شاہ عباس گوید:

طرّہ اش بالِ پری زاد است کز فرمانِ حق
سایہ گسترده است بر فرقِ سلیمانِ جہاں

'طُرّۂ ایوان' ہم گویند۔ محسن تاثیر:

چشمِ اُو با طاقِ ابرو لیلیِ ایوانِ (۱) اُو
طرّۂ ایوانِ لیلی جز کۂ مژگانِ اُو

ہم تارہاے مقیش کہ باہم جمع کردہ بر دستار گذارند۔ محسن تاثیر:

مرا از طرّۂ دستار روشن گشت ایں معنی
کہ در دنبال می باشد کشادی، بستگی ہا را

شفیع اثر:

چوں سبحہ دل شکستیم، بس چہ غم کہ نیست
عمامہ ام چو مقری تسبیح طرّہ دار

تذبذبے کہ عزیزاں در صحتِ ایں لفظ بدیں معنی دارند و گویند کہ معلوم نیست کہ خان خالص موافقِ رسمِ ہندوستان گفتہ یا اصطلاحِ اہلِ ولایت ہم ہست، از اشعارِ شعراے مزبور (۲) کہ بہ ہند نیامدہ اند، رفع شد۔ آنچہ بعدِ تتبع محقق گشت، آوردنِ 'طُرّہ' بدونِ لفظِ 'دستار' و 'عمامہ' جائز نیست، زیرا کہ در شعرِ اوستادے دیدہ نشد، الّا خان سراج المحققین در شعر:

بہرِ مزید جاہ ہمہ داغِ حسرت است
طاؤس وار ہر کہ بہ بینی تو طرّہ دار

آوردہ پُر غریب است۔

طُـرّہ بـازی: بازیے است کہ اطفال بازند و آں چناں است کہ کرپاسے را مثلِ تازیانہ تاب دادہ بر یک دیگر زنند۔ (ع)۔ و نیز گفتہ اند کہ ہر چیز تاب دادہ را 'طـرّہ' گویند، از ایں رو اطلاق آں بر تازیانہ درست شدہ۔

مخلص کاشی:

اگر چہ رفتہ بسر دور طرّہ بازیِ مخلص
ولے چو طرّۂ زلفِ تو دید تاب ندارد

طُرّفدار: بفتحتین، پادشاہ و حاکم و جاگیردار۔ (ج)۔

طالب آملی:

صف درّ و بر ستارہ صفدارت
باج شاہاں خورد طرفدارت

طریقه: بمعنی روش۔ آقا حسن وحدت (رُباعی):

آں را کہ بجز عشق و جنوں مشرب نیست
غیر از رہِ بے تکلفی مذہب نیست
پُر می کردم طریقۂ اہلِ جہاں
آرے، آرے طریقہ بے عقرب نیست

---

(۱) م: لیلی و ایوان، تصحیح از ب

(۲) م: مذبور (دوسرا حرف 'ذال')، تصحیح از عمید

تناظرِ طا از منظرِ سینِ مہملہ:

طِسق آسیا: بکسرِ اوّل؛ وجہ(۱) معینے کہ آسیابانان بسرکارِ پادشاہِ ایران رسانند و ایں از جملہ باجہائے آنجاست۔ (ع)۔ شفیع اثر(۲):

نارُستہ تخم کشتہ ہنوز از زمینِ وقف
بر زارعاں حوالہ کند طِسق آسیا

(۱) م: وجہ، تصحیح از ب
(۲) ب: ''شفیع اثر در ہجوِ نجف قلی خان صدرِ ایران''

تناظرِ طا از منظرِ فا:

طفل در گریباں افگندن: رسمِ ولایت است کہ خاتونے کہ پسر ندارد و پسرِ رضیع یکے را از اقربا و اقوامِ خود بتبنّی گیرد(۱)، پسر را در گریباں کردہ از دامن بر می آرد، وجہِ آں بر عاقلِ فطن پیداست۔ (ع)۔ وحید:

زدل زائیدہ طفلِ اشک وچشم ازخویش می داند
چو فرزندے کہ اندازند مردم در گریبانش

طفلِ شش ماہۂ رز: شراب(۲)، چہ رسیدن شراب در شش ماہ مقرر داشتہ اند۔ طغرا:

طفلِ شش ماہۂ رز(۳) یک نفس آرام نیافت
تا نگردیدہ بہ گہوارۂ مینا در خواب

طفلِ شش روزۂ عالم(۴): بحکمِ 'خلق السمٰوات والارض فی ستّۃ ایّام' کنایہ از دنیا و مافیہا۔ صائبا:

ما حریفانِ کہن سال جہان اَزلیم
طفلِ شش روزۂ عالم ندہد بازی ما

بعضے گویند کنایہ از انسان است۔

طفل بر درِ مسجد و بہ مسجد افگندن: چوں زنِ فاحشہ از نطفۂ حرام فرزندے بار آرد نہانی آں را بر درِ مسجد

(۱) ب: یعنی ''بفرزندی گیرد''
(۲) م: ''طفل شش ماہہ'' بطور محاورہ اور ''رز شراب'' (پہلا حرف 'ز') بطورِ معنی دیے ہیں۔ تصحیح از ب
(۳) م: زر، تصحیح از ب (۴) ب نے ''عالم'' معنوں میں دیا ہے۔

افگندو برگردو، تا ہر کہ بسرِ وقتش رسد، بردارد۔ (ع)۔ طغرا:

مردِ خدا نمی شود گرچہ زنِ کنارِ خود
بر درِ مسجد افگند طفلِ حرام زادہ را

شفیع اثر:

طفلِ اشکے کز غمِ دنیا ز طبعت زادہ است
شرم بادت گر ز چشم آں را بہ مسجد افگنی (۱)

طفلانِ چمن: کنایہ از نباتاتِ نو رُستہ۔ سلیم:

طفلانِ چمن را چو شرر نیست بقاے
در باغ خزانست کہ ہمزادِ بہار است

طفرہ: برجستن۔ (ن)۔ وفاصلہ اے کہ درمیانِ کارے افتد۔ از شرحِ میر نوراللہ کہ در حلِ مشکلاتِ مثنویِ معنوی بقلم آوردہ، معلوم شد۔ حاجی قدسی در تعریفِ اسپ گوید:

نپوید بترتیبِ منزل چو ماہ
از و مختصر طفرہ طومارِ راہ

ظہوری گوید:

نہال ار بنامش نشاندے (۲) بیاں
برش طفرہ بودے وطیِ اللساں (۳)

---

(۱) نیز ب: سعید اشرف:

ریختت بخانۂ خدا اشکِ ریاے زاہداں
قحبہ بہ مسجد افگند طفلِ حرام زادہ را

(۲) ب: ثنائش نہادے

(۳) نیز ب: حکیم سنائی در صفتِ اسپ:

سمندِ عزمِ تو گاہے بکامِ دل جہد
بہ پہنِ دشتِ تصور زِ تنگ دامانی
ز راہِ طفرہ چناں کرد امتناعِ وجود
فرو نشاند بسیلاب برف جولانی

تناظرِ طا از منظرِ لام:

طلا کردن: بہ اصطلاحِ اطبا 'طلا کردن' مالیدنِ دواے رقیقے است بر عضوِ ملؤف، برخلافِ ضماد کہ آں رقیق نباشد و 'اطلا' تازیِ آں است۔ شعرا مطلق بر مالیدن واندودن استعمال کنند۔ اشرف:

تفاخر بہ زرّیں قبا می کنی
طلاے بر آہن طلا می کنی (۱)

طلسم: صورتے کہ از عملِ نیرنجات راست کنند تا کسے از حد تجاوز نکند و آں طرف راہ نتواند برد۔ گاہے از آبگینہ سازند۔ سالک:

تدبیرِ عقل حل نکند عقدۂ سپہر
بستند ایں طلسمِ زجاجی بنامِ عشق (۲)

وفارسیاں بمعنیِ قید آرند۔ طغرا:

ہست حق بامن اگر شکوہ ز صیاد کنم
زانکہ ناحق بطلسمِ قفس انداخت مرا

طلایہ: دواے کہ طلا کنند۔ ظہوری:

سُرخ رویند عاشقاں در ہند
خونِ ناب است گر طلایۂ عشق

---

(۱) ظہوری:

صداعِ اجل را دوا کردہ اند
کہ بر جبہۂ زیں نے طلا کردہ اند

(۲) نیز ب: محمد قلی بیگ سلیم:

ہیچ کس معرکۂ شہرتِ مجنوں نہ شکست
ایں طلسمے ست کہ برنامِ سلیماں بستند

و جمعے از لشکر کہ شبہا بہ کشک در دَور اُردوے لشکر برائے پاس بگردند۔ (۱) از لغتِ مجد الدین علی قوسی معلوم شد۔ از "ظفرنامہ":

ظفر خیلِ سپاہش را طلایہ
لواے جیشِ اُو را فتح سایہ

تناظرِ طا از منظرِ نون:

طنبی و طنابی: ایوانے کہ توے ایوانِ کلاں باشد۔ سنجر کاشی:

فتاد برف، بخاری سبک برافروزیم
کہ وقت صحبتِ شبہا و گوشۂ طنبی است

طغرا:

از موجِ رطوبت، گلِ نوخیزِ چمن را
گر خانہ بود تنگ شود قصرِ طنابی

طنابِ قُرَق (۱): بہ ہر دو قاف؛ طنابے کہ در سواری سلاطین و حکام بندند جہتِ امتناعِ آمد و رفتِ مردمِ عوام؛ از عالمِ "بارۂ" ہند۔ (ح)۔ شفیع اثر:

ز چینِ جبہہ، فرومایگانِ دنیادار
کشیدہ اند طنابِ قُرق (۲) برائے فقیر

ایضاً لہ:

بر سرِ راہ اُو طنابِ قُرق
بستہ از چلّۂ کماں باشد

(۱) م: بگردند

(۲،۱) ب: قورق؛ غیاث: قرق

تناظرِ طا از منظرِ واو:

طوق: چیزے است از عالمِ علَم کہ شکلِ پنجہ بر آں نصب کنند۔ (ع)۔ و آں بر دو گونہ است: یکے 'چتر طوق' از عالمِ علَم است کوتاہ تر از و قطاسے چند بر افزایند۔ دوم 'تومان طوق'، ہم ازاں عالم لیکن از و دراز تر۔ در علمہا ایں را پایہ برتر نہند و آخریں بہ بزرگ تومنیاں اختصاص یابد۔ از "آئینِ اکبری" بعینہٖ ایں عبارت مرقوم شد، اگرچہ 'طـــوق' بدیں معنی بطائے دستہ دارم مرسوم شدہ؛ لیکن بعدِ تحقیق ثابت گشت کہ بتائے قرشت است۔ سلیم در صفتِ کیلہ گوید:

خلفا بلشکر از جہاں راندہ اے
علم و طوقِ شاں بجا ماندہ اے

'طوقچی' شخصے است کہ طوق بردارد۔ سیفی:

نگار طوقچی، آں بادشاہ کشورِ حُسن
کہ طوقِ بیرقِ اُو شد مدار لشکرِ حُسن

محمد علی ماہر 'سرِ طوق' بمقطوع الاضافہ بدیں معنی آوردہ:

بہ رزم از شکل سرِ طوقش ہویدا است
الفہائے کہ در 'اِنّـــا فتحنـــا' ست

تناظرِ ظائے معجمہ از منظرِ رائے مہملہ:

ظرف: معروف و بمعنی حوصلہ آرند: شخص کم حوصلہ را 'یک ظرف' و 'تنک ظرف' گویند۔ وحشی:

ایں ظرف بیں کہ تشنہ لباں را بہ قطرہ اے
صد احتیاج ہست و تمنّا نمی کنند.

ظرفیت داشتن(۱)**:** حوصلہ داشتن۔ محسن تاثیر:

مغلوب گشت دلبرِ غالب حریفِ من
ظرفیتے نداشت نگارِ ظریفِ من

(۱) ب: ظرفیت نداشتن

تناظرِ ظا از منظرِ ہا:

ظہور: لفظ عربی است، معنی آں ظاہر است؛ فارسیاں بمعنی 'نمایاں' آرند۔ ظہوری:

ترا چہ رتبہ کہ اندیشۂ وصال کنی
ادب خود است ظہوری، چنیں ظہور مکن

سنجر کاشی:

رسد بہ عہدت شاعر بپایۂ ملکی
زہے نوازشِ شاہ و زہے ظہورِ سخن (۱)

تناظرِ عینِ مہملہ از منظرِ الف:

عاشق پَرانی: ہر روز عاشق نوی رسانیدنِ معشوق؛ و 'معشوق پَرانی' مقابل آنست کہ خواہد آمد۔ (ع)۔ سائک تر زینی:

ازگلِ عاشق پَرانی جلوہ می بالد بخود
سرو از بالاے قمری بر سرِ ناز ایستد

عاشقِ یک فصلہ: آشناے ایامِ دولت۔ (ع)۔ رہی شاپور:

چو مرغِ عاشقِ یک فصلہ نیستم شاپور
سرِ خزاں بسلامت اگر بہار گذشت

---

(۱) تیزب: درویش والہ ہروی در تعریف سفینہ:

گوئی بزمِ اہلِ تاریخ ظہور کرد
باپوست پارہ اختر میموں گاویاں

تناظرِ عین از منظرِ تاے قرشت:

عُتُلّ: بضمتین وتشدید لام؛ غلیظ ودرشت۔ (ص)۔

نعمت خان عالی:

ثالث عتلِ حنبل با قامتِ مطوّل
واں چشمہاے احول (۱) بسیار حشو ومہمل

'حنبل' بجاے حطّی ونون وباے موحدہ؛ شخصِ کلاں شکم۔ (ع)۔

---

(۱) م: احوال، تصحیح از ب

تناظرِ عین از منظرِ راے مہملہ:

عَرّادہ: بالتشدید؛ نوعے از آلاتِ جنگِ قلعہ، خُردتر از منجنیق (۱) کہ بداں سنگ بر سرِ خصم اندازند۔ (ل)۔

از "ظفرنامہ" (۲):

نہ عرّادہ برگرد (۳) اُو رہ شناس
نہ از گردشِ منجنیقش ہراس

سعید اشرف:

دورِ گردوں زندگی را شہد و (۴) درہم می کند
بادپاے عمر زیں عرّادہ ہا رم می کند (۵)

عرشہ: مکانِ بلندے کہ براے نشستنِ اغنیا درجہاز سازند۔ (ع)۔ دراصل بمعنی سقفِ خانہ است۔

میر الہی:

درآں سفینہ کشد ناخداے جاہِ تو رخت
کہ ہست عرشۂ اُو چرخ واخترانِ سکاں

عرضِ حیات: بہ ضادِ معجمہ؛ بخوبی وخوشی گذشتن

---

(۱) م: منجلیق، تصحیح از ب

(۲) ب: خواجہ نظامی در تعریفِ دژ در بند

(۳) م: کرد (۴) م: بند، تصحیح از ب

(۵) نیز ب: عبداللہ ہاتفی:

شد از آتشِ آفت ہنگامہ گرم
سر و مغز از سنگ عرادہ نرم

فردوسی در تعریفِ اسپ:

نہ ترسد ز عرادہ و منجنیق
نگہباں نباید ورا جاثلیق

ایّام زندگی۔ (مح)۔ صائبا:

از آبِ زندگی بشراب التفات کن
از طولِ عمر صلح بعرضِ حیات کن

'پھنائے [(۱)] عمر' نیز گویند۔ ظہوری:

ما بہ پہنائے [(۲)] عمر افزودیم
خضر اگر سعی در درازی کرد

عرصات و خرگاهی [(۳)]: ایں مثل وقتے گویند کہ کسے حرفے را کہ درخلوت باید گفت، درانجمن گوید۔ (ع)۔

عَرَق: بفتحتین، خوے [(۴)] و چیزے دادن؛ 'العرق ما یرشح لک الرجل ای یعطیک لموقرہ۔' (ص)۔ شفیع اثر:

چارۂ بخل نیست جز ریزش
می شود دفع ایں مرض بعرق

طغرا:

ناید از خاقان ایں دور خنک یک مو عرق
گر ز آبِ رز لبالب می کند گرمابہ را

وخجالت کشیدن نیز۔ (ص)۔ صائبا:

گہر ز شرم، عرق می کند بیازارش
چگونہ آب نگردد دلِ خریدارش

وبکسرِ اوّل وسکونِ ثانی، اصلِ ہر چیز۔ (ص)۔ والہ ہروی در مرثیۂ قصیدۂ کیمی، استادِ خود، گوید:

بعرقِ عرب واصلِ [(۱)] عجم ساز سفر کرد
دل زو مژہ آرا، چہ عرب را، چہ عجم را

بمعنی بزرگ نیز مشہور است۔

عرق خانہ: حمام۔ زلالی:

مغزِ عشقے کہ می شود در پوست
در عرق خانۂ محبتِ اوست

عرق ریختن و راندن: سعی در کارے کردن۔ اوّل مشہور است، دوم، طالب آملی گوید:

بجیرتم کہ قدم سودگانِ دشتِ حجاز
براہِ کعبہ چہ گرم اند در عرق رانی [(۲)]

عرق ریز: خادم۔ (مح)۔ میر نجات:

زخمِ ابرِ تو بجان و دلِ رنداں کاریست
ما عرق ریزِ تو و حکمِ تو بر ما جاریست

'عرق ریختن' شرمندہ شدن نیز۔ (مح)۔ ناظم ہروی:

عشق می ریزد عرق چوں دل شود صیدِ ہوس
ہر کہ می میرد [(۳)] طپش می کشد شرمندگی

عروسک: منجنیقِ کوچک۔ (م)۔ امیر خسرو:

براں شد کہ رُو در حصارش نہد [(۴)]
عروسک زناں زیرِ خاکش کند

وبعبے است کہ دوشیزگاں بداں بازی کنند۔ زلالی در

(۱،۲) م: پنہائے، تصحیح از دیوانِ ظہوری

(۳) م: خرکاہی، تصحیح از غیاث

(۴) شعری مثال از ب؛ خواجہ سلمان:

پیشِ عکسِ عارضت میرم کہ شمع از غیرتش
ہر شبے گاہے بود در عرق و گاہے در تب است

(۱) ب: فضل

(۲) نیز ب: رائج:

از پے شادابیِ معنی عرق بار ختم
فیضہا دہ در زمینِ شعر یارانِ مرا

(۳) م: میرد، تصحیح از ب (۴) م: تہد؛ ب: زند

"قصۂ دخترِ زال" گوید:

عروسک بازِ ما طفلِ خیالش
ہراساں مردمِ دیدہ زخالش

و نیز میوہ ایست از اقسامِ زردالو۔ شرف الدین علی یزدی در صفتِ فواکہ گوید:

وصفِ زردالو ار کنم بنیاد
سازم اوّل دل از عروسک شاد

عَرّو گوز(۱): اوّل مفتوح ورائے مہملہ مشدّد و کاف عجمی و واو(۱) زائے معجمہ؛ شور و غوغائے بے محل۔ (ع)۔ طغرا (رُباعی):

پو لچے(۲) در رزم رُو قفائے بودہ
از بہرِ گریز رہنمائے بودہ
نکشودہ بغیرِ عرّ و گوزے از وے
ایں کلّہ دراز کرنائے بودہ(۳)

عرق چیں: طاقیہ کہ زیرِ دستار و کلاہ پوشند؛ از لغتِ تصنیفِ مجد الدین علی قوسی تحقیق شد۔ طغرا:

منہ واعظ دگر زیں گونہ دستارِ کلاں بر سر
کہ آخر چوں عرق چیں در تہِ دستار می مانی(۴)

---

(۱) م: کوز (۱) ب: واو مجہول

(۲) صحیح پولچی (غیاث) (۳) نیز ب: مُلّا فوقی یزدی:

بر دماغِ حُسن چوں بادِ خزاں ریش خورد
عشوہ با آں عرّ و گوز از خویش نفرت می کند

ایضاً:

تا کے ایں کش و فشِ تقطیع و عرّ و گوز مال
غافلی کاخر ترا صد مایۂ خجلت دادہ اند

(۴) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمائیے۔

عرّاک: بفتح و رائے مہملہ مشدّد؛ سخت مالندہ و گوشمال دہندہ۔ (ک)۔ طالب آملی:

ہست شعرم بلند، نے(۱) دعوی
شاعرم بذلہ سنج، نے عرّاک

عرفان: شرم و حیا۔ (ع)۔ محتشم کاشی:

کے گماں می برد دل کاں شمعِ فانوسِ حجاب
چوں زعرفاں دم زند، صد دود ماں برہم خورد

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۴) نیز ب: طاہر وحید:

عرق چیں نمی دوزد آں گل عذار
کہ شاخِ گلش می فشاند بہار

نیز حافظ (قزوینی، ص ۲۴۳):

ز تابِ آتشِ دوری شدم غرقِ عرق چوں گل
بیار اے بادِ شبگیری نسیمے زاں عرق چینم

نیز عبید زاکانی (کلیات، ص ۵۹):

زہے دولت، زہے طالع، زہے بخت
کہ شب پوشِ و عرق چینِ تو دارد

(۱) ب: بے

تناظرِ عین از منظرِ زاے معجمہ:

عزب: زن بے شوہر و مرد بے زن۔
والہ ہروی بہر دو معنی بستہ:

نسبے سخت قریب است خدا خیر کناد
دخترِ رز عزب است و پسرِ حرم عزب

عزیز: معروف(۱)؛ و نایاب نیز۔ سالک یزدی:

دریں زمانہ خریدار گشتہ است عزیز
نشستہ یوسفِ ما خوار در دکاں تنہا

عزیز مُردہ: مقطوع الاضافہ مضموم المیم؛
نفرینے است از عالمِ 'صاحب مردہ' کہ گذشت۔ (ع)۔
مخلص کاشی:

ز فوتِ مال ندارند عاشقاں پروا
'عزیز مردہ' دعاے بود زلیخا را

عزائم: بفتح؛ افسونہاے کہ بر مرضی و آفت زدہ ہا خوانند۔ (ع)۔ سند در 'عدل' خواہد آمد، و عزائم خواں(۲) شخصے کہ افسونہا خواند۔ میرزا صائبا:

عزائم خواں اگر خود را بسوزد جاے آں دارد
کہ از یک شیشہ نے تسخیر کردم صد(۱) پری رو را

---

(۱) شعری امثال از ب؛ سعدی:

اگر بندہ چابک نیاید بکار
عزیزش ندارد خداوندگار

ایضاً:

کسے ملامتِ وامق کند بنادانی
عزیز من کہ ندیدست روے عذرا را

(۲) م: خان، صحیح از ب

(۱) ب: آن

تناظرِ عین از منظرِ شینِ معجمہ:

عشق: در لغت افراطِ محبت است و فارسیاں بمعنی سلام و وداع آرند۔ (ع)۔ مثالِ معنیِ اوّل؛ سالک یزدی:

می رساند چو ضعیفانِ تہی دست ز دور
ماہِ نو عشق بلندے خمِ ابروے ترا

مثالِ معنیِ دوم؛ صائبا:

ز بوستانِ تو عشق بلند می گوییم
چو شبنم از گلِ رویت نبودی می شوییم

فوقی یزدی:

ہمت بنہالیِ عدم خوش خفتہ است
کس نامِ کرم خود بجہاں نشفتہ[1] است
احسانِ زبانیے بیاراں ماندہ است
آں نیز دریں دو روز عشقے گفتہ است

عشور: آنچہ از تجار بر معابرِ بحار[2] بطریقِ باج گیرند؛ از "عالم آرائے عباسی" سکندر بیگ منشی معلوم شد، کما قال (فقرہ):

از تجار و متردّدیں بنا در عشور گرفتہ قلیلے بوالیِ مذکوری دادند۔

دیگر سند در 'اھلِ فرضۃ' گذشت۔

عشر خوان: شخصے کہ بر سرِ گور[3] میت آیاتِ قرآنی خواند۔ میر الٰہی ہمدانی:

روزے کہ در دیارِ محبت روم بخاک
جبریل عشر خواں شود م بر سرِ مزار

عشور و عاشور و عاشورا: تاریخ دہمِ ماہِ محرم۔ سندِ 'عشور' در 'ہا علم خوان' گذشت۔ دوم؛ مومن استر آبادی گوید:

ماہِ عاشور بصد شورش و افغاں آمد
باز دریاے بلا بر سرِ طوفاں آمد

سوم؛ ظہوری:

بشہیدے کہ شد ز ماتمِ اُو
عیدہا تا بحشر عاشورا

در آخرِ 'عاشور' 'ہا' افزودہ 'عاشورہ' گفتن غلطِ عوام است؛ کما لا یخفی علی المتتبع۔

عشوۂ[1] مرمری: عشوۂ خوب۔[2] (ع)۔

فوقی یزدی:

آں یکے چشمک زند، ایک[3] بیا از من بخر
نازہاے نیم رنگ و عشوہ ہاے مرمری

---

(۱) نشفتہ، تصحیح قیاسی (۲) م: بجار
(۳) م: گور، تصحیح از ب

---

(۱) عشوہ ہاے
(۲) ب: "کنایہ از نازہاے سادہ و بیرنگ..."
(۳) ب: کا یک

تناظرِ عین از منظرِ صادِ مہملہ:

عصاے سہ[۱] حرفی: ہماں چوبِ حرفی کہ گذشت۔ (ع)۔ سعید اشرف (رُباعی):

آنانکہ اسیرِ تنگ ظرفی اند ہمہ
یک حرف نخواندہ اند و حرفی اند ہمہ
ایں طائفہ چوں کورسوادانِ جہاں
محتاجِ عصاے سہ[۲] حرفی اند ہمہ

میر افضل ثابت کہ سرآمدِ زباں دانانِ عصر بودہ؛ نیز گوید:

نمودہ اند قلم را عصاے سہ حرفی
بود طبیعتِ ایشان ز بس کہ کورسواد

عصا: معروف و کنایہ از آلۂ تناسل؛ سُدّ در 'شافِ احمر' گذشت۔

(۱،۲) م: سر، تصحیح از چراغ...، و ب

تناظرِ عین از منظرِ قاف:

عقدِ روان و تمکیں: نکاحِ متعہ کہ بہ مذہبِ اہلِ تشیع جائز است، بخلافِ اہلِ سنت و جماعت۔ صائبا:

اے شیشۂ مے چند دہن بستہ نشینی
با جام بکن عقدِ رواں دخترِ رز را

طغرا:

دخترِ رز کہ بود چوں زنِ بے مہر حرام
من بعقدِ تمکین از چہ حلالش نکنم

عقربِ ساعت: صورتِ عقربے است کہ بروقتِ ساعت تعبیہ کنند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

از توکل زہداں نیست مرا بیمِ گزند
ساعتِ عقرب من عقربِ ساعت باشد

عقابین: دو چوبِ بلندے کہ وزیرِ نوشیرواں برپا کردہ، حمزہ را در پوستِ گاو کشیدہ برآں بستہ بود۔ (ع)۔ سعید اشرف:

دخترِ زہد ز اندیشۂ نم وا نشود
حرفِ ناصح بعقابینِ نقابست امروز

چوں کسے در کلفتِ شدیدے باشد گویند، 'ایں جا حمزہ در عقابین است۔' جلالاے طباطبا (فقرہ):

انا حمزہ ایں جا در عقابین است کہ در اداے شکرِ التفات بچہ زبان بیان تواں نمود۔

عقیق: کنایہ از لبِ معشوق و شراب۔

اوّل معروف است، دوم؛ صائبؔ گوید:

زبرگِ پاں لبِ جاناں عقیق پیا شد
حنائے عیدے از بہرِ بوسہ پیدا شد[۱]

(۱) نیز صائبؔ:

گر عقیقِ لب اُو در دہنم آب شود
عاشق تشنہ محال است کہ سیراب شود

تناظرِ عین از منظرِ لام:

علیقاپی: ماقبلِ یائے حطّی آخر بائے فارسی است۔ دروازۂ بلند؛ چہ 'قاپی' در ترکی دروازہ است و 'قاپچی'[۱] دربان؛ نقل از ''درۃ المضیۃ فی اللغۃ الترکیۃ۔''[۲] ایں لفظ مخصوص درخانۂ اعاظمِ ملوک است۔ (ح)۔ سالک یزدی:

ہمچو سالک بر درِ آلِ نبی بُردم[۳] پناہ
جز علی قاپی دریں آفاق مَلجائے کجاست

عَلّم و قَلّم: ہر دو لام مشدّد، بہ اصطلاحِ لوطیاں حیالی و مکاری است۔ (ح)۔

علم بخوں[۴] چرب کردن: در ہنگامِ صف آرائی پیش دستی کردہ یک دوئی را از لشکرِ غنیم بدست آوردن و در پائے علمِ خود گردن[۵] زدہ از خونِ (اُو)[۶] علم چرب کردن۔ ایں را شگونِ ظفری دانند۔ (ح)۔ محمد قلی سلیم:

بخونِ خویش علم چرب کردہ ایم چو شمع
کہ خود نخست ز خصماں بخود اسیر شدیم

عَلمِ ماتم و عَلمِ مردہ: علَمے کہ پیش پیشِ تابوت برند و ایں رسمِ ولایت است۔ (ح)۔ سالک یزدی:

پیش ازاں دم کہ بسوز دز وفاداریہا
شمع در ماتمِ پروانہ علم بردارد

(۱) ترکی لغت: قپوچی، قاپوچی (kapici)، door-keeper, porter, janitor

(۲) م: الترکیہ (۳) م: بہردم، صحیح از ب

(۴) م: بجون (پہلا حرف نون)، صحیح از ب

(۵) م: کردن، صحیح از ب (۶) م: اُو ندارد، صحیح از ب

محسن تاثیر:

گذشتن از جہاں گر خسروی نیست
علم پس، پیش پیشِ مردگاں چیست

علمِ سرِ خاک و علمِ تربت: علمے کہ بر سرِ گور نصب کنند۔ (ع)۔ سالک یزدی:

درمیانِ کشتگانش من شہیدِ غمزہ ام
بر سرِ خاکم علم سازید چوبِ تیر را

بدیعی:

بر سرِ خاکم علم شمشیرِ خوں آلودہ باد
کشتۂ تیغِ جفا را ایں علامت باش، گو

آصفی:

بر خاکِ عاشقاں شگفتہ است شاخِ گل
گلگل ز خونِ کشتہ علمہائے تربت است (۱)

علم باز: جماعتے است کہ در معرکہ و ہنگامہ علم بازی کنند و آں چنانست کہ علم ہائے گراں بر دوش کشیدہ بزورِ قوتِ بازو بہ ہوا اندازند و نگذارند کہ بر زمین رسد۔ (ع)۔ شفیع اثر:

نگردد در بیاباں تا ملول از بے ہم آوازے
کند از بہرِ مجنوں گردباد ایں جا علم بازی

علتِ مشائخ: بہ اصطلاحِ فارسیاں مرادفِ 'ابنہ' (۲) و آں را 'مرضِ اکابر' نیز گویند۔ (ع)۔ نعمت خان عالی در ہجوِ اخلاف و بنائرِ خانِ جہاں بہادر گوید:

مشہور بہ علتِ مشائخ
مغرور بہ خودسری (۱) و لافند

علمِ عید: علمے کہ روزِ عید علم بازاں بداں بازی کنند۔ (ع)۔ کمال خجند:

ہر طرف سروقداں چوں علمِ عید رواں
جائے در عیدگہِ آں سرِ گو می طلبند

علاقۂ دستار: طرۂ دستار کہ گذشت۔ (ع)۔ سلیم:

تذرو بال کشاید ز ذوق بر سرِ سرو
چنانکہ بر سرِ خوباں علاقۂ دستار

علتِ سرخ: مرضے است کہ آں را سرخ باد گویند۔ محسن تاثیر:

ترسم از مے بے صفا آں حسن روز افزون شود
علت سرخ آفت رخسار گندم گون شود

علی قلچماق: بہ جیمِ عجمی؛ نام شخصے است کہ از فساق و سیہ (۲) کاراں بود۔ ناظم تبریزی:

ارشاد بچہ پروریت گر ہوس شود
برخیز و سر بپائے علی قلچماق نہ

'قلچماق' در ترکی سائس راست۔ شاعر:

رفتہ رفتہ قشو قلمداں شد
قلچماقے وزیرِ ایراں شد

---

(۱) نیز ب: صائب:

نیست در دامنِ ایں دشت شکارے صائب
کہ علم چوب کند آہِ سحرگاہیِ ما

(۲) م: انبہ، تصحیح از ب

(۱) م: بخوسری، تصحیح از ب (۲) م: سہ، تصحیح از ب

تناظرِ عین از منظرِ میم:

عملِ گیسو: نواے است از موسیقی کہ در ہند 'دھناسری' گویند۔ (ک)۔ سند در 'سنبلی خوان' گذشت۔

عود: معروف؛ وکنایہ از آلۂ تناسل۔ طالب آملی:

تیز شہوت خرے کہ گاہِ مصاف (۱)
چوں کشیدے عودِ خود ز غلاف
موم کردے بہ آہنیں شش پر (۲)
قفلِ فولاد بر کسِ اختر

عملِ شمسی و قمری: باصطلاحِ کیمیاگراں طلا و نقرہ ساختن۔ نعمت خان عالی (فقرہ):

روز و شبے را کہ کیمیاگر ایجاد بہ عملِ شمسی و قمری
خزینۂ فیض سازد...

عماری یکے: دو کسے کہ بر یک محمل نشینند، از عالمِ 'خانہ یکے' کہ آں گذشت۔ سند در 'جلیل' بقلم آمد۔ 'عماری' دراصل محمل است۔ طغراے مشہدی:

لیلاے غمت چوں کند آہنگ سواری
جنازۂ تصویرِ دہد تن بہ عماری

خواجہ حافظ شیراز:

عماری دار لیلیٰ را کہ مہدِ ماہ در حکم است
خدایا در دل اندازش کہ بر مجنوں گذار آرد (۳)

تابوت نیز۔ سلمان ساوجی در "فراق نامہ" گوید:

بآبِ سرشکم بشویند تن
بسازندم از برگِ نسریں کفن
گل اندر عماری من گسترند
عماریم چوں غنچۂ گل برند

---

(۱) ب: مصاف (۲) م: شپر، تصحیح از ب
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۳) نیز ب: امیر خسرو:

بزرگی نہ زیباست بر بدنژاد
کہ بر گاو نتواں عماری نہاد

استاد فرخی:

باد خزانے از ابر پیلانی کردست
از پے آں تا ترا کشند عماری

تناظرِ عین از منظرِ نون:

عنبر دان و عنبر چه و عنبرینه: زیوریست از عالم "ڈھک ڈھکی" ہند کہ جوف آں پُر عنبر کنند و در آں گوہر نیمرو آویزند۔ (ع)۔ صاحب رشیدی 'عنبرینه' و 'عنبر چه' بہمیں معنی نوشتہ و شارح خاقانی نیز۔ محسن تاثیر:

زعنبرداں کہ بودش گوہر آگیں
بیاضِ سینہ اش را[1] لوحِ زرّیں[2]

شفیع اثر:

عیاں باشد ز لوحِ آں تنِ صاف
چو عنبردانِ سیمیں خطّہ ناف[3]

طغرا (فقرہ):

لالہ عنبرچہ اے کہ پس انداز کردہ بود پیشکش نمود...الخ۔

کمال خجند:

زیں ساں کہ مشکِ زلفِ ترا سر نہادہ است
گردن کشی چراست بتو عنبرینہ را

ہمائے ہمایوں[4]:

گہے معجر[5] از فرقِ سری ربود
گہے عنبرینہ ز بر می ربود[6]

(۱) م: زا (۲) م: زر بن (تیسرا حرف ب)، تصحیح از ب

(۳) نیز ظہوری (دیوان، ص ۵۸۶):

از تو وقتِ صبح دم کاکل پریشاں ساختن
وز صبا مغزِ جہانی عنبرستاں ساختن

(۴) یہ دراصل خواجو کرمانی کی مثنوی ہے اور صحیح عنوان ہے: ہمای و ہمایون

(۶،۵) حاشیے آگے ملاحظہ فرمایئے۔

عنقا شدن: غائب و ناپیدا شدن۔ (ع)۔

میرزا صائبا:

شاہبازِ طبعِ ملّا بال ہر جا باز کرد
فکرِ صائب را علاجے نیست جز عنقا شدن

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۵) م: معجر، مثنوی میں شعر یوں ہے ("ہمای و ہمایون" مرتبہ پروفیسر تاج محمد خان، ص ۲۳۰):

گہے معجر از فرقِ سری کشود
گہش عنبرینہ ز بر می ربود

(نسخہ دیگر: می ربود، می نمود)

(۶) نیز سعدی:

گیسوئے عنبرینہ گردن تمام بود
دل بند مشکبوے چو تاج لالہ وفست

تناظرِ عین از منظرِ واو:

عودِ قماری: 'قمار'، نامِ جائیست کہ عودِ غرقی فرو اوّل در آنجا بہم رسد۔ از ''تحفۃ المومنین'' معلوم شد۔
طالب آملی:

عود قماری از جگرم گر کنی بخور (۱)
خونابہ از مشبّکِ مجمر فرو چکد

عودِ زیرِ دامن: آں کہ زنانِ رعنائے خود آرائے ولایت زیرِ دامنِ خود بخور عود خوشبو سازند۔ (ع)۔
صائبا:

اگر مردی مرو در پردۂ ناموس چوں زنہا
کہ دودِ عود از خامی گریزد زیرِ دامنہا

'بخورِ زیرِ دامن' نیز گویند۔ محسن تاثیر:

شمیمِ عطر، آں فردوس مسکن
فلک را شد بخورِ زیرِ دامن

(۱) م: بخور، صحیح از ب

تناظرِ عین از منظرِ یائے حُطّی:

عیدِ غدیر: غدیرِ خم موضعے است مابین مکّہ و مدینہ کہ ہژدہم ذی حجہ حدیثِ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ... اِلیٰ آخرہٖ در آنجا صادر گشتہ و اِلیٰ یوم (۱) ہٰذا روزِ مزبور (۲) نزدِ اہلِ تشیّع عیدِ اعظم است و آں موسوم است بعیدِ غدیر۔
میرزا معز فطرت:

مستی بیادِ ساقیِ کوثر عبادتست
جوشِ خم است خطبۂ عیدِ غدیرِ ما

عیب بردن: ظاہر کردنِ عیب۔
صائبا:

پردۂ مردم دریدن بُردنِ عیبِ خود است
عیب خودی پوشد از چشمِ خلائق عیب پوش (۳)

عیار (۴)**:** بالفتح: ترازو۔ (ع) و (ل)۔ و معانیِ دیگر معروف است۔ مسیح کاشی:

زرد است رنگِ عاشق و سرخ است رُوئے حُسن
اے مدّعی عیارِ محبت بدست گیر

عیدِ گلابی: از عہدِ حضرت [عرش (۵)] آشیانی

(۱) م: یومی (۲) مذبور
(۳) نیز سعدی:

ہر کہ عیبِ دگراں پیشِ تو آورد و شمرد
بے گماں عیبِ تو پیشِ دگراں خواہد بُرد

(۴) م: 'ترازو' تک کی عبارت جلی حروف میں اور افتتاحی علامت کے بغیر ہے۔
(۵) م: ندارد، ب سے 'عرش' کا اضافہ

مرسوم بوده که آغاز بہار عیدے می کردند و امرا صراحیہاے عطریات می گذرانیدند؛ در اواسطِ عہدِ حضرت عالمگیر ایں رسم بر اُفتاد۔ میرزا خلیل:

مغنی مستِ مے، بلبل شرابی ست
مگر امشب شبِ عیدِ گلابی ست (۱)

(۱) نیز ب: ابوالبرکات منیر:

ز خلقش تا صبا در فیض یابی ست
بہ گلشن ہر سحر عیدِ گلابی ست

تناظرِ غینِ معجمہ از منظرِ رائے مہملہ:

غربال کردن: کنایہ از تفحص و جست و جوے بسیار۔ صائب:

گر کند غربال صد رہ دورِ گردون خاک را
نیست ممکن ہمچو من بے حاصلے پیدا شود (۱)

غرقی و غرق: بہ اصطلاحِ لوطیاں دخول است۔ یکے از آں جماعت گوید؛ مصراع:

نگاہے می تواں کردن کہ از غرقی بتر باشد

سندِ دوم در "میان پاچہ" (۲) خواہد آمد۔ شفیع اثر در ہجو مابونی "متاعِ غرقی" بمعنی آلۂ تناسل آوردہ، چنانکہ گوید:

ہر چہ بودش ز نقد و جنس کشاد
قیمتِ ایں متاعِ غرقی داد

غرنگ (۳): بکافِ فارسی؛ شورو (۴) غوغا۔ (ہ)۔ و خرخرہ کہ در گلو اُفتد بسببِ گریۂ بسیار یا فشردنِ گلو۔ (ج)۔ میلی:

چو روزِ کیں ز بسیار و بیمیں بر امن و امان
شود زمین و زماں تنگ از غریو و غرنگ

(۱) ظہوری:

فلک خاکِ ایام غربال کرد
نشاند مگر ابر پیمانہ گرد

(۲) ب: ناچہ

(۳) م: غرنک، لیکن عبارت میں تلفظ کافِ فارسی (یعنی گاف)؛ ب: بہر دو کاف: عمید: غرنگ

(۴) م: شورد

غریب زاده: لولی زاده‌اے کہ اکثر مسافرین بلولی وکاولی اختلاط کنند۔ (ع)۔ ناظم تبریزی (۱):

غریب زاده کہ تخمش بر اُفتد از عالم
نمی شود کہ نباشد گزنده و بدذات

باوصفِ ایں قباحت، شعرا بمعنیٔ 'مسافرزادهٔ بے نوا' آرند۔
علی قلی خان اعظم بن حسین خان شاملو گوید:

ہمچوں بیاضِ چشم سیاہاں خوش نگاه
ہنداز غریب زادهٔ ایراں سفیدرُوست

شفیع اثر:

ترانہ اے کہ ز شوخی ندیم مجلسہاست
غریب زادهٔ ہندونژاد خانہ (۲) ماست

غریبی: معروف؛ وقماشے است بسیارنفیس۔
سند درلفظِ 'تابدار' گذشت۔

تناظرِ غینِ (معجمہ) ازمنظرِ سینِ مہملہ:

غسول: چیزیست کہ برُرو مالندازبرائے زیادتِ صفائے رنگ۔ سنددر'دستِ چوبی' گذشت۔

---

(۱) ب: ہروی (۲) م: نژادخانہ، تصحیح ازب

تناظرِ غینِ (معجمہ) از منظرِ لام:

غلام گردش: دیوارے کہ حائل باشد میانِ حرم خانہ و دیوان خانہ و در رباطہاے ولایت پیشِ حجرہ ہا بردارند۔ (ع)۔ اشرف:

کیواں غلام بارگہِ کبریاے تست
گردوں غلام گردشِ دولت سراے تست

غلامِ فلکم: یعنی محکومِ فلکم۔ چوں کارے خلافِ توقع پیش آید، گویند۔ (ج)۔ ظہوری (رباعی):

مست ہے خونِ دل ز جامِ فلکم
سرگشتگیم مگر بکامِ فلکم
در ساختہ ام بخواجہ تاشی باغیر
تا سازیِ او ببیں غلامِ فلکم

تناظرِ غینِ (معجمہ) از منظرِ نون:

غنچہ شکستن و کندن: غنچہ چیدن۔ میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ می فرماید:

بے سبب در آشیاں صد بیضۂ بلبل شکست
غنچۂ غافل مگر گل چیں زشاخ (۱) گل شکست

سالکاے یزدی:

بپاے اہلِ محبت چرا خلد خارے
نہ غنچہاے بشکستند و نے گلے خستند

زلالی:

دلے کو بے غمِ عشق است زندہ
بود چوں غنچۂ از شاخ کندہ

و بگل کندن ہم آمدہ۔ وحدت قمی:

گل کندنش از شاخ بود قطعِ ترقی
حاشا کہ زگل کندہ کسے کام بر آرد
گلبن چو گلش کندہ شود بوتۂ خار است
گل کندہ کجا کام بہ ابرام بر آرد (۲)

---

(۱) م: شاخے، تصحیح از ب

(۲) نیز ب: حکیم حاذق گیلانی:

من کہ ہرگز گل نہ کندم، بالِ بلبل چوں کنم
من چراغے را نہ کشتم، چوں کشم پروانہ اے

تناظرِ غینِ (معجمہ) از منظرِ واو:

غورہ در چشم کردن: کنایہ از عیش کے منغص شدن۔ سالک یزدی:

سالکؔ از چشمِ کبودِ چرخ میدارم حذر
کایں ترش رُو غورہ در چشمِ ایامِ غم می کند

غوزہ: پنبۂ ناشگفتہ کہ در غلاف باشد۔ (ج)۔
طغرا:

واہ پنبہ اگر داغ مرا یاد کند
دشت لبریزِ فغانِ جرسِ غوزہ شود

ایضاً، در ہجوِ یو لچی (فقرہ):

غوزۂ خصیہ اش در پنبہ زارِ سرینِ شیخ نمودار است۔

تناظرِ فا از منظرِ الف:

فاق: سوفارِ تیر۔ وحید در تعریفِ بہار گوید:

شاخِ گلبن بدیدۂ بلبل
بر سرِ شاخ شکلِ غنچہ و گل
بود آں گاہ تیر و گاہ کماں
بود آں گاہ فاق و گہ پیکاں (۱)

از ایں جہت 'افاقہ' بکسرِ ہمزہ، فاق بر زہِ کمان نہادن است۔ (ک)۔

فال: معروف؛ و بہ اصطلاحِ میوہ فروشانِ ولایت آنست کہ سرِ دُکان در جاہاے حصۂ چندتا میوہ، مثلِ عناب و شفتالو و ہلو بر رُوے ہم گذارند و ہر لختے را فال گویند۔ چوں خریدار آید گوید: 'فالے بچند؟' (ح)۔ مخلص کاشی:

بروے ہم دو عناب لب او
براے دردمنداں خوب فالے ست

اشرف:

شعر ایں زماں اگر ہمہ دیوانِ حافظ است
کز بے رواجیش بدکاں فال می نہند (۲)

میر افضل ثابت نیز گوید:

باوجودِ خاکساری اعتبارے با دل است
فال بگذارند (۳) مصحف قیمتش گر نازل است

---

(۱) نیز ب، در تعریفِ بخیہ دوز:

ز مژگانِ آں شوخ چوں فاق تیر
نباشد لب زخمِ من بخیہ گیر

(۲) ب: یہ شعر "فال نہادن" میں دیا ہے۔ (۳) ب: نگذارند

فالِ گوش (۱): بہ آوازِ مردم گوش گذاشتہ از سخنِ آنہا فال گرفتن۔ یکے از ایرانیہ می گفت کہ:

"شخصے سر و رُوے خود پوشیدہ شبہا بر درِ خانہ یکے
بیگانہ رود و غربالے و کلیدے نیز ہمراہ دارد و
غربال بہ کلیدی نوازد۔ صاحب خانہ خبردار شدہ
چیزے از ماکول یا مشروب در غربال کند و از آں
چیز بر نیک و بدِ کار تفول گیرد"۔ والله اعلم۔

سالک قزوینی:

گلے دارم کہ گر یک دم بنالم بر سر کویش
براہِ نالۂ بلبل بفالِ گوش بنشیند (۲)

تناظرِ فا از منظرِ تاے مثناتِ فوقانی:

فتح: معروف؛ و نامِ فنّے است از فنونِ کشتی و آں حریف را از پس در میان کمر دست انداختہ بالا کشیدن است۔ (ع)۔ میر نجات:

مُشتت ارطعنہ بہ فولاد زند جا دارد
فتح بر قلعۂ بغداد زند جا دارد

از قلعۂ بغداد مُراد شکم است۔ (ع)۔

---

(۱) م: گوش، صحیح از ب

(۲) م: بنشیند (پہلا حرف 'نون') ب نے یہ شعر سالک یزدی سے منسوب کیا ہے۔ نیز ظہوری:

بفالِ گوش نشیند ضمیاں برہم
نفس نفس ہمہ در پردۂ خروش کنم

تناظرِ فا از منظرِ دالِ مہملہ:

فدک: نام باغ مشہد ے وخطاب رنگرزاں
کہ جامہاے رنگیں براے ہوا دادن بداں آویزند۔ وحید در
تعریفِ رنگرز گوید:

فدکہا بدکانِ آں شوخ وشنگ
کشیدہ چو قوسِ قزح رنگ رنگ

تناظرِ فا از منظرِ راے مہملہ:

فراغت خانہ: مرادفِ 'خلوت خانہ' بیانی:

کنیز ہوش مند از جاے برخاست
فراغت خانۂ دیگر بیاراست

فرزندِ کجاست: یعنی مولدش کدام جاست۔ (ع)۔
سلیم:

فرزندِ خودم می شمرد مادرِ ایام
اے کاش بپرسند کہ فرزندِ کجایم (۱)

فرج گفتار (۲) داشتن: گویند، ہر کہ فرج گفتار
با خود دارد دلہاے مردم بہ محبتش مائل شود' (ع)۔ شفائی:

ز روے خویش بہ او داد مہرباں پدرش
براے گرمیِ بازارِ او کسِ گفتار

نعمت خان عالی:

گردیدہ عزیز تا ربودہ
از خواہرِ خویش فرج گفتار

وبخاک کردنِ فرج گفتار 'زوالِ محبت آرد۔ (ع)۔
سلیم در قطعہ گوید:

زنِ حصی کشت وکرد ایں چہ رخ غدار
محبت را بگو از فرج گفتار

---

(۱) نیز ب (شاعر کا نام نہیں دیا):

درماندۂ دیارِ رضا مرد چارہ نیست
فرزندِ ایں دیار بجز ہیچ کارہ نیست

(۲) م: گفتار، صحیح از ب

فرد نوا: کسے کہ بے دم کش خواند۔ (ع)۔
طالب آملی:

تو بلبلِ نطقم ہمہ جا فرد نوا بود
ایں شوخ زباں رشکِ ہم آواز ندانست

ازایں عالم است 'فرد رو' بمعنی تنہاروے کہ بہمراہے نپردازد۔
صائب:

من ومتابعتِ خضرِ نیک پے ہیہات
ز سایہ فرد رواں را ملال می گیرد(۱)

فرمودن: معروف؛ وآمدن۔ (ع)۔
جلال آذری:

تو مہمانی و ما را دیدہ و دل میہماں خانہ
اگر ایں خانہ دلگیر است فرما اندر آں خانہ

حیدر رفیعی:

اے بہ محنت خانہ ام فرمودہ خاموشی چرا
گر ہماں باقیست رنجش پس چرا ے آمدی

بمعنی رفتن ہم مستعمل است۔ شرف الدین علی یزدی در "ظفرنامہ" گوید (فقرہ):

ہماں روز از شہر بیرون فرمودہ چپشیں(۲) گاہ
متوجہ بسیر گشت۔

---

(۱) نیز ب: صائب:

دامنِ فرد رواں گیر اگر حق طلبی
بہ صدائے جرسِ قافلہ از راہ مرو

ایضاً:

صائب از فرد رواں باش کہ چوں موج سراب
رُو بدریائے عدم می رود ایں قافلہ ہا

(۲) م: چپشین

فرمان رسیدن: اجلِ مقدر رسیدن۔
یحیٰی کاشی (رباعی):

بے لطفِ تو دل بوصلِ ایراں نرسد
ایں بلبلِ مسکیں بہ گلستاں نرسد
تا کے کشم انتظارِ فرماں، ترسم
فرماں برسد مرا(۱) و فرماں نرسد(۲)

فروخوردن: تحمل کردن۔ ظہوری:

نمی باید فروخورد از فروداں
عجب کز چرخ دیگر بگذارم

---

(۱) م: مراو، تصحیح از ب
(۲) نیز خسرو (کلیات غزلیات، ص ۲/۳۳۰):

امروز میرم پیش تو تا شرمسار دل شوی
بر تو چہ منت جانِ من، فردا کہ فرماں دررسد

تناظرِ فا از منظرِ شینِ معجمہ:

فش: از جملۂ الفاظے است کہ افادۂ معنی شباہت و مانندی کند، چنانکہ در خطبۂ رشیدی مرقوم است۔ سند در 'اُرش'، (۱) گذشت، و دنبالۂ ہر چیز و شملۂ دستار۔ خان آرزو:

قماشِ رُوے کار از پشت می گردد عیاں لیکن
تواں از ریشِ زاہد یافتن اندازۂ فش را

شانی تکلو:

از ہمہ نومید تر شانی ست کز شاخ بلند
دستِ اُو محروم تر باشد کہ کوتہ فش تر است

'کش و فش' بمعنی زینت نیز استعمال یابد۔ گویند، 'فلاں طرفہ کش وفش دارد'، ہر دو لفظ اتباع‌اند، از لغتِ مجدالدین علی توسی مستنبط شدہ۔ فوقی یزدی:

آستینِ خلعت دارد عجب کش وفشی
بر تو افشانند زرہاے خوشامد بے حساب

میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ:

ما مرید جبہ و دستار و کش وفش نہ ایم
نیست واعظ جز نبیؐ و آلِ پاکش پیرِ ما

تناظرِ فا از منظرِ کاف:

فکرِ تیرِ تازہ داشتن (۱): در اندیشۂ منصوبۂ تازہ بودن۔ (ع)۔ سلیم:

لذّتِ زخمِ کہن را مرہم اے دل از تو برد
فکرِ تیرِ تازہ اے کن چوں حریف باختہ

---

(۱) م: ازش، صحیح 'ارش' (از مصطلحات ...)

(۱) ب: کردن، مثال کے حوالے سے یہی درست ہے۔

تناظرِ فا از منظرِ لام:

فلفل و کافور: چوں کافور بالخاصیہ (۱) از طبلہ هوا گیرد (۲) برائے منع آں فلفل در طبلہ گذارند، چہ نگاہ داشتنِ کافور خاصۂ فلفل است۔ سلیم:

کیمیائے بہ از افیوں نبود پیراں را
شاید ایں تخم فلفل و کافور بس است (۳)

پائے طفلِ بازی کوش انگندہ تاب دہند، تا مربوط شود، آنگاہ چوب زنند۔ محسن تاثیر:

رود چو طفل سرشکم رواں (۴) زمکتبِ چشم
نهد بپاش زمژگاں ادب (۵) غم فلکے

'چوبِ فلک' نیز گویند۔ طغرا:

دریں تازه مکتب برائے کتک
زباران و باد است چوبِ فلک

فلاں کفش پیشِ پائے فلاں نمی تواند گذاشت: یعنی رتبہ اش پُر اوئی است۔ بیشتر (۶) مقولۂ زنانِ ولایت است۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

چوں بقصدِ جلوه آید قامتِ رعنائے تو
سرو نتواند گذارد کفش پیشِ پائے تو

(۱) م: بالخاصہ، تصحیح از ب (۲) م: گیرد، تصحیح از ب
(۳) نیز ب: طالع:

وقتِ پیری بے مذاقِ تلخ نتواں زیستن
کے تواند داشت بے فلفل کسے کافور را

(۴) ب: بروں (۵) م: اذیت، تصحیح از ب
(۶) م: پر اوناست بیشتر، تصحیح از ب

فلانہ دو کمان می کشد: یعنی پُر زور است، چہ کماندارے کہ پُر زوری بخود سپارد دو کمان باہم می کشد۔ شاپور (رُباعی):

خنش زنمودِ خط قوی بازو شد
چشمش مرساوخت با نیرو (۱) شد
پیوستہ یکے کماں ز ابرو برداشت
اکنوں دو کماں کشد کہ چار ابرو شد

فلونیا و فلونی: معجونے است مکیّف کہ افیون و بذر (۲) البنج درآں داخل کنند۔ (ع)۔ سندِ اوّل در 'تحقیقِ تخت' گذشت۔ ظہوری نیز گوید (رُباعی):

بر ہر سرِ خواں لقمہ رُبائی نکنم
زین است کہ پشتِ دست خائی نکنم
ترسم نشوم صاحبِ کیفیت اگر
از شاہِ فلونیا گدائی نکنم

یحییٰ کاشی:

گفتی کہ فلانی وہمت بندہ (۳) فلونی
کز وے بجز از نشاءِ (۴) بسیار ندیدم

(۱) م: نیرو (اضافت کے ساتھ) (۲) م: برز، تصحیح از ب و عمید
(۳) م: وہمت ('و' ایک سطر میں، 'ہمت' دوسری سطر میں) بندہ، تصحیح از ب
(۴) م: نشاہ

تناظرِ فارازمنظرِ نون:

فندق بستن و فندقی کردن: سرِ انگشتاں بہ حنا نگاریں کردن کہ آں بہ فندق می ماند۔(ع)۔رہی شاپور:

از سرِ انگشتِ حسرت می خورم خونابہا
کز حنا جانانہ فندق بستہ بر عنابہا

فغانی:

تا کہ سرانگشتِ گل کردہ خزاں فندقی
کردہ چمن پُرنگار پنجۂ دستِ حنا[1]

فنجان: بکسرِ اوّل وجیم تازی؛ پیالۂ کوچکے کہ قہوہ دراں بسر کشند وآں ظاہرًا معربِ پنگان،[2] است کہ درفارسی بمعنی پیالہ است۔یحیٰی کاشی درصفتِ باغ گوید:

شعلہ صفت لالہ ز جا جستہ تیز
گشت[3] بہ فنجانِ طلا قہوہ ریز

اُستاذی میر علی رائج:

سخت گرم افتادہ باہم صحبتِ خوبانِ باغ
قہوہ[4] وفنجانِ یاقوت است داغ ولالہ نیست

فن خوردن: دغا خوردن۔(ع)۔شفیع اثر:

زدستِ چرب غنیِ فن بخور[5] کہ می مالد
چو پہلواں بہ تنِ خویش روغنِ خود را

فن زدن: حریف رازبون کردن۔(ع)۔میرزا جویا:

چند می لافیدہ باشی در فنونِ عاشقی
گر زنی آں چشمِ پُرفن رافنے ،اہلِ فنی

---

(۱)فغانی کے دیوان میں یہ شعر نہیں ملا۔
(۲)م:نیکان،تصحیح ازعمید (۳)م:کشت،تصحیح از ب
(۴)م:قہوۂ(باضافت) (۵)م:مجوز،تصحیح قیاسی

تناظرِ فا از منظرِ واو:

فواق: مرضے است معروف[1]،
فواقِ شیشہ: شراب را بہ آواز در پیالہ ریختن است۔ (ع)۔
سلیم:

نہیم تُہمتِ خندیدنش دریں محفل
فواقِ شیشہ ے را چنیں علاج کنیم

فوطہ: جامۂ دوختہ مثلِ دستار و کمربند و رومال و امثالِ آں؛ از لغتِ مصنّفۂ مجدالدین علی قوسی معلوم شد۔
مُلّا شریف:

شد جلوہ گر بفوطۂ سُرخ و قبائے آل
آں شاخِ گُل کہ از سر[2] تا بپا گُلست

فوقی یزدی در ہجوِ شعرا گوید:

گہے پیچیدہ بر سر فوطۂ شال
کہ ماہستیم سرگرمِ بے حال

فوطہ زُبا[3]: دُزدِ طرّارے است کہ دستار از سرِ مردم بُرباید۔ (ع)۔ صائب:

نیست از فوطہ رُبایانِ جہاں پروائش
مُوئے ژولیدۂ خود ہر کہ بسر می بندد

فوطہ دار: شخصے است کہ فوطہ بست باشد۔
سند در 'جامہ نہادن' گذشت؛ و نیز کسے کہ چوں بحمام در آید در رختِ کندہ را بہ اُو سپارند۔[1] (ع)۔ و'فوطہ لنگِ حمامی' نیز۔ (ع)۔ سند در 'آب بدست و پائے کسے ریختن' گذشت۔ صاحبِ ''کشف اللّغات'' 'ازار' بفوطہ ترجمہ کردہ۔

---

(۱) یعنی ہچکی (ب) (۲) م: سر (باضافت)
(۳) ب: فوطہ رُبایان

---

(۱) مثال از ب: بیتی بدیعی:

زیں ساں کہ می بَرد دل و جاں فوطہ دار من
ہر کس رسید جامہ نہد پیشِ یار من

تناظرِ فا از منظرِ یاے حُطّی:

فیل باران: مقطوع الاضافہ؛ بارانِ آخرِ برشکال۔
سعید اشرف دررزمیہ گوید:

شد از حوضۂ ژندہ فیلانِ جنگ
عیاں فیل بارانِ تیرِ تفنگ

محمد علی ماہر درتعریفِ فیل گوید:

زخرطوم آب چوں ساز درواں
بود معنیِ فیل باراں ہماں

فیل میمونہ: فیلے بود کہ لندہور بن سعدان [1] بر آں سواری شد و اُو یکے از پہلوانانِ دستِ راستِ حضرت امیر حمزہ بود۔ (ح)۔ 'میمونہ' نامِ فنّے است از کشتی۔ سند در 'سگکی واژگونہ' گذشت۔

فَیلے: بہ فتحِ اوّل و یاے حُطّی غیر معروف؛ طائفہ ایست از کُراں کہ بہ عیّاری معروف اند۔ حسین خان عباسی سرِ خیلے از امراے شاہ عباس ماضی از آں جماعہ بود۔ از ''عالم آراے عباسی'' سکندر بیگ منشی معلوم شد۔ محسن تاثیر:

دارد آں شوخ عجب دُزدِ نگاہی تاثیر
می رُباید دل اگر از کُرِ فیلے باشد

فِین: بہ کسرِ اوّل؛ نامِ شہرے است از ایران۔
سنجر کاشی:

حبّذا فصلِ گُل [2] وشیوۂ [3] کاشاں سنجر
کہ ز فِین آمدہ سیرِ در و دروازہ کنم [4]

(۱،۲،۳،۴) حاشیے آگے ملاحظہ فرمائیے۔

نیز نفس بہ تندی گرفتن۔ گویند: بینی پاک کن چہ فین می کنی۔ (ح)۔
شفائی:

سر بہ بالا یکی گر ہمہ سرگیں باشد
فین فینی [1] بخود اندازی و بیباک خوری

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۱) ب: سندان (۲) م: فصل وگل
(۳) ب: شنبہ (۴) ب: کنم
(۵) م: فین وفنے، صحیح از ب

تناظرِ قاف از منظرِ الف:

قاب (۱): ترکی است۔ ترجمۂ آں دعاء (۲)# نوشتہ اند، یعنی ظرف۔ گویند، 'قابِ عینک' و 'قابِ آئینہ' و 'قابِ کتاب'، و چوں طبق، ظرفِ طعام است آں را نیز 'قاب' گویند۔ شفیع اثر:

ہمچناں کز قابِ عینک باشد ایمن از شکست
دیدہ پوشیدن ز آفتہاست مردم را حصار

محسن تاثیر:

بختِ (۳) قابِ عینک و آئینہ دارد خانہ ام
غیرِ روشن دل ندارد راہ در کاشانہ ام

طغرا:

تا شد نقابِ رویش ہم رنگِ قابِ مصحف
تفسیر گشت بیتاب از پیچ و تابِ مصحف

ونیز قاب، استخوانِ آرنج و پاست۔ قدسی:

تا شود ہیکل در ایامِ تو ہبرِ گوسفند
گرگ بادنداں بروں آرد ز پاے خویش قاب

ازایں جہت بجل # را نیز 'قاب' گویند۔ شفیع اثر:

نخواہی شکست دست (۱) از نعمتِ ظالم مگر روزے
کہ چوں قابِ قمارت (۲) کردہ خاکسترنشیں قابش

طغرا:

گہے کہ بازیِ میر و وزیر (۳) طرح شود (۴)
نشاں ز (۵) وزد نیابند در گرفتنِ قاب

قالہ قالہ: ہماں 'قال قال'۔ شفائی:

رسوائی میرک کبابی
عالم بگرفت قالہ قالہ

---

(۱) ترکی لغت: قاب (kab):
1.receptacle, cover, envelope 2.vessel, pot; course (of food)

(۲) م: دعا، تصحیح از عمید (۳) م: بخت، تصحیح از ب

'بجل' بظاہر کتابت کی غلطی ہے۔ یہ لفظ 'بجُل' ہے، جس کا ایک مطلب ہے: ٹخنے کی ہڈی۔ [جمع = بجُول] (نقش)

(۱) ب: دست شکست (۲) ب: عمارت
(۳) م: میر و وزیر، تصحیح از ب (۴) م: شوہ
(۵) م: نشان وزد، تصحیح از ب

تناظرِ قاف از منظرِ بائے موحّدہ:

قبای صورتی: مرادفِ 'جامۂ صورت' کہ آں گذشت وسند نیز در 'آب و گِل' مرقوم گشت۔

قبا کردن کسے را: یعنی جامہ بہ اُو دادن۔
میرزا محمد سعید:

درآفتابِ قیامت نمی کشی آزار
اگر برہنہ تنے را قبا توانی کرد

ایں شعر از تذکرۂ خان آرزو سند نوشتہ شد۔

قبا بدوش کردن: پوشیدنِ جامہ۔ عرفی شیرازی:

صد چاک سپردہ ام بہر دست
ناکردہ بدوش یک قبا را

قبای راہ: جامہ ای کہ در اثنای سفر پوشند و آں رنگِ چرکہ آب دارد۔ (ع)۔ میر نجات:

ترا بجامۂ نیلوفری چہ کار ای گل
برنگِ سایۂ خود ایں قبای راہ مپوش

'جامۂ راہ' بہمیں معنی در کتابِ ''معارج النبوۃ'' دیدہ شد۔

قُبیدہ: بضمِ اوّل و فتحِ ثانی و یای خطّی مجہول؛ نام حلوائیست۔ فوقی یزدی:

تا سریں از فرقِ نعمت خانہ انگیز بیں
لبِ قُبیدہ، بوسہ شفتالو و پستاں ہمچو نار

قبچاق: بیای موحّدہ و جیمِ عجمی: قومے است از اتراک کہ بہ شجاعت و دلیری مشہور اند؛ از ''ظفرنامہ'' شرف الدین علی یزدی معلوم شد و آں اتراک را نیز، از عالمِ تسمیۃ الحال باسم المحل **'قبچاق'** گویند۔ از تصحیفِ مجد الدین علی قوسی تحقیق گردید۔ میر نجات:

ہمدمانِ تو ہمہ چابک و رند و قبچاق
ہمہ چوں سرو بہ گلہای چمن بالا چاق

قپّان (۱): بہ بای فارسی مشدّد؛ در ترکی ترازوی است کہ یک پلّہ دارد و جانبِ دیگر سنگ از شاہین بیاویزند۔ 'کپّان' فارسی آں و 'قسطاس' تازی۔ وحید:

آدمی ہست زیرِ بارِ گراں
از زبانِ دراز چوں قپّاں

---

(۱) ترکی لغت: قپان، قاپان (یعنی بغیر تشدید کے۔ kapan):
1. large public weighing machine 2. an office where there is a public weighing machine for wholsale commodities

تناظرِ قاف از منظرِ دالِ مہملہ:

قَدَک: بہ فتحتین و کاف تازی؛ جامۂ رنگین و رائے ابریشمی۔ (ع)۔ وحید:

بزیرِ چرخ ز سرکوبِ قدِ دشمنِ تو
بود ترنگِ قدک در دکانچہ دقاق

قدِفلان ندارد: یعنی با اُو مساہمت نتواند کرد۔ (ع)۔ طالب آملی:

خاربُن را با گُل و شمشاد قدِ جلوہ نیست
تنگ (۱) می آید بوئے گُل ہم آغوشی مرا

قدم بر سرِ چیزے نہادن: ترکِ آں کردن۔ (۲) ہاتفی:

بکوشش ز ہر دو طرف پُر دلاں
نہادہ قدم بر سرِ جاں یلاں (۳)

(۱) م: تنگ، تصحیح از ب

(۲) ؤ: "کنایہ از پامال کردن" (ب)

(۳) نیز معزی (دیوان، ص ۱۴۵، ۳۳۵):

شہریارا تخس کیواں از جہاں برداشتی
زانکہ بخت تو قدم بر تارکِ کیواں نہاد

قصیدہ "در مراعت ملکشاہ از رے بنشاپور":

سہم تو نہاد است قدم بر سرِ جیپال
عزم تو فگندست فزع در دلِ فغفور

تناظرِ قاف از منظرِ رائے مہملہ:

قراول خانہ: مکانے باشد بلند یک فرسخ از شہر دور۔ جمعے از حارساں شبا روز بالائے آں چشم براہ باشند۔ اگر سپاہی غنیم از دور بہ (۱) بینند برائے اِخبارِ درونیان (۲) شہر (۳) آتشے برکنند۔ (ع)۔ سلیم:

برقِ آہ از حالِ ما سازد بتاں را باخبر
نامۂ آشفتگاں ہم چوں نگہباں آتش است

قراول: در ترکی کسے است کہ سپاہی ہیند۔ بر دیدبان اطلاق کنند۔ از فرہنگِ ترکی منقول شد۔ محسن تاثیر:

میانِ ابروش پُر ریو و رنگ است
قراول خانۂ شہرِ فرنگ است

میر شکاری را کہ صید از دور بہ بیند نیز 'قراول' گویند و فوجے کہ پیش پیش رود و از سپاہی زدنِ غنیم خبر دہد نیز 'قراول' است، چہ اُو ہم دیدبان است۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

درجنگِ رُو بروئے رخسار چوں فرنگش
خطش سپاہِ ہند و خالِ سیہ قراول

و حارسانِ مذکور را در فارسی 'دیدبان' گویند؛ ہر چند ایں لفظ بہ معنی مطلق نگہبان است۔ (ع)۔ طالب کلیم:

(۱) م: نہ

(۲) م: 'درا' ایک سطر میں، 'ونیان' دوسری میں، تصحیح از ب

(۳) م: و شہر

(۴) ترکی لغت: قراول (karavul): sentry, guard, watchman, outpost۔ نیز قراول خانہ: (karavul hane) guard house, sentry or outpost station

تا شود آگہ ازاں عالم کہ می آید بدہر
آسماں از رفعتِ اُو دیدباں بالا کند

مسیح کاشی:

پےِ سائل ز راہِ یک سالہ
بنگرد چشمِ دیدبانِ کرم

دانۂ آہنی را کہ برلبِ بندوق باشد و تفنگچی در وقتِ سر دادن نظر برآں دارد نیز 'قراول' گویند۔ (ع)۔ کلیم در صفتِ بندوق گوید:

بلبِ قراول زیباش دل نشیں خالے ست
کہ دیدبانش ازو چشم بر نمی دارد

در فارسی 'مگس' گویند۔ نعمت خان عالی:

مگس چوں بہ بندوق گردیدہ است
بگفتش کہ ہمائے دشمن کجاست

قراسورن: بہر دو راو سین مہملہ؛ کسے است کہ بسر کردگی فوجے از طرف سلاطین در راہہا بنشیند تا قوافل را از شوارعِ مخوفہ محفوظ بگذارند۔ معنی ترکیبی ایں لفظِ ترکی 'سیاہی رانندہ' است، چہ 'قرا' سیاہی و 'سورن' رانندہ۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

آخر آں چہرہ قراسورنِ خط خواہد شد
بس کہ خالِ تو رہِ قافلۂ ہوش زند

قراقر: آوازِ شکم، بمجاز شور و غوغا۔ میر نجات:

بر درِ دل می نشینم منعِ دنیا می کنم
ایں قراقر از برائے حق تعالیٰ می کنم

قراگلولہ: حبِّ سیاہے است کہ از مکیفاتِ خاصہ تریاق می سازند۔ (ع)۔ جلالائے طباطبا (فقرہ):

بحبِّ قراگلولہ کہ مردمک آسا جا بر سرِ چشم اصحاب دارد، چشمِ سیاہ نمی توانم کرد۔

قِراب: بہ کسرِ اوّل و رائے مہملہ بلغتِ ترکی است بمعنی نیامِ تیغ؛ از فرہنگِ ترکی معلوم شد و مجد الدین علی قوسی ایں لفظ را ہمیں معنی، عربی نوشتہ؛ پس از توافقِ لسانین باشد۔ حیاتی گیلانی:

چوں کسے نیست مردِ معرکہ ام
تیغ، آں بہ کہ در قراب کنم

قِران: بہ اصطلاحِ منجمین نظر پر مخاطرہ نجوم است کہ کلفت و تعب از آثارِ اوست۔ (ع)۔ و زمانِ فوت (۱) و ہلاک۔ اشرف (۲):

دارو از انجم قراں ہر کس بدنیا آمدہ
می کند بر کودکانِ کار شبخوں آبلہ

و 'قِران گذشتن' [بمعنی] گذشتنِ زمانِ محنت است۔ (ع)۔ عطائے حکیم در بابِ اُفتادنِ ممدوح از اسپ گوید:

اے قبلۂ زمانہ ازیں تنگ دل مشو
صاحب قرانی از تو قراں بگذرد یقیں
تو آفتاب بے سخنے سایۂ خدا
گاہ آں زماں بود کہ فتد سایہ بر زمیں

'قِران گذراندن' متعدی منہ۔ شفائی:

ازگریہ ام اے چرخ قرانہا گذراندی
امشب بحذر باش کہ داری خطرے باز

قرضِ بے وجہ: قرضے کہ وجہِ ادائے آں در نظر

(۱) م: قوت، تصحیح قیاسی (۲) م: ہلاک و اشرف

نباشد۔ (ع)۔ ظہوری در مدح ممدوح گوید:

قرض بیچہ تا امیدے را
گشتہ امیدِ بخششِ تو ضماں

قرقری: بہر دو قاف؛ نوعے از پیچشِ دستار کہ آں را در ہند کرکیے (۱) گویند۔ یکے از شعرا در ہجو گوید:

بآں چیرۂ طرّہ پرداز او
علم قرقری پیچ انداز او

قُرباقه: سوم بائے موحدہ پنجم نیز قاف؛ لفظِ ترکی است، بمعنی غوک؛ از فرہنگِ ترکی ماخوذ شد۔ سند در 'کشتاقه' گذشت۔

قَرشمال: با اوّل و دوم مفتوح؛ مطربان ہمراہِ کاولیہا۔ (ع)۔ از بحرِ طویلے، کہ شیخ فیضی فیاضی متضمنِ لغاتِ متضادہ در ہجو تصنیف نمودہ، بمعنی زبانِ آں جماعت معلوم شد۔

قُرُق: بضمِ اوّل و فتح ثانی؛ منع و باز داشتن۔ مخلص کاشی:

ہست از قُرُقِ شرم و (۲) حیا دستِ خودش نیز
زاں جوہرِ جاں دُور کہ در پیرہنش

قرقچی: محصلِ (۳) منع۔ میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ در صفتِ ماہِ رمضان المبارک می فرماید (فقرہ):

قرقچی سلطانِ شریعت است پروانہ ہلال بر سر۔

'قُرُق' بمعنی خشک نیز۔ از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ شفائی (رباعی):

در مجلسِ خان در آ (۱) و آداب ببیں
جمع (۲) آمدہ بہر خبث اسباب ببیں
بر طاقچہ (۳) کوزۂ قُرُق را بنگر
یک قاب طعام و ہشت بشقاب ببیں

قُرقی: نوعے از کلاہ است کہ در سوالفِ ایّام غیر از پادشاہ کسے بر سر نمی گذاشت۔ در این وقت از ملبوساتِ عوام است و خواص نمی پوشند۔ (ع)۔ شفائی:

یارانِ پسِ کار نشیں را بسرایت
برعادتِ کرجی قُرُقی نامِ کلاہ است

قروتی شدنِ معاملہ (۴): برہم خوردنِ کار۔ (ع)۔ عالی در محاصرۂ حیدرآباد گوید (فقرہ):

بہادراں چوں دیدند (۵) کہ معاملہ قروتی شد
بر مالیدند۔

معنی 'بر مالیدن' گذشت۔ قروت چیزے است کہ دوغ را جوش دہند تا بستہ شود، باز بدست برہم زنند تا ترش تر گردد و بخورد یوز دہند کہ رفع صفرائے او کند۔ (ع)۔ مسیح کاشی (رباعی):

ایں چرخ پلنگ خُو بمن رُو فکند
یوزیست کہ با قروت من خُو فکند
پیراہنِ یوسفم سراپا لیکن
گر پیشِ زلیخا فگنی بُو فکند

ایں را 'کشک' بفتحِ اوّل و سکونِ ثانی، نیز گویند؛ خوردنی

---

(۱) ب: کہرکی (۲) م: شرم حیا، تصحیح از ب
(۳) م: فصل، تصحیح از ب

(۱) م: ورا، تصحیح از ب (۲) م: بمع، تصحیح از ب
(۳) م: طاقۂ، تصحیح از ب (۴) م: معاملہ
(۵) م: دہند

است کہ از جغرات سازند۔ (ک)۔ شفیع اثر در ہجو نخف قلی آقا، صدر ایران گوید:

در خانہ میلِ نعمتِ الواں نمی کند
صفرائے او چو یوز بہ کشکے بریدہ است (۱)

(۱) ب: بریدہ اند

تناظرِ قاف از منظرِ زائے معجمہ:

قزاز: بہ ہر دو زائے معجمہ؛ علاقہ وبند و ابریشم فروش کہ آں را در ہند پٹوہ (۱) گویند، بہ بائے موحدہ فارسی و تائے مثنات فوقانی ہندی؛ 'قــز' [بمعنی] ابریشم۔ سالک یزدی در صفتِ اکبر نام علاقہ بندے کہ پر روئے نیکوے داشت، (۲) گوید:

آنکہ امروز قدش سرو سرافرازِ منست
شاہِ خوبانِ جہاں اکبر قزازِ من است

قزوینی شدن: در خشم آمدن، چہ مردمِ آنجا مغلوب الغضب اند۔ (ع)۔ سلمان ساوجی:

اگرچہ نیست ز قزوین و ز روستا (۳) زاد است
ولیک می شود اندر حدیثِ قزوینی

'قــزوینی' مابون را نیز گویند۔ (ع)۔ جلالائے طباطبا در ہجو ابنائے زماں گوید (فقرہ):

پیروی قزوینیاں کردہ بہ آں طرف می افتند۔ (۴)

(۱) م: پٹوہ، صحیح از ب
(۲) م: گوید، صحیح از ب
(۳) م: در دستا، صحیح از ب
(۴) م: افتد، صحیح از ب

تناظرِ قاف از منظرِ شینِ معجمہ:

قشو[1]: ترکی است بمعنی خرخرۂ آہنی کہ اسپ را بداں خارند۔ (ع)۔ شفیع اثر در رزمیہ گوید:

کشیدند گردانِ کوتہ نظر
مے چوں قشواز پے یک دگر

تناظرِ قاف از منظرِ صادِ مہملہ:

قصاب شکن: قسمے است از کشتی وآں زور برگردنِ حریف آوردہ برزمین زدن است، چنانچہ گوسفند را قصاب۔ (ع)۔ میر نجات:

مدّعی گرچہ خود آزارِ مراقی دارد
بابِ قصاب شکن، گردنِ چاقی دارد

(۱) م۔ قشور صحیح از ب، نیز از شعر مثال

تناظرِ قاف از منظرِ طاے مہملہ:

قطار: بہ راے مہملہ؛ دہ شتر فراہم آمدہ؛ حالا اطلاقِ آں بر جمعے از ہر چیز واقع شود و در اشعار بسیار است؛ از آں جملہ طغرا گوید:

کار دلم بکودکِ شوخے فتادہ است
کو ہچو بیضہ می شکند صد قطارِ دل [(۱)]

قطّامہ: بالتشدید:۔ زنِ بسیار شہوت؛ 'قطم'، بالتحریک، تیزیِ شہوت۔ (ص)۔ و نامِ زنے کہ پُر فاحشہ بود۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

آبرو، ننگ است، بہرِ مکرِ دنیا [(۲)] ریختن
خصمِ مردانست، تف بر گسِ ایں قطامہ کن

قطرہ زدن و کردن و کشیدن و فشاندن و برداشتن: دویدن و سعی کردن۔ (ع)۔ اوّل مشہور است۔ [(۳)] (ج)۔ دوم؛ طغرا گوید:

ہر طرف بسیار کردم قطرہ در راہِ طلب
لیکن از دریا ندیدم بہرہ جز سیلاب کم

سوم؛ صائبا گوید:

نیست آساں پنجہ با عشقِ قوی بازو زدن
قطرہ اے در زیرِ بارِ بحر می باید کشید

چہارم؛ سالک یزدی گفتہ:

براہِ دوست [(۱)] چو سالک شدیم قطرہ فشاں
نشانِ آبلہ در راہِ جُست و جو ستیم

پنجم؛ ظہوری فرمودہ:

گر بہ راہِ بر و بومِ طلب در پیش است
قطرہ برداشتہ اندازِ دویدن دارد

قط زن: معروف؛ و در تازی 'مقط' گویند۔
محسن تاثیر:

نمی بینی کہ قط زن زیرِ دستِ خامہ می گردد
ز ہمواری مکن بر خود مسلط تیرہ [(۲)] مغزاں را

طغرا (رُباعی):

کلکِ تو ز موج [(۳)] آبِ زری نہد
فردِ رقمت [(۴)] ز لعلِ تر می نہد
در مجرہ ات کہ کرِ لکشِ الماس است
قط زن ز تراشہ گہر می نہد

---

(۱) نیز معزی (دیوان، ص ۳۱۳):

ماہ رُویانِ طراز و مشک مویانِ ختن
پیشِ تو ہنگامِ خدمت صف کشیدہ در قطار

(در تہنیتِ وزارتِ نظام الدین محمد ....)

نیز ب؛ معزی:

از گوزناں ہست بر ہاموں گروہ اندر گروہ
وز کلنگاں ہست بر گردوں قطار اندر قطار

(۲) م: دینار، صحیح از ب

(۳) نیز ب؛ صائب:

دراں مقام کہ من قطرہ می زنم صائب
غبارِ ہستیِ کونین گردِ پاپوش است

[گذشتہ سے پیوستہ]

ایضاً:

فرضِ عین است بر آزادہ رواں عزتِ خار
قطرہ با چشم دریں مرحلہ می باید زد

(۱) م: دوست (۲) م: نیز
(۳) ب: سرخ (۴) م: فرد رقیمت، صحیح از ب

قطعه دیوانی: کاغذے کہ خطِ دیوانی بر آں نوشتہ باشد۔ معنیِ 'خطِ دیوانی' گذشت۔ سعید اشرف:

آمد از کتب نگارم دفترِ گل در بغل
قطعۂ دیوانیِ سرمشق کاکل در بغل

قطیفہ حمّامی: جامۂ پشمینے کہ بعدِ غسل بدن بداں پاک کنند۔ مجد الدین علی قوسی نوشتہ و صاحب رشیدی در ضمنِ 'آب چین' نگاشتہ (۱) وگلیم (۲) شب پوش یا پرزہ۔ (۳) (ل)۔ شفیع اثر:

مگر قطیفۂ حمامی است خلعتِ وصل
کہ می دہند بہ عاشق بتانِ لالہ عذار
ہنوز عاشقِ مسکیں نکردہ خشک عرق
کہ یار در برِ بیگانہ اے گرفتہ قرار

---

(۱) م: نگاشتہ، بگلیم، تصحیح از ب

(۲) ب: یا پردہ، عمید: لفظ 'قطیفہ' کے ذیل میں 'پرزدار' و 'پسے 'پرزہ'

(۳) نیز ب: خواجہ سلمان:

سر کویش ہوس دارم ہوس را پشتِ پاے زن
دریں اندیشہ یک رُو شو دو عالم را قفاے زن

ایضاً:

می روی آفتاب وش خلق چو سایہ در قفا
رخ ہماے تا خورد ماہ قفاے رُوے تو

تناظرِ قاف از منظرِ فا:

قفلِ فرج استر: حلقۂ زر و نقرہ است کہ بر فرجِ استر بند کنند تا با اُو جفت نتواند شد و استر حاملہ نگردد؛ زیرا کہ چوں استر حاملہ شود بسببِ ضیقِ فرج بچہ زادن نتواند، ناچار شکمش شگافتہ بچہ بکشند و استر ضائع شود۔ (ج)۔

قفا: معروف؛ وسیلے کہ بر گردن زنند۔ صائبا:

آں چناں رَو کہ بگردت نرسد برق کہ من
رو بدنبال نکردم کہ قفاے نرسید (۱)

قُفہ (۲) منار: نشیمنے کہ بالاے منار باشد و آں را گلدستہ نیز گویند۔ (مؔ)۔ نعمت خان عالی در محاصرۂ حیدر آباد گوید (فقرہ):

مناجاتیاں ترقّیِ مراتب و مناصب (۳)
رسنہاے (۴) دراز تراز طولِ امل گذاشتہ
بر کنگرۂ حصار چوں مؤذّن بر قُفہ (۵) منار بالا رفتہ ندائے "حیّ (۶) الیورش" و اذانِ
"الجرۃ خیرٌ من الجبن" (۷) در دادند۔

قفسِ سیمابی: کنایہ از فلک۔ سالک یزدی:

---

(۱) ب: قفہ، اسٹین گاس: قفہ؛ غیاث: قفہ، غیاث بحوالہ "منتخب اللغات": قفہ، وقائع... (ص ۵) میں عبارت یوں ہے "... مناصب و مراتب زینہ ہاے... قفہ... (متن میں 'قفہ' ہے لیکن حاشیے میں 'قفہ' ہی لکھا ہے۔)

(۲) م: مناسب

(۳) ب: رشتہ ہاے

(۴) ب: قفہ

(۵) م: عبارت مسخ شدہ، نقل از ب

(۶) م: ازان، تصحیح از ب

(۷) م: الجبین، تصحیح از ب

منم آں مرغ کہ در بیضہ ندارد آرام
بیقراری کشدم در قفسِ سیمابی

قفل شدنِ سگ: بند شدنش با مادۂ سگ۔ (ع)۔

قفل بند(1): دربندِ آن۔ (ع)۔ صائبؔ:

چند گستاخ رکاب تو بہ بوسد اقبال
قفلِ بندے بدرِ خانۂ زیں می بایست (2)

قفل ریختن و افگندن: قفل بستن۔ قاسم مشہدی:

بریز(3) تابِ دلِ قفل بر شرارۂ آہ
چو دانہ گل فکند گوہر خزانۂ ما

نعمت خان عالی(4):

عید را تہنیتِ نو گویم
روزہ را قفل بزنداں فکنیم (5)

(1) م: قفل بندور؛ ب: قفل بند، 'ور' اصل میں 'وز' ہے اور م میں محاورے کے ساتھ ملادیا گیا ہے۔
(2) م: تابست، تصحیح از ب (3) م: بزیر، تصحیح از ب
(4) حاشیۂ ب (ص۲/۲۷۰):
مخفی نماند کہ ایں بیت دراصل مسودۂ "بہارِ عجم" ہم از حیاتی گیلانی نوشتہ و ہم جائے دیگر نعمت خان عالی،
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
(5) م: گویم، فکنم تصحیح از ب

تناظرِ قاف از منظرِ لام:

قُل احمدی: بضمِ اوّل وحائے حطی؛ دست بزورِ تمام بر عضوے از اعضائے کسے زدن۔ (ع)۔ میر نجات درنثرے کہ مسمّٰی است بہ 'آقا رشکی' می گوید (فقرہ):

برکونت قل احمدیے زنم کہ مفقود الخبر شوی۔

وایں اصطلاحِ الواط است، بترکاں آں را 'سقلمہ'، بسینِ مہمل، و'حق نظر بیکے'(1) گویند: حق نظر بیک شخصے بودہ کہ در اہتمام درخانۂ پادشاہ دست بر سینۂ مردم بزورِ تمام زد۔ ایں ضرب بنامش مشہور شد۔ (ع)۔

قلابی: بفتح وتشدیدِ لام؛ کسے کہ سکّۂ ناروا زند۔ (ع)۔ شفیع اثر:

بدستِ بوالہوس داغے کہ می بینی زعشقِ او
زرے باشد کہ قلابی بنامِ شاہ می سازد

بمجاز بر مکار و دغل را گویند۔ طالب آملی:

مژہ برہم بہشت را دیدم
دور ازیں زاہدانِ قلابی

قلب بدم شمشیر(2) **و خنجر اُفتادن:** دندانہ دار شدنِ دودمش برگشتن۔ (ع)۔

قلپاق(3): بپائے فارسی: در ترکی کلاہ را گویند۔ از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ سیفی:

(1) ب: بیگی (2) ب: تیغ
(3) ترکی لغت: قلپاق، قالپاق Fur cap(kalpak)

مرا محبتِ قلپاق دوز ماہے ہست
ازیں نمدمنِ درویش را(۱) کلاہے ہست
برائے زیبِ فراویز(۲) دوز قلپاش
سواد دیدۂ من اطلسِ سیاہے ہست

قلجاق(۳): بہ جیم فارسی؛ دستانۂ آہنی کہ لشکریاں دارند، وایں لغتِ ترکی است۔ طغرا (فقرہ):
زرہ چندیں چشمہ نظم سازی قلچاق دستگاہ شغلِ نثرطرازی۔(۴)

قلعۂ قہقہہ: نام قلعہ ایست۔ سند در 'تحقیقِ بارہ' گذشت۔

قلعۂ بیدر: نام قلعہ ایست کہ واقع است بالائے کوہِ شیراز۔ (ح)۔ وکنایہ از زنِ بکر۔ اشرف:
خویش رابہرِ چہ وابستۂ دختر کردن
نفس رابندیِ ایں قلعۂ بیدر کردن

لمؤلفہ:
گر رسد دستم بنازیں قلعۂ پستانِ او
قلعۂ بیدر بیک تحریک شوقے واکنم

---

(۱) م: رانداروازب
(۲) فراویز: سجاف، سجاف جامہ (عمید)
(۳) ترکی لغت: قالپاق، قالچیق، قالچق Ridge (kalcak, kalcak) نیز قیلچق Fishbone (kilcik), of the hipbone Fishspine
(۴) شعری مثال ازب؛ طاہر وحید:
زقلچاق چیزے دگر نیست بہ
کہ ساعد ازو یافت دستِ زرہ

قلعۂ کلاب(۱): نام قلعہ ایست کہ بر کوہِ کیلویہ واقع است و زندانیاں را در آں نگاہ دارند۔ (ح)۔ اسماعیل ایما:
از شوقِ تو گلے(۲) دلِ من آب گشتہ(۳) است
در قلعۂ کلاب(۴) بود عندلیبِ من(۵)

قلعۂ الموت: نام قلعہ ایست در قہستانِ دیلم کہ حسن بن زید در شہور سنۃ و اربعین(۶) وماۂ تین بنا کردہ۔ (و)۔ دراصل 'آلۃ آموت'(۷) است، یعنی آشیانۂ عقاب؛ چہ 'آلہ' بالفِ ممدودہ ولامِ مضموم، عقاب است۔ (ک)، و'آموت' آشیانہ۔ وظہیر در "کارستان" در صفتِ قلعہ گوید (فقرہ):
قلعۃ الموت از شکلش صورتِ مرگ در خود دیدہ۔

قُللر آقاسی(۸): بضمِ اول؛ در ترکی سردارِ غلاماں است؛ 'قُل' غلام(۹) 'لر' بفتح، علامتِ جمع ترکی برائے مخاطب؛ مثلاً: 'آت' اسپ است و'آتلر' اسپاں۔ (م)۔ 'آقاسی' سردار۔ (ح)۔ داراب جویا:
از غلامانِ شاہِ مردان است
کہ دریں عہد قُللر آقاسی است(۱۰)

---

(۱) م: کلات، تصحیح از غیاث وب (۲) م: توکل، تصحیح ازب
(۳) م: کشتہ (۴) م: کلات
(۵) نیزب؛ طاہر وحید:
از محرمانِ معشوق عاشق در اضطراب است
بلبل ز رشکِ مینا در قلعۂ کلاب است
(۶) م: سنۃ اربعین، تصحیح ازب (۷) ب: سوت، عمید: آموت
(۸) ترکی لغت: قول آغاسی Adjutant Major (kolagasi) Lieutenant Commander
(۹) م: علام، تصحیح ازب
(۱۰) م: آقامیت، تصحیح از کلیاتِ جویا (ص ۲۴۵)

قلمِ افشان: قلمے کہ برآں افشانِ طلا ونقرہ باشد۔
مفید بلخی:

دارو انگشت نما معنیِ رنگین مفید
درصفِ اہلِ سخن چوں قلمِ افشانم

قلندر بچہ: کنایہ از آلۂ تناسل؛ از عالم 'مُلّازادہ' (ع)۔ شفائی:

بقلندر بچہ پائیں تنہ اش دارد میل
طرفہ حالیست کہ بیچارہ دلش درگون است

قلتاق (۱)**:** سوم مثناتِ فوقی؛ ترکی است۔
معنی کیدے؛ از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ شفائی (رُباعی):

اے ہم چوتو مبہم (۲) پدر بینی تو
قلتاق پسر برادر بینی تو
صد فیل بزیرِ باریک فرد کشند
دفتر بندانِ کشور بینی تو

قلم نیست: یعنی حساب نیست وپُرسش نیست۔
صائبا:

خشکی سوداقلم درناخنش بشکستہ است
آنکہ می گوید قلم برمردمِ دیوانہ نیست

قلم در ناخن شکستن: مرادفِ 'نَے در ناخن شکستن' کہ آں خواہد آمد۔ سند بالا گذشت۔

قلمدست: معروف؛ کسے کہ بقلم کارکند

مثلِ قلمزن ومصوّر۔ طغرا در توحید گوید:

شقائق کشِ لوحِ جام وسبو
قلمدستِ طرّاحِ رنگ و بو (۱)

قلمِ دست و پا: اُستخوان کعب وآرنج۔ عالی:

قاصد نہ مژدہ (۲) اے، نہ پیامے، نہ وعدہ اے
پاے قلم چہ شد، قلمِ پا شکستہ است

حاجی قدسی درقصیدۂ در دست گوید:

گر از قلم کہ تحریر بد برم شاید
زبس کہ از قلمِ دست دیدہ ام آزار

قلم جدول: موقوف؛ قلمے کہ بداں جدول کشند۔ سند در 'مُسطرہ' گذشت۔ (۳)

---

(۱) ترکی لغت: قالتاق، قلتاق، قلطاق، قالطاق (kaltak): strumpet, harlot, whore (یعنی فاحشہ)۔

(۲) م: مبہم، تصحیح از ب

(۱) نیز ب: طغرا:

چو افگند سایہ قلم دست تاک
رقم شد خط جام برلوح خاک

(۲) م: چہ مردہ، تصحیح از ب

(۳) شعری امثال از ب: طاہر وحید:

قلم جدول بود کلک بنانش
بحرف کج نمی گردد زبانش

اشرف:

غیر حرف راستی درنامۂ من ثبت نیست
سرنوشتم از قلم جدول مگر تحریر شد

ایضاً:

رہروانِ راست رو را رہبرے درکار نیست
خامۂ جدول کشی را مسطرے درکار نیست

ایضاً:

ہر کہ راہ سعی را با پاے آہن سرکند
چوں قلم جدول طلا می ریزد از رفتار او

قلمِ نیشکر: باضافتِ بیانی؛ نیشکر۔ سالک یزدی:

از بس بیادِ آں لبِ شیریں گداختم
طوطی گماں [1] کند قلمِ نیشکر مرا

(۱) م: کمان

تناظرِ قاف از منظرِ میم:

قُمّہ: بقافِ مضموم ومیمِ مشدد؛ سرپہ۔ در "ظفر نامۂ" شرف الدین علی یزدی بسیار است وصاحب "تذکرۂ دولت شاہی" نیز گوید [1] (فقرہ):

قبا بسبب آنکہ بر قمّۂ پدر عاشق بود در شب
باتفاق کنیزک بہ خنجر ہلاک ساختۂ

(۱) م: گویند تصحیح از ب

تناظرِ قاف از منظرِ نون:

قنارہ: چوبے یا آہنے طویل کہ قصاباں دارند، مثلِ چوبِ سردر (۱) و میخ ہاے بسیار درآں زنند و آں را در دیوار مضبوط سازند و گوسفند سلخ کردہ بداں آویزند و قطعہ قطعہ کردہ فروشند۔ (ع)۔ میرزا رفیع واعظ، علیہ الرحمہ:

یک مسلخ (۲) است عالمے از دستِ (۳) منجرش
ہر نیشِ خار لختِ دلے را قنارہ است

قندک: چراغ کم فروغے کہ عیاراں دارند۔ (ع)۔ ظہیرائے تفرشی در قصۂ "نظر" نام عیار و رفیقانش گوید (فقرہ):

بزودی قندک (۴) عیاری برافروزند کہ دریں
سردابہ بوے نفس و نشانِ کسے ہست۔

قندیل: شیشہ ایست کہ چراغ (۵) پُر کردہ درآں گذارند و بہ زنجیر ہاے آہنیں آویزند۔ (ع)۔ ظہوری:

زشمعِ شبستاں، سحر پردہ ساز
ز قندیلِ ایواں قمر در گداز

و نیز چیزے از چوب باشد میانہ مجوف، برآں نقشہا کنند و تیر ہا درآں گذارند۔ صائب در مثنوی رزمیہ گوید:

چناں تیر در فیل شد جاے گیر
کہ خرطومِ اُو گشت قندیلِ تیر (۶)

(۱) م: سرور، وندارد، صحیح از ب (۲) م: مسلخی
(۳) ب: دست و (۴) م: فندک
(۵) م: بر، صحیح از ب
(۶) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

قنتورہ (۱): دوم ساکن و مثناتِ فوقانی و راے مہمل؛ دوتا است، یکے نوعے از جامہ ہاے رنگین است کہ دامنش پُر کوتاہ باشد و بندِ بسیار دارد و دوم چیزیست از سقرلاط کہ برجراب بندند تا گرد و غبار در جراب نہ رود، و ایں ہر دو مخصوصِ شاطران و عیاران است۔ (ع)۔ سعید اشرف:

دشت از لالہ چو قنتورۂ سرخِ عیار
کوہ از سبزہ (۲) چو قنتولِ (۳) زمردِ شاہی

ازیں شعرِ میرزا فطرت، کہ در تعریفِ عمارت گفتہ:

بود در منظرش قنتورہ مژگاں
زند چشمک پے تکلیفِ مہماں

بمعنی حق نیز معلوم می شود۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۶) نیز ب: طغرا:

بالِ بلبل از سپرداری شود قندیلِ تیر
در کمانداری اگر از گل نشانی می کنم

طاہر وحید:

آنکہ نخد لطفِ تو اش دستگیر
شد دلش از نالہ چو قندیلِ تیر

(۱) چراغ: قنطورہ (۲) م: سبز، صحیح از چراغ
(۳) چراغ: قنتول، ب: قنتول

تناظرِ قاف از منظرِ واو:

قو در آن جا نمی پرد: نہایتِ مبالغہ در تنگ[(۱)] باریست۔[(۲)] (ع)۔ محسن تاثیر:

درتکیۂ فراغتِ ما قیل وقال نیست
آنجا کہ ہست بالشِ ما قو نمی پرد[(۳)]

قو: بالضم: نعامہ[(۴)] است کہ پرش در بالین کنند و آں در عرضِ تہامہ بہم رسد و آں تہامہ راہے است در ملکِ عرب کہ مکۂ معظمہ درآں واقع است۔ طغرا:

ز بہر ما پرِ قو از شکارگاہ میار
کہ لائقِ پرِ کاہ ست نازِ بالشِ ما

وبالفتح بیخ دریشہ ایست کہ بس ملایم باشد وآتشِ چقماق زود بہ اُو درگیرد۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

با طینتِ ملایم کار از فلک برآید
ز آتش زن است دائم روشن چراغِ قو را

---

(۱) م: تنگ

(۲) چراغ: ایسی جگہ جہاں:

ہیچ کس را..دخل نباشد و از حالِ آنجا کسے خبر دار نبود
وبسیار جاے دہشتناک بود۔

(۳) نیز چراغ: تاثیر:

خیلِ ملک ز بیم درآں کو نمی پرد
آنجا کہ رنگ می پردم، قو نمی پرد

نیز ب: محمد سعید اشرف:

خالی ز نازِ بالشِ پر گشتہ کلبہ ام
در بزمِ ما فلک زدگاں قو نمی پرد

(۴) یعنی شتر مرغ (منتخب)

قافیۂ غزل 'نمو' 'جو' 'تو' ہست۔

قول دادن: عہد و قرار کردن۔ سنجر کاشی:

کاے گفت[(۱)] قول دادہ با دف و نے
وے لبت عہد بستہ با مے و جام

قُولقُجی: بالضم ہر دو قاف و جیمِ عجمی: نوکرِ نوکر۔ (ل)۔ شفیع اثر:

قولقچی اگر سرشتۂ آبِ بقاست
چوں ماہ وَنوش کجی عیاں از سیماست
در دہر ندیدیم بغیر از قاشق
خدمتگارے کہ دستِ اُو باشد راست

---

(۱) م: کے گفت، تصحیح از ب

تناظرِ قاف از منظرِ یاے حطّی:

قیلغه: بفتحِ قاف و سکونِ یاے حطّی و ضمِ لام و غینِ معجمہ مفتوح؛ 'داو' کہ آں را در ہند 'سُولی' گویند۔ حاتم کاشی در ہجو گوید:

به خارے تواں کردنش قیلغه
به تارے توانش کشید از گلو

قیقاج(۱)**:** بہر دو قاف و یاے حطّی غیر معروف و جیمِ عجمی؛ در ترکی معنیِ آں 'اریب' نوشتہ اند و بہ اصطلاح تیرِ برگشتہ زدن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

چہ غم رخسارش از قیقاجِ مژگاں رسا دارد
کہ جوشن از خطِ نارستہ در زیرِ قبا دارد (۲)

قیصریه: بازاریست در صفاہان کہ در ہر طرف عماراتِ رفیعہ دارد؛ وجہِ تسمیہ آنکہ شاہِ ایران بعدِ مراجعت از روم آنچہ بہ غنیمت آوردہ بود، صرفِ عماراتِ آں نمودہ۔ (ع)۔ صادق دستِ غیب:

(۱) ب: قیقاج
(۲) نیز جویا (کلیات، ص ۴۵۷):

عشقِ قبقاجی کہ آں برگشتہ مژگاں کرد و رفت
لالہ زارِ سینۂ ما را نیستاں کرد و رفت

(شعر میں 'قبقاجی' ہے، یعنی دوسرا حرف 'ی' کی بجاے 'ب' ہے)۔
نیز ب: شانی تکلو:

چوں ناوکِ قیقاج ہمہ سینہ گداز است
ہر تیرِ نفس کز دلِ آزردہ کشایم

در دکانہاے قیصریہ ببیں (۱)
کہ بود حسنِ خوش قماش آنجا

قیتول زمرّد شاه: قلعہ ایست در حوالیِ قندہار بنا کردۂ زمرد شاہ، نامِ پادشاہے کہ دعواے خدائی داشت؛ العیاذ باللہ! الحال ویران است و آثارِ آں پیداست۔ (ع)۔ سند در 'قنتورہ' گذشت۔ 'قیتول' بمعنی قلعہ است۔ مطلقاً از کتبِ تواریخ مثلِ ''ظفرنامہ'' شرف الدین علی یزدی و ''نگارستان'' معلوم شد۔

قیصر: معروف؛ و نامِ موضعے است در نزدیکیِ کاشان۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

زیں سفر، مخلص مرا کب ہوا منظور نیست
شوقِ دیدارِ عزیزانم بقیصر می برد

قیطون: آنچہ از نخِ ابریشم بافند، مثلِ کور ہند 'قیطون' است و آں را صرفِ زہ دامن و گریبانِ جامہ سازند و آنچہ گرد بافند از ابریشم و ریسماں مثلِ بندِ کارد و امثالِ آں، آں را 'گرد باف'(۲) گویند۔ (ع)۔ وحید در صفتِ علاقہ بند گوید(۳):

سوراخ بود دلم چو انباں
زاں قیطونہاے موش دنداں

قیمهٔ کسے کشیدن: عضو عضوش از ہم(۴) بریدن و ریزہ ریزہ کردن۔ (ع)۔ ظہوری در صفتِ تیغ گوید:

(۱) م: قیصریہ بیں، تصحیح از ب
(۲) م: گرد باف
(۳) م: گویند، تصحیح از ب
(۴) م: ہمہ، تصحیح قیاسی

بدریا فرستد گر از عکسِ فوج

ہمہ ماہیاں را کشد قیمہ موج

قیمہ قیمہ کردن 'نیز۔ محسن تاثیر:

نمی دہد دلِ روشن ز دست ہمواری

برنگِ کج گہرش از تیغ قیمہ قیمہ کنند

قیمتِ اوّلِ یوسف: قیمتے کہ برادرانش نزدِ تاجرے بعدِ برآمدنش از چاہ، بآں فروختند و کمیتِ آں علی اختلاف الاقوال بست، یا ہژدہ، یا ہفدہ درم بودہ۔ ظہوری:

می گرفتم (۱) بہ قیمتِ اوّل

مفت یوسف کہ در زمانِ تو نیست

وآں را 'بازارِ اوّلِ یوسف' نیز گویند۔ ہم اوراست:

دکانِ حُسن فروشی اگر تو بکشائی (۲)

غلیمے شمرد یوسف اولیں بازار (۳)

'بازارِ دومِ یوسف' وقتِ بیع اُوست در مصر بدستِ زلیخا۔ ظہوری:

قیمتِ خود بداں (۴) کہ قیمتی ای

یوسفی، یوسفِ (۵) دوم بازار (۶)

(۱) دیوان ظہوری: نرسیدے... ، ب: می گرفتیم

(۲) ب: بیارائی

(۳) یہ شعر دیوان میں نہیں ملا

(۴) ب: مدان

(۵) م: یوسف یوسفی، صحیح از ب

(۶) یہ شعر نہ تو دیوان اور نہ "سہ نثر" ہی میں ملا ہے۔

تناظرِ کاف از منظرِ الف:

کاج: بہ جیمِ تازی؛ درختے است۔ (ج)۔ از عالمِ شمشاد و صنوبر۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

عالی درجات نخلِ کاجش

بر مزرعِ آسماں خراجش

واحول (۱) نیز۔ (ج)۔ شیخ علامی لہامی در بیانِ حالِ رفتنِ پادشاہ بتماشائے ہجومِ زوّارِ مزارِ سالار غازی نوشتہ (فقرہ):

ناگاہ یکے از اوباش مرا شناختہ بدیگرے گفت،

چوں من مطلع شدم بے تانی چشمِ خود را

گردانیدہ کاج نما ساختم۔

کار آمد: شخصِ کار آمدنی۔ محسن تاثیر:

بجز فرہاد گو را تیشہ اے آخر بکار آمد

بہ ایں ویرانہ دہ یک مردِ کار آمد نمی آید

کارِ آب و آتش است: یعنی کار دشوار است کہ ساختنش بہ اختیارِ خود نیست۔ ماخذِ آں کہ چوں آب و نمکِ طعام بقاعدہ نباشد یا برنج زندہ بماند، آقا بہ مطبخی گوید: 'چہ کردی؟' اُو گوید: 'چہ کنم، کارِ آب و آتش است، اختیارِ من نیست۔' (ع)۔ سلیم:

با دلِ ما صحبتِ تیغ تو تا چوں رُو دہد

اختیارے نیست کس را، کارِ آب و آتش است

سیفی:

(۱) م: احوال، ب: احول؛ اور یہی درست ہے۔

ز آتشِ دل می رود بے خواست آب از چشمِ من
کار آب و آتش است اے دوستاں تزویر نیست

داراب جویا:

ہر قدر پختم خیالش ہم چناں خام است خام
کار چشم و دل ہمانا کار آب و آتش است

کاربُر: بضمِ موحدہ؛ کار بر ہم زن۔ مخلص کاشی:

از دو کونم قطعِ سودا کرد و در خونم نشاند
ہست تیغ غمزہ ات ہم کار بُر، ہم کارساز

کار بخدا اُفتادن: از تدبیر و چارہ گذشتنِ کار۔(ع)۔

محسن تاثیر:

حق شناساں ز پے مطلب آساں نروند
کار دشوار چو افتد، بخدا می افتد

کار چون زر شدن: خاطر خواہ سرانجام یافتنِ کار۔

صائب:

گفتم از زر کارِ من چوں زر شود، غافل کہ چرخ
چوں گلِ رعنا مرا از کاسۂ زر خوں دہد

کار پیش افگندن و از پیش برداشتن: سرانجام دادنِ کار۔(ع)۔سعید اشرف:

کار اشرف از برائے خویش پیش افگندہ ای
می کنی امروز اگر آزار فردا را علاج

طاہر وحید:

عجب کاریست کار عشق اگر فرہاد نتواند
وحید ناتوانِ ما بہ اشک از پیش بردارد

کارِ آب: بہ اضافۃ؛ شراب خوردن۔(ج)۔

صائبا:

ز نغمۂ مستی ئے می کنند مخموراں
دریں چمن ز ہوا کار آب می آید (۱)

کار باز شدن: سرانجام یافتنِ کار۔(ع)۔

میرزا صائبا:

ز عشق کار جہاں باز می شود صائب
خوشا کسے کہ توسّل بہ ایں جناب گرفت

وگرہ شدنِ کار' مقابلِ آنست۔

کارِ کسے شدن: معروف؛ و مُردن نیز۔(ع)۔

عبداللہ سلطان:

---

(۱) نیز جمال اصفہانی (قصیدہ در نکوہشِ دنیا، دیوان، ص ۱۶۳):

روی روز آب کارت برد و تو در کار آب
زنگی شب رختِ عمرت برد و تو در پیچ و چار

نیز ب: امیر خسرو:

شہ چو تر بکار آب نشست
در دلِ دشمن آبگینہ شکست

درویش والہ ہروی:

نے شیخم و نہ فاسق ایں مشربم گزیدہ
ہم خاک کعبہ بودن، ہم کار آب کردن

(اردو کا ایک شاعر کہتا ہے:

رات کو خوب ہی پی، صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے، ہاتھ سے جنت نہ گئی)#

شب کو مے خوب سی پی، صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے، ہاتھ سے جنت نہ گئی (جلال لکھنوی)

[''جلال لکھنوی'' (سوانح حیات، کلام پر تنقید، مع انتخاب کلام)، مرتبہ: ڈاکٹر محمد حسن، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی، ۱۹۵۶ء، ص ۲۳۲] (نقش)

ساقیِ مجلس بہ ایں تمکیں اگر مے می دہد
تا بما خواہد رسیدن، کارِ ما خواہد شدن

'کار تمام ساختن' نیز۔ شانی تکلو:

از یک نگہ کہ مایۂ صد سالہ عاشقی ست
کارم تمام کردہ و من غافلم ہنوز

کار بگوشہ چیدن: مرادفِ 'بطاق نہادن' کہ آں فراموش کردن و از یاد بردن است۔ (ح)۔ ظہوری:

بگوشہ ہمہ کارہا چیدہ اند
از و گوشۂ کارے ار[1] دیدہ اند

کارِ قدیم: کنایہ از کار[2] مبتذل؛ ظہوری در صفتِ بازار تورس پور گوید:

چناں از زر زرگراں قدر سیم
کہ شد پارۂ زہرہ کارِ قدیم

کارِ غلامان: اغنیاے ایران غلامان را بیشتر بہ کسبِ فنون مثلِ حدادی و نجاری و زرگری و نقاشی و امثالِ آں مشغول دارند و در ہر فن یک فنہ سازند؛ از ایں رُو کار خوب را 'کار غلاماں' گویند۔ (ح)۔ شرف الدین پیام بستہ (رباعی):

آں بے جوہر کہ جہل ساماں باشد
مشکل طرفِ شکستہ کلاماں باشد
سرو آزاد در چمن تیغ کشید
گل گفت کہ ایں کارِ غلاماں باشد

کازری: معروف؛ و بمعنی سفید آرند۔

درویش والہ ہروی:

(۱) م: از، صحیح از ب (۲) م: از مبتذل، صحیح از ب

تیرہ روز ما سفیدی یابد از آں کس کہ او
دلقِ شب را چیت[1] نیلی کرد و دامن کازری

کاژیرہ[2]: 'معصفر' کہ آں را در لغتِ ہند 'کُسنبہ'[3] گویند۔ (ج)۔ طغرا (فقرہ):

گلِ کاژیرہ بسکہ انقلاب در مزاج خویش انگیخت، خون و صفراے زرد آب و معصفرش بیک دیگر آمیخت۔

کاسہا بہم خوردن: کنایہ از وقوعِ ہنگامۂ غوغاے عظیم۔ (ح)۔ محسن تاثیر:

دست رُو بر سرِ معیوبِ جہاں ہم مگذار
کاسہ ہا خورد بہم تا کشمے پیدا شد

کاسہ سرنگوں شدن: مفلس و نادار شدن۔

میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ:

چشم و چراغِ گلشنِ ہستی توئی اگر
مانندِ لالہ کاسہ ترا سرنگوں شود

و 'کاسہ[4] سرنگوں' موقوف؛ مفلس و[5] نادار۔ (ح)۔

خانِ خالص:

حباب را نبود جز خیالِ پوچ بسر
ہوا پرستی ایں کاسہ سرنگوں پیداست[6]

کاسہ و کوزہ: اثاث البیت۔ (ح)۔

(۱) عمید: چیت، یعنی چھینٹ (کپڑے کی ایک قسم)
(۲) عمید: 'کاجیرہ' بھی کہتے ہیں۔ (۳) ب: کسنبہ
(۴) م: کاسہ (بہ اضافت) (۵) م: 'و نادار'۔ صحیح از ب
(۶) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

رہی شاپور (رُباعی):

اے کز سرِ سلطنت (۱) رئیسی پیداست
از کاسہ وکوزہ ات خسیسی (۲) پیداست
گر در شبِ دیجور نقاب اندازی
از چہرۂ تو نشانِ تیسی پیداست

کاسہ و کوزہ شکستن: خراب وپامال کردن۔
صائبؔ:

کاسہ وکوزۂ افلاک شکستن دارد
چند بیہودہ دلِ اہلِ ہنر راشکند

کاسہ بزیرِ کاسہ: فنے است کہ جانۂ خودرا بہ جانۂ حریف پیچند۔ (ع)۔ بعضے گویند، دست درزیرِ زانوے حریف بردن وبرداشتن از جا۔ میرنجات:

چہ خوری غصۂ گردون وغم تکواسہ اش (۳) (کذا)
قامتِ افراختہ کاسہ بزیرِ کاسہ اش (۴)

کاسہ شدن: کوزشدن۔ (ج)۔ ظہوری:

بر آہن اگر دوش زند شیشۂ عہدم
از صلبیِ آں کاسہ شود پہلوے (۵) سنداں

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۹) نیز ب: رفیع واعظ:

چشم و چراغِ گلشنِ ہستی توئی اگر
مانندِ لالہ کاسہ ترا سرنگوں شود

محسن تاثیر:

تواند صیدِ خود چوں مارکردن خصمِ سرکش را
کسے راچوں کشف گرکاسہ دایم سرنگوں باشد

(۱) ب: سلطنت (۲) م: خسیسی، صحیح از ب
(۳) ب: تکواسش (۴) ب: کاسش
(۵) م: پہلو۔

کاہ اگر از تو (۱) نیست کہدان از تست: مثلے است مشہور، یعنی اگر طعام از تو نیست، از غیر است، شکم خود از تست، چرا بہ سیری خوری، از امتلا خواہی مُرد۔ (ع)۔
میر الٰہی ہمدانی (رُباعی):

بسیار مخور کہ نان ہراساں از تست
برخویش ترحم کہ ایں جاں از تست
دیگِ شکم از طعام لبریز مکن
گر کاہ نباشد از تو کہداں از تست

کاسہ کجابر: کسے است کہ ناخواندہ برخوانِ مردم حاضر شود۔ (ع)۔ کمال اسماعیل:

آنجا کہ خوانِ ہمت آراست روزگار
ایں ہفت طاقِ گردوں کاسہ کجابرند

'کاسہ کجا' ہم گویند۔ (ع)۔

کاسۂ ہمسایہ و کاسہ: چیزے کہ آں را در ہند 'بھاجی' گویند۔ گویند، 'کاسۂ ہمسایہ دو پا دارد'؛ یعنی از ایں خانہ بہ آں خانہ واز آں خانہ بہ ایں خانہ رود۔ (ع)۔ سلیم در قطعہ گوید:

فتادہ سنگے از ایں سقفِ مینا
شکستہ کاسۂ ہمسایہ را پا

یحیٰی کاشی در رزمیہ گوید:

عدو تیر بُرد (۲) وسر خود نہاد
چنیں کاسہ ہمسایہ را کس نداد (۳)

کاسہ پیشِ کسے بند کردن: خود را بخدمتِ

(۱) ب: کاہ از تو اگر... (۲) ب: سر ہبرد
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

امیرے بستن و بہ اُمیدِ منفعتے بخانہ اش آمد و شد کردن۔ چوں کسے ملازم در[سرکار] امیرے شود، گویند، 'در سرکارِ فلاں امیر کاسہ بند کردہ است۔' (ع)۔ سعید اشرف:

می کند از بہرِ دمے نوشخند
پیشِ لبش دخترِ رز کاسہ بند

کاسہ و قدح بر سرِ کسے شکستن: رُسوا کردنش۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

چناں ز نعرۂ مستانہ بے تو نالیدم
کہ کاسہ بر سرِ آوازِ شیر بیشہ شکست

طغرا:

کس چہ می داند کہ پیمانت نمی ماند درست
گر ز بدمستی قدح را بر سرِ ما شکنی

کاسہ بازی: دو کاسۂ چینی پُر از آب می کنند و کاسہ[1] بازاں واژوں شدہ کاسہ ہا را بر پشت گذارند و بتحریکِ سُرین آں را بجنبانند و بدوشِ خود رسانند و قطرۂ آب از آں نمی ریزد و بمجاز مکار و حیال را گویند۔ (ع)۔ یحییٰ کاشی[2]:

[گذشتہ سے پیوستہ] (۳) نیز ب: یحییٰ شیرازی:

بود کاسہ درویش ہمسایہ قرض
دلِ اُو ہم آخر ز ما می شود

فصلی جرباد قانی:

خونابہ فرستد بہم چشم و دلِ من
چوں کاسہ کہ ہمسایہ بہ ہمسایہ فرستد

قدسی:

جوید جوارِ قدرِ تو گردوں کہ بگذرد
چوں ماہِ نو ز کاسۂ ہمسایہ اش مدار

(۱) م: کاسۂ (باضافت) (۲) ب: شیرازی

از حریفاں قمار بردہ بسے
کاسہ بازے چنیں ندیدہ کسے

کاشتن: بہ شینِ معجمہ؛ معروف؛ و برگردانیدن۔ (ج) و (ر)۔ مخلص کاشی:

داغِ من کے نظر بمرہم داشت
پنبہ را در زمینِ اوّل کاشت[1]

کاغذ گیر: پنجرہ و دریچہ اے بہ طلق و کاغذ گرفتہ۔ غنی کشمیری:

یار پنہاں ز نظر گشت چو شد دیدہ سپید
مانعِ پرتوِ خورشید شد ایں کاغذ گیر

کاغذِ کبودِ دوا: در ولایت رسم است کہ دوا در کاغذِ کبود پیچند و پیچیدنش در کاغذِ سپید شگون ندانند۔ (ع)۔ چنانکہ تاثیر گوید:

تدبیرِ دردِ مسلکِ روشن ضمیر نیست
در کاغذِ سفید ندیدم دوا کنند

مخلص کاشی:

گر نسخہائے شعرم از کاغذِ کبود است
خالی ز حکمتے نیست چوں کاغذِ دوائی

کاغذ: معروف؛ و قبالہ و تمسک۔ سلیم:

بزندگی پے میراث خواریم صد بار
گرفتہ ہچو کبوتر ز من ہما[2] کاغذ

(۱) نیز ب: "بمجاز تنہا گذاشتہ رفتن از روے مکر و فریب"؛ سعید اشرف:

رفیق از مرو بود آں تندخو را
کہ در اوّل قدم می کاشت اُو را

(۲) م: ہمان، تصحیح از ب: ویسے بھی اگلا شعر 'ہما' کی تصدیق کرودیتا ہے۔

وکتوبے کہ احبّا باہم فرستند۔ ہم اُو گوید:

کند بہار بہ برگِ شگوفہ یاد ترا
چو آشنا کہ فرستد بہ آشنا کاغذ

و بجلکا نیز۔ ہم اُو گوید:

عجب کہ زحمتِ چشمے دگر تواند داد
بخاکِ پاے تو دادہ است توتیا کاغذ

کاغذ باد: بہ فکِ اضافت و بہ اضافت؛ کاغذے کہ اطفال و پیرانِ ایں زماں بریسمان بستہ پرانند و بہوا سر دہند۔ عظیم نیشاپوری:

تو آموزِ حیا طفلے کہ در دامِ غم دارد
رود گر عالمے بر باد، کاغذ بادمی داند

اشرف:

چناں شد ہوا تر ز فیضِ سحاب
کہ شد کاغذِ بادکشتیِ آب

و 'کاغذِ ہوائی' و 'کاغذ اطفال' ہمان است۔ مخلص کاشی:

زاہد ز خفتِ عقل خود را بُرد بہ معراج
گر ریسماں دہندش چوں کاغذِ ہوائی

نصیر ہمدانی:

زبس گداختہ عشقم بزور رشتۂ آہ
سبک چو کاغذِ اطفال بر ہوا رفتم (۱)

(۱) نیز ابو طالب کلیم: (دیوان ص:۱۱۳):

چہ حاجت ست بقاصد کہ نامہ ہاے کلیم
بدستِ آہ رواں ہمچو کاغذِ بادست

نیز ب: (بفکِ اضافت) معز فطرت:

بہ فصلِ شرمگینی دادہ ام فطرت دلِ خود را
کہ کاغذ بادِ اُو ہست از حیا پرواز رنگِ اُو

...جاری

کاغذِ حلوا: کاغذے کہ حلوا در آں پیچیدہ فروشند و آں باطل از کار رفتہ باشد؛ لہٰذا بمجاز چیزے بے اعتبار را گویند۔ (ع)۔ سالک یزدی:

نسخۂ صورتِ شیریں کہ شکر آشوب است
پیشِ حلواے لبت کاغذِ حلوا گردد (۱)

کاغذِ بُتی: کاغذیست خاصِ فرنگ کہ چوں آں را بغور نظر بینند شکلِ بُتے از آں مرئی شود۔ (ع)۔

کاغذِ عکسی: ظاہراً ہمان است کہ سراج المحققین در ایں شعر:

گلِ ابرِ شفق رنگین و شاداب
ز عکسش کاغذِ عکسی شدہ آب

و جلال سیادت دریں بیت:

بسکہ رنگیں شدہ از نقشِ بتاں سینۂ ما
صفحۂ کاغذِ عکسی بود آئینۂ ما

بستہ۔

کافرِ کتابی: شخصے کہ دینِ منسوخہ دارد مثلِ عیسوی و موسائی۔ مفید بلخی:

ز خطِ صفحۂ رُویش نظر نمی گیرم
بکوے عشق چو من کافرِ کتابی نیست

[گذشتہ سے پیوستہ]

صائب:

نگردد تا گرہ تار نفس در دل ز خاموشی
چو کاغذ باد ہر فرد از کتابِ زندگی باشد

(۱) نیز ب: محسن تاثیر:

لعلِ شکر بار اُو خط چو ہویدا کند
قطعۂ یاقوت را کاغذِ حلوا کند

کاکلِ کسے شکستن: تحریص و ترغیب کردنش بکارے، یعنی موکشاں بر سرِ کارے کشیدن۔ (ع)۔
خان خالص:

کاکلم می شکند (۱) ذوقِ مے آشامیہا
رعشہ ہرگاہ بخاک از قدحم مل ریزد

کاکل افشانی: پریشان کاکل از جہتِ عرضِ رعنائی۔ (ع)۔ طالب آملی:

کاکل افشانی مبارک نیست بر طاؤسِ عشق
سر بزیرِ پر (۲) چو بوتیمار می باید کشید

مفید بلخی:

تا مرا دید در پریشانی
می کند شانہ کاکل افشانی

کاکو: برادرِ مادر کہ خالش گویند۔ (ج) و (ر)۔
سلیم:

نتواں یافت دلِ خوش بجہاں اے کاکو
چہ روی گاہ (۴) سوے گنجہ و گاہے باکو

'باکو' شہریست نزدیکِ شروان۔

کاک: بہ ہر دو کافِ تازی؛ نانِ تنک و مرد (۳) لاغر۔ (ر)۔ منیر ہر دو معنی بستہ:

از غمِ ناں ہلاک گردیدہ
کاک از شوقِ کاک گردیدہ

ونامِ قلعہ ایست از آذربایجان۔ (۵) (ر)۔ ہم اوراست:

از قلاعِ جہاں بہ سرکوبِ خاک
نشنیدہ بغیرِ قلعۂ کاک

کاغذِ دفتری: کاغذِ کم قیمتِ ناصاف کہ مصرفش دفتر است۔ (ع)۔ اشرف:

شد بدولت خانہ آقا میرزا
دولت آبادی شد آخر دفتری (۱)

کاکلِ شمع: دُودے کہ بر سرِ شمع باشد۔
زلالی:

سوے بزمِ ایاز آمد بایں جمع
پریشاں تر ز چینِ کاکلِ شمع

کالہ: مرادفِ 'کالا'۔ (ع)۔
و کدوے شراب خصوصاً و ظرف ہر مظروف عموماً۔ (ج)۔
شفائی:

کالۂ کون بدوش می گردد
ہمچو حلوا فروش می گردد
می دہد کاں کہ در محل دارد (۲)
کالۂ خویش پُر کند از جو

و نیز ظرفیست از سفالین کہ غربا بخاکستر پُر کردہ در حالتِ بیماری بجاے مُقلدان پیشِ خود گذارند۔ (ع)۔ شفائی:

اے کالۂ بلغم کشِ چار سوے فسق
نے لا (۳) بزباں داری و نے بند بہ شلوار

کام برداشتن: آنست کہ چوں طفل متولد شود و قابلہ

---

(۱) م: می کشند
(۲) م: سر، تصحیح از ب (۳) م: کاہ
(۴) م: مرد و ب: مرد (۵) عمید: اس شہر کا قدیمی نام: آذرآبادگان

(۱) مثال کاغذ کے بغیر دی ہے۔
(۲) م: درو، تصحیح از ب: یہ دو الگ شعر ہیں۔ (۳) ب: را

بہ انگشتِ عسل کامِ اُو برداشتہ زقّہ در حلقش ریزد۔ (مح)۔
بُناگوش کردن 'نیز گویند۔ (ج)۔ اشرف (رُباعی):

برداشتہ آسماں ز خوں کام مرا
کردہ است چنیں بزرگ اندام مرا
خوں خوردنِ من چنانکہ در طفلی بود
پستاں بدہن شیشۂ تجام مرا

'کام بر گرفتن' نیز۔ ظہوری:

بزہرت دایہ کامم برگرفتست
بشہدِ دیگرانم رغبتے نیست

کاولی: لولی رُو۔ (مح)۔ حکیم شفائی:

آیند خیلِ کاولیان وطلب کنند
دختر برائے مستقل از دودمانِ تو

وکسے کہ از اہلِ حرفہ باشد و کارہائے زشت و ناہموار سازد۔ از ایں رُو کسے را کہ چشم کج کند یا بینی درہم کشد 'کاولی ساز' گویند۔ (مح)۔ سند در 'چاقو دستہ کردن' گذشت۔

کاورسہ: 'کاورس' غلّہ کم قیمتے است مخصوصِ ہندوستان کہ آں را 'چینہ' گویند و پُر ریزہ باشد؛ 'جاورس' معرب آن است۔ 'کاورسہ' چیز ریزہ و پُرخُرد کہ در خُردی مشابہ بہ 'کاورس' باشد۔ ہائے نسبت است۔ ظہوری (رُباعی):

شد وقت کہ زر بجیب [1] و دامن ریزند
کاورسۂ زر بہ نرخِ ارزن ریزند
از سردیِ فاقہ خوشہ چیناں در بزم
زیں زرگلِ آتشیں بجز من ریزند

(۱) م: بجیب، صحیح از ب

'کاورسہ کاری' مرادفِ ریزہ کاری و خردہ کاری است کہ آں مشہور است۔ (مح)۔ سلمان ساوجی:

تاجِ گُل را کز زرش کاورسہ کاری کردہ اند
شبنمش آویزہائے دُرّ و گوہر می کند

کاہلِ پائے مرود و کاہلِ پائے درخت: شخصے کہ ہمہ روز زیرِ پائے درختِ امرود وا کشیدہ باشد و ہیچ کار از دستش برنیاید۔ لوطیاں چنیں کس را 'لِستی' گویند، بلامِ مکسور و نون و تائے مثنات فوقانی و یائے خفّی معروف۔ (مح)۔ کمال خجند:

گر نگیری چست و چابک سیبِ شیرینش کمال
پیشِ اہلِ عشق باشی کاہلِ پائے مرود

منیر در ہجو اکول گوید:

ہر نفس گردد آشنائے مرود
ہست از کاہلانِ پائے مرود

فوقی یزدی:

من کیم، آں کاہلِ پائے درختِ ہلولی
نے سرم را ذوقِ تاج و نے غمے ام از قبا

کاہ در دہن گرفتن [1]: کنایہ از عجز کردن و زنہار خواستن؛ چہ زنہاری برگ و کاہ در دہان گرفتہ امان خواہد، لیکن رسم ہندوستان است۔ سلیم:

گر بمیدانِ ریاضت کہربا دعوی کند
کاہ گیرد در دہاں از شرمِ رُوئے زردِ ما

(۱) م: کردن، صحیح از ب۔ نیز اشتین گاس و غیاث؛ شعر میں بھی 'گرفتن' ہی کا مضارع آیا ہے۔

تناظرِ کافِ عجمی از منظرِ الف:

گاہ بگاہ: ہر دو کافِ عجمی، مرادفِ "گاہ و بیگاہ"۔
شانی تکلو:

خارخارِ دلِ نازک شدہ از گوشۂ چشم
مژہ برہم زدنِ گاہ بگاہے کہ تراست

گاوِ تازی و گو تازی: خود را غالب و پُر زور وانمودن از جہتِ تحذیرِ حریف۔ (ع)۔ ظہوری:

اِمسال[۱] حسابِ گاوِ تازی دگر است
گاو آمد و خورد دفترِ پارین را[۲]

سندِ دوم در "تو بے شاخ" گذشت۔

گاو زوری و گاو زور: بے ریاضتِ فنونِ کشتی در نہایت زور نمودن۔ (ج)۔ اوّل معروف؛ دوم: مسیح کاشی گوید:

دشمن بگاو زور نخیزاندم ولے
چوں باد دوست خیزد و برگِ خزاں منم[۱]

گاو گُون: مرادفِ "گُونِ خو" و "آں"[۲] خواہد آمد۔ سند در "خو گُس" گذشت۔

---

(۱) م: امثال، تصحیح قیاسی؛ یہ شعر نہ تو دیوانِ ظہوری میں ملا ہے اور نہ "سہ نثر" میں۔

(۲) نیز بہ ملا فوقی:

چو حمارِ طبقِ شاں آہنگِ گو تازی کند
گاو را در حالتِ لفظِ علم خوانند کاب

عرفی:

در کمانِ گاو تازی داری اینک حاضرم
گرنمی تازی بمیدانم ہم آہنگی مکن

(قصائدِ عرفی، ص ۱۲۷، ... در کماں گاو زوری ...
... بمیدان نیم ...)

---

(۱) نیز بہ شیخ سعدی:

ولا در بسر پنجۂ گاو زور
زخویش بشیراں در افتادہ شور

(۲) م: خروان، تصحیح قیاسی

تناظرِ کاف از منظرِ بائے تازی:

کبابِ گذشته: کبابِ سوختہ از کار رفتہ۔ (ع)۔
مفید بلخی:

زاہد کہ ترش رُو چو شرابِ گذشتہ است
در تلخی زباں چو کبابِ گذشتہ است

کبابِ برگِ تاک: کبابے کہ از برگِ تاک سازند۔ (ع)۔ مفید بلخی:

ز شوقِ شیشۂ مے سینہ چاک است
دلم برگِ کبابِ برگِ تاک است

کبابِ هندی: نوعے از کباب کہ رنگش سیاہ باشد۔
محسن تاثیر:

ہمیں نہ سیخ جگر زلفش از بلندی شد
دلم ز حسرتِ خالش کبابِ ہندی شد

کباب انداختن و رسانیدن: پختنِ کباب۔
سلیم:

حُسن می خواہند، مستاں را بشمع و گُل چہ کار
ہر کہ روشن کرد آتش ما کباب انداختیم

صائبا:

اگرچہ عشق ندارد ز من فسردہ ترے
تواں بسینۂ گرم کبابہا انداخت

ظہوری:

مستِ عشقم، اگر ز خونِ جگر
بر سانم کباب، می رسندم

کباده: کمانِ بسیار نرم کہ ابجدِ کمان داران است و نیز کمانے کہ پہلواناں کشند و چلّہ اش از آہن باشد۔
طغرا:

بختی رسد ز دہر بسُستی فتادہ را
زنجیرِ آہنی بسر افتد کبادہ را

آں را **کمانِ فولاد** نیز گویند۔ شانی تکلو:

بازوے بختِ من آں طور قوی ساختہ ای
کہ کمانم نہ کشد رستمِ فولاد کماں (۱)

کبوتر دم: بہ فتحِ دالِ مہملہ؛ بوسۂ خاطر خواہ۔ (ج)۔
ظہوری:

بہ غنچہ ہیں ز کبوتر (۲) دمش اماں ندہند
بہارِ مستِ ہوس کردہ عندلیباں (۳) را

و بضمِ دال؛ بہ اصطلاحِ خطّاطاں قلمے است بطرزِ خاص تراشیدہ کہ مشبہ (۴) بدُمِ کبوتر باشد۔ اشرف:

گر کنم شوقِ دل از کلکِ کبوتر دُم رقم
نامہ زیں تقریب خود بالِ کبوتر می شود

کبوتر باز: رعدِ پُر کار۔ اشرف:

---

(۱) نیز ب: محسن تاثیر:

نرمی مکن کہ بختی ایام می کشی
از آہن است چلّۂ کمانِ کبادہ را

ایضا:

گر گوشہ گیر خانۂ زنجیر گشتہ ای
در پنجۂ کشاکشِ گردوں کبادہ ای

(۲) دیوانِ ظہوری: ... کہ ز بوسہ دمش
(۳) دیوان: ... عندلیبان
(۴) م: مشبہ، عمید: مشبہ

گے جواب نامہ آید زاں سراپا ناز من
کرد ضبط نامہ بر شوخ کبوتر باز من

کبوتر پرپا: بہردو بائے فارسی؛ قسمے از کبوتر کہ پر بر پا دارد و سست پرواز باشد۔ طغرا:

سست است چوں کبوترِ پر پا زبختِ من
قاصد ز پائے خویش اگر پر برآورد[1]

(۱) نیز ب: طغرا:
زبس کہ ریشہ دوانیدہ از رطوبتِ نے
بط شراب برنگِ کبوترِ پر پاست

تناظرِ کاف از منظرِ بائے عجمی:

کپنک: بہردو کاف تازی؛ نمدے کہ مردمِ جنوا ورزمستان بردوش گیرند۔ کلیم (رُباعی):

خوباں کہ ہمی رمند ز افسونِ فلک[1]
رام اند بہ بے تعینّاں بیشترک
در صیدِ بتاں جامۂ صیادی پوش
پاتابہ و کیوہ[2] و کلاہ و کپنک

کپتان: بہ کاف تازی و بائے عجمی و یائے حطّی معروف و مثنات فوقانی؛ ریش سفید صاحب اختیار مہمات پادشاہِ فرنگ و کسے کہ از جانبِ ملکِ فرنگ[3] داروغۂ بندرِ عباسی باشد؛ از ''عالم آرائے عباسی'' سکندر بیگ منشی معلوم شد۔ میر نجات:

خوشا دمے کہ کپتانِ حسنِ یار شود
زفیضِ بادہ کشی سیدِ گلستانہ

''گلستانہ'' نام جائیست از ولایتِ ایران۔

(۱) م، ب: ملک، دیوان (ص ۳۰۸): فلک
(۲) م، ب: کیوہ، دیوان: گیوہ
(۳) م: یہاں عبارت دوبارہ کتابت ہوگئی ہے جسے حذف کردیا ہے:
... پادشاہِ فرنگ و کسے کہ از جانبِ ملکِ فرنگ و کسے کہ از جانبِ فرنگ داروغہ...

تناظرِ کاف از منظرِ تاے مثناتِ فوقانی:

کتابِ گذشتہ: کتابِ کہنہ دیرینہ از خیر انتفاع افتادہ۔ مفید بلخی:

مشکل بود مطالعۂ رُوے نوخطاں
غافل مشو ازیں کہ کتابِ گذشتہ است

کتابت: نوشتن و بمعنی مکتوب نیز آرند۔ شانی تکلو:

با آنکہ در کتابتِ اغیار ہیچ نیست
برغمِ (۱) من مطالعہ بسیار می کند (۲)

کتابتِ کشمیر: مکتوبے کہ حروفِ پیچیدۂ ناخوان داشتہ باشد، چنانکہ حروفِ براہمۂ (۳) کشمیر، کہ اشکالِ آں مختلف است بصورِ حروفِ براہمۂ ہند۔ اسیر:

گر طوطیِ خیالِ خطت (۴) نامہ بر شود
آئینہ را کتابتِ کشمیر می کند (۵)

---

(۱) م: برزعم، تصحیح از عمید
(۲) نیز ب: سنجر کاشی:

بے لختِ جگر از مژہ برگشت سرشکم
شرمندہ تر از قاصدِ گم کردہ کتابت

ارشد اللہ خان:

بے لختِ جگر بر لبم اے آہ چرائی
اے قاصدِ گم کردہ کتابت زکجائی

(۳) م: باہمۂ، تصحیح از ب
(۴) ب: خطت
(۵) ب: ی کنم: یہ شعر کلیاتِ جلال اسیر میں نہیں۔

کت: بفتح کافِ تازی، تخت۔ گوئیا تفریسِ 'کھٹ' است کہ آں لفظِ ہندیست۔ (م)۔ طغرا:

بر درِ بارگاہِ (۱) چرخ کت است
شاہ را پالکی بدیں صفت است (۲)

کتکن: بہر دو کافِ تازی: چاہ کن۔ شفائی:

پنجۂ تو کہ کتکنِ قاب است
در زمینِ پلاؤ نقاب است

کتابی: ہماں 'کافرِ کتابی' کہ گذشت۔ جلال سیادت (رُباعی):

بشتاب سیادت کہ تنت جاں گردد
دل آئینہ ات ز نورِ عرفاں گردد
از علم رہے بمعرفت پیدا کن
مانندِ کتابی کہ مسلماں گردد

---

(۱) ب: بارگہ
(۲) نیز ب: عبد اللہ ہاتفی:

فراز کت زر نگارش نشاند
چو بخت آمد و در کنارش نشاند

تناظرِ کافِ تازی از منظرِ جیم

وآں دو تناظر است:

نخستیں منظرِ جیمِ تازی:

کجک: کافِ دوم نیز تازی؛ چیزے است سرکج از آہن کہ فیل باناں براے تادیبِ فیل دارند۔ بدیں معنی دراصل ’آنکُز‘ است، بفتحِ کیم وضمِ سوم وزاے معجمہ (ج)؛ و چیزیست کہ طاسِ قبق بداں آویزند۔ (ج)۔

بیرام خان خانخاناں:

عقدِ قبق ربودہ خدنگِ تو از کجک
یا از ہلال صورتِ پروین نمودہ حک

شیری در صفتِ ستارۂ دنبالہ دار کہ در عہدِ اکبری ظہور کردہ بود، گوید:

و یا بود قبقِ روزِ عید را کجکے
برو کشیدہ کدوے ز سیمِ پاک عیار

و نیز چیزے کہ مردمِ ولایت بر دورِ گریباں دوزند و آں گاہ از طلا باشد و گاہ از سمور۔ وحید:

تو گفتی از صفِ برگشتۂ مژگاں
کجکہا دوختہ بر دورِ گریباں

وآں را کبک ’بباے موحدہ، نیز گویند و نیز چوبے کہ دُہل و کوس بداں نوازند۔ (ج)۔ ہاتفی:

کجک بر دُہل فتنہ انگیز شد
زبانِ کجک دُہل فتنہ سرتیز شد

کج مکج[1]: بہ ہر دو کاف و جیمِ تازی؛ ہماں کج مج۔[2] معروف۔ سالک یزدی:

کج مکج می رود ایں چرخ بے بیتاب است
پشتِ آئینۂ افلاک مگر سیماب است[3]

کجا: معروف و ہر جا نیز۔ (ر)۔

سلمان ساوجی:

کجا در نوبہاری لالہ روے ست
کجا در گلشنے زنجیر موے ست
بہ پیشِ خویش باید دادن آواز
مگر کز پردہ بیروں افتد ایں راز

کج نشستن: مرادفِ ’حمائل نشستن‘ کہ آں گذشت۔ طالب آملی:

طالب رسید مشقِ سخن کج نشیں کہ باز
بر صفحۂ خرد قلمے امتحاں کنی[4]

کجیم: برگستوانِ[5] اسپ و فیل و لشکرے، وایں لغتِ فارسی است۔ (م)۔ ہاتفی:

فگندند گردان بے[6] وہم و بیم
بر اسپانِ تازی مطلّا کجیم

---

(۱) ب: کج مج وکج مکج (۲) م: کج کج، تصحیح از ب
(۳) نیز ب؛ مسیح کاشی:
کاش بودے قوت آنم کہ آبے بر کشم
گر کلیدِ کج مجِ من قفلِ گردوں واشدے
(۴) م: برکستوان، تصحیح از ب (۵) ب: بکشی
(۶) ب: پی

منظرِ دوم در جیمِ عجمی:

کچہ: انگشترِ بے نگین کہ آں را در ہند 'چھلّہ' گویند۔ (ج)۔ اُستادی میر راجؔ:

دورِ گیتی کچہ اے بیش در انگشتش نیست
دستِ آں کس کہ براں حلقۂ در گہ زدہ[1] است

'انگشتری بازی' نیز کچہ بازی است۔ طاہر وحید:

زلعبِ آسماں چشمِ سلیماں بیش می ترسد
چو آں شخصے کہ وقتِ بازی انگشتر بکف دارد

کچہ بازی: آنکہ جمعے از حریفانِ دو جانب نشینند۔ حریفے از یک جانب پنہاں از حریفانِ مقابل کچہ در دست پنہاں کند و ہمہ رفیقانش مشت بستہ پیشِ یکے از حریفانِ مقابل آیند۔ اگر کسے را 'پوچ' گوید و کچہ در دستش باشد، اُو بردہ باشد و اِلّا حریفانِ طرفِ ثانی و چوں کچہ از مُشتِ کسے برآید، گویند: 'کچہ گل کرد'۔ ظہوری:

براست[2] بازیِ آں پے غلط زنِ کچہ باز
کہ جفت داد بہ پنج و سپرد طاق بہ چار

'کچہ رو کرد' نیز گویند۔ ہم اُو:

نبود ایں ہمہ با زندگی گماں[3] ظہوری را[4]
زحرف بازیِ شبہا حریف را کچہ رو[5] کرد

در اصطلاح 'کچہ گل کردن'، بمعنی ظاہر شدنِ راز است کہ بقاعدۂ مذکور ظہورِ سر از لوازمِ آنست۔ میرزا معز فطرت:

مبند دل بہ رعونت کہ می کند کچہ گل
چہ بہلہ پوچ شمر داست بر کمر زدہ باز

---

(۱) م: در کہ، تصحیح از ب (۲) م: براسپ، تصحیح از ب

(۳) م: کمان، تصحیح از دیوانِ ظہوری (ص ۲۰۴)

(۴) م اور ب دونوں میں 'را' نہیں ہے (تصحیح از دیوان)

(۵) دیوانِ ظہوری: بچہ رو

تناظرِ کافِ عجمی از منظرِ جیمِ عجمی:

گچ[1] گُخشتہ: ضابطہ است کہ معماران گچ را اندک اندک بقدرِ مطلوب ہر روز تر کنند و بکاری برند و اگر گچ[2] تر کردہ روزے و شبے بماند از کار می رود، آنرا گچ[3] سوختہ گویند۔ (ع)۔ ثابت:

عشق آں روز کہ بنیادِ خرابی می کرد
بود سیماب گچ[4] سوختۂ معماریِ دل

(۱) م: گچ، گچ از ب و اشپن گاس (۲تا۴) م: گچ، گچ

تناظرِ کافِ تازی از منظرِ دالِ مہملہ:

کدو مطبخ: ظرفے کہ گدایانِ بینوا طعامِ خود در آں طبخ کنند۔ (ع)۔ شفیع اثر:

تا برد[1] بہرہ ز خوانِ کرمش، می گردد
سر فغفور کدو مطبخ دستِ فقرا

ابراہیم ادہم (رُباعی):

ابدالِ فلک، نہ فقر و ثروت دارد
از کاہکشاں رشتۂ خدمت دارد
از مہر کدو مطبخ و از مہ کشکول
از قوسِ قزح کمندِ وحدت دارد

(۱) م: بود، گچ از ب

تناظرِ کافِ عجمی از منظرِ دالِ معجمہ:

گذارہ: آنچہ از حد در گذرد۔ (ع)۔

اشرف:

دلم ربود و سرشکِ گذارہ واپس داد
گرفت ماہِ مرا و ستارہ واپس داد

'مستی گذارہ' و 'دماغ گذارہ' مستیے است کہ شخص را از کمالِ بیہوشی و بیخودی لایشعر در کوے و برزن بگرداند۔ (ع)۔

صائبا:

من آں لطیف مزاجم کہ گر بسایۂ تاک
قدم گذار مرا، مستی گذارہ کنم

ایضاً:

نظر بہ جلوۂ مستانۂ کہ افگندہ است
کہ روزگار دماغ گذارہ اے دارد

وگذارہ: 'مست طافح' نیز۔ سالک قزوینی:

بود ز دولتِ پروانہ سرفرازی (۱) شمع
مرا ز بادۂ شوق ایں قدر گذارہ مکن (۲)

گذشت: صیغۂ ماضی؛ بمعنی بعد نیز آرند۔ (ر)۔

سند در چم گردش 'گذشت'، و 'گذشتن' مردن نیز۔ وحید:

نبود عجب مریض تو گر دیر بگذرد
کز روح کشتگانِ تو راہِ گذارہ نیست

واز سرِ چیزے گذشتن، ترکِ اُو کردن نیز۔ ہم اُو:

گوئی ہمیشہ می گذرم از جہاں وحید
چوں بگذری زخویش ترا چوں گذشت نیست

---

(۱) م: سرافرازی تصحیح از ب

(۲) نیز ب: میرزا معز فطرت:

از من گذشت یار چو مستِ گذارہ اے
زویش ز بادہ گشتہ بہشتِ نظارہ اے

اسماعیل ایما:

کے زندگی تواں کرد بے مستی گذارہ
از بہر دردِ سر نیست بہتر زخواب چارہ

تناظرِ کاف از منظرِ رائے مہملہ

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در کافِ تازی:

کُر: بالضم: نام رودے معروف، ومقدارِ معیّن وزن داماسیہ آب کُر،[1] عبارت از بلوغ[2] آب ست تا آں مقدار یازیادہ؛ چنانکہ در حدیث واقع است: 'إذا بلغ الماء کُراً[3] لم یحمل خَبَثاً.' ومقدارِ کُر بمساحت سہ شبر[4] ونیم طول وسہ شبر ونیم عرض وسہ شبر ونیم عمق است۔ بشبر مستوی الخلقہ بوزن مقدارِ یک ہزار و دویست رطلِ عراقی است ورطلِ عراقی یک صد وسی درہم است کہ نود و یک مثقال باشد، چنانکہ مجموعہ کُر یک صد [و] پنجاہ وشش ہزار درہم و یک صد ونُہ ہزار و دویست مثقال باشد وقلتینِ شافعی ربعے ازایں کمتر است۔ از لغتِ مجد الدین علی قوسی تحقیق شد۔ سنجر کاشی:

ز دامنِ مژہ آلایشِ ہوس نرود
اگر نہ مادۂ [ایں] آبِ دیدہ کُر گردد

کُراسہ: بضمِ اوّل وسینِ مہملہ؛ کتاب مطلقاً، وکتابِ آسمانی خصوصاً۔ (ل)۔ جلالائے طباطبا در دیباچۂ دیوانِ ظفر خان احسن گوید (فقرہ):

بخاطر رسید کہ اجزائے روح افزا را کہ مانندِ
اوراقِ دفترِ گل ابتر شدہ، چوں کُراسہائے غنچہ
شیرازہ بربندد۔

(۱) م: کثیر، تصحیح از ب
(۲) ب: بنوغ
(۳) م: کز، تصحیح از ب
(۴) شبر یعنی وجب (عمید)

کربلائی: نوعے از قماش کہ محرمات باشد۔[1]
طغرا:

تا زائرِ کربلائے عشق تو شدم
از داغ ہمیشہ کربلائی[2] پوشم[3]

کرباس: بسینِ مہملہ؛ پارچہ سفید۔
سیفی در صفتِ بزاز[4] گوید:

تا عاشقِ رُوئے مہِ کرباس فروشم
شد چاک مرا پیرہنِ صبر، چہ پوشم

کُرسی: معروف؛ وچیزیست[5] از عالمِ بخاری کہ آتش درآں برکنند برائے گرم کردنِ خانہ۔ میرالہی:

تا می تواں چو عرش ز کرسی جدا مباش
آتش بفرق ریز وکمن اختیار برف

'کرسی دار'، باضافت، کُرسیے است کہ زیرِ دار گذارند وشخصِ مصلوب پا برآں گذاشتہ بردار رود۔ غزالی[6] مشہدی:

جورِ کسے پسند شد محنۂ عشق را کہ او
کرسیِ دارِ عاشقی کردہ قدِ خمیدہ را

(۱) ب: "... محرمات کہ دو خطِ عریض داشتہ باشد سیاہ وسفید یا مانندِ آں۔"
(۲) م: کربلای
(۳) نیز ب: واعظ قزوینی:

گشت یک شب درمیاں، وصلِ کسی بالائے ما
کربلائی شد لباسِ تیرہ بختی ہائے ما

مُلا طغرا در توحید:

از دو بالِ بلبل حنائی شدہ
پرش ناب کربلائی شدہ

(۴) م: بزار، تصحیح قیاسی
(۵) م: چیزیست کہ
(۶) م: غرابی، تصحیح از غنی، ص ۹۵

'کرسیِ عقد گہر' 'کرسیِ خط': درکمال انتظام وخوبی بودنِ سلکِ گہر وخط است۔ دراشعار اساتذہ بسیار دیدہ شد۔ **'کرسی دارد'**: یعنی تواحت یک دگر است۔ (ع)۔

کُرک: بضمِ اوّل وسکونِ دوم وہردو کاف تازی؛ پشمِ نرم کہ ازایں مو برآید وآں رابشانہ برآرند؛ وشال ومخمل[1] بافند۔ (ر) و(ج)۔ محسن تاثیر:

تاثیر در لباسِ مرا غفلتے نبود
خوابے نداشت مخمل[2] کرکِ[3] لبادہ ام

ونیز گرہ ہایے کہ بر روے مخمل وشال وکرباس بدبافِ نمایاں باشد وآں را 'لاس' و'پرزہ' نیز گویند۔ (ع)۔

کِرم کشتن: بہ اوّل مکسور وچارمش مضموم وشینِ معجمہ؛ دستبازی وملاعبت بامعشوق کردن وباج گرفتن۔ (ع)۔ سند دردیوانِ سعید اشرف ہست، ومیر عظیم ثبات[4] ولد میرافضل ثابت نیز گوید:

شمع امشب چہ کرمہا کہ نکشت[5]
کہ ز پروانہ گل بداماں کرد

ودفعِ شہوت کردنِ زنان حلقہ بر بچہ رینہ، چنانکہ عادتِ آنہا است۔ فوقی یزدی درمثنوی ''شیرین وخسرو'' کہ تمامش موافقِ اعتیادِ خود در ہزل گفتہ، در داستانِ دلجوئی کردنِ پرستارانِ شیریں، گوید:

چہ می گوئی تو اے ماہِ کمن بر
ترا چہ رینہ اے ماندہ ز مادر

(۱،۲) م: مجمل (۳) م: کوک، تصحیح از ب
(۴) ب: شاعر کا نام نہیں دیا، صرف 'شاعر'
(۵) م: بگشت، تصحیح از ب

ز کیرِ خر زیادہ چار انگشت
بہ اُو یک لحظہ کرمے[1] می تواں کشت

محسن دباغی[2] نیز درہجو گوید:

عبید گفتا کہ 'یا ایہا الذکور عرب
کراست از ہمہ تاں کیر ہم چو خر بمثال
کہ تا باو بدہم نفسِ ایں مؤکلہ ام
کہ کرمِ حلقہ اُو کشتش بےست محال

کِرمِ پلاس بودن: بکافِ مکسور وبائے عجمی، درصددِ عیب جوئی بودن۔ طالب آملی:

ہردو کرکِ لباس ہم بودند
بلکہ کرمِ پلاس ہم بودند

کِرم کار داشتن: باوّل مکسور؛ خار خار کارے داشتن۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

صبر کردن بجفاے[3] تو بسے مرغوب است
کرمِ ایں کار زایوب[4] مرا بیشتر[5] است

بلے، 'کرم' بمعنی 'خار خار' آرند۔ سعید اشرف:

بلاے عشق بازی راست کرمِ طرفۂ من ہم
دریں محنت صبوری می کنم، ایوب را مانم

(۱) م: گرمے (۲) م: دماغی، تصحیح از ب
(۳) ب: بصفاے
(۴،۵) م: الوب، بیشتر، تصحیح از ب۔ ب میں دوسرا مصرع یوں ہے:
کرم ایں کار مرا بیشتر از ایوب است

تناظرِ دوم در کاف عجمی:

گرانبار شدن: آبستن شدن۔ عالی در ہجو خانِ جہاں بہادر گوید:

آں نحسِ نجس کز دمِ حیض
شد مادرِ قحبہ اش گرانبار

گرّا: بفتحِ اوّل و تشدیدِ رائے مہملہ؛ حجّام و سرتراش۔ (ر) (ج)۔ یحییٰ کاشی در ہجو گوید (رباعی):

کاکا نامت چگونہ آقا کردی!
کافر نکند آنچہ تو گرّا کردی!
ریحان سیاہ مادرت سیّدہ نیست
چوں اسمِ شریفِ خود شریفا کردی!

گربہ در بغل داشتن: بضمِ اوّل؛ کنایہ از مکر و حیلہ کردن۔ (ع)۔ کمال اسمٰعیل:

بیدار نہ سر خلاف دارد در سر
از بہرِ چہ گربہ در بغل می دارد (۱)

گربہ از بغل افگند: ترکِ مکر و حیلہ کردن۔ (ج)۔
ہم او:

خود (۱) بیندازم از بغل گربہ
کند از ماجراے موش اخبار (۲)

گربہ بید: قسمے است از اقسامِ بید کہ برگہایش بہ پنجۂ گربہ ماند و چشم دارد و آں را 'بیدِ مشک' گویند۔ (ج)۔
طغرا:

گرد و دو بر سرِ ہر شاخ دو صد گربۂ بید
بلبل از مستیِ گل شیوۂ رم نشناسد (۳)

'گربۂ خلاف' نیز گویند، چہ 'خلاف' در تازی بید است۔
رکنائے مسیح کاشی:

گر پادشاہ نامیہ را تقویت کند
خونِ پلنگ چرخ خورد گربۂ خلاف

گربۂ زباد: بزاے معجمہ؛ شیخ علامی فہامی در "آئینِ اکبری" نوشتہ کہ:
تراوشِ مستی جانوریست گربہ آسا لختے بزرگ تر و روے و پوزِ او (۴) درازتر؛ سامترائی از جمیع اقسامِ (۵) او گزیدہ تر بود۔ 'سامترا' جائیست از مضافِ بندرابن کہ واقع است مابین دہلی و آگرہ؛ آں چکیدہ سفیدِ زردی (۶) آمیز است و آں جانور در زیرِ دُمِ نافہ دارد باندازِ جو

---

(۱) نیز انوری (کلیات، ص ۲۲، ۲۵۳):

طمع کے گربہ در انباں فروشد
کہ بغل امروز باسگ در جوالست

(ب: 'کے' کی بجائے 'کو'، 'کہ بغل' کی بجائے 'چو بغل' اور 'وقت' کی بجائے 'گہے')

شد آنکہ دشمنِ او داشت گربہ در انباں
کنوں ست وقت کہ با سگ فرو شود بجوال

(۱) ب: نیندازم (۲) ب: کنم...اخیار
(۳) نیز ب: عبدالغنی قبول:

عبیر افشاندہ از بس دلبرِ عطارِ من بر خود
شمیمِ گربۂ بید از بنِ ہر موش می آید

(۴) م: بوزاو، صحیح از ب (۵) م: آہ، صحیح از ب
(۶) م: زروے، صحیح از ب

زخرو۔(۱) انتہی کلامہ۔

عرفی شیرازی:

بسیرِ مرتع جاہِ(۲) تو آہوانِ حرم
بدورِ(۳) سفرۂ خلق تو گربہ ہائے زباد(۴)

گربہ بہ تنباں کردن: رسوا کردن است۔(ح)۔

شفائی:

خار در کونِ خرِ لنگ وقارت بہم(۵)
پیرزالے چو ترا گربہ بہ تنباں بکنم(۶)

گرج: بجیم تازی؛ قاشِ خربزہ۔ سیفی:

بہ تیغ اگر بکند گرج گرج پہلویم
بسانِ خربزۂ نرم دل،(۷) خموشم من

گربۂ بَراق: بفتحِ بائے موحدہ دوم؛ قسمے از گربہ است کہ مُوہائے بدنش نسبت بہ گربہ ہائے دیگر بلند و براق باشد۔(ح)۔ سلیم:

حریفِ شاہ سوارے کہ می تواند شد
کہ ہست شیرِ فلک گربۂ براق اُورا

گردن از مُو باریک تر: کنایہ است از عذر و کراہت نداشتن در قبولِ آنچہ گویند۔(ح)۔ صائبا:

(۱) م: خود، تصحیح از ب
(۲) م: مرتع جاہ، کلیاتِ عرفی (ایرانی ایڈیشن، ص ۴۸): مرتع قدر
(۳) م: برائے، تصحیح از قصائد...(ص ۵۹)
(۴) کلیاتِ عرفی (ص ۴۸): زباد
(۵،۶) ب: بہم، بکنم؛ م: بہم، تصحیح قیاسی
(۷) م: دل (با اضافت)

در طینتِ ملائمِ من نیست سرکشی
باریک تر ز موے میانست گردنم

گردنِ باریک داشتن: ملایم و ہموار بودن۔(ح)۔

میر الٰہی:

ثابت و سیار باشد حکم شد سیارہ را
گردنِ باریک دارد رشتہ پیشِ جوہری

گردن کج کردن و داشتن: سر بعجز فرود آوردن۔

میرزا صائبا:

پیشِ دریا چہ ضرور است کنم گردن کج
منکہ قانع بدمِ آب چو شمشیر شوم

سند دوم در زبانِ گندمی گذشت۔

گِرد گریبان: بہ اوّل مکسور و دالِ مہملہ موقوف؛ پیراہن۔(ر)۔ غزالی مشہدی:

ما بادہ ایم و گردِ گریبانِ ما خُم است
داریم نشأہ کہ دو عالم در و گم(۱) است

گرد کردن: بہ اوّل مفتوح؛ ظہور کردن۔

سالک قزوینی:

غبار آشنائی در نظر ہست
مکن در راہ چشم اے طوطیا گرد(۲)

و **گرد کردنِ تیر** 'بلند رفتن است۔ میرزا صائبا:

چنیں کہ سرکشی از شستِ من بروں رفتہ است
بحیرتم کہ چساں گرد می کند تیرم

(۱) م: کم (۲) م: کرد

گردشِ بالینِ شبِ جمعہ: رسمِ ولایت است کہ شبِ جمعہ البتہ بحرم سراے می باشند و اصلا بیروں نمی روند و نمی خوابند، بل آں را شگونِ بد دانند۔ (ع)۔ شفیع اثر:

مرو ز میکدہ بیروں اگرچہ مے نکشی
کہ رسم نیست شبِ جمعہ گردشِ بالیں

بلے، 'گردشِ بالیں' نقل کردن است از جاے بجاے۔
معز فطرت؛ مصرع:

گردشِ بالیں مبارک باد بیمار ترا

گردہ پوشیدن: بہ اوّل مفتوح؛
در حالتِ کشتی گیری خاک مالیدنِ پہلواناں بر بدن۔ (ع)۔
میر نجات:

گردہ پوشید دگر شیر صفت آہوے
باز ہنگامۂ کشتی ست حریفاں ہُوے

گرفتن: بریدن۔ مخلص کاشی:

کشکولِ فقر باد چو شد شاخ بے ثمر
دست ار(۱) دہندہ نیست سزایش گرفتنست

حاجی گیلانی:

ناکس زیادہ سر چو شود دست ازو بدار
ناخن چو شد بلند گرفتن سزاے(۲) اوست

و 'بند کردن'؛ گویند، 'در را گرفتیم'۔ ظہوری:

عشق ہر رخنہ اے کہ بود گرفت
باز قفل است بر درِ دلِ ما

و 'کندن'؛ شفیع اثر:

(۱) م: از، تصحیح قیاسی (۲) م: سزا، تصحیح قیاسی

گرچہ از افتادنِ دنداں شود گفتار سُست
چوں تو دندانِ طمع گیری سخن گوئی(۱) درست

و 'فرض کردن'؛ صائبا:

من گرفتم بر نیارد موجِ شمشیر از نیام
از ہواے خود خطر دارد حبابِ زندگی

[میرزا] ملک مشرقی:

دماغ صرف کشودن کہ می تواند کرد
درِ امید گرفتم کلید پیدا کرد

انحصار استعمال گرفتن بایں معنی بہ ایراد کافِ بیانیہ است۔ اگر(۲) تعلیقے کہ گاہ آرند وگاہ نہ، بہ استناد(۳) اشعارِ مزبورہ درست نیست و 'شروع کردن' نیز، ہاتفی در خاتمۂ ''تیمور نامہ'' و شمارِ مصنفاتِ خود گوید:

گرفتم ز مجنون و لیلیٰ نخست
وزاں صورتے دعویم شد درست

سلیم:

دل در طلبت بر رہِ دریوزہ قدم زد
اوّل ز سرِ کوچۂ زنجیر گرفتہ است

گرفتار: معروف؛ و بمعنی گرفتاری نیز آرند۔
غزالی مشہدی:

کس بہ خوبانِ پری چہرہ گرفتار مباد
ہیچ کس را بہ چنیں قوم گرفتار مباد

بر متفحص مخفی نیست کہ مصدر بمعنی اسمِ فاعل و کذا بالعکس، اکثر در کلامِ فارسیاں مستعمل است؛ از آں جملہ حاجی قدسی:

(۱) م: گوے، تصحیح قیاسی (۲) م: بیانیہ اگر، تصحیح از ب
(۳) م: استبداد، تصحیح از ب

زگیتی رضا نیست جز سفلۂ دوں
کہ ہم دوں نوازست و ہم سفلہ پرور

حیاتی گیلانی:

عطیہ فیض رسانست و جرم عفو پذیر
بہر چہ ہست رضائیم، غم چرا داریم

قاسم ارسلان:

جادوے چشم و ہندوے خالت
می کنند آشکار و پنہاں دزد

میرزا رفیع واعظ علیہ الرحمہ می فرماید:

زلفِ اُورا ز بردنِ دلِ غیر
مُو بمو شرمسار بایستے

زلالی:

خرامانش بقصرِ خویشتن بُرد
بهشتے را بمهمانِ چمن برد

کمال خجند:

امشب آں مہ بوثاقِ بہ فروی آید
گر بمهمانِ من آید چہ نکو می آید

کلیم:

در عبادت قانع است اینجا تلافی می کند
گر در آبِ غسل اسرافے کند زہدِ ریا[1]

سلیم:

بریز خون سلیم و برو فراغت باش
کسے بہ ہچو توئی ایں کماں ندارد، ہیچ

ازیں قبیل الفاظ بسیار است کہ ایرادِ آں را ایں مختصر برنمی تابد۔

---

(۱) یہ شعر دیوانِ کلیم میں نہیں ملا۔

گرفتنِ نمک کسے را: بہ جزاے کورنمکی گرفتار آمدنش۔ طالب کلیم:

در چمن دیدہ ز نظارۂ گل می پوشم
تا نگیرد نمکِ آں لبِ خنداں مارا[1]

گرگ میش: نیک ظاہر، بد باطن۔

سالک یزدی:

ایں عزیزاں در لباسِ میش گرگی می کنند
یوسفم یوسف بسے زیں گرگ میشاں دیدہ ام

گرگِ باراں دیدہ: آزمودہ کار گرم و سرد روزگار دیدہ۔ (ع)۔ میر نجات:

از تری ہاے فلک با چشمِ گریانم چہ باک
در فراقِ یوسفِ خود گرگِ باراں دیدہ ام

سعید اشرف:

زسیلِ اشک بے پروا[2] بناے من نرفت از جا
نمی ترسم از اینہا، گرگِ باراں دیدہ را مانم

مخلص کاشی:

کے ز اشک و آہِ مظلوماں دلش آید برحم
گرگِ باراں دیدہ باشد ظالمِ روباہ باز

میر یحیٰی کاشی:

کے ز ہجومِ تر شوند ایں کلہ سگ
زانکہ اینہا گرگِ باراں دیدہ اند

---

(۱) متعلقہ غزل کا مطلع ہے (دیوان، ص۹۹):

کہ خریدے زغمِ گردشِ دوراں مارا
دیدہ گر منت نمی داد بطوفاں مارا

(۲) م: بے پروا (دال کے ساتھ)، تصحیح از ب

"گرگِ پالاں دیدہ" نیز مرادف آنست؛ چہ بازی گرانِ
ولایت گرگ راپالان بندند۔ سالک یزدی:

با کمندِ مہربانی برنمی آید ز چاہ
یوسفِ ما اے عزیزاں گرگِ پالاں دیدہ است

گرو نوشتن: مشقِ خط کردنِ اطفال باہم گرو بستہ
از رُوے بحث۔ سعید اشرف در موعظۂ پسر گوید:

باید ز سر ایں خیال ہشتن
بازیِ تو بس گرو نوشتن

گرہ طاعون: غلولۂ کہ نزدیکِ زہار و بغل
از سواد و موے پیدا شود و آں بالخاصیہ مہلک باشد۔ (خ)۔
سلیم:

کامِ عاشق چو در آید بہ بغل می میرد
غنچہ بر شاخِ گلِ ما گرہِ طاعون است

گرہ بنداں: سالگرہ۔ ظہوری:

دل کشائی ایں گرہ بنداں
گرہ از کارِ روزگار کشاد

گریباں گرفتن: رسمِ ولایت کہ در معذرتِ تقصیر
گریبانِ خود گرفتہ استعفا نمایند۔ حیاتی گیلانی:

اجل بعجز گریباں گرفتہ می گردد
بصید گاہ نگاہے کہ من شکار شدم

میرزا صادق:

گل ز رُخش جیب قبا چاک زد
پیشِ لبش غنچہ گریباں گرفت

و بر سرِ جنگ آمدن نیز؛ میلی:

دامانِ ناز برزد و تیغِ جفا گرفت
سرمست در رسید و گریبانِ ما گرفت

گریبانی (۱): بیاے خطّی معروف؛
لباسے است مخصوصِ اہلِ ولایت کہ دامن و آستیں ندارد و بر
رُوے قبا و چکن پوشند براے زینت۔ (ع)۔ پیراہن۔ (ر)۔
اسمٰعیل ایما:

بندہ را خلعت دہد صاحب براے بندگی
چوں گریبانی شود تو می شوی سرکش چرا

مفید بلخی:

کردہ ام زیبِ لباس (۲) از طالعِ ناسازِ خویش
بس بود بختِ سیاہ من گریبانی مرا (۳)

گریہ انداختن: ریختنِ اشک۔ سنجر کاشی:

چو عشق افگند در دل سوزِ مژگاں گریہ اندازد
جہد ہر جا کہ برقے لاجرم باراں شود پیدا

---

(۱) م: گریبانے (۲) م: لباسِ (باضافت)
(۳) نیز ب؛ مفید بلخی:

لباسِ شاہدِ حُسنِ ترا زیبے دگر باشد
کہ دارد از دو زلفِ عنبریں خود گریبانی

ظہوری (یہ شعر دیوان میں نہیں ملا):

پنجۂ آرزوے تو نگذاشت
در گریبان کس گریبانی

تناظرِ کافِ عجمی از منظرِ زاے معجمہ:

گز گزجستن(۱): بہ شوخی وچستی تمام جستن۔
سیفی:

زہجرِ تیرگر خواہد جدا اُفتاد(۲) جاں از من
کہ گزگز(۳) می جہد پیوستہ آں ابروکماں از من

گزد(۴): بہ فتحتین ورائے مہملہ؛ معروف؛
و دستۂ ہاون، نیز نظر بمناسبت بر عضوِ تناسل اطلاق کنند۔
نعمت خان عالی در ہجو خانگیانِ خانِ جہاں بہادر گوید:

پیوستہ ہم از کدو و شلغم
از حلقہ پے گزرتراشی

گزک: بہ فتحتین وکاف آخرِ تازی؛ معروف؛(۵)
وتلخ۔ (ر)۔ و بدیِ زخم از آب وزیدن یا بو بردن۔ (ح)۔
میرالٰہی:

دل خوں گرفتہ است کہ دشمن ہم از غمش
درہم کشیدہ رُوے چو زخمِ گزک زدہ

گز کردن: بہ گز پیمودن۔ سلیم:

اثر بانالۂ اہلِ ہوس نیست
ہوا گز می کند تیرِ ہوائی

(۱) م: گز، تصحیح از ب (۲) م: افتاذ، تصحیح از ب
(۳) م: گزکز (۴) م: گرز، تصحیح از ب
(۵) شعری مثال: ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۱۲۱):

گزک ضرور نباشد شرابِ غفلت را
دلت بر آتشِ حرص ایں قدر کباب چراست

و 'گزمو کردن'(۱) نیز۔ طغرا در قصیدۂ منقبت سیّدۃ النسا علیہا السلام(۲) گوید:

صاحبا پایۂ قدرِ تو از آں بیشتر است
کہ تواں کرد باطنابِ تخیل گزمر(۳)

گزیدنِ چشم: چشم زخم رسانیدن۔
صائبا:

چنانکہ نیل بود مانعِ رسیدنِ چشم
بخط، رُخِ تو اماں یافت از گزیدنِ چشم

گزی بگوزی: بہر دو کاف عجمی؛ کنایہ از
نہایتِ بےقدری و بےاعتباری۔ سعید اشرف:

دانائی عاریت دو روزیست
ریشِ عملی گزی بگوزیست

(۱) م: گزمز، تصحیح از چراغ، ب، واشین گاس
(۲) م: علیہ السلام (۳) م: گزمز

تناظرِ کاف از منظرِ سینِ مہملہ:

کسے: معروف؛ وضمیرِ متکلم ومخاطب نیز۔ (ع)۔

مثال معنی اوّل؛ میرزا معز فطرت:

از تن سرم جدا کن و از من جدا مباش
بے رحم باش عمر کسے بے وفا مباش

مثال معنی دوم؛ سعید اشرف:

بیا کہ بر سرِ راہت نگاہم از عینک
بکف گرفتہ ترازوے انتظار کسے

کس و کاسہ بر طبق عرض نہادن: رُسوا کردن۔ (ع)۔ سَنَد در 'زردک' گذشت۔

کسے را بر چوب بستن: در پیشگاہِ دیوانِ عدالت چوبِ بلندے نصب کنند و عصات را بداں بستہ چوب و تازیانہ زنند۔ میرزا معز فطرت:

شاد کرد از بادۂ جاں مردمِ غمناک را
جورِ گردوں بستہ بر چوبِ تلافی تاک را

کسے را بباطنِ کسے گذاشتن: بہ دُعاے بدِ او سپردن۔ صائبا:

دل کارِ خود بدامنِ پاکِ دُعا گذاشت
اغیار را بباطنِ مہر و وفا گذاشت

کسکن (۱): بسینِ مہملہ و ہر دو کافِ تازی؛ لفظِ تُرکیست؛ بمعنی گرزے کہ سرِ آں را بزنجیر یا تسمہ بدستہ نصب کنند؛ در فارسی 'پیازک' و 'پیازی' گویند۔ (۱) (ج)۔ وحشی:

یلاں را کشتہ زرم از گرز کردن
نہادہ سر بسینہ ہچو کسکن

کُسِ گربہ: بہ اوّل مضموم وسینِ مہملہ وکافِ عجمی مضموم ورائے مہملہ وموحدہ؛ 'کوڑی' (۲) کہ آں را 'خرمہرہ' گویند۔ طغرا (رُباعی):

بنگالہ چو سوخت، ماند خاکسترِ او
کآتش نہ ہد ز دستِ خود اخگرِ او
ویراں چو شود بکیرِ سگ (۳) کوی شو
ملکے کہ بود از کُسِ گربہ زرِ او

کُس کباب: بہ اوّل مضموم وسوم کافِ تازی مفتوح؛ وجہِ کُس فاحشہ وکاولی۔ (ع)۔ میرم سیاہ (رُباعی):

آں قحبہ کہ طالعِ وے آمد مریخ
از ہیبتِ اژدہاے کیرم (۴) زد ریخ
وی کیر چو پولاد مرا کند زیخ
تا از پئے کُس کباب گرداند سیخ

کس (۵) و کو: ہر دو کافِ تازی؛ اقوام واخوان (۶) ورفقا۔ رہی شاپور:

---

(۱) ترکی لغت میں لفظ 'کسکین' (keskin) ملا ہے، لیکن اس کے معنی بالکل مختلف ہیں۔

(۱) م: گویند (۲) ب: کوڈی
(۳) ب: بکیر شان گو، م: کو (۴) م: کیرم
(۵) م: کُس جمع از ب
(۶) م: اخان، جمع اخوان، جمع اخ بمعنی برادر (عمید)

گریه از نالیدنِ شاپور بر من زور کرد
از غریبِ بے کس(1) و کوے بیاد آمد مرا(2)

(1) م: بے کسی کوے
(2) نیز ب، ظہوری:
تا کس و کوے بے کساں گردد
چه قدر بے کسی غلو دارد

تناظرِ کاف از منظرِ شینِ معجمہ:

کشاد دادن: در مقصود برروے کسے واکردن۔ نظام دست غیب در ہجو گوید:

بند بندت زہم جدا سازد
دہرت عاقبت زمانہ کشاد

کشتی به خشک بستن(1): کنایہ از بخل و امساک۔ (ع)۔ سعید اشرف:

گشت ممسک خواجہ چوں گردید مالِ او زیاد
بست کشتی را بخشک آخر کہ دریا آتش است

سلیم:

ہست تا سرمایۂ بخت(2) مترس از احتیاج
کشتی خود بستہ ای بر خشک، طوفاں از کجاست(3)

کشتی و جنگ قدر بودن: برابر بودن جنگ و کشتی۔ شانی تکلو:

ہنوز غاشیۂ من بدوشِ کیوان است
ہنوز کشتی من با معاصراں قدر است

(1) ب: کشتی بخشک بستہ است (2) م: خشت، تصحیح از ب
(3) نیز ب، میرزا حسن واہب:
دریں زمانہ کہ کشتی بہ خشک بستہ محیط
غنیمت است کہ در دیدہ آب می آید
صائب:
کشتیش را خشکی دریا نمی بندد بخشک
از قناعت ہر کہ در دل چوں گہری دارد آب

صائبا:

خم بیک انداز شد بازو دو ابروے ترا
خوش قدر افتادہ جنگِ ایں دو زور آور بہم

قدر بمعنی برابر و رسا ہم بسیار مستعمل است؛ چنانکہ جلالاے طباطبا در تعزیت نوشتہ (فقرہ):

بارے چوں بہ مقتضاے نزولِ قضا(۱) و با کشاکش
قدر برابر نتواں شد...الخ۔

و بمعنی نظیر و ہمتا ہم آرند۔ ظہوری:

حریفِ کشتیِ من کو بہ عشق غیر از من
گماں مبر کہ برایم(۲) قضا قدر دارد

و تیرانداز حکمے را کہ 'قدر انداز' گویند، از ہمیں جہت است کہ ہر تیرش مثل ہم بر ہدف رسد۔ محسن تاثیر:

خدنگِ غمزہ می بارد قدر انداز مژگانش
چساں تاثیر گوید شکر ایں رزقِ مقدر را

کشتی پاک شدن: آخر شدنِ ہنگامۂ کشتی۔ (ع)۔ میر نجات:

چہ بہشتی ست کہ آں شوخ غضبناک شود
از نگاہے بکشد کشتیِ ما پاک شود

کشکنجیر(۳): بہ ضمِ کافِ تازی و سکونِ شینِ معجمہ و فتحِ کافِ تازی و نون و جیمِ تازی و یاے تحتی معروف و راے مہملہ؛ یکے از آلاتِ جنگ کہ بقوتِ باروت رواں سازند؛ و در کتبِ تاریخ ایں لفظ بسیار است۔ (ع)۔

کشمش: نامِ معرکہ گیر مشہور است۔ (ع)۔
ناظم تبریزی:

ہمت ز روحِ کشمش و شمس تشی طلب
زاں پس اساسِ معرکہ با طمطراق نہ

کشودہ شدنِ ابر: مرادفِ وا شدنِ ابر۔
خالص:

مرا ز رفتنِ غم عیش بے حجاب نشد
بجرم تم کہ کشود(۱) ابر و آفتاب نشد

کشور دار: حارسِ شہر و حصار۔ نصیر ہمدانی:

نگشاید در و دروازہ کسے بر رُخ عیش
تا در اقلیمِ دلم عشقِ تو کشور دار است

کشیدن: با وصفِ معانی بسیار، بمعنی جماع آرند و در دُشنام(۲) ہم گویند، 'ترا خر بکشد'، و 'ایں مادیان را از اسپِ فلاں کشیدہ اند'۔ (ع)۔ فرخی:

دو دختر و دو زنش را فرو کشند از فیل(۳)
بخونِ لشکرِ او داد خاک را غنجار

'غنجار' بغینِ معجمہ و نون و جیمِ تازی: گلگونہ۔

---

(۱) م: قضا قدر، تصحیح از ب
(۲) م: برآیم، تصحیح از دیوان ظہوری
(۳) م: جلی حروف 'کشکنجر'، لیکن دیے گئے تلفظ کے مطابق 'کشکنجیر'؛ ب: 'کشکنجر'، غالباً کاتب نے 'جیم' اور 'ی' کے نقطے ملا دیے ہیں۔

---

(۱) م: کشود، تصحیح از ب
(۲) م: دشام، تصحیح از ب
(۳) ب: ویل

تناظرِ کافِ تازی از منظرِ فا:

کف کردنِ دھان: از حسرت آب بدہان آمدن، کہ گذشت۔ فوقی:

بگوشِ دختران چہرہ گلگوں
زند حرفِ بلوغیت چو گردوں
دہاں شاں کف کند چوں اشترِ لوک
کنند افغان و انفتاہ را کوک

'لوک' بلام وواو مجہول: نوعے از شتر۔ (ر)۔

کف رفتن: دزدیدن۔ (ع)۔ اشرف:

بہر کف رفتن نہد انگشت بر حرفم حسود
خردہ گیری خرمنم را خوشہ چینی کردنست

کف کردن: خوردن۔ (ع)۔ عبداللطیف خان تنہا در نثر "قطعیہ" گوید (فقرہ):

خلق از بےقوتی آردِ صبح را کف می کردند۔ (۱)

کف زدن: دستک زدن۔ وحید:

چوں شرر آنکہ (۲) دلش گرمِ خیالِ تو شود
رقص از کف زدنِ سنگ تواند کردن (۳)

---

(۱) شعری بمثال ب: میر یحییٰ شیرازی:

سفوف آسا اگر یک مشتِ ناں را
کس آوردے بکف، کف کردی آں را

(۲) ب: ہر کہ

(۳) نیز ب: ملا قدرتی:

زر از دستِ مردم نگردد سفید
کہ از دُور کف می زند ہر کہ دید

کفشکی: قسمے از کشتی؛ چوں حریف دریابد کہ ہیچ جائے خودش در بندِ خصم نیست ناگاہ سر پائے بر خصیہ اش زند تا معلق بر زمین افتد۔ (ع)۔ سند در 'چکمۂ مرحاج' گذشت۔

کفشِ جستہ: بفتحِ جیمِ تازی؛ کفشِ نعل (۱) دار کہ پاشنۂ اش بلند باشد۔ (ع)۔ سلیم:

سلیم لیام را در عیب پوشی نیست تقصیرے
برائے آنکہ (۲) کوتاہ است کفشِ جستہ می دارد (۳)

کفش تابتا کردن: چہارم و ہفتم مثناتِ فوقانی و ششم موحدہ؛ عوض کردنِ کفشِ یکتا بہ تائے کفشِ دیگرے۔ (ع)۔ اشرف در قصیدۂ عذر ابتذال گوید:

زاہلِ ہوش و بصیرت کمالِ مسخرگی (۴) ست
بہ مجمعِ شعرا کفش تابتا کردن

کفش (۵) دریدن و پارہ کردن: کنایہ از نہایت تلاش و سعی۔ (ع)۔ شفائی در ہجو فکری گوید:

بجست و جوے دریدند کفشہا تا شد (۶)
لری براہِ تمنا بایں گروہ دوچار

شاعر:

بسیار کفش آبلہا پارہ می شود
تا کس سراغ آں گہرِ بےبہا کند

---

(۱) م: نعل، تصحیح از ب (۲) ب: ہر کہ

(۳) نیز ب: سلیم:

غزالاں را سُم از شوخی شکستہ
ندارد تابِ جستن کفشِ جستہ

(۴) م: مسخری (۵) ب: کفشہا

(۶) م: باشد، تصحیح از ب

کفش پیشِ پاے کسے گذاشتن: خدمتگاری او کردن ۔ (ع) ۔ قاسم مشہدی:

کفشے کہ پیشِ پاے گدایاں، شہاں نہند
فردا چو سر ز خاک برآرند، افسراست

طالب آملی در مدح گوید:

شخصِ دانش اعتمادالدولہ کز لطفِ کلام(۱)
می نہد دستِ کلیمش کفش پیش پاے(۲) نطق

'اللّٰھم احفظنا من شطحیات الشعرا'، بمعنی رخصت و وداع کردن نیز ۔ شفائی (رباعی):

بر دل ز تو داغِ بیقرارے نہم
بر لب قدحِ اُمیدوارے نہم
از گفتِ رقیب پا مزن بر عشقم
تا کفش بہ پیشِ پاے یارے نہم

کفشِ آهو: سُمِ آہو ۔ سلیم:

نہد ہر گہ قدم بر سبزۂ او
ز پاے خود برآرد کفشِ آہو

کف غنچه(۳) کردن: پنجہ کردن ۔ (ع) ۔
شفیع اثر:

نقدِ ما چوں زرِ گل در طبقِ اخلاص است
کفِ ما غنچہ(۴) نگردد چو شود صاحب مال

کفن: بہ فتحتین: معروف و بسکونِ فا نیز(۵) آرند۔
شفائی در ہجو ذوقی گوید (رباعی):

ذوقی(۱) پسِ مرگ چوں بشاشت شوید
از لتۂ(۲) حیضِ خواہرت کفن کنند
مستی(۳) و ترا بخود نمی گیرد گور
در دخمۂ بیت(۴) مگر دفن کنند

طالب آملی:

چوں شدش کارِ کفن و دوں بسیار
خلق گشتند(۵) از حرارشِ بار

---

(۱) م: کمال (۲) م: پیش پد، صحیح از ب
(۳،۴) م: غنچہ (۵) م: فائز

---

(۱) م: دوقی (۲) م: کہنۂ، صحیح از ب
(۳) م: بنی، صحیح از ب
(۴) م: دخمہ سیت، صحیح از چراغ و ب
(۵) م: کشتند

تناظرِ کافِ عجمی از منظرِ فا:

گفتگو کردنِ فرنگی بسگ: فرنگیاں را رسم است کہ تولۂ سگ بہ پرورند و مدام با خود دارند و بہ اُو بازی کنند؛ و چیزہائے غریب دریں امر نقل کردہ اند؛ واللہ اعلم بالصّواب۔
میر نجات:

دیدیم مست حرفِ نگاہ ترا بہ غیر
ہچوں فرنگیے کہ بسگ گفتگو کند(۱)

---

(۱)م: کنند، تصحیح از ب

تناظرِ کاف از منظرِ لام

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در کافِ تازی:

کلاہ از سرِ کسے برداشتن: بقولِ محاورہ(۱) داناں سہ جا مستعمل است۔ اوّل آنکہ چوں کسے مژدہ اے آرد، پیش از آنکہ بگوشِ(۲) مخاطب کشد؛ کلاہش را از سر بردارد و تا مژدگانی(۳) نگیرد، مژدہ نگوید۔ آقا رضی شاپور:

چناں بفالِ مبارک شدہ است دیدنِ گرگ
کہ سگ بمژدہ کلاہ از سرِ شباں(۴) برداشت

سلمان ساوجی:

ورنہ اقلیمِ فلک شکرانۂ ایں مژدہ را
مُسرعانِ عالمِ علوی برسمِ مژدہ خواہ
می کشایند از برِ افلاک(۵) فیروزی قبا
می رُبایند از سرِ خورشید یاقوتی کلاہ

دیہیم و تاج از سر برداشتن ہم دریں موقع گویند۔
سلیم:

اے قناعت مژدہ اے دہ شاہِ ہفت اقلیم را
از کلاہِ فقر(۶) بردارش ز سر دیہیم را

سنجر کاشی در "شیرین وخسرو" گوید:

---

(۱)م: محاورۂ (باضافت) (۲)م: بگوش
(۳)م: مژدہ کانی، تصحیح از ب و مید (۴)م: شیان
(۵)م: افلاک و، تصحیح از ب (۶)م: فقر و

بہ همراهیم باید سخت ناچار
برو، تاج از سرش زین مژده بردار

دوم: پُرسشِ احوال کردن۔ میرزا طاہر وحید:

نمی بینی زسوزِ عشق جز دودِ پریشانی
برنگِ شمع برداری اگر از کلاهِ من

سوم: چوں شخصے از شخصے آزردہ باشد و دستش بہ اُو نرسد؛ گویند: چہ می گوئی، کلاهش را بردار۔ سلیم:

اے مور بایں اندام سرخیلِ سلیمانی
دیگر چہ ازو خواہی، بردار کلاهش را

کلاهِ سلیمان و کلاهِ سلیمانی: عمرو عیار کلاہے داشتہ کہ چوں آں را بر سر می گذاشت از نظرہا پنہاں می شد۔ (ع)۔ یحییٰ کاشی:

پنہاں شدیم زاں زنظرہا کہ از نمد
بر فرقِ خود کلاهِ سلیماں نہادہ ایم

وحید:

از ضعفِ تن نہاں شوم از دیدہ چوں حباب
عریاں شدن کلاهِ سلیمانیِ من است (۱)

کلاه را قاضی کردن: مبالغہ است در نہایتِ انصاف، یعنی اگر منصفِ حق گو حاضر نباشد کلاه را منصف کردہ حُسن و قبحِ امر باید دریافت۔ (ع)۔ میر محمد رضا قاضی یزدجرد (رُباعی):

در مستقبل تلافیِ ماضی کن
خود را نہ، خدائے خویش را راضی کن
عمامہ بسر بہ است یا تختہ کلاه
قاضی تو کلاهِ خویش را قاضی کن

وحید:

طلاق دادنِ دُنیا اگر ترا ہوس است
کلاهِ قاضی و دل در برت گواہ بس است

'مشورہ با کلاه کردن۔' (ع)۔ سلیم:

بے ترکِ سر چو عشق میسّر نمی شود
کنجے نشین و مشورہ اے با کلاه کن

کلاهِ احمد بر سرِ محمود گذاشتن: مرادفِ **'دولاب گردانی'** و آں گذشت۔ (ع)۔ والہ ہروی:

دی بفلاکت بدستِ تو بہ فتادم
بر سرِ شنبہ کلاهِ جمعہ نہادم

کلاهِ زنگلہ: کلاهِ چوبینے کہ زنگہا داں بندند و برائے رسوائی بر سرِ گنہگاراں گذارند۔ مُلا فہمی (۱):

کلاهِ زنگلہ، مہر بر سرِ صبح است
بعہدِ خواجہ مگر آب کردہ است بشیر

آں را **تختہ کلاه و کلہ** 'نیز گویند۔ (ج)۔ سندِ اوّل در **'کلاه را قاضی کردن'** گذشت۔ دوم: مُلا شریف بہ میر مؤید نوشتہ:

از کہ آموختی ایں عدل کہ از اسپ کساں (۲)
تو کنی نعل و مرا تختہ کلہ فرمائی

---

(۱) نیز ب: طاہر وحید:

مرا کرد پنہاں بہر انجمن
کلاهِ سلیمانیِ ضعفِ من

محمد قلی سلیم:

بہ چشمِ خلق نیایند گر کلاهِ نمد
بود کلاهِ سلیماں بہ سر گدایاں را

(۱) م: بہی، تصحیح از ب (۲) م: کشان، تصحیح از ب

چوں کسے را خواہند تسخر کنند، مُشتے از عبیر بر رُوے حضارِ مجلس ریزند، چوں نوبتِ اُو رسد مُشتے از دوده بر رُویش مالند و گویند، 'تختۂ کلاه کردیم'، یعنی رسوا ساختیم۔ (ع)۔

کلاهِ نمد: کلاہے کہ از نمد سازند و آں لباسِ قلندرانِ بینواست۔ شوکت:

بخاکِ کوے تواے قبلۂ سرافرازاں
بسر کلاهِ نمد دیده ایم افسر را

کلاهِ نمدیِ بال تدرو: کلاهِ نمدی است کہ گوشۂ آں را بصورتِ بالِ تدرو سازند۔ میر نجات:

کاکلش سُنبل و عارض گل و بالائش سرو
بر سرش طرفه کلاهِ نمدی بالِ تدرو

کلاهِ بارانی: کلاہے کہ در بارش پوشند و معروف است؛ و حباب نیز۔ (ع)۔ حیاتی گیلانی:

سپر گرفتنِ باضربتِ تو دشمن را
بود حکایتِ سنگ و کلاهِ بارانی (۱)

کلات: قلعہ اے کہ بر سرِ کوه و پشتہ باشد، خواه آباد و خواه خراب؛ و نامِ قلعہ اے در حوالیِ ہرات و آں از اُمہاتِ قلاعِ خراسان است؛ از ''ظفر نامہ''، (۲) شرف الدین علی یزدی، در داستانِ رفتنِ صاحبقراں بہ تسخیرِ ہرات و متحصن شدنِ حاکمِ آنجا، معلوم شد:

ز خیل و حشم ہر چہ زاں داشت باک
بحصنِ کلات اندر آورد پاک

و نامِ قلعہ ایست از مضافاتِ قندہار۔ ایں قول مخالفتِ کُلّی دارد بقولِ شرف الدین علی یزدی، کہ آں مقدّم و اعلم است؛ العلم عند اللہ۔ و نامِ فنّے از فنونِ کُشتی؛ و آں در 'پا (۱) بکلات کردن' گذشت؛ و چوں اُمرِدے در وقتِ خاص کون را سر بہوا کند، لوطیاں گویند، 'کلات کرد'۔ (ع)۔

کلاغ بدست (۲) آوریده (۳): یعنی زر سفیدے مفت بدستش افتاده۔ (ع)۔

کلافه: معروف، و فنّے است از کُشتی کہ حریف را مثلِ کلافہ پیچند۔ (ع)۔ سند در لفظِ 'کلفت' می آید۔ فاے کلافہ بدلِ 'واو' است؛ در اصل 'کلاوه' بوده کہ آں ریسمان بر چوب پیچیده جمع آورده است، ازیں رُو 'کلافہ کردنِ چیزے' 'جمع کردنِ آں' است۔ (ع)۔ سعید اشرف:

شورِ خیال صرصرِ حیرت کلافه کرد
دستار را بفرقِ جہاں پہلوانِ برف

ایضاً، لہٗ:

نماید رود ہا را بے ظرافه
بسانِ حقّۂ ساعت کلافه

---

(۱) نیز ب: درویش والہ ہروی:

بہ چشم، از تو جدا، گفتہ ام کہ اشک مریز
بسر ز ابر نہادم کلاه بارانی

نیز عرفی (قصیده در مدحِ خانخاناں بفرمایشِ میر ابوالفتح، قصائد، ص ۶۴):

ہماں کہ ابرِ عتابش چو فتنہ بار شود
جہاں ز حفظِ تو جوید کلاه بارانی

(۲) م: ظفر نامہ، صحیح از ب

---

(۱) م: دریا (۲) ب: بدستش

(۳) ب: ریده؛ اشٹین گاس: kalagh ba dast-ash parida
(He has obtained money gratuitously.)
'آوریده' اور 'پریده' دونوں بے محل ہیں، 'ریده' ہی درست معلوم ہوتا ہے؛ یعنی کوے نے اُس کے ہاتھ پر بیٹ کر دی ہے۔

کبت کلافہ کردن: گرد آوردنِ ادبار است۔ اشرف:

تا می تواں بر شتۂ طولِ امل مپیچ
کبت کلافہ کردنِ مرداست عیب و عار

کلاں کار: کسے است کہ کارہاے عظیم سرانجام دہد۔
ظہوری:

پے پیشکاری دریں پیشگاہ
زگرداں سپہر کلاں کار باد

کلاغ گرفتن و زدن: طعنہ زدن و استہزا کردن۔ (ج)۔ زلالی:

زعکسِ گل و لالہ بر طرفِ باغ
کلاغش بطاؤس گیرد کلاغ

میر الٰہی ہمدانی در صفتِ اسپانِ ممدوح گوید:

طاؤس را کلاغ زناں ہمچو کبکِ مست
ظلِ ہماے بر سرِ شاں ذاتِ شہریار

زاغ گرفتن، ہم۔ لسان الغیب:

سنگِ عبرت بر دلِ درویشِ ہستی خواہ زن
زاغِ حسرت بہرِ دلِ دیندارِ دنیا خواہ گیر (۱)

کلپک: بہ باے عجمی؛ خانۂ مختصرے کہ برکنارِ کشتہا سازند از جہتِ محافظتِ خرمن از باد و باراں۔ (م)۔

(۱) یہ شعر دیوانِ حافظ (قزوینی)، دیوان ... (نول کشور)، دیوان ... (انجمن خوش نویسانِ ایران) اور دیوان ... (مطبع نامی، لاہور) میں بھی نہیں، البتہ دیوانِ حافظ (حسین پژمان) میں "غزلہاے منسوب بحافظ" کے تحت ایک غزل میں آیا اور یوں ہے (ص ۲۵۶):

سنگِ غیرت بر سرِ دیندارِ دنیا جوے زن
داغِ ہستی بر دلِ درویشِ ہستی خواہ گیر

دُخرمن بان، (۱) نیز۔ (م)۔ یکے از ظرفاے ایران در نامہ اے کہ از طرفِ زنے بشوے اُو رسم کردہ، رقم کرد:

کلپکِ بد فعلکِ بے عقل و دیں
بدرکِ کم خرجکِ بالانشیں

گلِ دشنہ کش: بہر دو کافِ تازی مفتوح؛ کسے است کہ بادنک چیزے از جا رود و بر سر پرخاش آید و دست بہ خنجر کند۔ (م)۔ میر نجات:

بہ بتِ مست شوی بے بکساں زود (۲) وہی
بہ گلِ دشنہ کشی چوں شرر از جاے جہی

گل: بفتحِ کافِ تازی؛ معروف؛ وکوتاہ و ناقص۔ (ج)۔ لفظے است در غایتِ تحقیر و اہانت۔ (ج)۔
سالک قزوینی (رباعی):

میخانہ ازیں پیش یکے مقبرہ بود
آنجا صد سر حساب با یک برہ بود
تنہا نہ ہمیں شیشہ حریفِ سرہ بود
بیچارہ کدو نیز گلِ مسخرہ بود

کُلفت: بہ ضمتین؛ گندہ و درشت۔ (م)۔
میر نجات:

ہمچو دستارِ کلفتے کہ بپیچد مُلّا
بکلافہ است فنت اے صنمِ حور لقا

طغرا نیز در ہجو گوید:

زند تا لکد بر سرِ آں کلفت
کمیتِ قلم پاے خود کردہ جفت

(۱) م: خراس پان، صحیح از ب (۲) ب: زور

کلہ بر کلۂ کسے زدن: کنایہ از دعویِ برابری داشتن۔ فوقی یزدی:

کلہ ہر کس می زند بر کلۂ فوقی ز ہزل
مغز اُو را نشاء(۱) بنگِ حماقت دادہ اند

کَلکَل(۲) و کَل مکَل: بہر دو کاف مفتوح: ہرزہ گوئی۔ اوّل (ج)۔ بسحق اطعمہ از زبانِ خرما(۳) گوید:

در سفر با گردگانم در جوال
می کشم از کلکلِ اُو قیل و قال

میر نجات:

بجز از رندی و مستی چہ خیالست اینجا
جق جق(۴) و کلمکل و قال و مقالست اینجا

کِلک: بہ اوّل مکسور و ثانی زدہ: منقل و آتشدان۔ ایرانیہ بہ فتحتین گویند۔ داراب جویا:

بازارِ گرمی و کلک اکنوں فسردہ شد
گرمی نماندہ است مگر در دکانِ برف

باوّل مضموم و دوم مفتوح: سخنے کہ از رُوے طعن و سرزنش گویند۔ (ج)۔ سوزنی:

گر پیشِ مُجل کشم گلۂ مشکبوے تو
بر من کلک مزن کہ نیندیشم از کلک

وشوم و نا مبارک نیز۔ (ج)۔ باوّل مضموم و بثانی زدہ: پشمِ نرمے کہ از بُنِ(۵) موے بز رُوید۔ (ج)۔ درویش والہ ہروی بہر دو معنی، بحرکتِ لام، آوردہ در ہجو چگلی(۶):

(۱) م: نشاہ (۲) م: کاکل، متن میں اور ب: کلکل
(۳) م: خرد، تصحیح از ب (۴) غالباً "جھک جھک" مراد ہے۔
(۵) م: بین (۶) م: کلی، تصحیح از ب

از کلِ خشوِ معربد چہ توقع داری
کہ خرد دشمن و کم حوصلہ و بے ادبست
کندم از سر کلک و دنبیش را تا پا
کہ دل از حسرت نفس کلکش در تعب است

کلک خسپ: گداے بے خان و مانے کہ شبہا از بے جایے بر سرِ تنور(۱) و گلخن اُفتادہ باشد۔ (ع)۔ میر نجات:

گرمِ خدمت بسرِ کوے تو در فرمانیم
با دلِ چاک چو انبر ز کلک خسپانیم

اَنبر، بفتح یکم و ضمِ باے موحدہ و راے مہملہ: اوزارے است آہن گراں را کہ بداں آہنِ گرم از آتش گیرند۔ (ک)۔

کلک بر سرِ کسے بستن: بلا و جنجال بر سرش آوردن۔ گویند، 'بر سرم چہ کلک بستہ ای؟' (ع)۔ بلے، 'کَـلَک' باوّل و ثانی مفتوح: دردِ سر است۔ (ج)۔ محسن تاثیر:

خندہ بر برق زند گرمیِ(۲) خاکسترِ ما
چہ کلک بستہ ای اے آتشِ مے بر سرِ ما

چوں بلایے از سر وا شود، گویند: 'کلک کوتاہ'، یعنی دردِ سرِ کم۔

کلوخ انداز: مُجل گشتے کہ آخرِ ماہِ شعبان کنند۔ (ج)۔ وجہِ تسمیہ آں کہ در آں سیر رمی(۳) حجارہ و مر[؟] دفع غیر مرسوم است۔ 'بـرغـنـدان'(۴) نیز گویند: بموحدۂ

(۱) م: تنور (۲) م: گری، تصحیح از ب (۳) م: رمی
(۴) برغندان: "جشن و مہمانی و عیش و شعرتے کہ در روزہاے آخرِ شعبان می کنند و شرابے کہ در آں موقع می خورند کہ تا اوّلِ شوال پرہیز کنند، 'برقنداں' ہم گفتہ اند۔" (عمید)

مفتوح ورائے مہملہ وغینِ معجمہ مفتوح ونونِ زدہ ودالِ مہملہ و الف ونون ۔ (ج) ۔ صائبا:

روزہ نزدیکست می باید کلوخ انداز کرد
زاہدانِ خشک را رندانہ از سر باز کرد

کُلہ: بکافِ تازی مضموم بمعروف؛ و آلۂ تناسل و حرکاتِ جماع نیز ۔ (ع) ۔ سندِ اوّل در 'چو مینہ' گذشت وسندِ دوم در 'بیت اللّطیف' مرقوم گشت ۔ شفائی نیز گوید (رُباعی):

از فرطِ کُلہ بکونِ چوں جیجونت
ہر روز بود وسعتِ گوں افزونت
بیم است کہ رود ہا بپایت افتد
قالب بتراش از برائے کونت

کلّہ دراز: باوّل مفتوح ولام مشدد؛ شخصے کہ شور و غوغائے بیہودہ کند ۔ یحییٰ شیرازی (رُباعی):

اے ہم سفری کہ کم ادائے تو خوش است
چوں خیمہ برہ بند[1] بپائے تو خوش است
سرتختی و شلاق خورد کلّہ دراز
چوں میخ برونِ خیمہ جائے تو خوش است

کلنک[2]: بوزن ومعنیٔ 'کلند'؛ بقولِ بعضے کافِ آخر فارسی است ۔ (م) ۔ میتینِ دراز سر تیز کہ سنگ تراشاں بآں سنگ از کوہ بیرون آرند ۔ از لغتِ مجد الدین علی قوسی معلوم شد ۔ یحییٰ کاشی:

(۱) ب: تند
(۲) ب دمیدہ واشپنگاس: کلنگ

قلم کوتہ شد و با خود بجنگم
کہ آخر دستہ اے ماند از کلنگم (۱)

کلید افگندن: رسم ولایت است کہ چوں زنانِ آنجا بفال گوش متوجہ شوند، افسونے خاص بر کلید دمیدہ بر سرِ راہ اندازند ۔ میرزا صائبا:

با ہمہ مشکل کشائی خاک باشد رزقِ من
بر سرِ رہ چوں کلیدِ اہلِ فال اُفتادہ ام

کلیدِ عقل: کسے کہ کارہا بہ تدبیرِ اُو مفوّض باشد ۔ مخلص کاشی:

ایں کشایشہا کہ من از دولتِ ے (۲) یافتم
می تواں کردن کلیدِ عقل چوبِ تاک را (۳)

(۱) ب: کلنگم (۲) ب: او
(۳) نیز ب: شفیع اثر:

بہ حرفِ حق ہمہ را قفل بر زباں لقا
کلیدِ عقل عدوے من اند در ترو دیر

تناظرِ دوم در کافِ عجمی:

گل اندام: درصفتِ معشوق معروف است، بمعنی اسپ نیز (۱) آرند۔ بیانی در "شیرین و خسرو" گوید:

شتابان برگل اندام آں پری زاد
چو آں برگِ گلے کو را بُرَد باد

گلاب چشم: کنایہ از اشک۔ میرزا صائبا:

ہر چند ز آفتاب بود تلخیِ گلاب
شد تلخ از ندیدنِ رُویت، گلاب چشم

گلابی: شیشۂ کوچکے کہ گلاب و شراب در آں کنند۔ سلیم:

بخودم از لبِ مستے کہ چو آبِ زمزم
غنچہ تہ جرعۂ اُو را بگلابی دارم

لیکن از اہلِ ایران مسموع شد کہ "گلابی" بایں معنی محاورۂ ولایت نیست، لفظِ تراشیدۂ اہلِ ہنداست و شعرائے بہند آمدہ بستہ اند، در ایران "گلاب افشان" گویند؛ چنانکہ بیانی در "شیرین و خسرو" گوید:

دہانِ تنگِ خوبانِ گل اندام
چو سوراخِ گلاب افشانِ ئے آشام

در تنگے است ہمرنگِ گلِ سرخ۔ مفید بلخی:

گلے چو روے عرقناکِ تو گلابی نیست
پیالہ اے چو لبِ لعلِ تو شرابی نیست

و "گلاب کش" نیز۔ امیر خسرو در "اعجازِ خسروی" گوید:

گلابی صفت بر جفا نگذرند
کہ گل را شپلند (۱) و آتش برند

شپلیدن: دوم بائے عجمی؛ افشردن۔ (ج)۔ و قسمے از اقسامِ امرود؛ و اقسامِ آں بسیار است؛ بلخی و نظیری و عباسی و گلابی و امیری؛ از نسخۂ مؤلفۂ مجدالدین علی قوسی معلوم شد۔ شرف الدین علی یزدی در شمارِ گلہا و فواکہِ باغ گوید:

بگلابی نفس کنم مشکیں
یا کنم سیبِ سرخ را تحسیں

مقیمائے قمی (۲) در نثرے، کہ در تعریفِ کشمیر گفتہ، گفتہ (فقرہ):

گلابیِ چاشنی بخشش سرمستانِ ہوائے باغ را شیرۂ
شہد و شربتِ نبات صراحی بر صراحی بیہودہ۔

گلاب افشان: شیشۂ کوچکے کہ گلاب و امثالِ آں در آں کنند و آں را گاہے از سیم و گاہے از طلا و بلور سازند۔ (ر)۔ سند در "گلابی" گذشت۔

گل افشان: سنجر کاشی:

خونیں ز زخمِ خار پر و بالِ بلبلاں
در پاے گلبن است گل افشانِ واغہا

و قسمے از آتشبازی۔ نظام دست غیب:

چو گل افشاں کہ شرر بار کند آتش باز (۱)
نقطہا ریزد از کاغذِ پیچیدہ بروں (۱)

"گلریز" و "گلریزِ آتشبار" (۱) نیز گویند۔ سالک یزدی:

---

(۱) م: تیر

(۱) ب: شپلند، حمید: شپلیدن، شپلیدن
(۲) ب: جمی
(۳) م: آتشبار (آخری حرف 'ز')، صحیح از ب
(۴) ب: بر آں (۵) م: آتش باز

تا ہوائے داغِ مہرش در سرِ دستم فتاد
آستینم از ہجومِ داغ چوں گلریز شد

ایضاً، لہٗ:

نو بہارِ آتشِ شوق از دلِ ما جوش زد
از فغاں گلریزِ آتشبار(۱) شد منقارِ ما(۲)

گل بہ آب انداختن: فتنہ تازہ برپا کردن؛ بنا بنقل آنکہ دخترِ پادشاہ بر دریائے نشستہ بود۔ گلدستہ اے در کمالِ لطافت بدست داشت۔ قضارا گلدستہ از دستش بہ آب اُفتادہ و رواں شد، تا در شہرے بدستِ پادشاہ زادہ اے اُفتاد۔ اُو دل از دست داد و بہ بوئے وصالِ صاحبِ گلدستہ جامۂ جاں چاک زدہ در سراغِ مطلوب قطرہ زن شد۔ (ع)۔ سلیم:

شب زمستی شور در بزمِ شراب انداختیم
بادہ نوشاں گل بہ آب و ما کباب انداختیم

گلِ بدنامی: آتشک کہ مرضے است معروف۔ وجہِ تسمیہ ظاہر است۔ صادق دست غیب، در بیانِ حالِ زنانِ متعہ زود[ے] ایران، گوید (فقرہ):

(۱) م: آتش باز
(۲) نیز حافظ (قزوینی، ص ۳۵۳):

مے خواہ و گل افشاں کن، از دہر چہ می جوئی
ایں گفت سحر گہ گل، بلبل تو چہ می گوئی

امیر معزی (دیوان، ص ۵۶۰):

کاشکے بر جانِ شیریں دسترس بودے مرا
تا نثاری کردمے بر گل فشانش جاں فشاں

ایضاً (ص ۶۳۴):

من و عشیرتِ من گر رضا دہی امروز
ہمہ بجائے گل افشاں کنیم جاں افشاں

از اطوارِ ناملایم جمعے ازیں طبقہ گلِ بدنامی شگفتہ و صیتِ شہرتِ آں طائفۂ پاکدامناں را بلوثِ تہمت آلودہ ساختہ۔

گل بر سر گذاشتن و بستن: مشہور: اوّل معروفست؛ دوم؛ میرزا صائبا گوید:

زشورِ عشق گر گل بر سرِ دستار می بستم
سرِ شوریدۂ منصور را بر دار می بستم

گلبندی و گلبند: نوعے از قماشِ رنگیں کہ آنرا در ہند 'باندھنو'(۱) گویند۔ (ع)۔ وحید:

شد بہار از کمالِ خورسندی
جلوہ گر در لباسِ گلبندی(۲)

اشرف:

چشمِ بلبل پوشم ار گردد تنم گلبند پوش
عشقبازی می کنم با لالہ رُویاں در لباس

'گلبند' باغباں را ہم گویند۔ نظام دست غیب:

ہمچو گل بندے کہ تا اُفتد گلے، بندد بجا
داغ دیگری نہم، یک داغ چوں بہتر کنم

گلبدن: در تعریفِ معشوق گویند و نوعے از قماشِ مشہور نیز۔ طغرا:

(۱) باندھنوں
(۲) نیز ب، محمد سعید اشرف:

از سراپایم بکار عشق حاجتمند تست
چشمِ بلبل جامہ ام از جامۂ گلبند تست

شفیع اثر:

آب جو را کند از عکسِ چمن گلبندی
خاک رہ را کند از خردۂ گل غالیہ سا

چساں زنیم دم از ہم لباسیِ (۱) طاؤس
کہ رختِ گلبدنِ داغ نیست در پرِ ما

مفید بلخی:

اگر ترا سرِ آرایش است چوں طاؤس
لباسِ گلبدنِ داغ می تواں پوشید (۲)

'گلبانگ بر قدم زدن' و 'قدم را گلبانگ برراہ زدن' و 'بانگ بر قدم زدن': بشتاب بسیار راہ رفتن۔ (ع)۔ حسن رفیع:

آمد بباغ بلبل (۳) اندیشہ کن ز آہش
گر گل بدست داری گلبانگ بر قدم زن

والہ ہروی:

قدم را تازہ گلبانگے زدم بر رہ نمی دانم
ازیں بہ نیست مردِ راہرو را نغمہ پردازی

محمد قلی سلیم در قطعہ گوید:

ز مسجد نعرۂ مستاں علم زد
مؤذن بانگ ازانجا بر قدم زد

گلِ مختوم: بکسرِ اوّل؛ گلے است از جملۂ تریاقات؛ وجہِ تسمیہ آنکہ چوں پُر لطیف و نرم میشود، زود نقشِ مہر دری گیرد۔ محسن تاثیر:

ختم است بما ختہ دلاں بادہ کشیدن
پیمانۂ ما از گلِ مختوم سرشتہ است

(۱) م: لباس، تصحیح از ب
(۲) نیز چراغ، میر یحیی شیرازی:
ہوایش کار پوشش مختصر کرد
چو گلبن گلبدن باید بسر کرد
(۳) م: بلبلِ (بہ اضافت)، تصحیح از ب

گلِ پیادہ: گلے کہ ساق دارد مثلِ نرگس و لالہ و سوسن۔ (ج) و (ر (۱))۔ و اشعارِ شعرا کہ بقلم می آید نیز مؤید ایں معنی است۔ صائبا:

عمرِ دراز سرو با قبالِ سرکشی ست
خونِ گلِ پیادہ بطفلاں ہدر بود

طغرا:

آنجا کہ تُرکِ حُسنِ تو سرلشکری کند
گلہا سوار و لالہ و سنبل پیادہ است

'گلِ سوار': گلِ بوتہ دار مثلِ گل و شگوفہ و امثالِ آں؛ **'سروِ سوار (۲)':** سرو بسیار بلند؛ **'سروِ پیادہ':** سرو کوتاہ۔ سلیم:

چشمِ قدح بجلوۂ (۳) مینائے بادہ است
ایں شوخ چشم قمریِ سروِ پیادہ است

صائبا:

بخاکساری اگر پیش می رود رہِ عشق
گلِ پیادہ ز سروِ سوار (۴) در پیش است (۵)

گلِ پلاس: پلاس درختے است کہ آنرا در فارسی 'پلہ' (۶) ہم گویند و گلِ نارنجی مثلِ ناخنِ شیر بار آرد۔ (ج)۔ سلیم:

بعزمِ سیرِ چمن چوں روم ز خانہ بروں
کہ خارہاست بپا از گلِ پلاس مرا

(۱) م: در
(۲) ب: سرو سوارہ
(۳) ب: چشمِ پیالۂ عاشق
(۴) ب: سوارہ
(۵) نیز صائب:
شرمندہ است پیشِ قدش در نشست و خاست
باغ از گلِ پیادہ و سروِ سوارہ اش
(۶) ب: پلد؛ عمید: پلہ

گل بکسے فرستادن: او را بہ جنگ خود طلبیدن و دعویٰ حریفی بہ او نمودن۔ (ع)۔ منصف طہرانی برادر مقیمائے کتابدار:

دریں بہار نشد کس حریف فریادم
بہ بلبلانِ چمن ہم گلے فرستادم

آں را **گلِ ہنگامہ**، **گلِ کُشتی**، **گلِ جنگ** نیز گویند۔ (ع)۔ طغرا:

صد مرغ خوش آہنگ بہر گوشہ کباب است
ہنگامِ بہار از گلِ ہنگامۂ مستاں

میر نجات:

نیست خورشید کہ در چرخ در اُفتادہ بچرخ
گلِ کُشتی[1] ست کہ تیغ نکہش[2] دادہ بچرخ

قاسم گونابادی[3]:

ز دارا[4] سرِ نیزہ گل رنگ بود
نہالِ بلا را گلِ جنگ بود

گلِ تسبیح و گلِ سُبحہ: 'امامِ سبحہ' کہ گذشت۔ صائبا:

چہ حرف از گلِ تسبیح می زنی صائبؔ
خمش کہ سنبلِ[5] زنار رنگ می بازد

قاسم مشہدی:

آں برہمن کہ مرا طعنِ مسلمانی زد
صبر دارم کہ گلِ سبحہ شود زنارش

گلجام: ہماں 'جام' است کہ روزنِ خانہ و حمام بداں گیرند و آں با سند گذشت۔[1]

گل چیدن: معروف؛ و تماشا کردن۔ (ع)۔

صائبا:

فارغ بود ز جلوۂ رنگینِ نوبہار
ہر کس کہ چید گل ز خزانِ حنائے تو

گلِ چشم: داغے کہ در سیاہیِ دیدہ گل کند۔

میرزا صائبا:

نیک، بیش از بد، حجابِ راہ بینایاں[2] شود
زحمتِ گل بیشتر از خار باشد دیدہ را

'گل' بمعنی داغ بسیار است۔ وحشی:

صد گلِ تازہ شگفتہ است ز گلزارِ رخش
گل گل افتادہ بروازِ بے تابش نگرید

مولانا لسانی:

آنکہ بر دامن گلے از خونِ مظلوماں نداشت
ظالمِ بے رحم کافر ماجرا شد عاقبت

جلالائے یقین کاشی:

زنہار کہ از عیب کساں چشم بپوش
حیف است کہ ایں آئینہ گلزار شود

---

(۱) م: کُشتی کہ، تصحیح از ب (۲) ب: نگہت

(۳) م: گونابادی، تصحیح از غنی (ص ۱۰۶)، اس نے شاہ نامۂ شاہ اسماعیل لکھا تھا۔

(۴) م: والا، تصحیح از ب (۵) م: سلسل، تصحیح از ب

(۱) شعری امثال از ب: محسن تاثیر:

روشن بود ز عالمِ بالا فضائے دل
گل جام دارد از مۂ تاباں سرائے دل

فطرت:

درآں خلوت کہ شرمش برقع از رخسار بردارد
کند معمارِ عشق از ہیبۂ ناموس گل جامش

(۲) م: بنیایاں

گلِ خیر: نتیجۂ نیک۔ خانِ خالص:

نیست جز زخمِ خار در راحت[1]
گلِ خیر برہنہ پاییہا

فطرت:

گلِ خیر ملامتہاے ناصح بود شوقِ من
ازاں خارے کہ در پا داشتم آتش بسر دارم

بلے، "گل" بمعنی نتیجہ[2] در کلامِ فصحا آمدہ۔ طالب کلیم:

عزّتِ گل[3] ملامت است ارنہ پنبہ را
ایامِ تاج تارکِ مینا[4] نمی کند

سالک یزدی:

زیر دستِ چرخ گردیدن گلِ بے فطرتی است
مہر بر بالاے طغراے قضا باید زدن

گلدستہ: جاے بلندے کہ در مسجد، براے دُور رفتنِ بانگِ مؤذّن سازند و قـقـہ[5] مـنـار، کہ گذشت، ہماں است۔ سلیم در بہاریہ گوید:

بجوشِ خوانی درآمد مرغِ گستاخ
مؤذّن وار بر گلدستۂ شاخ

گِلے در آب گرفتن و کردن: بکسرِ اوّل؛ مہیّاے کارے شدن و سامانِ آں درست نمودن۔ (ع)۔

سالک یزدی:

سرشک از دیدہ می بارم گِلے در آب می گیرم
غبارم را مبادا آب از کوے تو برگیرد

(۱) م: راحت، تصحیح از ب (۲) م: نتیجۂ (باضافت)
(۳) م: غرت گل، تصحیح از دیوانِ کلیم (ص ۱۷۰)
(۴) م: ضیا (م ن ی ا)
(۵) م: قتہ، اس سے متعلق بحث "قتہ منار" میں گزر چکی ہے، تصحیح: قتہ

طالب کلیم:

کلبۂ ویرانِ ما[1] خواہد بہ آبادی رسید
کز پے تعمیرِ اُو، سیلاب، گِل درآب کرد[2]

گُل زمیں: بالفک والاِضافہ: قطعۂ زمیں۔

سالک یزدی:

باشد نشانِ پاے تو آرامگاہِ ما
یک گل زمیں ز سایۂ گلشن مرا بس است

نعمت خان عالی:

ہر قطرہ خوں ز آبلۂ پاست غنچہ اے
بر ہر گلِ زمیں کہ رسم گلشنِ منست[3]

(۱) دیوانِ کلیم: من
(۲) نیز ب: مخلص کاشی:

فلک گر بہرِ تعمیرم گِلے در آب می گیرد
پے ویرانیِ دل وعدہ از سیلاب می گیرد

ظہوری:

فلک بہرِ تعمیرِ دیرِ خراب
گرفتہ گِلے شادمانی درآب

صائب:

ہر کجا گیری گِلے در آب معمارِ خودی
کارِ ہر کس را دہی انجام در کارِ خودی

(۳) م: نیست، تصحیح از ب۔ نیز ب: صائب:

یک دل ہزار زخمِ نمایاں نداشت ست
یک گل زمیں ہزار خیاباں نداشت ست

ایضاً:

بر ہر گِلے زمینِ گل ابرے گذشتہ است
رُوے شگفتہ تازہ کُن جانِ آدم است

...(جاری)

گلزار ساختن: شگفتہ وخرم کردن۔

سالکاے یزدی:

ہواے آں بہشتی رُو مرا گلزار می سازد
کہ ہمچوں خامۂ مو، گل (۱) زمژگانِ ترم رُوید

'**گلزار شدن**' لازم آن است۔

گلستاں زادہ: گل وسبزہ۔ شکوہی:

ما نہ چوں گل ناز پرورِ گلستاں زادہ ایم
غنچۂ شوقیم واز چاکِ گریباں زادہ ایم

میرالٰہی:

گلستاں زادگاں دارند دلکش صورتے، امّا
حیا در رُوے گل، در چشمِ نرگس ناز بایستے

در موارد کلامِ شعرا بمعنیٔ 'داہ زادہ' آید۔ منیر لاہوری:

گلستاں زادۂ نثرش فصاحت
نمک پروردۂ نظمش ملاحت

محمد اکرم غنیمت (۲) کنجاہی نیز گوید:

خاطرش پژمردہ گردد، گو یمش گر داہ (۳) زاست
بشگفد چوں گل اگر گویم گلستاں زادہ است (۴)

[گذشتہ سے پیوستہ]

نیز ابو طالب کلیم (دیوان، ص۱۶۰):

ناسازیٔ زمانہ بہر کس کہ رُو نہد
گر بر گلِ زمیں گذرد، خار پا شود

(دیوان میں 'ناسازگاری' چھپا ہے جو غلط ہے، ب میں صحیح ہے۔)

(۱) م: بگل

(۲) م: 'نسیمت' پڑھا جاتا ہے، تصحیح از ب

(۳) 'داہ زا' یعنی داہ زادہ، بمعنی کنیز زادہ

(۴) یہ شعر دیوانِ غنیمت میں نہیں ملا۔

گل شکستن: مرادفِ 'گل چیدن'۔

حیاتی گیلانی:

ہر گلے را کہ (۱) بشکفد ز شاخ
جاے بر گوشۂ گریبانست

گل شگفت: یعنی امرِ غریبے ظاہر شد۔

میرزا صائبا:

صائب چہ گل شگفت کہ امروز در چمن
گلہا، بجاے چشم، دہن باز کردہ اند

گِلِ شیریں: بکسر، مایہ واصل نیکِ ہر چیز۔ (ع)۔

محسن تاثیر یزدی در صفتِ معشوقہ گوید:

تمکش از گل لطافت بیشتر داشت
بگِلِ شیرینِ اُو مُو از کمر داشت

اسمٰعیل ایما:

می دہد عادت بگل خوردن بگِلِ شیرینِ من
بر سرِ خاکم میار آں طفلِ بازی کوش را (۲)

گلِ عُشر: بضمِ اوّل وعینِ مہملہ؛

کاغذے کہ معلّم براے اطفالِ ابجد خواں دہ آیۂ قرآنی بر آں نویسد ودائرہ اے بر آں کشد و'گلِ عُشر' ہمان است، وآں

---

(۱) م: ہر گل رکہ، تصحیح از ب

(۲) نیز ب: مسیح کاشی:

شیریں بود بے گلِ آں تلخ گو، بلے
شکر ز تنگِ خویش بہ تنگِ قبا رسید

میر یحیٰی شیرازی:

کہ جز ایں خانہ بد براین گلِ شیریں دارد
ہست فرہادش، اگر بندہ وگر آزاد است

گذشت۔ علی نقی کمرہ:

کلامِ بلبلانِ نظم را گرچہ گُل عشرم
بود عشرِ عشیرے (۱) از قلیلِ اُو کثیرِ من

گُل کردن: بضمِ اوّل؛ ظاہر شدن۔ (ج) و (ر)۔
در محاورۂ کلامِ اساتذہ نیز لازم دیدہ شد؛ امّا میرزا جلالائے طباطبا دریں فقرہ، کہ در تعریفِ چشمۂ ورناک (۲) است، متعدی آوردہ (فقرہ):

بہ پشت گرمی آب و تابِ فکر از جویبارش کہ کجُّ
پیشانی آفتاب گل کردۂ اوست، شاہ نہرش
ہموارہ با بحر بر می زند۔ (۳)

گُل گفتی: بضمِ اوّل؛ کنایہ از آں کہ نیک و خوب گفتی۔ در ایران چوں بہ مشورہ اے نشینند، ہر کہ حرفِ راہ بدہ برے گوید، گویند، 'گل گفتی'۔ (ع)۔

گلیم گوش: کافِ دوم نیز عجمی؛ جمعے از نسلِ قابیل

(۱) م: عشری، صحیح از ب
(۲) م: ورناک صحیح از ب۔ غالباً 'ورناگ' یا 'ویری ناگ' (کشمیر)
(۳) حافظ (قزوینی، ص ۱۱۶):

خاکِ وجودِ ما را از آبِ دیدہ گِل کن
ویراں سرائے دل را گاہِ عمارت آمد

ظہوری (دیوان، ص ۹):

گریہ گفتم فرو نشاند گرد
رفت و گُل کرد جلوہ گاہش را

نیز ب: ملّا طاہر غنی:

ہزار حیف کہ گُل کرد بینوائی ما
بہ چشمِ آبلہ آمد برہنہ پائی ما

(دیوانِ غنی میں یہ شعر نہیں ملا۔)

من آدم اند کہ در حدودِ بلادِ مشرق سکونت دارند و گوشہائے آنہا بمشابہ اے بزرگ است کہ یکے را بستر و دوم را لحاف سازند۔ از کتبِ تاریخ مفہوم (۱) شد۔ سالک یزدی:

از بُنا گوش برگِ گل پیداست
غنچہ خسپاں گلیم گوشانند

گُل (۲) کردنِ چراغ: روشن شدن و خاموش شدنِ چراغ۔ اوّل؛ طاہر وحید:

اُفتادہ نگاہش بلب و عارضِ جاناں
پروانہ گماں برد کہ گل کردہ چراغے ست

دوم؛ اسلام خانِ والا گوید:

دریں داوری گاہِ ظلمت نشاں
شد از بادِ شمشیر گل شمعِ جاں

گُلِ کفش: بضمِ اوّل؛ گلے از ریشم و کلابتوں بر کفش دوزند و ہم از چوب سازند و در پاشنۂ کفش تعبیہ نمایند و گلہائے عاج دراں پُرچیں سازند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

آسماں از مہِ نو نعل در آتش دارد
کہ گلِ کفشِ ترا بر سرِ دستار زند

'گلِ پاپوش' نیز گویند۔ ابو نصر نصیرائے (۳) بدخشانی:

ہمپائے تو تا (۴) رفتہ بگلشن گلِ پاپوش
خندہ زدہ بر لالہ (۵) و سوسن گلِ پاپوش

'کوکبِ کفش' ہماں است۔ کمال اسمٰعیل:

(۱) م: معہوم (۲) م: کل، صحیح از ب
(۳) م: نصیرائے، صحیح از ب (۴) م: تا، صحیح از ب
(۵) م: لالۂ (با اضافت) و

کوکب چرخ ہمچو کوکب کفش
می دہد بوسہ بر کفِ پایت

و گلے کہ در کفش راستہ، کہ خاصۂ زنان است، از پاشنہ تا وسط، از تماج سازند، آں را 'کتیبہ'، بکافِ تازی و مثناتِ فوقانی و یاے خطّی غیر معروف و موحّدہ و ہا؛ گویند۔

گلہ گاہ: بہر دو کافِ عجمی؛ معروف؛ در اصطلاح جائیست کہ مردمِ اجلاف ہرزہ چانہ در آنجا جمع باشند۔ (ع)۔ حکیم شفائی:

خرفے[1] کہ دگر نامزدِ مجلسِ شاہ است
افسانۂ آیند و رونقِ گلہ گاہست

گلِ ابر: قطعۂ ابر۔ صائبا:

تازہ می گردد ز چشمِ اشک بارے جانِ ما
مجلسِ ما را گلِ ابرے[2] گلستاں می کند

گلِ مشکیچہ: نامِ گلے است کہ رنگش سیاہ باشد۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

ناسور دلم تاج گرفتہ است ز عنبر
گویا گلِ مشکیچہ بود پنبۂ داغم

گلِ مشکی: ہمان است۔ اسمٰعیل ایما:

کنم ز بوے وفا زخمِ غیر را ناسور
بدست چوں گلِ مشکی ست نقدِ داغ مرا

گلقند: معروف؛ و کنایہ از لبِ معشوق۔

---

(۱) م: حرفی، تصحیح از ب۔ 'خرف' بمعنی سخت پیر کہ تغییر در حواسش راہ یافتہ باشد... پیرِ بے عقل... (غیاث)
(۲) م: ابرِ، تصحیح از کلیاتِ صائب

طغرا:

طرب فزائی گلقندِ نکتہ[1] پردازش
سرودِ مرغِ چمن بر پرِ مگس بندد

---

(۱) م: نکتۂ (باضافت)

تناظرِ کاف از منظرِ میم:

کمندِ وحدت و کمرِ وحدت: چیزیست درویشاں را کہ از ابریشم یا از ریسمان بافند و اکثر در کمر بندند وگاہ بہ اتکائے آں نشینند، چوں بر دورِ زانو و کمر پیچند۔ (مح)۔ اوّل معروف است، دوم؛ صائبؔ:

زمن تلاطمِ ایں بحرِ بے کنار مپرس
کہ خوشتر از کمرِ وحدت است گردابم

کمانِ کسے برداشتن: کنایہ است از ہم آورد او شدن واز عہدۂ اُو برآمدن۔ مفیدؔ بلخی:

نقاش بیمد است و لے کو مصوّرے
تا یک ادائے ابروے اُو را کماں کشد

ظہوری:

میار زور، ظہوریؔ بہ بازوے زارے
کہ زورِ بازوے زری کشد کمانش را

کموی: خمیدہ قامت، تاب و توانائی بباد دادہ۔
میر نجات:

رفتار ز تمکینِ تو از پاے در آمد
از تابِ میانِ تو نزاکت کمری شد (۱)

---

(۱) نیز ب؛ محسن تاثیر:

گر چنیں جلوہ خراماں بہ بیاباں بردش
کوہ را می کند آں لنگرِ تمکیں کمری

صائب:

یاقوت کہربا شود از آہِ سردِ ما
لوب را کند کمری بارِ دردِ ما ... جاری

کمانِ بلند: کمانِ دراز خانہ۔ محتشم کاشی:

ہزار جانِ گرامی فدائے ناوکِ نازے
کہ گاہ گاہ شود پرکش از کمانِ بلندش

کمانِ تنگ و کوتاہ خانہ: مقابلِ 'کمانِ بلند'۔
رہی شاپور:

طعن از دہنِ تنگِ تو اے مایۂ ناز
چوں تیرِ کمانِ تنگ کاری باشد

امیناے (۱) یزدی دقاق (رُباعی):

از پستیِ دیوار و درِ کاشانہ
بر گوشہ نشیں، منازاے فرزانہ
از تیرِ دُعاے اُو حذر کن
پُر زور بود کمانِ کوتہ خانہ

کمان بلند کردن: کمان کشیدن۔ (مح)۔
میرزا ملک مشرقی:

کماں ز تیرِ اعظم چگونہ خواہم من
کہ ذرّہ اے نتوانم بلند کرد از جاش

کمانِ دراز خانہ: مقابلِ 'کمانِ کوتہ خانہ'،

[گذشتہ سے پیوستہ]
نیز ظہوری (دیوان، ص۱۰۰):

بر جاے قد کوہ ز سنگینیِ دردم
طاقت کمری چوں نشود، بارِ گرانست

(ب: 'از جاے قد')
مخلص کاشی:

ز بارِ کعبۂ حمامہ گشتہ ای کمری
ہمیں چہ می کشی اے زاہد از زیادہ سری

(۱) م: امیناے؛ صحیح از ب

وآں گذشت۔ ظہوری (رباعی):

چشمِ تو کہ چشمہا قسم خوردہ بہ آں
جاں باختنی بہ اہلِ دل بردہ گماں
از عشوہ در ابروے تو نگذاشت گرہ
ترکیست دراز خانہ خوش کردہ کماں

کمند حلقہ کردن: مستعدِ صید و شکار بودن۔

صائبا:

می کند ہر دم کمندِ حلقہ از تارِ نگاہ
نیست سیری مردمانِ چشمِ او را در شکار

کمند اندازی: کمند از دست انداختن، یعنی ترک کردنِ آں۔ مخلص کاشی:

صید مطلب نکند جز بہ کمند اندازی
ہر کہ قطعِ نظر از عالمِ اسباب کند

کمانِ شیطان و کمانِ رستم و چرخ: قوسِ قزح؛ چو قزح،[۱] شیطان را گویند۔ سلیم:

خدنگِ غمزہ بجز قصدِ اہلِ دیں نکند
حذر کہ ابروے خوباں کمانِ شیطان است

نظیری نیشاپوری:

بجز[۲] او کہ زیر آرد ز فلک کمانِ رستم
دژ خارا را گرفتہ بمصاف ہفت خوانی

حسن بیگ رفیع:

چوں کمانِ چرخ را ایشم بایں ناراستی
از دلم گویا کسے تیرِ خدنگے می کشد

(۱) م: قرح، تصحیح از ب (۲) م: بجبر، تصحیح از ب

کم کاسگی[۱]: بخل و امساک۔ یحییٰ کاشی:

تہمتِ کم کاسگی[۲] از جیبِ کافر نعمتاں
پیشِ من بہتر بود در بندِ مہمانی مباش

کم چیزے گرفتن: آں را نا شدہ و نابود انگاشتن۔[۳] (ر)۔ شارحِ دیوانِ انوری نوشتہ کہ لفظِ 'کم' در مقامِ معدوم و نفی مطلق استعمال کنند، چنانکہ گویند، مثلاً: 'زید کم مرتکبِ معاصی می شود'؛ غرض عدمِ ارتکاب باشد۔

حاجی قدسی:

ما را نبود ہیچ غمے غیرِ غمِ عشق
گیریم کمِ خویش و نگیریم کمِ عشق

طاہر وحید:

چاہ اگر بینی براہِ ہمرہاں در پیش باش
چوں کمِ خود گیری از ہر کس کہ خواہی بیش باش

قاسم مشہدی:

از عزیزے داں سخن گر تلخ می گویم ترا
چوں تو میدانی کہ من ایں حرفہا کم می زنم

کمان گروہہ[۴]: گلولہ کماں؛ چہ 'گروہہ' گلولہ را گویند۔ (ر)۔ میر الٰہی:

کمانِ خصمِ تو بے زہ شود بروزِ مصاف
کماں گروہہ[۵] صفت کردہ زہ کند بکماں[۶]

(۱، ۲) م: کاسکی، تصحیح از ب (۳) م: انکاشتن، تصحیح قیاسی
(۴، ۵) م، ب: کروہہ، تصحیح از دیوانِ معزی، غیاث، عمید
(۶) نیز معزی (در مدحِ سلطان، دیوان، ص ۷۰۵):
سپہر بر حذر است از کمان گروہۂ تو
تو از کمین سپہر بلند بے حذری ...جاری

کمر کشادن و گسستن: از ترددبازرستن و آسائش کردن۔ (ح)۔ نظیری نیشاپوری:

قباے ملک برازیدہ دید بر قدِ تو
نہاد فتنہ کلاہ از سر و کمر بکشاد

ایضا:

غلط سخنانِ عامی دشمنانند
کمر (۱) در صحبتِ اغیار مگسل (۲)

کمان از طاقِ بلند آویختن: دعویِ کمال کردن۔ (ح)۔ میرزا صائب:

ززورِ طبعِ معنی آفریں، صائب، طمع دارم
کہ از طاقِ بلندِ عرش آویزد کمانِ من (۳)

کمانچہ زدن: در شورش (۴) آوردن۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
نظیری:

بزورِ قوسِ کیانی تو مگل نبرد
کماں گروہ نماید کمانِ رستمِ زال

(۱) غزلیاتِ نظیری (شیخ مبارک علی، لاہور، ص ۱۸۰؛ جان محمد... لاہور، ص ۱۵۷) "مگر": کتابت کی غلطی ہے۔

(۲) نیز ظہیر فاریابی (کلیات، ص ۴۳، در مدحِ ملک نصرۃ الدین):

قدرِ تو چرخ را ربودہ کلاہ
حکمِ تو کوہ را گسستہ کمر

نیز: صائب:

حرص ہیہات ست بکشاید کمر در زندگی
تا نفس چوں مور داری دانہ می باید کشید

(۳) نیز: علی خراسانی:

مدام ابروش آویختہ ز طاقِ بلند
کمانِ دعویِ او را مگر کشیدن نیست

(۴) م: سورش، صحیح از ب

مولوی جامی:

می خواستم کمانچہ زدن اہلِ زہد را
ایں کار را بکامِ دلِ من رباب کرد (۱)

کماج: قسمے از نان کہ معروف است۔
نعمت خان عالی:

بگلفتا کاغذے گو، کاغذِ رنگین پُر کارے (۲)
کہ پندارم کماجِ سرخ از خشخاش افشانی

و کماچ (۳) خیمہ نیز۔ (ج)۔ و آں چوب پہن مدوّریست کہ سرِ ستون را برآں فرو برند۔ (۴) از "عالم آرائے عباسی" سکندر بیگ منشی، کہ در خطبیہ آوردہ، معلوم شد:

کمانِ تاں چو در جاے نبردند
سپاہی با کماچ خیمہ خوردند

---

(۱) دیوانِ جامی (ایران) میں یہ شعر نہیں ملا۔

(۲) ب: پرگارے

(۳) م: کلیچہ، ب: کلیچ؛ عمید: کماج خیمہ، مثال والے شعر میں "کماج خیمہ" ہی ہے۔

(۴) م: برانند، صحیح از ب

تناظرِ کاف از منظرِ نون

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در کافِ تازی:

کنارِ خشک داشتن: کنایہ از مفلس و تہی دست بودن۔ سلیم:

وصلِ تو گراں بہاست اے گوہرِ ما(۱)
ہمچوں دریا کنارِ خشکے داریم

کنبوزہ: بہ کافِ تازی و بائے موحدہ و زائے معجمہ؛ مکر و فریب۔ (ج) و (ر)۔ حکیم شفائی (رُباعی):

طالب چو بہ معذرت بہم زد پوزہ
ناچار ز بخلِ او گرفتم روزہ
گل آمد و کنبوزۂ چندے آورد
شہرستانے است پُر گل و کنبوزہ

پُوزہ، بہ بائے عجمی و واوِ مجہول؛ عذر۔

کندہ کاری: ہر دو کافِ تازی مفتوح؛ نقشہا بر زر(۲) و چوب و امثالِ آں کندن، از عالمِ تحقیرِ نگیں۔ اشرف:

مانندِ نگیں خانہ(۳) بود خانۂ من
از جورِ سپہر کندہ کارِ تنِ خود

آں را کندہ گری نیز گویند۔ (ر)۔

---

(۱) م: گوہرہا، تصحیح از ب (۲) م: زرد، تصحیحِ قیاسی
(۳) ب: خانہ

کِندیل کردن: بہ کافِ تازی مکسور؛ کنایہ از کشتن۔ کِندیل چیزیست حلقہ دار کہ از ریسمان سازند۔ چوں حلقہ اش در گلوے کسے بند کنند، فوراً جانش برمی آید۔ ہر گاہ چیزے از کسے بزور و عنف بستانند، گویند، 'کِندیلش کردیم'۔ (ع)۔

گَند زدن: بکافِ تازی مفتوح؛ رم کردن و کنارہ گرفتن۔ (ع)۔ طغرا:

ندارم قوتے ورنہ چو تیرے(۱) از کماں جستہ
ازیں مہماں سرائے بے حلاوت می زدم گندے(۲)

گَند: بہ اصطلاحِ تیراندازاں کششے(۳) است کہ بعدِ کشیدنِ کمان در حالتِ کشاد تیر کنند۔ طغرا:

خدنگِ نالہ ام را از کمانِ عشق(۴) گندے دہ
ز حکم اندازیم مشہور رنگ از دل رُبائی کن(۵)

---

(۱) ب: تیر
(۲) نیز ب؛ درویش والہ ہروی:

والہ چو باختیار نتواں
زد از سرِ کوے دوست گندی

(۳) م: کشتی، تصحیح از ب (۴) ب: شوق
(۵) نیز ب؛ مسیح کاشی:

سر خود خوش بروں آوردہ ام از عالمِ دیگر
کہ من روزِ نخستیں زیں حریفاں دغا کندم

معز فطرت:

آغوش می کشائی و خمیازہ می کشی
دل صیدِ ناوکِ غلط اندازِ گندِ تست

طالب آملی:

پاے بندیم ارنہ زیں ویرانہ گندے می زدیم
رُو بہ ملکِ ہند شبگیرِ بلندے می زدیم

کُندہ: بہ اوّل مضموم؛ قسمے است از کُشتی که هردو پائے خود را در پائے حریف بند کرده زور بر سینهٔ حریف آوردن است۔ (ع)۔ میر نجات:

خصم را کُندہ چو کردی زغمش فارغ ساز
دست را بر ٹکلش بند و بہ دورش انداز

وچوبِ غفصے (۱) که قصاب گوشت برآں قیمه کنند۔ (ع)۔

وحید:

دِلے بسینه ز زخمِ جفائے او، دارم
برنگِ کُندہ که در پیشِ دستِ قصابست

کندۂ پا: چوبِ مستطیل است سوراخ کرده که پائے اسیراں درآں بند کنند و آں حُکمِ زولاں دارد۔ غنی:

از تواضع ہائے مردم سخت درماندم غنی
ہر کہ می اُفتد بپایم کُندۂ پا می شود

کند شدن دندان: بہ اوّل مضموم؛ از مضغ (۲) بازماندنِ دنداں بسبب اکلِ شئے حامض۔ صائبا:

ہر چند کہ دنداں کند از سیب نمی گردد
دندانِ ہوس را کند از سیب ذقن داری

کُندچشمی: بہ اوّل مضموم؛ مقابلِ تیز نظری۔

ظہوری:

علاجِ کُندچشمی کرده ام از تیز (۳) بینانم
براہم (۴) در تماشائے تو عینک گشتہ حایلہا (۵)

کنش: کردار و عمل۔ (ر)۔ بدکنش: بدکردار۔

مخلص کاشی:

بدکنش را رنجش از روشن دلاں بے وجہ نیست
زشت رُو می بیند از آئینه عکسِ مدّعا

---

(۱) غفص: بمعنی سوئی (غیاث)

(۲) م: مفغ، صحیح ازب دمید

(۳ تا ۵) م: تیر، برآیم، گشته جابلہا، صحیح ازب؛ دیوان ظہوری میں یہ شعر نہیں ملا۔

تناظرِ دوم در کافِ عجمی:

گنبد: جستن و خیز کردن۔ (ج)۔ سلیم:

دریں نخچیرگہ (۱) افلاک را بنگر سراسیمہ
کہ شد گنبد زناں گوئی (۲) گریزاں خیلِ آہوے

و ذکر کردنِ اَمرد۔ (ع)۔ اشرف:

آں سہی قد از لطافت پیکرش پروردہ است
جفتہ اش از بس پُر است اِستادہ (۳) گنبد کردہ است

طغرا:

پولچی شدہ اِمروز سپہرِ معمار
از خاکِ ستم مکن عمارت بسیار
فرداست کہ بہرِ یک لبِ ناں پسرت
گنبد سازد بصفۂ چار منار

و نوعے از عمارت۔ (ج)۔ و آں معروف است، نظر بمشابہت دستارِ کلاں را 'گنبدِ دستار' گویند۔ صائب:

مُردہ است دلِ زاہد دم سرد ز تزویر
چوں بر سرِ خود گنبدِ دستار نسازد

کنایہ از سرین نیز۔ مخلص دباغی (۴):

بردر گنبدِ خاتونِ تو ہر شب قندیل
زیرک آویختہ از خایۂ بادنجانی (۵)

گنج باد آورد و باد آور و باد آوردہ: نام گنجے کہ قیصرِ روم بر کشتی ہا بار کردہ پیشکشِ پرویز فرستادہ بود۔ (ل)۔

(۱) ب: نخچیرگاہ (۲) م: کوئی
(۳) م: استادہ، تصحیح از ب (۴) م: دماغی، ب: محسن تاثیر
(۵) م: بادانجانی، تصحیح از ب

رضی دانش:

کاسہ (۱) دائم پُر شود از کیسۂ خالی چہ باک
مے کشاں را ابر کم از گنجِ باد آورد نیست

سلیم:

عجب جمعیتے از بوے زلفِ اُو بدست آمد
پریشانی دگر زیں گنجِ باد آور نمی بینم

ولہ:

دماغِ من پُر است از بوے آں گُل، کس چہ می داند
کہ در ویرانہ خود گنجِ باد آوردہ اے دارم (۲)

گنجِ آب آوردہ: کنایہ از اشک۔
سالکاے یزدی:

اگر یک گنجِ باد آوردہ خسرو دیدہ در عمرے
مرا صد گنجِ آب آوردہ ہر دم در کنار افتد

گنجِ رواں: گنجِ قارون (۳) کہ بزیرِ زمیں رواں شدہ۔ (ل)۔ حیاتی گیلانی:

تا بزانو آز را بر در گہش
پاے بر گنجِ رواں آید ہمی

گندمان: مقامے است از مضافاتِ صفاہان کہ ییلاقِ اُران است۔ (ع)۔ شفائی در ہجوِ فکری گوید:

(۱) م: کاسہ (باضافت)
(۲) نیز ب: میر صیدی:

پیالہ نوش ندارد غمِ تہی دستی
بہار بادہ کشاں راست گنجِ باد آورد

(۳) م: قارون، تصحیح از ب

بایں طلب ز رُستاں شدستم آوارہ
زگندناں بہ عراقم ازیں فتادہ گذار

تناظرِ کاف از منظرِ واو

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در کافِ تازی:

کواعب: بعینِ مہملہ؛ زنانِ نار پستاں۔ (ل)۔ 'کاعب' مفردِ آن؛ گویند، 'امرأۃ مکعب'، اے 'زنِ نار پستاں'۔ (ع)۔ میلی:

ز تاثیرِ زنجیر حفظش نماندہ(۱)
گرہ چوں سلاسل بزلفِ کواعب

کوتاہ پاچہ: کوتاہ قامت۔ (ج)۔ طغرا:

ز کوتہ پاچہ محبوبی نیاید
صنوبر دلفریب از سرافرازیست

ونیز جانورِ صحرائی کہ بقامتِ گوسفند یا کلاں تراز آں باشد۔ 'کوتاہ پا' نیز گویند۔ (ع)۔ فوجی نیشاپوری در شکار حضرتِ اعلیٰ گوید:

چناں تنگ گردید در بیشہ جا
کہ کوتاہ پا کرد کوتاہ پا(۲)

کوچۂ بُن بست: کوچہ سربست۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

---

(۱) ب: نماید
(۲) نیز ب: ظہوری:

باشکلِ قدِ تو سرو کوتہ پاچہ است
از فاختہ ایں بلند پروازی چیست

شاید افتد گذر بوے تو روزے آنجا
کوچۂ غنچہ عبث نیست کہ بن بست[1] شدہ است[2]

کوچۂ خاموشاں[3]: قبرستان۔ طغرا:

ما و شہادتِ عشق در کوچۂ خموشاں
کآسودگی ز ما برد[4] غوغاے زندگانی

کوچۂ گلبار: نام محلّہ ایست در صفاہان و "گلبار" نیز۔ جاے است در حوالیِ طارم، قریب بشیراز۔ از "ظفرنامہ" شرف الدین علی یزدی معلوم شد۔
عبداللطیف خان تنہا:

گے بہند از ہوسِ سیرِ صفاہاں تنہا
زخمِ پُرخونِ دلِ کوچۂ گلبار نبود

کوچۂ نو و دروازۂ نو: محلّۂ لولیاں۔
میرزا صادق دست غیب:

ہست در کوچۂ نو یارِ کہن
دلبرِ ماہ رُخِ سیم ذقن

فوقی یزدی:

از آمد و رفتِ قحبہا خانۂ من
صد تختہ زدہ است بر سرِ کوچۂ نو

طاہر نصیرآبادی[5] در نثرِ مسمّٰی بہ "خواب و خیال" در تلاشِ معشوقہ اے کہ بخواب دیدہ، گوید (فقرہ):
از دروازۂ نو درے بروئیم کشودند۔

کُوچ: بہ جیم عجمی؛ نقل کردن از مکانے بمکانے دیگر، و ایں معروف است؛ و اہل و عیال۔ (ر)۔ لیکن بمحاورہ بمعنی زن خصوصاً آمدہ۔ اشرف بہر دو معنی بستہ:

خوابِ غفلت تا بکے، از غارتِ شیطاں بترس
کوچ گر ہمراہ داری وقت کوچانیدن است

کودکِ غازی: بازی گر پسرے کہ پیش آہنگیِ اقوامِ خود نماید و اقدم از چنبر[1] بگذرد و غازیِ لولی و رسن باز۔ (ج)۔ خلاق المعانی در ہجو گوید:

باد چالاک در رسن بازی
سر تو ہمچو کودکِ غازی

کوریِ چشمِ فلاں: یعنی برغم[2] او۔
میرزا صائبا:

کوریِ چشمِ حسوداں بخشش ماشد[3] زیاد
ہمچو آتش خار اگر در دیدۂ ما ریختند

کوری و کبودی: تاریکی؛ بمجاز اندوہ و غم۔
قیلان[4]:

---

(۱) ب: بستہ
(۲) نیز ب، صائب:

دل مرا ز خمِ او رہائی نیست
بدرِ ز کوچۂ بن بستہ پیچ کس نزدست

(۳) ب: خموشان (۴) م: ز ماو، تصحیح از ب
(۵) م: طاہر نصیرابادی، تصحیح از غنی (ص ۸۳)

---

(۱) م: چنبر، تصحیح از ب
(۲) ب: بزعم، برغم (بہ رغم)؛ "رغم" بمعنی "خلاف میل کے رفتار کردن۔" (عمید)
(۳) م: باشد؛ کلیات: ماشد
(۴) ب: قیلان، غنی (ص ۱۰۹): قیلان

افسوس کہ فصلِ گل بزودی بگذشت
صد حیف کہ تا چشم کشودی، بگذشت
بے چشم و خلعت بنفشہ و نرگس را
ایام بکوری و کبودی بگذشت (۱)

کوزۂ قمار: ظرفیست کہ جیزگر، (۲) زرے کہ بہ قمار بازاں وام دہد، چوں بخاریق از آنہا بازستاند، درآں کند۔ (مح)۔ طغرا:

از چرخ و نقدِ اخترش امیدِ آبرو
از کوزۂ قمار ترا آب جستن است

وجیز (۳) گر را کوزہ باز گویند۔ ولہ:

گلِ نغمہ دولاب را ز اہتزاز
کند بر سرِ چاہِ خود کوزہ باز

کوکو: معروف، و آواز قمری و نوعے از ماکولات کہ از بیضۂ مرغ سازند۔ طغرا:

کوکو کسے ز بیضۂ فولاد کے خورد
از چرخِ سخت رو نتواں کام دل گرفت

کوک (۴): بواو معروف؛ ترہ ایست کہ آں را کاہو گویند و آں مثلِ کوکنار بالخاصیہ خواب آورد۔ (ج)۔ حیاتی گیلانی:

---

(۱) نیز ب: نظامی:

کبودی و کوری درآمد بہ چرخ
کہ بغاورا کرد بے کار خود کرخ

(۳،۲) م: جیز گر، تصحیح از ب و غیاث: جیز بمعنی "زر قمار" (غیاث)

(۴) م: کرک (دوسرا حرف 'ر')، تلفظ میں صحیح لکھا ہے، نیز ب: کوک

بس کوک و کوکنار بہم کرد روزگار
تا بختِ ناغنودۂ عاشق بخواب شد

کوفتہ: نوعے از کباب کہ گوشت را با مصالح بکوبند و غلولہا ساختہ در دیگ ریزند۔ منیر در ہجو پرخوارے گوید:

کوفتہ را ہمہ شبینہ خورد
خایہ بر یادِ خاگینہ (۱) خورد

و آنچہ از وجہ قلتبانی و دیوثی بہم رسانند۔ (مح)۔ حکیم شفائی:

قصۂ کوفتہ یک چند فرامش شدہ بود (۲)
خویش را از سرِ نو بیہدہ (۳) رسوا کردی

نعمت خان عالی:

از کوفتہ ہائے قلتبانی (۴)
آراستہ سفرۂ تنعم

کوفتہ خوار: قلتبان و دیوث، بلحق اطعمہ:

من نگویم صفتِ گندۂ (۵) پرداری و کرم
تا نخوانند مرا مدعیاں کوفتہ خوار

"گندہ"، (۶) بالضم، کاف عجمی، کوفتہ کباب۔ (مح)۔

کوں سوختہ (۷): شخصے از نام و ننگ درگذشتہ۔ غزالی مشہدی:

---

(۱) م: خاگینہ، تصحیح از ب

(۳،۲) م: فراموش... است، بیہودہ، تصحیح از ب

(۴) م: قلتبالی (...ل ی)

(۶،۵) م: کندہ (کاف 'کلمن' کے ساتھ)، تلفظ میں 'کاف عجمی' ہے؛

نیز عمید

(۷) م: ساختہ، مثال کے شعر میں 'سوختہ' ہے، نیز ب: سوختہ

در گلخنِ (۱) عشق بدقماریم
گوں سوختہاے روزگاریم

گون جنبانیدن: نیم تواضع کہ آں شعار (۲) اغنیاے مخوِ استکبار است۔ (ع)۔ سلمان ساوجی:

خواجہ از فرطِ بزرگی ہمچو گوں شد از دماغ
لاجرم بہرِ بزرگاں گوں بجنباند (۳) زجا

در قص و مسخرگی نیز۔ (ع)۔ سلیم:

زنے آموز در صحرا سماعِ بیخودی کردن
کمانچہ وار باشی چند گوں جنبانِ محفلہا

گونِ خر: بالاضافہ؛ احمق۔ (ج)۔ سند در "نسیخ شدن" گذشت۔ (۴)

گولہ بار: بواوِ معروف؛ پشتارہ اے کہ بر پشت بردارند۔ از اہلِ ایران، بکافِ تازی، بہ ہمیں معنی تحقیق شد۔ ظہوری:

(۱) م: گلخن، ب: گلشن (۲) م: اشعار
(۳) ب: نہ جنباند
(۴) شعری امثال از ب: میر خسرو:
چو نابد در بیانِ عقل سرّ اللہ، خموشی بہ
کہ ہر کز عیب گونِ خر بود آنجا چرا گوید
ملا قائمی مازندرانی:
بود اقامتِ اربابِ فضل گونِ خرے
در آں دیار کہ ساغر بود کم از بیطار
شیخ سعدی:
گر بے ہنر بہ مال کند کبر بر حکیم
کونِ خرش شمار اگر گاو عنبر است

گولہ بار (۱) آرزوے بست دل
کآسماں زد زور و (۲) از جا برنداشت

کوہ تا کوہ رسیدنِ بنگ: کمالِ عروج نشاءِ بنگ۔ (ع)۔ سلیم:

شد بہار و چو سبزۂ صحرا
کوہ تا کوہ می رسد بنگم

کوہ کوہ رسیدنِ کیف: رساے دماغ از ہر مکیفے کہ باشد۔ یحیٰی کاشی:

کنم وصفِ فیلانِ گردوں شکوہ
کہ کیفِ خیالم رسد (۳) کوہ کوہ

کوہ کوہ از سر پریدنِ بنگ: کنایہ از سرحساب شدن و بہوش آمدن است۔ سالک قزوینی (۴):

گر ابدالِ چرخ ایں کوہ دیدہ
کہ بنگش کوہ کوہ از سر پریدہ

"بنگ از (۵) سر پریدن" نیز؛ الّا اینکہ اوّل افادۂ زیادتی می کند۔ ظہوری:

چوں غمِ اوّل طپانچہ (۶) اے آرد
کہ پرد بنگ از سرم فی الحال

کوہ تا کوہ و کوہ کوہ: بمعنی از سرتاپا

(۱) دیوانِ ظہوری (ص ۱۱۷) گوکہ
(۲) دیوان میں "و" نہیں ہے، م اور ب میں ہے۔
(۳) م: رسید، تصحیح از ب
(۴) ب: سالک قزوینی "در تعریفِ کوہِ کشمیر"
(۵) چراغ: زسر
(۶) م: طبانچہ، غیاث: طپانچہ، عمید: تپانچہ

مستعمل است۔ سنجر کاشی:

کوہ تا کوہ ہمیں صوت رسانید بخسرو
کہ شود سنگ دل از کشتنِ فرہاد پشیماں

کوہ ماران: تلے است در کشمیر۔ طغرائے مشہدی در ہجوِ کشمیر گفتہ (فقرہ):

بفحوۂ تختِ سلیمانش صورتِ دیو پذیرفتہ و
شقایقِ کوہ مارانش برنگِ عقرب شگفتہ۔

کورہ دہ: دہِ خرد کم آباد۔ رکنائے مسیح کاشی:

من روشنم از دردِ غمِ روزنہِ خویش
اے چرخ تو میدانی وایں کورہ دہِ خویش

کوہ پایہ: دامنِ کوہ و نامِ کوہے کہ ارمن، ولایتے است، از آن۔ طغرا (فقرہ):

تمرگ در سرِ سفیدِ خودسیاہی یک موے ندید
برائے علاج از خیمۂ ابر نزدِ طبیب کوہ پایہ دوید۔

تناظرِ دوم در کافِ عجمی:

گوانگل (۱)**:** کافِ دوم نیز عجمی؛ بتکمہ وحلقہ اے کہ تکمہ (۲) در آں بند شود۔ طالب آملی در صفتِ اسپ گوید:

شوخیش چوں کند آشفتہ بچوگانِ دو دست
برباید ز گریبانِ قمر گوانگل (۳)

گولاک: کافِ دوم تازی، موجِ بزرگ۔ (ع)۔ صاحب جہانگیری بکافِ تازی آوردہ۔ محتشم:

محتشم گر بحرِ غم گولاک (۴) خواہد زد چنیں
سیلِ اشکِ ما ز ماہی تا بمہ خواہد شدن

گوشہ کار: بہ اضافت وفکِ اضافت؛ مرادفِ 'چشمۂ کار' کہ در 'یک چشمۂ کار' خواہد آمد۔ سندِ اوّل در 'کار بگوشہ چیدن' گذشت؛ و دوم مفید بلخی:

بود پیشہ ام نالہ سازی مفید
فغاں چوں کماں گوشہ کارِ منست

گوش بر زنگ بودن: بہ زائے معجمہ؛ کنایہ از منتظر بودن یعنی گوش بہ آوازِ زنگ (۵) شاطر بودن۔ (ع)۔ سالک یزدی:

رفت اگر قاصد مشو نومید از برگشتنش
می رسد آخر نوید ے گوشِ دل برزنگ باش

سلیم:

---

(۱) م: کونگل (۲) م: تکمہ
(۳) م: کوانگل، دیے گئے تلفظ کے مطابق: گوانگل۔
(۴) م: کولاک، تصحیح از ب (۵) م: رنگ

تنم افسرده شد از بس نشستم (۱)
براهِ محملِ او گوش بر زنگ (۲)

گو: مخففِ گاو: اہلِ ایران بیشتر 'گو' گویند۔
میرنجات:

شنیدنا آمده ای بر سرِ کشتی، بشنو
ریشِ گاوند مشائخ تو چرائی دُمِ گو (۳)

گوشی: محصولِ معینے کہ بشمارِ اعدادِ مواشی از رعایا گیرند۔ (ع)۔ چنانکہ در ہند فوجدارانِ مواشی از موضعے گیرند و باز بر رعایا خواہند استرداد کنند، یک چیزے بر راس گیرند، آں را 'گوشی' گویند۔ سند در 'سرانه' گذشت۔

گول: احمق، وآن بہ معروف، وفریب ودغا نیز۔
ظہوری:

زده گولم منجّم کذّاب
الف ابدالِ خویش را دریاب

'**گول خوردن**' 'فریب خوردن' است۔ سند در 'باد کانی' گذشت۔ (۴)

---

(۱) م: نسستم، تصحیح از ب
(۲) نیز ب: پسرِ میرزا شجاع:

امشب از دُور صدائے جرسے می آید
ہمہ تن گوش بزنگم کہ کسے می آید

(۳) م: کو
(۴) نیز ب: باقر کاشی:

نخوری گولِ سکندر، نروی ہمرہِ خضر
چند گردی زپئے چشمۂ حیواں محتاج

حیاتی گیلانی:

گوئی کہ بفہم از من آنرا کہ تواں فہمید
بر گول چنیں خوردن تاداں نتواں کردن

گوشواره: بہ اصطلاحِ میرزایانِ دفتر، وسطِ عرضِ ورقِ دفتر است کہ عقدِ میزان در آنجا نویسند۔ سند در 'ابواب' گذشت وبہ اصطلاحِ شعرا مطلعے کہ بعدِ مقطعے آرند۔ (ع)۔
طغرا:

طغرا در آخرِ غزل آورده (۱) مطلعے
کایں گوشواره طرزِ سخندانیِ من است

گوشۂ زنجیر: حلقۂ زنجیر۔ سلیم:

خستگاں از بس کہ می میرند در زندانِ عشق
ہر زماں در گوشۂ زنجیر شیون می شود (۲)

گوے کوکناری: غنچۂ خشخاش (۳) کوکناری در چرس۔ (ع)۔ سند در دیوانِ غزالی مشہدی دیده ام۔

گوے گریبان و پیراہن: تکمہ: اوّل معروف است، دوم کمال اسمٰعیل گوید:

گر جلالِ تو کسوتے دوزد
مہر را گوے پیرہن خواہد (۴)

گوش کردن: شنیدن۔ میرزا صائبا:

---

(۱) ب: آورد
(۲) نیز ب: صائب:

نے ہمیں مجنوں نظر بند است در دامانِ دشت
عشق در ہر گوشۂ زنجیر دارد شیر ہا

(۳) ب: خسی
(۴) نیز ب: صائب:

شاخِ گل از دستِ چوگانِ تو یادم می دہد
غنچہ از گوے گریبانِ تو یادم می دہد

ماپردہ ہاے گوشِ خود از ہوش کردہ ایم
پندے کہ دادہ اند بما گوش کردہ ایم

ونگاہ داشتن نیز۔ از شعرِ مزبور ایں معنی مستفاد می شود۔ "گوش داشتن" نیز بدیں معنی آمدہ۔ (ج)۔ اشرف در موعظۂ پسر گوید:

گویم سخنے ز مہربانی
زنہار کہ ہرزہ اش نخوانی
چوں حلقہ بگوشِ ہوش دارش
چوں نور بدیدہ گوش دارش

سلیم:

خبر کردم ز غفلت گوش می دار
کہ خواہد گشت روزے ایں سخن سبز (۱)

گوش داشتن: مجدالدین علی قوسی بعدِ معنی مذکور بمعنی ملاحظہ و توجہ کردن نیز نوشتہ۔ از شعرِ سلیم البتہ ایں معنی مفہوم می شود۔

گوش بہرِ حرف کشودن: متوجہِ استماعِ آں بودن۔ فوجی نیشاپوری:

بگردِ سر گردم ترا بر شکوۂ فوجی چو گل
گوش می باید کشود اما نمی باید (۲) شنید

---

(۱) نیز حافظ (قزوینی، ص ۱۲۹):

دی گلہ اے ز طرّہ اش کردم واز سر فسوس
گفت کہ ایں سیاہِ کج گوش بہ من نمی کند

ایضاً (ص ۱۳۰):

پیشِ کمانِ ابرویش لابہ ہمی کنم ولے
گوش کشیدہ است ازاں گوش بہ من نمی کند

(۲) م: نمیباید، تصحیح از ب

گوش دادن: شنیدن۔ خان خالص:

صلۂ شعرِ من این است کہ کس گوش دہد
بجز ایں خالصم از کس چو توچشمِ صلہ نیست

گوش تا گوش: ازایں سر تا آں سر۔ سنجر کاشی:

گوش تا گوشِ جہاں از عملِ حکمتِ اوست
چوں دماغِ پسرِ مریم، خالی ز خلل

گویک: مرادفِ "گوے (۱) گریباں"۔ (ع)۔ و گوے کہ بر (۲) سر ازار بند گوے کہ بر سرِ فرق باشد۔ (ع)۔ شفائی:

سیلی خورد از گویکِ (۳) زہداری خاتون
ہر نطفۂ (۴) افسردہ کہ جست از کمرِ تو

زہ نطفۂ (۵) ورحم۔ (م)۔ وزہدانِ رحم۔ (ر) یعنی نطفہ دان۔ میر الٰہی ہمدانی در ہجو اسپ گوید:

سرجش چو فرج لادہ کسانِ فراخ زہ
تنکش (۶) بسُستی رگِ پیرانِ سال خورد

گوزنہ: بہ زاے معجمہ؛ میدانِ گوبازی۔ (ع)۔

گوسفند انداز: فنے است از کشتی کہ چوں حریف را بر زمین نوازند یک دست پسِ گردنش و دستِ دوم در شاخش بند کردہ از جا بردارند و باز بہ زمینش زنند۔ (ع)۔ میر نجات:

---

(۱) م: کو
(۲) م: ز، تصحیح از ب
(۳) م: کویک
(۴) م: نطفہ، تصحیح از ب
(۵) م: زہ و نطفہ، تصحیح از ب
(۶) م: تنکش

شیخ مرطوبی ما دبۂ مستی دارد
گوسفندیست کہ اندازِ درستی (۱) دارد

گوسفندِ تسلیم: گوسفندے کہ در قربان گاہ برائے قربان کردن حاضر سازند؛ بمجاز شخصے کہ در کمالِ تسلیم باشد۔ شانی تکلو:

دلِ سلیمِ من آں گوسفندِ تسلیم است
کہ جز بہ تیغِ تو قرباں شدن نمی داند

گوسالۂ مردہ پُر کاہ کردن: رسمے است مستمر کہ چوں بچۂ گاو دوشاں بمیرد، در پوستِ اُو کاہ پُر کردہ در نظرِ گاو آرند تا آں را بچہ خیال کردہ شیر دہد۔ (ع)۔ ناظم ہروی (رُباعی):

صاحب طمعاں ستایشِ جاہ کنند
تا در دلِ جاہ پروراں راہ کنند
دلجوئیِ گاو نیست، شیر است مراد
گوسالۂ مردہ را چو پُر کاہ کنند

گوش داری: محافظت و نگہداری۔
والہ ہروی (۲):

چو دُرِ غلامِ بناگوش ہچو سیم تو ایم
بگوش داریِ ما گوش چوں یتیم (۳) تو ایم

گوشِ دریا و ماہی: کنایہ از صدف۔ (ج)۔
اشرف:

تا سخن ہائے ترم مشہورِ بحر و بر شدہ
گوشِ دریا آب بُردہ نامِ اُو گوہر شدہ

(۱) ب: درشتی (۲) ب: درویش دہکی
(۳) ب: "یتیم در ایں جا بمعنی غلام و نوکر است۔"

سلیم در صفتِ نہر گوید:

چناں تنگی درو از جوشِ ماہی
کہ نبود جائے دُر در گوشِ ماہی

بہ استعارہ پیالۂ کوچک را "گوشِ ماہی" گویند۔ (ج)۔
صائب:

تا بدریا لب نیالائیم چرخِ نیلگوں
مے بما دریا کشاں از گوشِ ماہی می دہد

گودہ (۱): بہ واو غیر معروف: لفظِ ترکیست، بمعنی تن، از فرہنگِ ترکی معلوم شد۔ گویند، 'اے گودۂ حرام'، یعنی از حرام تن و توش آوردہ ای۔ داراب جویا (رُباعی):

حیف است کہ از (۲) دخترِ رز جوئی کام
کایں فاحشہ باشد از ذوات (۳) اعلام
تا کے سرِ خود بپائے خُم (۴) خواہی سود (۵)
تا چند کشی (۶) منتِ ایں گودہ حرام

گوف: بوم۔ (ع)۔ بکاف تازی۔ (ج)۔
مُلّا شفائی (رُباعی):

چونی چونی گرسنہ سعدا! چونی
بے نعمتِ الوان رفیعا چونی
از شہر ہمہ خرج گدایاں (۷) رفتند
چوں گوف بہ کنجِ خانہ تنہا چونی

(۱) ترکی لغت: گودہ: paunchy, short, dumpy (Gode)
(۲) کلیات ... جویا (ص ۲۵۶): اگر از
(۳) م: ذوات، تصحیح از کلیات (۴) کلیات ...: بپائے خود
(۵) م، ب: بود، تصحیح از کلیات (۶) م: کی، تصحیح از کلیات
(۷) ب (حاشیہ): خرج خدایاں

تناظرِ کاف از منظرِ ہا

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در کافِ تازی:

کہنہ سوار: سر آمدِ پہلوانان و بہادراں۔ (ع)۔ نجر کاشی:

اے تا ابد از کہنہ سوارانِ تو مریخ
وے از ازل از پیر غلامانِ تو کیواں

محسن تاثیر:

با جہاں کشتی خصمانہ فقرم قدر است
مشعلِ دولتِ من کہنہ سوار دگر است (۱)

کہنہ باصفا: پیرے کہ چوں جواناں شگفتہ رُو و ظریف خو باشد۔ (ع)۔ سلیم:

جلوہ گر گشت دخترِ رز باز
کہنۂ باصفائے من آمد

کہنہ فعلگی: تجربہ کاری و مکاری۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

در عشق می گذارم از نو بنائے کارے
گر کہنہ فعلگی را گردوں نہد کنارے

کہن سلسلہ: زندانی کہنہ۔ محتشم کاشی:

(۱) نیز چراغ؛ میر نجات:

آفریں باد بگفتارِ خوشِ کہنہ سوار
واں پدر خواندہ بر پائے دلی در ہمہ کار

بہر ضبطِ منِ مجنوں کہ کہن سلسلہ ام
فتنہ از گیسوے اُو سلسلہ خواہ است امشب

کہنۂ بے نمازی: لتۂ حیض۔ اسمٰعیل ایما:

کہنۂ بے نمازیش نکنی
از ریا دامنِ نمازی را

آں را 'کہنۂ حیض' و 'کہنۂ رنگیں' نیز گویند۔ سندِ اوّل در 'کفن' گذشت۔؛ دوم؛ شفائی در ہجو گوید:

بعد ازیں بر سرِ شق بندی شومت آیم
سببِ سرخی آں کہنۂ رنگیں گویم

کہنۂ شب: پارچائے کہ بعدِ جماع، کس را و کیر را بداں پاک کنند۔ شفائی:

چوں قابلۂ مخفقت از شاشۂ سگ شست
از کہنۂ شب پیرہنِ حلّہ ببر (۱) کرد

کہنہ فروش: کسے است کہ اشیاے مستعمل بفروشد۔ قیلان بیگ:

با یارِ قدیم خویشتن ساختہ ام
چوں کہنہ فروشاں سرِ نو نیست مرا (۲)

کہن کو: بہر دو کافِ تازی؛ نام رگیست کہ آں را در تازی 'عرق النسا' گویند۔ (ج)۔ و'باد کہنکو' مادۂ ریحی است کہ در آں رگ انصباب یابد و موجب مرض گردد۔ (ع)۔ اشرف در ہجو اسپ گوید:

(۱) م: ببر
(۲) نیز ب: بیتی، صاحب بدائع:

تا از لباسِ حسن بیار است دوشِ خود
از تو شدیم بندۂ کہنہ فروشِ خود

گراں (۱) خیز است ہمچو دردِ زانو
زمیں گیر است چوں بادِ کہن کو

کہن دامی: درمکروفریب کامل بودن۔
محسن تاثیر:

بے خبر دانہ خورِ صحبتِ آں یارانی
کز تو گیرند دل و دیں بہ کہن دامیہا

تناظرِ دوم درکافِ عجمی:

گھگیر: بہر دو کافِ عجمی: اسپے کہ تن بسواری ندہد و اگر بجہد بروسوار شوند، ہر چند مہمیزش کنند قدم برندارد و پا پس کشد۔ (ع)۔ظہوری:

سمندِ عشق را شاید ز گھگیری بروں آری
ظہوری در رکابِ غم عناں دادی خوشی را

گھرِ نیمرو: قسمے از مروارید کہ یک طرفش گرد (۱) و طرفِ دیگرش مسطح باشد و آں سہل البیع است۔
خان خالص:

حق القدم گرفت گہر ہائے نیمرو
پائے کسے کہ آبلہ زد در سراغ دوست

گھوارۂ دیو: فنے است از فنونِ کشتی کہ ہر دو حریف یکے دیگر را تکان دہند تا یکے دیگرے را بے خبر کردہ برزمین نوازد۔ (ع)۔میر نجات:

ہمہ رنگ و ہمہ مکر و ہمہ ریو است رقیب
بے سخن صورتِ گھوارۂ دیو است رقیب

گھر مُہرہ: مہرہ اے کہ در مغز باشد۔ گویند، بدستِ ہر کہ افتد، دولتش دیر بقا (۲) باشد۔طالب آملی:

بجز خامہ ات کآ ورد دُر پدید
گہر مہرۂ مار ارقم کہ دید

(۱) م: کرد، تصحیح از ب (۲) م: بقا

تناظرِ (۱) کاف از منظرِ یاے حُطّی

وآں دو تناظر است:

تناظرِ اوّل در کافِ تازی:

کیسه دار: شخصے است که در ارزانی، اشیا، بامّیدِ گرانی، ذخیره کند۔ (ج)۔ سند در "**کیسه کردن**" گذشت۔ (۲)

کیرِ خر: مرادفِ "کونِ خر" وآں گذشت۔ باقر کاشی در بیانِ حالِ گدا شاعرے و خواجۂ مُمسکے گوید:

بود سگے خواجہ لقب بے ہنر
ہر دو بہم کونِ خر و کیرِ خر

کیبدن: بیاے حُطّی مجہول؛ بیکسور فتن وتحاشی نمودن۔ (ر)۔ طالب آملی:

دل از خامشی (۳) چہ که کیبد ترا
تو شمعی، خموشی نه زیبد ترا (۴)

---

(۱) م: تناظر، تصحیح قیاسی

(۲) شعری مثال از ب؛ میر الٰہی ہمدانی:

از بس بہ زخمہاے جگر کیسه کردہ اند
دل شاد گشتہ ام که شدم مرد کیسه دار

(۳) م: خاموشی، تصحیح از ب

(۴) نیز ب؛ عبداللّٰه ہاتفی:

بازش گفت خواجہ، "کاے بی بی!
دل بریں بہ که از وطن کیبی"

...جاری

کیف دان: ظرفے باشد مثلِ سینی قہوہ که خانہ ہاے متعدد در آں باشد و لختہ ہاے معاجین در آں گذارند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

مسکنِ شوخے بود ہر پارہ دل در سینہ ام
خانہ ام چوں کیفداں ماواے چندیں خانہ است

کیسه بر چیزے دوختن: از آں امّید وارِ فائدہ بودن۔ (ج)۔ میرزا صائبا:

مپسند پُر ز داغ کنم از جفاے تو
آں کیسہا که دوختہ ام بر وفاے تو (۱)

کیسۂ گلکار: خریطہ اے که معماراں اوزارِ خود در آں گذارند۔ (ع)۔ سند در "**کیسۂ کناسی**" گذشت۔

کیرِ کاشی: آلتے که در کاشان از کاشی سازند و زنانِ حلقہ بر بخود فرو کنند۔ (ع)۔ در تازی در آں را

[گذشتہ سے پیوستہ]

سنجر کاشی:

اُمتِ عشقم و کبیدہ ام از ملّتِ عقل
گم رہ آں کس که ندانست که ملّت یکیست

(۱) نیز ب؛ ظہوری:

زباں، دیدۂ کیسه بر سود دوخت
که خود را بدلالیِ خود فروخت

درویش والہ ہروی:

از طمع بر کرمِ ہیچ کسے کیسه مدوز
ہر کرا ہست زرے، ہم سفرِ قارون ست

محسن تاثیر:

شوخے که نامِ من سفری شد ز خامہ اش
بس کیسہا که دوختہ ام بہر نامہ اش

صابوره،(۱) گویند۔ عالی:

مشهور به علّتِ مشائخ
معتاد(۲) همه به کیرِ کاشی

کیک در گریبان و پاچه و شلوار: مضطرب و بیقرار۔ (ج)۔ محسن تاثیر:

نیست یک کس که بدل محبتِ دورانش(۳) نیست
ز اختر سوخته کیکے بگریبانش نیست

واله هروی:

کیک در پاچهٔ افکارِ تو خواهم افگند
زیں دو اعلّتِ تسکینِ تو خواهم کردن

سلیم در صفتِ نیشکر گوید:

انبه را کرده موش در انبان
کیله را کرده کیک در شلوار(۴)

کیمیا: معروف؛(۵) و آں چو پُر نایاب است، مطلق بمعنی نایاب مستعمل شده۔ شاعر:

جز بادهٔ کهن که دریں دَور کیمیاست
دیگر نیافتیم به مطلب رسیده اے

---

(۱) ب: سابوره (۲) ب: دمساز

(۳) م: دورانش، تصحیح از ب

(۴) نیز آخسیکتی (دیوان، ص ۱۳۸):

بدیں قصیده که پیراهنِ معانی اُوست
فگنده ام همه را کیکِ عجز در شلوار

(۵) شعری مثال: انوری (کلّیات، ص ۲۵):

تا کیمیاے خاک درت بر فگند
در ضمن هیچ کاں ننهد گوهر آفتاب

(ب: 'ضمن' کی بجاے 'جوف')

کیله: به اوّل مفتوح؛ کیل که بداں چیزے پیمایند۔ (ج)۔ کلیم:

رسم شمار بهر حساب(۱) مه است و سال
در عهدِ همّتش که سپر(۲) کیلهٔ زر است

کیسه کردن به دلاّ کی کردن، مجاز سرزنش کردن است۔ (ج)۔ میر الٰهی همدانی در جفاکشی خود از اخوانِ زماں گوید:

از بس به زخمهاے جگر کیسه کرده اند
دل شاد گشته ام که شدم مردِ کیسه دار

---

(۱) دیوان کلیم (ص ۵۶):

رسم حساب بهر شمار...؛ ب: رسم شمار بهر...

(۲) م: سیر، تصحیح از دیوان

تناظرِ دوم در کافِ عجمی:

گیراندن: مقید گرداندن و در پاے حساب آوردن و بسزا و بلی محتلانِ شدید مبتلا ساختن۔ (ع)۔

طغرا (رُباعی):

شاہے کہ زمیں را بزمن گیرانده
دنبالۂ چیں را بختن گیرانده
زاں پیش کہ یک خطا ببیند از ما
ما را بدو دیو راہزن گیرانده (1)

وحدۃٔ بو کردنِ چراغ'، واِیں معروف است۔

گیسوبریده: زنِ بے حیاے ہرزہ چانہ۔ (ع)۔

والہ ہروی:

پوشیده جامہ دخترِ رز تہ نما ببیں
مستوری لباسِ گیسو بریده را

گیج: بہ جیمِ عجمی: گردشِ (۲) سر۔

حیاتی گیلانی:

طرفدارانش (۳) از ہر سُو عنان پیچ
پیرِ سیاده را آورده در گیج

---

(1) نیز ب: محسن تاثیر:

می کند ادبار را اقبال روشن گوہرے
شمع در ہنگامِ گیراندن بدولت می رسد

صائب:

گرچہ از افسردگی ہا چوں چراغ کشتہ ام
می تواند یک نگاہِ گرم گیراندن مرا

(۲) م: گردش (۳) م: طرفدارنش، صح از ب

ونیز کسے کہ مغزش پریشان شدہ باشد۔ (ج)۔ گویند: 'گیج شدہ است'؛ یعنی دیوانہ گردیده۔ سند در 'تحریر' گذشت۔

گیوه: کفشِ نمدینے کہ از ساق تا کعبِ پا برسد، خاصۂ شیروان و عیاران است۔ (ع)۔ مجد الدین علی قوسی نوشتہ کہ آں یکے از مخترعات گیو است کہ در ایامِ سرگردانیِ توران ترتیب داده و باآں بسری برد۔ پس بریں تقدیر ہاے نسبت باشد۔ سند در 'بہشت' و 'در کپنک' گذشت۔

گیوه کش: کسے کہ بر آستانِ مزارات کفشِ مردم بہ اُمیدِ حبّہ اے نگاه دارد۔ حکیم شفائی:

تا کے ز دست بیعت (1) اے غولِ گیوه کش
از رُوے این و آں بملامت تجمل شوم

بعضے گویند: 'کفش دُزد' است۔

---

(1) م: بیت، صح از ب

تناظرِ لام از منظرِ الف:

لالۂ چوغاسی و پیکانی و مقراضی و عباسی: انواعِ لالہ است۔ اوّل قسمے است کہ سیاہ باشد۔ (ع)۔
داراب جویا:

آنکہ خاکِ سیاہِ ہند ازو
چمنِ لالہ ہاے چوغاسی(۱) ست

خالص:

کجا قدرِ دلِ عشاق را داند پری زادے
کہ دل رُوید بجاے لالۂ پیکانی از کویش

شفیع اثر در صفتِ چراغاں گوید:

گلستانے ست در مابینِ ہر جمع
عیاں از لالۂ مقراضیِ شمع

محسن تاثیر:

برواند وہ زدل تہمتِ زرداری ہم
داغ بر دل نبود لالۂ عباسی را

لاک پشت: کشف کہ آں را 'سنگ پشت' نیز گویند۔ (ر)۔ سند در لفظِ 'درشت' گذشت۔

لالۂ دختری: بہ خاے معجمہ؛ نوعے از لالہ کہ کنارِ اوراقش در غایتِ حمرت باشد و میانہ اش سیاہ۔ آں را بتازی 'شقائق النعمان' خوانند۔ (ج)۔ بیانی در "شیرین و خسرو" گوید:

(۱) کلیاتِ جویا (ص ۳۳۵): چوغاسی (قطعہ در مدح ابراہیم خان)

چناں شد رہ زعکسِ ہر پری رُخ
کہ باغ از لالہ ہاے دختری سُرخ

لالۂ غلیان: لالہ اے کہ در غلیان ہاے مینائی سازند؛ و نرگس و سوسن نیز۔ محسن تاثیر:

ہر زہ نفس از وفا سراغ ندارد
لالۂ غلیاں نشانِ داغ ندارد

لادہ: بے عقل و احمق۔ (ر)۔ میر الٰہی:

مرفوع قلم باد ز تو خلق و تو مشہور
محرور بود خصم تو چوں سادۂ لادہ

بمعنی مکروہ و زشت نیز آرند۔ سند در ضمنِ لفظِ 'گویک'(۱) گذشت۔

لاے: با وصفِ معانی دیگر دُردیِ شراب است چنانکہ مشہور است و مرادفِ 'تاے' کہ افادۂ وحدت کند، گویند: "یک لا" و "دو لا"؛ و محتاج بہ سند نیست؛ و جامۂ کوتاہے کہ درویشاں دارند، 'یک لاے' نیز گویند۔ (ع)۔ میر نجات:

جامہ یک لائیِ انوارِ جمالت ناہید
یک کلاہی بسراپردۂ قدرتِ خورشید

(۱) م: کویک؛ ب: کوک، دونوں نے یہ لفظ اپنے موقع پر 'گویک' لکھا ہے۔

تناظرِ لام از منظرِ با:

لباسِ مُرصّعی: جامہ اے کہ زہ و گریبان و دو رِ دامنِ اُو را اُو رہاے سُفتہ آویزند۔ وحید:

اے آنکہ ساختی تو لباسِ مُرصّعی
ایں بہرِ عزّت است پے اعتبار نیست

لب بلب جستن: کنایہ از بسیار جُستن و از ہر کس سراغ مطلوب پُرسیدن۔ صائبؔ:

می جستم از زمیں خبر [(۱)] صدق لب بلب
از غیب اشارہ ام بدمِ صبح گاہ شد

لب برچیدن: فراہم آوردنِ لبہا براے گریہ و خندہ۔ (ع)۔ اشرف:

چُناں ہر خندہ ام را گریہ اے از پے رواں باشد
کہ در وقتِ یتیمی طفلِ لب برچیدہ را مانم

ظہوری:

لب برچیدہ [(۲)] ساقی تا دگر بر تو بہ ام خندد
چہ در کام و زباں بیہودہ استغفار می پیچم

لب چش: چاشنی اے کہ براے دریافتِ مزہ چیزے کنند۔ صائبؔ:

بوسۂ شیریں دہاناں را مکرّر ہمچو قند
کردہ ام لب چش بشیرینی چو دشنامِ تو نیست [(۳)]

(۱) م: خبر، تصحیح از کلیاتِ صائب
(۲) م: برچیدہ، تصحیح از دیوانِ ظہوری
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمائیے۔

لب زدن: از اضداد اللّغات است۔ خاموش شدن و سخن گفتن۔ اوّل فصیحی گوید:

سحابِ جود گفتم دستِ اُو را و خطا کردم
سرودم نغمہ اے کز شرم لب زد موجِ عمّانی

دوم، ظہوری گفتہ:

لب چو در حرفِ آستانِ تو زد
بر زباں حرفِ آسماں تاواں

و دشنام دادن و بد گفتن نیز۔ (ج)۔ نزاری قہستانی:

آں یکے ے خورد و لب زند و جنگ کند
وقتِ رفتن شکند جام و صراحی درہم

لب شیریں: خنداں رُو۔ (ع)۔ سلیم:

شراب با تو چہ تلخی دہد کہ از لبِ تو
چہ جاے بادہ کہ گردد پیالہ [(۱)] لب شیریں

و لب شیریں کردن، خندہ کردن است۔ شانی تکلو:

خداے را کہ بہ اغیار لب مکن شیریں
کہ تلخ بر تو ہماں نوشخند خواہم کرد [(۲)]

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۳) نیز ظہوری (دیوان، ص ۳۰):

تا مستِ بوسہ روزِ جزا افتمت بپا
خواہم بلب چشی بنوازی شراب را

ایضاً:

بلاست چشمکِ ساقی و لب چشِ ساغر
حذر کہ آفتِ رندانِ پارسا اینجاست

(۱) م: گرد و پیالہ، تصحیح از ب
(۲) نیز ب، ملّا وحشی:

لب کنی شیرین و گوئی کیست چوں بینی مرا
بندہ ام یعنی نمی دانم کہ فرہادِ تو کیست

مَے لب شیریں: شرابے کہ تلخ و تند نباشد و پارۂ شیرینی دارد۔
یحیٰی کاشی (رُباعی):

بے رُوے تو دل، دیدہ بخوں رنگیں کرد
ہر گاہ کہ یادِ صحبتِ دیریں کرد
کیفیتِ لبہاے تو تا یافت دلم
جاں در گروِ شرابِ لبِ شیریں کرد

لب شکر: شیریں لب؛ در تعریفِ معشوق آرند۔
اشرف گوید:

شورِ عشقم بسر، از لبِ شکرے نیست کہ نیست
کوہِ غم بر دلم از خوش کمرے نیست کہ نیست

و شخصے کہ لب چاک مادرزاد باشد۔ معصوم تسلّی (۱):

لب شکر گشتہ ای کہ تا دانند
جاے دنداں شکستن خالیست

'شکر لب' ہم بہ ہر دو معنی آمدہ۔ اوّل مشہور است، دوم: (ج) و (ر)۔

لب و دندان و لب داشتن: لیاقت و شایستگی داشتن۔
سندِ اوّل در 'دندانی کردن' گذشت۔ دوم؛ مسیح کاشی:

گرفتم کاسہ ام پُر گشت از مے
چہ سازم چوں لبِ مے خوردنم نیست

طالب کلیم:

از بوسہ اگر رنجہ شود، تلخ نگوید
ہمچوں لبِ ساغر لبِ دشنام ندارد

لب گزیدن: در چہار حالت رُو دہد؛
یکے از ندامت و پشیمانی؛ مخلص کاشی گوید:

(۱) ب: میر معصوم تجلّی

پشیمانی نہ فہمدست ظالم از دل آزاری
اگر گاہے گزد لب، می کند مشق گزیدنہا

دوم؛ از خشم و غضب؛ سنجر کاشی:

لب می گزی و بیخبر از حالِ درونی
زخمے ست سراپاے دلم چوں رُخ مستاں

سوم؛ از شرم؛ حکیم عطائی (۱):

ز شرمِ کشتنِ ما دردمنداں
گزد تیغش ز جوہر، لب بدنداں

حسن رفیع:

قند ہر گہ بہ لعلش چشمِ خوباں
گزند از شرم لبہا را بدنداں

چہارم؛ در منع؛ والہ ہروی:

قلم بچشم (۲) سخن لب گزید، یعنی بس
کہ دل نشیں نبود گفتگوے طولانی

لبلبو: بہ ہر دو موحدہ؛ چقندر با (۳) کشک و شیر مطبوخ کردہ۔ (ر)۔ سند در 'سفرہ پرداز' گذشت؛ یحیٰی کاشی در ہجو گوید:

ہست زاعضا بلب ہمی مایل
زود (۴) لب لبلبو شود حاصل

لب گرداں کردنِ حوض: پُر گردش بہ (۵) آبے کہ آب از سرش بدر رود۔ اشرف در مرثیہ گوید:

(۱) ب: عطا؛ غنی (ص ۹۱): عطائی
(۲) م: بخشم، صحیح از ب
(۳) م: یا، صحیح از ب
(۴) م: رود، صحیح از ب
(۵) م: بر، تصحیح قیاسی

فرش در ایوانِ جنت [1] بلکہ در راہ افگند [2]
حوضِ کوثر را لبالب بلکہ لب گرداں کنند [3]

لب و لنج: بہ جیمِ تازی؛ پیرامونِ دہاں۔ (ع)۔
فوقی یزدی:

من بگردِ سرِ لب و لنجش
کہ زشہد وز قندِ منتخب است

---

(۱) م: جنت، صحیح از ب (۳،۲) ب: افگید، کنید

تناظرِ لام از منظرِ تاے فوقانی:

لت خوردن: لگدکوب شدن۔ طغرا (رُباعی):

اے آنکہ زمانہ دنی [1] با تو دو رُوست
گر دشمنِ خود نئی، بیا بر درِ دوست
تا در تہِ تیپکِ آسماں لت نخوری
ہمچو [2] ورقِ طلا بروں آئی ز پوست

لت خوردنِ کار: برہم خوردن آنست۔ ولہٗ:

دل گر از سینہ رود کارِ غم از وے مطلب
لت خورد کار چو کاسب ز دکاں برخیزد

لت خوردنِ مہرہ: مضروب شدن اُوست۔
ہم اُو [یعنی طغرا]:

لت خورد ز خالِ بیکش مہرۂ گردوں
نقشِ مہ و خورشید دریں پردہ چہ باشد [3]

---

(۱) م: 'د' ایک سطر میں اور 'نی' دوسری میں
(۲) ب: ہچوں
(۳) نیز ب، طغرا:
نیست ہم از دغلِ ہم نفساں معطل گشتہ را
ایمن ست از خوردنِ لت مہرہ تا درششدرست

تناظرِ لام از منظرِ جیم:

لجام در سر کردن: مرادف اسپ را

لجام انداختن 'ز آں گذشت۔ درویش والہ ہروی:

زیرِ فلک ہر چہ ہست گشتہ مسخّر ترا
کردہ شکوہت لجام در سرِ ایں چارپا

لچک[1]: بہ جیمِ فارسی وکاف تازی؛
معجز؛[2] از نصابِ ترکی معلوم شد؛ روپاک مربعے کہ در آں تکلّف بکار برند و بالائے سر آغوش گذارند و بسر بند مضبوط سازند۔ (ع)۔ ظاہراً بایں معنی فارسی است۔ یحیٰی کاشی:

دستارہا ہدف شدہ یحیٰی دریں زماں
ازبسکہ تیرِ سرزنش از ہر لچک خورند

(۱) ترکی لغت کے مطابق یہ فارسی کا لفظ ہے (leeek)؛ لچک: square handkerchief folded and tied over the head
عمید: دستمالِ سہ گوشہ کہ زناں بر سری بندند۔
(۲) م: معجز، تصحیح از عمید

تناظرِ لام از منظرِ رائے مہملہ:

لرزیدن: معروف و نَم چیزے خوردن۔ (ع)۔
صائبا:

ز انقلابِ چرخ[1] می لرزم بہ آبِ روئے خویش
جامِ لبریزم بدستِ رعشہ دار[2] افتادہ ام

لُر: بالضم؛ قومے بود از ذرّیاتِ شیاطین۔
حضرت سلیمان معتمدے را جہتِ آوردنِ جواریِ باکرہ بہ ترکستان گسیل[3] کردہ حرزے بہ اُو آموختہ بود کہ از شر[4] ابالہ محفوظ باشد۔ چوں اُو بانیلِ مقصود برگشت قضارا در منزلے حرز محفوظ از یاد برد۔ ابالہ وقت غنیمت دانستہ باجواری جمع شدہ ازالہ[5] بکارت نمودند۔ چوں حضرت سلیمان جواری را ثیبہ یافت از آں شخص پرسید کہ: 'ہیچ جا حرز را فراموش کردی؟' گفت، 'بلے، درفلاں منزل۔' حضرت سلیمان امر کرد تا کنیزاں را در ہماں منزل بُرد و ہماں جا گذاشتہ برگشت۔ ابالہ باکنیزاں در آمیختند و قومِ لُر از آنہا بوجود آمد۔ نقل از ''نگارستان۔'' حالا در محاورۂ کلام بمعنی احمق و رُوستائی واقع شود۔
سالکائے یزدی:

توبہ دارم از ظرافت ہمچو سالک، ورنہ من
صد ظرافت پیشہ را از یک سخن لُری کنم

(۱) چرخ (باضافت)
(۲) م: رعشہ در، تصحیح از کلیات
(۳) م: کسیل، تصحیح از ب
(۴) م: شر، تصحیح از ب
(۵) م: ازآلہ، تصحیح از ب

تناظرِ لام از منظرِ طا:

لطف گفتی: یعنی از لطف گفتی۔ زبانِ لوطیان است۔ (ح)۔ میر نجات:

لطف گفتی کہ چو حلواست مرادت محنک (۱)
گرد (۲) خلق تو و طور (۳) تو شوم مقراضک

---

(۱) م: مرادف بچنگ، صحیح از ب
(۲) م: کرد (۳) ب: طرز

تناظرِ لام از منظرِ عینِ مہملہ:

لعلِ پیکانی: لعلے کہ آں را بر شکلِ پیکاں تراشند و زناں آں را گوشوارہ سازند۔ صائبا:

جدّتِ طبعم چو آید بر سرِ مشاطگی
غنچۂ پژمردہ دل را لعلِ پیکانی کند (۱)

لعلِ کلوخی: لعلِ تراش نیافتہ۔ شفیع اثر:

بُرد دل از من آثر معشوقِ نتراشیدہ اے
ترسم ایں لعلِ کلوخی شیشہ ام را بشکند

لعلِ خفتاں: کنایہ از مریخ۔ سنجر کاشی در معراج گوید:

سلاحش از صلاح افتد مرتب
بترکِ لعلِ خفتاں تاخت مرکب

ولقبِ یکے از امرائے دستِ چپ امیر حمزہ کہ قصۂ مصنوعۂ آں مشہور است۔ (ح)۔ میر نجات:

ز دستِ چپ ساقی آمد (۲) بہ مجلس
ملک قاسم لعلِ خفتانِ مینا

لعلِ بوگرک (۳): قسمے است از لعل بصورتِ گردہ

---

(۱) نیز ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۳۱۳):
جراحت ہائے چشم از اشکِ خونیں کے شود بہتر
خراشِ دیدہ افزوں می شود زیں لعلِ پیکانی
(ب: دیدۂ، اضافت کے ساتھ)

(۲) م: آید، صحیح از ب
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمائیے۔

باشد، چونو گورک 'بکاف اوّل عجمی و دوم تازی، گرده است در لغتِ ترکی۔ جلالاے طباطبا در صفتِ باغِ کشمیر گوید (فقره):

لعلِ بوگرک ثمر نیک اخترش را جگر گوشہ
آفتاب نامم یا گوشوارۂ لعلِ شاداب۔

لعبت بازی: مرادفِ 'شب بازی'، و آں گذشت۔ حکیم حیاتی گیلانی:

ہچو لعبت بتارِ لعبت باز
خلق در پیچ و تابِ رشتۂ اُوست

وبعضے گویند، بکتیہاے کہ امرداں را بشکلِ زناں بر آوردہ رقصانند خصوصاً۔ الاوّل ہوالاصح۔

تناظرِ لام از منظرِ کافِ تازی:

لکنه: مرادفِ 'لنگ'، بکسور الاوّل، کہ آں از بیخِ ران تا سرِ انگشتانِ پا ست۔ (ج)۔ دراصل 'لنکه' بوده است، بتصرّفِ لوطیاں 'لکنه' شده۔ (ع)۔ مثال در 'پا کش بینداز' گذشت۔

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۳) م: بوگرک (تلفظ میں صحیح ہے)، ترکی لغت: بوگرک (bogrek): archaic for bobrek؛ یعنی بوبرک

تناظرِ لام از منظرِ کافِ عجمی:

لگن: چیزے کہ آں را در عرف مُسِلچِہ،[1]
گویند: طشتے کہ در آں دست شویند۔ اشرف:

ہلال نیست کہ بر طرفِ نیلگوں چمن است
کہ آفتابۂ زرّین مہر را لگن است

در ترکی چِلاَنچِی،[2] گویند، در فرہنگِ ترکی دیدہ شد، و
آنچہ در زیرِ پیہ سوز باشد تا موم گداختہ یا پیہ آب شدہ در آں
ریزد۔ (ج)۔ وبدیں معنی معروف است۔ ظہوری:

تیرہ[3] تا زرِ خورشید را فلک بگداز
برائے شمعِ ضمیرش خرد نساخت لگن

(۱) م: سِیلچِہ، صحیح از ب (۲) ب: چلانچی، غیاث: چلچی
(۳) م: تیرہ، صحیح از ب؛ دیوانِ ظہوری میں یہ شعر نہیں ملا۔

تناظرِ لام از منظرِ میم:

لَم: بالفتح: دراز کشیدن۔ فوقی یزدی:

کامِ دلِ مرا، چہ شود، گر بر آورد
شیریں لبت کہ لم زدہ بر متکائے ماج[1]

واشَخ:

راحت بسترِ سنجاب مکرّر شد و رفت
والمیدن بہ بیاباں رہ تکرار عداشت[2]

(۱) م: تاج، صحیح از ب
(۲) نیز ب: فوقی یزدی:

نگہ مستِ او اریزی و لب غربال جاں بیزی
بہ چشمِ غمزہ جا دارد، بہ تخیت عشوہ لم دارد

تناظرِ لام از منظرِ نون:

لنگر کردن: قرار گرفتن؛ چہ لنگر آہنِ گرانے است کہ کشتی را بدان نگاہ دارند۔ (ر)۔ میرزا صائب:

لنگر نکردہ ایم چو گوہر دریں محیط
از بوستانِ دہر چو شبنم گذشتہ ایم

بہ ہمیں مناسبت 'لنگر دار' چیزِ بسیار گراں را گویند۔ علی رضائے تجلی:

می کشاید چاکِ زخم ہر نفس آغوش را
می کشد خمیازہ بر مژگانِ لنگر دارِ تو

طغرا:

کار نکشاید ز خلوت چلہ ات گر اندکیست
تیرِ لنگر دار کے بابِ کمانِ کوچکیست

تیغ لنگر دار 'مشہور است۔

لنگر: جائے کہ مدام در آنجا طعام بہ فقرا و مساکین دہند۔ یحیٰ کاشی در ہجو کولی گوید:

دید چوں لنگرے شود نازاں
چوں در ایامِ قحط لنگریاں

لِنگِ کمر: بکسر لام و اضافت؛ فنے است از کشتی و آں پا در پائے حریف بند کردن و زور بر کمرش آوردن است تا بر زمین افتد۔ سند در 'سر بر سرِ کسے نہادن' گذشت۔ (ع)۔

لِنگِ سر کش: بکسر؛ فنے است از کشتی کہ آں لنگِ خود را بر عضوے از اعضائے حریف بند کردہ بزور کشیدن است۔ (ع)۔ میر نجات:

پا بکش اے صنم از بزم رنود(۱) واوباش
لنگِ سر کش ز حریفاں مخور و غالب(۲) باش

لِنگِ خاکی: بالکسر؛ حریف را بخاک نواختہ پا بر پشتش زدن است۔ (ع)۔ میر نجات:

ہمچو نقشِ قدمش خوش بنوازی چالاک
لنگِ خاکی کہ دگر غیر نخیزد از خاک

لَنگ: بفتحِ اول؛ در اثنائے سفر مقام در جائے کردن۔ گویند، 'قافلہ در فلاں کاروانسرا چند روز لنگ کرد۔'
صائبا:

ہر کرا دردِ طلب ہست ز پا ننشیند
نیست در قافلۂ ریگِ رواں صائب لنگ

خان خالص:

اشکم بسرِ کوے تو پیوستہ روان است
ایں قافلہ تا روزِ جزا لنگ ندارد

---

(۱) م: نود (۲) م: مخور واقف، تصحیح از ب

تناظرِ لام از منظرِ واو:

لُواشه: بفتحِ اوّل و شینِ معجمه؛ چیزیست از ریسمان کہ چوبکے ہم دارد۔ در ہنگامِ نعل بستنِ اسپ سرِ سخت را بداں بندند و بعد از آں پابندش کنند۔ (ع)۔ در جہانگیری 'لباشه' است، بموحده۔ شفائی در ہجوِ ذوقی گوید (رُباعی):

ذوقی چہ کنم بلاشۂ بینیِ تو
صد کوہ بود تراشۂ بینیِ تو
بندم بتو چوں نعل حجامی سازم
از قوسِ قزح لواشۂ بینیِ تو[1]

لُواش: نوے از ناں کہ تنک[2] باشد۔ (ج)۔
عکسی کاشی:

واںگہے بر صفِ لواش زند
'یا علی' گوید و بر آش[3] زند

لوله پیچ: تماشے کہ مثلِ لولہ آفتابہ پیچند۔ (ع)۔
طغرا:

طغرا انگشت دست فروشِ دیارِ عشق
تا لولہ[4] پیچ داغ نبرد از دکانِ ما

---

(۱) نیز ب: میر نجات:
شیخ را دل شدہ ای بوسۂ چوں قندش کن
اوّل اے دوست لواشہ کن و پابندش کن
(۲) م: تنک (ن ن ک)
(۳) م: تراش، تصحیح از ب
(۴) م: تولہ، تصحیح از ب

لولئین[1]: آفتابہ/لولہ دار کہ بیشتر مصرفش آب خانہ[2] است۔ (ع)۔ داعی انجدانی (رُباعی):

ساقی قدحِ ماءِ[3] معینِ تو کجاست
آں آئینہ خدائے بینِ تو کجاست
خواہم کہ طہارتے دہم باطن را
آں لولہ شکست لولئینِ تو کجاست

لَوِند: بفتحِ لام و کسرِ واو؛ مابون۔ نعمت خان عالی در ہجوِ گس وکوے خانِ جہاں گوید:

خوفے نکنند از لوندی
ہر چند کہ مردمانِ خافند
از ضربتِ دستہا چو ہاون
سر تا بقدم بشکلِ نافند

لوطی: بیباک و نامقید کہ در زبانِ ہند آں را 'بانکہ' گویند۔ رسم است کہ ہر لوطیِ ولایت بیکے از سلاطین و امرا منسوب باشد۔ گویند، 'فلاں لوطیِ ہماں امیر است' یا 'لوطیِ فلاں پادشاہ است' و 'لوطیِ الٰہی'، 'لوطیِ خدائی' است۔ (ع)۔ میر نجات:

ماہ من در نظرِ سوختگاں، شاہیِ تو
نوچۂ شیرِ خدا، لوطیِ الٰہیِ تو

---

(۱) ب: لولئین؛ عمید میں دونوں تلفظ ہیں۔
(۲) م: آبخانہ (دوسرا حرف 'نون')
(۳) م: ما، تصحیح از ب

تناظرِ لام از منظرِ یاے حطّی:

لیف و صابون: 'لیف' دستہ گیا ہے
است کہ جولاہ پیشِ کار خود را بہ آں تر کند و آب زند۔ از لغتِ
تصنیفِ مجدالدین علی قوسی معلوم شد؛ بجاز اختلاط نا نواخت۔
محسن تاثیر:

ربطِ اغیار و ناصحاں فرخ[1]
ہمچو تالیفِ لیف[2] و صابون است

لیقہ: جامۂ کہنۂ بابِ مشعل۔
علامی فہامی در ''آئینِ اکبری'' در بیانِ ضوابطِ شمع و چراغ خانہ[3]
نویسد (فقرہ):

در ہر فتیلہ یک سیر روغن و نیم بہ لیقہ بکار رود۔

و در محاورہ بر صوفِ دوات مستعمل است و بہ مشہور۔ دریں مقام
'لیق' بدونِ ہاے آخر، نیز گویند۔ خلاّقِ معانی:

مگر کہ لیقِ دواتت شود دریں سودا
ہمی بہ پیچد[4] بر خویش زلفِ حور العین

لیوہ: بروزنِ شیوہ؛
احمق و نادان و ہرزہ گوی و ہرزہ گرد؛ از لغتِ مجدالدین علی قوسی
معلوم شد۔ یحییٰ کاشی در ہجو گوید:

بے درد و ناتنگ و تلنگی و لیوہ اند[1]
آں درد گو کہ باخبر از دردِ ما شوند[2]

---

(۱) م: فرج

(۲) م: تالیف ولیف صابون، تصحیح از ب

(۳) م: خانہ (باضافت)

(۴) م: ہمی پیچد، تصحیح از ب

(۲،۱) ب: لیوہ اید، شوید۔ نیز ب؛ مسیح کاشی:

من چوں ستور بے کس و بے آبروے ریش
در پہنِ دشتِ دہر چرم خاک لیوہ اے

رفیع واعظ قزوینی:

دست بر دامن زن استغناے تمکیں شیوہ را
از حریمِ دل بدر کن آرزوے لیوہ را

تناظرِ میم از منظرِ الف:

ماجرا کردن: قصہ و جنجال نمودن۔(ع)۔
مسیح کاشی:

اے آنکہ با شکستہ دلاں ماجرا کنی
ما از تو ایم اگر بکُشی ور رہا کنی (۱)

ماحضر: طعام بے تکلفے کہ حاضر و مہیا باشد؛
پُر معروف است۔ آں را 'حاضری' و 'درویشانہ' نیز گویند۔
اوّل بجائے خود گذشت۔ دوم: وحشی در مثنوی "ناظر و منظور"
بتقریبِ مہمان شدنِ ناظر بہ کلبۂ صحرانشیں درویشے گوید:

چو دید آں گنج در ویرانۂ خویش
بہ پیش آورد درویشانۂ خویش

مار بدستِ دیگرے گرفتن: کارِ دشوار فوق الطاقہ
بہ کسے فرمودن۔(ج)۔ سلطان علی رہی:

نمی داند چہ خونہا خوردہ ام در طرۂ آرائی
بدستِ دیگرے افسوں گرِ من مار می گیرد (۲)

---

(۱) نیز امیر خسرو (دیوانِ غزلیات، ص ۳/۵۱۶):

خوش آں زماں کہ دگر جا نشینی و شنوی
چو من بہ گریۂ خوں ماجرائے خویش کنم

(ب: دگر سوی بینی)

(۲) نیز ب: خسرو (رباعی):

اے دل کہ ز سودائے کسے ویرانی
تا چند مرا ز یاد او می رانی
گفتی کہ بگیر زلفِ او، می خواہی
تا مار بدستِ دیگرے گیرانی

مار خوردن: کنایہ از رنج و کلفت زیادہ
کشیدن۔(ج)۔ مسیح کاشی (رباعی):

نانم ہمہ لختِ سینۂ بریان است
آبم ہمہ اشکِ دیدۂ گریان است
گو زہر کشد کسے کہ اینش آبست
گو مار خورد کسے کہ آتش نان است

مار گیری: مکاری و حیالی۔(ع)۔
اسمٰعیل ایما:

آخر رقیب سالوس آں طرۂ رسا را
ترسم بدست آرد از بسکہ مار گیر است

مارا ہم ازیں نمد کلاہے: یعنی آنچہ ترا
میسر شدہ، بخشے از آں مارا ہم۔(ع)۔ سلیم گوید:

اے فقر خوش است کسوتِ تو
ما را ہم ازیں نمد کلاہے

چوں کسے بدولتِ دنیا یا کثرتِ اولاد نازد، گویند 'ما ہم ازیں
نمد کلاہے داریم'، ایں ہمہ نازش و تفاخر چرا۔ مومن استرآبادی:

کلتیرۂ چند گفتہ شد تا دانند
ما نیز ازیں نمد کلاہے داریم

چوں گویند 'فلاں کس را ازیں نمد یک کلاہ رسیدہ'، مراد آں
باشد کہ بکلیاتِ آں نرسیدہ، جزوے از آں نصیب او گردیدہ۔
شوکت:

مکن بموئے سرِ خویش ناز اے مجنوں
رسیدہ از نمدِ فقر یک کلاہ ترا

'از **نمدِ چیزے کلاہ داشتن**' کنایہ است از ہم طور و ہم وضع
او بودن۔ سلیم:

عیب است کہ بینند بجز روے دل از ما
چوں از نمدِ آئینہ دزیم کلاہے

ماشو: بضمِ شینِ معجمہ؛(۱) غربال۔ (ج)۔

طغرا:
مغنی از مژہ ہاے تو دف چو ماشوئی(۲) ست
براے نانِ طرب میدۂ سرود بیز

مال و جہات: نقد و جنس و اشیا و اسباب۔

خان خالص:
برخاست(۳) ہر کہ زود تر از آفتاب، از وست(۴)
مال و جہاتِ مملکتِ شیروانِ صبح

مال بکوری رفتن: از بے پروائی و بے خبری مالک مال بے مصرف تلف شدن۔ (ع)۔ محسن تاثیر:
اہلِ دولت تنگ چشمانند و مالِ ایں گروہ
ہچو نقدِ عمرِ نابینا بکوری می رود

مالِ میزیّہ: بزاے معجمہ؛ قبیلہ ایست معروف در صفاہان۔ از ''عالم آراے عباسی'' سکندر بیگ منشی معلوم شد۔ شفائی گوید:
مالِ میزیّہ و معرفتیہ
ہر دو در کودکی مہم ساز اند

مالِ غائب: مالے کہ مالکش پیدا نباشد۔ مثلاً شخصے بہ سفر رود و موت و حیاتش بسبب امتداد مدت

(۱) م: معجمہ غربال (با اضافت)
(۲) م: 'ما' ایک سطر میں اور 'شوئی' دوسری میں۔
(۳) م: برخواست، تصحیح از ب (۴) م: زد، تصحیح از ب

مشکوک باشد، بحکمِ بادشاہِ عصر مال او را بہ امینے سپارند تا بتصرف غیر نرود۔ چوں مالک از سفر برگردد باو، و الّا بعدِ تحقیقِ مرگش بورثہ سپارند۔ (ع)۔ مخلص کاشی:
مُلکِ دنیا را کہ ہر کس پنج روزے صاحب است
پادشاہاں عاریت دارند، (۱) مالِ غائب است

درایں شعر از غائب، بر سبیلِ ایہام، حضرت صاحب الزمان مرادِ شاعر است۔ ہاتفی در قصۂ گریختنِ ملوی، راجۂ دہلی، از خوفِ صاحب قران و ضبطِ اموال او گوید:
فرستاد امینانِ دفتر نگار
کہ آرند در مالِ غائب شمار

مالِ کاسب: مالِ پُر ارزان۔ چوں میوہ ارزاں شود، گویند، 'مال کاسب شدہ است'؛ یعنی بحدّے ارزاں گشتہ کہ بہ مردمِ کاسب و اہلِ حرفہ، کہ اکثر مفلس و مفلوک می باشند، می تواند رسید۔ (ع)۔ سلیم:
اے دل نماند خیر ز کالاے عاشقی
جز در متاعِ آبلہ کاں مالِ کاسب ست

ہم بر جنسے کہ از ملبوساتِ دیر مدار باشد، مثلِ سقرلاط و مخمل(۲) و امثالِ آں اطلاق کنند، زیرا کہ شاہ عباس ماضی بنا گذاشتہ بود کہ اقمشۂ مزبورہ مخصوص البسۂ اہلِ حرفہ(۳) باشد تا زود محتاج بہ تبدیلِ رخت نشوند۔ (ع)۔ مخلص کاشی:
بر(۴) نمی دارد مدارے بر درِ اہلِ ستم
مخمل و صوف و سقرلاطے کہ مالِ کاسب است

مال دادہ: مقطوع الاضافہ؛ چیزے کہ

(۱) م: دارندہ، تصحیح از ب (۲) م: مخل
(۳) م: صرفہ، تصحیح از ب (۴) م: بر

بقیمتِ خریده باشند۔ درمحاوره (۱) بر غلام مستعمل است خصوصاً۔
مخلص کاشی:

اے دل بمال داده مزن لاف اعتبار
زاں رُو که قیمتے نبود زر خریده را

ماهِ خرگاهی: ماهِ ہاله نشیں، چه خرگاه (۲)
بمعنی هاله باشد۔ (ج)۔ شانی تکلو:

زدند آتشِ غیرت بماهِ خرگاهی
ز سنبلے که براطراف یاسمن بستند

ماهیِ سُرب: ماهی هاے سُرب که
براطراف دام بندند۔ (ع)۔ سلیم در ہجو اکولی گوید:

دامنِ سفره تخت گیرد سُرب
چوں براطراف دام ماهیِ سُرب

مایُعرف: به یاے حُطّی مضموم؛ تمامتِ مال که
بساط (۳) کسے باشد۔ طغرا:

شایداے تاک از پسر ہم بہره اے باشدترا
از چه رُو مایُعرف خود صرفِ دختر می کنی

---

(۱) م: هاله (۲) م: خرگاه ماه، تصحیح از ب
(۳) ب: 'مصطلحات' کے حوالے سے "تہ بساط" لکھا ہے۔

تناظرِ میم از منظرِ باے موحّده:

مبارک مرده آزاد کردن: درقدیم الایام
براے صحتِ مریض جانورے را گرد سرِ بیمار گردانده (۱) رہای کردند۔ (ج)۔ عبارت است از کارِ بے حاصل؛ مستنبط است از قصۂ شخصے که مبارک نام غلامے داشت۔ شب و روز اُو را در خرکمان می کشید۔ چوں بمرد، گفت: 'مبارک را آزاد کردم'۔ ایں مثل مشهور شد۔ (ر)۔ جلال اسیر:

دلِ سرو (۲) از خرامی شاد کردی
مبارک مرده (۳) اے آزاد کردی

کمال خجند:

دگر نکنیم؛ گوئی: 'بر تو بیداد'
مبارک مرده آنگه کردی آزاد

مُبا: بالضم؛ رودۂ گوسفند که از برنج و قیمه پُر کرده پزند۔ (ر)۔ یحیی کاشی:

رودۂ کنده را کنند مُبا
بود آں نیز روزیِ غربا

---

(۱) م: گرونده، تصحیح از ب
(۲) م: سرد، تصحیح از کلیات اسیر (ص ۳۹۸)
(۳) م: کلیات اسیر: بندۂ

تناظرِ میم از منظرِ مثناتِ فوقانی:

متاعِ غرور: کہنۂ بے نمازی۔ (ع)۔ وآں گذشت۔ داراب جویا:

بہ سرخ و زردِ جہاں دل منہ کہ پیوستہ
مزاجِ مرد نفور است از متاعِ غرور (۱)

متاعِ بزر نزدیک: کالائے نفیسے کہ مشتری بہ خریدنِ آں مائل باشد۔ باقر کاشی:

سرگرانی مکن اے جان ز خریدِ دلِ ما
کایں متاعیست کہ بسیار بزر نزدیک است

متاعِ پُردار: بہ بائے عجمی؛ متاعِ رائج کثیر المنفعۃ۔ مخلص کاشی:

ہمیں نہ ناوکِ اُو بر دلم گذر دارد
متاعِ تیر بہر جا برَند، پَر دارد

اشرف:

ہنر کساد و فضیلت شکستہ بازار است
مگر سخن کہ متاعِ دروغ پُر دار است

ہمیں را متاعِ رواں، گویند۔ مخلص کاشی:

نشد بالا دماغم ہرگز از جوشِ خریداراں
متاعم چوں رواں گردید از سرمایہ کم کردم

---

(۱) کلیاتِ جویا (ص ۴۷)، یہ شعر حضرت علیؓ کی منقبت سے لیا گیا ہے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں (کلیات .../ "ضربِ کلیم"، ص ۵۲۷/۲۷):

کیا ہے تُو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں، لا الٰہ الا اللہ

متاعِ تنگ: نایاب۔ (ج)۔ گراں زر۔ (۱) (ر)۔ مخلص کاشی:

زیغمایت متاعِ دل چنیں گر تنگ خواہد شد
ز قحطِ دل میانِ دل رُبایاں جنگ خواہد شد

لفظِ تنگ، معانی بسیار دارد۔ اوّل قحطی۔ کمال خجند:

خالہائے سیہ تو بہ زنخداں، گوئی
دہقت دانہ بچہ کرد ز بیمِ تنگی

دوم؛ کوتاہ۔ (ع)۔ صائبا:

چشم بر اطلسِ افلاک ندارد صائب
کایں قبائے ست کہ بر قامتِ ہمت تنگ است

سالک قزوینی:

ہمیں نہ کفشِ زمیں بر پائے ما تنگ است
بقامتم شود ارشش جہت قبا تنگ است

سوم؛ خروار و بستۂ متاع۔ (ع)۔ میر الٰہی:

نگہ چوں تاجرِ پُر مایہ بر گردِ تنکش گردد
کہ ایں جا تنگ تنگ اُفتادہ جنسِ خوش قماشیہا

تنگ شکر، معروف است و دہانِ معشوق را تنگ شکر، گفتن نیز ازیں جہت است۔ چہارم؛ آغوش۔ (ع)۔ محتشم کاشی:

چناں بہ تنگِ من از سرخوشی در آمد تنگ
کہ گوئی آمد (۲) و تنگم گرفت در آغوش

پنجم۔ تنگِ اسپ کہ آں معروف است۔ (ج)۔ سلیم:

گوے را از جا بجی خواہد ز میداں بُرد خصم
وقت تنگ است و ہمیں ماتنگِ توسن می کشیم (۳)

تصحیح

(۱) م: گران از ر، تصحیح قیاسی

(۲) م: آبد، تصحیح از ب — (۳) م: کشم، تصحیح از ب

ششم: نزدیک۔ (ک) (ر) (ج)۔ سالک یزدی:

امشب کہ غیر تنگ بہ(۱) پہلوے من نشست
شادم کہ تیرِ جورِ تو از دل گزر نداشت

ہفتم: کم۔ (ع)۔ کلیم:

عیشِ تنگِ ما کلیم از تنگ دستی ہاے ماست
دستِ خالی را کسے در گردنِ مینا ندید

ہشتم: صفحۂ نقاشان(۲) کہ صنعتِ خود بر آں ظاہر کنند۔(۳) (ج)۔ میر الٰہی (رُباعی):

شیدا کہ سیہ درون بود چوں تنگ
از باطنِ اُو ظاہرِ اُو گشتہ دو رنگ
بینند چو دست و پاے پیشش دانند
کو بہلہ و موزہ دارد از نطعِ پلنگ

متہ(۴) بر ذرّہ نہادن: درکارے غور تمام کردن۔ 'متہ' برمۂ نجاران است؛ یعنی ذرّہ اے کہ گویا نقطۂ موہوم است، آں را ہم دو نیم سازد۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

آں چشم چہ شد کہ متہ بر ذرّہ نہاد
گوشِ شنوا و پاے(۵) بینائی(۶) کو

'متہ بر خشخاش نہادن' بہ ہمیں معنی است۔ (ع)۔

(۱) ب: از (۲) م: انقاشان
(۳) م: صنعتِ خود را ظاہر کنند، تصحیح از ب
(۴) م: متہ (م ت ن ہ) (۵) ب: تاے
(۶) م: بتیائی (دوسرا حرف 'نون')

تناظرِ میم از منظرِ حاے مہملہ:

محبرہ(۱): لفظِ عربیست، بمعنی دوات؛ قلمدان را نیز گویند۔ (ع)۔ سند در لفظِ 'قط زن' گذشت۔ یحییٰ کاشی در مناظرۂ خود و قلمدان دارشاہی نیز گوید:

در آخر بدو گفتم، اے مسخرہ
چہ کردی تو بارے بدیں محبرہ(۲)
کہ یک چیز در رُوے نباشد درست
یقیں شد کہ در کار سختی تو سُست

محمود: معروف؛ و نامِ شخصے کہ از مشاہیرِ مسخرگانِ ایران بود۔ ظاہراً در عہدِ اکبری بہ ہندوستان آمدہ۔ سنجر کاشی:

از تلامیذِ تو ابلیس یکے کند سواد
وز مریدانِ تو محمود یکے حلقہ بگوش

آں را 'محمود مذاقی'(۳) نیز گویند۔ شفائی:

گر لاف یتیمی زنی امروز کمی
محمود مذاقیست(۴) مقرر پدر تو

محرم: معروف؛ و کنایہ از حلیلہ۔ اشرف:

دخترِ رز را بہر بے غم(۵) نمودن خوب نیست
محرمِ خود را بہ نامحرم نمودن خوب نیست(۶)

(۱) م: مجرہ (دوسرا حرف 'جیم')، تصحیح از عمید (صرف بمعنی دوات)
(۲) م: مجرہ، تصحیح از ب (۳،۴) م: مداقی، تصحیح از ب
(۵) ب: محرم (۶) ب: دوسرا مصرع پہلے

تناظرِ میم از منظرِ خاے معجمہ:

مخملِ مشکی: مخملِ سیاہ۔ خان خالص:

از عہدۂ ہر حلقہ خلعت کیست برآید
ایں مخملِ مشکی کہ تو داری ہمہ رنگ است

تناظرِ میم از منظرِ دالِ مہملہ:

مداخل: محلِ دخل، مرادفِ درآمد زر۔[1]
شفیع اثر در صفتِ پادشاہ گوید:

بعہدش نیست کسبِ ہیچ مقبل
چو کسبِ آدمیت پر مداخل

لہٗ:

در راہِ انتظار مداخل فقیہِ شہر
دائم کفِ دُعا چو ترازو گرفتہ است

و در ہم بافی و در ہم دوزیِ دامنِ زین۔ حسین ثنائی گوید:

سراج دہر ہر شب بہر جناح[2] زینش[3]
دوزد ز چرخ و انجم تا صبحدم مداخل

لیکن خصوصیت بہ زین ندارد کہ آں کمانِ[4] عزیزان است؛
چنانکہ ہاشمی گوید:

زمیں از خطائی و ہندی تناج[5]
مداخل شدند ز[6] آبنوس و ز عاج

و نیز چیزیست از عالمِ زیور کہ زناں بدست و پابندند و بقولِ بعضے حناے بوتہ داریست کہ زنانِ رعنا بر دست و پا بندند۔
الثانی[7] ہوالاقوی۔ محسن تاثیر:

عجب پایے بہ محبوبی برآمد
مداخلہاے خوبی را درآمد

---

(۱) م: رز، تصحیح از ب
(۳،۲) م: خباح، زنیش، تصحیح از ب (۴) م: کمان
(۶،۵) م: بتاج، شدہ، تصحیح از ب (عمید: بچہ کہ از چہار پایاں بوجود آید۔)
(۷) م: الثانی، تصحیح قیاسی

ہم اماکن و بیوت را گویند و شعرِ مذکورِ تاثیر (۱) اِشعارے بداں دارد و فارسیاں باوصفِ آنکہ 'مداخل' خود جمع است، مفرد اختیار (۲) کردہ بلفظِ 'ہا' جمع سازند، چنانکہ شعرِ مذکورِ تاثیر دال است برآن، و سعیدا شرف نیز گوید:

طلاے رنگ و یاقوتِ سرشک و آہنِ پیکاں
دلِ آشفتگاں دارد ز کوہِ غم مداخلہا

بعدِ تتبع آنچہ معلوم شد، خاصۂ لفظِ 'مداخل' نیست، حالِ اکثر الفاظ چنین است۔ محسن تاثیر:

اے کردہ حالِ خود عیاں از صورتِ احوالہا
آئینہ دارِ ہستیت تغییرہا در حالہا

لہٗ:

چو از شانِ (۳) نزولت آگہی نیست
دقائقہاے (۴) قرآں را چہ دانی

صائبؔا:

ہر چند صائب می روم، سامانِ نومیدی کنم
زلفش بدستم می دہد سر رشتۂ آمالہا (۵)

یوسف والہ:

قفلِ وسواس است در کف رشتۂ آمالہا
می خورد صد جا گرہ تا یک گرہ وا می شود

مدار کردن و گذشتن و گردیدن: گذارا نمودن و بسر بردن و بسر رفتن۔ اوّل معروف است و دوم نیز؛ سوم، مخلص کاشی گوید:

پے آں خدمت از شمع رُخصت پروانہ خواہم شد
کہ بے گردِ تو گشتن نمی گردد مدارِ من

مدار داشتنِ (۱) جامہ: و امثالِ آں عبارت از دیر خدمت کردنِ اُوست۔ (ع)۔ مخلص (۲) کاشی:

گردوں ہزار جامۂ تن تار و مار کرد
زیں نیلگوں قبا چہ قدرہا مدار کرد

شفیع اثر:

از تنگ ظرفاں تمناے وفاداری مکن
جامۂ نازک دو روزے می کند در بر مدار

مد ندادنِ سیاہی: بہ اصطلاحِ میرزایانِ دفتر جاری نبودنِ مداد است، چوں سیاہی از سرِ حرف وانشود گویند، 'مد نمی دہد'۔ (ع)۔

مدِ بلبل: نالۂ بلبل۔ طغرا:

صریرے کہ از کلکِ ما (۳) گل کند
خطِ فرد را مد (۴) بلبل کند

---

(۱) م: نیز، تصحیح از ب (۲) م: اعتبار
(۳) م: شان و
(۴) م: رقائقہاے، تصحیح قیاسی (عمید: 'دقائق' جمع 'دقیقہ' بمعنی نکتۂ باریک۔ یہاں شعری ضرورت کے تحت جمع کی مزید فارسی بنائی گئی ہے۔)
(۵) م: امالہا، تصحیح از کلیاتِ صائب

---

(۱) ب: کردن؛ م میں جو مثالی اشعار ہیں اُن سے تو "مدار کردنِ جامہ" ہی محاورہ بنتا ہے، لیکن 'چراغ' میں 'داشتن' کے ساتھ وہی معنی ہیں جو م میں ہیں، تاہم کوئی مثالی شعر نہیں دیا۔
(۲) م: مخلس، تصحیح از ب (۳) ب: نے
(۴) م: فرو راید، تصحیح از ب

تناظرِ میم از منظرِ ذالِ معجمہ:

مذاق: ظرافت۔ وحید در مخاطبۂ پیرِ خرد[1] گوید:

گفتم ایں چہ حدیث است قصہ کوتہ کن

نی[2] تو کودک و نبود مرا دماغ مذاق

و اظہارِ بیتابیِ شوق پیشِ معشوق نیز۔ (ع)۔ جلالاے طباطبا (فقرہ):

دیدۂ بادام کہ از گوشۂ چادرِ شگوفہ بہ خیرہ چشمانِ ادا فہم بیک طرفۃ العین ہزار چشمک تحریکِ مذاق و نیاز پاشی می زد، اکنوں از آسیبِ سرکوب صدمۂ تاد پیش از راہِ مرکزِ جلیدیہ آبِ مروارید آوردہ۔

(۱) ب: خود (۲) م: نہ

تناظرِ میم از منظرِ راے مہملہ:

مِرجل: بہ کسرِ اوّل و جیمِ تازی مفتوح؛ دیگ[1] روئین۔ (م)۔ طالب آملی:

پاسِ حفظش نگذارد کہ بگرداند رنگ

اگر از موم نہی[2] بر سرِ آتش مرجل

مُردہ چیزے بودن[3]: عاشقِ اُو بودن۔ سالک قزوینی:

زاں لب کہ مُردۂ نفسش آبِ زندگی ست

دشنامِ خشک ہم بہ دُعاگو نمی رسد

مُردہ رنگ: بضمِ میم و نونِ مقدّم بر کافِ عجمی؛ کسے است کہ رنگش مثلِ مردہ باشد از غایتِ خوف یا افراطِ غم۔ سلیم:

ہرزہ گوئی چند ہمچوں سرخوشانِ انجمن

مردہ رنگی چند ہم چوں تشنگانِ بادیہ

سالک قزوینی:

زاہد من و زندہ رودِ بادہ

جوے عسل تو مردہ رنگ است

قافیہ غزل 'سنگ' و 'رنگ است'[4] و ایں شعر از آنجاست:

ناخواندہ درید نامہ ام را

یعنی کہ جوابِ نامہ جنگ است

مرضع خوانی: بچند جا مستعمل است۔ (ع)۔

(۱) م: دیک، صحیح از ب (۲) م: بہی، صحیح از ب

(۳) ب: مردۂ فلاں چیز (۴) م: رنگیست

یکے حرف ساختہ گفتن۔ سلیم:

قصۂ افسرِ کیخسرو و تاج جمشید
بسرِ خاک نشیناں کہ مرصّع خوانیست

دوم: رنگیں کلامی و خوش سخنی۔ اشرف در قصۂ جان دادنِ سوداگر پسرِ مارگزیدہ گوید:

ذرافشانیِ عرضِ مطلبش رفت
مرصّع خوانیِ لعلِ لبش رفت

سوم: تمہیدِ قصہ خوانی حاجی جان محمد قدسی:

قصۂ قبضۂ شمشیرِ تو دارم بمیاں
گوش کن گوش کہ رفتم بمرصّع خوانی

مرغ آغال (۱)**:** جاے باشِ مرغان، چہ آغال جاے حیوانات وطیوراست۔ (ر)۔ نصیراے ہمدانی گوید (فقرہ):

روستائی را بازے بدست اُفتاد؛ بنا بر عدمِ
وقوف و مہارتِ ایں فن در مرغ آغال یا
ماکیانے چند سر دادہ سرِ آں را محکم کرد...الخ۔

مرغ فلانے دوست می خواند: چوں کسے بحصولِ مرادے فائز شود و در کمالِ نشاط، گویند، 'امروز مرغ فلانے دوست می خواند'؛ یعنی دماغش چاق است۔ (ع)۔ خان خالص:

ہر طرف ابرِ بہاری نشاء (۲) افزاے مُل است
مرغِ بلبل دوست می خواند مگر فصلِ گُل است

لہ:

ہر لحظہ چرا مرغِ دلم دوست نخواند
گُل دیدہ ام امروز کہ بلبل شدہ ام باز

---

(۱) ب: اغال؛ حمید: آغل، آغال (ہردو) (۲) م: نشاہ

مرغ آمین: فرشتہ ایست کہ در ہوا پرواز می کند و ہمیشہ 'آمین' (۱) گوید۔ ہر دعائے کہ بہ آمینش برسد مستجاب شود۔ حسن رفیع گوید:

گلشنِ عاشقِ دُعاگو را
بلبلے بہ ز مرغِ آمیں نیست (۲)

مرغ بسمل الله#: بسمل اللّٰہ # کہ بہ شکل مرغ نویسند۔ شاعر:

یک عضوِ من از دوست نباشد خالی
سر تا پا حق چو مرغِ بسم اللّٰہم

مرغ همایوں فال: ہما۔ صائبا:

خرابی ہاے ظاہر، گنج در ویرانہ می دارد
مہفر، چغد را مرغِ ہمایوں فال می دانم

مرغ کاغذی: نوعے از کاغذِ باد۔ خان خالص:

شوقِ پروازے کہ من با نامۂ خود دیدہ ام
دیدہ ام آخر کہ مرغِ کاغذی خواہد شدن (۳)

مرغ دیبا: صورتِ مُرغے کہ بر دیبا بافند۔ سالک یزدی:

---

(۱) م: آمیں (۲) نیز ب: مولانا بہشتی:

دُعاے ما بہ اجابت نمی شود نزدیک
کشیدہ زلفِ تو در دام مرغِ آمیں را

(۳) نیز ب: سید حسین خالص:

چو مرغِ کاغذی سر رشتۂ دل را بہ طفلی زد
کہ گر صد بار اندازد بخاکش باز بردارد

ظاہر ہے کہ 'بسمل اللّٰہ' / 'بسمل اللّٰہے' کتابت کی غلطی ہے۔ اصل الفاظ 'بسم اللّٰہ' / 'بسم اللّٰہے' ہیں۔ شعر سے بھی 'مرغ بسم اللّٰہ' کی تائید ہوتی ہے۔ (نقش)

گر شبے چوں گل گریباں چاک برخیزی زخواب
نالۂ مرغ سحر از مرغ دیبا بشنوی

مرغ آتشباز: آتے از آتشبازی۔ شفائی:
کسے برگرد(۱) شمع‌ہاے تو غیر از من(۲) نمی گردد
بجنگِ شعلہ، آرے، مرغ آتشبازی می آید

مرغ کُرک: اف اول مضموم ورائے مہملۂ ساکن، مرغے را گویند کہ بر سرِ خوابد تا بچہ برآرد۔ مجد الدین علی قوسی نوشتہ۔ سنجر کاشی:
آں شاہبازِ عرش کہ از آفتِ سپہر
دارد چو مُرغِ کُرک ہما در تہِ پرش

مرگ(۳): معروف؛ و دوائے است کہ ماہی گیراں در دریا اندازند، ماہی آں را خوردہ خود بخود از بیہوشی بر روے آب می آید و صید شود، چوں سبب مرگ ماہیست، بہ ایں نام موسوم شد۔ شفائی (رباعی):
اے کور(۴) تو مار مردہ را می مانی
سر ماہیِ دی فسردہ را می مانی
تا آدمِ ہیچو تو نماند(۵) بہ کسے
تو ماہیِ مرگ خوردہ را می مانی

مرکبِ چوبین: تابوت۔ نظام دست غیب در مرثیہ گوید:
آں شعلہ را چکار بتابوت روزِ مرگ
آتش چساں بہ مرکبِ چوبیں سوار شد

مرگِ نو مبارک باد: در محلے گویند کہ فتنۂ تازہ برپا شود۔ (ع)۔ زلالی:
زدے نرگس بجامِ لالہ چشمک
کہ غم را مرگِ نو بادا مبارک

مرگی: بیاے خطّیِ معروف؛ صائبا:
سفر نہ کردن ازیں کشور از گراں جانیست
کہ مرگیِ دل و قحط غذاے روحانی است

مرگِ کسے دیدن: مرادفِ پُشتِ سرِ کسے دیدن و آں گذشت۔ سالک یزدی:
کے گلِ ما زرد گردد ز آفت بے شبنمی
گلشنِ ما مرگ چندیں ابرِ نیساں دیدہ است

---

(۱) م: بر گرد
(۲) ب: ...شمع‌ہاے تو چوں من بر... (۳) ب: مرگ ماہی
(۴) ب: گرد (۵) م: بماند، تصحیح از ب

تناظرِ میم از منظرِ زاے معجمہ:

مزار بستن: گور درست کردن۔

ظہوری:

کفن پروانہ را از پردۂ فانوس می باید
مزارش را کسے اے کاش در پاے لگن بندد

مزاد کردنِ متاع: نرخِ متاع بالا کردن۔

طغرا:

متاعِ دردِ ترا آں چناں مزاد کنم
کہ ہیچ کس نکند جرأتِ خریداری

مُژدگانی: بکافِ عجمی: چیزے [کہ] بمژدہ رساں دہند۔ (ج)۔ رکناے مسیح کاشی:

بہ مژدگانیِ اسبابِ خانہ اش بخشم
کسے کہ مژدہ رساند زسیلِ خانہ کنم

ومژدہ نیز۔ (ج)۔ حیاتی گیلانی:

قاصدِ عزمش بہر(۱) جامی رسد
مژدگانی در دہاں آید ہمی

مزلّف: معشوقِ نوخط۔ وحید:

چنیں گر زیرِ خط پوشیدہ حُسنش می برد دل را
عجب دارم کہ آں شوخِ مزلّف آدمی باشد

علی خان موجی (۲):

---

(۱) ب: از ہر

(۲) ب: علی خان موجی، غنی (ص ۱۳۰): علی جان بیگ موجی

مزلّف چوں شود دلبر بدولت می رسد عاشق
خطِ مشکینِ او خاصیتِ بالِ ہما دارد

مژگان: جمعِ 'مژہ' است؛ بر مفرد مستعمل شدہ؛ دراصل بفتح(۱) زا است، چنانکہ رکناے مسیح کاشی گوید:

چشمت بدامنِ مژگاں بر کبابِ دل
بادے زدہ کہ بالِ سمندر شکستہ است

حضرت امیر خسرو:

کس بیکے کفّہ نکردہ است وزن
سبلتِ شیر و مژگانِ گوزن

بسکونِ زا بیشتر مستعمل گردیدہ وآں معروف است۔ (۲)

مژگان و مژہ گرم کردن: مرادفِ 'دیدہ گرم کردن' وآں گذشت۔ ملک مشرقی:

مصیبت دیدگاں را نیست بختِ خوابِ آسایش
چو شمع ایں جا بہ آتش گرم می سازند مژگانی

طالب آملی:

در شبستانِ غمت چوں مژہ اے گرم کنم
بر سرِ خنجرِ الماس بود بسترِ ما

---

(۱) عمید: "بضمِ اوّل وسکونِ دوم، یا بضمِ اوّل وفتحِ دوم۔"

(۲) نیز حافظ (قزوینی، ص ۸):

گر چنیں جلوہ کند مُغبچۂ بادہ فروش
خاکروبِ درِ مے خانہ کنم مژگاں را

ابوطالب کلیم (دیوان، ص ۲۰۸):

سراپایم ز وردت آں چناں لبریزِ شیون شد
کہ از مضرابِ مژگاں تارِ اشکم در فغاں آید

(ب؛ دوسرا مصرع: "کہ از مضرابِ اشکم تارِ مژگاں... آمد" غزل کی ردیف ہی "آید" ہے۔)

مزوّر: بالتشدید؛ طعامِ بیمار که اسفناخ و کشنیز و امثالِ آں در آں ریزند۔ طغرا:

جوہری بیمار حرصی، (۱) می توانی بہ شدن
سبزیے گر از زمرّد در مزوّر می کنی

مژگاند (۲) زرّیں: مژگانِ (۳) میگوں۔ سند در 'الماس' گذشت۔

(۱) ب: مرضی (۳،۲) م: مژگان

تناظرِ میم از منظرِ سینِ مہملہ:

مستی: معروف؛ و آرزومندی و عاشقی۔ صائب:

ہر کہ چوں پروانہ بیباک مستِ آتش است
ہر کجا پر می زند بر رُوے دستِ آتش است

و حالتے است کہ حیوانات را از غلیانِ شہوت رُو دہد۔ ہم اُو گوید:

از پند (۱) گشت شورشِ مجنوں زیادتر
زنجیر تازیانہ بود فیلِ مست را

مستاں: جمعِ 'مست'؛ و آں معروف است؛ مزید علیہِ 'مست' نیز۔ صائبا:

چشمِ تو در خمار جہانے خراب کرد
خونش بگردن است کہ مستاں کند ترا

و 'مستانی' بیاے خطّیِ معروف، نیز۔ طالب آملی:

دمے در آں چمن از رُوے ذوق کردم سیر
غزل سرایاں چوں عندلیب مستانی

و 'مستِ مستاں' بمعنی بسیار مست آمدہ۔ وحید:

دل از من می رُباید طفلِ شوخے آفتِ جانی
ز شیرِ دایہ اے از خونِ دلہا مستِ مستانی

مستقل: عربی است بمعنی معروف؛ و بمعنی زنِ منکوحہ آرند۔ (ع)۔ نظر بہ ایں کہ مستقلِ خانہ است۔ شفائی در ہجوِ فکری گوید:

(۱) م: بند، تصحیح از کلیات

غم مخور مستقلِ خانہ سلامت باشد
کہ ازو بہرہ ترا تا بقیامت باشد

ودکانہاے زیرِ خانہ کہ مالک از کرایۂ آں منتفع شود۔ (ع)۔ و از کتاب ''نگارستان'' نیز معلوم شد، چنانکہ گوید (فقرہ):

'اکثرِ مواضعِ نواحی و باغاتِ قصبہ[۱] و مستقلاتِ شہراز واتباع[۲] اُو بود۔' انتہی کلامہ۔

وبمجاز بر آنچہ ازاں انتفاع گیرند، نیز اطلاع کنند۔ سند در لفظِ 'کاولی' گذشت۔

(۱) م: قصبۂ (باضافت)
(۲) م: شہرارد و متاع او، صحیح از ب

تناظرِ میم از منظرِ شینِ معجمہ:

مشت و درفش: کنایہ از امرِ پُر دشوار۔ صائبا:

جدلِ شبنم و خورشید بود مشت و درفش
خرد آں بہ کہ سپر پیشِ شراب اندازد

مُشتلُق[۱]: بالضمِ اوّل وسکونِ شینِ معجمہ و فتحِ مثناتِ فوقانی ولام وقافِ موقوف، لغتِ ترکی است، بمعنی شکرانہ؛ از نصابِ ترکی معلوم شد و 'مُشتلُق' بضمِ لام، آنچہ بہ آرندۂ مژدہ دہند، چہ 'لُق' در ترکی بہاست و 'مشت' بضمِ اوّل در اصل 'مژدہ' بود کہ در استعمالِ ترکاں 'مشت' شدہ، یعنی بہاے مژدہ۔ (ع)۔ سالک یزدی:

آمد آں آرامِ جانہا بیقراراں مُشتلُق
مژدۂ پابوس دارم شہسواراں مُشتلُق

مشت مال: دلاکی کردن وآں مشہور است وقتے است از کشتی کہ حریفاں بازو بہ بازوے ہم مانندِ مشت زنند۔ (ع)۔ میر نجات:

آں قدر سعی کہ در مالشِ دلہا دارد
مشت مالش اگر ایام دہد جا دارد

مشروط با کسے داشتن: عہد و پیمانِ ارادت با اُو درست داشتن۔ شانی تکلو در منقبت گوید:

(۱) ترکی لغت؛ موشتولق: present given to a bringer of a good news

هر که در دُنیا و دیں یا تو بود مشروطش
مستشارے ست که در هر دو جهاں مؤتمن است

مشق کشیدن و زدن: مشق کردن۔ صائبا:

گرچه عمرے شد صبا مشقِ ریاحیں می کشد
خجلتِ رُوے زمیں زاں خطِ مشکیں می کشد

طالب آملی:

نے،(۱) غلط گفتم، چه کافر نعمتم
من کزیں ساں (۲) مشقِ هذیاں می زنم

(۱) م: نی
(۲) م: کز نیساں (ن ے...)، تصحیح از ب

تناظرِ میم از منظرِ صادِ مهمله:

مصالح: ضروریاتِ طیاری هر شے، تخصیص به اسبابِ عمارت، مثلِ خشت و سنگ و امثالِ آں درست نیست۔ ظهوری:

بپاے بست بناے عقیدت و اخلاص
مصالحِ قسم آورده عقلِ محکم کار

شانی تکلو:

در چراغِ مه ز طولِ شب مصالح شد تمام
طے نشد افسانهاے دردِ جاں فرساے من

وحید در تعریفِ مجمره (۱) گوید:

دوالے که جاناں بباز یچه ساخت
دلم را براے مصالح گداخت

طغرا:

دریں چتر سازی چو دُکاں گرفت
مصالح ز یاقوت (۲) و مرجاں گرفت

اُو:

آهو مصالحش داو از پرده هاے دیده
گر خیمه اے بپا کرد مجنوں براے لیلیٰ

طهرانی (۳) در صفتِ اطعمه گوید:

خوردنی (۴) ها همه تمام عیار
کز مصالح درست گیرد کار

(۱) م: مجره (م ج...) (۲) م: یاقوت (ب ا...)
(۳) ب: سلیم طهرانی
(۴) م: خورد و نیها؛ ب: خوردنها، تصحیح قیاسی

میر الٰہی گوید:

پے مصالحِ کاشی برند شیشۂ چرخ
کزاں منارۂ بینی کنند کاشی کار

مُصحف خوردن: قسمِ مصحف خوردن۔ (ع)۔

اشرف:

عارضش را زخم کردی، باز منکر می شوی
جاے دندان است پیدا مدّعی مصحف مخور

'قرآن خوردن' نیز۔ شانی تکلو:

شانی بترکِ عشقِ تو سوگندی خورد
باور مکن اگر ہمہ قرآں فرو خورد

مصحف خصمِ کسے کردن: نفرین و دُعاے بد بہ اُو کردن۔ محسن تاثیر:

خطِ خوباں غنیم عاشق پُر آرزو گردد
کہ، یارب، کردہ نفرینش کہ مصحف خصمِ اُو گردد

مصرعِ برجستہ و تند و تیز: مصرعِ خوبے کہ بے فکر، بفیضِ مبداءِ فیّاض، از غیب برسد۔ (ع)۔ وحید:

دیوان پُر از مصرعِ برجستۂ شوخیست
آں نرگسِ پُر تیر براں قامتِ موزوں

طغرا:

چوں شمع، گو، بشعلۂ نظمم زباں بسوز
نقصاں مباد مصرعِ تندِ رسیدہ را

اوجی نظیری:

مصرعِ تیزِ عزیزاں بکفِ دقّتِ من
گر بود دشمنِ الماس کہ ناخن گیر است

مصرعِ پُر کن: بہ اصطلاحِ شعر لفظِ زیادت است کہ در معنی دخل نداشتہ و بہ اصطلاحِ میرزایانِ دفتر آنست کہ چوں محرر چیزے از کاغذ در رُباید،(۱) جایش را بقاعدۂ محرری پُر کنند تا راز بر ملا نیفتد۔(۲) (ع)۔

---

(۱) م: در ربابد؛ ب: بحوالہ 'مُصطلحات' 'درزباید'۔

(۲) شعری مثال از ب: محسن تاثیر:

مزن گُل بر سراے شیریں شمائل
کہ مصرعِ پُر کُن آں قامت نخواہد

تناظرِ میم از منظرِ طاے مهمله:

مطلعِ دولخت: مطلع[1] که هر مصرعش مضمونِ جداگانه داشته باشد؛ یکے بر دیگرے موقوف نباشد، چنانکه ایں مطلعِ صائب:

اے رُوے چوں بهشت ترا کوثر آئینه
رخسارِ آتشینِ ترا مجمر آئینه

مطراق: معروف، بمعنی آلهٔ تناسل آرند.

نوقی یزدی:

نمی دانم چه با جانِ[2] فلک کردست دانشور
که کونِ طالعش را پاره از مطراقِ غم دارد

(۱) م: مطلع، تصحیحِ قیاسی (۲) م: ماجان، تصحیح قیاسی

تناظرِ میم از منظرِ عینِ مهمله:

معرّف: معنی لغوی آں معلوم است و به اصطلاح، کسے است که شخصے را بشناساند و در فارس قوے است که آں را معرّفیه خوانند. چوں کسے بمیرد، روزِ سوم یا چهارم نظم یا نثرے در تعریف و تعزیتِ مرحوم درست کرده بر رُوے ابنا[1] و اقوامش خوانند و از آنها نقدی و خلعتے ستانند. (ع). سند در 'مال میزیه' گذشت.

معشوقه و معشوقِ روزِ بینوائی: به اصطلاح آن است که مثلاً جوانے سرش به ساده پسرے یا زنے بند شد و بعد چندے با بهترے از اُو صحبتش درگرفت. روزے وصلِ معشوقِ دلخواه میسّرش[2] نیامد. از بینوائی با هماں معشوقِ نخستیں، که دلش ازو کبیده است، درسازد و گوید: 'با معشوقهٔ[3] روزِ بینوائی ساختم'. حالا اطلاقِ آں عام است بر آنچه در ایامِ بینوائی دست بهم دهد. (ع). سلیم:

مفلس چو شدیم رُو به اُو آوردیم
معشوقهٔ روزِ بینوائیست خدا

شفیع اثر:

بے وصل نیست عاشق چوں رُو دهد جدائی
باشد خیالِ جاناں معشوقِ بینوائی[1]

درآخرِ معشوقه، نظر بقاعدهٔ عربیه، تاے تانیث است، لیکن

(۱) م: انبا (ان ب ا)، تصحیحِ قیاسی (۲) م: میسرش، تصحیح قیاسی
(۳) م: بمعشوقه، تصحیح قیاسی
(۴) حاشیه آگے ملاحظه فرمایئے۔

بقانونِ فارسیاں تاے تانیث نیست بلکہ 'ہا' است کہ اکثر در اواخرِ الفاظ زیادہ کنند۔ حیاتی گیلانی:

با ایں دلِ آسودہ چہ سازم کہ دریں شہر
نے شاہدِ شوخے و نہ عیّارۂ شنگے

ابراہیم ادہم:

نازم تمیزِ یار کہ با ایں غرورِ حسن
دائم غمِ رقیبۂ بدریش می خورد

نعمت خان عالی:

ع: ساخت زحتِ نو دریں شادی براے ہمسرہ

معشوقِ خیالی: معشوقے کہ در خارج موجود نباشد و در خیالِ عاشق متخیّل شود۔ خان خالص:

نباشد گر سرِ یاری بما آں لاابالی[1] را
کے از دستِ ما گرفتہ معشوقِ خیالی را

حسن رفیع:

دلبرے لائق نمی بیند بدل دادن رفیع
بعد ازیں دل را بمعشوقِ خیالی می دہد

معقّد: بالتشدید؛ عبارتے کہ تعقید داشتہ باشد۔ تعقید دو قسم است، معنوی و لفظی۔ اوّل: کلامے کہ غیر ظاہر الدّلالہ باشد[2] بر معنیِ مقصود از جہتِ عدمِ انتقال

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۳) نیزب؛ کمال اسماعیل:

اکنوں کہ زہیچ سو ندارد
بازارِ ہنرداں روائی
من رُو بتو آورم کہ ہستی
معشوقۂ روزِ بے نوائی

(۱) م: لاو بلالی، صحیح از ب (۲) م: باشد

ذہن بسوے معنیِ مقصودِ متکلّم بنابرذکرِ لوازمِ بعیدہ محتاجۂ وسائطِ کثیرہ با وصفِ انتفاے قرائن۔ دوم: کلامے کہ دلالتِ ظاہرہ ندارد بر معنیِ مقصود از جہتِ تقدیم یا تاخیرِ الفاظ یا سببے دیگر از حذف و امثالِ آں کہ موجبِ دشواریِ فہمِ معنی باشد و ایں ہر دو از معایبِ فصاحت و بلاغت است۔ محسن تاثیر:

زرشکِ مہرِ تاباں بس کہ در دل عقدہا دارد
معقّد مطلعِ از شعرِ خاقانی ست پنداری

معشوق بَرانی: مقابلِ 'عاشق بَرانی' کہ گذشت۔ (ع)۔ سلیم:

حیف باشد کہ زبے مہریِ تو شکوہ کنیم
ما کہ معشوق پرانِ ہمچو کبوتر بازیم

معلّق کشیدن: نوعے از ورزشِ کشتی گیران؛ و آن کلہ بر زمین گذاشتہ بآں طرف غلطیدن است۔ (ع)۔ میر نجات:

ہمچو گل ساغرِ صہباے مروّق نکشند
تا بہ پشت ہمہ چوں بید، معلّق نکشند

و کبوترے را کہ معلّق زند 'کبوترِ معلّق' خوانند۔ صائبا:

شد چوں کبوترانِ معلّق فلک مسیر
ہر خشتِ زیں بروج فلک ساے ایں حصار

تناظرِ میم از منظرِ غینِ معجمہ:

مغزِ خر خوردہ: کنایہ از احمق بے عقل۔ (ع)۔ چہ خوردنِ مغز بالخاصیہ مزیلِ عقل است۔ کمال اسمٰعیل:

خلق گویند مغز خر خوردہ
ہر کہ در احمقی تمام بود

مغزِ دیدہ بر مژگاں دویدن: کنایہ از گریۂ خونیں کردن۔ طالب آملی:

بگو تا خود چہ در خاطر خلیدست
کہ مغزِ دیدہ بر مژگاں دویدست

تناظرِ میم از منظرِ فا:

مفتول: تارِ تافتہ، خواہ از ابریشم و خواہ از کلابتون و ریسمان، چہ 'فتل' تافتن است۔ وحید:

شدم زرد و لاغر ز بس در نظر
غلط می کنندم بمفتول زر

مفرد: معنیِ لغوی آں معلوم است۔ در اصطلاح بندہ و فرماں بردار۔[1] میر نجات:

ما گدایانِ سر کوے توایم، اے تو کریم
مفردانیم بدرگاہِ تو اے فرد[2] قدیم

---

(۱) م: برداشت؛ ب: بحوالۂ 'مصطلحات' "بردار"۔

(۲) م: زرد، تصحیح از ب

تناظرِ میم از منظرِ قاف:

مقصود کلاغ باز: نام عیارِ خیالی است۔
نعمت خان عالی در "مفرح(۱) القلوب" گوید (فقرہ):
شمشیر شاہ ہر چند(۲) می بازد کہ مقصود کلاغ باز
راہمرۂ عیاری از خطۂ دل کم شود۔

مقابل کوب: چیزے کہ مقابلِ خود را از رُوے بلندی یا خوبی پست سازد۔ رضی دانش:

دُعاے ساکنِ میخانہ ہم دارد اثر دانش
در بازش مقابل کوبِ محرابست، پنداری

تاثیر:

ہر تعدّی را مکافاتے مقابل کوب است
می خورد بر سکّہ زر تا سکّہ بر زر می خورد

مقرّر است: یعنی تحقیق و ثابت است۔
ناپ حاکمِ ایران از عالمِ صادِ ہندوستان بر کاغذ ہا 'مقرر است' دستخط کند۔ (ع)۔ شاعر:

مقرر است کہ آں نورِ چشم سرو اندام
کند بباغ نظر ہمچو نورِ دیدہ مقام

مقریِ تسبیح: امامِ سبحہ، وآں گذشت وسند در طُرّہ بقلم' آمد۔(۳)

مقراضہ و مقراضک: قسمے از فنونِ کُشتی؛ وآں ہر دو پا در گردن یا کمرِ حریف بند کردہ پیچیدن است۔ (ع)۔
نظام دست غیب (رُباعی):

در رہگذرِ قاسم با حُسن و ادب
گر عاشقِ دل خستہ بیفتد، چہ عجب
زیرا کہ بہر گام(۱) براں خستہ زند
تنگِ شکر از دہان و مقراضہ زلب

فوقی یزدی:

قدرتم چوں پا بمیدانِ زبردستی نہد
فنِّ مقراضک ہمی بر پوردستاں می زنم

'مقراض' نام حلواے است۔ طرف ایہامی مصراعِ چارمِ رُباعی نظام دست غیب، کہ مسطور شد، ایں معنی است۔ آں را 'مقراضی' نیز گویند۔ (ع)۔ منیر:

قطعِ امید گر ز مقراضی
کند آئینِ اُوست مرتاضی

'مقراضۂ تیز' قسمے است از تیر کہ پیکانش(۲) دوسر باشد۔ (ر)۔ سند در 'دو تیغہ باز' گذشت۔

مقراض بر سرِ کسے راندن: مرادف 'سرِ کسے تراشیدن' کہ گذشت۔ سلمان ساوجی گوید:

آں کہ بخشیدش کلاہ و بر سرش مقراض راند
گر سرش بُرد نشاید سر ز حکمش تافتن

---

(۱) م: مفرح (م ض...)، تصحیح از ب (۲) م: شبہ چند، تصحیح از ب
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۳) شعری امثال از ب؛ محسن تاثیر:

محفلِ شہرت بہ ہنرمندی کس جہت نیست
کے از مقریِ تسبیح اذاں نطقیدست

حسین خالص:

ہر کہ شد بالانشیں، محروم شد از یادِ حق
مقریِ تسبیح اذاں بے بہرہ از ذکرِ خداست

(۱) م: کام (۲) م: پیکانش

تناظرِ میم از منظرِ کافِ تازی:

مُکاری: بضمِ اوّل وکافِ تازی؛ کسے کہ اسپ وشتر وخر بہ کرایہ ایں طرف وآں طرف برد۔ (ع)۔
شفیع اثر:

خرے دیدم در آں جا ایستادہ
بہ پُستش ریش از چوبِ مُکاری

مُکاس: بکافِ تازی وضمِ اوّل وسینِ مہملہ؛ توقف کردنِ صاحب کالا در بیع۔ (ص)۔ ہاتفی در "تیمور نامہ" گوید:

پذیرفت کالا چو نرخ تمام
مُکاسِ فروشندہ باشد حرام

مکرّر: معروف؛ ودر اصطلاح مرادف 'غیر مرغوب' است۔ خان خالص:

در حیرتم کہ باہمہ بے حاصلی چرا
دنیا بچشمِ خلق مکرّر نمی شود

تناظرِ میم از منظرِ کافِ عجمی:

مگس پرانی: بہ بائے عجمی؛ کسادِ بازاری۔ (ر)۔
شفائی[1]:

رواجِ گوہرِ افکارِ من زیادہ کند
مگس پرانیِ ہمکار در دکانِ سخن

---

(۱) م: شفائی، تصحیح از غنی (ص ۴۷)

تناظرِ میم از منظرِ لام:

مُلّا روشنی: خفاش۔ طغرا:

بسکہ طغرا بر خطِ شبرنگِ جاناں چشم دوخت
دیدہ اش تاریک شد آخر چو مُلّا روشنی

مُلّا زادہ: بالتشدید والتخفیف؛ بہ اصطلاحِ فارسیاں آلۂ تناسل است۔ عالی:

دخلہا در مُوشگافی کارِ مُلّا زادہ است
تو بتحت اللفظ واعظ گشتہ چوں مُلّا حسین

مفیدِ بلخی (رُباعی):

زاہد کہ عدوے شیشۂ بادۂ ماست
در گلشنِ ہجو سروِ آزادۂ ماست
دستارِ شیخ گلولۂ ہل سایش (۱)
ہچو سرِ تکمۂ مُلّا زادۂ ماست

مَلاحی: بالفتح؛ قسمے از انگور کہ سفید باشد۔ از لغتِ مجدالدین علی قوسی معلوم شد۔ محسن تاثیر در صفتِ اقسامِ انگور تفت یزد گوید:

نُقل و شکر و مے و صراحی
مفتونِ ملاحتِ مَلاحی

(۱) م: سائش، تصحیح از ب

تناظرِ میم از منظرِ نون:

منارِ گلبار: نامِ منارِ بلندے کہ واقع است در گلبار؛ "گلبار" بکافِ عجمی مضموم سوم بائے موحدہ، محلّہ ایست در صفاہان۔ از تصحیفِ مجدالدین علی قوسی معلوم شد۔ سلیم:

گردباد(۱) از اثرِ فیضِ ہوا در گجرات
می دہد یاد صفاہان و منارِ گلبار

منارِ کلّہ: بالتشدید؛ منارے کہ از کلہاے کشتگان بر پا کنند۔ اشرف:

مانندِ منارِ کلّہ ایں حرفِ بلند
چندیں وجہ و ہزار صورت دارد

منار: معروف؛ و کنایہ از آلۂ تناسل۔ (ع)۔
شفائی:

اُردک بچۂ خوش بلند شد بال و پرت — اندک اندک
سوداے منارِ من فتادہ بسرت — ہچوں لکلک
پروازِ منار گیرِ من شانِ تو نیست — در حوض بمیر
از گونِ تو ورنہ می پرانم بدرت — یعنی اُردک

منقارِ وقت و ساعت: حلقہ(۲) اے کہ بست و کشادِ وقت و ساعت موقوف آن است۔ (ع)۔
اشرف:

(۱) م: گردباد (۲) م: حلیقہ، تصحیح از ب

خوش وقتِ عالم از اثر و بندوبستِ تست
منقارِ وقت وساعتِ گردوں بدستِ تست (۱)

مندل: حصارے کہ عزیمت (۲) خواں از جہتِ حفظ برگردِ خود کشد۔ (ر)۔ طغرا:

شوی چو عازمِ تسخیرِ آفتابِ رُخش
زخطِ اشکِ وفا مندلِ عزائم کش (۳)

دلوے از دل؛# بقولِ صاحبِ 'رشیدی'؛ بایں معنی لفظِ ہندی است۔ طغرا:

چو مندل پا نہد در بزمِ نغمہ
نیابد دف سرِ مُو جا ازیں ساز

مَنتُو: بفتحِ میم وضمِ مثناتِ فوقانی؛ نوعے از گیپاے (۴) کوچک۔ (ر)۔ منیر در ہجوِ پُرخوارے گوید:

نشود ہیچ سیر از منتو
سخت نالد ز حسرتِ شتو

مندفہ: بدالِ مہملہ وفا؛ پنبۂ ندف کردہ فراہم آوردہ اے کہ آں را در ہند 'گالہ' (۱) گویند؛ بکافِ عجمی۔ طغرا:

طغرا ز سبو مندفہ اے بر سرِ خود نِہ
تا دست دہد گفتنِ عمامۂ مستاں

منقاش (۲): مُوچین؛ چہ 'انتقاش' (۳) برکندنِ مُوست۔ (ک)۔ اشرف:

گر منافق صفتی مُوے دماغت گردد
بہرِ دفعش دوزبانی ست بہ از صد منقاش

---

(۱) م: بدست لست (ل س ت)؛ ب: کنند تست

(۲) م: غریت (غ ر...)؛ عمید: عزیمت (ع ز...)، تصحیح از عمید

(۳) نیز ب؛ شفیع اثر:

محیطِ نقطۂ خالِ تو گشت حلقۂ زلف
چو مندلے کہ کشد گردِ خویش ہندوے

محسن تاثیر:

رنگِ رخسارِ تو برقِ خرمنِ گل می شود
خطِ سبزت مندلِ افسونِ سنبل می شود

(۴) گیپا: نوعے از خوراک کہ برنج ولوبیا و گوشت را لاے تکہ ہاے شکنبہ گوسفندی پیچیدہ وپختہ می کنند۔ 'گداک' ہم گفتہ اند۔ (عمید)

'دل' بظاہر کتابت کی غلطی ہے۔ یہ لفظ دراصل 'ڈہل' بمعنی ڈھول ہے۔ [دیکھیے، ''مندل'' در ''اے ڈکشنری اوف اُردو، کلاسیکل ہندی، اینڈ انگلش'' از جون ٹی پلیٹس A kind of drum (beaten with (نقش) [the fingers), a kettle drum.

(۱) م: کالہ، تصحیح از ب

(۲) ب: منقاش (بقاف وشین)، منتخب: منقاش ومنتاش (بالکسر، آنچہ بداں موے بینی وجز آں برکنند... بفارسی موچنہ)۔

اشٹین گاس نے 'منقاش' اور 'منتاش'، دونوں کے ایک ہی معنی دیے ہیں۔

عمید: منقاش (بکسرِ میم): آلتِ نقاشی وآلتے کہ با آں موے را از بدن می کنند۔

المنجد (اردو): مادہ: ن ق ش۔ 'نقش الشعر بالمنقاش': موچنے سے بال نوچنا۔

(۳) اشٹین گاس: انتقاش standing on the end [hair]، انتقاش taking shape, extracting [a thorne]; striking the ground with the foot to rid of a thorne or stone.

منتخب: انتقاش: شب بجز اگذاشتن چارپاے شبان وازتن برخاستہ شدنِ موے۔ انتقاش: صورت بستہ شدن وخار از تن بیروں کردن ودست بزمیں زدنِ شتر تا سنگ یا خارے کہ در دستِ او باشد، بیروں افتد و برکندنِ مو بہ موچنہ۔

تناظرِ میم از منظرِ واو:

مُو بر آوردنِ زبان: در مقامِ اغراق گویند، یعنی مُو آوردنِ زبان کہ وجود ندارد، صورت گرفت و از گفتن باز نیامد۔ (ع)۔ طالب آملی:

گفتم 'زبانِ نالہ برآورد مُو مرا'
گفت 'آں قدر بنال کہ آں مُو شود سفید'

مُو بر زبان سبز شدن 'نیز بہمیں معنی است؛ چہ 'سبز شدن' بمعنی ظاہر شدن است۔ مسیح کاشی:

بسکہ خوردم زہر بیداوش روانم سبز گشت
بسکہ گفتم کاکلش مُو بر زبانم سبز گشت

موتی خان#: بہ تاے ہندی و خاے معجمہ؛ نامِ طنبوریست کہ ابراہیم عادل شاہ، حاکمِ بیجاپور، داشت و از بس توغل بعلمِ موسیقی، ایں ہمہ عزیزش می انگاشت (۱) کہ چوں آں را از جاے بجاے می بردند در تختِ رواں گذاشتہ علم و نقارہ و کرنا ہمراہ می بود و امرا اُو را کورنش می کردند۔ سنجر کاشی در قصیدۂ مدحِ پادشاہ مذکور گوید:

رواست کورنش و تسلیم از اں بہ موتی خان
کہ شاہ چو خلفانش گرفتہ در دامن
دُرے کہ دامنِ شاہش صدف بود، شاید
کہ جاں فشانندش از مہر دایۂ معدن

مُو بر آوردن و گرفتنِ چشم: کنایہ از رستنِ مُو در چشم کہ بہ اصطلاحِ اطبا آں را 'شعرِ منقلب' گویند و آں بہ

(۱) م: انگاشت # دراصل ''موتی خان''، ملاحظہ فرمایئے، کتابِ ہٰذا کے 'فرہنگ' میں اندراج: ''موتی خان'' کے ذیل میں تفصیلات۔ (نقش)

بینائی زباں (۱) دارد۔ معز (۲) فطرت:

گدز از آتشِ عشقِ تو دادم آں چناں تن را
کہ چشمِ مُو بروں آوردہ کردم طوقِ گردن را

نشاطی سمرقندی:

تا دیدہ، دیدہ شکلِ میانت ندیدہ ہیچ
تیرہ شود ہر آئنہ چشمے کہ مُو گرفت

'در دیدہ مُو گرفتن' ہماں است۔ بنائی:

دیدم میانِ یار و ندیدم دہانِ یار (۳)
نتواں بہ ہیچ دید چو در دیدہ مُو گرفت

مُو در آسیا سفید کردن: کنایہ از کمالِ ابلہی است۔ سلیم:

پیریم و طفل خندہ بتدبیرِ ما کند
چوں صبح مُوے ما شدہ در آسیا سفید

'محاسن از آسیا سفید کردن' ہم ہماں است۔ یحییٰ کاشی:

من در سرِ گرمِ مستی بودن و گرد جہاں گشتن
مگر چوں خور محاسن را سفید از آسیا کردم

مُو دادن و فرستادن: چوں کسے بر زنے عاشق شود و وصالش دست ندہد، مُو در کاغذے پیچیدہ تُوے صندوق گذاشتہ پیشِ معشوقہ می فرستد، و ایں براے اعلامِ ضعف و نحافت است در محنتِ ہجر۔ اگر معشوقہ ہم مشتاقِ اُو باشد اُو ہم در جواب مُوے می فرستد۔ (ع)۔ مخلص کاشی:

وصلِ زلفش گے دلِ صد چاک را رُو می دہد
شانہ با ایں ربط مُوی گردد و مُو (۴) می دہد

(۱) م: بنیائی (ب ن ...) زبان، صحیح از ب
(۲) م: معز، صحیح از ب (۳) م: بار
(۴) م: بیگرد و پو، صحیح از ب

خان خالص:

می فرستم بتو از زلفِ تو مُوے، یعنی
اشتیاقم بوصالِ تو زحد بیرون است

مور در پیراہن ریختن: بے قرار و بے آرام ساختن۔ ناظم ہروی:

فلک را دید صاحب نفس و مغرور
ز انجم ریخت در پیراہنش مور

مُو زدنِ (۱) ترازو: پارۂ تفاوت بودن در یک پلّۂ از ترازو۔ میر صیدی:

میزانِ دوستی سر مُوے نمی زند
ناز و نیازِ لیلی و مجنوں برابر است

ظہوری:

حُسن می سنجد بہ ابروے تو ناز
ایں ترازو در کفش مُو می زند

لیکن ازیں شعرِ میرزا صائبا:

در خلافِ وعدہ ابرویت سرآمد گشتہ است
در کجی ہا ایں ترازو راستی مُو می زند

بمعنی کمالِ اعتدالِ ترازو معلوم می شود۔

موسیقی و موسِیقی: بحذفِ یاے خطّیِ اوّل؛ اوّل معروف است، و دوم: بحسن تاثیر در صفتِ مطرب گوید:

چناں در موسقی قادر گہر سفت
کہ عبدالقادر اُو را عبدہٗ گفت

موش دنداں: سجاف (۲) یا قیطونے کہ فاصلہ میان

(۱) م: موزوں، تصحیح از ب (۲) ب: سنجاف؛ بھید: سجاف

خطہا لیش پیدا باشد و آں را در ہند 'لہریہ' گویند؛ در رشتہ اے کہ براے زہ پیراہن از ابریشمِ دو رنگ تابند، آں را نیز 'موش دنداں' گویند۔ (ع)۔ سند در 'قیطون' گذشت و اشرف نیز گوید:

با سوادِ شب بیاضِ صبح ما ممزوج شد
دامنِ صحرا سجافِ موش دنداں یافتہ

موشک (۱) دوانی: کنایہ از فتنہ انگیزی۔ وحشی:

بتاراجِ برگِ درختاں زہر سُو
کند موذیِ بادِ موشک دوانی

نیز 'موش' از انواعِ مشہورۂ آتشبازیست۔

مُوے زہار و مُوے لب و مُوے دماغ و مُوے بینی: ہر چہار بترادف ہم اطلاق دارند بر محلِّ ناہموار (۲) و مکروہ۔ میرزا صائبا:

در دیدۂ صاحب نظراں مُوے زہارم
زاں روز کہ چشمِ تو مرا از نظر انداخت

حاجی قدسی:

برخیز بشوق از جہاں بیروں شو
مُوے لبِ روزگار بودن تا کے

سندِ 'مُوے دماغ' در 'منقاش' گذشت۔ اشرف:

بر دماغِ خلق خوردن اشرف از حرفِ درشت
خویشتن را پیشِ یاران مُوے بینی کردست (۳)

(۱) م: مشک، تصحیح از غیاث، ب و اسٹین گاس (موشک دوانی: seditiousness, troublesomeness)

(۲) م: ناہموار

(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

مُوے زنخ کندن: کنایہ از حیران و سراسیمہ بودن۔ حلالی در حسنِ گلوسوز گوید:

ماہ کہ دارد سرِ پیوستِ تو
مُوے زنخ کن شدہ از دستِ تو

مُوے کلاہ: نیفہ سمور و قاقم کہ بر دورِ کلاہ دوزند۔ سالک یزدی:

دوشینہ آمد آں مہِ خودسر، سیاہ مست
صد فتنہ می چکید ز(۱) مُوے کلاہِ اُو(۲)

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۳) نیز غنی (دیوان، ص ۱۰):

نباشد بے سرِ زلفت سرِ بوئیدنِ مشکم
کہ بُوے نافہ باشد مُوے بینی بے دماغاں را

نیز ب؛ صائب:

دیدۂ آئینہ را جوہر بود مُوے زیاد
پاک کن، چوں صوفیاں، از علم رسمی سینہ را

محمد سعید اشرف:

گر منافق صفتے مُوے دماغ است ترا
بہر دفعش دو زبانیست بہ از صد منقاش

(۱) م: چکید در

(۲) نیز ب: طاہر وحید:

از آں ابرے کہ دارد ماہ را پنہاں ز ما یارب
چہ می آید کہ از مُوے کلاہِ اُو نمی آید

تناظرِ میم از منظرِ ہا:

مہ پرست: عاشق۔ (ر)۔ ظہوری:

نیست مشکت(۱) زِ ہر کہ ہست پرس
ہر چہ باشد ز مہ پرست پرس

مہتابی: چیزِ مہتاب رسیدہ، از عالمِ آفتابی۔ شفائی:

جایے درو نماندہ کہ روزے رفو کنند
مہتابیِ فروغِ محبت کتانِ ماست

و رنگِ شکستہ نیز؛ سالک یزدی:

رنگ بر رخسارِ خوباں گشت مہتابی زدہ
وصفِ رخسارت مگر گلریز در طومار داشت

و چبوترہ اے کہ برائے سیرِ مہتاب سازند۔ طغرا:

گلِ(۲) ہر شمعِ فروغ افکنِ(۳) مہتابی شد
کز شبستاں نرود سیر کناں در مہتاب

تختِ مہتابی و 'ماہتابی' ہماں است۔ میر صیدی:

تختِ مہتابیِ حوضش کہ مربع شدہ است
رُبعِ مسکونِ زمیں را خلف اولادیست

شوکت بخاری:

ہوا لطیف و نسیم صاف و مہتاب و شبِ وصل
بہ ماہتابیِ من آفتاب راہ ندارد

'حضرت عرش آشیانی مابینِ دولت خانہ و حرم سرا صحنے دل کشا بطولِ صد و پنجاہ گز و عرضِ صد گز قرار دادہ بودند و آں را مہتابی

(۱) م: مشک، تصحیح از دیوان (ص ۴۴۳)

(۲) م: گا، تصحیح از ب (۳) م: افکن، تصحیح از ب

می گفتند۔ نقل از "آئینِ اکبری۔" "مهتابی" قسمِ معروفے از آتشبازی نیز۔ طغرا:

چو موشک[1] وا کند آہم از آتشبازیِ شوقت
بود در دستِ مژگاں ہر طرف مہتابیِ اشکم

مُہرِ کربلا و مُہرِ نماز و مُہرِ خاک و مُہرِ سجده: مُہرے کہ از خاکِ کربلا سازند و اہلِ تشیّع سجده بر آں کنند۔

صائبا:

روزِ محشر سرخ رُوئی از خدا دارم امید
نامۂ اعمالِ من صاحب بہ مُہرِ کربلاست

سلیم:

سرم گرفتہ بدل الفت از خمیدنِ قامت
بسجده گاهِ صراحی پیالہ مُہرِ نماز است

مخلص کاشی:

خاکساراں را دریں درگاه قربِ دیگر است
اعتبار از مُہرِ زر بیش است مُہرِ خاک را

سلیم:

وجودِ خاکیِ ما مُہرِ سجدۂ مَلَک است
بجُرم تم کہ دریں مشتِ گل چہ دیده خدا

مُہرۂ صفیر: ناقوسے کہ در قدیم الایّام در وقتِ جنگ می نواختند؛ "سفید مہره" نیز گویند۔ سالک یزدی:

بہ پردۂ دلِ خود بسکہ نالہ پیچیدم
پس از ہلاکِ دلم مُہرۂ صفیر شود

مِہر گیا: نباتے است بصورتِ آدم کہ ہر کہ با خود دارد مردم بہ اُو محبت کنند۔ (ر)۔ میر الٰہی ہمدانی (رُباعی):

ہر دوست نما نہ آشنا می باشد
نہ[1] زہر گیا[2] مہر گیا می باشد
وا دیده و نادیده برابر نبود
یافته و لا فته جدا می باشد

---

(۱) م: ہوشنگ، تصحیح از ب

(۱) ب: کے (۲) م: کیا

تناظر میم از منظر یاے حطّی:

میاں دادن: اجازت دادن۔ (ح)۔ فغانی:

تو میاں دہی وگرنہ بخیال در نگنجد
کہ چناں کمر کہ داری (۱) منِ بے ادب کشایم

میانجی: واسطہ و ساطت، بہر دو معنی مستعمل است، اوّل؛ وحید گوید:

پیشتر (۲) از خط بما پروانجی کردی چرا
بے میانجی آشتی با ما نمی کردی چرا

دوم؛ صائبا گوید:

میانجی من و مستانہ کار سنگ بود
دلِ مرا و غمش را بہم گذار و برو (۳)

میاں پا و میاں پاچه: شلوار۔ شفائی در ہجو گوید:

بہ بذلہ گفت بداماد، ہر چہ خواہی ہست
در آستینِ میاں پاے دخترم طیار (۴)

(۱) م: دانی، تصحیح از دیوان (ص ۱۸۹) (۲) م: پیشتر، تصحیح از ب
(۳) نیز ب: شفائی:

وارستگی میانجی ما و تو می کند
ایں ماجرا عجب کہ بروز جزا رسد

(۳) نیز جلال اسیر (کلّیات، ص ۳۶۱):

زاہد، بجانِ زہد کہ آزار ما مکن
بیجا من و میانجی دلدار ما مکن

ب: اسیر (کلّیات اسیر میں یہ شعر نہیں ملا):

دلِ بیگانہ خوے من میانجی برنمی دارد
من وشمنے کہ پیش از چشم با دل آشنا گردد

(۴) ب: دخترش تیار

میرمِ سیاہ:

میلم بمیاں پاچہٴ او بیش کشد
زیرا کہ میاں پاچہ نرگس تنگ تراست

وکنایہ از فرج نیز۔ والہ (رُباعی):

فردا کہ شود میانِ ہر طائفہ فرق
ایں رند بروں آید و آں مایہٴ زرق
در نامہٴ اعمالِ تو چیزے نبود
جز حرفِ میاں پاچہ و سرگیری (۱) و غرق

و میاں دان نیز۔ شفائی:

دے کہ رودہٴ پُر بادِ او کند قولنج
منار کلّہ بود شافہٴ میاں رانش

میاں داری: دلاّلی و درکارے واسطہ بودن۔ (ح)۔ شفیع اثر:

بکارِ خلق تفاوت ز ہیچ رہ مگذار (۲)
چو گز (۳) موافقِ حق باش، در میاں داری

محسن تاثیر:

بیش ازیں رسمِ میاں داری نمی آید ز من
در دکانِ خود فروشی چند دلاّلی کنم

چوں قوّاد و قلتباں واسطہ است میانِ عاشق و معشوق، آں جماعہ را نیز "میاں دار" گویند۔ شفائی:

(۱) م: مہر کری، تصحیح از ب۔ سرگری: آنست کہ ناعقیدان ولایت چوں با کسے، خصوصاً با سادہ اے، بد شوند: جمعے بہم شدہ او را در خانہ یا در باغے یا در صحراے بردہ با وے فعلِ بدی کنند و چوں سرِ او را یکے می گیرد و دیگرے فعلِ بدی کند، ایں عمل بہ "سرگیری" شہرت یافتہ ... (ب)
(۲) ب: سرگذار (۳) م: گز، تصحیح از ب

تنہاں چو مہر کرد کہن سال مادرت (۱)
پوشید کفش و گشت میاں دار خواہرت

و'میاں دار' باصطلاحِ کشتی گیراں، کسے است کہ چوں دو کس باہم کشتی گیرند، اُو آنہارا از ہم وا کند و نگذارد کہ باہم زور کنند۔ (ع)۔ میر نجات:

اے جواں لطف نما با ہمہ دلداری کن
با میانے کہ ترا ہست میاں داری کن (۲)

شفیع اثر:

بہرِ کشتی آسمانِ سفلہ با اُفتادگاں
کردہ یارا در میاں داری چو پرکار (۳) استوار

مَے (۴) کافور: شرابے کہ از جہتِ کسرِ سورتِ (۵) حرارت، کافور درآں کنند۔ (ع)۔ وحید:

نشاء پیری بود خوابِ گراں نیستی
مستیِ جاوید بنگر کایں مے کافور داد

میدان دادن: جا خالی کردن برائے کسے از رُوئے تعظیم وخود را بکنارہ کشیدن۔ میرزا صائب:

سہل باشد بند کردن ناخنے در بیستوں
پیشِ برقِ تیشۂ من کوہ میداں می دہد

میرزا (۶) کبیری: نوعے از خربزہ۔ محسن تاثیر:

کس را نبود چو طفل سیری
از لذتِ میرزا کبیری

میدان: معروف و باصطلاح جوہریاں عرض و طول یاقوت و زمرد و امثالہا (۱) است۔ سالک یزدی:

نمی آید بچشمِ ہمتِ ما سبزۂ گردوں
بچشمِ تنگِ انجم ایں زمرّد تنگ میدان است

میل: سنگِ نشاں۔ ابراہیم ادہم:

گردبادے (۲) کہ علم گشتہ بسر گردانی
در رہِ عشقِ تو چوں میل زمن ماندہ بجا

'**میلِ فرسنگ**' نیز گویند۔ سالک یزدی:

رہِ سرگشتگاں پایاں ندارد
کہ باشد گردبادش (۳) میلِ فرسنگ

'**نشانۂ فرسنگ**' نیز گویند۔ یحییٰ کاشی:

یک چند پائے خود برہت لنگ می کنم
ہمراہیِ نشانۂ فرسنگ می کنم

و نیز چوبِ گراں کندہ ایست کہ پہلواناں بداں ورزش کنند۔ و'**میل گیری**' نامند۔ (ع)۔ میر نجات:

میل گیری چو کند غمزہ ات از چشمِ سیاہ
میل در دیدۂ دشمن کشد از نیم نگاہ

آں را '**سنگ زور**' ہم گویند۔ صائبا:

بود کوہِ بیستوں فرہاد را گر سنگ زور
از دلِ سنگینِ خوباں است سنگِ زورِ من

و'**میل**' چیزیست کہ بداں سرمہ در چشم کشند و بدیں معنی پُر معروفست،

---

(۱) م: نادرت، تصحیح از ب
(۲) نیز حافظ (قزوینی، ص ۳۱۰):
میاں نداری و دارم عجب کہ ہر ساعت
میانِ مجمع خوباں کنی میاں داری
(۳) م: برکار، تصحیح از ب و عمید (۴) م: نے، تصحیح از ب
(۵) 'سورت' بمعنی تندی و تیزی (عمید)
(۶) م: مرزا

---

(۱) م: امثالہا (۲، ۳) م: کردباد، تصحیح از ب

وایں میل را گاہے بدارو ہاے مُزیل[۱] بصارت آلودہ و گاہے درآتش افروختہ گرم کردہ براے نابینا ساختنِ کسے چشم کشند۔ سندِ اوّل بالا گذشت۔ دوم: وحشی گوید:

شد بہار اما چہ خوشحالی مرا چوں بے قدش
شاخِ گل در دیدہ می آید چو میلِ آتشیں

میلِ گنبد: آہن یا[۲] مس مستطیلے است کہ برگنبدِ مراقد و مساجد نصب کنند و اکثر از طلا ملمع کنند۔ (ع)۔ طغرا:

بمیلِ سرِ گنبدش بر فلک
کشد سرمۂ نازچشمِ فلک

میلِ تاج: در زمانِ پیشیں میلے برتاج تعبیہ می کردند۔ (ع)۔ گرامی[۳]:

بسکہ[۴] میلِ تاج اُو روشن سواد اُفتادہ است
مردماں را در نظر شاہ صفاہانست شمع

مَے در گریباں کردن: بزور شراب دادن۔ (ع)۔ سالک یزدی:

ساقیِ بیباک می خواہد کہ مستانم کند
توبہ ام را بشکند مَے در گریبانم کند

مَے ناہار: کنایہ از امرِ ناگوار؛ چہ شراب ناہار جہتِ خلوِ معدہ پُر ناگوار باشد۔ شانی تکلو:

سیر آمدند مدّعیاں از پَے مراد
مسکیں ہنوز بادۂ ناہار می زند

---

(۱) مزیل ("بضمِ میم و کسرِ زاے معجمہ و تحتانی معروف"): "دُور کنندۂ آثارِ چیزے۔" (غیاث)

(۲) م: یا

(۳) م: گرامی؛ ب: میرزا گرامی خلفِ میرزا عبدالغنی قبول

(۴) م: بسکہ؛ ہیچ از ب

تناظرِ نون از منظرِ الف:

نابرید: غیرِ مختون، در مقامِ تحقیر گویند۔ (ع)۔
حاجی قدسی در قصۂ حجار بندیلہ گوید:

کنوں قطع بہ حرف آں نابرید
کہ در آخر قصہ خواہی شنید

ناتراشیدہ: بے ادب۔ (ر)۔ میر الہی:

بہ اصلاح از درشتی می رسد (۱) ہر ناتراشیدہ
زبانِ تیغ می باید کہ نوکِ خامہ شق گردد (۲)

ناخنک زدن: پیشۂ اجلاف والواط است کہ در حالتِ سراسر بازار از سرِ دکانِ (۳) قناد و نانبا چیزے بدو انگشت بردارند (۴) و در دہن کنند و سرِ (۵) خود گیرند۔ صاحب ایں پیشہ را 'ناخنکی' گویند۔ (ع)۔ شفائی:

چوں ببازار نہی (۶) پاے تو بے باکانہ
برتر و خشک زنی ناخنکِ عیاری

(۱) ب: تیر شد
(۲) نیز سعدی: (گلستان ... بتصحیح محمد علی فروغی، باب دوم، حکایت ۵، ص ۶۵؛ کلیات، ص ۱۱۱):

یکے ناتراشیدہ در مجلسے
برنجد دلِ ہوشمنداں بسے
اگر برکہ اے پر کنند از گلاب
سگے در وے افتد کند منجلاب

(۳) م: دکان (۴) م: بردارند
(۵) م: سہر (۶) م: بہی، تصحیح قیاسی

ولہ:

بہ تنگِ شکرت از بسکہ ناخنک زدہ است
نماندہ است در انگشتِ نیشکر ناخن (۱)

شاعرے در منقبت گوید:

آں دست کہ زد بر کمرِ مرۂ بن قیس
یک بار دگر بر کمرِ ناخنکی زن

ناخن بر یک دیگر زدن و بہم زدن و زدن: جنگ انداختن میانِ دو کس۔ صائبا:

چو مژگاں، ہر دو عالم را بہم افگندہ از شوخی
ہماں ناخن زند بر یک دگر چشمِ سخن سازش

وحشی:

تا میانِ بلبل و قمری شود غوغا بلند
می زند ناخن بہم از باد در گلزار، گل

قاضی نور (۲) اصفہانی:

چو تو سوار شوی، ماہِ نو زند ناخن
کہ در میانِ دو خورشید گرم سازد جنگ

(ج)۔ شنیدہ شد کہ چوں کسے را خواہند کہ بر سرِ ستیز آرند، ناخن بہم زنند و ایں اشارۂ تحریکِ عربدہ است۔ 'ناخن زدن' بمعنی تصرف در مزاج کردن نیز آمدہ۔ طالب آملی:

بہ صانعے کہ بہ منقارِ عندلیبِ بہار
نمودہ تعبیہ چندیں نواے ناخن زن

سنجر کاشی:

ناخن زنست بوے گلے بر مشامِ ما
ہاں، اے حکیم چیست علاجِ زکامِ ما

(۱) چراغ ... میں بھی یہی شعر بطور مثال آیا ہے۔ مطبوعہ نول کشور، ص ۴۷
(۲) غنی (ص ۱۳۹)، قاضی نور الدین نوری اصفہانی

ناخن بدل زدن' و [1] 'شکستن 'نیز۔ صائبا:

نمی تواں بدلِ کس بزور ناخن زد
چہ شد کہ تیشۂ فرہاد آہنی جنگ است

سلیم:

گر گوش او بنالۂ من نیست در چمن
ناخن کہ ایں قدر بدلِ گل شکستہ است

ناخن بسنگ آمدن: کنایہ از امرِ ناملائم پیش آمدن است ۔ صائب:

بسنگ ناخنِ ہر تشنہ لب کہ می آید
دہانِ آبلۂ پا پُرآب می گردد

ناخن گیر: معروف؛ و چیز نرے کہ ناخن درآں بند شود۔ سند در مصرع 'تند و تیز' گذشت۔

ناداشتی: بے حیائی۔ (ر)۔ شرف جہاں قزوینی:

فلک راست آئینِ ناداشتی
جہاں زود خشمی ست بر آشتی [2]

نادیدگی: معروف؛ و مفلسی و بے خبری۔
مخلص کاشی:

خواند از نادیدگی خلقِ جہاں را تنگ چشم
کہنہ پوشے گر بتقریبے قبائے نو کند

نادر برابر و نادر مقابل: نالائق و ناشایستہ و بے قدر۔ اوّل پُر معروف است۔ و دوم؛ میر صیدی طہرانی گوید:

بصاحبے کہ ازو بند بر دلے باشد
چو زنگِ آئینہ نادر مقابلے باشد

نارنج نشان: نارنجے کہ نشانِ تیر کنند و ایں مرسوم کمانداران است۔ صائب:

نیست سیمیں ذقناں را ز خطِ سبز گریز
ایں ترنجے است کہ نارنج نشاں می گردد

نار باغ سینہ [1]: کنایہ از پستان۔ میرزا صائبا:

در نار باغ سینہ حلاوت نماندہ است
اِمروز دست ازو ست کہ سیب ذقن گرفت

ناریں قلعہ: نام قلعۂ بغداد کہ واقع است در غربی شہر۔ از ''عالم آرائے عباسی'' سکندر بیگ منشی معلوم شد۔ سند در 'بخاری' گذشت۔ [2]

نارمزاج: مرادفِ 'نازک مزاج' است۔
فغانی:

بسیار مکش ایں نفسِ گرم فغانی
شاید کہ تحمل نکند، نار [3] مزاج است

نازو: بزائے معجمہ؛ گربہ۔ شیخ آذری:

چوں قسمتِ ارزاق کند شیرِ فلک را [4]
باورچی خوانِ تو زند نعرہ کہ نازو

---

(۱) م: زدن شکستن، تصحیح از ب
(۲) م: است و یا آشتی تصحیح از ب

(۱) م: لفظ 'سینہ' محاورے میں شامل کرنے کی بجائے معنی میں دیا ہے۔
(۲) شعری مثال از چراغ: تاثیر:

از الم حسنِ حسیم گردش پیمانہ است
دانۂ نارم کہ ناریں قلعہ ام میخانہ است
(ب: بتخانہ)

(۳) دیوانِ فغانی (ص ۵۷): بار (۴) ب: رو

ناسُفته گوهر مژگانی: کنایه از اشک۔

طالب آملی:

دویدم پیش و گفتم خیر مقدم آنکه افشاندم
بپایش مشتے از ناسفته گوهر ہاے مژگانی

ناشُکر: بضمِ شین معجمه، کافرنعمت۔

حاجی قدسی:

شب دلِ ناشکرِ من آرام با خنجر نداشت
سینه صد پیکاں چشید و دست ز افغاں برنداشت (۱)

ناظر: بظاے معجمه؛ میر سامان۔ (ع)۔

مخلص کاشی:

کرده تسخیرِ دلم شاہے که در دورانِ او
ناز دستور است و ناظر چشم و ابرو حاجب است (۲)

'**ناظرِ بیوتات**' نیز گویند۔ اسمٰعیل ایما:

فارغ دمے نگشتیم از بازدید (۳) ابیات
گردیده ایم گویا ما ناظرِ بیوتات

ناف اُفتادن و گسیختن: از جا رفتنِ ناف است بسبب تحملِ بارِ سنگیں یا زورِ فوقِ مقدور کردن یا خوفِ عظیم۔ چوں بارِ گراں بر شتر و قاطر (۱) اندازند، گویند: 'چناں مکید که نافش بیفتد۔' (ع)۔ زلالی در حُسنِ گلوسوز گفته:

کوه که در حکمتش (۲) تن داده است
ناف زمین است که اُفتاده است

حاجی قدسی در رزمیه گوید:

ز بیمِ کماں رنگِ خورشید ریخت
ز بیمِ سناں نافِ گردوں گسیخت

'**ناف نهادن و گذاشتن و افگندن**' متعدی۔ داراب جویا:

بسکه بارِ منتِ زلفت کشید
می گذارد نافِ آهو بر زمیں

ابراهیم ادهم (رباعی):

در سر دارم چو بشر حافیِ نے لاف
پایم نکشد منتِ خُفِ خفاف
حاصل (۳) که ز سرگرانیِ پا از کفش
پایم بزمیں نهاده از آبله ناف

اشرف:

نافهٔ مشک نباشد به بیابانِ ختن
ناف افگنده ز ہمراہیش آهوے خطا

ناف پیچ: پیچے که در ناف بہم رسد۔

صائبا:

چو از ہندی دوات (۴) آید بروں طاؤسِ کلکِ من
خورد صد ناف (۵) پیچ رشکِ کبک از طرزِ رفتارش

---

(۱) نیز ب؛ عرفی:

ز نافرمانی و ناشکریِ حق
ہزاراں عید و یک قرباں ندارد

(۲) ب میں مخلص کے دو شعر ہیں اور اِس شعر کا دوسرا مصرع دوسرے شعر سے متعلق ہے:

[۱] کرده تسخیرِ دلم شاہے که در دورانِ او
مہر بر لب زن که برخامی دلیلِ ناطق است
[۲] باده چندانکه در میخانه می گوید سخن
ناز دستور است و ناظر چشم و ابرو حاجب است

(۳) م: بازدوید، تصحیح از ب

(۱) م: قاتر، تصحیح از مید (۲) م: حکمش (۳) م: حاصیل

(۴) م: ہندودات، تصحیح از کلیات صائب (ص ۵۲۹)

(۵) کلیات: بار

نافِ هفته: روز سہ شنبہ۔ سنجر کاشی:

زاہد امروز اگر مے نخورد شرمش باد
'نافِ ہفتہ است اگر غرّۂ ماہِ رجب است'(۱)

نافِ مو: موقوف؛ پیرے کہ موہایش مثلِ موے نافہ سفید باشد۔ وحید:

عطارانش عبیر بویند
ہرچند کہ پیر و نافہ مویند

ناله ریختن: نالہ کردن۔ سالک یزدی:

اگر بتارتنم(۲) ناخنے زند مطرب
ہزار نالہ بریزم ز پردہ پردۂ گوش(۳)

نامِ آباد و دهِ ویران: مثلِ مشہور است، از عالمِ اسمِ بے مسمّیٰ۔ طالب آملی:

ملکِ یونان بہ شہر خروش
نامِ آباد و دہ ویران است

نامه را زبان کردن: کنایہ از مضمونِ نامہ بہ پیغام ادا کردن۔ میر معصوم کاشی:

ہم زبان و بہ ہیچ و بہ نامہ بر بسپار
بدوست یک قلم ایں نامہ را زبانی کن

نامشخص: کسے کہ بر یک وضع و حالت نباشد۔ طالب کلیم:

ہمچوں کلیم دیگر یک نامشخصے(۱) کو
آگہ ودستِ غفلت، پُرشغل، ہیچ کارہ

نامردم: ناکس و ہیچ کارہ؛ چہ 'مردم' لفظے ست کہ بر مفرد و جمع اطلاق کنند۔ (ر)۔ سالک یزدی:

من بہ ہر نادر برابر گے برابری شوم
ہمچوں ایں نامرداں نادر برابر نیستم(۲)

نامِ حلقه کردن و کشیدن(۳): نام کسے از دائرۂ اعتبار برآوردن؛ چہ میرزایانِ دفتر ہنگامِ ابطالِ نامِ کسے حلقہ بر دور کشند۔ (ح)۔ سالک قزوینی:

بر دائرہ اش حلقہ کند نامِ خرد را
زنجیر کہ یک سطرِ انشاے جنون است

اشرف:

کے از بد مہریِ افلاک نقشم بدنشیں گردد
کشد گر حلقہ بر نامم خطش(۴) دور نگیں گردد

'چیزے را حلقه کشیدن' نیز ہمیں معنی دارد۔ مخلص کاشی:

حلقہ می باید کشیدن گوش را
بسکہ بیکار از سخن(۵) شنیدن است

نان بر شیشه مالیدن: کنایہ از نہایتِ بخل و خست۔

---

(۱) نیز انوری (کلیات، ص ۴۶):

روزِ مے خوردن و شادی و نشاط و طرب است
نافِ ہفتہ است اگر غرّۂ ماہِ رجب است

(سنجر کاشی نے انوری کے مصرع کو تضمین کیا ہے۔)

(۲) م: تنم (۳) م: گوش

(۱) م، ب: نامشخص، تصحیح از دیوان (ص ۳۰۷)

(۲) نیز ب: میر خسرو:

بزرگی بایدت در مردمی کوش
کہ دولت گرد نامردم نہ گردد

(۳) ب: حلقہ بر نام کشیدن (۴) م: خط، تصحیح قیاسی

(۵) م: سخن

شخصے بود در کمالِ بخل و امساک عادت داشت کہ نان خورش در شیشہ می کرد و نان بر شیشہ می مالید و می خورد۔ سلیم:

سلیم از چشمِ عبرت بر فلک خورشید را بنگر
کہ ہمچو مُمسکاں بر شیشہ می مالد چہا(۱) ناں را

خانِ آرزو:

گر نگذرد بہ خست دائم مدارِ عالم
مالد بہ شیشۂ چرخ خورشید از چہ ناں را

نان در آستیں خوردن: کنایہ از افراطِ بخل، یعنی نان از نظارہ در آستیں پوشیدہ خوردن۔ (ع)۔ سلیم:

صدف نبود کہ از گرداب در چشمِ تو می آید
کہ دریا از بخیلی می خورد در آستیں ناں را

نانِ کور: موقوف، بخیل و ممسکے کہ از نانِ اُو کسے متمتع نتواند شد۔ (ج)۔ ابراہیم ادہم:

زبس ناں کور و کم سفرہ است دنیائے دُنی، گوئی
بجائے حمد، تکبیرِ فنا خوانند برنانش (۲)

نان بدیوار زدن: کنایہ از کارِ بے حاصل، از عالمِ 'نان در تنورِ افسردہ زدن' است۔ میرزا صائبا:

می روم صائب ازیں عالمِ افسردہ بروں
نانِ خود چند چو خورشید بدیوار زنم

نانِ گرجی: نانے است کہ مثالِ دائرہ میانہ تہی باشد، خامۂ گرجستان۔ (ع)۔ سند در لفظِ 'برجی'(۱) گذشت۔

نانِ نوکری: غذائے کہ از نوکری (۲) بہم رسد۔ سلیم:

بر درت (۳) بنشینم و قانع شوم بہ ہر چہ ہست
خاکِ راہِ بندگی بہتر ز نانِ نوکری

نانِ راہ: توشۂ مسافر۔ سلیم در صفتِ اسپ گوید:

دہد نہ خصمِ تو تا نانِ راہِ ملکِ عدم
بکاسۂ سُمِ خود می کند ز نعل خمیر

نان ریشہ فروش: کسے است کہ لخت ہائے نان فروشد۔ سلیم:

آنکہ چوں شاہِ گل آراستہ اش می بینی
شوخ ناں ریشہ فروش است بصد شیرینی
قندِ سر در قدمش ماندہ کہ (۴) از رُوئے نیاز
پیشِ اُو مشک و گلاب آمدہ با مسکینی

نانِ دَشتری: بدالِ مہملہ و شینِ معجمہ و تائے قرشت و رائے مہملہ و یائے معروف؛ نانے کہ از آردِ بیختۂ سبوس و دور گردہ (۵) پزند، مقابلِ آں 'نانِ خشک آرد' است، چہ 'خشک آرد' آردے است کہ از پرویزن نگذشتہ باشد۔ (ع)۔ سند در 'توشمال' گذشت۔

ناوک: تیرے کہ تیر کوچکِ معروف در آں

---

(۱) م: چہان
(۲) نیز ب: شرف سفرہ:

پیشِ ایں ہر دو دست چوں بحریں
ابر ناں کور و مفلس است و گدا

(غنی، ص ۲۷: سفرہ)

---

(۱) سند لفظِ 'برجی' میں نہیں، بلکہ 'دوبرجی' میں ہے۔
(۲) م: زکرے، تصحیح از ب
(۳) م: بزورت، تصحیح از ب
(۴) ب: و
(۵) م: کردہ، تصحیح از ب

گذاشتہ و بزہ کمان بند کردہ کشاد دہند و گاہے[1] آں را از آہن[2] سازند۔ نیے ناوک 'تیز' گویند۔ طالب آملی:

نے ناوکش کجا مژۂ شاہداں کجا
آشوبِ زخمِ نیش کجا و سناں کجا

بمعنی تیر تیز[3] مستعمل است و آں احتیاج باستشہاد نیست۔

(۱) م: گاے؛ ب: بحوالۂ 'مصطلحات': گاہے
(۲) م: دہن؛ صحیح از ب بحوالۂ م
(۳) م: تیز تیز؛ صحیح از ب بحوالۂ م

تناظرِ نون از منظرِ جیم:

نجیب: معروف: وشتر گزیدہ۔ (ص)۔

والہ ہروی:

بر نجیبانِ توکل بستہ دارم زادِ راہ[1]
ز احتیاج افزودن ورزاقش خدی خواں در قفا

(۱) ب: رہ

تناظرِ نون از منظرِ خاے معجمہ:

نخالہ گوے: کسے کہ حرف بہ تہ و بے مغز گوید۔ (ع)۔ ظہوری:

بودی نخالہ گوے ودم از مدحِ شہ زدی
خود را دقیقہ سنج و سخن بیز می کنی

نخالہ: سبوسے کہ از منخل (۱) بگذرد۔ (۲)

ہم اُو گوید:

بدر آ از نخالگی کاینجا
بدرشتی علم شدہ است غبار

نخ براے کسے تافتن: • اوفِ رُیسمان براے کسے تافتن' و آں مشہور است۔ ظہوری:

نخ دودی پے پروانہ، شمع بزم می تابد
کہ چوں در آتش اُفتد ساختن بر سوختن بندد

نخ بر چیزے پیچیدن: سر رشتہ اش گم کردن۔

ظہوری در مخاطبہ شعراے عصر گوید:

خیالات چوں موخوش است آں زماں
کہ ژولیدگی نخ نہ پیچد براں

نخجوان: بہ تقدیمِ خا بر جیمِ تازی؛ شہرے است در نزدیکی تبریز بر کوہِ بلندے واقع شدہ؛ از ''ظفرنامہ'' شرف الدین علی یزدی معلوم شد؛ و 'نخجوانی'

(۱) ب: منجل ؛ غیاث: منخل بمعنی پرویزن و غربال، منجل بمعنی داس
(۲) ب: بگذرد؛ غیاث میں 'بگذارد' کے معنی ہیں۔

ساکنِ آنجا؛ 'نخجہ (۱)' آنست کہ زناں براے نشستِ نقشِ حنا بر انگشتاں پیچند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

دلم ہست تاثیر در بندِ زلفے (۲)
کہ ہر تارِ مویش (۳) بود نخجوانی

'جامۂ نخجوانی' عبارت از سقرلات ولندرہ است۔ (ع)۔

نخلِ پیشِ عماری: نشان۔ حاجی قدسی:

زرقعہاے عزیزاں شوم مرقع پوش
چو نخلِ پیشِ عماری بکوچہ و بازار

نخل پیوند: ہماں 'برگ پیوند' کہ گذشت۔

سلطان علی بیگ راہی:

دو دل از عشق چوں باہم شود بند
یکے گردد دُوئی چوں نخل پیوند

نخلِ ماتم و نخلِ محرّم و نخلِ تابوت و نخل:

یکے از ایرانیہ گفت:

تابوتے کہ از غرۂ محرم تا نہم محرم سازند، آں را 'تابوت' گویند و تابوتِ روزِ دہم اگرچہ بشکلِ تابوت است، اما دہ برابرِ تابوت و آں 'نخل' است۔

و از دیگرے مسموع شد کہ:

آں آرایشے است کہ تابوت را کنند۔

و ھو الاصح۔ ابوطالب کلیم:

داغِ حرماں آنقدر خواہم کہ در مرگِ امید
زاں گلو خوردہ تو انم بست نخلِ ماتمے

(۱) م: نخچہ (۲) م: زلف بندی، تصحیح از ب
(۳) م: تارومویش، تصحیح از ب

اشرف:

بجنگِ جلوهٔ او نخلِ باغ کے آید
اگرچہ نخلِ محرم شود سراپا تیغ

شانی تکلو:

گفتۂ عشقم و آں نیست کہ در شہر کسے
نخلِ تابوتِ مرا بیند و شیون نکند

صائب:

خزاں ز سردی[۱] آہم چو بید می لرزد
اگرچہ در نفسے در نخل در[۲] چمن بندد

خواجہ آصفی:

نخل بندی بگلے کن سرِ تابوتِ مرا
کہ بدورانِ[۳] تو از گلشنِ حسرت چیدم

تناظرِ نون از منظرِ دالِ مہملہ:

ندانم بسر زندہ ام، یا بپا: مثلے است کہ در کمالِ تشویش گویند؛ یعنی از سراپاے خود خبر ندارم۔ (ع)۔

مخلص کاشی:

سرم تا شد از خاکِ پایش جدا
ندانم بسر زندہ ام یا بپا

---

(۱) م: سروے، تصحیح از کلیات (۲) ب: صد
(۳) م: بدوران (تیسرا حرف 'دال')، تصحیح از ب

تناظرِ نون از منظرِ راے مہملہ:

نردبان در راه نهادن و افگندن: دراثناے راه سرِ حرف با رفیقاں باز کردن تا مسافت۔ بے تعب طے شود۔ (ع)۔
طالب آملی:

مکن عمر را در خموشی تباه
ز گفتار نہ نردبانے براه

سلیم:

بگوشم کش چو گوہر داستانے
چو موج افگن بریں رہ نردبانے

نرگدا(۱)**:** گداے(۲) مبرم؛ چو 'نر'
بمعنی زشت و کریہہ(۳) و ناہموار است۔ (ج)۔ میر الٰہی:

بیا بشہر زناں رو کنیم کز ہمہ روے
خوشند مادہ کریماں ز نرگداے(۴) خنک

نرگسی: بچند معنی مسموع شده۔
اوّل: اشاره، از عالمِ 'چشمک زدن'۔ ناظم ہروی:

یاد آں شوخے کہ چشمک بر نگاہش می زدم
نرگسی بر گوشۂ چشمِ سیاہش می زدم

سلیم:

سرو چوں سایہ زپے آمده رفتارِ ترا
نرگسی زن شده گل گوشۂ دستارِ ترا

شفائی درمذمت عقیدے گوید:

در(۱) بغل نرگسی زناں شجره
آں نہالِ سیہ دلی ثمره

دوم: طنز کردن۔ طغرا:

ازاں سرِ بزمِ چمن واز ده
کہ نرگس برو نرگسیہا زده

سوم: برآوردنِ معشوق زبانِ خود را از روے ناز بقصدِ طنز۔(۲)
باقر کاشی:

ہنگامِ تکلم نرگسی ہاے ترا نازم
کہ آری ہمچو برگِ گل زباں را از دہاں بیروں

لہٗ (رباعی):

شمعے کہ سراپاے زباں آمده است
از دست و زبانِ خود بجاں آمده است
چوں شاہدِ شوخ درمیاں آمده است
چشمک زن و نرگسی زناں آمده است

نرگسی برداشتن: طنز و تحریہ کے تحمل کردن۔ ظہوری:

شمع بخیر کہ بیگانگاں(۳) بدید و رمید
چہ نرگسی(۴) زنگہ ہاے آشنا برداشت

نرگسی: قسمے از پلاو۔ یحییٰ کاشی:

دہد از نرگسی پلاو چو یاد
بود از نظمِ نرگسی دل شاد

نرگسی نام شاعرِ معروفیست۔

---

(۱) م: نرگدا، تصحیح از ب (۲) م: کداے، تصحیح از ب
(۳) م: گریہ، تصحیح از ب (۴) م: کداے، تصحیح از ب

(۱) م: نعل، تصحیح از ب
(۲) ب: بمعنی زبان برآوردنِ محبوباں ازروے عشوه و ناز و طرب و طنز و طعن و کنایہ و ایما و اشاره
(۳) م: الفاظ کچھ اس طرح پڑھے جاتے ہیں: شبنم بحرگی، تصحیح از دیوان ظہوری (ص ۶۵) (۴) دیوان: نرگسش

تناظرِ نون از منظرِ زاے معجمہ:

نزول: لفظِ عربی است بمعنی معروف۔
فارسیاں بمعنی منزل آرند۔ شانی تکلو:

وجودم را نزولِ درد وغم کن
بشرط آنکہ دلِ جاے تو باشد

تناظرِ نون از منظرِ سینِ مہملہ:

نستعلیق گو: کسے است کہ بشستگی حرف زند و الفاظ را بمخرج ادا کند و نیز چنیں کسے را گوید [کہ] بلفظِ قلم حرف می زند؛ یعنی بعبارتِ کتابی سخن میگوید۔ (ع)۔ (۱)

---

(۱) شعری مثال بہ سعید اشرف:
زِ نستعلیق گو، یاقوت لب، ریحاں خطے، داغم
کز انگشتِ شہادت می کشد خط بر غبارِ من

تناظرِ نون از منظرِ شینِ معجمہ:

نشانِ مردی: 'آلتِ تناسل' و 'نشان' نیز ہمیں معنی دارد۔ (ج)۔ محسن تاثیر:

ہر کس کہ لافِ بے غمی دہر می زند
دارد نشانِ مردی اگر کدخدا شود

نشستنِ شراب: ز جوش افتادنِ شراب۔ سلطان علی بیگ رہی:

تو چوں بجوش در آئی شراب بنشیند
تو چوں سوار شوی آفتاب بنشیند

نشستنِ تب: مفارقتِ تب۔ محسن تاثیر:

از وصلِ لبت شوقِ دل از پا نہ نشیند
ایں تب بمداواے مسیحا نہ نشیند

نشستنِ آفتاب: بہ مغرب در شدنِ آفتاب۔ سند در 'نشستنِ شراب' گذشت۔ وحید نیز گوید:

برخیز ساقیا کہ بنورِ تو زندہ ایم
عالم شود سیاہ جو بنشیند آفتاب

نشیمن: معروف؛ بمعنی نشستن نیز آرند۔ طالب آملی:

در چمن از بے دماغیِ دلِ ناشاد
صبح دمے گر کنم بہو نشیمن
گر بمثلِ صوتِ عندلیب برآید
گوش بدزدم [1] زہم زبانیِ سوسن

(۱) م: بدردم، تصحیح از ب

تناظرِ نون از منظرِ صادِ مہملہ:

نصیری: بضمِ اوّل و فتحِ دوم راے مہملہ؛ 'نُصَیر' یکے از فدائیانِ حضرت شاہ بود کہ قصۂ موت و حیاتِ او مستغنی از اظہار است۔ یاے نسبتی برآں اضافہ کردہ ہر فدائی را گویند؛ و بفتحِ اوّل و کسرِ دوم؛ قسمے از خربزہ۔ محسن تاثیر در صفتِ خربزہ بہر دو معنی بستہ:

انواعِ شکر ز بے نظیری
باشند نَصیری [1] و نُصیری

(۱) م: نُصیری نصیری، تصحیح از ب

تناظرِ نون از منظرِ طائے حطّی:

نطعی پوش: سر آمدِ پہلوانان۔ اسمٰعیل ایما:

خصم کہ خصمانہ می گیرد بہ آسانی مرا
ہمچو مجنوں کردہ نطعی پوشِ عریانی مرا

آں را تنبان پوش 'نیز گویند۔ فوقی یزدی:

کس چہ یارم نمی کند تنبان
درفنِ خویش ہست تنباں پوش

نطعی: چرمے است کہ مدّ تہا در روغن خیسانیدہ تنباں از آں سازند و سردارانِ کشتی گیراں پوشند۔ (ع)۔

میر نجات:

کشتیِ عشق کہ فن و فرجش اخلاص است
نطعیش حق دلِ عاشقِ خاص الخاص است

بعضے گویند: 'نطعی' پوستے است کہ در حالتِ کشتی برزمیں گسترند و ایں از بہر آن است کہ بر چرم البتہ پا می لغزد و از پیش می رود، بہ ایں بہانہ حریفِ کمزور کم مشق را زود از پا تواں در آورد۔ (ع)۔ و پوستے کہ زیرِ پائے اسپ خاصۂ سواری پادشاہ گسترانند از جہتِ امتیاز آواز افراسِ دیگر۔ اشرف:

شاید کہ بہر جلوۂ شب دُنش آسماں
گستردہ است نطعیِ گوہر فشانِ برف

نطعِ جواھری: ہماں 'بساطِ جواھر' کہ گذشت۔

سالک قزوینی:

بر نطعِ جواہریست غلطاں
گوہر چوں ریگ در بیاباں

و نیز پوستے کہ زیرِ پائے کسے، کہ خواہند گردنش زنند، سازند؛ و ایں رسمِ قدیم است۔ حیاتی گیلانی (رُباعی):

دیر است کہ از حیات سیر آمدہ ایم
بر کشتنِ خویشتن دلیر آمدہ ایم
بر نطعِ سیاستِ قضا دست افشاں
زود آمدہ ایم، گرچہ دیر آمدہ ایم

تا ناظرِ نون از منظرِ ظاے معجمہ:

نظر گرم کردن: [illegible]ہ کردن۔ وحید:

دلِ بیتابِ من از شوق تماشا سوزد
پیش ازانم کہ بروے تو نظر گرم شود

نظری: بہ تخمین؛ باطل؛ اصطلاحِ میرزایانِ دفتر است، چہ آنچہ قابل الابطال باشد، لفظِ "نظر"،[1] بر آں نویسند۔ (ع)۔ اُستادے (فقرہ):

فردا بر اوراقِ افعالِ اُو بجاے صحّ ذالک
"نظر" خواہند نوشت۔

مفید بلخی:

نیم ز فیضِ نگاہِ تو لحظہ اے نومید
بسانِ آئنہ ہرچند گشتہ ام نظری

مقابلِ "بدیہی"۔ تاثیر:

چشمِ حاضر سخنی کردہ نظر باز مرا
کہ بدیہی ست بہ وقتِ صبحش نظری

نظر یافتن و دیدن و داشتن: تربیت یافتن و فیض پذیر شدن۔ اشرف:

من کہ نابیناے حیرانی چو چشمِ عینکم
گر نظر یابم ز پیرِ خویش، بینا می شوم

جلال اسیر:

نہ از صیادی ترسم نہ از دام
نظر از چشمِ آہو دیدہ ام من

(1) ب: نظری

حاجی قدسی:

ز کوے اُو بہ جفا پا نمی کشم قدسیؔ
نظر ز ہمتِ مجنون و کوہکن دارم

نظر کردن: فیض دادن است۔ محسن تاثیر:

گے بود چنیں دیدہ بہ دیدارِ تو گستاخ
گویا نظرے کردہ ای امشب نظرم را

نظر گاہ: آستانِ اولیا۔ مشہدی قمی:

بر دلم خوباں نظر کردند و بنہادند داغ
چوں نظر گاہے کہ آنجا می نہد ہر کس چراغ

و ایوانِ بارِ عامِ سلاطین۔ یحییٰ کاشی:

چو شاہے کز نظر گاہے بہ خلوت گاہ جا گیرد
خیالش در دل آید چوں ز چشمِ ما رود بیروں

نظر تنگ: موقوف؛ مرادفِ "تنگ چشم"۔

صائب:

کاسے کہ برآید ز خسیسانِ نظر تنگ
آبے ست کہ از چاہ بہ غربال در آید[1]

(1) نیز ب: محمد سعید اشرف:

با نظر تنگاں نشستن عمر ضائع کردن است
می شود کوتاہ عمرِ رشتہ یا بہ سوزن است

تناظرِ نون از منظرِ عینِ مہملہ:

نعلِ دَر: بہ اِضافت: حلقۂ آہنی کہ بر دَر زنند و حلقہ بداں پیوست شود۔ (ع)۔ تاثیر:

کارہا محکم چناں بہرِ کشائش بستہ اند
کز تمنائے کشودن نعلِ در، در آتش است

نعل بریدن: داغ بصورتِ نعل[1] سوختن۔ سند در 'طاق بندی'،[2] 'طاق نمائی' گذشت۔

نعل: معروف؛ و چیزیست از چوبِ گندۂ گراں سنگ بر شکلِ نعل، کہ کشتی گیراں واکشیدہ بر سرِ دست گیرند و ایں طرف و آں طرف گردانند۔ (ع)۔ میر نجات:

نعل ہر گہ بکف آں دلبرِ مہوش دارد
ماہِ نو از ہوسِ نعل در آتش دارد

ہم چیزیست از عالمِ ریسمان کہ بکارِ توپ[3] کشی آید۔ (ع)۔ ظہوری:

گردد از نعلِ توپخانۂ[4] تو
اژدہا زار عرصۂ میداں

و آہنے کہ زیرِ پاشنۂ کفش تعبیہ کنند۔ نظام دست غیب:

گر ابروئے اُو ریخت نہ از آتشک است
کفشِ رُخِ اُو ز کہنگی نعل انداخت

---

(۱) م: بعل
(۲) م: 'طاق ہندی'؛ لیکن اصل میں 'طاق بندی' ہے۔
(۳) م: توب؛ تصحیح از ب و عمید (۴) م: توب خانہ؛ تصحیح از ب و عمید

تناظرِ نون از منظرِ فا:

نفاذ: بذالِ معجمہ؛ معروف۔ طالب آملی در قصیدہ اے کہ بنائے قافیہ اش بر دالِ مہملہ است، آوردہ؛ چنانکہ گوید:

فرمانِ ہمایونِ اُولوالامرِ ضمیرم
در طیِ رقم دست در آغوشِ نفاذ است

اکثر اہلِ ایران دالِ مہملہ را معجمہ و معجمہ را مہملہ خوانند۔

نفیرِ دادخواہاں: فریاد و فغانِ مظلوماں۔ محتشم کاشی:

خوش آں بیداد کز فریادِ ما جاناں[1] بروں آید
نفیرِ دادخواہاں سر کند، سلطاں بروں آید

نفور: نفرت کنندہ؛ و آں مشہور است۔ بمعنی نفرت نیز۔ والہ ہروی:

چوں حرفِ پریشانیِ خصمِ تو نویسند
در سطر ز ترکیب نفور است رقم را

---

(۱) م: جان؛ تصحیح از ب

تناظرِ نون از منظرِ قاف:

نقارۂ آفتابِ زرد: نوبتے کہ وقتِ شام بر در ملوک زنند و آں یکے از پنج نوبت مشہور است۔ اسمٰعیل ایما:

در آخرِ عمر عیشِ پیراں
نقارۂ آفتابِ زرد ست

نقد: پسر۔ قدسی در صفتِ حضرت علیؑ گوید:

بس است ایں دو صاحبقراں راہمیں
کہ ایں نقد آنست و آں جدّ ایں

نقرۂ جمهور: نقرۂ کم عیار۔ (ع)۔
طاہر نصیر آبادی[1] (فقرہ):

نقرۂ جمہور آشنایاں را بر محکِ دل امتحان می کنم
ہیچ یک تمام عیار بر نمی آید...الخ۔

ہر چند معنی اصلی جمہور درایں فقرہ درست نمی شود۔[2]

نقطه ریختن: کنایہ از فال زدن۔
ظہوری در مدح گوید:

نقطہ ریزد پےِ فرار[3] قرار
ناتواں تر شود ز ضعفِ تواں

نقش زدن: داو بردن۔ خان خالص:

ہر کسے در روزِ تعلّم[4] بوسہ بر دستِ تو
از سرِ جاں من گذشتم نقش را یاراں زدند[5]

---

(۱) م: نصیرابادی (۲) م: می شود، تصحیح از ب
(۳) ب: قرار (۴) م: وصلم، تصحیح از ب
(۵) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

نقشِ بدنشیں: نقشے کہ بمراد نہ نشیند۔
طالب کلیم:

مگذر[1] ز قمار بوسہ بازی
آں جاست[2] کہ نقشِ بدنشیں نیست[3]

'قمارِ بدنشیں' ازیں[4] عالم است۔ صائبا (مصرع):
مثال از نقش کم گر شد قمارت بدنشیں اینجا

نقشِ جهاں[5]: میدانے است پیش دروازۂ دولت خانۂ شاہِ صفاہاں کہ بمحور آں عمارتِ رفیعہ واقع است۔ (ع)۔ طغرا:

رسد بوے صوتش چو در اصفہاں
شود مستِ میدانِ نقشِ جہاں

از لغتِ مجدالدین علی قوسی معلوم می شود کہ آں باغے است در اصفہان۔

نقش بر آب کشیدن: کارِ عبث کردن۔ (ر)۔
ظہوری:

ترا نداشتہ جز سادگی بریں ناصح
کہ در نصیحتِ ما[6] نقشہا بر آب کشی

نقش بر آں زدن: ارتکابِ امرے بے ثبات

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۵) نیز حافظ (قزوینی، ص ۳۳۵):

نہ ہر کو نقش نظمے زد، کلامش دل پذیر افتد
تذرو طرفہ من گیرم کہ چالاک است شاہینم

(۱ تا ۳) م: بگذر را اینجاست (ب: اے ست)، است، تصحیح از دیوانِ کلیم (ص ۱۳۹)، ب: نیست
(۴) م: ارین (دوسرا حرف 'ز') (۵) م: جومان، تصحیح از ب
(۶) ب: من: یہ شعر دیوانِ ظہوری میں نہیں ملا۔

است۔(ر)۔میر صیدی:

چہ خندہ ہا کہ زند بر ثباتِ ہستی ما
فلک کہ نقشِ خوشی ہاے، بر آب زدہ

وکارِ عجیب سرانجام دادن نیز۔(مح)۔سند در محاورۂ 'از کفِ دست مُو بر آمدن' گذشت؛ ومنصوبۂ تازہ انگیختن نیز۔ صائب:

چہ نقش بود کہ بر آب زد سپہرِ بلند
کہ شیشہ را بقدح ہم زباں نمی بینم

حسن بیگ رفیع:

تیغت ہزار نقش ز جوہر بر آب زد
تا از براے کشتنِ عاشق بہانہ ساخت

'نقش بر آب ریختن' نیز ہمیں معنی دارد۔ سلطان علی بیگ رہی:

فسونے خواند ونقشے ریخت بر آب
کہ رخت کفر و دیں را برُد سیلاب

'مکرِ تازہ بر آب ریختن' ہم۔محسن تاثیر:

عاقل فریب گریۂ زاہد نمی خورد
ایں مکرِ تازہ ایست[1] کہ بر آب می زند

نقطوی[2]: فرقہ ایست از حکما کہ براے آفرینندۂ جسم وجاں، جسم ثابت کنند وآں قوم را 'مجسّمیہ'[1] نیز گویند۔ ظہوری (رُباعی):

ایں نور کز اندازِ وے اندازِ رساست
از تیزیِ ناخنش خرد عقدہ کشاست
دیباچۂ پیکرش نشد حرف پذیر
گر نقطویانش[2] پرستند بجاست

وسندِ دیگر در لفظِ 'حروفی' گذشت۔

نُقل ماتم: بضم؛ نُقلے کہ در ماتم قسمت کنند وآں در ولایت سیاہ سازند بخلافِ ہندوستان۔ شفیع اثر:

رنگِ ایجادم ز روے نُقلِ ماتم ریختند
خلق را شیریں شد از روزِ سیاہم کامِ جاں

نَقلِ مذہب: انتقال کردنِ شخصے از مذہبے بہ مذہب۔ طالب آملی:

اے برہمن نقلِ مذہب گاہ گاہے ہم خوش است
لطف کن تسبیحِ من بستان و زنارم بدہ

نُقلدان: بضمِ اوّل؛ طاقچہاے کہ بہ اشکالِ عجیبہ در دیوارہاے خانہ سازند براے گذاشتنِ نُقل ولوزیات۔(مح)۔ طالب کلیم در صفتِ خانہ گوید:

دلیلِ فرح بخشیِ جاوداں
دہن ہاے پُر خندۂ نُقلداں

'جامگاہ' نیز ہماں است۔سعیدا اشرف:

بساطِ باغ بزمِ مے کشاں بود
درختاں جامگاہ و نُقلداں بود

---

(۱) م:است، تصحیح از ب
(۲) ب: نقطری؛ لیکن ب اور م دونوں میں 'حروفی' میں 'نقطوی' ہی چھپا ہے، یعنی چوتھا حرف 'واو'۔ صحیح 'نقطوی' یا 'نقطویہ' ہی ہے۔ اس فرقے کے بارے میں تفصیل سے جاننے کے لیے ملاحظہ ہو، "تاریخ ادبیات در ایران" از دکتر ذبیح اللّٰہ صفا، جلد چہارم، ص ۶۱ بعد؛ از سعدی تا جامی (ترجمہ، جلد ۳، از تاریخِ ادبیات)، ادوارد برون، علی اصغر حکمت، چاپ دوم، ص ۵۰۵ بعد؛ تاریخِ ادبیات ایران بعہد مغولاں...، مترجمۂ داؤد رہبر، ۱۹۴۹ء، ص ۵۰۱ بعد؛ نیز اُردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، دانشگاہِ پنجاب، جلد ۸، ص ۲۷ بعد (ان سب مآخذ میں 'حروفی' یا 'حروفیہ' کے تحت تفصیل ہے۔)

(۱) م: مجسمہ، تصحیح از ب (۲) ب: نقطریانش

تناظرِ نون از منظرِ کافِ تازی:

نکاح: عقدے کہ میانِ زن وشوہر بربندد۔ کما قال عزّ وجل: 'فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ...'(۱) الآیہ۔ بمعنی جماع نیز آرند۔ از فرہنگِ ''اخلاصِ ناصری'' معلوم شد۔

'استنکاح': طلبِ جماع کردن۔ (ک)۔ طغرا:

کنم ہر کجا شاہدے را نکاح
چو طغرا بقاضی نہ بینم صلاح

(۱) سورہ ''النساء،'' آیت ۳: اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو دوسری عورتوں سے، جو تم کو پسند ہوں، نکاح کر لو، دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے۔ پس اگر تم کو احتمال اس کا ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو۔

تناظرِ نون از منظرِ کافِ عجمی:

نگہ چرانی: مرادفِ 'چشم چرانی' کہ گذشت۔ (ح)۔ ظہوری:

بر سینہ نعلِ داغم بس لالہ وگلِ من
تا کے نگہ چرانی در باغ و راغ مردم (۱)

نگیں سوار: نگینے کہ در خانۂ انگشتری تعبیہ باشد۔ (ح)۔ مخلص کاشی:

ز نامِ نیک تسخیرِ جہاں کن
نگیں، مخلص، سوارِ نامدار است (۲)

نگین خامہ: بفکِ اضافت؛ خانۂ فولادی کہ بداں تحقیر نگیں کنند۔ 'خامۂ حکاک' نیز گویند۔ سند در 'کندہ کاری' گذشت۔

نگیں نگیں: قطعہ قطعہ۔ طالب آملی:

ز خاکِ ما چو ورقہاے سکّہ تازہ ہنوز
نگیں نگیں جگرِ داغدار می یابند

(۱) ب: یہ شعر صائب سے منسوب ہے، جب کہ دیوانِ ظہوری (ص ۵۳۱) میں اس شعر کی صورت یوں ہے:

بر سینہ نقلِ داغش بس لالہ وگلِ من
تا کے نگہ چرانی بر راغ و باغ مردم

(ب: 'نعل' کی بجاے 'لعل')

(۲) نیز ب: صائب:

بجاست رفعتِ نام آوران پاک گہر
کہ ہر کہ ہست نگیں را سوار می خواہد

نگینِ دولائی: دو نگینے کہ در یک خانہ سوار باشد۔

وحید:

شوند پردہ در عیب من بروزِ جدائی
مصاحبانِ تنگ ظرف چوں نگینِ دولائی

'عاشق و معشوق' نیز گویند۔ ابوالحسن شیرازی:

باوجودِ اتحاد از یک دگر بیگانہ ایم (۱)
چوں نگینِ عاشق ومعشوق دریک خانہ ایم (۲)

نگاہ زدن: نظر کردن۔ مخلص کاشی:

دارد ستارہ شوخیِ چشمِ تو در نظر
خورشید ہم نگاہ بروے تو می زند

'نظر زدن' ہم آمدہ است۔ زلالی:

نفس بر خویش و بر دلبر نظر زد
خود از پیش وز پے دلبر بدر زد

(۱،۲) م: ام، تصحیح قیاسی

تناظرِ نون از منظرِ میم:

نمدِ آب چیں: گلیم پشمیں کہ بداں بدن خشک کنند۔

سلیم:

سر دہ سرشک، چند کشی خواری از جہاں
چوں ابر ایں قدر نمدِ آب چیں مباش

نم بیروں دادن (۱)**:** کنایہ از ریزشِ کم۔

زلالی در "شعلۂ دیدار" (۲) گوید:

بے شکست ایں شیشہ نم بیروں نداد
رخصتِ شادی را بہ سیلِ خوں نداد

گویند، 'فلاں نم بیروں نمی دہد' یعنی یک قطرہ ریزش ندارد، پُر مُمسِک است۔ (ح)۔ **'نم بروں دادن'** ہم راز گفتن است۔

والہ ہروی:

دل رازِ تو از تو ہم نہاں داشت
ایں طرف بروں نمی دہد نم

'نم داشتن' مفلس و نادار بودن است۔ خان خالص:

با صاف دلی مالِ جہاں جمع نگردد
زاں رُوست کہ در خانۂ آئینہ نمے نیست

نمکِ سنگ: ہماں **'سنگِ نمک'** کہ گذشت۔

نجف قلی خان بیگ زنگنہ:

عکسِ رخسارِ تو گل رنگ کند آئینہ را
از ملاحت نمکِ سنگ کند آئینہ را (۳)

(۱) ب: نم بیروں ندادن، بمعنی کنایہ از ریزش کم ہم نہ کردن...
(۲) م: شعلہ و یدار، تصحیح از ب
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

نم از رخسار چیدن: اشک از رخسار چیدن؛ کنایہ از دلاسا و غم خواری کردن۔ مخلص کاشی:

لبِ شورِ ریش ار بردنامِ دلِ افگار (۱) ما
آستیں سوزد اگر نم چیند از رخسار ما

نمد بخرے گذاشتن: بہ خاے معجمہ؛ بہ اصطلاح لوطیاں بمعنی ناگاہ گریختن است۔ (ع)۔

نمک چش: پارہ اے از طعام براے دریافتِ کیفیت چشیدن؛ چنانکہ ضابطۂ بکاولانِ سرکار ملوک و اُمراست۔ کنایہ از چیزِ اقلِ قلیل۔ طالب کلیم:

نمک چشی بہ کلیمِ امیدوار بدہ
ز خوانِ وصلِ تو اہلِ ہوس چو سیر شوند (۲)

نمک خوردن و نمکدان شکستن: نمک بحرامی کردن۔ محمد زمان لاہجی:

مکیدن لب شاہد و زخم کردن
نمک خوردنست و نمکداں شکستن

[گذشتہ سے پیوستہ]

(۳) نیز صائب:

از زباں لعلِ لبش تلخیِ گفتار نبرد
نمکِ سنگ کجا تلخیِ بادام کشد

(۱) م: افکار

(۲) نیز ب: طالب آملی:

ہر کہ رسیدہ غم ہبر خوانِ قسمتم
لختِ دلے برسم نمک چش گرفتہ است

ملّا قاسم مشہدی:

قاسم ایں گونہ اگر گریہ بروں خواہی داد
شور دریا ز سرشکِ تو نمک چش باشد

حاجی قدسی:

چہ شورش فگندند در انجمن
نمک خوارگانِ نمکداں شکن

نمکدان: معروف؛ و کنایہ از دہانِ معشوق۔ (ج)۔

صائب:

میانِ ما و نمکدانِ بوسہ دشمن را
ہمیشہ بر سرِ حلواے آشتی جنگ است

نمدان: بہ اصطلاح لوطیاں فرج و 'نم زدہ' و 'نمدینہ' نیز۔

نمد بگردن افگندن: دادخواہی کردن۔

سنجر کاشی:

دادخواہانہ بگردن نمد افگندہ رود
راست تا کنگرۂ بارگہِ بار خدا

نمی دانیم سرِ ما بر کدام بالین است: یعنی علم نداریم کہ قسمت کجا خواہد کشید و کجا بخوابِ عدم چشم خواہیم پوشید۔ (ع)۔ آقا رضی شاپور:

بسکہ سرگشتہ ام نمی دانم
کہ سرم بر کدام بالین است

نمدِ بیدزدہ: نمدے کہ از کرم خوردگی چشمہ چشمہ باشد۔ 'بید' نوعے است از کرم کہ پشمینہ و کتاب خورد۔ (ج)۔ و آں را 'ارضہ' گویند، چنانکہ گذشت۔

سعید اشرف (رباعی):

در دستِ کسے کہ جامِ اُمید زدہ
در روز بسایۂ گل و بید زدہ
شب، موسمِ صحراست کہ در سایۂ بید
مہتاب نماید نمدِ بید زدہ

نمک تازہ کردن: از سرِ نو عقدِ محبت بستن و عہد و پیمان تازہ ساختن۔ سالکاے یزدی:

داغہاے کہن و نو نمکے (۱) تازہ کنند
ہر کجا شور کند مغزِ جنوں پرورِ ما

خان خالص:

اشم اے نمکیں لب کہ بخواب آمدہ ای
آں قدر باش کہ باہم نمکے تازہ کنیم (۲)

---

(۱) م: کہن و نمک، تصحیح از ب

(۲) نیز جلال اسیر (کلیات، ص ۲۴۲):

با اُو بتازگی نمکے تازہ کردہ ایم
از من کنید مہر پرستاں سراغ صبح

نیز ب: محمد قلی سلیم:

جرعہ اے ریز کہ ما چارۂ خمیازہ کنیم
بوسہ اے دہ کہ بہ آں لب نمکے تازہ کنیم

تناظرِ نون از منظرِ واو:

نواخوانی: 'نوا' مقامے است از سرود۔ (ج)۔ بمجاز سخنِ خوب و خوش۔ (ع)۔ میرزا صائب در قصیدۂ مدحِ ظفر خان احسن گوید:

ہمتے بگمار تا ایں عندلیبِ بینوا
بارِ دیگر در گلستانت نواخوانی کند

و نیز آنچہ بطریقِ طنز و استہزا گفتہ شود۔ (ع)۔ ہم اُو راست:

پاک دامانِ حریفِ خارِ تہمت نیستند
شرم دار از غنچہ اے بلبل نواخوانی بس است

شفیع اثر:

الٰہی سرمہ در نائے گویت ریزد اصفاہاں
بگیرد باطنِ عشاق حلقت (۱) در نواخوانی

'نوا زدن' نیز۔ نعمت خان عالی:

گل رفت و ہیچ گوش بہ افسانہ ات نکرد
بلبل، نوا دگر بہمن بینوا مزن

نوری: جانورے است قرمز رنگ (۲) بزاق کہ تمام تنش چوں منقارِ طوطی سرخ باشد، لیکن ورائے طوطیست۔ غایتش ایں کہ گویند مثلِ طوطی حرف قابلی گوید۔ (ع)۔

محسن تاثیر:

تا کرد (۳) فلک بادۂ وحدت بہ ایاغم
چوں شعلہ بیک بال پرد نوری باغم

ظہوری (رُباعی):

---

(۱) ب: خلعت
(۲) م: قرمز رنگ، تصحیح از ب
(۳) ب: کردہ

از نوری شہ گویم و از گفتارش
در لذتم از زبانِ شکر بارش
در باغ ہماں چمن چمن می شگفید
گلہاے سخن ز غنچۂ منقارش

نیز قسمے است از زردالو۔ محسن تاثیر در صفتِ اقسامِ زردالو گوید:

از نوری آں بوجہِ احسن
شد ذائقہ را چراغ روشن

نو خط: چیز نو برروے کار آمدہ۔

میرزا صائبا:

آں زلفِ فتنہ ساز کہ عرش دراز باد
نو خط بہ آب بودہ کہ من فتنہ جو شدم

نواخت: موافق۔ میر صیدی:

اے خواجہ عیش ما و تو باہم نواخت نیست
دنیا کہ نو عروسِ تو باشد، عجوز ماست (۱)

نونِ قوسی: بہ اصطلاحِ خطاطاں نونے کہ بکمانِ حلقہ مانَد و تحریرِ چنیں نون را "قوسی نون" گویند۔ سند در محاورۂ "اگر بر آسمان رفتہ ازو ایں کار برنمی آید" گذشت و بہ اصطلاحِ لوطیاں کنایہ از فرج۔ (ع)۔

نوبر کردن: معروف؛ "نوباوہ کردن"

(۱) نیز ب: مثلاً ظفرا در معراج:

فلک گشت با نعلِ او چوں نواخت
اجابت بہ حُسنِ طلب عشق باخت

و در تعریفِ گلِ داؤدی:

چو با معجزِ نازکی شد نواخت
ز شبنم زرہ برتنِ خویش ساخت

ہم بہماں معنی است۔ میرزا محمد قلی میلی:

باز مژگانِ ترم نوباوۂ خوناب کرد
باز چشمِ خوں فشانم خیر بادِ خواب کرد

نَواجان: بفتحِ نون وجیمِ تازی؛ گروگان جان بمعنی گروگان ہم۔ از لغتِ مختصرے کہ مجد الدین علی قوسی تصنیف نمودہ، معلوم شد۔

نُورہ: چیزیست کہ براے ازالۂ مُو از بدن بکار برند؛ بضمِ اوّل و فتحِ دوم۔ (ص)۔ فارسیاں بہ سکونِ ثانی آرند۔ شفائی:

روزے صد بار می نہد نورہ ولے
ناانصافاں نمی نہندش، چہ کنم

بہ نہادن و مالیدن و کشیدن و کردن مستعمل است۔ اوّل گذشت۔ دوم؛ اشرف (رُباعی):

عریاں تنش از باد وزاں می لرزد
خوے کردہ چو شاخِ ارغواں می لرزد
او بے پروا بہ نورہ مالی و مرا
دل بر سرِ آں موے میاں می لرزد

وسوم؛ عالی گفتہ:

خواہم کہ میانِ من و تو موے نگنجد
پس نورہ کشم پشمی خرسانہ (۱) نباشم

لمؤلفہ:

موے تاریکی ز ساق (۲) لیلی شب دُور شد (۳)
نورۂ مہتاب تا مشاطۂ نورش کشید

(۱) ب: خرشانہ (۲) م: ساقے
(۳) م: شب و ورشد

چهارم: سلیم در ہجو اکولے گوید:

ہر کہ آہنگِ آش غورہ کند
موے چینی سفرہ نورہ کند

'دارو' نیز گویند (رباعی):

ایں چینے را کہ موے دارد ہر سو
می شاید اگر کنند ظرف دارو
وصفش بہ رباعی و غزل نتواں گفت
دارم فکرِ قصیدۂ لازم جو

تناظرِ نون از منظرِ ہا:

نہانخانہ: سردابہ۔ (ک)۔ فارسیاں بر 'خلوت خانہ' اطلاق کنند۔ والہ ہروی:

تا نہانخانۂ عرفانِ خدا جز تو رسل (۱)
رفتہ در راہِ طریقت ہمہ بر پائے مجاز

فطرت:

ساقی بدہ آں آئینۂ رازِ نہاں را
از غیر پرداز (۲) نہانخانۂ جاں را

---

(۱) ب: خداوند رسل (۲) م: بے پرواز

تناظرِ نون از منظرِ یائے حُطّی:

نیچۂ عیاری: نیچہ ایست کہ عیاراں دارند؛ بیہوش دارُو در آں پُر کردہ بر رُوے بینی شخصِ خوابیدہ گذارند و پف کنند۔ بیہوش دارُو بدماغ صعود کند و چناں از خود برد کہ تا دیرے بخود نیاید۔ (ع)۔ اشرف:

نے کہ از شورِ نوایش عالمے بے دست و پاست
نیچۂ (۱) عیاریِ بیہوش دارُوے نواست

نیمدار: ملبوس و مفروشِ استعمال تمام یافتہ؛ دراصل 'نیم مدار' بود۔ (ع)۔ اشرف:

افگند طرحِ حرمی از سایہ ہاے نیم
دامانِ دشت ساختہ نو فرشِ نیمدار

شفائی:

می شود زیرِ پیچِ دستارش
کلمِ نیمدار یک خروار

'کلم' مخففِ 'کلیم' است۔

نیفۂ روباہ: چشمِ روباہ کہ از آں پوستین سازند۔ نظیری نیشاپوری:

خشک و خار صحنِ بستانش
نافِ آہو و نیفۂ روباہ

نیم جان: عاشق۔ وحید:

مسیح فاتحہ خوانست نیم جانِ ترا
دواست دادنِ جاں رنجِ ناتوانِ ترا

(۱) م: نیچہ، تصحیح قیاسی

نیم زبان: شخصے کہ از حیا و ادب یا صولتِ مخاطب سخن را تمام نتواند گفت۔ (ع)۔ باقری کاشی:

گرچہ رُوے سخن امروز سراسر باماست (۱)
ما ز کم حوصلگی نیم زبانیم ہمہ

نیم تہ کردن: از کمر گرفتن و انداختن۔ ہاتفی در "تیمور نامہ" گوید:

یکے نیم تہ کردہ قصاب وار (۲)
بے قوچِ جنگی در آں کارزار

نیل کشیدن: داغ سیاہ گذاشتن۔ صائب:

آہِ ضعیفِ من (۳) کہ بہ روزن نمی رسید
بر رُوے چرخ نیل کشیدن گرفت باز

نیلِ چشمِ زخم: داغ سیاہے کہ براے دفعِ عین الکمال بر چہرۂ اطفال گذارند۔ صائب:

تیرہ بختی نیلِ چشمِ زخمِ جانِ روشن است
در سیاہی بیش باشد زندگانی آب را

'خطِ نیل' ہمین است۔ ظہوری در تعریفِ خوش نویسی ممدوح گوید:

بہرِ چشمِ دشمناں میلِ سیہ تاب است الف
دوستاں بینند لیکن خطِ نیلِ شاہداں

نیک: مرادفِ 'خوب'؛ بمعنی بسیار نیز آرند۔ گویند 'فلانے نیک بدحال است' یعنی بسیار بدحال است۔ طالب آملی:

(۱) م: ماباست، تصحیح از ب (۲) م: قصاب دار، تصحیح از ب
(۳) م: دن، تصحیح از کلیاتِ صائب

دردومحنت گرچہ درصورت ریک اُفتادہ اند
لیک درمعنی چو بینی، نیک نیک اُفتادہ اند
سندِ دیگر در 'اکسیرِ رنگ'، 'اکسیرِ مردمی' گذشت۔

نیم کاسہ زیرِ کاسہ داشتن: کنایہ از مکروحیلہ۔ (ع)۔ طغرا:

ز ماہِ چاردہ ہرگز نپرسید آں ہلال ابرو
کہ چندیں نیم کاسہ زیرِ یک کاسہ چرا دارد

نَے پیچ: بالاضافہ: نَے غلیاں کہ درونش تار جست وبرنج وآہن ونقرہ گیرند وآں پیچدار باشد۔ (ع)۔ تاثیر (رباعی):

در شکم ازاں کہ اضطرابے دارد
قسمت ز لبت زہرِ عتابے دارد
دارد(۱) نَے پیچ سخت بیتاب مرا
کز زلفِ تو مشق پیچ وتابے دارد

ایضاً، لہٗ:

بسکہ پیچید بخود فکر از بالائش
نَے پیچ است کنوں پیشِ قدِ رعنائش

نیزۂ خَطّی: بفتحِ خاے معجمہ: نیزہ اے کہ از خط آرند وآں موضعے است در یمامہ کہ نَے نیزۂ خوب در آنجا بہم رسد۔ (ن)۔ آں موضع منبتِ نَے نیزہ نیست، بل درآنجا از جاے آرند وفروشند۔ (ق)۔ طالب آملی:

نیزۂ خطّی بدستِ او کند
با دلِ دشمن زباں اندر دہاں (۲)

(۱) م: دارو، تصحیح از ب
(۲) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

نیل بزباں رفتن: رنگرزاں را چوں نیل از کار رود، حرف دُور از کارے شہرت دہند وآں را علاج کالا دانند، مشہور است در ایران وہند۔ نظام دست غیب:

حرفِ وصلِ من وتو می گویند
بزیاں(۱) رفتہ مگر نیلِ فلک

نیم تسلیم: دست بناف رسانیدن وخم شدن برائے سلام 'نیم تسلیم' است، ودست بزمیں گذاشتن وبر پیشانی گرفتن 'تمام تسلیم'۔ (ع)۔ سند در تحقیق بناف گذاشتن، و نہادن گذشت۔

نیم آورد: محلہ ایست در اصفہان۔ (ع)۔

نیکی کردن و در آب انداختن: بے توقعِ عوضے با(۲) کسے نیکی کردن۔ (ج)۔ صائب:

می کند نیکی و در آبِ رواں می افگند
ہر کہ نقدِ جاں نثارِ تیغِ قاتل می کند

نَے در ناخن کردن: تعذیبے است کہ نَے را سرتیز وباریک تراشیدہ در ناخن شکنند۔ (ع)۔ صائبا:

می کند امروز صائبؔ موم، نَے در ناخنم
من کہ ناخن گیری کردم بہ آہے خارہ را (۳)

[گذشتہ سے پیوستہ]
(۲) نیز ب، صائب:

اگر شبنم رباید آفتاب از نیزۂ خطی
تو با آں قدِ رعنا حلقہاے چشم بربائی

(۱) بزبان (تیسرا حرف 'ب') (۲) م: با، تصحیح قیاسی
(۳) حاشیہ آگے ملاحظہ فرمایئے۔

نیلوفرِ ماتم: گلِ نیلوفر کہ از جہت سیہ رنگی
بر سر نمی زنند إلا سیہ پوشان ماتم۔ میرزا صائب:

شمعِ نیلوفرِ ماتم زدہ از شعلہ بسر
ظلمت اندوخت شم بسکہ ز ہجرانِ کسے

نیمرو: برائے مہملہ: ہ ن گھیو نیمرو
کہ گذشت۔ شفیع اثر:

با حبابش نیمرو را بحث از بدگوہریست
اوز عماں خیزد ایں از چشمۂ آب بقاست (۱)

نیم تاج: ار دیبا بافند و بجواہر
مرصع کنند۔ (خ)۔ بر سر نو عروس گذارند۔ ناظم ہروی:

مرصع نیم تاجے بر سرش بود
کہ ماہِ نو کلاہِ زرگرش بود

تناظرِ واو از منظرِ الف:

واجبی: وظیفہ معیّن۔ میرزا صائب:

می رسد واجبی ما ز نہاں خانۂ غیب
ما چہ شرمندگی از عالمِ امکاں داریم

واسر نکیدن: اعراض کردن۔ (خ)۔
محمد حسین شہرت:

زدم بم بر سر ناہید چوں ناسازیش دیدم
چو با من ناتلنگی (۱) کرد، من ہم واسر نکیدم

واشدن: شگفتہ شدن و از تکلف بر آمدن۔
صائب:

صد خندہ بلبل از گلِ تصویر وا کشید
آں غنچہ لب ہنوز بمن وا نمی شود

و نیز مرادفِ 'از سر وا شدن' کہ گذشت۔ محسن تاثیر:

آنچہ دولت خوانیش برقِ نگاہے بیش نیست
اعتبارات جہاں تا دیدہ ای وا می شود

واقع شدن: معروف؛ کنایہ از دوچار شدن۔ (۲)
ظہوری:

سلامت از ہمہ راہے بروائے یار، خوش بادت
اگر واقع شود از ما سلامے ہم سلامت را

حیرتی (۳) ساوجی:

گذشتہ سے پیوستہ]
(۱) نیز ب: محسن تاثیر:
شبے نعد مژۂ خوں فشان من تاثیر
کہ نے بناخن صد تیغ بے کباب نکرد
(۲) نیز ب: سید حسین خالص:
حق القدم گرفت گہر ہائے نیم رو
پائے کسے کہ آبلہ زد در سراغ ما

(۱) ب: چوں از من ناتنگی ... (۲) م: خوردن، تصحیح از ب
(۳) ب: صوفی

دلم پاک است و چشم پاک، گے محرم سرت گردم
اگر واقع شود ایں حرفہا خاطر نشانش کن

واقعہ: معروف؛ وخوابے کہ در خواب دیدہ شود۔
قاسم ارسلان:

رُوے در واقعہ بنمود بما یار امشب
ہست جاں بردن ازیں واقعہ دشوار امشب

ومُردن نیز۔ حضرت کمال خجند:

مارا بروزِ واقعہ خاطر بآں خوش است
کز خاکِ آستانِ تو تصدیع می بریم (۱)

واقف باش: یعنی خبردار باش۔ وحشی:

وحشی از دستِ جفا رستِ دلم واقف باش
کہ نیفتد سروکارت بہ جفاکار دگر

اوجی نطنزی:

فولاد شود آب ز خوں گرمیِ زخم
بر من چو زنی تیغِ ستم، واقفِ دم باش

وا کشیدن و وا افتادن: درازکشیدن۔ صائبا:

سرو (۲) تراز سایہ چکد آبِ زندگی
گردید خضر ہر کہ دریں سایہ واکشید

آصفی:

آصفی مرغِ سحر نعرہ زناں ست ہنوز
گل بصد ناز قبا کندہ (۳) وا افتادست

---

(۱) نیز حافظ (قزوینی، ص۳۵۰):

بروزِ واقعہ تابوتِ ما ز سرو کنید
کہ می رویم بداغِ بلند بالائی

(ب: 'ما' کی بجائے 'من')

(۲) م: سرد (۳) م: کندۂ (بااضافت)

'واکشیدن' بزور و حیلہ چیزے از کسے حاصل کردن نیز؛ لیکن درایں حالت صلۂ آں اکثر حرف 'از' واقع شود و گاہے نہ۔
صائبا:

ہرگز نشد کہ بر سرِ حرف آورم ترا
من کز دہانِ غنچہ سخن واکشیدہ ام

رضی دانش:

غنچہ شو در گوشہ اے شاید نگاہے واکشی
در کمینِ چشمِ شرم آلود صیادانہ باش

وازدن: بازگرداندن۔ طالب آملی:

گر عناں وازند آں ابلق آتش پَے را
رگِ شوخیش پُر از خونِ تکاہل (۱) گردد

خان خالص:

سر ز معشوقیِ ما وا زدنت پُر زود است
کاکلت مایۂ صد زلفِ ایاز است ہنوز

وازدنِ متاع: از گرانی بہ ارزانی برگردیدن کالا است۔ (ع)۔ فریدوں سابق (۲):

تواں خرید بصد جاں ز یار نیم نگاہ
متاعِ ناز دریں چند روز وازدہ است

واگیر: چوں دو حریف باہم کشتی گیرند یکے دیگرے را بر زمین زند، او گوید: 'من بے خبر بودم، ہاں، واگیر است' یعنی دوبارہ کشتی باید کرد۔ (ع)۔ میر نجات:

وقتِ واگیر تو شاید بفسون و نیرنگ
کہ نہ استد بہ جہاں سنگ دگر بر سرِ سنگ

---

(۱) تکاہل: خود را کاہل نمودن (غیاث)
(۲) ب: حاجی سابق، غنی: حاجی فریدوں بیگ سابق (ص ۶۲)

وا بگوئی: مرادف 'باز گو ئی' وآں گذشت۔

'بساز' 'نوا' مرادف یک دیگراست۔ باصطلاح موسیقیاں جماعہ' خوانندگاں چوں حاضر شوند نقشے راکہ جماعہ[1] اوّل تمام کنند، ہماں نقش را جماعہ' دوم سر کنند۔ (ع)۔ زلالی:

درین گلخن برآید[2] از در و بام
صدائے کودک و واگوے تمام

وایہ[3]: بقول صاحب رشیدی 'بایست و مراد' و بقول صاحب جہانگیری 'حاجب و مراد'۔ تخالف لفظی است وإلّا مراد متحد است۔ ظہوری:

چنیں گر دہد وایۂ شاعراں
بشعری رسد پایۂ شاعراں

ولہ:

ز سوز[4] عشق ظہوری بہ وایہ ای نرسی
اگر نہ مایۂ صبر[5] تو در سفر باشد

محسن تاثیر:

با علم ریائی نتواں طالب حق شد
سعیے[6] کہ بہ بندی ز جہاں وایۂ دیگر

وحید:

گر کام وحید از تو طلب کرد مرنجی
جز سوختن خویش دگر وایہ ندارد

برخلاف اہل لغت 'وایہ' بمعنی متا، گفتن و بشعر مذکور وحید، کہ بمعنی مراد و درآں درست می شود، متمسک شدن بہ غریب است۔

وابوسیدن: اعراض کردن و بے دماغ شدن۔ (ع)۔

یحیٰی کاشی (رباعی):

یحیٰی گل بوسہ زاں دہاں تا چیدم
در باغ جہاں غنچۂ بدبو دیدم
با آں ہمہ آرزو لب لعلش را
یک مرتبہ بوسیدم و وابوسیدم

واوِ چقماقی: باصطلاح خطّاطان واوے کہ بہ چقماق مشتبہ باشد۔ سند در 'چقماقی' گذشت۔

---

(۱) م: جمع، تصحیح از ب (۲) م: برآمد، ب: برآید
(۳) م: دایہ (پہلا حرف 'دال')، تصحیح از ب
(۴) م: سود، تصحیح از دیوان؛ ب: شور (۵) ب: چیز؛ دیوان: صبر
(۶) ب: باشد

تناظرِ واو از منظرِ خاے معجمہ:

وخ: مرادفِ واہ واہ۔ فوقی:

خداداد است فوقی را چناں دُردانہ اے وخ ہی
کہ با اندازِ[1] معشوقی ہزاراں عشوہ ضم دارد

وُخ جان نیز۔ ولہ:

دراں محیط چناں غرقِ خوش دلی گشتم
کہ موج می زدم از لب نواے وخ جانے

وخ وخ: کلمہ ایست کہ در وقتِ خوش آمدنِ چیزے گویند۔ (ر)۔ ہم اُو گوید:

بباغ کس چو تخمِ ذوق می کاشت
نواے وخ وخے با خویش می داشت

تناظرِ واو از منظرِ راے مہملہ:

ورقِ خام: کاغذِ اصلِ میرزایانِ دفتر کہ حک واصلاح در آں واقع شدہ باشد واز آں دیانت وخیانت آں جماعہ ظاہر شود۔ طغرا:

ناوک اندازِ غمش زیں دلِ ناپختہ رسید
چوں دبیرے کہ جفا از ورقِ خام کشید

وِد وِدِ پُف: بہ کسرِ ہر دو واو وضمِ باے عجمی؛ آہستہ آہستہ دم کردنِ فسوں گراں، چنانکہ داب آنہا است۔ سعید اشرف:

دل آراے کہ می گویند تنہا کوست پنداری
صداے بچہ اش ورِ ورِ پفِ جادوست پنداری

اوّل مشدد نیز؛ چنانکہ فوقی یزدی گوید:

اے فلک از ورّ ورِ بگذر کہ اینک فرقدین
کردہ سبح سحرِ باطل در کسِ افسونِ تو

ورکار: بہ اصطلاحِ لوطیاں، کنایہ از موضعِ مخصوصِ زناں۔ (ع)۔

---

(۱) م: باندازِ؛ ب: بانداز

تناظرِ واوازمنظرِ زاے معجمہ:

وزیدنِ بو: انتشارِ بو۔ سنجر کاشی:

همہ وسواسِ تمنا، همہ سوادے وصال

می وزد بوے جنون از گلِ اندیشۂ ما

تناظرِ واوازمنظرِ صادِ معجمہ:

وضعِ بے شیرازہ: طور و حالِ مختلف۔ (ع)۔

محسن تاثیر:

وضعِ اُو تاثیرِ بے شیرازہ چوں دفتر شود

قسمتِ آں را کہ از سررشتۂ دفتر کنند

'وضعِ اوراقی' نیز گویند۔ (ع)۔

وضو گرفتن: وضو کردن۔ فوجی نیشاپوری:

دلہاے پاک راز ازل فیض دادہ اند

گوہر بہ آبِ صافیِ طینت وضو گرفت

وضو داشتن: احتیاجِ وضو داشتن۔

حسن رفیع:

کاہلی در نماز کرد امروز

زاہدِ ما مگر وضو دارد

تناظرِ واو از منظرِ قاف:

وقت و ساعت: بواوِ عاطفہ؛ چیزیست از عالمِ گریال (۱) کہ ساعتِ شبانروزی از آں دریابند (۲) و آں را در عرف 'گریالِ (۳) فرنگی' گویند۔ (ع)۔ محسن تاثیر:

در چشمِ اہلِ عالم تا در شمار باشی
مانندِ 'وقت و ساعت' پا را شمرده بگذار

شفیع اثر در مدحِ ممدوح گوید:

کدورت در دلِ تنگِ حسودش
چو ریگِ وقت و ساعت شد حصاری

ہم اُوراست در ہجوِ اسپ:

چو ریگِ وقت و ساعت آں سبک پے
بروزے میکند دہ گام (۴) را طے (۵)

از ایں ہر دو شعر بمعنی شیشۂ ساعت ہم معلوم می شود۔

وقواق: بہر دو قاف: درختے است کہ بار آں بصورتِ آدمی و دیگر حیوانات باشد و تا بر درخت باشد، سخن گوید۔ بعضے گفتہ اند کلمۂ 'وقواق' از آں بگوش می رسد۔ بقولِ بعضے 'وقواق' نام جزیرہ ایست کہ درخت در آنجا می شود۔ (ر)۔ اسلام خان والا در مثنوی رزمیہ گوید:

ز سرہاے آویختہ بر شجر
درختاں چو وقواق شد در نظر

---

(۱) یعنی گھڑیال: ب: گھڑیال (۲) م: و ریابند
(۳) م: کریال (۴) م: دہ کام، تصحیح قیاسی
(۵) نیز ب: محسن تاثیر:

چو وقت و ساعت، آں ساعت دماغم ''۔۔ می گردد
کہ می گیرم حسابِ دفترِ لیل و نہارِ خود

رفیع واعظ قزوینی:

غافلی ایں وقت و ساعتہاے میناکار چند
جہد کن، ایں وقت و ساعت را بغفلت مگذرد

تناظرِ واو از منظرِ یاے خطی:

ویران شهر: نام جائیست کہ زعفران خوب درآنجا بہم می رسد۔ محمد قلی سلیم:

از حالِ خرابِ من خبر می گوید
رنگم کہ چو زعفرانِ ویراں شہریست

تناظرِ ہا از منظرِ الف:

ہایہاے: از اصوات است در صفتِ نالہ وآہ واقع شود۔ سند در چشمِ موزن 'گذشت۔ بحذفِ یاے خطی آخر نیز۔ مومن استرآبادی:

ہاے وہوے می رسد امشب بگوشِ ہوش باز (۱)
ہمنشیں از گریۂ پُر ہایہا معذور دار

وازایں عالم است حذفِ یاے لفظِ 'واے'؛ چنانکہ میر معز (۲) فطرت گفتہ:

نالہ انگشتے زند گر بر لبِ خاموشِ من
آسماں فریاد بردارد کہ اے واگوشِ من

لامحالہ سراج الدین علی خان اعتراضے (۳) کہ بنا بر حذفِ یاے آخرِ ہایہاے درایں شعرِ شیخ محمد علی حزیں کردہ اند،

دل بے تو چو شیشۂ شکستہ
از گریہ ہایہاست ما را (۴)

رفع می شود۔

---

(۱) م: یار، تصحیح از ب (۲) م: معز (دوسرا حرف 'غ')
(۳) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: "تنبیہ الغافلین"، ص چہل و ہشت، نیز ص ۲
(۴) نیز ب: فردوسی:

بکندند موے و شخیدند روے
ز ایراں برآمد یکے ہاے و ہوے

سنجر کاشی:

سلماں بدشت ارزن اگر دیدہ ہم چنیں
بگریستے بحالم آنگہ بہ ہاے ہاے

تناظرِ ہا از منظرِ دالِ مہملہ:

هد: مقامے است در تفت یزد۔ محسن تاثیر [در] صفتِ اُو گوید:

شد خامۂ من بہ ایں فضائل
در وصفِ ہدش بعجز قائل۔

تناظرِ ہا از منظرِ رائے مہملہ:

هراسه: صورتے است کہ بزرگراں(۱) در کشتہا برائے رماندنِ طیور سازند۔ (ج)۔ ظفرا در ہجو پوچی گوید (فقرہ):

وقتِ چوگان بازی چوگان در زیرِ بغل زدن واز بیوقوفی تا آخر انتظارِ قابو کشیدن بدستِ خود ہراسۂ پالیز شدنست۔

هر هفت: آرایشِ مفحگانہ کہ آں حنا و وسمہ وگلگونہ وسپیداب وزرک وغالیہ وسرمہ است۔ (ر)۔ صائب:

در انتظارِ تو ہر ہفت کردہ ہشت بہشت
نظر سیاہ مگرداں بہ ہر تماشائے

هر چه ایں می زند یا نوازد آں می رقصد: یعنی آنچہ ایں می گوید، اُو می کند؛ مراد از تابع بودن است۔ مستنبط است از نواختنِ صاحب عمل ساز را و رقصیدنِ رقاص بر آہنگِ اُو۔ (ع)۔ سعید اشرف:

خوردہ رقاص دمِ سازندہ
ہرچہ ایں می زند، آں می رقصد

طالب آملی:

بر نوائے تو جاوداں رقصم
ہرچہ بنوازی آں چناں رقصم

هر دو یکی: یائے آخر معروف؛ قمے است از کشتی

(۱) م: برزگران، تصحیح از عمید

که یک دست از بالاے دوشِ حریف گذارند و به پشت و کمرش رسانند و دستِ دوم سُوے هر دو شاخش درآورند و هر دو دست باهم منضم ساخته بزور زنند۔ (ع)۔ سند در "سگگی" گذشت۔

هرزه وکیلی: بے موجب در معاملۂ کسے دخل کردن۔ میرزا رفیع واعظ علیه الرحمه در "ابواب الجنان" گوید (فقره):

اوقاتِ شریف را رایگاں به هرزه وکیلی ردّ و قبولِ
این و آں می بازی۔

هرزه خرج: زرِ بے مصرف خرج (۱) کن۔
میرزا صائب:

بچشمِ هرزه خرجم (۲) هیچ دخلے در نمی آید
چه حاصل زیں که ابرِ من مسخّر کرد دریا را

هرزه چانگی: به جیمِ عجمی؛ بیهوده گوئی، ژاژخائی۔ (ع)۔ فوقی:

بس است فوقی ازیں هرزه چانگی، (۳) تا کے
خوش است شرم، مزن چوں کلاغ ایں همه قاق
'قاق' بهر دو کاف؛ آواز کلاغ است

هریسهٔ دیگِ قشری (۴): به اصطلاحِ الواط کنایه از غائط (۵) و براز۔ (ع)۔

(۱) م: خرج (۲) م: خوجم، تصحیح قیاسی
(۳) م: چانگی (۴) م، ب: قشری
(۵) م: غائظ (آخری حرف "ظ")، تصحیح از عمید

تناظرِ ها از منظرِ زاے معجمه:

هزاری: به اصطلاحِ کُشتی گیراں کسے است که روزے هزار بار ورزش تختهٔ شلنگ کند۔ (ع)۔
میر نجات:

اے که در هندِ جفا تیغ تو کاری باشد
منصبِ تختهٔ شلنگِ تو هزاری باشد

هم چنیں 'هشت هزاری'۔ (ع)۔ میر نجات:

چه عجب تخته اگر عودِ قماری گردد
جاے گیرِ قدمت هشت هزاری گردد

هزاهز: بهر دو زاے معجمه؛ جنبیدن پے در پے؛ چه تهزهز 'جنبیدن است۔ (ک)۔ سنجر کاشی:

هنگامِ هزاهز خزانست
در مرز ازاں صبا وزانست

هزار رنگ بر آمدن: بچندیں طور آراستن خود را۔ (ع)۔ سلیم:

هزار رنگ بر آمد به پیشِ روے تو گل
ولے نشد که تواند نمود رنگِ ترا

هزار خانه: شکنبهٔ (۱) گوسفند و امثالِ آں۔ (ج)۔ از عالمِ معدهٔ انسان۔ سلیم در هجوِ پُر خوارے (۲) گوید:

پے کیپا چو اُو روانه شود
آفتِ صد هزار خانه شود

(۱) عمید میں اِس کے چار تلفظ ہیں: اِشکنبہ، شِکنبہ، اِشکمبہ، شکمبہ
(۲) م: خارے

هزار بیشه[1]: پیالۂ کلاں۔ شاعر[2] گوید:

بیخود مرا ز نرگسِ بدمست کرده ای
از یک هزار بیشه مرا مست کرده ای

و نیز چیزے کہ تُوے اُو چیزہاے دیگر باشد۔ مثلاً کاردیست کہ در دستہ اش مقراض و منقاش و قلم و دوات و کذا و کذا باشد، یا ظرفے کہ ظروف دیگر تُوے اُو گذارند و عند الحاجت برآرند۔ از اہلِ ایران شنیده، بل پیشِ آں جماعت دیده شد۔

---

(۱) م: بیشہ (باضافت)؛ ب: پیشہ؛ عمید: بیشہ، پیشہ
نوعے جعبہ کہ در قدیم می ساختہ اند و چندیں
خانہ داشتہ و در آں اسباب سفری گذاشتہ اند۔
(عمید در ذیلِ 'ہزار بیشہ' و 'ہزار پیشہ')

(۲) نیز ب: میرزا صائب:

چہ غم، تہی اگر از بادہ جام و شیشۂ ماست
کہ چشمِ پُرفنِ ساقی ہزار پیشۂ ماست

عبدالرزاق فیاض:

از یک نگہش ز دست رفتم
چشمِ تو ہزار پیشۂ ماست

محمد قلی سلیم:

گہے گل است و گہے آفتاب و گہے ماه
ہزار پیشہ بود جامِ مے بمجلسِ شاه

تناظرِ ہا از منظرِ سینِ مہملہ:

ہست و بود: مرادفِ 'بود و نبود'

و آں معروف است۔ ظہوری:

عشق تقسیمِ ہست و بودم کرد
دل ز دلدار و جاں ز جانان است

مثلاً کرباسے بہ خیاط دہند تا جامہ قطع کند۔ اُو گوید: 'کرباس کم است، بجامہ نمی رسد۔' گویند: 'ہست و بود کن۔' یعنی ہر قدر کہ ہست در ہماں جامہ طیار کن۔ (ع)۔ طالب لاری:

یک بوسہ دار[1] بیش نباشد دہانِ یار
باید برائے قوتِ دل ہست و بود کرد

---

(۱) م: دار، صحیح از ب

تناظرِ ہا از منظرِ فا:

هفت پشتِ کسے را به سگِ آبی رساندن: کسے را به تعریفِ غیر واقع بکمالِ اغراق و مبالغه ستودن ۔ چوں شخصے تعریفِ کسے از حد برد، گویند: ' آ تو بس کن، هفت پشتش را بسگ آبی رساندی۔' (ع) ۔ اشرف:

من کجا و اختلاط آں سگِ کو، کز شرف
باسگِ آبی رساند هفت پشتِ خویش را

هفت و هشت: کنایه از گفتارِ خصومت انگیز ۔ (ع) ۔
سلیم:

آساں بود شکستِ صفِ بیدلانِ عشق
یک ناوک از نگاهِ تو و هفت هشتِ ما

تناظرِ ہا از منظرِ لام:

هلال: معروف؛ وخراشِ ناخن ۔
محتشم کاشی:

از یک هلال گرچه نئی بیشتر، هنوز
یک سینه نیست کز تو بران صد هلال نیست

هلال هلال: پاره پاره ولخت لخت ۔
میرزا صائب:

اگر ز سنگِ حوادث شود هلال هلال
صدا بلند نگردد ز جامِ درویشاں

هَلُلُم: به فتحتین وضمِ لامِ دوم؛ بازیے است که اطفالِ کرمان بازند ۔ (ع) ۔ سند در 'صد در صدِ کرمان' گذشت ۔

هِل: به کسرِ اول؛ کنجاره که آں نخاله کنجد و سرشف روغن گرفته است ۔ (ع) ۔ سند در 'ملازاده' گذشت ۔

هلبه[1]**:** چو بکے است پہن که کشتی ہائے کوچک رابداں رانند و ملاحاں وقتِ راندن 'هلبه هلبه'[2] گویند ۔ (ع) ۔ طغرا (فقره):

غراب اگر چه از هلبهٔ ملاحاں پر و بال کشوده

---

(۱) ب: هلب؛ غیاث: هلبه؛ اشٹین گاس: هلب: stature, posture.؛ هلبه: figure, stature, woman, fenugreek؛ هلب: treating contumeliously, severity of weather or climate, hard times

(۱) م: هبه هبه، تصحیح از ب

بنا بر بے جائی از رُوے آب بہوا پرواز نمودہ۔

هُلو[1]: بہ ضمتین: شفتالو۔ (ر)۔ محسن تاثیر:

شفتالوے[2] دلبراں ہلُو لیتی
خوبانِ جہاں در آرزویش

(۱) م: ہو، تصحیح از ب و عمید و اشین گاس

(۲) م: شفتالو، تصحیح از ب

تناظرِ ہا از منظرِ میم:

هم آورد: دو حریف کہ باہم جنگ کنند۔ ہر یک مر دیگرے را ہم آورد باشد۔ (ر)۔ میر صیدی:

بہتر از خویش ہم آورد ندارد صیدیؔ
ہر کرا ہست[1] ز قانونِ نبرد آگاہی

هم: مرادفِ 'نیز' و آں معروف است؛ گاہے زائدہ باشد۔ اشرف در تعریفِ سرما گوید:

از خدا خواہند دوزخ، بہر ایں ہم کردہ اند
اہلِ عالم مذہب آتش پرستی اختیار

مرادفِ 'یک دیگر' ہم۔ طغرا:

صاف تاک و صافِ گُل در رنگ و بو خویش ہم اند
بادہ زیں رہ می تواند مختلط شد با شراب

ولہ:

فتادہ ہر طرف زخمی ہزاراں شانہ در کویت
ز بس کردند ہم را تیغ کاری بر سرِ کویت

بمعنی دیگر نیز؛ صائبا:

شرمِ تو گفتم از خطِ شبرنگ کم شود
یک پردہ ہم فزود ز خط بر حیاے[2] تو

سلیم:

توانائی ز پاے دشمناں رفت
گریزاں تا بکے ہم می تواں رفت

(۱) ب: دام برداشت ز...

(۲) ب: حیاے تو؛ کلیات صائب: رضاے تو

همراهی: برابری ومدد۔ مثالِ معنیِ اوّل؛

طالب کلیم گوید:

با او به دُرفشانی گہے ہم ہی تواند
ہرگز بدیہہ ابر[1] نبود بدیں روانی

دوم؛ خان خالص فرماید[2]:

خالص آں چشم ز ہمراہیِ ما طمع دارم
کہ پرستار شود نرگسِ بیمار ترا

هم قلم: مددگارِ تحریر۔ شفیع اثر:

تا بوصفِ چشمِ شوخش نامہ ء انشا کند
ہم قلم گشتند نرگسہا بعضِ بوستاں

محسن تاثیر:

مرا بر جرمِ ناحق دلفریبے متہم دارد
کہ در قلم ز نرگس چشمِ شوخش ہمقلم دارد

یکے از اہلِ ایران می گفت کہ:

ہم قلم کسے است کہ از طرف سلاطین و اُمرا
با دیوانیاں در تحریر شریک باشد تا تفاوتے نتواند
کرد۔

همگیر: بہ کاف عجمی؛ باہم رسیدہ۔

گویند، ”من با اُو در فلانہ جا ہمگیر شدم۔“ نیز گویند، ”خطش ہمگیر شدہ است۔“ (مج)۔ محسن تاثیر:

دست بخطِ سبز چو ہم گیری شود
فرماں روائے خطۂ کشمیر می شود

(۱) م: امر، تصحیح از دیوانِ کلیم (ص ۱۶) ”در تعریفِ جشنِ مدیح سلطان ابوالمظفر شاہجہاں“؛ ب: ابر
(۲) م: فراید

همه دادن[1]: مرادفِ سراپا دادن، وآں گذشت۔ میرم سیاہ:

امشبا ہمہ حرفست مکن فکرِ زرے
خوباں ہمہ می دہند زری باید

(۱) م: ہمہ دان، تصحیح از ب

تناظرِ ہا از منظرِ نون:

ہنوار: مرادفِ 'ہموار'۔ صاحبِ رشیدی درضمنِ لفظِ 'ہموار' نوشتہ۔ والہ[1] ہروی:

راہِ شکست ایں بیابے چند نتواں کرد طے
تا کنی ہنوار خواہد گشت ناہموار تر

(۱) ب: طاہر ہروی

تناظرِ ہا از منظرِ واو:

ہوا گرفتن: پرواز کردن۔ صائبا:

ز خاکدانِ تعلق گرفتہ ایم ہوا
غبار دست ندارد بطرفِ دامنِ ما

ہوا یافتن و خوردن: تصرف کردنِ ہوا در مزاج۔ میرزا صائب:

بادمِ جاں پرور شمشیر عادت کردہ است
از دمِ عیسیٰ ہوا یابد دلِ بیمارِ من

میر صیدی:

آں چشمِ ناتواں غمِ مردم کجا خورد
کز بازگشتنِ[1] نگہ خود ہوا خورد

ہوائے ابر: معروف؛ وکنایہ از حاضر بودن مخل برہم زنِ کار۔ (ع)۔ صائبا:

ہر نمازے کز صراحی در صفاہاں فوت شد
بے ہوائے ابر در اشرف قضا خواہیم کرد

ہوائی: بہ یائے معروف؛ دوست۔ صائبا:

نمی تواں بہ زرِ گل مرا بدام آورد
ز بیضہ مرغِ دلِ ما ہوائیِ قفس است

وباجے کہ ورائے تاج مقررے بہ خزانہ سلاطین می رسد۔ آں را در ہند 'فروعی' خوانند۔ (ع)۔ شفیع اثر:

(۱) م: گشتن، تصحیح قیاسی

کند فقیر ز فیضِ ہوا چہ کام روائی
بپادشاہِ جہاں دارد اختصاص ہوائی

جلال اسیر:

از میکدہ باجیست بگردن ہمہ کس را
گیرند دریں مملکت از ابر ہوائی

'رزقِ ہوائی': رزقِ غیر مترقب کہ بے توسطِ اسباب رسد۔

طالب آملی:

کہ مشتِ طفل زاں رزقِ ہوائی
شوند آسودہ از انگشت خائی

ہوا خوردنِ بادہ: کنایہ است از زائل شدنِ کیفیتِ شراب، چہ تصرف ہوا مزیل نشاء آنست۔ صائبا:

رنگ نماندہ در جسم از تب سردہ ہا
بادہ ہوا چہ می خورد پا بر کاب می شود

ہوا شکستہ است: یعنی از گرمی بسردی[1] میل کردہ است۔ (ع)۔

ہوے اوّل: اصطلاحِ کشتی گیراں، بار اوّل۔ (ع)۔ میر نجات:

ہوے اوّل بتماشاے تو از کار شدم
بے سکوں دیدمت از دور گرفتار شدم

تناظرِ ہا از منظرِ یا:

ہیچ کس: ناکس۔ ملک قمی:

چند چوں گُل ہوسِ بزم خساں خواہی کرد
چند ہم صحبتیِ ہیچ کساں خواہی کرد

---

(۱) م: بسردے، تصحیح از ب

تناظرِ یائے حطّی از منظرِ الف:

یا دوست: صدائے گدایانِ ولایت؛ از عالمِ 'شیأً للہ'۔ سعید اشرف گوید:

بجز 'یا دوست' حرفے بر سرِ رَش نمی گویم
تکلف بر طرف اشرف گدائی ایں چنیں باید

یاد رفتہ است: یعنی از یاد رفتہ است۔

خان خالص:

وعدۂ وصلے کہ اے مہ پارہ یادت رفتہ است
چارۂ دردِ منِ بیچارہ یادت رفتہ است

یاری: بہ رائے مہملہ و یائے معروف؛ دو زن کہ در عقدِ یک مرد باشند، یکے دیگرے را 'یاری' باشد۔

شاعر:

اگرچہ خصم بودن، از وفاتش
دمِ یاری زند یارے بیارے

یار فروشی: تعریفِ آشنا کردن۔

طالب کلیم:

دوست بہ ہیچم فروخت باہمہ یاری
یار فروشی دریں زمانہ ہمیں است

یال و کوپال(1): 'یال' درازئ گردنِ اسپ و گردن۔ (ر)۔ ظہوری در صفتِ اسپ گوید:

گہے گشادہ زسُمہا دہاں براہ خوری
گہے زیال برافشاندہ بال طیاری

سنجر کاشی:

لاغر مبادیال و سُرین تو اے غزال
کز دیدنت بمغز فزود استخوانِ ما

'کوپال'، بکافِ تازی؛ گرز۔ (ر)۔ از 'ظفرنامہ':

ز زخمِ تبرزین و کوپال و تیغ
ز دریا برآمد یکے سرخ میغ

کرّ و فرّ و طمطراق۔ (ع)۔ گویند: 'یال و کوپالِ فلاں، پادشاہ ندارد'۔ یعنی شان و شوکتے کہ اُو دارد، پادشاہ ندارد۔ یحیٰی کاشی:

اگر شہ شود کس ز کوپال و یال
چرا قاسم آقا بود کوتوال

میر نجات:

چہرۂ آلِ ترا ماہ ندارد، بخدا
یال و کوپالِ ترا شاہ ندارد، بخدا

یال بستن: تعریض نمودن و تفاخرِ بیجا کردن۔ (ع)۔ بمعنی اوّل۔ سالکائے یزدی بستہ:

آنکہ می بندد بما اُفتادگاں یال از غرور
نے زیکجا بشکند پُشتش کہ صد جا بشکند

دوم؛ حاجی قدسی در صفتِ اسپ گوید:

حدیثِ سُمش چوں نیاید بدشت
بوصفِ دُمش خانہ ام یال بست (1)

---

(1) چراغ: کوپال؛ غیاث بحوالۂ چراغ: کوپال (بکاف عربی)؛ ب: گوپال؛ عمید: کوپال

(1) نیز جلال اسیر (کلیات، ص ۵۳):

مرا چہ جاں کہ کسے بہرِ من کشد شمشیر
مرا چہ حال کہ بر من کسے بہ بندد یال

(جاری)

تناظرِ یا از منظرِ مثناتِ فوقانی:

یتیم: معروف؛ وغلام بے کس در "گوشداری"
گذشت ورزِ عیار۔ یحییٰ کاشی در صفتِ قصاب گوید:

صیتِ یتیمیش جہانگیر شد
عاقبت از خوردنِ خوں سیر شد

صائبا:

نکند ہیچ یتیمے بہ عسس ساختہ اے
می کند آنچہ درِ گوشِ تو در سایۂ زلف (۱)

یتیم خانہ: جاے باشِ عیاراں۔ اشرف:

بتاں شدند ز عیارِ پیشگی رامم
یتیم خانۂ من چوں صدف پُر از گہر است

[گذشتہ سے پیوستہ]
نیزب؛ یکے از اساتذہ:

یک خانہ بہ معموریِ ایں خانہ زیں نیست
از ناز سمند تو چرا یال نہ بندد

(۱) کلیاتِ صائب میں یہ شعر نہیں ملا۔

تناظرِ یا از منظرِ خاے معجمہ:

یخدان: دوتا صندوق است بہم بستہ کہ در سفر بردارند و آں دو نوع است؛ یکے را "یخدانِ شربت خانہ" گویند و در آں اطعمہ و حلویات باشد؛ دوم "یخدانِ صندوقخانہ" کہ البسہ (۱) در آں نگاہ دارند۔ (ع)۔ سعید اشرف:

پُر از الوانِ نعمت بود یخدان
مگو یخدان کہ انبانِ سلیماں

"یخدان" بمعنی اصل کہ مفادِ ترکیب است نیز؛ (ع)۔ طغرا:

مرو بے پوستیں ہرگز بہ مسجد
کہ یخدان است از گفتارِ واعظ

یخدان کش: کسے است کہ صندوقِ یخدان بر اشتر بار کردہ برد و آں کمترینِ نوکران است۔ (ع)۔ میر نجات:

سفرہ برداشتن از شیخ چہ آساں باشد
بہتر آنست کہ یخداں کشِ رنداں باشد

یخ بسیار آب شود تا ایں کار ساختہ گردد: ایں مثل در محلّے گویند کہ مشقتِ بسیارے در انجامِ کارے ملحوظ باشد۔ (ع)۔ خان خالص:

فلک آساں بکامِ زاہد یارو کجا گردد
کہ یخ بسیار گردد آب تا ایں آسیا گردد

(۱) م: البہ، تصحیح قیاسی

تناظرِ یا از منظرِ راے مہملہ:

یراق: سامان و مصالحِ ہر چیز۔

شفیع اثر در ہجو نجف قلی آقا گوید:

باشد برنگِ شیشۂ حجام آں کج(1)

تواب را بخوردنِ خونہا یراق کار

حاجی قدسی در صفتِ اسپ گوید:

مرصع یراقش بشمشیر و دُر

میاں خالی اما کفل کیسہ پُر

ایضا در صفتِ شمشیر:

یراقِ غلافش ازاں رُو طلاست

کہ الماس را خانہ زر سراست

تناظرِ یا از منظرِ سینِ مہملہ:

یسل و یسال: ترکی است بمعنی پرۂ فوج۔

سنجر کاشی در صفتِ اسپ گوید:

لشکرے منہزم از راکب اُو چوں نشود

کہ زشوخی ہمہ جا فوجے از و بستہ یسل

ہاتفی در "تیمور نامہ" گوید:

ز برلاس و ارلات بیش از شمار

نمودند چندیں یسال از یسار

---

(1) م: (حاشیہ) 'کج' بمعنی ناخوش بامید: زشت، قبیح، ناپسند، بے شرم

ناظرِ یا از منظرِ کاف:

یک پہلو اُفتادن: درکا، یک رُو بودن و بہ ہیچ وجہ از سرِ آن نگذشتن۔ سلیم:

بستہ کمر کلیم از قبضہ کمانِ او (کذا)
در کشتنِ من تیغش اُفتادہ بہ یک پہلو[1]

یک رُو کردن: فیصلہ کردن بالکلیہ۔ سند در 'اسپاے[2] فلانے از بے آبروئی[3] دائر است' ۔ شت۔[4]

یکے و یکہ خوردن: از صولتِ کسے خود را پس گرفتن و سراسیمہ شدن۔ (ع)۔ عزمی[5] یزدی:

دوشم زلفِ جاناں میلِ دو سہ بوسہ شد
آوازِ رقیب آمد، از بیم یکے خوردم

سیفی:

روزے بے تاب خوردہ ماہے
سر ماند بخواب و مستیش برد
می خواست خورد دو بوس سیفی
چوں دید رقیب را، یکے خورد

محسن تاثیر:

مہ سراسیمہ شد آں دم کہ گلِ رُوے تو دید
یکہ را خورد الف چوں قدِ دلجوے تو دید

یک گز رُوے کار[1] دارد: یعنی خوش ظاہر است و تہ ندارد۔ ماخذ آں قماشے است کہ یک گز از رُوے کارش خوب باشد۔ (ع)۔

یک لخت: یکدست و یکساں۔ طالب کلیم:

یک لخت و در کوے دو رنگیم وطن نیست
سلیم کہ مدارا بہ کسے شیوۂ من نیست

یکدندانہ: یکساں۔ صائبا:

در بہارستانِ یک رنگی بلند و پست نیست
نازِ خار و گل بہ یک دندانہ می باید کشید

یک طرف و یک جانب اُفتادن: 'طرف شدن' و آں گذشت۔ میرزا صائبا:

با بزرگاں[2] یک طرف اُفتادن[3] از عقل است دُور
محتسب بیجا کمر بستہ است در ایذاے خُم

ایضاً:

---

(۱) نیز ب: عبدالغنی قبول:

ز ابروے تو تنہا بر دجاں اُفتاد یک پہلو
بقصدِ قتلِ ما چوں صورتِ شمشیر بر کاغذ

(۲) م: اسپاے، تصحیح قیاسی (۳) م: اروئی، تصحیح قیاسی

(۴) شعری مثال از ب: صائب:

بازی ریزد مرا خوں گرم رنگِ آشنائی
با حریفاں می کنم ہر چند یک رو در خمار

ایضاً:

با بد و نیکِ جہاں در دشمنی یک رُو مکن
تیغ چوں خورشیدِ تاباں بر ہمہ عالم مکش

(۵) م: غزمی (غ ر...)، تصحیح از ب

(۱) م: یک گرزوی، تصحیح از ب

(۲) م: بزرگاں، تصحیح از کلیات

(۳) م: یک طرف از، تصحیح از کلیات

چرا بہ تیغ زباناں فتد بیک جانب
کسے کہ جوشنِ صبرش زسنگِ خارا نیست

یگہ خوان: مرادفِ ُفو بہ نوا'۔ مفید بلخی:

زاقتدار بہ دمساز احتیاجش نیست
بہ یکہ خوانی خود در زمانہ ممتاز است

یک پشتِ ناخن و کمان: کنایہ از مقدار اقلِ قلیل۔ صائبؔ:

چوں قلم شد تنگ بر من از سیہ کاری جہاں
نیست جز یک پشتِ ناخن دستگاہِ خندہ ام

حسن بیگ رفیع:

دلِ من از خمِ ابرو شود ُدوگرداں
زانکہ دُوری زتو یک پشتِ کماں بسیار است

یکشبہ: معجرے کہ از کاہ سازند و آں پُر نازک باشد، زیادہ بر یک شب مدارند۔ بعضے گویند: 'جامۂ ابریشمی بسیار باریک کہ روزِ زفاف برائے دو عروس سازند' والاوّل ہو الاصح۔ سعید اشرف:

چو خورشیدِ خاور نہاں ساخت چہر
بزیور درآمد عروسِ سپہر
فزوں گشت از کوکبش لوئے بہ
بسر کرد از ماہِ نو یک شبہ

یک دھن خندیدن: کنایہ از خندۂ کم۔ سالک یزدی:

تالبِ مشکل کشایت یک دہن خندیدہ است
نیشکر بے عقدہ روید از شکرزارِ دلم

یک دھن بر چیزِ قلیل آرند۔ میرزا صادق دست غیب:

زاں زنخداں یک دہن حلوائے سیب
گر دہد، می دارم از جاں بہترش

یک سوارہ: بہادرِ یکہ تاز۔ میرزا صائبؔ:

پیادہ وار[1] مکن زر سپہر سرکش را
فگندہ در جلوِ خویش یک سوارۂ دل

یک چشمہ کار: یک کار آراستہ بانظام۔ (ع)۔ قاضی علائی:

ما زہر اہلِ دلے یک چشمہ کار آموختیم
نالہ از نئے، گریہ از ابرِ بہار آموختیم

صائبؔ:

شیوہ ہائے حسنِ اُو صائبؔ نیاید در شمار
دلبری یک چشمہ کار از نرگسِ جادوئے اوست

بلے، 'چشمہ کار' 'کارِ خوب' را گویند۔ صائبؔ:

چاک در پیرہنِ یوسفِ عقل افگندن
چشمہ کارست کہ در دستِ زلیخائے دلست

یک بادام جا[2]**:** کنایہ از بسیار کم۔ شوکت:

کے از اندازۂ خود پا نہد نظارہ ام بیروں
نگاہِ من زکوئے یار یک بادام جا گیرد

یگۂ باطل: چیزے باطلے کہ برائے یادداشتن بر کاغذے بنویسند۔ شاید روزے بکار آید۔ اصطلاحِ میرزایانِ دفتر است۔ (ع)۔ حکیم شفائی:

---

(۱) م: دار، تصحیح از ب
(۲) م: یک بادام، تصحیح از ب وشعرِ مثال

خواہد کہ ترا یکہ باطن نگذارد(۱)
جانت، کہ بود حبس بہ بیت الحزن تو

یک کاسہ کردن: تمام درکشیدن۔ شفیع اثر:

نگذاشتہ است حسنِ تو چیزے، بزے گل
یک کاسہ کردہ است چوے آب ورنگ را(۲)

یک جلو: تیز رو۔ طغرا:

اے طفلِ اشک تندرو، کز شوقِ شتی یک جلو
حرفے ازیں یعقوبِ تو(۳) با یوسفِ ثانی بگو

یک اسپہ: بہادرانہ؛ از عالم یک تنہ۔

طالب آملی:

خود را یک اسپہ بر سر افلاک می زنم
خورشید ساں سر اینک بر کف نہادہ ام(۴)

یکایک کردنِ متاع: گراں ارزشدن(۵)

متاع۔ (ع)۔ امتیاز خان خالص:

در سر زلفش دوبالا می شود سودائے دل
ایں متاع کم بہا ایں جا یکایک می کند

---

(۱) ب: نگذارد

(۲) نیز ب: صائب:

ہمیں است پیغامِ گل ہائے رعنا
کہ یک کاسہ کن نوبہار و خزاں را

ایضا:

از وقتِ تنگ چوں گلِ رعنا دریں چمن
یک کاسہ کردہ ایم خزان و بہار خویش

محمد سعید اشرف:

بسر با دختر رز می برم تا ساقی را
دگر یک کاسہ کردم مستی و تابد پرستی را

(۳) م: تو، ہیچ از ب (۴) م: نہادوم

(۵) م: گران ارزسیدن، ہیچ از ب

تناظرِ یا از منظرِ لام:

یلال [1] **باف:** چیزیست کہ خطوطِ منحرف، مثلِ وال، داشتہ باشد و اکثر از آں حاشیۂ چادر و سجاف قبا و چپکن سازند۔ (ح)۔

یللی [2] **وا کردن:** ورق گردانیِ عیش بہ رنج۔

سعید اشرف:

چرخ ہر چند بکامت گرد
ساغرِ عیش مدامت گردد
نخوری بازیِ سرخ و زروش
بر حذر از یللے وا کردش

'یللی' کلمہ ایست کہ در ہنگامِ نشاط گویند۔ سنجر کاشی:

داد مطرب دف بدستم، یللے
بائے از تو عہد بستم، یللے

یلمان: خوابانیدن تیغ۔ وحشی:

سینۂ ماہی و پشتِ گاو درہم داشت راہ
تیغ را تا دستِ اُدایما بہ یلماں کردہ بود

حاجی قدسی:

زگرد سپاہم فلک در نقاب
زیلمانِ تیغم یلاں در حساب

---

(۱) م: یلان؛ ب واشٹین گاس: یلال (۲) ب: یللی

تناظرِ یا از منظرِ نون:

ینگ [1]**:** آئین و روش۔ (

سلمان ساوجی:

گلِ فرخار ندیدیم بدیں حسن و جمال
ترک ینگے [2] نشنیدیم بدیں شیوہ و ینگ

و نامِ جزیرہ ایست کہ متاخرین بداں پے بردہ اند۔ در زمانِ قدیم ناپدید بود، و در لغتِ فرنگ معنیِ 'ینگ' [3] دیگر است؛ یعنی جزیرۂ دیگر۔ حیاتی گیلانی:

عاقلاں را دہر زندان است و بند
غافلاں را ینگِ [4] دنیائی خوش است

(۱،۲) م: تیگ (ن ے...)، تصحیح از ب
(۳،۴) م: تیگ، تصحیح از ب

تناظر یا از منظرِ یا:

ییلاق: جاے سرد ہوادار کہ فصلِ تابستاں درآں باشند۔ (ر)۔ مسیح کاشی:

گل گل از نے شد عذار ساقیانِ سرد[1] مہر
آب، آتش بر رُخِ گلہاے ییلاقی فشاند

'قشلاق' مقابلِ آن است، یعنی جاے۔ اش موسمِ زمستاں۔

.... تمّت ....

---

(۱) م: سرد (باضافت)

✿ ✿ ✿

کتابیات

کتابیات

اِس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لیے
درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ قرآنِ کریم

۲۔ المعجم المفہرس... وضعہ: محمد فواد عبدالباقی، الناشر: سہیل اکیڈمی پاکستان، لاہور، الطبع الثالث ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء

لغات

۳۔ المنجد: عربی۔اُردو (اضافہ شدہ ایڈیشن)؛ مقدمہ مولانا مفتی محمد شفیع، مترجمین: مولانا سعد حسن خان یوسفی، پروفیسر عبدالصارم...؛ نظرِ ثانی و تحقیق: مولانا محمود مظاہری؛ تصحیح: مولانا ظہور احمد، دارالاشاعت، کراچی

۴۔ بہارِ عجم (جلدِ اوّل)؛ ٹیک چند بہار، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۷۹ء، ماہ شوال ۱۲۹۶ھ

۵۔ ایضاً (جلدِ دوم)

۔ (ترکی۔انگریزی لغت) New Red House Turkish-English Dictionary, prepared by Sir James Red House and published in 1890 AD, Red House Press, Istanbul, 1968

۷۔ چراغِ ہدایت؛ سراج الدین علی آرزو، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ستمبر ۱۹۴۰ء، (مع غیاث اللغات و منتخب اللغات)

۸۔ (اسٹین گاس) Persian-English Dictionary by F.Steingass Ph.D, Fifth Impression 1963, Routledge and Kegan Paul Ltd. Carter lane, EG.4

۹۔ غیاث اللغات؛ محمد غیاث الدین بن جلال الدین... مطبع منشی نول کشور، ستمبر ۱۹۴۰ء (مع منتخب.. و چراغ)

۱۰۔ فرہنگِ آموزگار؛ حبیب اللّٰہ آموزگار، کانونِ معرفت، تہران، چاپ دوم ۱۳۳۲ش

۱۱۔ فرہنگِ امیر کبیر؛ علی اصغر شمیم، چاپ امیر کبیر تہران، چاپ دوم ۱۳۴۳ش

۱۲۔ فرہنگِ جامع (فارسی بہ انگلیسی و اُردو)؛ دکتر سیّد علی رضا نقوی، رایزنی فرہنگی سفارت... ایران، اسلام آباد، ۱۳۷۲ش

۱۳۔ فرہنگِ رشیدی؛ مُلّا عبدالرشید تتوی، بتصحیح مولوی ابوطاہر ذوالفقار علی، کلکتہ، ۱۸۷۲ء

۱۴۔ فرہنگِ عمید؛ حسن عمید... تہران، چاپ چہارم ۱۳۴۰ش

۱۵۔ قاموس الیاس العصری؛ الیاس انطون و ادوار ا۔ الیاس (Modern Dictionary) (عربی۔انجلیزی)، دارالجیل، بیروت، ۱۹۸۰ء

۱۶۔ مدارالافاضل؛ اللّٰہ داد فیضی سرہندی، باہتمامِ ڈاکٹر محمد باقر

۱۷۔ مصباح اللغات (عربی۔اردو)؛ ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی، مکتبۂ برہان، دہلی

۱۸۔ منتخب اللغات؛ عبدالرشید الحسینی المدنی، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ستمبر ۱۹۴۰ء (مع غیاث.. و چراغ...)

دواوین

۱۹۔ دیوانِ آخسیکتی؛ اثیر الدین، تصحیح و مقابلہ و مقدمہ... رکن الدین ہمایوں فرخ، تہران، چاپ اوّل مرداد ماہ ۱۳۳۷ش

۲۰۔ دیوانِ انوری؛ بکوشش سعید نفیسی، انتشارات مؤسسہ مطبوعاتی پیروز، تہران، اسفند ماہ ۱۳۳۷ش

۲۱۔ دیوانِ جامی؛ مولانا عبدالرحمٰن؛ باہتمام حسین پژمان، انتشاراتِ حسین محمودی، تہران

۲۲۔ دیوانِ...جمال؛ استاد جمال الدین عبدالرزاق، بہ تصحیح و حواشی حسن وحید دستگردی، چاپخانۂ ارمغان، تہران، مرداد ماہ ۱۳۲۰ش

۲۳۔ دیوانِ حافظ؛ خواجہ شمس الدین محمد، باہتمامِ محمد قزوینی، دکتر قاسم غنی، چاپ سینا، تہران

۲۴۔ دیوانِ حافظ شیرازی؛ خواجہ شمس الدین محمد، باہتمامِ حسین پژمان، کتاب فروشی... بروخیم، تہران، ۱۳۱۸ش

۲۵۔ دیوانِ حافظ؛ خواجہ شمس الدین محمد، انتشاراتِ انجمن خوش نویسانِ ایران، تہران، چاپ دوم ۱۳۶۳ش

۲۶۔ دیوانِ حافظ؛ صدر العرفا و فخر الشعرا الاستاد خواجہ شمس الدین...، مطبعِ نامی اسلامی، بفرمایشِ شیخ الٰہی بخش و محمد جلال الدین، لاہور

۲۷۔ دیوانِ حافظ...؛ مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ

۲۸۔ دیوانِ حسن سجزی دہلوی؛ باہتمامِ مسعود علی محوی، حیدر آباد دکن، ۱۳۵۲ھ ق

۲۹۔ دیوانِ... شمس تبریزی؛ مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۲۴ء

۳۰۔ دیوانِ عرفی شیرازی (مولانا جمال الدین)؛ مطبعِ منشی نول کشور، کان پور، مارچ ۱۹۱۵ء

۳۱۔ دیوانِ ظہوری (ملّا نور الدین)؛ مطبعِ منشی نول کشور، کان پور، بار اوّل ۱۸۹۷ء

۳۲۔ دیوانِ غنی؛ ملّا غنی کشمیری، مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، جنوری ۱۹۳۱ء

۳۳۔ دیوانِ فرخی (انتخاب)؛ حکیم فرخی سیستانی، قومی کتب خانہ، ریلوے روڈ، لاہور، ۱۹۳۶ء

۳۴۔ دیوانِ فغانی؛ بہ تصحیح و تطبیقِ متن و انضمامِ مقدمۂ پروفیسر کن موہن لال ماتھر، شیخ مبارک علی تاجر کتب، لاہور

۳۵۔ دیوانِ کلیم؛ ابوطالب کلیم کاشانی، بہ تصحیح و مقدمۂ ح۔ پرتو بیضائی، کتابفروشی خیام، تہران، ۱۳۳۶ش

۳۶۔ دیوانِ مختاری؛ عثمان مختاری، بہ اہتمامِ جلال الدین ہمائی، بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، تہران، ۱۳۴۱ش

۳۷۔ دیوانِ معزی؛ امیر الشعرا محمد بن عبدالملک نیشاپوری، بہ سعی و اہتمامِ عباس اقبال، کتابفروشی اسلامیہ، تہران، ۱۳۱۸ش

۳۸۔ دیوانِ منوچہری دامغانی؛ بکوششِ محمد دبیر سیاقی، تہران، اسفند ماہ ۱۳۲۶ خورشیدی

۳۹۔ دیوانِ... ناصر خسرو؛ حکیم ابو معین حمید الدین ناصر بن خسرو قبادیانی، بہ تصحیحِ حاجی سید نصر اللہ تقوی، مقدمہ از آقای تقی زادہ، بکوششِ مہدی سہیلی، چاپخانۂ گیلان، شہریور ۱۳۳۹ش

۴۰۔ دیوانِ ناصر علی (سرہندی)؛ مطبعِ حسنی، امیر حسن رضوی

۴۱۔ دیوانِ ناصر علی (سرہندی)؛ مطبعِ منشی نول کشور، کان پور، بار پنجم دسمبر ۱۹۱۲ء

۴۲۔ دیوانِ ناصر علی (سرہندی)؛ مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۲۸۱ھ

۴۳۔ دیوانِ (غزلیات) نظیری (نیشاپوری)؛ اشرف بک ڈپو، لاہور

۴۴۔ دیوانِ (غزلیات) نظیری نیشاپوری؛ ناشر شیخ جان محمد، لاہور، ۱۹۳۴ء

۴۵۔ دیوانِ (غزلیات) نظیری؛ بہ تصحیح مولانا نصیر الدین؛ شیخ

مبارک علی تاجرِ کتب، لاہور، ۱۹۲۳ء

۴۶۔ دیوانِ واقف لاہوری؛ نور العین بٹالوی لاہوری، مطبعِ منشی نول کشور، کان پور، دسمبر ۱۸۸۱ء

۴۷۔ غزلیاتِ شمس تبریزی؛ بامقدمۂ استاد جلال الدین ہمائی و آقاے علی دشتی، باہتمامِ منصور مشفق، چاپ سوم، ایران اسفند ۱۳۳۸ش

۴۸۔ بانگِ درا؛ اقبال، شیخ مبارک علی تاجرِ کتب، لاہور، طبعِ نہم جون ۱۹۴۵ء

کلیات

۴۹۔ کلیاتِ امیر؛ میرزا جلال، مطبعِ نامی، منشی نول کشور، لکھنؤ، بار اوّل جون ۱۸۹۷ء

۵۰۔ کلیاتِ اقبال (اردو)؛ علامہ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء

۵۱۔ کلیاتِ (نظم) انوری؛ مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، مارچ ۱۸۸۹ء

۵۲۔ کلیاتِ (میرزا عبدالقادر) بیدل، (منتخب غزلیات و رُباعیات...)؛ مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۹۸ش/ ۱۹۷۸ء

۵۳۔ کلیاتِ جویا تبریزی؛ باہتمامِ دکتر محمد باقر، انتشاراتِ دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۱۳۳۷ خورشیدی/ ۱۹۵۹ء

۵۴۔ کلیاتِ غزلیاتِ خسرو؛ یمین الدین ابوالحسن خسرو، جلدِ اوّل؛ جمع و تصحیح اقبال صلاح الدین، تجدیدِ نظر: سیّد وزیر الحسن عابدی، پیکیجز لمیٹڈ، لاہور، طبعِ اوّل، اگست ۱۹۷۲ء

۵۵۔ ایضاً، جلدِ دوم، ماہِ مہ (مئی) ۱۹۷۳ء

۵۶۔ ایضاً، جلدِ سوم، ماہ سپتامبر ۱۹۷۴ء

۵۷۔ کلیاتِ (عناصرِ دواوینِ) خسرو؛ مطبعِ منشی نول کشور، کان پور، ۱۸۸۶ء

۵۸۔ کلیاتِ سعدی؛ از رُوی نسخۂ محمد علی فروغی...، انتشاراتِ جاویدانِ علمی، تہران

۵۹۔ کلیاتِ صائب؛ مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۰۶ء

۶۰۔ کلیاتِ عبید زاکانی؛ بہ تصحیح و مقدمۂ عباس اقبال آشتیانی، انتشاراتِ اقبال، تہران، ۱۳۳۴ش

۶۱۔ کلیاتِ ظہیر فاریابی؛ مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۱۳ء

۶۲۔ کلیاتِ عرفی شیرازی؛ بکوششِ غلام حسین جواہری، کتابفروشی... محمد علی علمی، تہران

قصاید و مثنویات

۶۳۔ قصایدِ خاقانی؛ مع مقدمۂ حافظ جلال الدین احمد جعفری، الہ آباد

۶۴۔ قصایدِ خاقانی (انتخاب)، شرح (۴ قصاید)؛ مع مقدمۂ سیّد عابد علی عابد، لاہور

۶۵۔ قصایدِ عرفی؛ مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، مارچ ۱۹۴۴ء

۶۶۔ قصایدِ فرخی (انتخاب)؛ مع مقدمۂ محمود شادانی، لاہور

۶۷۔ مثنویِ بوستان؛ شیخ سعدی، مطبعِ نظامی، کان پور، ۱۲۸۶ھ

۶۸۔ مثنویِ بوستان؛ شیخ سعدی، مطبعِ منشی نول کشور، کان پور، ۱۸۷۳ء

۶۹۔ مثنویِ بوستان (نسخۂ صحیحۂ بوستان، مترجم) [مترجم کا نام نہیں ہے]، مطبعِ قیومی، کان پور

۷۰۔ مثنویِ رومی (دورۂ کاملِ مثنویِ معنوی)؛ بسعی و اہتمامِ رینولد الین نیکلسون (از رُوی نسخۂ طبع ۳۳۔۱۹۲۵ء در لیدن)، چاپ وانتشاراتِ امیر کبیر، تہران، ۱۳۲۱ش/ ۱۳۷۱ق

۷۱۔ ایضاً (کتابِ مثنوی، مولانا جلال الدین محمد بلخی)، بخطِ سیّد حسن میرخانی، مؤسسۂ نشرِ کتب اخلاق، تہران، ۱۳۳۱ش/۱۳۷۱ھ ق

۷۲۔ مثنوی مولوی معنوی؛ مولانا جلال الدین محمد بلخی، مطبع تج کمار وارثِ نول کشور پریس، لکھنؤ

۷۳۔ مثنوی شریف؛ مولانا جلال الدین محمد بلخی، بہ اہتمامِ محمد عبدالمجید، مطبع مجیدی، کان پور

۷۴۔ مثنوی معنوی (دفترِ دوم)؛ مولانا جلال الدین محمد بلخی، با ترجمہ و مقدمہ و حواشی اُردو از قاضی سجّاد حسین، پیش گفتار از دکتر وحید قریشی، (مؤسسۂ انتشارات اسلامی) مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۷۸ء

۷۵۔ مثنوی شاہنامہ (جلد۲)؛ فردوسی، مطبع منشی نول کشور، کان پور، ۱۳۲۶ھ

۷۶۔ مثنوی شاہنامہ (خلاصہ)؛ بہ انتخاب میرزا محمد علی خان فروغی، طہران، ۱۳۱۳ش

۷۷۔ مثنوی قدسی مشہدی، ناشر: مطبع افغانی، امرتسر، ۱۳۲۲ھ

۷۸۔ مثنوی در صفتِ بنگالہ؛ منیر لاہوری، ادارۂ مطبوعات پاکستان، کراچی

۷۹۔ مثنوی نل دمن (فارسی)؛ ابوالفیض فیضی، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۳۰ء

۸۰۔ مثنوی ہمای و ہمایون؛ خواجوی کرمانی، بہ تصحیح تاج محمد خان (''اورینٹل کالج میگزین''، لاہور میں قسط وار شائع ہوئی)، مئی ۱۹۳۱ء

۸۱۔ مصطلحات الشعرا محشّی بخلاصہ بہا، مجم؛ محبوب علی، لکھنؤ، ۷۰-۱۲۶۸ھ

تواریخِ ادب، تذکرے

۸۲۔ ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ؛ ڈاکٹر سیّد عبداللہ (انجمن ترقی اُردو ہند)، دہلی، ۱۹۴۲ء

۸۳۔ اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ (جلد۸)؛ دانشگاہِ پنجاب، لاہور، طبع اوّل ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء

۸۴۔ از سعدی تا جامی؛ ادوارد براؤن، ترجمہ علی اصغر حکمت، چاپ دوم، تہران

۸۵۔ تاریخِ ادبیاتِ ایران...؛ دکتر رضازادہ شفق، انتشاراتِ امیر کبیر، تہران، ۱۳۴۲ش

۸۶۔ تاریخِ ادبیات در ایران (جلد۲)؛ دکتر ذبیح اللہ صفا، انتشاراتِ کتابفروشی ابنِ سینا، تہران، چاپ اوّل ۱۳۳۶ش

۸۷۔ ایضاً (جلد۴)؛ دانشگاہِ تہران، ۲۵۳۶ شاہنشاہی

۸۸۔ تاریخِ ادبیاتِ ایران، عہدِ مغولان؛ پروفیسر ایڈورڈ جی براؤن، اُردو ترجمہ از داؤد رہبر، انجمنِ ترقی اُردو، پہلی دفعہ ۱۹۳۹ء

۸۹۔ تذکرۂ ریاض العارفین (جلد۲)؛ آفتاب رائے لکھنوی، بہ تصحیح سیّد حسام الدین، مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء

۹۰۔ تذکرۃ الشعرا؛ محمد عبدالغنی غنی، مطبع انسٹیٹیوٹ گزٹ، علی گڑھ

۹۱۔ تذکرۂ گلِ رعنا (فصلِ دوم، مشتمل بر حالاتِ ہندو شاعرانِ فارسی)؛ لچھمی نارائن شفیق اورنگ آبادی، عہدآفریں برقی پریس، حیدرآباد دکن

۹۲۔ تذکرۂ مخزن الغرائب (جلد۴)؛ شیخ احمد علی ہاشمی سندیلوی، بہ اہتمامِ دکتر محمد باقر، مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۷۱ش/۱۴۱۳ھ ق

۹۳۔ کلمات الشعرا؛ محمد افضل سرخوش، بہ تصحیح صادق علی دلاوری، شیخ مبارک علی تاجرِ کتب، لاہور، ۱۹۴۲ء

۹۴۔ مآثر الکرام موسوم بہ سروِ آزاد؛ میر غلام علی آزاد بلگرامی، حیدر آباد دکن، بار اوّل ۱۹۱۳ء

۹۵۔ Persian Literature (Vol III), C.A.Storey, ... London, 1953

متفرقاتِ نثرِ فارسی و اُردو:

۹۶۔ اردو شرحِ قصایدِ عرفی؛ ساحل بلگرامی، شیخ مبارک علی تاجرِ کتب، لاہور

۹۷۔ تنبیہ الغافلین؛ سراج الدین علی خان آرزو، بامقدمہ و تصحیح دکتر سید محمد اکرم اکرام، دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۱۴۰۱ھ

۹۸۔ رسائلِ طغرا؛ بہ تصحیح و حلِ لغات از مرزا محمد تقی، ناشر: شیخ جان محمد اللہ بخش، لاہور

۹۹۔ عجیب و غریب یعنی شرحِ قصایدِ عرفی؛ مولوی عبدالمجید خان پیلی بھیتی، مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۳۰ء

۱۰۰۔ فارسی شاعری میں طنز و مزاح (از آغاز تا حافظ)؛ ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی، نگارشات، لاہور، ۱۹۸۹ء

۱۰۱۔ گلستانِ سعدی؛ تصحیح شدۂ محمد علی فروغی، انتشاراتِ ہنر و مردم، تہران، ۱۳۵۴ش

۱۰۲۔ گلستانِ سعدی؛ مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، جنوری ۱۹۲۷ء

۱۰۳۔ مرآۃ العالم (جلدِ اوّل) تاریخِ اورنگ زیب؛ محمد بختاور خان، مرتبہٗ ساجدہ س علوی، ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، لاہور، اگست ۱۹۷۹ء

۱۰۴۔ مقدماتِ ثلاثۂ ظہوریہ مع سہ نثر ... ظہوری؛ مطبعِ نظامی، کان پور، ۱۲۷۵ھ

۱۰۵۔ وقایعِ نعمت خان عالی؛ مطبعِ منشی نول کشور، لکھنؤ، بار چہارم ستمبر ۱۹۲۸ء

❁❁❁

فرہنگ

الفِ ممدودہ

بِ آتشناک و آبِ آتش رنگ و آبِ

گلزار رنگ: سرخ شراب کا کنایہ۔

بِ آتشین: تیز شراب کا کنایہ۔

باد: بہت سی اچھی بری خصوصیات کے معنوں میں۔

ب از آتش بروں آوردن و بر کشیدن: غیر ممکن اور عجیب امر ظاہر کرنا/عمل میں لانا۔

ب از بالا بستنِ سرچشمہ: سرچشمہ بند کرنا تاکہ پانی رواں نہ ہو۔

آب از چشم کسے واز کسے گرفتن: کسی کو ڈرانا، خوف زدہ کرنا

آب از چیزے بستن و گرفتن و سرِ آب بستن: متعلقہ شے سے پانی کو روکنا

آب از دہانی رفتن و بہ دہان گردیدن: مُنھ میں آبِ حسرت آنے کا کنایہ اور یہ مشہور ہے (نیز آبِ چشم گردیدن اس کا مترادف ہے)۔

آب انبار: ایسا بڑا حوض جو پانی ذخیرہ کرنے کے لیے قلعوں میں بنایا جاتا ہے اور یہ بارش کے پانی سے بھرتا ہے۔ اس کے بارے میں کتبِ تاریخ سے معلوم ہوا۔

آب با آب رسانیدن: لگاتار پانی دینا۔

آب بپوست افگندن: اکثر کا یہ خیال ہے کہ یہ بالیدن (بڑھنا، پھولنا) کا کنایہ ہے اور اس کا ماخذ ڈول پُر آب مشک کا پھولنا ہے، جب کہ بعض کے مطابق جب پھل پک جاتا ہے تو پھل کی جڑ سے پانی چھلکے میں آکر پھول جاتا ہے۔ یہ یعنی مؤخر الذکر لوگ اس کا اطلاق پھل پر کرتے ہیں۔ خصوصاً پہلا خیال زیادہ قوی ہے۔

آب بجو بستن: ندی میں پانی لانا۔ سند آب دیدنِ زخم کے ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

آب بچیزے دادن و داشتن: کسی چیز کو سیراب کرنا۔

آب برآئینہ زدن وریختن: جب کوئی شخص سفر کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے تو اُس کے عزیز واقارب آئینے پر چند سبز پتے رکھ کر اُس پر پانی چھڑکتے ہیں۔ اِس عمل کو جلد لوٹنے ہونے کا شگون سمجھا جاتا ہے۔ (گریستنِ آب وچشم تر کردنِ آئینہ وآئینہ از پے داشتن بھی یہی ہے۔)

آب برچیزے وبچیزے و برزو وپیاے

چیزے بستن: کسی چیز کو پانی دینا اور سیراب کرنا۔ اور آب برچیزے افگندن بھی انھی معنوں میں ہے۔)

آب برچیزے نشستن: کسی چیز کی سیرابی کے لیے پانی روکے رکھنا۔

آب بردار: ایسی بات جس کا سچ جھوٹ نا معلوم ہو۔

آب بردست وپاے کسے ریختن وکردن: کنایہ۔ کسی کی خدمت کرنا۔

آب مُردنِ چیزے: کسی چیز کے نہایت اشکال اور غرابت کا کنایہ

آب بریسماں بستن: کسی ایسی چیز کے حصول کے لیے پوری تلاش جو میسّر نہ ہو۔

آب بزیرِ کسے سردادن: کسی کو فریب دینا اور اُسے جگہ سے اچک لینا (آب بزیر دادن اِس کا لازم ہے۔)

آب بے لجام وبے افسار خوردن: خودسر اور مطلق العنان زندگی بسر کرنا۔ اوّل معروف ہے۔

آب جاویداں: آبِ حیات۔

آب جو: معروف؛ اور مال ودولت کا کنایہ۔

آب حرام: اضافت کے ساتھ۔ دنیا کی دولت نیز معنی۔

آب خانہ: مُستراح۔ اِسے قدم خانہ بھی کہتے ہیں۔

آب خورد: نصیب اور قسمت، اور یہ مشہور ہے؛ اور پانی پینے کی جگہ۔

آبدان: نچلی زمین جس میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے، نیز پانی کا برتن، نیز بمعنی آبگیر۔

آبدانی: آبادانی کا مختصر۔

آب درجگر داشتن: کنایہ؛ مالی استطاعت رکھنا۔ امیر عضد الدولہ اور شیخ عبدالرشید نے یہ محاورہ نفی میں لکھا ہے، بمعنی مفلس ونادار۔

آب درمیان داشتنِ چیزے: کسی چیز کا خس آلودہ ہونا اور یہ آب درشیر وکالا ومتاع داشتن سے ماخوذ ہے جو بہت معروف ہے۔

ب دست: (اضافت کے بغیر)، وضو۔ اضافت کے ساتھ بمعنی خوبی ولطافت اور چابک دستی۔

ب دست کن: (اضافت کے ساتھ، 'کاف' پر زبر)، وہ پانی جو ہاتھ کی کوشش سے زمین سے باہر لایا جاتا ہے۔ یہ ریگستان کی اراضی میں معمول ہے۔

ب روشن: رونق اور بہار۔

ب زیرِ کاہ انداختن: مکاری اور حیلے بازی کرنا۔

آبستن و آبست: حاملہ۔ پہلا (آبستن = حاملہ ہونا) معروف ہے جب کہ دوسرا (آبست = حاملہ) پہلے کا مخفف ہے۔ (دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، یعنی حاملہ، خواہ عورت ہو، یا مادہ جانور۔)

ب دادنِ تیغ و خنجر: اُس (تیغ...) کی آبگیری کرنا، تیز کرنا۔

ب در سبد کردن: پانی چھلنی میں ڈالنے کا مترادف، اور بے فائدہ کام کے ارتکاب کا کنایہ۔

ب دنداں: احمق، نادان، ضعیف و نحیف، نیز حلوے کی ایک قسم۔ انار کی ایک قسم۔ مطلقاً ایسا لطیف پھل جو دانتوں سے نہ ٹکرائے۔

بِ دنداں شکن: بہت ٹھنڈا پانی۔

بِ رُو خریدن: حفظِ آبرو کی خاطر کوئی چیز دینا اور آبرو کھونے کے شکنجے سے خود کو رہائی دلانا۔

بریزان و آب پاشاں: کسی زمانے میں فارس میں امساکِ باراں کے سبب بہت قحط پڑا۔ ایک مدت بعد تیر ماہ (ایرانی مہینے) کی ۱۳ر کو بارش ہوئی۔ اہلِ فارس نے اُس روز جشن منایا۔ تب سے یہ جشن جاری ہے۔ اِس موقع پر وہ ایک دوسرے پر پانی، یا عرقِ گل پھینکتے ہیں؛ چناں چہ یہ دن اس نام سے موسوم ہوا۔

ب شدن: پگھلنا، منفعل ہونا۔

بِ شیراز و شیرازی: شیراز کی شراب۔

بِ طینت: (اضافت کے ساتھ)، وہ پانی جس سے جسموں کی مٹی گوندھی گئی۔

بِ غربت و آبِ سفر: (اضافت کے ساتھ)، وہ پانی جو سفر کے دوران پیتے ہیں۔

ب کامہ: ایک ایسی چیز جو کئی ترشیوں (کھٹائیوں) سے تیار کی جاتی ہے۔

ب کشادن: بعضے اِسے وقت ضائع ہونے کا کنایہ کہتے ہیں، اور بعض کے نزدیک یہ آب از دہان رفتن'

کا مترادف ہے۔

آبکش برگ: نباتات کے اوراق (پتوں) کی رگ۔ اور فقط 'آبکش' کے معنی: پانی پینے والا۔

آب کشیدن و دیدن و بُردنِ زخم: 'آب برداشتن' کا مترادف ہے اور زخم چرانا جو معروف ہے۔

آب کشیدنِ چیزے: کسی چیز کا دھویا جانا۔

آب گردش: آب و ہوا کی منحوس تاثیر، نیز کسی بیمار کا آب و ہوا کی تبدیلی کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا 'آب گردانی' اور 'آب گردانیدن' اِس کا متعدّی ہے۔

آب گرفتن: پانی دینا۔

آب گرفتنِ خانہ: گھر کا ویران اور غیر آباد ہونا۔

آب لار: کشمیر کی ایک ندی کا نام۔

آبگینہ: معروف؛ نیز آئینے کے معنوں میں مستعمل ہے۔

آبلۂ پستان: پستان کا تکمہ، اسے 'عقدِ پستان' بھی کہتے ہیں۔

آبلۂ دولابی: ایسا آبلہ (چھالا) جس کا اچھا ہونا اور پانی اُٹھانا دور کی بات ہو۔

آبِ مردہ: غیر رواں (رکا ہوا) اور افسردہ پانی۔

آبِ منجمد: شیشے اور پیالۂ بلور کا کنایہ، نیز برف اور یخ۔

آبِ مروارید و آبِ گہر و آب آوردنِ چشم: گندے پانی کا نزول جو آنکھوں کے معروف امراض کا نتیجہ ہے۔

آبِ مے: (اضافتِ بیانی کے ساتھ)، شراب۔

آب و گل: انسانی قالب/ڈھانچا۔

آبی: ہلکا نیلا رنگ۔

آبی شدنِ معاملہ معاملہ درہم برہم ہونا؛ کام کا نظام بگڑنا۔

آتش از آب برآوردن: 'آب از آتش بروں آوردن' کا مترادف ہے۔ اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔

آتش برگ: چقماق، آگ لگانے کا پتھر۔ اسے 'آتش زن' بھی کہتے ہیں۔

آتشِ بے دود: شراب کا کنایہ۔

آتشِ تاک: اضافت کے ساتھ، شراب۔

آتشِ تر: عمدہ شراب کا کنایہ۔

آتش خوردن: بہت زیادہ رنج والم برداشت کرنا۔

آتش کاری: آگ دینا اور گرم کرنا؛ آتش کار: مطبخی اور آتشباز۔

آتش کش وآتشگیر وآتشگیرہ: ایسی چیز جس سے منقل اور چولھے سے آگ اٹھائی جاتی ہے؛ چمٹا۔

آتش گری: وہی آتش کاری۔

آثار: اثر کی جمع۔ اہلِ فارس بِنا اور دیوار کے عرض کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

آجیدن: خرقہ (گدڑی) سینا۔

آجیدہ وآجدہ: بخیہ، اور ریتی کے اوپر کے کانٹے، جنھیں 'موج سوہان' بھی کہتے ہیں۔

آجار: ناہموار پست وبلند۔

آخرندارو: یعنی جس کا انجام برا ہو۔ اسے 'بے عاقبت' بھی کہتے ہیں۔

آدم بآدم می رسد: مثلاً ایک ایسا شخص جو بے نیازی کے باعث مصیبت میں پڑا ہو اور بے نوائی کی بنا پر کسی شخص کی طرف رجوع کر کے کہتا ہے، ''دیکھ! میرا ہاتھ پکڑ: آدم، آدم کو پہنچتا ہے۔'' یعنی کارِ عالم ہے۔ ایسا نہ ہو کل تُو میرے پاس اپنی احتیاج لائے۔

آرزو بُردن: خواہش کرنا۔

آرزو شکستن: آرزو حاصل ہونا اور نہ ہونا۔

آرش: (مد اور زیر کے ساتھ) طہماسپ، شاہ ایران کے سلاحدار کا نام۔

آزاد درخت: موقوف؛ ایک ایسا درخت جو جرجان میں اگتا ہے۔ اسے 'درختِ طاق' بھی کہتے ہیں۔ جب جنگلی جانور اسے کھاتے ہیں تو فوراً مر جاتے ہیں۔

آزادنامہ: آزادی کی دست آویز۔

آسا: تشبیہ کے الفاظ میں سے ہے؛ نیز بمعنی انگڑائی۔

آستین از چشم برداشتن واز مژہ جدا کردن: گریہ وزاری کرنا۔

آستین از دور برداشتن: آواز دینا اور خبردار کرنا۔

آستین بینی گرفتن وگذاشتن: ناک پر آستین رکھنا تاکہ دماغ کو بدبو نہ پہنچے۔

آستین برچشم وجبین ودیدہ ودل کشیدن: دلاسا دینے اور غم خواری کرنے کا کنایہ۔

آستین برچیزے زدن کسی چیز کو ترک کر دینا۔

آستین برخ کشیدن: مُنھ چھپانے کا کنایہ۔

آستین برگذرگریہ سودن: آستین سے آنسو پونچھنے کا کنایہ۔

آستینِ کہنہ وپارہ داشتن: مفلس اور بے نوا ہونے کا کنایہ۔ جب کوئی کسی محفل میں بات کرتا ہے اور اہلِ مجلس اُس کی طرف توجہ نہیں دیتے تو وہ کہتا ہے، میری بات کہاں سنیں گے کہ میں 'آستینِ کہنہ' رکھتا ہوں، یعنی مفلس ونادار ہوں۔

آستین نداشتن: یہ بھی ناداری کا مبالغہ ہے۔

سمان رابرزمین آوردن: آسمان سے کوئی چیز زمین پر کھینچنا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

سمان گیر: شامیانہ

آسیاے اُو از آب گہرمی گردد: اس کے بھی وہی معنی ہیں جو 'آسیاے فلانی بآبِ چشمۂ خضر... الخ' کے ہیں

آسیاے فلانی از بے آبروئی دائراست: یعنی اُس کا مدار بے حیائی اور بے آبروئی پر ہے۔

آسیاے فلانی بآبِ چشمۂ خضر واز آبِ طلامی گردد: یعنی فلاں دوستکامی اور عزت وآبرو میں کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

آش: صاحب ''کشف اللّغات'' کے بقول، یہ دراصل 'آشام' تھا، جب کہ صاحب ''فرہنگِ رشیدی'' نے اس کے معنی مطلق قوت کے لیے ہیں، جس سے بدن کا قوام ہے، لہٰذا لفظِ آشام کے سلسلے میں، محاورے میں برطعام (آشام برطعام) مطلق مستعمل ہے۔

ش تتماج: آش کی ایک قسم جس میں روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ڈالے جاتے ہیں۔ (آش: شوربا)

شِ تو درکاسۂ تست: یعنی رزق اور مقدر تیری آستین میں ہے۔

شِ خیر: ایسا کھانا جو راہِ خدا میں درویشوں کو دیا جاتا ہے۔

شِ کسے پختن: کسی کو آزار پہنچانے کے لیے منصوبہ بنانا۔

شالی: کسی جگہ دُکھ اور ذلت دیکھنا اور کھانے کے ایک دو لقمے ملنے کی اُمید میں خوشامد گوئی اختیار کرنا۔

آشنائی دادن: کسی کی پہچان کرانا، مثلاً دو پرانے آشنا ایک مدت کے بعد ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے۔ کوئی ایک قدیم کی مہر و محبت سے آگاہ کرتا ہے۔ اس موقع پر کہا جاتا ہے، ''آشنائی دادی'' بعض کے نزدیک آواز دینا کے معنی ہیں۔ بہر حال، پہلا محاورہ زیادہ صحیح ہے۔

آغوش دادن: بے خبر ہونے کا کنایہ۔

آفتاب بہ زرد رسیدن: سورج غروب ہونے کا وقت۔

آفتاب خوردن: معروف؛ اور رنج و تکلیف اٹھانے کو بھی کہتے ہیں۔

آفتاب رُو: ایسی جگہ جس کا رُخ سورج کی طرف ہو۔

آفتاب زرد: سورج غروب ہونے کا وقت (آفتاب بغیر اضافت)۔

آفتاب گیر: سائبان اور دستے دار آڑ (سپر) جس سے ملوک و سلاطین اور اُمرا سائے کا انتظام کرتے ہیں، تاکہ دھوپ نہ پڑے۔ ''آئینِ اکبری'' سے یہ معنی اخذ کیے۔

آفتابِ مغربی: تلوار کا کنایہ۔

آفتابی: لوطیوں کی اصطلاح میں کسی حمام کی لنگی، اس لیے کہ جب گیلی ہو جاتی ہے تو اُسے دھوپ میں رکھ دیتے ہیں۔

آفتابی شدن: ظاہر ہونا۔

آل: اس کے کئی معنی ہیں۔ نیم رنگِ سُرخ، محض سرخ رنگ، ایک مہلک مرض جو عورتوں کو وضع حمل کے پہلے ہفتے میں ہوتا ہے۔ ایرانیوں کے نزدیک ایک ایسا جانور جس کے تمام بدن پر لمبے اور پتلے بال آویزاں ہوں اور جو سرتا پا بالوں میں چھپا ہو۔ اگر کسی آفت رسیدہ عورت کو گھر میں اکیلا پائے تو اُس کا دل اپنی طرف متوجہ کرتا اور اُسے لے جاتا ہے۔ لوگ اطلاع ملنے پر اُس کا پیچھا کرتے ہیں تاکہ اُسے ماریں۔ اگر وہ پانی میں چلا جائے تو وہ عورت جانبر نہیں ہوتی، وگرنہ آل کو پکڑ لیتے اور زرد رنگ کے گھوڑے کو عورت کے گرد دوڑاتے ہیں۔ اس طرح عورت ہوش میں آجاتی ہے (باقی حقیقتِ حال اللہ ہی کو معلوم ہے)۔ ترکی میں آل بادشاہ کی مہر کو کہتے ہیں۔ آل، شراب کو بھی کہتے ہیں۔

آلتمغا: ترکی زبان میں بادشاہ کی مہر، یعنی مہر سرخ۔

آلش: (لام مکسور)، بدلنا، مثلاً فلاں دن میں دو مرتبہ رخت بدلتا ہے، اور مغول۔ بدلے ہوئے چیرے کو دستارِ آلش کہتے ہیں۔

آلفتہ: اہلِ مشرب رند۔

آلکی: پالکی کی ایک قسم، جسے عرفِ عام میں 'ناکی' کہتے ہیں۔

آماج و آماج گاہ: تودۂ خاکی جو تیراندازی کے لیے بنایا جاتا ہے۔ فارسی میں اسے خاک تودہ بھی کہتے ہیں۔

آماج خانہ: یہ بھی وہی تاج والا مکان ہے۔

آماج گاہ: ایسے مکان کو بھی کہتے ہیں جس میں تاج ہو۔

آمدشدن: آمدن بمعنی آنا کا مترادف۔

آمد آتش گرفت و رفت: یعنی جگہ گرم کیے بغیر چلا گیا۔ جلد لوٹ جانے کے لیے مبالغہ (بآتش گرفتن آمدہ بود اس کا مترادف ہے)۔

آمدہ را بموی تواں کشید: مشہور ضرب المثل۔ یعنی جب دولت اِدھر رُخ کرتی ہے تو اُسے بال سے اپنی طرف کھینچا جاسکتا ہے کیوں کہ سہل ترین توجہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ 'بموکشیدنِ چیزے' (بال سے کسی چیز کو کھینچنا): اسے سہولت سے اور محنت کے بغیر حاصل کرنا ہے۔

آں دفتر را گاو خورد: یعنی حساب صاف ہو گیا۔

آنہمہ ترسیدہ است کہ ہندوانہ در کونش می غلطد: (وہ بہت ڈرا ہوا ہے کہ تربوز اُس کی گون میں لڑھک رہا ہے)، یعنی خوف اور ڈر کے مارے اُس کی گون اس قدر پھٹ گئی ہے کہ تربوز اُس میں لڑھکنے لگا ہے۔

آوازافتادن و گرفتن: اِس کے بھی معنی کسی کی بلند نامی پست ہونے کے ہیں۔

آوازبآواز رسانیدن: کسی رکاوٹ کے بغیر مسلسل آہ زنی کرنا۔

آوازخراشیدہ: ایسی دردناک آواز جو بہت فریاد کرنے سے بھی بلند نہیں ہوسکتی۔

آوازکشیدن و کردن: طلب کرنا، بلانا۔

آوازۂ کسے نشاندن: کسی کی بلند نامی کو پست کرنا۔

آوازہ نشستن: 'آوازۂ نشاندن' کا لازم ہے۔

آوردن آب چیزے را: کسی چیز کو مفت اور رائیگاں پانے کا کنایہ۔ جب کوئی کسی مہنگی چیز کو سستا خریدنا چاہے تو

بیچنے والا کہتا ہے، "اِسے پانی نہیں لایا ہے،" یعنی مجھے مفت ہاتھ نہیں لگی۔

آب دار: ایسا آہن جسے کا غذ اور جامے سے مُلا جاتا ہے، فولاد جوہر دار۔

وا آہ انداختن: مسلسل گریہ وزاری کرنا۔

ہوے ماندہ ولنگ گرفتن: بے انصافی اور عاجز کُشی کرنا۔

آئینہ بر انگشتری نشاندن: آئینہ نگین میں رکھنے کی بجائے نگیں دان میں رکھنا اور یہ عورتوں کا خاصہ ہے۔

آئینہ بر پیشانی بستن: ایرانی خواتین کی یہ رسم ہے کہ وہ حالتِ تقطیع میں (یعنی دورانِ حمل) پیشانی پر آئینہ باندھتی ہیں۔

آئینہ پیشِ نفس و بر نفس داشتن و پیشِ لب گرفتن: غشی اور بے ہوشی کی حالت میں، جس پر موت کا شبہہ ہو، آئینہ سانس کے آگے رکھتے ہیں تا کہ موت اور زندگی کا حال معلوم ہو۔ یہ طبّی قواعد میں سے ہے۔

آئینہ تمثال دار: ایک ایسا دور خا آئینہ جس کے پیچھے تصاویر رکھتے ہیں اور جب کوئی تماشائی دیکھتا ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ صورتیں آئینے پر کھینچی گئی ہیں۔ یہ اہلِ فرنگ کا کام ہے۔ اسے 'آئینہ تصویر نما' بھی کہتے ہیں۔

آئینہ حبابی: ایسا آئینہ جس کے اردگرد شیشے کے عالم حباب سے، حباب (بلبلے) ہوں۔

آئینہ دار: اہلِ لغت نے حجام اور سر تراش کے معنی لکھے ہیں، جب کہ شعرا کے نزدیک ایک ایسا شخص جو آئینہ چہرے کے سامنے رکھے۔

آئینہ طاؤس: مور کے بال و پر کے نقوش۔

آیاتِ متشابہات: ایسی آیات جن کے تفسیر کے لیے مفسّر کسی تاویل کے محتاج ہیں۔

آیاتِ محکمات: ایسی آیات جو کسی تاویل کی محتاج نہیں ہیں اور اُن کا حکم اُن کے ظاہری معنوں پر ہے۔

آیانی: شایستگی کا مترادف؛ عموماً ہر چیز کی خوبی کے لیے مستعمل ہے۔

آیہ بلند: طویل آیت، کیوں کہ 'بلند' بہت طویل کے معنوں میں ہے۔

آیہ حجابی وحجاب: آیہ کریمہ جو عورتوں کے کسی نامحرم سے پردے کے سلسلے میں نازل ہوئی۔

الفِ مقصورہ

الف ۔ ب

آبا: ('الف' پر زبر)، خصوصی ما آش، اور عمومی پکی ہوئی شے #

آبا: بفتح، آش خصوصاً، و ہر مطبوخ عموماً = (زبر کے ساتھ)، آش (یخنی، شوربا) خصوصاً، اور ہر پکائی ہوئی چیز عموماً۔ (نقش)

ابجد رواں ساختن: ابجد پڑھنا یعنی الف، با، تا، پڑھنا۔ کہا جاتا ہے، فلاں نے ابھی ابجد رواں نہیں کیا، یعنی بڑا جاہل ہے۔

اَبدال: بقولِ مولانا جامی، وہ لوگ جو اہلِ حل وعقد اور درگاہِ حق کے سپاہی ہیں۔ 'کوچکِ ابدال' اور 'کوچکِ فقر' بمعنی مرید۔

ابدالی: ظرافت اور تمسخر۔

اَبرِ مُردہ: ایسی چیز جسے ہند میں بادل کہتے ہیں، جو ترجمہ ہے ابر کا۔ ہند کے حقہ نوش موسمِ گرما میں نیچہ تر کرنے کے لیے رکھتے ہیں۔ رطوبتوں کو جذب کرنا اس کا خاصہ ہے۔

ابروزدن: رضا کا اظہار کرنا۔

ابروے مردانہ: ایسے ابرو جن سے جواں مردی کا نشان ظاہر ہو۔

ابروناز ک وتنگ کردن: ناز وغرور کرنے کا کنایہ۔

ابرونمودن وبلند کردن: نمودار ہونا اور اشارے کرنا۔

ابریشم: معروف؛ نیز ساز کا تار۔

ابلق: دو رنگا، اور یہ معنی معروف ہیں، نیز پرِ کلاہ۔ اسے ابلقِ طرفِ کلاہ بھی کہتے ہیں۔

ابن السبیل: تفسیرِ حسینی کے مفسّر کے مطابق ایسا مسافر جو اپنے ملک و مال سے جدا ہو گیا ہو۔ محاورے میں بھی یہی معنی ہیں۔

ابن سیرین: ایک تعبیر کرنے والے کا نام جسے محمد بن سیرین معتبری کہا جاتا تھا۔

ابواب: عربی لفظ ہے، بمعنی دروازے۔ شاہی نمائندوں کی اصطلاح میں مطالبے کی وہ وجوہ جن کی رُو سے اہلِ عمل کا مواخذہ کرتے ہیں۔ ہند میں اسے کبھی 'بدرنویسی' اور کبھی 'ابواب' کہا جاتا ہے۔

ابواب کردن: مواخذہ کرنا اور احتساب میں لانا۔

ابوالعباس وابوالحیہ وابوالمطراق: آلہ تناسل کا کنایہ۔ اسے 'گیسودار' بھی کہتے ہیں۔

الف ۔ ت

أتاق: ترکی لفظ ہے۔ بمعنی خانہ، گھر۔

الف ۔ ح

احرام: حاجیوں کے لیے سلا ہوا لباس، استعمال طیب اور مجامعت وغیرہ حرام کرنا۔ اب 'احرام بستن' اور 'احرام کردن' مستعمل ہے۔

احرامی: اَن سلی چادر جو حاجی پہنتے ہیں۔

احوال کے گرفتن: کسی کا حال احوال پوچھنا اور اس کی عیادت کے لیے جانا۔

الف ۔ خ

اختر: معروف؛ نیز بمعنی جھنڈا اور علم۔

اختلاط براہ افتادن: صحبت کا موافق آنا۔

اختہ بیگی واختہ چی: ترکی لفظ ہے، بمعنی اصطبل کا داروغہ۔ اختہ بمعنی گھوڑوں کا طویلہ۔

اُخ کسہ: ('الف' پر پیش)، ایسی چیز جو عورتیں کرپاس (سُوت) سے سیتی اور پشت پر باندھتی ہیں، اور اس میں تیر کی شکل نقش کرتی ہیں۔

الف ۔ ر

اراب: گردوں، یعنی بیل گاڑی، چھکڑا۔

اراجیف: بے ہودہ خبریں۔

ارباب: عربی لفظ۔ عہد کیا ہوا، مشروط۔ فارسی والوں کی اصطلاح میں گاؤں کا سردار۔

ارتنگ: مشہور ایرانی مصوّر مانی کا نگارنامہ (نگارخانہ) جسے 'ارژنگ' بھی کہتے ہیں اور اسی سے مشہور ہے؛ نیز مانی کا نام۔

اِرجاف: ('الف' کے نیچے زیر)، جھوٹی خبریں اُڑانا۔

اُردک: ('الف' پر پیش)، تُرکی لفظ، بمعنی مُرغابی۔

اُردک پرّانی: ظرافت اور استہزا کرنا (ہنسی اڑانا)۔ بعض کے نزدیک جنگ میں آگے آنا، نیز گوز (پاد) مارنا۔

اَردہ: ('الف' پر زبر)، تیل کے تِل کو خاص چکی میں، جسے 'اردہ آسیا' کہتے ہیں، پیستے ہیں اور اس سے شہد کے شیرے کی سی چیز حاصل کرتے ہیں جسے چینی، مصری، خُرما اور شیرے میں ملا کر کھاتے ہیں، اور اِس سے جو حلوہ بنایا جاتا ہے اُسے 'حلوائے اردہ' کہتے ہیں جب اردہ میں پانی ڈالتے ہیں تو اس سے چشمہ چشمہ شگفتگی ظاہر ہوتی ہے۔ بقولِ مجد الدین علی قوسی، پیسا ہوا آرد، گندم اور جَو وغیرہ کے آٹے کی مانند ہے، جب کہ آردِ مائع، مثل کنجد (تِل جس سے تیل نکالتے ہیں) و مغزِ بادام، اردہ ہے۔

ارسال: عربی لفظ، بمعنی بھیجنا۔ اہلِ فارس تحفہ و سوغات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہند میں بھی انھی معنوں میں معروف ہے۔

اِرش: ('الف' کے نیچے زیر)، اِس کے لیے ملاحظہ ہو 'آرش'۔

ارضہ: دیمک کی ایک قسم جو کتاب، پشمینے اور نمد کو کھا جاتی ہے۔

ارغون: ترکوں کی ایک قوم، نیز ایک بادشاہ کا نام، نیز ایک جگہ کا نام۔

ارغون وارغن: اہلِ روم کا ایک ساز جسے افلاطون حکیم نے تیار کیا۔

اَرِنی: ('ر' کے نیچے زیر۔ ایرانی اِسے ساکن بھی بولتے ہیں) ایک آیت کا حصہ (''مجھے جلوہ دکھا۔'')

الف ۔ ز

از آسمان چیزے بہ زمین کشیدن و آوردن: غیر ممکن اور وقوع ناپذیر کا انجام دینا۔

از بُرِ قرشیر دوشیدن: مشہور ضرب المثل ہے، بمعنی غیر ممکن امر ظاہر کرنا/انجام دینا۔

از بُنِ دنداں: بڑی رغبت و خواہش کا کنایہ۔

از بہر توتیا نیافتنِ چیزے: کسی چیز کے قحط و نایابی کے لیے مبالغے کا استعمال۔

از بہر دوا نیافتن: یہ بھی انھی معنوں میں ہے۔ اساتذہ کے کلام میں بہت استعمال ہوا۔ (پورا محاورہ یوں ہے: 'از بہر دوا ماندنِ چیزے۔')

از پرکار افتادن: ضائع اور بے کار ہو جانا۔ پرکار بمعنی سامان و نظام ہے۔

از پوست آمدن: اپنے کشفِ حال کرنے اور اپنی ذات سے باہر نکلنے کا کنایہ، نیز کمالِ شگفتگی و مسرت۔

از پوست برآوردن و بیروں کشیدن: کھال ادھیڑنا، عربی میں جسے 'تسلیخ' کہتے ہیں۔

از پیشِ پاے کسے برخاستن: کسی کی تعظیم کے لیے اُٹھنا۔

از پیشِ خود گرفتنِ چیزے: کسی چیز کی طرف مشغول و متوجہ ہونا۔

از پیشِ کسے واز برِ کسے: یعنی کسی کی طرف سے، کسی تحریک اور سکھلاوٹ کے بغیر۔

از ترس ہندوانہ افگندن: 'بیضہ افگندن' کا مترادف، ذکر آگے آئے گا۔

از جا برداشتن کسے را: کسی کو ترقی دینا اور اس کا مرتبہ بڑھانا۔ 'از خاک برداشتن' کا مترادف۔

از چشمِ کسے واز کسے چیزے دیدن: کسی چیز کا ظہور اُس کے پہلو سے جاننا۔

از چوب واز چوبِ خشک واز سنگ تراشیدن: کسی چیز کا ایسی جگہ سے بہم پہنچانا جس کا اُس جگہ سے حصول ممکن نہ ہو۔

از دست ہم ربودنِ چیزے: کسی چیز کے نہایت عزیز ہونے کا کنایہ۔

از دنبل دولت آمدن: کہتے ہیں کہ جس کسی کے پھوڑا ہو، دولت اس کی طرف رُخ کرتی ہے۔

از دُور بوسہ زدن: نہایت ادب و تعظیم کا کنایہ۔

از دہان و سر زیادہ است: یعنی کسی کی حالت اور استعداد سے بڑھ کر ہے۔

از راہِ دور آمدہ و رسیدہ: مضمونِ تازہ اور خیالِ نازک کا کنایہ۔ بعض کے نزدیک مہمانِ عزیز۔

ازرق شامی: ایک شخص کا نام جو امام الشہدا ؓ کے قتل میں شمر کا معاضد (شریک) تھا۔

اززبان وصدا افتادن: بولنے کی طاقت نہ رکھنا۔

اززیرِ سنگ بیرون آمدن: شدید قسم کے مہلکے (مہلک بیماری وغیرہ) سے رہائی پانا۔

ازسر دررفتن وبدرشدن: حد سے تجاوز کرنا۔ جب پیمانہ وسبو وغیرہ بھر جائے تو اُس میں موجود پانی باہر گرنے لگتا ہے۔ 'ازسر بدر بردن' اِس کا متعدّی ہے۔

ازسرواشدن وگشتن: جدا ہونا۔ 'ازسرواکردن' اِس کا متعدّی ہے۔

ازسفتِ سوزن گزشتن: 'ازسرِ سوزن بروں شدن' کا مترادف جو معروف ہے؛ نیز حال میں تبدیلی (تلوّن) کا ظاہر ہونا۔

ازسنگ پیداشدن: 'اززیرِ سنگ وازسنگ پیدا کردن وبیروں آوردن' کا لازم۔ (ملاحظہ ہو، 'ازچوب وچوب خشک... الخ')

ازشاخ پیوست کردن: درخت کو پیوند لگانا جسے 'برگ پیوند' بھی کہتے ہیں۔

ازصحرا یافتن ودجستن وآوردن: کوئی چیز مفت اور رایگاں پانا۔

ازغلاف برآمدن: بے حجاب ہونا (سندِ محاورہ 'برسرِ آن وایں' میں آئے گی۔)

ازکسے ذخیرہ داشتن: کسی کا شکوہ دل میں رکھنا۔ 'ذخیرہ' بمعنی شکوہ مستعمل ہے۔

ازکسے کسوت وجامہ داشتن: کسی کے مرید وخلیفہ ہونے کا کنایہ۔

ازکسے کشیدن وبرداشتن: کسی کے جور وستم برداشت کرنا۔

ازکفِ دست مُو برآمدن: کسی ناممکن الوقوع امر کا واقع ہونا۔

ازکیسہ رفتن: ضائع ہونا اور کم ہونا۔ آدمی اور غیر آدمی پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

ازگلو کشیدن: 'ازحلق کشیدن' (حلق یا گلے سے کھینچنا) کا مترادف ہے اور یہ خاصا معروف ہے۔

ازہم گذشتن: مرنا اور ایک دوسرے سے جدا ہونا۔

ازہم گذشتنِ کار ومعاملہ: کسی کام کا اخیر ہونا اور اُس کا فیصلہ ہونا۔

ازہوا گرفتن: کسی غیر ممکن جگہ سے کوئی چیز حاصل کرنا۔

ازیں وایں: معروف؛ اور 'ازیں چنین وایں چنیں' کا بدل ہے۔

الف ۔ س

اسپِ افگن: ایسا بہادر جو دشمن پر تنہا چڑھ دوڑے۔

اسپ رالجام انداختن: شوخ اور تیز گھوڑے کو رام کر لینا اور بے خبری سے واپس لے آنا۔

اسپِ یام: وہ گھوڑا جسے ڈاک چوکی کے لیے منازل (پڑاو) میں رکھتے ہیں۔

اِستادہ: معروف؛ ہند میں ایسی لکڑی کو کہتے ہیں جس پر خیمے کا سائبان نصب کیا جاتا ہے۔

آستان: پیٹھ کے بل لیٹا ہوا۔

استخارۂ ذات الرقاع: کسی کام کرنے سے متعلق استخارے کے لیے رُقعے (چٹ) پر 'افعل' اور دوسرے پر 'لاتفعل' لکھ کر ان چٹوں کو لپیٹ کر مصلّے کے نیچے رکھ دیتے ہیں۔ نماز ادا کرنے کے بعد آنکھ بند کر کے ایک چٹ اٹھا لیتے ہیں۔ پھر اَمر یا نہی، جو بھی نکلے، اُس پر عمل کرتے ہیں۔

استخواں دار: محکم اور قائم۔

استخوانِ نگیں: نجیب و شریف، کیوں کہ 'استخوان' بمعنی اصل و نسل کے ہیں۔

اسلیمی و سلمی: گرہ بندی۔

اسلیمی خطائی: گرہ بندی اور نقوش، جسے عرفِ عام میں 'بندِ رومی' کہا جاتا ہے۔ #

اسلیمی خطائی: گرہ بندی و در نقوش کہ آں را در عرف بندِ رومی گویند۔

[''گرہ بندی'' کے بعد 'و' کا اضافہ غالباً کتابت کی غلطی ہے، کہ اِس سے جملہ نامکمل رہتا ہے، جب کہ 'و' کے حذف سے بامعنی اور مکمل ہو جاتا ہے: ''یعنی نقوش (سازی) میں گرہ بندی، جسے عام طور پر 'بندِ رومی' کہتے ہیں۔'' ''لغت نامۂ دہخدا'' میں زیادہ وضاحت سے درج ہے:

اسلیم خَطائی: نوعی از نقاشی و گرہ بندی کہ بر گرد نقشہا سازند و آنرا بندِ رومی گویند، و تنہا اسلیمی و سلمی نیز آمدہ۔ [آنندراج] = نقاشی اور گرہ بندی کی قسم، جو نقوش کے گرد بناتے ہیں، اور اسے 'بندِ رومی' کہتے ہیں؛ فقط 'اسلیمی' اور 'سلمی' بھی آیا ہے۔ (نقش)

اسیر خانہ و اسیر جاے: قید خانہ۔

الف ۔ ش

اشترک: موج دریا۔

اشرف: معروف؛ نیز مازندران کے مضافات کا ایک قصبہ۔

اشعث: ایک حریص کا نام۔ بعض کے نزدیک اشعب۔

اشکبوش: ایک جنگجو کا نام جو (ایرانی بادشاہ) افراسیاب کی مدد کے لیے آیا تھا۔ رُستم نے اُسے مار ڈالا۔

اشک ریختن: خوش اور محظوظ ہونا۔

اشکِ شکری: ایسے آنسو جو بہت ہنسنے سے آنکھوں میں آ جاتے ہیں۔

اشکنہ: ثرید (ایک قسم کا کھانا، جس میں روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربے میں ڈبو کر کھاتے ہیں)، نیز زلف کے پیچ وتاب اور عشوہ وناز۔

الف ۔ ص

اصحابِ مَنقل: ہم صحبت و مشیر دوست، منقل سامنے رکھ کر باہم شب نشینی اور ہر موضوع پر بات چیت کرنے والے۔ مَنقل ('م' پر زبر): انگیٹھی

اصلاح: عربی لفظ، بمعنی اچھا کرنا؛ فساد کی ضد۔ اصطلاح میں: بال صاف کرنا۔

اصول: موسیقی کی بحریں (مراد زیر و بم، اونچے نچلے سُر)، ناز نخرے کی حرکات وسکنات کا کنایہ۔ جب کوئی ناز و غرور سے بات کرے تو کہتے ہیں، ''چہ اصول گرفتہ۔''

الف ۔ ع

اعدادی: ایک ایسا شخص جو مثلث اور مربع کے خانوں کو، حصولِ مقصد کی خاطر، ہندسوں سے پُر کرے۔

الف ۔ غ

اُغری: ('الف' پر پیش)، ترکی لفظ ہے، بمعنی چور۔ اور 'باز اُغری' وہ باز ہے جو مرغابی کے شکار کے

لیے شکاری کی رہنمائی کرتا ہے۔

الف ۔ ف

اُفتادن: برخاستن بمعنی اُٹھنا کی ضد یعنی گرنا، نیز بمعنی زیبائی، خوب صورتی؛ اور واقع ہونا۔

اُفتادنِ دل در جاے: دل کا کسی جگہ قرار و آرام پکڑنا۔ اہلِ ایران محاورہ میں کہتے ہیں 'دلم در جائی افتد' یعنی قرار نہیں پاتا۔

افریسموس: یونانی لفظ۔ ایک ایسی بیماری جس میں مریض کا آلۂ تناسل ہمیشہ کھڑا اور اکڑا رہتا ہے۔ 'فریسموس' بھی کہتے ہیں۔

افسار: لگام جو گدھے، گھوڑے کے سر اور گردن پر باندھتے ہیں۔ عوام اِسے 'تختہ' کہتے ہیں، لیکن یہ لفظ ترکی ہے۔

افسار بر سر کشیدن: 'اسپ را لجام انداختن' کے مترادف ہے۔ یہ معنی پہلے گزر چکے۔

افشاں چشمِ مورے و سرِ مورے: باریک افشاں کی قسمیں جو کاغذ اور دیگر اشیا سے تیار کرتے ہیں۔ عرفِ عام میں اسے 'افشاں غبار' کہتے ہیں۔ 'چشمِ مورے' اور 'سرِ مورے' سے مراد بہت چھوٹی چیز اور ریزہ ہے۔

افیون: معروف؛ نیز بمعنی 'پازہر' یعنی تریاق۔

الف ۔ ق

اقچہ: ترکی لفظ، بمعنی روپیہ۔

اُقسم: ('س' پر پیش)، ایسا شخص جو اِس سوچ میں ہو کہ فلاں کام کس طرح انجام دیا جائے۔ (قسم، س ساکن، بمعنی کسی کام کے طریقے پر غور کرنا۔)

اقطاع: ('الف' پر زبر)، جمع قطع، زمین کے گوشے کنارے؛ ('الف' کے نیچے زیر)، بمعنی کسی چیز کا کوئی ٹکڑا کسی کو دینا۔ اصطلاح میں ایسی زمین جو بادشاہ، ملازموں کو تنخواہ کے طور پر دیتے ہیں۔

الف ۔ ک

اکسیر رنگ و اکسیر مردی: شراب کا کنایہ۔

الف ۔ گ

اگر بر آسماں رفتہ است از وایں کار برنمی آید: یعنی بلند پروازی کرنے حتی المقدور کوشش بجالانے کی فلاں میں استطاعت نہیں ہے۔

اگر چنیں شدہ است اُومی کند: جب کوئی مکروہ امر ظہور پذیر ہوتا ہے تو جس سے دشمنی کا گمان ہوتا ہے اُس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں کا کیا دھرا ہے۔

اگر حریف انگشت بگوش می گذارد، خیال کند

جیب قبایش می دوزد: کسی کی حماقت و جہالت کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

اگر گوید کہ ماست سفید است باور نیست: کسی کی تکذیب کے لیے مبالغے سے کام لینا (وہ بہت جھوٹا ہے)۔

الف ۔ ل

الچے والجہ: کسی دوسرے ملک کی تاخت وتاراج سے حاصل کردہ مال وجنس اور قیدی۔

اُلُغ: ترکی لفظ، بمعنی بزرگ، بڑا، عظیم۔

الف: معروف؛ نیز ایسا زخم جو الف کی شکل میں ہو۔

الف بر خاک کشیدن: امامیہ مذہب میں رسم ہے کہ میّت کو دفنا کر سات مرتبہ سورہ 'اِنّا اَنزلناہ...' (سورۂ قدر) پڑھتے اور ہر بار قبر پر لکیر کھینچتے ہیں۔

الف بر خاک وزمین کشیدن: شرمندگی و خجالت اٹھانے کا کنایہ۔

الفِ تازیانہ: ایسی لکیر جو چابک کی ضرب سے بدن پر پڑ جائے۔

الفیہ: آلۂ تناسل کا کنایہ، اور 'شلفیہ' کنایہ ہے فرج کا۔ اس لیے بدکار عورت کو 'شلف' کہتے ہیں۔

الفیہ شلفیہ: ایک کتاب کا نام جو کسی طبیب نے بادشاہ کی قوت باہ کی تقویت کے لیے تیار کی، جس میں جماع کی عجیب وغریب شکلیں بنائیں۔

الماس: معروف؛ نیز جوہردار فولاد اور تیغ و خنجر۔

الماس پارہ: 'آتش پارہ' کا مترادف۔

النگ: ('الف' پر پیش)، مرغزار؛ اور الف و ل پر زبر ہو تو بمعنی ایسی دیوار جو رزم گاہ کے سامنے، لشکر کی حفاظت کے لیے، بنائی جاتی ہے۔ اُسے 'مورچال' (مورچہ) کہتے ہیں، نیز بمعنی مطلق دیوار باغ و محل۔

الف ۔ م

امامِ سبحہ: تسبیح کے دانوں کے درمیان بڑا یا موٹا دانہ۔ اسے 'سرگرہ'، 'سرلاحول'، 'مقری سبحہ' نیز 'گلِ سبحہ' بھی کہتے ہیں۔

اِمروز: آج، نیز یہ دور، آج کا زمانہ۔

اُمّ الصبیان: ایک دیو کی ماں کا نام، جو بچّوں کو آسیب پہنچاتی ہے۔ طبّی اصطلاح میں بچّوں کا ایک مرض۔

اُمیدِ بریدہ: ایسی اُمید جو گویا نا اُمیدی ہو۔

الف ۔ ن

انارِ یاسین: نوروز کے دن چالیس اور، بعض کے بقول، سو مرتبہ سورۂ یاسین پڑھ کر انار پر پھونکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کوئی اسے شرکتِ غیر کے بغیر کھالے وہ تمام سال جسمانی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

انبانِ سلیمان: چمڑے کا تھیلا جس میں زادِ راہ رکھتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک تھیلا تھا جس میں سے وہ اپنی خواہش کے مطابق کوئی چیز نکال لیتے؛ یہ قدرت کی طرف سے تھا۔

انتونی: حضرت عیسیٰؑ کے پہلے خلیفہ کا نام (نصاریٰ کا خیال ہے۔)

انداختن و رفتن: کسی کام کو نامکمل چھوڑ کر کسی دوسرے اہم کام کے لیے جانا۔

اندام دادن: خوش اسلوب اور خوش ترکیب بنانا، کیوں کہ 'اندام'، نظام اور آراستگی ہے۔

اِنسی: اطبّا کی اصطلاح میں عضو کی اندرونی طرف (کنارہ)؛ کاتبوں کی اصطلاح میں قلم کے قط کی دائیں طرف 'انسی' ہے اور بائیں طرف 'وحشی'۔

انگشت برجبیں نہادن: سلام کرنے کا کنایہ۔

انگشت بردرزدن: اجازت حاصل کرنا، دروازہ کھٹکھٹانا۔

انگشت برلب زدن: بات کرنے کی استدعا کا کنایہ۔

انگشت پیچ: عہد و پیمان اور دستاویز۔

انگشت درچشم کردن: مزاحمت اور تعریض کرنا۔

انگشترِ پا: عورتوں کی، پاؤں کی انگلیوں میں ڈالنے والی انگوٹھی؛ مجازاً بے اعتبار چیز۔

انگشت رو: 'دست رو' کا مترادف جو معروف ہے۔

انگشت نما: بڑی شہرت، نیز بڑی رسوائی والا۔

انگشتِ نیشکر: (اضافتِ بیانی کے ساتھ)، گنا، نیشکر۔

انگورک: آنکھ کی پتلی، نیز بدن میں عفونت سے پیدا ہونے والا مرض؛ آتشک۔ 'آتشکی' جو آتشک کا مریض ہو۔

الف ۔ و

اوباش: عربی لفظ۔ جمعِ 'بوش'، بمعنی گھٹیا، کمینے لوگ۔ فارسی والے بطورِ مفرد استعمال کرتے ہیں۔

اوجدی: ترکی لفظ۔ 'نیمہ آستیں'۔

اوّلِ دشت: ('ل' کے نیچے زیر)، پہلا سودا، جسے ہند میں 'بوہنی' کہتے ہیں۔

اوماج: آٹے سے بنایا ہوا آش (شوربا)، بعض علاقوں میں اِسے 'سلطان سنجری' کہتے ہیں۔ غالباً سلطانِ سنجر اس کا بانی ہے۔

الف ۔ ہ

اہلِ فرضہ: وہ تمغاچی (باج لینے والے سرکاری نمائندے) جو سمندروں کے ساحل پر تاجروں سے باج (ٹیکس) وصول کرتے ہیں۔ 'فرضہ' دریا اور ندی کے کنارے فراخ جگہ جہاں اہلِ کارواں اُترتے اور وہاں سے کشتی میں بیٹھتے ہیں۔

اہلِ قبل: ایسا گروہ جو محاصرے میں ہو۔ 'قبل' بمعنی محاصرہ۔

اہلِ نشست: گوشہ نشیں، تارکِ دُنیا۔

الف ۔ ی

ایام: (جمع یوم) دن؛ فارسی والے وقت اور ہنگام کے معنی لیتے ہیں۔ صاحب ''کشف اللغات' کے مطابق روزگار۔

ایچ: 'ہیچ' کا مترادف۔ حکم لینا۔

ایجا ایچ: پیالہ شراب نوشانوش پینا۔ ترکی میں 'ایچ' بمعنی پینے کا عمل ہے۔

ایستادنِ باراں: بارش کا رُک جانا۔ مولانا جامی نے ''نفحات الانس' میں کئی جگہ صرف بارش کے معنی لیے ہیں۔

ایشک: یہ بغیر 'ی' کے بھی ہے۔

ایشک آقاسی: ترکی لفظ، دیوان خانے کا داروغہ؛ 'ایشک' بمعنی فضائے دروازہ، 'آقاسی' بمعنی سب کا سردار۔

ایں بیک انگشتِ اُو بستہ است: یعنی اُس کی کم تر توجہ سے یہ کام انجام پا جائے گا۔

ایں خیلکی کاریست: یہ عظیم کام اور مشکل امر ہے۔

ایں سر و آں سر: یعنی اِس سرے سے اُس سرے تک۔ پہلوانوں کی اصطلاح میں داو پیچ جس سے حریف گر پڑے۔

ایوار: وقتِ عصر، نیز اِس وقت کا گزرنا، محاورے میں دن کے وقت قافلے کا کوچ کرنا۔

ایوانِ کیف: شہرِ طہران (ایران) کے نزدیک ایک آبادی۔

ب

ب - الف

بآبِ حمام ضیافت کردن: ایران میں رسم ہے کہ جب کوئی شخص حمام میں ہو اور پیچھے سے اُس کا کوئی آشنا آ جائے تو اُس کے پاؤں پر وہ گرم پانی گراتا ہے۔ اِسے 'ضیافتِ حمام' کہتے ہیں۔

بآب رسیدن و رساندنِ بنیادِ خانہ: گہری بنیاد کھود کر گھر کو مضبوط کرنا؛ بنیاد کا مضبوط ہونا گہری کھدائی سے۔

باآستیں، از جبیں گرفتن: 'آستین بر جبیں کشیدن' کا مترادف، جس کا ذکر ہو چکا۔

بابِل: تیسرا حرف مکسور۔ عراق میں ایک شہر، جس کے ایک کنویں میں ہاروت اور ماروت عذاب کا شکار ہیں۔ (تیسرا حرف پیش کے ساتھ بھی لغت نویسوں نے لکھا ہے۔)

بآتش پارہ گیر اندن: محصول وصول کرنے والے، نیز سرکاری روپیہ وصول کرنے والے سخت گیر ملازم کا کسی کے تعاقب میں تقرر کرنا۔

باجی: باج گزار، ٹیکس ادا کرنے والا؛ نیز بہن کا کنایہ۔ ایران کے ثقہ لوگوں کے مطابق یہ لفظ بہن کو مخاطب کرنے کے لیے مخصوص ہے، ورنہ اِس (بہن) کا مترادف نہیں ہے۔

باد: کئی معنی کے ساتھ، جو لغتوں میں مرقوم ہیں، بمعنیٰ 'ضراط' (پاد)، سند 'بادِ خامہ' میں دیکھیے۔

بادآوردہ: 'آب آوردہ' کا مترادف۔ معنی ملاحظہ ہوں 'آوردنِ آب چیزے را' میں۔

باد بخود کردن: ناز سے پھولنے کا کنایہ۔

باد بداماں کردن: غرور اور خود آرائی کا کنایہ۔ بعض کے نزدیک غیر ممکن کام انجام دینا۔ پہلے معنی زیادہ صحیح ہیں۔

بادپا: تُند رَو، بہت تیز چلنے والا۔ زیادہ تر گھوڑے کی صفت کے لیے مستعمل ہے۔

بادپَرانی: خوشامد کرنا، نیز لاف زنی۔ اور ضراط (پاد) مارنا بھی۔

باد در کلاہ داشتن: غرور ونخوت کا کنایہ۔

بادِ سرخ: ایک مشہور مرض۔

بادفروش: ایسا شخص جو لوگوں کا نسب نامہ، مدح گوئی کے لیے یاد رکھے۔ ہند میں اسے 'بھاٹ' کہتے ہیں۔

باد کردن چشم: ریحی مادّے کے سبب آنکھ کا ورم کرنا۔ مجازاً غرور ونخوت۔

بادگیر: دریچہ اور روشن دان جو گھر میں ہوا کے لیے بناتے ہیں۔

بادِ مسیح و بادِ مسیحا: کنایہ حضرت عیسیٰؑ کے دم (پھونک) کا، جو مردوں کو زندگی عطا کرتا تھا۔

بادامِ زنجیر: زنجیر کا ٹکڑا۔ اسے 'دانۂ زنجیر' بھی کہتے ہیں۔

بادہ: شراب، مجازاً پیالہ۔

بادۂ پشت دار و شرابِ پشت دار: ایسی شراب جس میں نشے کی مقویات داخل کی گئی ہوں۔

بادۂ جوان: تازہ شراب، اس کے مقابلے میں 'بادۂ پیر' یعنی پرانی شراب۔ 'برنا' بھی انھی (جوان کے) معنوں میں ہے۔

بار: چند ایک معنی ہیں: میوہ؛ مرتبہ، دفعہ (ایک بار، دوبار وغیرہ)؛ عورت کا حمل سے ہونا؛ برسانے والا/والی، جیسے چشمِ خوں بار، لبِ شکر بار؛ بوجھ؛ بزرگ و جلیل جیسے بارِ خدا؛ راہ و دخول۔

بار آوردن: درخت کے حوالے سے پھل لانا مراد ہے۔ عورت کے حوالے سے بمعنی وضعِ حمل۔ آدمی کے حوالے سے بمعنی بیٹے کی پیدائش۔

بارافگن: وہ جگہ جہاں ٹھہرا جائے (فروکش ہوا جائے۔)

بارانداز: کسی جگہ فروکش ہونا، مقام کرنا۔

بارانی: برساتی، بارش سے بچنے کے لیے نمدے کا بنا ہوا لباس (نمدے کا کوٹ۔)

باربستن: چاروں خلطوں میں سے کسی ایک کے غلبے سے زبان پر سیاہ و سفید اور زرد و سرخ رنگ کا ظاہر ہونا۔ مجازاً کنایہ عدمِ طاقتِ گفتار۔

بارخانہ: دولت ومتاع کا ڈھیر، ہندی میں 'اثالہ' کہتے ہیں؛ نیز نفیس اشیا اور پشمینے وغیرہ جو اُمرا تحفے کے طور پر ایک دوسرے کو بھیجتے ہیں؛ نیز گندگی کا لفافہ، تھیلا۔

بارخدا: وہ ذات جو سب کو بار دیتی ہے۔ 'خدا' بمعنی آقا بھی ہے اس لیے بعض کے مطابق یہ مخلوق

کی صفت بھی ہے۔

بار گرفتن: حمل سے ہونا۔

بار گیر: گھوڑا، نیز نوکر، بظاہر ان معنوں میں ہندی ہے۔

بارہ: قلعے کا دروازہ اور دیوار؛ فصیل۔ اسے 'بارو' بھی کہتے ہیں، نیز بمعنی حصار۔ دوست کے معنوں میں بھی ہے۔ چناں چہ عورت کے عاشق کو 'زن بارہ' امرد دوست کو 'غلام بارہ' اور فاحشہ عورت کو (کہ وہ رات کی دوست ہے) 'شب بارہ' کہتے ہیں۔ 'بارہ' گھوڑے کے معنی میں بھی ہے اور خاصا مشہور ہے، نیز بمعنی حق اور شان۔

باریک رسیدن: کسی کام کی تہ تک پہنچنا اور بڑی خوبی سے اُسے انجام دینا؛ نیز لاغر ہونا۔

باریک شدن: لاغر ہونا، کمزور نحیف ہونا۔

بازار زدن: خاطر خواہ فائدہ حاصل کرنا، نیز کام دھندا، سود، لین دین اور سودے کو بھی 'بازار' کہتے ہیں

بازارِ منیٰ: منیٰ مکے کی ایک بستی، جہاں قربانی کرتے ہیں، اور وہ بازار جو وہاں ہے۔ یہ جگہ حضرت اسمٰعیلؑ کی بنا کردہ ہے۔

باز کردن: الگ کرنا۔

باز دید کردن: کسی چیز کی تحقیق میں غور و فکر کرنا۔ سند 'ناظرِ بیوتات' میں ملاحظہ ہو۔

بازگشت: معروف؛ اور بد پرہیزی یا ہوا لگنے سے بیماری کا عود کر آنا۔

بازگوئی: کہی ہوئی بات دوبارہ کہنا؛ دُہرانا۔

بازندگی: مکاری اور حیلے بازی۔

بازو: قوت واستعداد۔

بازو کشادن: جواں مردی اور سخاوت کا کنایہ۔

باشمشیر پرسیدن: کسی سے، تلوار دکھا کر، اُس کے فعل کا اقرار کرانا۔

باشی: ترکی لفظ، بہت سوں کا سردار، جیسے توپچی باشی۔ خراسان میں دیوث (بھڑوے) کو 'باشی' کہتے ہیں۔

باطن خوردن: بددُعا کا شکار ہونا۔

باغ سبز نمودن: سبز باغ دکھانا، جھوٹے وعدے کرنا۔

باغ مراد: ہرات میں ایک باغ کا نام۔

باغ نظر: کرمان میں ایک باغ، بعض کے نزدیک صفاہان میں ہے لیکن یہ غلط ہے۔ اہلِ ایران سے تحقیق کی۔

بافلاں چہ داری: یعنی اُس کے ساتھ کیا خصومت/دُشمنی رکھتے ہو؟

باقل: ایسا بچہ جس کے ڈاڑھی کا نشان نکلا ہو۔ ایک شخص کا نام جو حماقت میں مشہور تھا؛ نیز ایسی بات جو کاہلی اور تھکاوٹ کے لہجے میں بیان ہو۔

باقی وگر شمارا: یعنی میں نے اتنی بات کر لی ہے، اب یہ تمھارے اختیار میں ہے کہ تم سمجھو؛ نیز بمعنی حرف وا رسیدہ (رمز میں بات کہنا۔)

باکسے آتش شدن: کسی کے ساتھ غصّے اور طیش کی حالت میں ہونا۔ 'آتش' بمعنی خشم ہے۔

باکسے در جوال رفتن وبودن: کسی کا ہم خانہ ہونا اور اُس سے لڑنے جھگڑنے کا کوئی موقع بننا۔

باکسے دست درز رفتن: کسی کے عہدے پر پورا نہ اترنا۔

باکسے دست وبغل رفتن: کسی کے ساتھ کشتی کرنا۔ مساہمت اور برابری کے معنی بھی سنے گئے ہیں۔ ۸

باکسے راز کردن: کسی پر راز ظاہر کرنا۔

باکسے گرفتن کسے را: کسی کو عین بدفعلی کے موقع پر پکڑنا۔

بالا: نیچے کی ضد، اِسی لیے 'ملاءِ اعلیٰ' کو 'عالمِ بالا' کہتے ہیں۔

بالاخوانی: اپنی حالت واستعداد سے زیادہ خود کو دکھانا (اپنی نمائش کرنا۔)

بالادادن: ترقّی اور بلندی دینا۔ بعض کے نزدیک 'تعریف کرنا'۔

بالارفتن: بلند پروازی کرنا۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی تیز رو گھوڑے یا لباسِ زرّیں کے ساتھ اونچا جا رہا ہے، یعنی ان چیزوں کے ساتھ شیخی بگھار رہا ہے۔

بالارفتنِ سال: سال کا آخر ہونا اور عمر کے گذشتہ سالوں پر اُس کا زیادہ ہونا۔ 'بالا بُردنِ سال' اِس کا متعدّی ہے۔

بالارفتنِ عُمر: یہ بھی مذکورہ بالا معنوں میں ہے۔

بالاگرفتن: بلند ہونا؛ نیز کسی شخص کی توجہ ہٹا کر اُس کے مال سے کچھ اڑا لینا۔ ہند میں اِسے 'آکاس لینا'

کہتے ہیں۔

بالاے پارۂم گوزیدن: بے جا قسم کی لاف و گزاف مارنا۔

بالاے چشم ابرو گرفتن: صحیح بات کرنا۔ زیادہ تر ایسی جگہ استعمال کرتے ہیں جہاں مخاطب کے سامنے درست و راست بات نہیں کہی جا سکتی۔

بالش و بالشت: دونوں کے معنی سرھانا ہیں۔ 'بالش' (یعنی تکیہ) معروف ہے۔

بالیں پرست: سُست، بے کار اور آرام دوست شخص، جو تکیے سے سر نہیں اٹھا سکتا۔

بالیں شکستن: کسی قدر تعظیم کرنا، جو تکیے سے الگ ہونا ہے۔ اعتنا کرنا، توجہ کرنا۔

بالیں کج نہادن: گہری نیند سونا؛ بعض کے نزدیک خود میں نخوت اور غرور پیدا کرنا، لیکن پہلے معنی زیادہ صحیح ہیں۔

بانگِ خلیل اللٰہی: پہلوان جب اپنے مدِ مقابل کو اٹھا کر زمین پر گرانا چاہتے ہیں تو بلند آواز سے 'اللہ اکبر' کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اِسے 'بانگِ خلیل اللٰہی' کہتے ہیں کیوں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ اپنی تمام حرکات و سکنات میں (یعنی اٹھتے بیٹھتے) 'اللہ اکبر' کہتے۔ اِسی مناسبت سے یہ آواز اِس نام سے موسوم ہوئی۔

بانگشت حساب کردن و دادن: بے تأمل حساب سے عہدہ بر آ ہونا۔

بآ ہو سوار بودن: جلد اور تیز چلنے کا کنایہ۔

ب - ب

بباد نفس گرفتن: 'بباد دشنام گرفتن' کا مترادف، یعنی گالی کی تکلیف پہنچانا۔ تاہم 'باد' اِن معنوں میں نفس اور دشنام سے مخصوص نہیں ہے۔ 'باد گرز'، 'باد تیر'، 'باد سیلی' اور 'باد خامہ' وغیرہ بھی مستعمل ہے۔

ببر بیان: ایک دیو کا نام جسے 'اکوان' بھی کہتے ہیں۔ رستم نے اُسے ملکِ شام کی حدود میں مار کر اُس کی کھال سے زرہ بنائی جو جلنے، غرق ہونے سے محفوظ تھی اور تیر و تیغ اُس پر اثر نہیں کرتے تھے۔ شعراے متاخرین نے بمعنی پہلوان استعمال کیا ہے؛ نیز ایک خاص قسم کا ریشمی کپڑا جو ملکِ روم میں بُنا جاتا ہے، اور وہ مختلف رنگوں میں نظروں کو لبھاتا ہے۔

بہ بیاض و ورق و کاغذ بردن: کسی کتاب کے مسودے کو صاف کرنا (لکھنا۔)

ب ۔ پ

بپاے خود آمدن ورفتن: کچھ حصہ آپ رکھنا اور کچھ دوسرے کو دینا۔

بپاے کسے رفتن وگریختن: کسی کی مدد سے جانا اور بھاگنا۔

بپرکار ماندن: قاعدہ وقانون میں ہونا۔

بہ پشت خوابیدن: آرام کی نیند سونا۔

بہ پشت ہم رفتن: ایک دوسرے کی مدد سے کام کرنا؛ نیز مجازاً مفاعلہ۔

ب ۔ ت

بتازہ: یعنی تازگی سے، تازہ تازہ۔

بتازیانہ گرم کردن: تندی اور خشونت سے کسی کو کام پر لگانا۔

بتِ اشرفی وبتِ زر: اشرفی پر نقش/تصویر۔ اکبری اور جہانگیری دور میں اشرفی کے ایک طرف گائے، ہرن وغیرہ کی شکل نقش کی جاتی تھی۔ جس اشرفی کے دونوں طرف تصویر ہو، اُسے 'دوبُتی' کہتے ہیں۔

بتحفہ: تحفگی، تحفے میں لائی ہوئی چیز۔

بتلنگ دائرہ بدر کردن: ایرانی لوطی ایک ایسی آواز نکالتے ہیں جو محفل میں مخل ہونے والے کو بھگا دے۔ جب وہ چلا جاتا ہے تو کہتے ہیں: 'بتلنگ دائرہ بدر کردیم۔' 'تلنگ دائرہ': دف کو انگلیوں سے بجانا تاکہ آواز نکلے۔

بتن برداشتن وبرگرفتن: مکروہ اور ناشائستہ بات کو برداشت کرنا۔

ب ۔ ج

بجا اُفتادن: ناتوانی کے سبب گر پڑنا۔ یہ عمومی معنی ہیں۔ مخصوص معنی واپسی، واپس ہونا۔

بجا گذاشتن: کوئی چیز رکھنا اور چلے جانا۔ 'بجا ماندن' اِس کا لازم ہے۔

بجانِ کسے افتادن: کسی کے قتل کا ارادہ کرنا۔

بجلدِ چیزے رفتن: کسی چیز کی شکل سے متشکل ہونا۔

بجوج: ایک شخص کا نام جو مشہور دیوثوں، بھڑووں میں سے تھا۔

ب - چ

بچشم خوردن: نظر لگنا۔

بچشم داشتن: نظر بند کرنا۔

بچشم شنیدن: دیکھنے کا کنایہ۔

بچشم کردن: انتخاب کرنا اور وقع ووقار دینا۔

بچہ باز: امرد پرست، لونڈے باز۔

بچیزے بہادادن: کسی چیز کی قدر اور مقدار مقرر کرنا۔

ب - ح

بحالِ کسے اُفتادن: کسی کی حالت کی طرف متوجہ ہونا۔ 'با حال اُفتادن' بھی کہتے ہیں۔

بحر: معروف؛ نیز بمعنی غور وفکر۔ محاورے میں کہتے ہیں 'در بحرِ کار رفتیم' یعنی غور سے کام کر چلے ہیں۔

بحرف اُونمی باشد: یعنی یہ بات اُس کی نہیں ہے۔

بحرکمان: وہ فاصلہ جو کمان کھینچنے کے بعد کمان اور زہ میں پیدا ہوتا ہے۔

بحرین: ایک شہر کا نام، اور روم اور فارس کے دو سمندر جو باہم مل گئے ہیں۔

ب - خ

بخاری: چمنی یا انگیٹھی جو دیوار میں بنائی جاتی ہے اور اُس کا دھواں اوپر کو جاتا ہے۔

بخاک رفتن: دفن ہونا۔ سند 'عشر خواں' میں ملاحظہ ہو۔

بخاک کردن: پہلوانوں کی اصطلاح میں مدِّ مقابل کو زمین پر گرانا اور وہاں سے اٹھا کر چار پائے کی طرح دونوں پاؤں اور ہاتھوں پر کھڑا ہو جانا؛ نیز بمعنی دفن کرنا۔

بخام کشیدن: کسی کو ایسی کھال میں کھینچنا جس کا چمڑا دباغت نا کردہ (نہ کمایا ہوا) ہو، اس لیے کہ گنہگار کو گدھے، کتے اور گائے کی کھال میں کھینچتے ہیں۔ اہلِ لغت کے مطابق 'خام' دباغت نا کردہ کھال ہے۔

بخرمنِ کسے اُفتادن: کسی کی خرابی اور پامالی کا ارادہ کرنا۔

بخواب کردن: سُلانا، سونا۔

بخود گرم بودن: خود پسند اور خود رائے ہونا۔

بخود نبودن: اپنے آپ سے بے خبر ہونا۔

بخود برخود شکستن: نامناسب اور سخت بات برداشت کرنا اور ظاہر نہ ہونے دینا۔ یہ جو بعض عزیزوں نے اس کے معنی 'ناز کرنا' اور 'مغرور ہونا' لکھے ہیں اور سند میں محسن تاثیر کا شعر لائے ہیں تو اُنھوں نے قیاس سے کام لیا ہے اور اس شعر کے معنی نہیں سمجھے۔

بخود برخود، بخویش نہادن و گرفتن و نوشتن و بستن و برداشتن و گذاشتن و تراشیدن و سپُردن و دادن: (کسی چیز کو) اپنا قرار دینا اور خاص اپنا جاننا۔

بخیہ بر چیزے و بر روے کار و بر رُو و بر رُخ افتادن و بخیہ کردن: فاش اور رسوا ہونا۔

بخیہ بر رُو فگندن: اوپر کے محاورے کا متعدی (رسوا کرنا۔)

ب ۔ د

بدآمد: خوشامد کی ضد (اُلٹ۔)

بدادا: ایسا شخص جس سے ادائے خارج (کافرانہ؟) سرزد ہو اور یہ معروف معنی ہیں؛ نیز ایسا شخص جو قرض لوٹانے میں حیلہ جوئی سے کام لے۔ 'خوش ادا' اس کی ضد ہے۔

بدخواب: ایسا شخص جسے جب نیند سے بیدار کیا جائے تو وہ بدخوئی شروع کر دے یہ حال اکثر بچوں میں مشاہدہ ہوتا ہے۔

بدستِ چپ خفتن: آرام کی نیند سونا۔

بدستِ کم گرفتن: کسی کو حقیر اور بے قدر جاننا۔ 'بچشمِ کم دیدن' اس کا مترادف ہے۔

بدست و دنداں بر چیزے چسپیدن و بدست و دنداں نگاہ داشتن و بہر دو دست چسپیدن و بہر دو دست و دہاں نگاہ داشتن: ہاتھ اور دانتوں کے ساتھ کسی چیز پر چپک/ چمٹ جانا؛ اور ہاتھ اور دانتوں سے حفاظت کرنا؛ اور دونوں ہاتھوں سے چپک جانا؛ اور دونوں ہاتھوں اور مُنھ سے حفاظت کرنا۔

بدسودا: بد معاملہ، لین دین میں بُرا۔

بدقدم: منحوس قدم، شوم قدم۔

بَدَل: ('ب' اور 'د' پر زبر)، معروف؛ پہلوانوں کی اصطلاح میں ایسا داو جو مقابل کے داو کو بے کار کر دے کیوں کہ کُشتی کے ہر داو کا بدل ہے۔ اور یہ صرف کُشتی ہی سے متعلق نہیں، دشمن کا حملہ روک دینے کے معنوں میں بھی عموماً مستعمل ہے۔

بُدُل: ('ب' اور 'د' پر پیش)، ایک نامقید ایسی جماعت جو ننگے سر اور ننگے پاؤں رہتی ہے۔ ہند میں اسے 'بودلہ' کہتے ہیں۔ زنِ فاحشہ اور کوچہ گرد کو 'بودلی' کہا جاتا ہے۔ نیز 'بدلا'

بدِل گرفتن: ('د' کے نیچے زیر)، یاد رکھنا۔

بدنداں: لائق اور مناسب کا کنایہ۔ 'دنداں' بمعنی بوسہ بھی ہے؛ نیز رغبت و خواہش۔

بدنداں فرو کردن: کھانا اور نگل جانا۔

بدوستی: یعنی دوستی کی قسم۔ یہ قسم ایران میں بہت چلتی ہے۔

ب ۔ ر

برآب بستنِ چیزے: کسی چیز کو سیراب کرنا۔

برآب و آتش زدن: بہت تکلیف اور عذاب میں ہونا۔

برآمدن: معروف؛ اور اوپر جانا؛ نیز عہدہ برآ ہونا؛ پرورش و ترقی پانا۔ 'برآوردن' اس کا متعدی ہے۔

برآوردن: اس کے معنی ظاہر کرنا بھی ہیں، نیز بند اور مسدود کرنا۔

براَبر رسیدنِ چیزے: کسی کے مقام و مرتبے کے بے حد عروج کا کنایہ۔ 'سر بہ ثریا سودن' اس کا مترادف ہے؛

جو آگے آئے گا۔

برات: تنخواہ کا بل، نیز تنخواہ

برات برگشتن: تنخواہ قبول نہ ہونا اور نقدی کی وصولی نہ ہونا۔ ایسی 'برات' کو 'براتِ راجع' بھی کہتے ہیں۔

براتِ کسے بر یخ نوشتن: کسی کو مایوس اور بے نصیب کرنے کا کنایہ۔

برانگشت پیچیدن: یاد رکھنا، نیز مشہور کرنا۔

براہ بُردن: بسر کرنا: (زندگی وغیرہ) گزارنا۔

برائے آتش بُردن آمدہ: وہ آیا، آگ لی، اور چلا گیا (مترادف 'آمد و آتش گرفت و رفت۔')

بر بید باد رنگ: کنایہ، غیر ممکن امر کا وقوع پذیر ہونا۔

بر پارچہ رید: یعنی فلاں بہت ڈرا۔ اُردو محاورے کا ترجمہ ہے۔ 'بہ شلوار ریدن' نیز#

بر پارچہ رید: یعنی خیلے ترسید۔ ترجمہ محاورہ ہندی است۔ 'بہ شلوار ریدن' نیز مرادف آنست = یعنی (وہ) بہت ڈرا۔ ہند کے محاورے (کپڑوں میں ہگ دینا) کا ترجمہ ہے۔ 'بہ شلوار ریدن' نیز اس کا مترادف ہے۔ (نقش)

بر پشت خوابیدن: معنی ملاحظہ ہوں 'پشت خوابیدن' میں۔

بر پشم زدن: کنایہ ہے کسی کو حقیر اور بے اعتبار جاننے کا۔ یہاں 'پشم' سے مراد موئے زہار (جھانٹیں) ہیں۔

برتر ازو زدن: آزمانا اور کسی چیز کی قدر و قیمت جاننا۔

برج اُولیا: قلعہ ہرات کا ایک بُرج۔ کتب تاریخ سے اِس نام کا پتا چلا۔

برج زہر مار: سانپ کا پھن۔ غضب آلود اور ترش رُو آدمی کا کنایہ، لیکن اِس کے لیے تشبیہ کے الفاظ 'چو'، 'مانند' وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

برج کبوتر: صحرا میں بنائی گئی بلند عمارت جو خاص کبوتروں کے لیے ہوتی ہے۔ 'برج کبوتر خانہ' بھی مستعمل ہے۔

برجلا زدن و بہ جلا زدن و در جلا زدن: معروف: نیز حجاب سے باہر آنا، بے پردہ ہونا۔ 'جَلا' ('ج' پر زبر)، بمعنی وطن سے باہر جانا، نیز آشکارا کام کرنا۔

برچیدہ ناف: ایسا شخص جس کی ناف کے اردگرد اُبھار ہو۔

برچیزے، چیزے دوختن: کسی کا کسی کی طرف بہت متوجہ ہونا اور وہ اِس طرح کہ ایک پل بھی آنکھ اُس سے نہ اٹھائے۔

برخاک وزمیں اُفتادن واندا ختنِ تکلیف وحرف: کنایہ، کسی کی بات نا قبول ہونا اور نہ کرنا۔

برخشت زادن: حاملہ عورتوں کا معمول ہے کہ وضعِ حمل کے وقت اینٹ پاؤں کے نیچے رکھ کر پاؤں پر بیٹھ جاتی ہیں اور دونوں پاؤں پر زور ڈالتی ہیں تا کہ بچہ آسانی سے پیدا ہو۔ اِس حالت کو 'برسر پا نشستن' بھی کہتے ہیں۔

برخصتِ اُو: یعنی اُس کی اجازت سے، رخصت بمعنی اجازت۔

برخود چیدن: اپنے آپ میں حوصلے سے زیادہ کیفیات ظاہر کرنا، نیز اپنے حسن پر مغرور ہونا۔

برخود زدن: کسی غیر معروف امر کو برداشت کرنے کے لیے طاقت سے بڑھ کر کوشش کرنا۔

برخود کشیدن: مفعول کا فاعل کو اپنے اوپر سوار کرنا۔

برخود نشستن وسوار شدن: اپنے مکافاتِ عمل میں گرفتار ہونا۔

برخی بہرہ: بہت ساحصہ، 'برخی' ('ب' پر زبر، 'ر' ساکن)، معنی معروف ہیں؛ نیز زیادتی، بے حدارزانی، اور وہ چیز جو کسی چیز کے بدل میں دیتے ہیں۔

بردارو بدو: ایسا چالاک چور جو پھرتی سے کسی کے سامنے سے چیز اڑا لے اور اپنی راہ لے؛ نیز محاورے میں کہتے ہیں، 'طرفہ بردارو بدوے است۔'

بردرجلال زدن: خشم ناک ہونا۔

بردرِعرفاں زدن وبرعالمِ عرفاں زدن: حجاب اور شرم سے باہر آنا (یعنی نہ کرنا۔) 'بہ عرفان بیروں بردن' بمعنی عمدًا برداشت کرنا اور دانستہ طور پر باہم بسر کرنا، گزارنا۔

بردُنبہ دنداں زدن: لواطت کی رغبت کا کنایہ۔ 'دُنبہ' بمعنی چوتڑ مستعمل ہے۔

بردوش وسرِتو مسلم تیغ گذاشتن: جب کوئی کافر مذہب بدلتا ہے تو اِس خاطر کہ وہ مرتد نہ ہو جائے، (تہدید کے طور پر) اُس کے سر یا کندھے پر تلوار رکھ کر تبلیغ احکام کرتے ہیں۔

بررُخ انگشتِ سیاہی کشیدن: رُسوا کرنا۔

بررُو وبررُخ: (اضافت کے ساتھ)، بمعنی چہرہ۔

بررُو وسرورُخ ودیدہ دویدن: بڑے غصہ وعتاب میں ہونا۔ پہلا، 'بررُو دویدن'، مشہور ہے۔

برُوے بزرگی نیاوردن: اپنی عظمت و بزرگی کی بنا پر کسی کی بے جا ادا کو درخورِ اعتنا نہ سمجھنا، اظہار ناراضی نہ کرنا۔

بَرزِیں: ('ب' پر زبر)، آگ، نیز زردتشت کا ایک نائب جس کے نام پر 'آتش کدۂ برزیں' ہے۔

برسر: علاوہ کا ترجمہ۔

برسر آں ایں نہادن: کسی کے لیے، یا اُس کے لیے یہ ہاتھ سے دے دینا، چھوڑ دینا۔

برسر پا آمدن: ظاہر ہونا، نمایاں ہونا۔

برسر پا بودن: کھڑا ہونا، سیدھا کھڑا ہونا۔

برسر خود و برسرِ خویش: اپنے اختیار میں خودسر اور خودرائے ہونا۔

برسر پاے کسے زدن: عاجزی کے طور پر کسی کے پیروں میں گرنا، یا پاؤں پڑنا۔

برسر حرف بودن: اپنی بات سے نہ ٹلنا/ ہٹنا۔

برسر قدم بودن: بیت الخلا میں ہونا۔

برسر کسے پیچیدن: ساجت کرنا، نیز کسی معاملے میں کسی سے رجوع کرنا، نیز کشتی کا ایک داو۔

برسر کسے چیزے شدن: کسی پر دلیر و جسور ہونا اور اسے اپنا زیر چاق (کمزور) سمجھنا۔

برسر من: یعنی، میرے ذمّے!

برسنگ زدن: دلیرانہ ظاہر کرنا اور کہنا۔

برشست پا نشستن: جماع کے لیے تیار ہونا، کیوں کہ اُس حالت میں پاؤں کے بل بیٹھتے ہیں۔

برشما باد: یعنی اِس معاملے کی حفاظت و مراعات تم پر لازم ہوں۔

برصحرا و بہ صحرا اُفتادن و نہادن: راز ظاہر ہونے اور کرنے کا کنایہ۔

برغو: اندر سے خالی ٹہنی جسے بانسری کی طرح بجاتے ہیں، نیز بمعنی منادی۔

برقالب زدن: مہیا کرنا اور سرانجام دینا۔ یہ جو بعض کے زعم میں اس کے معنی ہرزہ گوئی اور فضول کام کرنا ہیں تو یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔

بِرکار: (اضافت کے ساتھ)، چھاتیوں کا ابھرنا، اُبھار، نیز پستانِ نورسیدہ۔ 'وَر' بمعنی سینہ، اسی لیے 'ورکار' بھی کہتے ہیں۔ سند 'سینہ بار' میں ملاحظہ ہو۔

برکار خود سوار بودن: اپنے کسب و پیشے میں غالب آنا اور کام کو اپنا مغلوب بنالینا۔ 'سوار بودن' بمعنی غالب ہونا

کام سے مخصوص نہیں ہے، بلکہ یہ عمومی معنوں میں ہے۔

برکاشتن: اعراض کرنا، نیز رُوگردانی کرنا۔ تمام اربابِ لغت نے یہی معنی لکھے ہیں۔

بُرکت: (بُ اور رُ پر زبر)، معنی معروف ہیں (رُ ساکن بھی استعمال ہوا ہے۔)

برکشیدن: مشہور معنی ہیں؛ نیز بمعنی کسی چیز کا وزن کرنا بھی مشہور ہے؛ نیز کسی کو ترقی دینا اور اُس کا رتبہ بڑھانا۔

برگاونشاندن: گدھے پر بٹھانے کے مترادف ہے، جس سے مراد کسی کی تشہیر کرنا ہے۔

برگِ بغرا و برگِ گل: مراد بغرا (ایک خاص قسم کے آٹے) کا ایک پیڑا، جسے پھیلا کر پتے کی شکل بناتے ہیں۔

برگِ بید: تلوار اور خنجر کا کنایہ، نیز برچھی کی ایک قسم۔

برگِ پالودہ و برگِ آش: یعنی کسی قدر فالودہ اور کسی قدر آش (شوربا وغیرہ۔)

برگ پیوند: (اضافت کے بغیر)، درخت کو لگایا جانے والا پیوند۔

برگِ سبز: بہت کم چیز کا کنایہ۔

برگِ سبز سائل: یہ ہے کہ گداگر، امیروں سے ملنے کی توقع میں برگِ سبز اُن کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

برگِ سبز فرستادن: پھول بھجوانے کے مترادف ہے، یعنی 'گل فرستادن' مثال آگے آئے گی۔

برگِ نے: بانس کے پتے کے رنگ جیسا ایک رنگ؛ نیز خربوزے کی ایک قسم۔

برگردد: نفرین ہے، یعنی فلاں اپنی وضع و حالت سے پھر جائے گا۔

برگردیدن: خراب اور ضائع ہونا، یعنی اصلی حالت سے ہٹ جانا۔

برگردیدہ و برگشتہ: نیز بمعنی استفراغ (قے۔)

برگشتہ: خراب و تباہ۔

برگوشِ کسے کشیدن: کسی کو سُنوانا۔

برگہ: ایسی چیز جو چرائے ہوئے مال میں سے، چور کے پاس پہچان لیں اور پھر اُس کے حوالے سے باقی مال کا تقاضا کریں۔

برلنگ زدن: بھاگنا، بھاگ اٹھنا۔

برمالیدن: کسی کام کی انجام دہی کے لیے آستین اور پائنچے اوپر چڑھانا اور تیزی سے روانہ ہونا۔

برمژگاں دویدن چیزے: کسی چیز کا نظر آنا۔

برنج زندہ: اَدھ پکے چاول۔ 'زندہ' بمعنی ہر نیم خام چیز۔ یہ ایرانیوں کا کہنا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

بُرنُس: ('ب' پر پیش، 'ر' ساکن، 'ن' پر پیش)، ایسا لباس جسے سیاہ پشم سے بنتے ہیں، کبھی کبھی سفید اُون سے بھی۔ یہ لباس خاص طور پر آتش پرستوں اور نصاریٰ کا ہے۔ کلاہِ دراز کو بھی کہتے ہیں۔

بروتِ کسے را پنبہ نہادن: ظرافت وتمسخر کا کنایہ۔ 'پنبہ بر ریش نہادن' کے بھی یہی معنی ہیں۔

بروتِ کسے ریختن: زبون ومغلوب کرنا۔

برو در ماندن: کسی کی موجودگی کی شرم میں کسی ایسی چیز کا یا بات کا وقوع ہونا، جو ویسے نہ ہو سکتی۔ 'رُو' تازہ گو شعرا کے کلام میں بمعنی شرم بہت آیا ہے۔ اِسی حوالے سے بے حیا شخص کو 'بے رُو' کہتے ہیں۔

بروزِ فلانے نشیند: یعنی فلاں کی طرح تباہ حالی کا شکار ہو۔

برّہ بند: ('ر' پر تشدید)، تجربے کار اور ماہر۔ (تخفیف کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔) 'برہ بند' چند ایسے لوگ بھی ہیں جو سینگوں والے بکرے کو پالتے، لڑاتے اور گراں قیمت پر بیچتے ہیں۔ اُن کا دارومدار اِسی کی خرید وفروخت پر ہے۔

بریسماں چیزے بخود بستن: زور ودعوے کے ساتھ کوئی کام کرنا۔

بریسمانِ عجب اُفتادن: کسی مکار کے خیال کے ساتھ واسطہ پڑنا۔ #

[م میں 'خیال' غالباً کتابت کی غلطی ہے، 'با حبالِ مکارے سروکار اُفتادن' سے معنی واضح ہوتے ہیں، یعنی کسی مکار دھوکے باز سے واسطہ پڑنا۔] (نقش)

بریشِ کسے فراغت داشتن: کسی کی ڈاڑھی پر پاخانہ/گوہ کرنا، کیوں کہ فراغت بمعنی ہگنا مستعمل ہے، اِسی لیے بیت الخلا کو 'بیت الفراغ' بھی کہتے ہیں۔

ب ۔ ز

بُز بازی: بھیڑ کو نچانا۔ 'بُز باز' ایسے لوگ ہیں جو بھیڑ اور بندر کو باہم نچاتے ہیں۔

بزبان داشتن: کسی سے نفرت کرنا۔

بزبان داشتن وگرفتن: چکنی چپڑی باتوں سے کسی کو فریب دینا اور گول مول باتوں سے کسی کو مقصد سے باز رکھنا۔

بزبان گرفتن: گھٹیا باتیں کرنے کا کنایہ بھی ہے۔

بزبانہا افتادن و برزبانہا افگندن: مشہور ہونا اور مشہور کرنا۔

بزرگی با کسے کردن: خود کو کسی سے بہتر جاننا۔

بزرگی تخواہ کردن: 'خواجگی تخواہ کردن' کا مترادف، جو معروف ہے، یعنی نخوت کرنا۔

بُزقدم: حقیر اور ناتواں۔

بُزگیری: مکر و حیلہ کرنا، نیز چوری۔

بزمِ سنگین: ایسی محفل جس میں لوگوں کی کثرت ہو۔

بزمیں نواختن: مدِ مقابل کو زمین پر پٹخنا۔

بِزنگاہ: ('ب' کے نیچے زیر)، ایسی جگہ جہاں رہزنوں کا ڈر ہو، نیز مقصد کا کنایہ۔

ب ۔ س

بساط: معروف؛ نیز بمعنی ٹاٹ کا وہ ٹکڑا، جس پر جوہری جواہر رکھ کر گاہک کو دکھاتا ہے، یا دھاگے میں پروتا ہے۔

بست: اولیا اور بزرگوں کے مزاروں کے اردگرد، کوئی ایک کوس کے فاصلے سے، لکڑی لگا دیتے ہیں تاکہ جانور داخل نہ ہوسکیں۔

بست شکستن: حد سے تجاوز کرنا۔

بستان زادہ: 'گلستان زادہ' کا مترادف، حوالہ آگے ملاحظہ ہو۔

بستنِ شعر: عالمِ معنی سے، شعر گوئی کرنا۔

بستنِ فرزند در مہد: بچّے کو جھولے میں بٹھانا، یا لٹانا۔

بُسراق: ('ب' پر پیش)، زرد رنگ کا یاقوت، پکھراج۔

بسر پا آمدن: مرض سے شفا پانا۔

بسر خود: 'بر سر خود' کا مترادف، جو پہلے گزر چکا ہے۔

بسر کسے رسیدن: کسی کی مزاج پرسی کرنا۔

بسرِ کسے گردیدن: 'گردِ سر گردیدن' کا مترادف، کسی کے پیچھے پھرنا، صدقے واری جانا۔

بسر کشیدن: غٹا غٹ پی جانا، 'بر سر کشیدن' بھی کہتے ہیں۔

ب ـ ش

بَش: ('ب' پر زبر)، مطلقاً ہر چیز کا بند (گرہ، گانٹھ) اور بالخصوص لوہے، چاندی اور پیتل کا جوڑ جو صندوق وغیرہ پر نصب کرتے ہیں۔

بشرطِ کارد خریدن: ایک رسم ہے کہ خربوزہ یا تربوز کاٹ کر اور چکھ کر خریدتے ہیں تاکہ میٹھے پھیکے کا پتا چل سکے۔

ب ـ ص

بصحرا انداختن: کوئی چیز رائیگاں ہاتھ سے دے دینا، گرا دینا۔

ب ـ ط

بطاقِ ابروے کسے کار کردن: کسی کی یاد میں کام کرنا۔

ب ـ غ

بغدادِ کہنہ و خراب: بھوکے پیٹ اور خالی معدے کا کنایہ۔

بغدادِ معمور: پیٹ بھرا ہونا، شکم سیری۔

بغلی: ایسی چیز جو بغل میں سما جائے، بمعنی چھوٹی چیز۔

ب ـ ف

بفلاں گفتہ نزی: یعنی تُو اتنا عظیم الشان اور اپنے کام پر اتنا سوار ہے کہ فلاں آدمی کو، جو سرآمدِ عصر ہے، تُو نے کہا ہے، تُو مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔

ب ۔ ق

بقایم ریختن: جنگ کیے بغیر عاجز آ جانا۔ شطرنج کی اصطلاح میں حریف کا کھیل دیکھ کر، ازراہِ عجز، مہرے ہاتھ سے پھینک دینا اور کہنا، بازی قائم (برابر) ہے۔

بقلم گرفتن و دادن: لکھنے کا کنایہ۔

ب ۔ ک

بکر: دوشیزہ، کنواری بعض بلاد میں 'باکرہ' کہتے ہیں۔ یہ عوام کی اختراع ہے؛ نیز بمعنی ہر چیز کا اوّل، آغاز۔

بکر تراشی: کوئی نئی چیز اختراع کرنا۔

بکر نگاہ: ایسا معشوق جس نے ابھی دل رُبائی کا انداز نہ سیکھا ہو۔

ب ۔ گ

بگرداشت: یعنی تباہ و ضائع ہے اور گرد و غبار کے برابر ہے۔

بگرورفت: خراب و تباہ ہو گیا۔

بگرس: نیلے یا سرخ رنگ کا نفیس ریشمی کپڑا جس سے کلاہ بارانی (بارش سے بچنے کی ٹوپی) بناتے ہیں۔

بگنی: (تیسرا حرف 'نون') ایسی شراب جو چاول اور چینا (ایک قسم کا چھوٹا غلہ) سے تیار کرتے ہیں۔

ب ۔ ل

بلا کردن: کوئی عجیب کام کرنے کا کنایہ۔

بلبل شدن، بلبل کردن: شور و غوغا کرنے لگنا، نیز عاشق ہونا 'بلبل کردن' اس کا متعدی ہے۔

بلکہ: معنی کے لحاظ سے ترقی اور اضراب؛ فارسی والے 'شاید' کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

بلہ ستار: یعنی 'بلیاے ستار' لوطیوں نے 'بلے' کو 'بلہ' بنایا ہے۔ ایران کے لوطی اور سُست الوجود

لوگ، خدا کو زیادہ تر لفظ 'ستار' سے یاد کرتے اور 'ستار' ہی کی قسم کھاتے ہیں (ہاں! اے خدا)

ب ۔ م

بسمار دوختن چیزے: بڑی احتیاط سے حفاظت کرنا۔ مسمار بمعنی میخ ہے، اور 'مسمار کردن' عرف میں گھر ویران کرنا ہے۔

ب ۔ ن

بُن: ('ب' پر پیش)، ہر چیز کی اصل، بنیاد۔

بُن دار: گنجور، خزانچی، کیوں کہ وہ اصول خانہ داری کی حفاظت ونگہبانی کرتا ہے۔

بنا انداختن: 'رنگِ خانہ ریختن' کا مترادف، یعنی مکان کی بنیاد رکھنا۔

بنا برآمدن: بنیاد کھڑی ہونا۔

بنا برداشتن: بنیاد بلند کرنا۔

بناف نہادن: مراد اپنا کام نکالنے کے لیے رشوت دینا۔ مجازاً بمعنی مطلق 'دینا' اور 'حرف بہ ناف کے نہادن' ظرافت واستہزا کرنے کا کنایہ۔

بند بستن: توقّع کرنا، امید رکھنا ('بند' بمعنی توقّع)، نیز پیوند کرنا۔

بندِ توکل: مایۂ توکل۔

بندر بند قبا بافتن: بہت ہجوم ہونے کا کنایہ۔

بند کردن: جمع کرنے کا کنایہ، نیز تسبیح وغیرہ کو ریشم یا سونے چاندی کے تار سے باندھنا، نیز شیشے اور چینی وغیرہ کے باریک تاروں کو پیوند کرنا۔ 'بند زدن' بھی انھی معنوں میں ہے۔ اور 'بند کردن' و 'شدن' بمعنی قائم کرنا اور قائم ہونا بھی ہے۔

بند کردنِ کار: کوئی کام انجام دینا۔

بند وکشاد: 'حل وعقد' (کھولنا، بند کرنا، یعنی انتظام) کا ترجمہ ہے۔

بندی شدنِ تب: مرض کا پرانا ہونا، اس صورت میں کہ مسلسل رہے اور کسی وقت بھی اس میں کمی نہ آئے۔

بندر رنگ وبندر ریگ: دونوں نام ایک بندرگاہ کے ہیں۔

بندر عباسی: بنادر کی ایک بندرگاہ کا نام۔

بنگاب: ایسا شیرہ جو بھنگ کو گھوٹنے سے بنتا ہے؛ 'بنگاب ساز' جو یہ شیرہ بیچتا ہے۔

بنیچہ بستن: ('ب' پر پیش)، وہ مالیہ جو املاک پر لگایا جاتا ہے اور یہ ایک الگ قسم کا دفتر ہے، جو دفترِ 'خارج المال' و 'صادر مملکت' سے موسوم ہے۔ دیوانِ انوری کے شارح کے مطابق عجمی اور عربی حروف کو قافیہ میں استعمال کرنا، جیسے 'چپ' اور 'طرب'، 'نتیجہ' اور 'دریچہ' وغیرہ۔ یہ بڑا ناپسندیدہ عیب ہے لیکن شعرا کے کلام میں اِس کی مثالیں موجود ہیں۔

بنی شیبہ: عبدالمطلب کی اولاد۔ 'شیبہ' نام ہے عبدالمطلب کا۔ اِس کی وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ پیدائش کے وقت اُس کے سر کے تمام بال سفید تھے۔ بعض کے مطابق ایک بال سفید تھا۔ کعبے میں ایک طاق ہے، جو 'طاقِ شیبہ' کے نام سے مشہور ہے۔

ب - و

بُو: معروف؛ چوں کہ بُو سے پھول اور مُشک کا سراغ ملتا ہے اِس لیے بمعنی سراغ واثر بھی مستعمل ہے۔

بو بُردنِ زخم: بُوے مُشک و گل پہنچنے سے زخم کا ناسور بن جانا۔

بوریا و لفت و آتش از براے کسے آوردن: کسی کو جلانے کا ارادہ کرنا۔ ولایت (افغانستان و ایران) میں کسی واجب القتل مجرم کو بوری میں ڈال کر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دیتے ہیں تاکہ جلد جل جائے۔

بوسہ بہ لبِ خویش زدن: پہلوان کشتی کرنے سے پہلے اپنے بازو پر ہاتھ مارتا اور ایسی آواز نکالتا ہے جسے 'مچھ' کہتے ہیں۔ اُس کے بعد مدِّ مقابل کا ہاتھ پکڑ کر زور لگاتا ہے۔

بوسہ خوردن و چیدن و زدن و کردن و کندن: بوسہ لینا۔ 'بوس' 'بوسے' کا مُعرّب ہے۔

بولی و باولی دادن: شکاری جانوروں کو دوسرے جانوروں پر شیر کرنا، چھوڑنا۔

بوے خوں از جاے آمدن: کسی جگہ، بہت خوف و خطر ہونے کا کنایہ۔

بوے ریسماں آمدن: 'بوے فتیلہ آمدن' کا مترادف۔

بوے فتیلہ آمدن: شک و اہمے کی بُو سونگھنا۔ ہرن کا بندوق کے فتیلے کی بُو سونگھ کر میدان سے بھاگ جانا۔

ب - ہ

بہا گرفتن: قیمت وارزش پیدا کرنا۔

بہار بند: ہوادار کمرا، جس میں بہار کے موسم میں بیٹھتے ہیں، نیز وہ جگہ جہاں مویشیوں کو بہار میں باندھتے ہیں۔

بہار عنبر: سیاہ رنگ کے عنبر کے ٹوٹنے سے زردی آمیز سفیدی ظاہر ہوتی ہے۔

بہار کردن: گل وریحان کا کھلنا، نیز قے کرنا۔

بہانہ شاخ دارد: جب کوئی کہتا ہے کہ 'میں بہانہ نہیں کر رہا' تو از راہِ تعریض کہتے ہیں، 'بہانہ شاخ دارد' (بہانے کی شاخ ہے۔) تاہم یہ بہانے سے مخصوص نہیں، ایسے مواقع پر ہر جگہ کہا جاتا ہے۔

بہبہان: ایک شہر کا نام جو کوہ کیلویہ کا پایۂ تخت ہے، جہاں کے لوگ مادر پدر آزاد اور رذیل ہیں اور وہاں کی چاندی بھی غیر معیاری ہے۔

عرفان بیروں بردن: جانتے بوجھتے برداشت کرنا۔

گزیدہ: بنفشئی مائل سرخ رنگ؛ کسی ایسی داغ دار شے کی مانند جسے ناخن سے رگڑا گیا، یا دانتوں سے کاٹا گیا ہو۔

موے بنداست: یعنی ایک سہل امر یا بات سے موقوف ومشروط ہے۔

بہم زدنِ دل: طبیعت میں اضطراب وتہوع پیدا ہونا (معدے کا بگڑنا۔)

بہمن: کئی معنی کے ساتھ برہمن کو کہتے ہیں۔

بہند رفتنِ حنا: رچی ہوئی مہندی کا سیاہی اختیار کرنا۔

ب - ی

بے بہا و بے قیمت: بہت قیمتی سامان۔ سند 'آبِ مروارید' میں ملاحظہ ہو؛ نیز بمعنی بے قدر متاع۔

بے پرکار: بے قاعدہ، بے ڈھنگ۔

بیت اللطف: بولی خانہ، لولی خانہ، بے شرمی کا اڈا۔

بے حضوری: فراغِ دل اور دل جمعی حاصل نہ ہونا۔ 'حضور' بمعنی شگفتگی و خرمی ہے۔ 'حضورستان' بمعنی مقامِ امن و امان۔ 'بے حضور' مجازاً بمعنی بیمار۔

بے روزگار: جسے کوئی کام یا کسب میسر نہ ہو۔

بے سکون: ایسا شخص جو شوخی کے باعث ایک جگہ ٹک کر نہ بیٹھے۔

بے سکّہ: بے قدر، بے مقدار۔

بیش فروش: 'پاک فروش' کا مترادف؛ آگے ملاحظہ ہو۔

بیضۂ اسلام و مجلس: دائرۂ اسلام و مجلس۔

بیضہ افگندن: ڈرنا اور پست حوصلہ ہونا۔

بیضہ در کلاہ و بر سر و در افسرِ کسے شکستن: کسی کو عاجز اور رسوا کرنا۔ ماخذ: بازی گر، کسی کی ٹوپی میں انڈا رکھ دوسرے آدمی سے کہتے ہیں کہ انڈا توڑ! وہ دونوں ہاتھوں سے زور لگاتا ہے۔ انڈا غائب ہو جاتا ہے اور وہ شخص شرمندہ ہو جاتا ہے اور تماشائی ہنسنے لگتے ہیں۔

بیک روز محتاج کردن: کسی کو دوپہر کی روٹی/کھانے کا محتاج کرنا۔ افلاس کا مبالغہ۔

بیک شاخ و بہ شاخ و یک شاخ چادر افگندن: حسین اور خود نما عورتوں کا اپنے اعضا کی حسنِ ترکیب و تناسب کی نمائش کے لیے چادر کو ایک طرف رکھ دینا۔

بے کوبی: بے کسی کا مترادف۔ ہاں، 'کس و کوے' 'یک دگر (ایک دوسرے)' کا مترادف ہے۔ #

[آرے، 'کس' و 'کوے' مرادف یک دگر است = جی ہاں، 'کس' و 'کوے' ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔] (نقش)

بے نمازی: حیض کا کنایہ۔

بینہ: حمام میں ایک خاص جگہ لباس اتارنے کے لیے۔

بینی کوہ: پہاڑ کی چوٹی کا ابھار؛ نیز 'تیغ کوہ' بھی کہتے ہیں۔

بیوگ: دلہن، عروس۔

بیوگانی: کدخدا، کتخدا، شادی شدہ۔ ترکی میں اسے 'طوئے' کہتے ہیں۔

بیہدہ بال: ہرزہ گرد، آوارہ گرد۔

بہمان: بہماں، معروف ہے۔

پ

پ - الف

پااز پیش بدر رفتن ورفتن: پھسلنا، نیز کنایہ ہے امیری سے غریبی و مفلسی میں پڑنا۔

پاافشار: وہ چیز جو جولاہا رسی کے ساتھ پاؤں سے باندھتا ہے۔

پابالا کردن: ایک ایسی حالت کا کنایہ، جس میں لڑکے (مفعول) کو خاص وقت میں پالا پڑتا ہے۔ (پاؤں یا ٹانگیں اونچی کرنا۔)

پابر تیغ کردن: مترادف ہے، 'پا و قدم از جاے بریدن' کا۔ (معنی آگے دیکھیے۔)

پابر سرِ حرف کسے گذاشتن: کسی کی بات کی طرف دھیان نہ دینا۔

پابر سرِ لباسِ نو گذاشتن: ایک رسم ہے۔ جب کوئی نیا لباس پہننا چاہتا ہے تو پہلے اُس پر پاؤں رکھتا ہے، یعنی ہاتھ اور پاؤں کے نیچے وہ لباس پرانا ہو۔ اہلِ ایران سے پتا چلا کہ یہ وہاں کی عورتوں کی رسم ہے۔

پابکلات کردن: کشتی کا ایک داو۔ حریف کو کشتی کے دوران کمر سے پکڑ کر اِس طرح اٹھاتے ہیں کہ اُس کے پاؤں بلند ہو جائیں 'کلات' کے معنی آگے ملاحظہ ہوں۔

پابر سرِ ماہ و سال نہادن: معیشت کی فراخی کے سبب زمانے کو اپنا مغلوب سمجھنا۔

پابر مصحف کشیدن: نہایت بے ادبی کا کنایہ۔

پاپیچ: ضعف و ناتوانی کے سبب دونوں پاؤں باہم الجھانا۔

پاپیچال: عشق پیچاں کی قسم کی ایک بیل جس کا تنا نہیں ہوتا اور کسی دوسرے درخت سے لپیٹ کر اونچی جاتی ہے۔ ایسی بیل کو 'بیارہ' کہتے ہیں۔

پاتابہ یتیمی: عیار لوگوں اور یتیموں کے لیے مخصوص ہے۔ 'پاتابہ' ایک ایسی چیز ہے جو جرابوں کے نیچے

پہنتے ہیں، اور عیار جرابوں کے بغیر پاؤں میں پہن لیتے ہیں۔ اسی بنا پر عیار کو 'پا تا بہ پیچ' کہتے ہیں۔

پاچناری: 'پاچنار' ایران کا ایک مقام ہے جہاں کے لوگ نامقید (قید و بند سے آزاد، یا مادر پدر آزاد) اور رذیل ہیں۔ اسی لیے ہر نامقید اور فرومایہ (گھٹیا) انسان کو 'پاچناری' کہتے ہیں۔

پاچنارگری: گھٹیا پن اور نامقیدی۔ مجازاً ہر وقت خدمت میں رہنے والا نوکر۔ 'پاے چنار' بھی کہتے ہیں۔

پاخاکی کردن: سفر کرنے کا کنایہ۔

پادری: فرنگی زبان میں بمعنی عالم و فاضل۔ ابوالفضل کی کتاب ''اکبرنامہ'' سے معلوم ہوا۔

پادشاہ است: یعنی کسی کا محکوم یا ماتحت نہیں، خود پر انحصار کرتا ہے۔

پارچہ پنبہ: کم عمر معشوقہ؛ نیز فرج کا کنایہ۔

پارچکار: (اضافت کے بغیر)، شوخ و شنگ اور عیار۔ قدما کے کلام میں اضافت کے ساتھ (پارۂ کار) ان معنوں میں ہے۔

پارسا: اہلِ لغت کے مطابق 'گداے مطلق'۔ اہلِ ایران کے نزدیک ہنگامہ کھڑا کرنے والا فقیر۔

پاروب و پارو: ایک قسم کی جھاڑو، نیز وہ لکڑی جس سے گھوڑے کے پاؤں سے گھاس اور گوبر صاف کرتے ہیں۔

پارہ: معروف؛ نیز بمعنی رشوت۔ 'پارہ' بمعنی لوہے کا گرز بھی ہے۔

پارۂ تن: جسم کا جزو، نیز بمعنی عزیز و اقارب۔

پارہ خوار: رشوت خور۔

پاسبز: دو لڑنے والوں کے درمیان صلح کرانے والا، واسطہ، میانجی اور 'سبز پا' بمعنی منحوس قدم۔

پاعلم خوان: ایسا شخص جو ایامِ عاشورہ میں تابوت کے علَم کے نیچے، خاص طور پر، یا مُردے کے علَم کے نیچے (مطلقاً) کچھ پڑھتا ہے۔

پاکارہ: کناس (جھاڑو دینے والا)، نیز ایسا شخص جو دیوانی محصّلین (ٹیکس یا باج لینے والوں) کو شہروں اور قریوں میں لوگوں کا پتا بتائے۔

پاک فروش: ایسا شخص جس کے پاس جو کچھ ہو اُسے برباد کردے۔

پاکش بینداز: جب کوئی پہلوان اپنے حریف کو گرانے کے قریب ہوتا ہے، کہنہ سوار (تجربے کار) اسے کہتا ہے، 'پاکش بینداز'، یعنی اِسے پوری طرح گرا دے۔

پاکشیدن: آہستہ۔

پاکی: معروف؛ نیز اُسترا۔

پا گرفتن: استقامت اور ثابت قدمی پکڑنا۔

پالیدن: جستجو کرنا، تلاش کرنا۔

پاوا کردن وشدن و باز کردن: بچے کا نیا نیا چلنا۔ اب اِس محاورے میں خصوصیت نہیں رہی۔

پاو قدم جفت کردن: تلاشِ کار میں غیر معمولی اور مقدور سے زیادہ کوشش کرنا۔

پایہ برخود چیدن: خود کو وقعت دینا۔

پائے بُو افگندن: قصاب بکری کے پائے پر کوئی منتر پڑھتے ہیں۔ پھر جہاں کہیں وہ پایہ ڈالتے ہیں بھیڑوں کا ریوڑ خود بخود اُدھر چلنے لگتا ہے۔ قصاب کسی مشقت کے بغیر اُنھیں کھینچ لے جاتے ہیں۔

پائے خود آمدن: بڑی رغبت و مسرّت سے آنے کا کنایہ، یعنی 'بپائے خود آمدن'۔ "با" کا حذف اکثر مواضع میں جائز ہے۔

پائے درو پاشنۂ در: ایسی چیز جسے دروازے کے تختے پر گھماتے ہیں۔ ہند میں اسے 'چول' کہتے ہیں۔

پائے دکانے و پائے دکان و پادکانی: ایک کم مایہ آدمی جو کسی دوسرے کی دکان کے تھڑے پر بیٹھ کر، اُس کی مدد سے، خرید و فروخت کرے؛ دلال کو بھی کہتے ہیں۔

پائے علم رنگیں کردن: جب میدانِ جنگ میں فوجیں آمنے سامنے ہوتی ہیں تو دلیروں کی ایک جماعت ایک طرف سے آگے بڑھ کر دشمن کے ایک یا چند سپاہیوں کو پکڑ لاتی اور اپنے پرچم کے نیچے اُس کی یا اُن کی گردنیں اڑا دیتی ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ 'ہم نے پائے علم رنگین کر دیا'۔ لیکن لوطیوں کی اصطلاح میں لونڈے کا کنایہ ہے۔

پائے کلاغ: ارباب دیوان کے خط کی ایک قسم۔ یہ خط بہت گندا ہوتا اور پڑھا نہیں جاتا؛ یوں لگتا ہے جیسے کوّے نے پنجے مارے ہوں۔ اسے 'پنجۂ گربہ' (بلی کا پنجہ) بھی کہتے ہیں۔

پ - ت

پتیارہ: ایک مکروہ اور خوفناک چیز جو بے اختیار، یا اچانک چہرے پر نکل آئے۔

پ - چ

پچاق: (تشدید کے ساتھ)، ترکی لفظ، بمعنی چھری۔

پچ پچ: ایسی بات جو آپس میں آہستہ کرتے ہیں۔

پ - ذ

پذیرہ: آگے چلنا، بڑھنا۔ استقبال کرنے والا۔

پ - ر

پراندن: بے جا تعریف کرنا۔

پرتاب کردن: دور پھینکنا۔

پُرچیں: کانٹے دار تار کھیت اور باغ کے گرد لگاتے ہیں؛ نیز کسی چیز کا کسی چیز سے مضبوط ہونا؛ نیز ایسا نقش جو پتھر کے ٹکڑوں سے دوسرے پتھر میں جماتے ہیں۔ اسے 'پرچین کاری' بھی کہتے ہیں۔

پردر پر ہم بافتن: 'بند در بندِ قبا بافتن' (قبا کے جوڑ میں جوڑ بُنا) کا مترادف۔ آگے ملاحظہ ہو۔

پردہ بازی: 'شب بازی' کا مترادف۔ ذکر آگے آئے گا۔

پردۂ عنبی: آنکھ کے سات طبقوں (پردوں) میں سے ایک طبقہ۔ سات پردے یہ ہیں: شبکیہ، عنکبوتیہ، مشمیہ، عنبیہ، صلبیہ، قرنیہ اور ملتحمہ۔

پردۂ مشکین و نیلوفری: سیاہ رنگ کا کپڑا جو آشوبِ چشم میں آنکھ پر باندھتے ہیں۔

پرزدہ رُو: آبلہ رُو؛ اس کا ماخذ یہ ہے کہ آٹے کے پیڑے کو پھیلا کر اُس پر پرندے کا پر پھیرتے ہیں

جس سے آبلے سے بن جاتے ہیں اور روٹی / نان پکنے کے بعد بھی یہ باقی رہتے ہیں۔
اسے 'نانِ پرزدہ' کہتے ہیں۔

پُرزہ: رَسّی اور پرانا لباس جو عورتیں اٹھا دیتی ہیں، یا ایک طرف رکھ دیتی ہیں۔

پرست زدن: سیر اور گردش کرنا۔ ایک اصفہانی نے بتایا کہ 'پرست زدن' یہ ہے کہ دو شخص اکٹھے چل رہے ہیں۔ ایک کسی وجہ سے رکنے پر مجبور ہو جاتا ہے تو وہ اپنے ساتھی سے کہتا ہے کہ 'تُو اُند کے پرست زن'، یعنی تُو آہستہ آہستہ چل، میں بھی پیچھے پہنچ رہا ہوں۔

پُرسہ: ('پ' پر پیش)، کسی کی موت پر اظہارِ غم کرنا۔

پُرسیدن و پُرسش: معروف معنی ہیں (پوچھنا)؛ نیز تعزیت اور عیادت، نیز مطلقاً حال پرسی، مزاج پرسی۔

پرقازہ: مصوروں کی اصطلاح میں برش نما قلم افغانستان و ایران میں قاز نامی پرندے کے باریک پر سے قلم تیار کرتے ہیں۔ ایک مصور سے معلوم ہوا۔

پروانہ: معروف؛ نیز اُمرا کا حکم۔

پروانی: فنِ کشتی کا ایک داو جو حریف کے گرد گھوم کر اُس کے پاؤں اٹھانا اور جگہ سے اچک لینا ہے۔

پ - س

پس آوردہ: لے پالک، پالا ہوا لڑکا، سوتیلا لڑکا۔

پس خم: دوڑ اٹھنا۔ 'پس خم زدن' بھی کہتے ہیں۔ 'خم زدن' بھی انھی معنوں میں ہے؛ آگے ملاحظہ ہو۔

پس خیز: پہلوان کا شاگرد۔ کشتی ختم ہونے کے بعد تجربے کار حریف اُس (شاگرد) کی تربیت کے لیے اُس سے کشتی لڑتا ہے۔

پسِ سر کردن: مُنھ پھیر لینا، رُوگردانی کرنا۔

پسِ کارو پئے کار نشستن و بودن و رفتن، برسرِ کار نشستن و رفتن: کام میں مشغول ہونا۔ 'پسِ کار نشاندن' (کسی کو کام پر لگانا) اِس کا متعدی ہے۔

پسراک: ترکی لفظ۔ وہ اُستر جو گدھے کے گدھی کے ساتھ جماع کے نتیجے میں وجود میں آتا ہے۔

پسر رز: ساقی۔

پ - ش

پشت بر خویش بودن: خود کو نظر نہ آنے دینا۔

پشت بہ بازار ایستادنِ قصاب: جب قصاب گوشت بڑی سیخوں پر لٹکا کر بیچنے کے لیے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے تو مجبوراً دکان کی طرف مُنھ اور بازار کی طرف پُشت کر کے کھڑا ہو جاتا ہے۔

پشتِ پا زدن و پا زدن: تَرک کرنا۔

پشت در: ایرانی محاورے میں درگاہوں کے دروازے پر جوتوں کا محافظ خادم۔

پشتِ سر: پیش رو کی ضد، یعنی پیچھے آنے والا۔

پشتِ سرِ کسے دیدن: کسی کا زوال دیکھنا۔

پشتِ کمان بر کسے زدن: کسی پر تیر چلانا۔ 'بہ پشتِ کمان گرفتن' بھی کہتے ہیں۔

پشتِ لب بر زدن: 'پشتِ چشم نازک کردن' (پشت چشم نازک کرنا) کا مترادف اور یہ معروف ہے بمعنی ناز و ادا کرنا، تغافل کرنا۔

پشتی: بمعنی حمایت؛ نیز لمبا تکیہ جو مسند نشیں اُمرا رکھتے ہیں۔ اسے گاؤ تکیہ کہتے ہیں۔

پشم در کلاہ داشتن: عزّت و اعتبار کا مالک ہونا۔

پشم دین و پشم دین آقا: ایک ایسا لفظ جو کسی کی تحقیر کے موقع پر بولتے ہیں۔ 'پشم قلی' بھی اس کا مترادف ہے۔ (ایرانی احترام کے طور پر لفظ 'آقا' پہلے اور تحقیر کے طور پر نام کے آخر میں لاتے ہیں۔)

پ - ف

پف پوز: 'پوز' بمعنی مُنھ کا ارد گرد، یعنی مُنھ کی ہوا، جو سب سے چھوٹی شے کا کنایہ ہے۔

پف کاسہ گری: 'تھوڑی مدّت' کا کنایہ۔

پ - ک

پک: گندی اور ناہموار شے۔

پک و چک: مجل بازوں کا ایک نقش۔#

'مجل باز' بے معنی ہے۔ یہ درحقیقت 'بجل باز' ہے۔ ''فرہنگِ عمید'' میں 'سِجل' کے معنی ہیں:

کتابِ عہود و احکام، دفتری کہ قاضی صورتِ دعاوی و اسناد و احکام در آن بنویسد۔ حکم و فتوای قاضی، حکمِ محکم، عہدنامہ، 'سجلات' جمع۔ در فارسی 'سجل' یا 'سجل احوال' شناسنامہ رامیگویند و آن دفترچہ ای است کہ در آن تولد و نام و نشان و ازدواج و طلاق و فوت ثبت میشود۔

ظاہر ہے کہ یہ معنی یہاں کسی صورت چسپاں نہیں ہوتے۔ 'بجل' کی جمع 'بجول' ہے۔ ''فرہنگِ عمید'' (مؤسسۂ انتشاراتِ امیر کبیر، تہران، چاپ یازدہم ۱۳۷۷) میں 'بُجول' کے تحت درج ہے:

استخوانِ بندگاہِ پا و ساق، استخوانی کہ در بیچ پاپینِ دو غوزک قرار دارد، شتالنگ، کعب، بجل و بیجول و بجول و پژول و وژول ہم گفتہ شدہ۔

''لغت نامۂ دہخدا'' میں ''برہانِ قاطع'' کے حوالے سے من جملہ دیگر معانی کے 'پک' کے یہ معانی بھی مندرج ہیں:

نامِ یک طرفِ بجول [قاب بازی] کہ آنرا 'عاشق' گویند [برہانِ قاطع] و روی دیگر را 'جیک' خوانند۔

'چک' کے ذیل میں ''لغت نامۂ دہخدا'' میں درج ہے:

یک طرف از چہار طرفِ بجول کہ در نوعی بجول بازی آن را 'دزد' ہم می نامند۔ جیک۔ مقابلِ پک...

از برای مقامرانِ فساد
آن یکی پک نشیند، آن یک چک

شانی [از فرہنگِ رشیدی]

(نقش)

پ ۔ ن

پنبہ دیگرے ریسمان می سازد: یعنی فلاں کسی دوسرے کے کام کا بوجھ اٹھاتا ہے جب کہ خود اُس کے لیے کوئی نفع نہیں۔

پنبہ کردن: منتشر کرنا، پریشان کرنا۔

پنجۂ مریم: وہ گھاس جس پر حضرت مریمؑ نے اسقاطِ حمل کے وقت ہاتھ مارا تھا، اور وہ پنجے کی صورت اختیار کر گئی۔ اسے 'بخورِ مریم' بھی کہتے ہیں۔

پنیر قالبی: وہ پنیر جسے سانچے میں ڈالتے ہیں تاکہ جم جائے۔

پنیرِ یخچالی: ٹھنڈا کرنے کے لیے یخچال (فریج) میں رکھا ہوا پنیر۔

پ ۔ و

پوست انداختن وگذاشتن وافگندن: ڈرنا۔

پوست پوش: بینوا گدا، نیز عاشق۔

پوست تخت و پوست تختہ: شیر، ہرن اور چیتے کی کھال کی چٹائی جو فقرا کے پاس ہوتی ہے۔

پوست کندن و در پوست و بپوست و پوستین اُفتادن و پوستین کردن و در پوستین کسے بودن و پوست دریدن: ان سب کے معنی ہیں ذلیل کرنا، غیبت کرنا، کیوں کہ لغت میں 'پوستین' اور 'پوست' بمعنی غیبت کرنا ہے۔

پوست وکلہ دندان زدہ است: کسی کے ہاتھ مفت کی چیز لگنا، نیز بمعنی ایسا کام جس میں قلیل نفع کا احتمال ہو۔

پوشیدن: معروف؛ لازم اور متعدّی دونوں کے لیے مستعمل ہے۔

پ ۔ ہ

پہ پہ: واہ کا مترادف۔

پہلو: بمعنی فائدہ۔

پہلو بہ چیزے زدن: کسی چیز، یا کسی شخص کی برابری۔

پہلودار: ایسی چیز جس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

پہلوزدن وخوردن: صدمہ پہنچانا اور صدمہ اٹھانا۔

پہلونہادن: سونا، نیند کرنا۔

پہلوے چرب: معتد بہ فائدہ، بہت مقدار میں فائدہ۔

پہن چشم: بے حیا، شرم سے عاری۔

پ - ی

پیاز حلقہ: ولایت (افغانستان، ایران) کے طباخ پیاز کے گول ٹکڑے کر کے پکاتے ہیں۔

پے بریدن وزدن وکردن: دوڑنے اور چلنے سے روکنے کے لیے ایڑی کا گوشت کاٹنا۔

پے پُر کردہ: تجربے کار اور زمانے کا گرم وسرد دیکھے ہوئے۔

پے غلط وپے گور کردن: اپنے پاؤں کے نشان مٹا دینا تا کہ کوئی پیچھا نہ کر سکے۔ بعض کے نزدیک پہلا محاورہ (پے غلط کردن) جوتا اُلٹا رکھنا ہے۔

پیچمان: پیچیدگی، الجھن۔

پیداور: صاحب پیدا، ظاہر ہونے والا۔

پیدرو: حضرت عیسیٰؑ کے دوسرے خلیفہ کا نام۔

پیرافشانی: بڑھاپے میں کارِ عظیم انجام دینا۔

پیراہن بہ تن کردن: لباس پہننا۔

پیرپنبہ: کھیتوں میں لگا ہوا نقلی چوکیدار، تا کہ پرندے بھاگ جائیں؛ نیز ایسا بوڑھا آدمی، جس کے جسم پر کوئی سیاہ بال نہ بچا ہو۔

پیرسر: جس شخص کے سر کے بال سفید ہوں۔

پیرو: تابع۔

پے سر کردن: 'پشت سر کردن' کا مترادف جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

پے سفید: منحوس قدم۔

پیشانی: اس کے چند معنی ہیں۔ متاخرین کے مطابق اس کا مطلب لیاقت اور شائستگی، نیز وسعت و فراخی ہے۔

پیش ایوان و پیشِ طاق و پیش گاہ: گھر کا صحن۔

پیشِ پائے کسے برخاستن: کسی کی تعظیم کی خاطر اٹھنا، کھڑے ہونے کا کنایہ۔

پیش جنگ: ایسا سپاہی جو رفقا کی مدد و اعانت کا انتظار کیے بغیر جنگ کرے۔

پیش حرف: ایسا شخص جس کی بات غالب ہو۔

پیش خرید: خرید و فروخت میں پیشگی رقم۔

پیش خواں: تعارف کرانے والا، یعنی جب کوئی شخص مجلس میں داخل ہوتا ہے تو وہ اُس وارد ہونے والے کا حسب و نسب بیان کرتا ہے، تا کہ اہلِ مجلس اُس شخص کے لائق اُس کی تعظیم و مراعات کریں۔

پیشِ خود بر پا: خودسر اور خودرائے۔

پیش خورد: وہ چیز جس سے ناشتا کرتے ہیں۔ بعض کے مطابق وہ شے جو چاشنی کے طور پر کھاتے ہیں۔

پیش خیز: شاگرد، خام۔ پہلوانوں کی اصطلاح میں ایک شاگرد جو تجربے کار پہلوان کے مقابل ہوتا ہے۔

پیش دامن: خادم۔

پیش دنداں: جس چیز سے ناشتا کرتے ہیں وہی 'پیش خورد'۔

پیش رفت حرف: کہے ہوئے کام یا چیز کے فائدہ و بہرہ کا عمل میں آنا۔

پیش سلام: ایسے شخص کے لیے وقف ہے جو اپنی خوش خُلقی کے باعث دوسروں کو سلام کرنے میں پہل کرے۔

پیشِ کسے بند و گرفتار بودن: کسی کا عاشق و فریفتہ ہونا۔

پیش کش: جو چیز نذرانے کے طور پر ادا کی جائے۔ 'سلامی' اور 'سلامانہ' اس کے مترادف ہیں۔

پیش کشیدن: عتاب کرنا، کسی پر غصّے ہونا، نیز بمعنی پیشکش، نیز ملاطفت کرنا۔

پیش گرفتن: راستے کی رکاوٹ بننا۔

پیش مصرع: کسی شعر کا پہلا مصرع۔

پیش نماز: امام کا ترجمہ، جس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

پیشوا: معروف؛ نیز مستقبل۔ استقبال کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

پشواز: استقبال کا ترجمہ، بغل بند کے مقابل ایک لباس جو عورتوں سے مخصوص ہے۔

پیغامِ کاغذی: ایسا پیغام جو خط کے ذریعے دیا جائے۔

پیلہ پیچ: ایسی چیز جو فتیلے کی طرح بٹی ہوئی ہو، یہ لوطیوں کی اصطلاح ہے۔ یہ لوگ فتیلے کو 'پیلہ پیچ' کہتے ہیں۔

پیلور: ('لام' ساکن)، ایسا شخص جو مِسّی، سفیدآب اور اِس قسم کی اشیا، جو عورتوں کی آرائش سے متعلق ہیں، گلی کوچوں میں بیچتا ہو۔ کتبِ لغت میں بمعنی طبیب اور دوا زوفروش درج ہے۔

پینکی: نیند کا غلبہ، غنودگی، جو زیادہ تر افیونیوں کو ہوتی ہے۔

پینہ: سخت اور سیاہ قسم کی خراش جو کثرتِ کار کے سبب انسان کے ہاتھ پر لگ جاتی ہے۔

پیہ چیزے برخود و غیر مالیدن: کسی کو اُس کی صفات سے متصف کرنا۔

پیہ کردن: بڑھنا پھولنا اور موٹا تازہ ہونا۔

پیہ گرفتن و آوردنِ چشم: بینائی کے زوال کا کنایہ۔

پیہ گرگ بر پیراہن مالیدن: مکروفریب کرنا۔

ت

ت ۔ ا

تاب خانہ: ایسا گھر جہاں جامکاری (دیواروں پر آئینہ کاری) کی گئی ہو اور اس میں کرسی اور بخاری بھی ہو۔

تابدار: ایک قسم کا ریشمی کپڑا جس کا ریشم بٹ کر اُسے بُنا جاتا ہے۔

تاب زخمہ دارو: لوطیوں کی اصطلاح میں حرکاتِ جماع کی تاب رکھنا۔ 'زخمہ' بمعنی حرکتِ جماع، جسے 'دُلّہ' بھی کہتے ہیں۔

تا بہ خود و بر خویشتن جنبیدن: خبردار اور آگاہ ہونا اور اپنے آپ میں آنا۔

تاج پوش: تاج کا غاشیہ۔

تاج شمع: شمع کا شعلہ۔

تار بے جان: بہت کم زور اور پتلا تار (دھاگا) جسے بُنا نہ گیا ہو۔

تار و مار: زیر و زبر، اوپر نیچے۔

تا شاہ رگ دم دارو: یعنی جب تک جان ہے۔ 'تا نفس باشد' اس کا مترادف ہے۔

تافتہ: ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔

تالار: ایک ایسی عمارت جس کے چاروں طرف ستون زمین میں نیچے لگاتے اور اُن کے اوپر لکڑی اور تختہ رکھتے ہیں۔ ایرانیوں کے مطابق ایک ایسی عمارت جس کی پشت بند اور تینوں اطراف کھلی ہوتی ہیں۔

تألّہ: حق کی پرستش کرنا۔

تاہُو: شراب کی ایک قسم جو خاص آلات سے کشید کی جاتی ہے۔

تاے تشریف: ایک خلعت ۔ لفظ 'تا' 'دتہ' عدد کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ 'تا'، 'تار' کا مخفف بھی ہے۔ اور 'یکتا پیرہن' وہ شخص، جس نے صرف بنیان پہن رکھی ہو۔

ت ۔ ب

تپ استخوانی: تپ/حب دق۔

تپ بستن: دواؤں کے بغیر مختلف طریقوں سے بخار کا ازالہ کرنا۔

تپ سوختہ: وہ بخار جو اخلاط کے گرم ہونے سے چڑھے۔

تبت واژگون دواژوں: آیتِ کریمہ 'تَبَّت یَدا اَبی لَہَب...' کو دفعِ مصیبت کی خاطر الٹا پڑھتے ہیں۔

تبق زدن: کسی عضو کا ورم کرنا۔

ت ۔ ح

تحت الحنک: زہاد کا یہ معمول ہے کہ وہ پگڑی کا ایک پیچ ٹھوڑی کے نیچے سے گزار کر سر پر باندھتے ہیں۔ اسے 'تلحی' بھی کہتے ہیں۔

تحریر: معروف؛ نیز وہ لکیر جو کسی نقش کے گرد کھینچتے ہیں، نیز موسیقاروں کا راگ الاپنا۔

ت ۔ خ

تخت: معروف؛ نیز دماغ کا نشے سے چاق ہونا۔

تخت گاہ: صفاہان (اصفہان) میں واقع ایک قہوہ خانہ۔

تختہ برسر کسے شکستن: کسی کو خراب و رسوا کرنا۔

تختۂ تعلیم: تختی، جس پر بچے لکھنے کی مشق کرتے ہیں۔

تختۂ حمام: پتھر کا ایک تختہ جو حمام میں نماز کے لیے رکھتے ہیں۔

تختہ شدن یاقوت: یاقوت کا مسطح (ہموار) ہونا۔

تختۂ شلنگ زدن: پہلوانوں کا طریقہ ہے کہ دیوار پر سات آٹھ تختے کھڑے کر کے ان پر گھنٹیاں باندھ دیتے

ہیں اور خاص طریقے سے اُن پر اچھل کود کرتے ہیں، نیز 'شلنگ تختہ زدن'۔

تخش: کمان کی ایک قسم، جس سے تیر خفیہ انداز میں چلاتے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ 'تیر تخش' بان ہے جو ہند کی جنگوں میں مرسوم ہے اور یہ لوہے کا ہوتا ہے اور اندر سے خالی، جس میں بارود بھر کر اُس پر آگ لگا دیتے ہیں اور دشمن کی طرف فضا میں پھینکتے ہیں۔

تخم بازی: عید اور نوروز کے دن رنگین انڈوں سے کھیلنا۔

تخم چیزے بر اُفتادن: کسی چیز کے نابود و معدوم ہونے کا کنایہ، اِس طرح کہ اُس کا نام ونشان تک نہ رہے۔

تخم دان: ایسی جگہ جہاں خاص قسم کی گیاہ بوتے اور پھر وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیتے ہیں۔# یہ اہلِ شیراز کی زبان ہے۔

جاے کہ نہال در آں جا کارند واز آں جا برداشتہ جاے دیگر بنشانند = وہ جگہ جہاں پنیری جماتے، اور وہاں سے اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگا دیتے ہیں۔ (نقش)

ت ۔ د

تدارک: اسمِ مصدر ہے۔ بمعنی پانا، نیز ہاتھ میں لینا۔

ت ۔ ر

ترآمدن: تنگ آنا۔

ترازو برزمیں زدن: اِبرام (اصرار کرنا، تنگ آنا) اور سماجت کی ضرورت پڑنا۔

ترازو زدن: اِس امر کا کنایہ ہے کہ جب کوئی دیہاتی شہر میں وارد ہوتا ہے تو اہلِ بازار تانبے یا پیتل کا ترازو اٹھا کر اُس دیہاتی کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور ترازو کے پلڑے باہم بجانے لگتے ہیں تاکہ اِس عمل سے آواز پیدا ہو اور شہر کے لوگ آگاہ ہو کر ہنسی ٹھٹھے کا ہنگامہ گرم کریں۔

تراش: معروف؛ نیز بمعنی طمع۔

ترجمان: متکلم کی طرف سے ایسے مخاطب کے لیے، جو متکلم کی زبان نہ سمجھتا ہو، واسطہ و وسیلہ بننے والا شخص جو اُسے سمجھائے۔ فارسی میں اسے 'پچواک' کہتے ہیں؛ نیز بمعنی ایسا تحفہ و نیاز جو

عذرِ گناہ کے طور پر دیا جائے۔

ترسیدنِ چشم: کسی چیز کے دیکھنے سے نفرت کرنا۔ 'ترساندنِ چشم' اس کا متعدی ہے۔

ترخدن: منفعل و شرمندہ ہونا۔ یہ خاصا معروف ہے۔

تُرش شیریں: (ترش بغیر اضافت کے) اچھی شراب۔

ترقین: رقم کرنا اور سطور میں حروف کے دائروں کو برابر رکھنا اور اُس کی تزئین اعراب کے ساتھ کرنا، نیز فردِ حساب کی کسی جگہ کو سیاہ کر دینا تاکہ یہ گمان نہ گزرے کہ اُسے کچھ لکھنے کے لیے سفید رکھا گیا ہے۔

ترک: بمعنی کُلاہ، نیز گوشۂ کلاہ۔ میں (یعنی وارستہ) نے ایران کی ثقافت سے یہ معلوم کیا ہے کہ جب کوئی آدمی چاہتا ہے کہ کوئی دوسرا اُسے پہچانے تو وہ کلاہ کو سر کے ایک طرف کر دیتا اور سر کے اخیر میں پہنچا دیتا ہے اور یہ کنایہ ہے اپنے سر اور مُنھ کو نمایاں، یا ظاہر کرنے کا؛ اور وہ (کلاہ ایک طرف کرنے والا) شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ 'ہاں! مجھے پہچان کہ میں اِس عظمت و شجاعت کے ساتھ ہوں۔' حکیم شفائی کے شعر میں بالتصریح دیکھا گیا۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

ترک جوش: نیم خام یخنی غیر مبرّا جو ترکوں کا معمول ہے۔

ترکی تمام شدن: کسی کا غرور ختم ہونا اور کسی ایسے فن میں، جس کا اُسے دعویٰ ہو، اُس کا عجز ظاہر ہونا۔ [اُردو میں 'ترکی تمام ہونا' اِنھی معنوں میں ہے۔]

ترنجِ طلا و نارنج زدن: قدیم دور میں کوئی شہزادی چھت پر کھڑی ہو جاتی۔ نیچے مختلف ملکوں کے شہزادے باری باری گزرتے۔ شہزادی جس شہزادے کو پسند کر لیتی، سونے کا سنگترہ، یا چکوترا اس کے سر پر مارتی۔

ترنج و نارنج در سمور پنہاں شدن: یہ سمور (لومڑی کی قسم کے ایک جانور) کی نہایت خوبی ہے کہ چکوترا اور سنگترہ اُس کی پلک میں سما جائے۔ (تیغۂ سمور: سمور کی مژہ)۔ عربی میں اِس جانور کو 'اوشَع' کہتے ہیں۔

ترنمد: ایک چھوٹا سا پرندہ جسے عربی میں 'صعوہ' اور ماوراء النہر میں 'دخترِ صوفی' کہتے ہیں۔ [اُردو میں اِسے 'ممولا' کہا جاتا ہے۔]

ترنفسی: 'تر زبانی' کا مترادف۔

ترنوازی: مُطرب کی خوشنوائی۔ مجازاً خوش زبانی۔

تری: بے دماغی، ناخوشی اور ظرافت۔

تریاک بریدن: افیون کھانا ترک کرنا۔

تریاک وتریاق: افیون۔ پہلا لفظ مشہور ہے۔ یہ معنی نئے لیے گئے ہیں، قدیم میں نہ تھے۔

ت۔ ز

ترک: معروف؛ ترکی لفظ؛ بمعنی ترکش۔

ت۔ س

تُس: فارسی میں بے صدا گوز (پاد)، اس کا مقابل سُدہ۔ بعض نزدیک براز (پاخانہ، گوبر)۔

تسبیح سال: سال گرہ کا دھاگا۔

تس نفسی: ہرزہ گوئی۔

تسمہ بازی: مکر وفریب کاری۔

ت۔ ش

تشناقہ: ترکی لفظ۔ لاک پُشت نام کا ایک حیوان۔

تشریف فرمودن وآوردن ودادن: پہلا اور دوسرا محاورہ مشہور ہے، تیسرا (تشریف دادن) بھی انھی معنوں میں ہے۔

تشنۂ چیزے بودن: کسی چیز کا خواہش مند ہونا۔

ت۔ ص

تصویر سایہ دار: بُتوں کی تصویر پر جو پتھر اور لوہے وغیرہ سے بناتے ہیں۔ رنگ دار تصویر کے برعکس اس کا سایہ پڑتا ہے۔ شیعہ مذہب میں پہلی (یعنی پتھر والی تصویر) کا توڑنا واجب ہے۔

ت ۔ ع

تعلیمی: وہ تسمہ جو گھوڑے کی لگام کے اوپر ہوتا ہے۔

ت ۔ غ

تغار: توشہ، مٹی کا بڑا سا برتن جس میں دہی ڈالتے ہیں (یعنی کونڈا)، ایک برتن جس میں گندم یا جَو کا آٹا خمیر کرتے ہیں۔

ت ۔ ف

تفت: یزد کے ایک علاقے کا نام، نیز ٹوکری جو پھول اور پھل رکھنے کے لیے بناتے ہیں۔

تفتان: پراٹھا۔

ت ۔ ق

تقدِمہ: عربی لفظ، بمعنی پیش کرنا اور ہونا، اصطلاح میں وہ رقم جو کام کرنے والے کو پیشگی کے طور پر دی جاتی ہے۔ فارسی میں 'پیشداد' کہتے ہیں۔

قماق: ترکی لفظ، ہتھوڑی۔ اسے 'تیر قماق' بھی کہتے ہیں۔ قافِ اول کی جگہ خاے معجمہ کا استعمال سہو ہے۔

تقویم شمسی: شمسی کیلنڈر جس میں شمسی مہینوں کی کیفیات ہوتی ہے۔ اس کے مقابل 'تقویم قمری' ہے۔

ت ۔ ک

تکلو: گھوڑے کی پیٹھ پر رکھی ہوئی زین کے نیچے رکھا ہوا نمدہ۔ اسے 'نمد زین' بھی کہتے ہیں؛ نیز بمعنی وہ جڑ جو خوشے (گچھے) یا سنبل کے ساتھ مل کر لمبی ہو جائے۔

تکیہ خوردن: مالش (رگڑ) کھانی۔

ت ۔ گ

تگ بند: (’ت‘ پر زبر)، ایک چھوٹا سا مخمر جو کمر بند (پیٹی) کے اوپر لگا دیتے ہیں اور اُس سے کمر کو مضبوطی سے باندھتے ہیں۔

ت ۔ ل

تلبیہ: حاجیوں کا ’لبیک‘ کہنا۔

تلخ: معروف؛ ناگوار اور ناملائم کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں، نیز گالی گلوچ، نیز سیاہ۔ ’سبز تلخ‘ جو اساتذہ کے کلام میں استعمال ہوا ہے تو یہ ایسا سبز ہے جو سیاہی مائل ہے؛ نیز ایک ایسی جگہ کا نام جس کی ہوا (فضا) بے حد سرد ہے۔

تلک: کئی معانی کا حامل ہے۔ شیراز میں ’کیل‘ (پیمانے) کو کہتے ہیں۔

تلنگ: (’ت‘ کے نیچے زیر، ’ل‘ پر زبر)، انگلی کی نوک سے دَف اور ڈفلی بجانا۔ ’کوک‘ کا مترادف بھی ہے۔

تلنگانہ: گدایانہ۔

تلہ: ایسی چیز جس سے جال کے بغیر جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ (لامِ تشدید کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔)

ت ۔ م

تماشا: عربی لفظ ’تماشی‘ تھا۔ یہاں ’ے‘ کو ’الف‘ سے بدل دیا۔ لغوی معنی، ایک دوسرے کے ساتھ پیادہ چلنا۔ فارسی میں بمعنی دیکھنا، نیز بمعنی ہنگامہ۔

تماشائی: دیکھنے والا۔

تمغا: ایسا باج (ٹیکس) جو شہروں میں لوگوں کے دروازوں پر اور سمندروں کے گھاٹوں پر تاجروں سے وصول کرتے ہیں۔ ’تمغاچی‘ باج وصول کرنے والا۔ ’تمغا‘ کے دوسرے معنی

وہ مُہر جو باج وصول کرنے کے بعد تاجروں کی اجناس پر لگاتے ہیں۔ یہ مہر لکڑی کی ہوتی ہے۔ تیسرے معنی 'فرمانِ سلطانی'۔ چوتھے معنی وہ داغ جو نشان کی خاطر حیوانات کے چوتڑوں پر جلاتے / لگاتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی مہر ہے۔ پانچویں معنی کسی شاعر کا اپنے کسی مضمون کو دوبارہ باندھنا اور یہ اس لیے ہے کہ گویا وہ اپنی مہر اُکھیڑ رہا ہے۔

تمکین: مصدر ہے۔ بمعنی جگہ دینا۔ فارسیوں کی اصطلاح میں 'تمکین کردن و دادن' بمعنی کسی کی قدر و وقعت کرنا۔

ت ۔ ن

تن آسانی و تن آسائی: معروف؛ پہلا محاورہ شہرت کی بنا پر مثال کا محتاج نہیں۔ دوسرے کے بھی وہی معنی ہیں۔

تنبک: ایک قسم کا ساز جس کے ایک سرے پر چمڑا سا لگاتے ہیں اور ایک طرف بند ہوتی ہے۔ جس کے دونوں طرف چمڑا ہو، اُسے 'دُہل' (ڈھول) کہتے ہیں۔ 'تنبکِ تعلیم' ڈھول کی وہ قسم جو پہلوان اپنے شاگردوں کی تربیتِ ورزش کے لیے بجاتے ہیں۔

تنخواہ گرفتن: معروف؛ لوطیوں کی اصطلاح میں لونڈے بازی۔

تنگ جامی: ('ت' اور 'ن' پر پیش)، 'تنگ شرابی' کا مترادف۔

تنکہ: ('ت' اور 'ن' پر پیش)، چرمی پاجامہ جو زانو تک ہوتا ہے اور کشتی لڑنے کے وقت پہنتے ہیں اور بہت چھوٹا ہوتا ہے۔

تنگ: ('ت' پر پیش)، ایک خاص قسم کا برتن جس میں عرق گل اور شراب وغیرہ ڈالتے ہیں اور اس کا مُنھ تنگ ہوتا ہے۔

تنگ شام: وقتِ شام کی گیرائی۔

تنگ شکر: ('ت' پر زبر)، کشتی کا ایک داو۔ حریف کے دونوں پاؤں پوری طرح قابو کر کے اُس کے سینے پر زور ڈال کر اُسے زمین پر پٹختا ہے۔

تنورۂ آسیا: ایک اونچا بُرج جو چونے اور پتھر سے بنا ہوتا ہے جس کا اوپر کا حصّہ کھلا ہوتا ہے اور اُسے نہر کے قریب بناتے ہیں۔ اُس کی تہ میں بڑا گڑھا ہوتا ہے جس میں پانی جمع ہو کر چکّی تک

پہنچتا ہے۔ اس پانی کے زور سے چکّی (یعنی پن چکّی) چلتی ہے۔

تورہ زدن: دیو کا 'ہو' کرنا۔ ('مہابھارت' کے ترجمے سے معلوم ہوا۔)

تہ: ('ت' اور 'ن' پر زبر)، رام اور مطیع۔ زیادہ تر کسی لونڈے کے مفعول بننے پر راضی ہونے کے لیے مستعمل ہے۔

ت ۔ و

توتیاے غورہ: کچے انگور کا شیرہ جسے چند دواؤں کے ساتھ ملا کر بصارتِ چشم کی افزائش کے لیے سُرمہ بناتے ہیں۔

توتیاے قلم وقلمی: سُرمے کی ایک قسم۔

توداری: مراد ذخیرہ دل میں رکھنا۔

توز: ایک ایسا درخت کہ جب اس کے تنے کا چھلکا اتارتے ہیں تو وہ تہ بہ تہ ہو جاتا ہے۔

توش: قوت اور توانائی۔

توشمال: خوان سالار، باورچی خانے کا افسر۔

تولہ سگ: ایک ایسا کتا جو جھاڑیوں میں اچھل کود کر کے وہاں سے جانور نکالتا ہے۔ چھوٹے پنجوں والا ایک کتا جسے 'سگِ کرجی' کہتے ہیں۔

تو وخدا: قسم کے موقع پر بولتے ہیں۔ 'خداے برتو' بھی اس کا مترادف ہے۔

توے شاخ: کشتی کا ایک داو۔ حریف کی دونوں رانوں میں ہاتھ ڈال کر زور لگاتے ہیں۔ 'شاخ' آدمی کے ہاتھ پاؤں ہیں۔

ت ۔ ہ

تہ بندی: رنگ ریزوں کی اصطلاح میں ایسا رنگ جو مطلوبہ رنگ سے پہلے اُس کی پختگی کے لیے لگایا جاتا ہے؛ نیز بمعنی کتاب کی جُزو بندی۔

تہِ پا: (اضافت کے ساتھ)، قہوہ، پانی اور شراب کی نچلی تہ، اور یہ خاصا معروف ہے۔

تہ گیرہ: ایک ایسی چیز جسے عرفِ عام میں 'تہ دیگی' (نیچے کا کھانا جس میں روغن زیادہ ہو) کہتے ہیں۔

تہ میدانی: (اضافت کے ساتھ)، بے سروپا قسم کے لوگ جو میدان میں ہوتے ہیں اور اُن کا کوئی مکان وغیرہ نہیں ہوتا۔ اُن کی گزران تربوز کے چھلکے، آڑو کی گٹھلی وغیرہ پر ہوتی ہے [غالباً خانہ بدوش۔]

تہی آخر: ('خ' پر پیش)، ایسا شخص جو آب ودانے کی کمی کا شکار ہو۔ 'جُرب آخر' اس کی ضد ہے۔

ت - ی

تیر آوری: عیّاری ومکاری۔ جن لوگوں نے اس کے معنی 'بھڑوے پن' کے لیے ہیں، اُنھوں نے تاریکی میں تیر چلایا ہے۔

تیر برکشاد: (اضافت کے ساتھ)، کمان سے نکلا ہوا تیر۔

تیر بند: اونٹ کی پشم کے چند دھاگے، جو تین چار ہاتھ لمبے ہوتے ہیں جن کے سرے پر چندزہ گیر اور گھنٹیاں باندھتے ہیں، جب کہ شاطر انھیں پیکان اور قتورے (جامۂ رنگیں، جس کا دامن چھوٹا ہوتا ہے) کے اوپر کمر پر باندھتے ہیں۔ #

... برسر آں چند تا زِگیر بندند و زنگہا بداں آویزند و شاطران و پیکان بالائے قتورہ برمیان بندند = جن کے سرے پر چندزہ گیر باندھے جاتے ہیں، اور جن سے گھنٹیاں لٹکائی جاتی ہیں، اور جنھیں شاطر اور قاصد چھوٹے دامن والے جامۂ رنگیں (قتورے) کے اوپر کمر پر باندھتے ہیں۔ (نقش)

تیر بہ کس دادن: جب سلاطین کسی کو امان و پناہ دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لشکریوں کی طرف سے اُسے کوئی زحمت نہ پہنچے تو ایک تیر، جس پر بادشاہ کا نام نقش ہوتا ہے، خاص صندوقچی میں سے نکال کر دیتے ہیں، اور یہ 'امان' کی علامت ہوتا ہے۔

تیر پرتاب: تیر کی ایک قسم جو دُور اندازی کے کام آتی ہے اور نشانے تک نہیں پہنچتی۔ اِسے تیرِ پرتابی بھی کہتے ہیں۔

تیردان: قندیل اور ترکش (اور 'ز' کے ساتھ بمعنی مقعد۔)

تیر دوکمانہ: ایک ایسا تیر کہ جب کمان سے نکلے اور ایک جگہ پر پہنچے تو وہاں سے اچھل کر دوسری جگہ

جا گرے۔ بعض کے نزدیک 'تیز کاری' کا کنایہ ہے۔

تیرِ کاکل رُبا: ایسا تیر جو کاکل کے بال سر سے اُڑا دے اور حلقہ آدمی کو پتا نہ چلے۔ تیراندازی کی صفت میں یہ کمال مبالغہ ہے۔

تیرک زدن: تیر کے لگائے ہوئے زخم سے خون جاری ہونا۔

تیر کشیدن: رگ کا درد کرنا۔ درد اور ٹیس۔

تیر گردانی: جب کوئی چیز گم ہو جاتی ہے تو حاضرین کے نام پیالے کے گرد لکھے جاتے ہیں۔ پھر تیر رکھ کر منتر پڑھتے ہیں۔ تیر خود بخود حرکت میں آ جاتا ہے اور گھوم کر چور کے نام پر رُک جاتا ہے۔ اس تیر کو عربی میں 'قِدح' کہتے ہیں۔ دراصل 'قِدح' ('ق' کے نیچے زیر)، تیرِ قمار ہے جو جواریوں کے پاس ہوتا ہے۔ اور یہ دس تیر ہوتے ہیں اور ہر ایک کا ایک مقررہ نام ہوتا ہے۔

تیر و کمان و کمانِ حنا: ایران و افغانستان کی ایک رسم ہے کہ بعض دفعہ بچّوں کی ہتھیلی پر مہندی سے تیر و کمان کی شکل بناتے ہیں اور کبھی صرف کمان کی۔

تیر: ایک ایسا سانپ ہے جو اپنی جگہ سے اُچھل کر ڈستا ہے۔

تیرِنی: ایک چھوٹا سا تیر، جسے نشانہ باندھ کر چھوڑا جاتا ہے۔

تیرۂ کناسی: بیلچے کی ایک قسم، جسے چوہڑے یا مہتر گندگی اٹھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

تیرِ ہوائی: وہ تیر جسے فضا میں چھوڑا جاتا ہے اور یہ معروف ہے؛ نیز آتشبازی کی ایک قسم۔ اسے 'تیر آتشباز' بھی کہتے ہیں۔

تیغ بالا بُردن و بلند کردن: جنگ کے لیے تیار ہونے کا کنایہ۔ اس طرف اشارہ ہے کہ جب چاہتے ہیں کہ تلوار ماریں تو تلوار ہاتھ میں پکڑ کر حملہ مکمل کرنے کی خاطر ہاتھ اور تلوار بلند کرتے ہیں اور اُس کے بعد دشمن کے سر اور گردن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ 'بلند شدنِ تیغ' اس کا لازم ہے۔

تیغ بہ خاک کردن: فتنہ و خوں ریزی ترک کرنے کا کنایہ۔ اس کا ماخذ شکاریوں کی یہ رسم ہے کہ ہزار جانوروں کا شکار کرنے کے بعد تلوار مٹی میں رکھ دیتے ہیں اور شکار سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔

تیغ بہ خود نہادن: ناگوار امر کو مجبوراً برداشت کرنا اور کسی ایسی چیز یا بات سے رک جانا جس سے رکا نہیں جا سکتا تھا۔

تیغِ حصری: ایسی تلوار جو کچے انگور کے سے رنگ کی ہوتی ہے، اُسے سبزی پر چلاتے ہیں اور یہ تلوار کے

لوہے کی گویا بڑی خوبی ہے۔

تیغِ خم: ایسی تلوار جس میں محراب کی طرح خم ہو۔

تیغ دودستی و دودستہ زدن: بڑے اہتمام کے ساتھ تلوار چلانے کا کنایہ۔

تیغ سوزن بردار: ایسی تلوار جو سوئی کو اٹھالے اور یہ تلوار کی چمک کی بڑی خوبی ہے۔

تیغش می بُرد و بُرِش دارد: یعنی فلاں میں یہ استعداد ہے کہ فلاں کام اُس کے ہاتھوں سے ہو جائے۔

تیغ کشیدنِ بینی: ایک ایسی حالت ہے جو نزع کے وقت پیش آتی ہے اور وہ اُس حالت میں ناک کا کھنچ جانا ہے۔

تیغ کندن: ('ک' پر زبر)، تلوار نیام سے کھینچنا۔

تیغِ کوہ: مراد چوٹیِ کوہ، نیز ہر چیز کی بلندی۔

تیغ گلدم: ('گ' پر پیش)، دندانے دار تلوار، جس کی باڑھ اُلٹی یا مُڑی ہوئی ہو۔

تیغ و ترنج بہ میاں آوردن: آزمائش و امتحان کا کنایہ۔ اس کا ماخذ زلیخا کی تلوار اور سنگترہ ہے جو یوسفؑ کے حُسن کے امتحان میں اُس نے مصر کی عورتوں کے ہاتھ میں دیا تھا۔

ج

ا - ج

جا انداختن و بستن: جگہ اور مکان کی تعمیر کرنا۔

جا برائے کسے خالی کردن: کسی کی تعظیم و توقیر کے طور پر اپنی جگہ اُسے پیش کرنا۔

جا بر کسے گرفتن: کسی پر غلبہ پا کر اُسے تنگ کرنا، اذیت پہنچانا۔

جادو: معروف؛ نیز بمعنی جادوگر۔

جادو زدن: جادو باطل کر دینا۔

جارچی: ترکی لفظ، نقیب۔

جار زدن: منادی کرنا۔

جام: معروف؛ نیز وہ شیشہ جو گھر اور حمام کی دیواروں میں لگاتے ہیں۔ اسے 'گلجام' بھی کہتے ہیں۔

جام: کاسہ گروں کی اصطلاح میں سات عدد کو کہتے ہیں۔ اور 'جام حمام' وہ طاس، جس سے سر پر پانی گراتے ہیں۔

جام خالی دادن: فریب دینے کا کنایہ، کیوں کہ ساقی سیہ مست کو از رُوے آزمائش خالی جام دیتا ہے۔

جامِ عالی: بہت بڑا پیالہ۔

جام کاری کردنِ خانہ: گھر کی آئینہ کاری کرنا: نیز 'جام کاری کردن' غٹاغٹ جامِ شراب پینا۔

جامہ بدل کردن: شکل کا تغیر کرنا اور ایک رنگ سے دوسرے رنگ میں باہر آنا۔

جامۂ خوں آلود بر سرِ چوب کردن: کسی مقتول کا لباس حصولِ انصاف کی خاطر حاکم کے دروازے پر لانا۔

جامۂ سرخ پوشیدنِ سلطان: سلطان کا خشم و غضب میں ہونا، اس لیے کہ قدیم میں ملوک قہر و غضب کے موقع پر سرخ

لباس پہن لیا کرتے تھے۔

جامۂ بشستی: ایک ایسا لباس جس میں انگوٹھے تک بخیہ کیا گیا ہو۔

جامۂ صورت: ایسا لباس جس میں تصویریں بنی گئی ہوں، یا نقش کی گئی ہوں۔

جامۂ عیدی: سُرخ لباس کا کنایہ۔

جامۂ فتح: ایسا لباس جو روزِ جنگ زرہ کے نیچے پہنتے ہیں، اور جس پر دعائیں یا آیات، مثلاً 'اِنَّا فَتَحْنَا...' نقش کی ہوتی ہیں، یا بُنی ہوتی ہیں۔

جامہ گذاشتن و نہادن: مرنا، اہلِ ایران کے محاورے میں یہ خاص طور پر اولیا اور سلاطین کے لیے استعمال ہوتا ہے جب کہ شعرا اس تخصیص کو مدِ نظر نہیں رکھتے۔

جامۂ مرگ: کفن۔

جامۂ ناشوی: اَن ڈھلا کرپاس (سُوت) جسے ہند میں 'کورہ' کہتے ہیں۔

جامہ و قبائے مصحف پوشیدن: قرآنِ مجید کی قسم کا کھانا۔

جاں بر سرو بہ سرداشتن: 'جاں بہ لب بودن' (جان لبوں پر آنا) کا مترادف۔

جاں دار و جامہ دار: سلاح دار (اسلحے والا، سپاہی۔)

جان در جانِ کسے کردن: کسی کی جان پر اپنی جان قربان کرنے کا کنایہ۔

جان در میان داشتن و نہادن: نہایتِ مہر و محبت کا کنایہ، یعنی جب تک جان ہے کوئی مضائقہ نہیں۔

جان سپردن: مرنا۔

جانش بر آمد (یا بر آید) چنیں می کردہ باشد: یعنی فلاں اِس کام کی کوشش میں محنت اور اذیّت کے ساتھ مر جائے اور اُسے کچھ حاصل نہ ہو۔ 'چشمش کور شود' (اُس کی آنکھیں اندھی ہو جائیں) بھی کہتے ہیں۔

جان کشیدن: مرنا۔

جائے خود بہ کسے سپردن: کسی کو اپنے مقام پر قائم کرنے کا کنایہ۔

جائے فلانے پیداست و سبز است و خالی است: کسی کی یاد کے موقع پر بولتے ہیں، یعنی یہاں فلاں آدمی چاہیے۔

جائزہ: کام کا صلہ، جو مزدور کو دیا جاتا ہے۔

ج ۔ ب

جبا: اپنا پیالہ کسی دوسرے کو پیش کرنا۔ یہ لفظ زیادہ تر قہوے کی پیالی پیش کرنے کے سلسلے میں مستعمل ہے۔

جبیں گرفتہ: تُرش رو۔

ج ۔ ت

جتر: ('ت' ساکن)، باغ۔

ج ۔ د

جدولِ قرق: خشک ندی ('قرق' ترکی میں بمعنی خشک۔)

ج ۔ ر

جُر: ('ج' پر پیش)، زین۔

جرجر: (دونوں جیموں پر زبر)، عموماً ہر چیز کا شگاف اور زمین کا شگاف خصوصاً۔

جُرعہ: گھونٹ، فارسی والے بمعنی پیالہ بھی استعمال کرتے ہیں۔

جرکہ: ('ج' پر زبر)، شکار کا ایک انداز، اور وہ یوں ہے کہ لشکری صحرا کے گرد حلقہ باندھ لیتے ہیں تاکہ شکار باہر نہ نکل جائے۔ ترکی میں اسے 'قمرغہ' کہتے ہیں۔ 'جرک' ('ہ' کے بغیر) بھی انھی معنوں میں ہے؛ نیز 'معرکہ کشتی گیراں' جسے 'ورزش خانہ' اور 'تعلیم گاہ' کہتے ہیں۔ لفظ 'زک'، 'جرک' کا مترادف ہے۔

جُرمانہ وجرم: جو مجرم سے بزور لیا جاتا ہے۔

جُرہ: ('ج' پر پیش)، عموماً ہر جانور (چرند و پرند) کا نَر، اور خصوصاً باز کا نَر۔

جریدہ: عربی لفظ بمعنی مجرد، اکیلا، تنہا، اہلِ تشیع کی اصطلاح میں ایک ایسی لکڑی جو کسی میت کو دفناتے

وقت اُس کی بغل کے نیچے رکھتے ہیں اور اُسے عرصۂ محشر کو طے کرنے کا عصا جانتے ہیں؛ نیز بمعنی دفتر (رجسٹر)۔ 'جریدہ' کو 'سرورق' کے معنوں میں استعمال کرنا خلافِ جمہور ہے۔

ج ۔ س

جستہ کلاغ: پہلوانوں کی ایک ورزش جس میں پہلوان ایک پاؤں ران پر رکھ کر ایک پاؤں کے زور پر کوے کی طرح اپنی جگہ سے اُچھلتے ہیں۔

ج ۔ ش

جشنِ شربت خوراں: جشنِ عروسی۔ ایرانیوں کے مطابق لوطیوں کی اصطلاح میں اِس جماعت کا موسمِ بہار میں بالاتفاق باغ کی سیر کو جانا اور بزمِ عیش ونشاط آراستہ کرنا۔ واللہ اعلم۔

ج ۔ ع

جُعَلّقی: ('ج' اور 'ع' پر پیش، 'ل' مشدد) لوطیوں کی اصطلاح میں ایک لفظ بمعنی بہت زبوں، ہر چیز کا برا، بلکہ 'حرام زادہ' کا مترادف۔

ج ۔ غ

جَغَلہ: ('ج' اور 'ل' پر زبر)، بغیر بالوں کے سادہ لڑکا۔

ج ۔ ف

جُفت شدن: مباشرت کرنا۔

جُفت کردنِ نظر: کسی چیز کی طرف پورے غور سے نظر کرنا۔ اور 'جفت کردنِ چیزے باچیزے' کنایہ ہے اُس چیز کو اِس چیز کے برابر کرنے کا۔

جُفتہ: ('ج' پر پیش)، چوتڑ، اور 'جُفتہ زدن' بمعنی لونڈے بازی۔

ج ۔ ق

جق جق: (اوّل اور سوم پر زبر)، زخم رسیدہ پرندے کی آواز۔ مجازاً بے معنی شور وغوغا۔

ج ۔ گ

جگر بند: دل وجگر اور پھیپھڑا۔

جگرِ چیزے داشتن: کسی چیز کی تاب وطاقت رکھنا۔ 'جگر' بمعنی تاب وطاقت بہت استعمال ہوا ہے چنانچہ جری آدمی کو 'جگر دار' کہتے ہیں۔

ج ۔ ل

جُل: ('ج' پر زبر)، جانور (بکری، گھوڑے وغیرہ) کا گوبر۔

جُل برگاو بستن: ('ج' پر پیش)، سفر کا تہیہ کرنے کا کنایہ۔

جُل خود از سرِ آب بر آوردن: ('ج' پر پیش)، اپنے کام میں بازی کرنا اور مہلکہ شدیدہ سے، تدبیر سے کام لے کر نجات پانا۔

جل وزغ وجل آب: پانی پر جم جانے والی کائی۔ 'جل پانی' ترجمہ ہے 'جل آب' کا۔

جَلّاب: (زبر اور شد کے ساتھ)، مویشیوں کو فروخت کرنے کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والا۔ ('ج' اور 'ل' پر زبر ہو تو یہ مصدر ہوگا۔)

جلابی: مویشیوں کا بیچنا، فروخت کرنا۔

جَلّال: گری پڑی چیز کھانے والی گائے۔

جلّال وجُلالہ: (تشدید کے ساتھ)، وہ چوہڑا، یا مہتر جو گلی کوچے سے کوڑا کرکٹ گدھے اور خچر پر لاد کر لے جاتا ہے۔

جلالہ: لفظ 'اللّٰہ' ہے جو قرآنِ مجید کے اجزا میں سے کسی ایک جز میں متواتر پہلو بہ پہلو واقع ہوا ہے۔ تکرار کی بنا پر 'جلالتین' کہتے ہیں۔ اربابِ تفاسیر کے مطابق لفظ 'جلالتین' پڑھنے سے ہر دُعا کو درجۂ قبول ملتا ہے۔ بعض کے نزدیک اسمِ اعظم یہی ہے۔

جلاے کیف: دماغ کا عروج۔

جَلَب: (پہلے دو حروف پر زبر)، زنِ فاحشہ۔

جلق زدن: (مُشت زنی) یہ عورتوں سے منسوب ہے؛ اور وہ یہ کہ دُور سے کسی جوان کو دیکھنا، عورتوں کا دل اُس کے وصال پر مائل ہونا اور اُن کا خارش میں مبتلا ہونا۔

جلقو: وہ مداخل جو صدف وغیرہ سے ایک پُشتِ ناخن کے برابر بناتے اور گردن میں باندھ لیتے ہیں۔

جلیل: وہ کرپاس سُوت جو محمل اور گہوارے کے اوپر باندھتے ہیں۔ 'ج' پر پیش اور 'ل' پر زبر ہو تو گھوڑے کے مُنھ پر بندھا ہوا کپڑا، اور کسی چیز کا نقاب۔

ج ۔ م

جمع انداز: ایسا شخص جس کا ہر تیر نشانے پر لگے اور خطا نہ ہو۔

جُمجُمہ: (ہر دو 'جیم' پر پیش)، کھوپڑی؛ اور ایک کنواں جو شورستان میں ہے۔

ج ۔ ن

جناق: وہ عہد یا شرط جو باہم باندھتے ہیں، 'مجھے یاد اور تجھے فراموش' کہتے ہیں۔ خاصا مشہور ہے۔ 'جناغ' بھی مستعمل ہے۔ شعرا کبھی 'ق' اور کبھی 'غ' استعمال کرتے ہیں۔

جَنجَانی: (ہر دو 'جیم' پر زبر، پہلا 'ن' ساکن اور دوسرے پر زبر)، معروف لفظ ہے جو کسی چیز کی تعریف میں کہتے ہیں؛ بعض کے نزدیک خربوزے کی ایک قسم۔

جندرہ: ایسا شکنجہ جس میں پشمینے کے کپڑوں کو کستے ہیں تا کہ وہ سیدھے ہو جائیں۔

جندرہ خانہ: توشک خانہ۔

جنس بہ تنخواہ دادن: لوطیوں کی اصطلاح میں گون دینا۔ شعرا 'جنس' بمعنی گون استعمال کرتے ہیں۔

جنگِ زرگری: بناوٹی جنگ۔

جنگلی یک پا: انسان کی صورت میں حیوانوں کی ایک قسم، جس کا ایک پاؤں ہوتا ہے، اور وہ تمیز و نطق سے بے بہرہ ہے؛ مجازاً صحرانشیں بے سروپا آدمی۔

جونِ دَوری: ایسا جون، جس میں گردش ہو۔

جُنیر: (’ج‘ پر پیش، ’ن‘ پر زبر)، دکن کے علاقے میں ایک شہر کا نام۔ اور ’سُنیر‘ بھی اسی ضلع میں ایک قصبے کا نام ہے۔

ج ۔ و

جو گندم و جو گندم: (واو عطف کے ساتھ اور بغیر عطف کے) سفید و سیاہ ڈاڑھی۔ ’دومُو‘ بھی کہتے ہیں۔

جُوال دوز: بڑی سوئی جس سے بوری سیتے ہیں۔

جوانِ سنگ دیدہ: بہادر اور محنت و اذیّت اٹھانے والا۔

جواں مرگ و جوانہ مرگ: معروف؛ اوّل مشہور ہے۔

جُوحی: ایک شخص کا نام جو ظریف و مسخرہ تھا۔ دیوانِ انوری میں بغیر ’واو‘ بھی استعمال ہوا ہے۔

جور: معروف؛ نیز پورے بھرے ہوئے پیالے سے (یعنی پلا کر) حریف کے گرنے کا سامان کرنا۔

جورہ: برابر اور ہم سر۔ فارسیوں کے محاورہ میں اکثر نظر آیا ہے، لیکن لغت کی متداولہ کتب میں نہیں ملا۔ بظاہر یہ ہندی کا لفظ ہے۔

جوشیرہ: (’ج‘ پر پیش)، ایک ایسا کھانا جو تازہ گندھے آٹے میں قیمہ ڈال کر بناتے ہیں۔ (’جوشیرہ‘ بھی کہتے ہیں)۔

جوق: گروہ۔ ترکی لفظ ہے، بمعنی کثیر؛ نیز ایسی لکڑی جو چھکڑے کی گائے کی گردن میں باندھتے ہیں۔ ہندی میں اسے ’پنجالی‘ کہتے ہیں۔

جولانی: گھوڑا۔

ج ۔ ی

جیبہ خانہ: زرہ خانہ۔ ترکی میں ’جیبہ‘ زرہ کو کہتے ہیں۔

چ

چ ۔ ا

چابک: معروف؛ نیز تازیانہ، کوڑا۔

چادر: ترکی میں بمعنی خیمہ۔

چادر رخت خواب: ایسا ٹاٹ جس میں بستر لپیٹتے ہیں۔

چادر یزدی: سفید چادر جو شہر یزد کی عورتوں سے مخصوص ہے اور یہ چادر وہ گھر سے باہر نکلنے کے موقع پر سر پر رکھتی ہیں۔

چار چوب: دروازے کے چاروں تختے۔

چارخم: کشتی کا ایک داو۔ اُسے کمان کی ایک قسم جانتا کمان کی طرح ٹیڑھے پن کی علامت ہے۔

چارسُو: معروف؛ اور ایسا بازار جسے ہندی میں 'چوہٹہ' کہتے ہیں۔

چارضرب ابدال: نامقید (آزاد منش) قلندروں کے حلق، ڈاڑھی، مونچھوں اور اَبرو کا کنایہ، جو اُن کا طور طریقہ ہے۔

چارق: پاافزار کی ایک قسم (کھڑاؤں، جوتا، پاپوش)۔

چاشنہ کردن: چاشنی کرنے کا مترادف۔

چاشنی چیزے کردن: کسی چیز کا کچھ حصّہ چکھنا، تاکہ اُس کی کیفیت کا پتا چل سکے۔ 'چاشنی' بمعنی نمونہ اور مزہ۔ جب کمان کا زور وغیرہ جاننے کے لیے اُسے ذرا کھینچتے ہیں تو کہتے ہیں 'چاشنی کمان کردم'۔ 'مزے' کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

چاقشور: جرابوں کی ایک قسم جو پشمینی اور سقرلاتی (گراں بہا پشمینے سے بنی ہوئی) ہے۔

چاقو و چقو و چیقو: تینوں ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ معروف معنوں میں مستعمل ہیں۔ پہلا معروف ہے۔

چاقو دستہ کردن: سر گریبان میں جھکانا، نیز بمعنی 'غنچۂ جیب' ہونا۔ اصطلاح میں اِغلام (لونڈے بازی) کا کنایہ۔

چاک سینہ: مراد چاکِ گریباں۔

چاہِ زیج و ستارہ جوئی: ہموار زمین جس میں نشیب و فراز نہ ہو۔ وہاں ساٹھ گز کی گہرائی تک فراخ جگہ کھودتے اور لکڑیوں سے ساٹھ گز بلند چھت تیار کرتے ہیں اور اُسے جالی دار بنایا جاتا ہے اور اُس میں بیٹھتے ہیں تاکہ آسمانوں اور ستاروں کی کیفیت معلوم کریں (اختر شناسی)۔

چاہ کن: معروف ہے (کنواں کھودنے والا)؛ نیز بمعنی ظالم اور مکار۔

چاہ مبرز: بیت الخلا جسے ہند میں 'سنڈاس' کہتے ہیں۔

چاہِ نسیاں و چاہِ فراموشاں: ویران اور پانی سے خالی کنواں۔

چ - پ

چپ اُفتادن و رفتن و دستن: مخالفت کرنا اور مکاری سے کام لینا۔

چپ انداز: مکار اور بہت حیلے باز۔

چپ دادن: ترک کرنا۔

چپاتی: (تشدید اور تخفیف کے ساتھ)، عیار ماہرِ فن؛ لوطیوں کی اصطلاح ہے۔

چپر: ڈاک چوکی۔

چ - ت

چتر در چتر چیزے کشیدن: کسی کے ساتھ برابری اور شرکت کرنا۔

چتر زدن: پہلوانوں کی ایک ورزش۔ پہلوان دو ہاتھوں پر کھڑے ہو کر پاؤں فضا میں بلند کر لیتے ہیں۔

چ - ر

چراغ: معروف؛ اور بیٹے کا کنایہ۔

چراغِ آسمانی: برق، نیز آفتاب۔

چراغ افروختن و روشن کردنِ ہندو: جب کسی صرّاف کا سونا گم ہو جاتا اور وہ خالی ہاتھ رہ جاتا ہے تو چراغ جلا لیتا ہے، یعنی گمشدہ زر کو چراغ سے ڈھونڈتا ہے۔ اِسے 'دیوالیہ' کہتے ہیں۔

چراغ اُو روشن: یعنی اُس کی مراد حاصل ہو۔

چراغ بہ روحِ کسے سوختن: کسی کے مزار پر چراغ روشن کرنا۔

چراغ پایہ: ایسی چیز جس میں چراغ رکھ کر جا بجا لے جاتے ہیں تا کہ اُسے ہوا نہ لگے۔

چراغ خواستن وطلبیدن: ہنگامہ گرانِ ولایت کا عینِ گرمیِ ہنگامہ میں گدائی کرنا۔

چراغ روز: کم روشنی والا چراغ، نیز کنایہ آفتاب۔

چراغِ روزِ اسفند: ۳ راسفند ماہ کو ایرانی جشن مناتے اور آگ جلاتے ہیں۔

چراغ کسے روشن شدن وسوختن: کنایہ ہے کسی کی مراد حاصل ہونے اور دولت ملنے کا۔

چراغ مست شدنِ بلبل: بلبل بازوں کا یہ معمول ہے کہ وہ شام کے وقت بلبل کو ہاتھ پر رکھ کر چراغ کے سامنے لاتے ہیں تا کہ وہ روشنی سے مستی میں آ جائے اور بولنے لگے۔

چراغ نذر: وہ چراغ جو حصولِ مقصد کی خاطر اولیا کے آستانے پر جلاتے ہیں۔

چراغاں: معروف؛ نیز ایک مقررہ سزا، جس میں کسی مجرم کو چند جگہ زخم لگا کر ہر زخم کے اوپر شمع جلا دیتے ہیں۔

چرب آخر: ایسا شخص جس کی زندگی ناز ونعمت میں گزرے۔

چرخاب: گرداب۔

چرخچی: ہراول فوج۔

چرخکی زدن: پہلوانوں کا حریف کو گرا کر غالب آنے کے موقع پر گھومنا اور رقص کرنا اور اپنے سے زیادہ طاقت ور کو للکارنا۔

چرکن: کثیف۔

چرم گیر: کھال کی دباغت کرنے والا۔

چرمینہ: معروف؛ اور ایک ایسا آلہ جو چرم سے بناتے ہیں اور عورتیں اُس سے اپنی خارش دور کرتی ہیں۔

چریدن دارد: یعنی دیکھنے کے لائق ہے اس کا ماخذ 'چشم ونگہ چرانی' ہے، جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

چ - س

چُس: ('چ' پر پیش)، بے آواز گوز۔

چ - ش

چِش است: ('چ' کے نیچے زیر)، یعنی اِسے کیا ہے، کیا ہوا ہے۔

چشتہ: کھانے کی ایک چیز۔ 'چشتہ خوار' ایسا شخص جسے اُس کے مرغوب کھانے تلاش کے بغیر مل جائیں۔

چشم: معروف؛ اور کنایہ ہے مسئول کا قبول کرنا؛ نیز اُمید و توقّع؛ نیز چشمِ زخم (نظرِ بد لگنا)؛ اور چاکسو (جو سیاہ دانے، اور آنکھوں کی دوا ہیں)۔

چشم آب دادن: نظارہ کرنا، دیکھنا؛ نیز 'نظر و دیدہ آب دادن'۔

چشم از کاسہ بر آوردن: آنکھ کا چشم خانے سے باہر نکلنا۔

چشم بر چیزے دوختن و بستن: کسی چیز کی طرف رغبت و التفات سے دیکھنا اور اُس کی خواہش کرنا۔ جب اِس محاورے میں حرف صلے سے واقع ہوگا تو اس کے معنی 'نہ دیکھنا اور اعراض کرنا' کے ہوں گے۔

چشم برہم نہادن و زدن و پوشیدن: آنکھ بند کرنا یا کر لینا؛ نیز مرنے کا کنایہ۔

چشم بہ طاق و روزن اُفتادن: قریب مرگ حالت کا کنایہ؛ نیز 'نگاہ بہ روزن اُفتادن'۔

چشم بے آب داشتن: بے حیا ہونا۔

چشم چرانی: خیرہ چشمی اور ہرزہ نگاہی (کسی کو کنکھیوں سے دیکھنا)۔

چشم چیزے ندیدن: کسی چیز کی تاب و طاقت نہ رکھنا۔

چشم خوردہ: ('م' ساکن)، ایسی چیز جسے نظر بد لگی ہو۔

چشم داشتن ترازو: ترازو کے ایک پلڑے کا دوسرے پلڑے سے بڑھنا۔ (دونوں پلڑے برابر نہ ہونا۔)

چشم درزدے۔کسے نہ بودن: کسی کے بے حیا ہونے کا کنایہ۔

چشم دریدہ: ('م' ساکن)، شوخ چشم، بے حیا۔

چشم روشنی: مبارک باد۔'چشمِ اُو روشن' اس کا مترادف ہے۔

چشمِ زاغ داشتن: بے حیا اور دلیر ہونا؛ 'چشم زاغ'۔('م' ساکن)، بے حیا شخص۔

چشم زدن: اشارہ کرنا اور نظرِ بد لگانا؛ نیز شوق و رغبت سے دیکھنا؛ اور آنکھوں کی گردش۔

چشمِ سیاہ: اِس کا اطلاق معشوق کی آنکھوں کی تعریف پر ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی خود سے منسوب کرے تو اِس سے مراد بے نور آنکھ ہے۔

چشمِ شادی: ایسی آنکھ جو کسی چیز کے شوق و آرزو میں اُڑنے لگے۔'شادی' (بکسرِ 'د') گانے والا۔

چشمِ شور: نظرِ بد جو جلد اثر کرتی ہے اسے 'دیدہ شور'، 'نگہِ شور' اور 'نظرِ شور' بھی کہتے ہیں۔

چشم کردن: چشم زخم پہنچانا، کیوں کہ 'چشم' بمعنی زخم بھی استعمال ہوا ہے، نیز بمعنی نگاہ کرنا اور دیکھنا۔

چشم گرفتن: آنکھ بند کرنا اور نابینا ہونے یا نابینا کرنے کا کنایہ۔

چشم گرم کردن: بہت کم نیند کا کنایہ۔'دیدہ و مژگاں گرم کردن' بھی انھی معنوں میں ہے؛ نیز 'چشم گرم کردن' بمعنی نظارہ کرنا۔

چشم نشیں: معشوق کا کنایہ۔

چشم نمودن: ڈرنا۔

چشمِ نیلوفری و فیروزی: نیلی اور سبز رنگ والی آنکھ۔

چشم و چشمہ سوزن: سوئی کا سوراخ۔

چشم و دیدہ در قفا و پئے کسے داشتن: کسی کی خرابی کا منتظر ہونا، نیز منتظر ہونا۔

چشم وَرزو داشتن: حیا اور شرم والا ہونا۔'بے چشم وَرزو'، 'بے دیدہ وَرزو' بمعنی بے حیا، شرم سے عاری۔

چشم و گوش وا کردن: نیک و بد میں تمیز پیدا کرنا (فرق کرنا۔)

چشمہا دیدن: بہت تجربے کا کنایہ۔

چشمۂ دام وچشم دام: جال کے سوراخ۔ 'چشمہ' جال یا سوئی کے سوراخ یا رخنے کے لیے مخصوص نہیں ہے، بلکہ محاورے میں ایک ایسی عمارت کو بھی جس میں روزن اور دریچے بہت ہوں، 'چشمہ دار' کہتے ہیں؛ نیز زرہ کے سوراخوں کو بھی۔

چشمۂ سلسبیل: معروف؛ اور لوطیوں کی اصطلاح میں مقعد۔

چشمۂ سوزن: لوطیوں کی اصطلاح میں فرج کا کنایہ۔

چشمۂ شاپور: (ایران کے قدیم بادشاہ) شاپور کا بنایا ہوا چشمہ جو مشہور ہے۔ شاپور نے بڑی مہارت سے ارمن کی زمین میں پتھر سے تراشا اور وہ اِتنا صاف وشفاف ہے کہ نظر اُس پر نہیں ٹکتی۔

چ ۔ ق

چقماق: طعن اور سرزنش۔ اِس کا ماخذ 'سنگ بر چقماق زدن' ہے۔

چ ۔ ک

چک وچانہ: 'چک' بمعنی ٹھوڑی کا نچلا حصہ (چانہ)، اور 'چانہ' بمعنی ٹھوڑی، زنخدان۔ کنایہ ہے قابلیت اور استعداد کا۔ کسی کی تحقیر کے موقع پر کہتے ہیں، 'چک و چانہ ببیند' (ذرا اِس کا چانہ اور ٹھوڑی تو دیکھو)۔

چکش: باز، بلبل اور جرے کی نشست گاہ؛ نیز آہن گر کے سامان کی ایک چیز، وغیرہ۔

چکمۂ مرحاج: مرحاج ایک شخص کا نام تھا جس کے پاؤں گندے اور لمبے تھے؛ نیز 'چکمہ' موزے کی معروف قسموں میں سے ہے۔ لوطی کہتے ہیں، 'چلا جاورنہ تیری گون چکمۂ مرحاج کردوں گا'، یعنی اِتنی پھاڑ دوں گا کہ وہ مرحاج کے پاؤں کا موزہ بن جائے گی۔

چکیدہ خفقان: دردآمیز نالہ۔

چ ۔ گ

چگل: چرم سے بنایا ہوا ایک برتن جس میں پانی پیتے ہیں اور اسے 'چغل' بھی کہتے ہیں۔

چ - ل

چلم وچلیم: حقے کی چلم جس میں تمباکو رکھ کر اوپر آگ رکھتے ہیں۔

چلۂ نشین: معروف؛ لوطیوں کی اصطلاح میں آلۂ تناسل۔

چ - م

چم گردش: ناز نخرے کے ساتھ ٹہلنا 'چم' ('چ' پر زبر)، بمعنی ٹہلنا، ٹہل ہے۔

چماق: معروف؛ نیز بہ معنی آلۂ تناسل۔ لفظ 'چماق' کے معنی چوب معروف لینا اور اِن معانی کی سند لانا خاصی عجیب بات ہے۔ 'چماق' ترکی لفظ ہے، بمعنی چھ پرہ گرز۔

چ - ن

چند: مجہول عدد، ایک سے پانچ تک؛ بعض کے نزدیک ایک سے نو تک۔ 'اند' اس کا مترادف ہے۔ 'چنداں' بمعنی قدرِ معتد بہ۔

چند مردہ حلاج: یعنی چند منصور حلاجوں کا موازنہ، جب کوئی بے حقیقت لاف زنی اور خودستائی کرتا ہے تو اُسے کہتے ہیں 'میں دیکھوں تُو کتنا مردہ حلاج ہے؟' یعنی کتنے منصور حلاجوں کے برابر ہو سکتا ہے؟ 'چند مردہ' ایک ایسی چیز ہے جو چند مردوں کے لیے کافی ہوتی ہے۔

چنگ بردل زدن: دل میں ناخن مارنے کا مترادف۔ 'ناخن بہ دل زدن'، آگے ملاحظہ ہو۔

چنگک: 'چنگ' بمعنی آہنی قلاب۔ دوسرا کاف، کافِ تصغیر ہے۔

چ - و

چوب برائے کسے داشتن: کسی کو عذاب میں ڈالنا۔

چوب پیچ تیر گز: لکڑی کا تیر جس کا پر اور پیکان نہیں ہوتا، عرف میں اِسے 'گز' کہتے ہیں اور اِس میں پیچ بھی نمایاں ہوتا ہے۔

چوب پیشِ راہِ کسے گذاشتن: کسی کو روکنا اور سدِ راہ ہونا۔

چوبِ تعلیم: اسکول، مدرسے کے اُستاد کی چھڑی، نیز پہلوان اُستاد کی چھڑی جسے وہ شاگرد کی تربیت کے لیے استعمال کرتا ہے، اور 'چوبِ تعلیمی' جو راکب (سوار) مرکب (سواری) کی تعلیم و تادیب کے لیے استعمال کرتا ہے؛ نیز وہ چھوٹی چھڑی جو نوآموز بچّوں کے ہاتھ میں دی جاتی ہے تاکہ وہ حروف پر رکھ کر اُن کی شکلیں یاد کریں۔ اِسے 'چوبِ حرفی' بھی کہتے ہیں۔

چوبِ خط: دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب بقّال اور صرّاف سے کوئی چیز وعدے پر لیتے ہیں تو اعداد یاد رکھنے کی خاطر اِس لکڑی پر لکیریں کھینچ دیتے ہیں تاکہ ادا کرتے وقت اُن (لکیروں) کے مطابق دیں۔ دوسری وہ لکڑی جو قرض مانگنے یا خیرات کی خاطر کسی متعلقہ آدمی کے پاس بھیجتے ہیں۔ وہ اُس پر لکیر کھینچ دیتا ہے۔ یہ گویا نشانِ وعدہ ہے۔ اِسے 'چوبِ گدائی' بھی کہتے ہیں۔

چوبِ دست و چوبِ دستی: وہ چھڑی جو قلندر اور بےنوا لوگ ہاتھ میں رکھتے ہیں۔

چوبِ طریق: سلاطین کی طرف سے کوئی شخص شہروں میں معیّن و مامور کیا جاتا ہے تاکہ جو کوئی اطوار و آداب سے ہٹ جائے اور ٹیڑھی چال چلے، وہ اُسے چھڑی سے پیٹے۔ یہ لکڑی 'چوبِ طریق' کہلاتی ہے۔ 'طریق' بمعنی ادب مستعمل ہے۔ 'چوبِ ادب' یہی ہے۔

چوبِ فلانہ در آب است: یعنی فلاں عذاب میں مبتلا ہے۔ کیوں کہ جب حکّام کسی خطاکار کو چوب کاری کرنا چاہتے ہیں تو ایک بغل چوب حوض میں ڈال دیتے ہیں تاکہ گیلی ہو جائے۔ اُس کے بعد اُس گیلی لکڑی سے اُسے پیٹتے ہیں۔ تر اِس لیے کرتے ہیں کہ وہ جلد نہیں ٹوٹتی۔ مشہور ضرب المثل 'تا نہ باشد چوب تر، فرمان نہ برد گاو و خر' (جب تک لکڑی گیلی نہ ہو، گائے اور گدھا حکم نہیں مانتے۔)

چوبِ محصّل: وہ لکڑی (چھڑی) جو ٹیکس (محصول) وصول کرنے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

چوبِ منع: وہ لکڑی جو دربان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

چوبِ یَساق: ('ی' پر زبر)، ترک سلاطین کا اپنے دستور و قاعدے کے مطابق مجرموں کو چھڑی مارنا۔ اِسے 'چوبِ یاسا' بھی کہتے ہیں۔

چوبکی: چوب دار۔

چوری: ترکی لفظ۔ نوکر لڑکی اور لڑکا (ملازمہ، ملازم)۔

چون دستار: سفید کا کنایہ۔

چ ۔ ہ

چہ باشد چہ نہ باشد: یعنی بود و نابود (ہونا نہ ہونا) برابر ہے۔

چہ پیشہ: 'چکارہ' (کیا کام کرتا ہے) کا مترادف۔

چہ مہ کرد: یعنی اُس نے کیا حاصل کیا۔

چہار پہلو: موٹا اور بھاری؛ نیز انجیر کی ایک قسم۔

چہرہ: ('چ' پر پیش)، نو خط معشوق؛ بعض کے نزدیک غلام، نیز بمعنی اصلی، اور 'چہرہ' ایک رنگ ہے گلابی رنگ کا سا۔ 'چہرہ شدن' بمعنی رُوبرو ہونا۔

چہرہ شکستن: رنگ اُڑنے کا کنایہ۔

چ ۔ ی

چیدن: کاٹنا اور جدا کرنا، نیز بمعنی پھیلانا، چوڑا کرنا اور آراستہ کرنا۔

چیز از کلہ جستن: بے ہوشی کے متعلق اُسے یاد دلانا۔

چیلاں گر: چاقو اور چھری وغیرہ بنانے والا۔ 'چیلان' بروزنِ 'گیلان'۔ ترکی میں مذکورہ آلات کے لیے مستعمل ہے۔

ح

ح ۔ ا

حاشیۂ مندیل: دستار کا حاشیہ۔ 'مندیل' عربی میں بمعنی دستار۔

حاضری: 'ماحضر' کا مترادف۔

حافظ: معروف؛ فارسی والے بمعنی قوال اور مطرب استعمال کرتے ہیں۔

حال کردن: وجد کرنا۔

حال کشودن: حال ظاہر کرنا۔

حال گردیدن: حال متغیر ہونا۔ 'حال گردانیدن' اِس کا متعدّی ہے۔

ح ۔ ب

حبابِ شیشہ: وہ حباب جو ہوا بند ہونے سے شیشے کے جرم میں رہ جاتا ہے۔

حبردان: ('ح' کے نیچے زیر)، دوات۔

ح ۔ ج

حجتِ محکم: معروف؛ نیز ایک مصنوعی آلہ جو خارش یا شہوت کی ماری عورتیں اپنے اندر گھسیرتی ہیں۔

ح ۔ د

حدیدہ: (دونوں دال مہملہ) زرگروں کا ایک اوزار، جس میں بہت سوراخ ہوتے ہیں۔ اِس سے

سونے اور چاندی کے تار سیدھے کرتے ہیں؛ نیز ایک بہت موٹی لکڑی کی بنی ہوئی چیز، جس کے اوپر سر تیز لوہا نصب کرتے ہیں؛ نیز اُڑیل گداگروں کا فسوں خوانی اور عدمِ اعتنا کی دُعا کرتے ہوئے کہیں رہنا اور وہ اپنے جسم کے زخم کو کھجلاتے اور اُس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہلتے جب تک لوگوں سے کچھ حاصل نہ کرلیں۔

ح - ر

حرفِ آبدار: سخنِ خوب وبمعنی حرف دار پہلو۔

حرفِ بارگیر: ایسی بات جو، بنا بر عادت بے اختیار زبان سے نکل جائے۔ عرفِ عام میں 'تکیۂ کلام'؛ لیکن صرف 'بارگیر' اِن معنوں میں نہیں ہے، جیسا کہ بعض کا گمان ہے۔

حرفِ جوہردار: حرفِ خوب، اچھی بات۔

حرفِ چکشی: سخت اور ناہموار سخن اور حرف/ بات۔ اِس کا ماخذ کسی ایسی چیز کی ناہمواری جو چکش (لوہاروں کے ایک اوزار) کی چوٹ سے بناتے ہیں، اسے سانچے میں نہیں ڈالتے۔

حرفِ خاطر رنج: ایسی بات جو دل کی آزردگی کا باعث بنے۔

حرفِ در کار کسے کردن: کسی کے قول پر نکتہ چینی کرنا۔

حرفِ دوتا شدن: کسی بات کا بدل جانا اور قول کے مطابق اُس کا عمل میں نہ آنا۔ اور 'دوتا شدن' سے مراد بالکل متغیر ہونا ہے۔

حرفِ سرد: پوچ قسم کی اور نا ملائم بات۔

حرفِ قالبی: ایسی بات جو کسی سے معنی سمجھے اور مضمون ومفہوم کا ادراک کیے بغیر سُنی جائے۔ 'حرفِ طوطی' اسی طرح کا ہے، کیوں کہ توتے کی زبان معنی سے عاری ہے۔

حرفِ گلوسوز: تند و تلخ بات۔

حرفِ ناشور: ناہموار اور بے اعتبار بات۔

حرفِ ورق گیر: ایسی طویل بات جس کی تحریر پورا ورق گھیر لے۔

حرم گاہ: محل سرا؛ نیز بمعنی زنِ شوہردار۔

حروفی: ایک فرقہ جو عقائد کا احداث (نیا کرنا) کرتا ہے۔ 'الحروفیون المحد ثون' (حروفی محدث ہیں)۔

ح ۔ س

حساب از کسے بردن و برداشتن و گرفتن: کسی سے ڈرنا۔

حساب برہم زدن: حساب یعنی گنتی میں گڑبڑ ہو جانا۔

حساب روشن کردن: حساب پاک کرنا۔

حساب سر بسر شدن: حساب پاک کرنے کا مترادف۔

حسابی: ایسی چیز جو قدر اور شان والی ہو۔

حُسنِ رُبایندہ: ایسا حُسن جو ایک ہی مرتبہ دیکھے جانے پر اپنی طرف مائل کرے اور بے خود کر دے۔ 'غمزۂ رُبایندہ' اور 'نازِ رُبایندہ' بھی استعمال ہوا ہے۔

حُسنِ شستہ: بڑا شفاف اور گراں حُسن۔

حُسنِ مہتابی: زردی مائل سفید حُسن، جسے 'شکری' بھی کہتے ہیں۔

حَسنِ صباح: یعنی حسن بن صباح، ایک مکار و فریب کار، جس کی مکاری کی تفصیل کتب تاریخ میں ملتی ہے۔

حَسن کیف: الوان کے اُس پار بغداد اور شام کے مابین ایک شہر۔

ح ۔ ش

حَشر: ('ح' اور 'ش' پر زبر)، توابع اور لواحق (وابستگان)۔

حشرگاہ: میدانِ قیامت؛ نیز ایک ایسی مجلس جہاں ایّامِ عاشورہ میں دشتِ کربلا کا نمونہ بنا کر لوگ گریہ وزاری کرنے لگتے ہیں۔

حشرگاہی: ایک ایسی عورت جس سے چند لوگ مل کر جماع کرتے ہیں۔

ح ۔ ف

حفظِ صورت: کسی پر نگاہ ڈالنا یا کسی کے چہرے کی نگہداشت کرنا۔

ح ۔ ق

حق: معروف؛ نیز مرنا۔ 'حق کردن' اس کا متعدی ہے۔
حقِ خدا: یعنی خدا کے واسطے (بہ حقِ خدا) 'بہ' کا حذف اساتذہ کے کلام میں بہت ہے، چناں چہ کہتے ہیں 'جانِ تو' اور 'سرِ تو'۔ کبھی 'بہ' کی جگہ 'بر' (یعنی پر، اوپر) بھی استعمال کرتے ہیں۔
حقہ: 'قطبی' (ڈبیا) کا مترادف، حقۂ لعل، حقۂ گوہر، حقۂ مشک اور حقۂ معجون، لیکن ایران وتوران کے شعرا کے کلام میں اِن معنوں میں نظر نہیں آیا۔
حقہ باز: بازی گر، مجازاً مکار اور فریبی۔

ح ۔ ک

حکمِ بیاضی: ابوالفضل علامی کے مطابق، بعض احکامِ سلطنت میں تاخیر اچھی نہیں ہوتی اس لیے عجلت اور اخفاے راز کی خاطر منشورِ مقدس کو صرف نگینِ شاہی سے سجایا جاتا ہے اور دفاتر میں سے آگے نہیں بھیجا جاتا۔ اِسے 'حکمِ بیاضی' کہتے ہیں۔

ح ۔ ل

حلال: حرام کی ضد، نیز زنِ شوہر دار۔
حلالی خواستن: معروف؛ جب کوئی قریب المرگ ہوتا ہے تو وہ دوسروں کے حقوق سے متعلق معافی اور دوستوں اور بھائیوں سے معافی کا خواست گار ہوتا ہے۔
حلقچی: جلیبی (مٹھائی کی مشہور قسم)۔ ''فرہنگِ جہانگیری'' میں دونوں حروف 'چ' ہیں (چلچی)، لیکن پہلا زیادہ صحیح ہے۔
حلقوی باز: ریشمی دھاگا جو گردن میں باندھتے ہیں۔
حلقہ: معروف؛ نیز گردوں (چکّی، پہیّے) کا پایہ، اور ایک ایسا کنڈا جسے فضا میں لٹکاتے ہیں اور مبارزین (لڑائی میں مدِ مقابل) اُسے نیزے سے اُڑا لیتے ہیں۔ اِسے 'حلقہ ربائی' کہتے

ہیں۔ 'طوق بردن' بھی بھی ہے۔ اور 'دار کدو' اسی قسم کی چیز ہے۔ یہ ایک بڑی بلند لکڑی ہوتی ہے جسے میدان میں نصب کرتے ہیں اور اُس سے سونے یا چاندی کا کدو لٹکاتے ہیں۔ تیرانداز گھوڑا دوڑاتے ہوئے اُس پر تیر چلاتے ہیں۔ جس کسی کا تیر اُس کدو پر پڑے وہ کدو گھوڑے اور خلعت سمیت اُسے مل جاتا ہے۔ اسی کو 'برجاس' کہتے ہیں؛ نیز 'قبق' اور 'قباق' بھی کہتے ہیں۔ کبھی کدو کی بجائے سونے کا تھال لٹکایا جاتا ہے۔

حلقہ بدر زدن: معروف (کنڈی کھٹکھٹانا)؛ 'حلقہ بدر زدن' بھی استعمال کرتے ہیں۔

حلوائے بے دود: لب معشوق اور بوسے کا کنایہ۔

حلوائے مرگ: ایسا حلوا جو مردے کی روح کے لیے درویشوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اسی کو 'شب غریب' کہتے ہیں۔

حلوائے نمشکری: ('ن' کے نیچے زیر) 'نیم شکری' کا مخفف۔ ایک مشہور حلوا جسے 'نیم اشکنی' بھی کہتے ہیں۔

ح ۔ م

حمام: (تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ مستعمل ہے) معروف ہے۔

حمام زناں: مجازاً پُر شور و غوغا جگہ؛ سبب ظاہر ہے۔

حمائل نشستن: کج یا ٹیڑھا بیٹھنا اور یہ کنایہ ہے ناز و غرور کے ساتھ بیٹھنے کا۔

حمدان: آلۂ تناسل۔

ح ۔ ن

حنا بستن و مالیدن و نہادن و گرفتن و دادن و گذاشتن: معروف (کن: ہدی لگانا)؛ محاورے میں 'حنا بستن' عورتوں کے لیے مخصوص ہے جب کہ 'حنا مالیدن' مردوں سے منسوب ہے۔

حنائے دوبارہ بند: ایسی مہندی جو رنگ زیادہ کرنے کی خاطر دوبارہ لگائی جاتی ہے۔

حنائے سر ناخن: زوال کے قریب ہونے کا کنایہ۔

حنجرہ: سریلی آواز والا گویا۔

ح ۔ و

حوضِ دہ در دہ و دہ و در دہ: معروف؛ اوّل مشہور ہے۔

ح ۔ ی

حی العالم: ایک قسم کی گھاس جو ہمیشہ سبز و تازہ رہتی ہے۔ فارسی میں اسے 'ہمیشک جوان' (ہمیشہ جوان رہنے والی) کہتے ہیں۔ اس کے خواص طبی کتب میں مرقوم ہیں۔

حیرانی: حیرت اور حیرانی۔ اوّل معروف ہے۔

حیضِ سفید: مَنی کا کنایہ۔

حیوانی: معروف؛ فارسی والے اسے 'اکل اللحم' (گوشت کھانا) کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ صائبؔ کے دیوان میں یہ لفظ بہت ہے۔

خ

خ ۔ ا

خاتون آباد: اصفہان کے ایک محلّے کا نام جس کی بانی ایک عورت تھی۔

خارا: پتھر؛ نیز موسیقی کا ایک راگ۔

خارِ ترازو: لوہے کا وہ کانٹا جو صرافوں اور جوہریوں کے ترازو میں ہوتا ہے اور یہ وزن میں بے حد احتیاط کے لیے ہے۔

خار در راہ نہادن: کوئی مشکل کام سامنے رکھنا۔

خارہاے جہاں تیز کردن: کہتے ہیں، ایک دنیا کو آرزومند کرنا ہے، کیوں کہ 'خار' بمعنی آرزو و خواہش ہے۔

خارج زدن: نقلی سونے کو سکّے میں ڈھالنا، یعنی جو ٹکسال باہر ہو۔

خاطر: معروف؛ اور وہ بات جو جی میں کلبلائے۔

خاک: معروف؛ نیز بمعنی قبر اور نعش۔

خاک انداز: قلعے کے اوپر وہ جگہ جو کوڑا کرکٹ پھینکنے اور دشمن کے سروں پر پتھر اور ڈھیلے مارنے کے لیے بنائی جاتی ہے۔ جب کوئی چیز چوری ہو جاتی ہے تو اہلِ خانہ سے کہا جاتا ہے کہ کسی جگہ مٹی ڈال دیں تا کہ چور چُرائی ہوئی چیز اُس مٹی میں چھپا دے۔ یہ چور کے رُسوا نہ ہونے کے لیے ہے۔ 'خاک اندازاں' بھی اِنھی معنوں میں ہے۔ 'خاک ریختن' بھی مستعمل ہے۔

خاک برلب مالیدن: (ہونٹوں پر خاک ملنا) 'حاشا' کے موقع پر بولتے ہیں، یعنی کسی کام سے انکار کے موقع پر۔ اِس کا ماخذ یہ داستان ہے کہ کسی امیر نے ایک باورچی نوکر رکھا۔ جب وہ کھانا پکا کر مالک کے پاس لانے لگتا تو آدھا کھانا اُس کے ہاتھ سے گر جاتا اور آدھا وہ میرزا (مالک) کے

پاس لے آتا۔ ایک روز میرزا نے اُس سے پوچھا کہ کیا اس کھانے میں سے تُو نے خود کچھ کھا لیا ہے؟ باورچی نے ہونٹوں پر خاک ملی اور اس بات سے انکار کیا۔ پھر یہ بات ضرب المثل بن گئی۔

خاکِ جلوگیر: ایسی جگہ جہاں سے دل باہر نہ آنے دے۔

خاکِ خاموش: 'خاکِ مردہ' کی ضد (یعنی جہاں گھاس وغیرہ اُگے)۔

خاک خوردنِ تیر: تیر کا نشانے پر بیٹھنا اور زمین پر گر جانا۔

خاکِ ریز: قلعے کی وہ جگہ جہاں سے پتھر پھینکتے ہیں ('سنگ انداز قلعہ' آگے ملاحظہ ہو)؛ اور وہ جگہ جہاں کوڑا کرکٹ ڈالتے ہیں۔

خاکِ شفا: کربلائے معلیٰ کی خاک۔

خاکِ طینت: مٹی کا وہ قبضہ (دستہ) جس سے انسانی سرشت کا تعلق ہے۔

خاکِ غربت: 'خاکِ وطن' کی ضد (یعنی پردیس کی مٹی)۔

خاکِ فراموشاں: قبر کی مٹی کا کنایہ۔

خاکِ فلاں از خون بہاں بہتر است و برخونِ اُو شرف دارد: مطلب یہ کہ اس فلاں کا ادنیٰ اُس فلاں کے اعلیٰ سے بہتر ہے۔

خاکِ قبر در خانہ ریختن: جادوگر، مُردے کی خاک پر جادو پڑھتے اور دشمن کے گھر میں پھینک دیتے ہیں تاکہ وہ گھر ویران و تباہ ہو جائے؛ نیز اُس میں سے کچھ مٹی پر سوئے ہوئے مرد و زن کے سینے پر ڈالتے ہیں تاکہ وہ دیر تک ہوش میں نہ آئیں۔

خاکِ مراد: زمین کا ٹکڑا، جہاں سے دل کی مراد پوری ہو۔

خاکِ مرادبخش: 'خاکِ مراد' کا مترادف۔

خاکِ مردہ: ایسی زمین جہاں کوئی فصل وغیرہ نہ ہو (نہ اُگے)۔

خام دستی: معروف؛ نیز بمعنی اپنی جگہ پر جما، یا ٹکا ہوا۔

خانہ آئینہ: معروف؛ نیز آئینہ خانہ۔

خانہ اوسیاہ باد: نفرین کے طور پر بولتے ہیں (یعنی اُس کا گھر تاریک ہو)۔

خانہ بریدن و بردن: بہت بڑی چوری کا کنایہ، جس میں گھر کی کوئی چیز نہ بچے۔ گویا چور گھر اُڑا لے گیا ہے۔

خانہ خانہ: بہت بہت۔

خانہ خواہ: جب کوئی مسافر کسی شہر میں وارد ہوتا ہے تو جس کسی کے ساتھ اُس کا سابقۂ معرفت ہوتا ہے، اُس کے گھر پہنچ جاتا ہے۔ اُس گھر کا مالک (یعنی اُس کا واقف کار) اُس مسافر کا خانہ خواہ ہے۔

خانہ دار: ایسا شخص، جس کے ذمے گھر کے کام کاج نپٹانا اور گھر کی پاسبانی کرنا ہے۔

خانہ سیاہ: (اضافت کے بغیر)، بدبخت اور خانہ ویران۔

خانہ فروشی: اظہارِ تجمل کرنا۔

خانۂ قلم: قلم کا مقدارِ تراش جسے 'میدانِ قلم' بھی کہتے ہیں۔

خانہ کردن و برداشتنِ کماں: کمان کے گوشوں کا اصلی وضع سے ٹیڑھا ہو جانا۔

خانہ گیر: نرد کی سات بازیوں میں سے ایک بازی۔ اُن کے نام یہ ہیں: زیاد، فارد، ستادہ، ہزار، خانہ گیر، طویل اور منصوبہ۔

خانہ نزول: (اضافت کے بغیر)، کسی کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں مقیم ہونا۔

خانہ یکی: ہم خانہ، ایک ہی گھر کے ہونا۔

خانی: توران میں، عالم، عباسی اور شاہی ایران سے رائج زرِ مسکوک کی ایک قسم۔ تینوں سکّے مختلف اوزان کے ہیں۔ #

خانی: قسمے است از زرِ مسکوک رائجِ توران، از عالمِ عباسی و شاہیِ ایران، ہر سہ باہم مختلف الاوزان اند = ایران کے 'عباسی' اور 'شاہی' کی طرح توران میں رائج زرِ مسکوک کی ایک قسم۔ تینوں سکّوں کی وزن ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ [تینوں سکّوں سے مراد 'خانی'، 'عباسی' اور 'شاہی' ہیں۔] (نقش)

خایۂ غلاماں: معروف؛ انگور کی ایک قسم۔

خایہ نہادن و گذاشتن: پرندے کا انڈا دینا؛ اور یہ معروف ہے؛ نیز ایسا کام کرنے کا کنایہ جس کا نتیجہ ننگ و عار ہو؛ نیز تجم کاری۔ ڈرنے کے موقع پر بھی بولا جاتا ہے۔

خ ۔ ب

ثب ثب: (دونوں پر پیش)، بوسے کی آواز۔

خبث چشم: چشم وابرو کے اشارے سے کسی کو بُرا بھلا کہنا، جیسا کہ بد باطن منافقوں کا طور طریقہ ہے۔ عربی میں "خبثِ حدقہ" کہتے ہیں۔

خبراز زبانِ کسے بستن وآوردن: کسی کے حوالے سے کوئی بات کہنا جو اُس نے نہ کہی ہو۔ "سخن وحرف از زبانِ کسے بستن و ساختن" سے بھی یہی مراد ہے۔

خبر شدن: خبردار ہونا۔

خ ۔ چ

خچو رسغد: ایک ایسی سرزمین (بعض کے نزدیک آذربائیجان کا ایک صوبہ) جہاں تنگ جگہیں ہیں اور اُن کے راستے سے گزرنا بہت دشوار ہے۔ اسی مناسبت سے عورت کی شرم گاہ کا کنایہ ہے۔ ظاہری طور پر یہ مناسبت بھی منظور ہے۔

خ ۔ د

خدابرو: 'کہاں جارہے ہو' کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔

خدابردارو: فلاں کو خدا مارے اور درمیان سے اٹھالے۔ 'روا ہونا' کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔

خداجواب دہد: کلمۂ نفریں۔ جب کوئی کج بحثی شروع کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ 'ہم تیرا جواب نہیں دے سکتے، خدا ہی جواب دے۔' "جواب دادن" بمعنی عہدہ برآ ہونا۔

خدا خدا کردن وداشتن: خدا کی پناہ مانگنا۔

خدارا بندہ ایم: ہم تسلیم کرتے ہیں (بیچارگی و بندگی کی حالت میں کہا جاتا ہے)۔

خدارا دوست می داری: قسم کے موقع پر بولا جاتا ہے (تُو خدا سے محبت کرتا، یا اُسے دوست جانتا ہے)۔

خدمت تنگ داشتن: خدمت سے ایک پل بھی فراغت نہ ملنا۔

خدنگ بستن: تیرزہ میں رکھنا۔

خ ۔ ر

خرِخودیافتن: اپنا مقصد پالینا۔

خردوراز بستن: بے غم اور فارغ البال ہونے کا مظاہرہ کرنا۔

خررفت ورسن برد: (گدھا چلا گیا اور رسی لے گیا) ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جب کوئی شخص جائے اور کسی کی کوئی چیز اُڑا لے جائے۔

خرسنگ: بڑا ناتراشیدہ پتھر، جس کا راستے سے اٹھانا مشکل ہو۔

خرگس: ('ک' پر پیش)، خراسان میں احمق کو کہتے ہیں۔

خرکمان: ایک ایسی چیز جس سے کمان گر کمان کو چاق کرتے (کستے) ہیں۔ مجازاً کار دشوار۔

خرج چیزے شدن: کسی چیز کی تلاش میں مرنا۔ 'سردر چیزے کردن' کا مترادف ہے۔ ذکر آگے ملاحظہ ہو۔ 'خرج شدن' راہ سے مخصوص نہیں ہے، جیسا کہ بعض عزیزوں کا خیال ہے۔

خرج کردن کسے را: کسی کو فروخت کرنے کا کنایہ۔ جب کوئی شخص اپنی حاجت اپنے کسی آشنا کے پاس لے کر جاتا ہے اور اُس سے مدد کی توقع رکھتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے، 'مراخرج کن' (مجھے خرچ کرلے)، یعنی 'مجھے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرلے۔' میں نے سنا ہے کہ یہ محاورہ 'کشتن' (مارنا، قتل کرنا) کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

خرجی: خانگی، یا خاص کی ضد۔ (''فرہنگِ آموزگار'' میں بمعنی روپیہ پیسا، گھر کی ضرورت ہے۔)

خردہ: ('خ' پر پیش)، عموماً ہر چیز کا ریزہ، خصوصاً سونے کا ریزہ؛ نیز روپیہ، پول سیاہ (غالباً پرانا سکّے، پیسے) سے بدلنا، اشرفی، روپے سے بدلنا اور پول سیاہ، دمڑی سے بدلنا۔

خِرسک: ('خ' کے نیچے زیر)، بچّوں کا ایک کھیل جو یوں ہے کہ ایک بچّے کو ریچھ قرار دیا جاتا ہے اور وہ چاروں ہاتھ پیروں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ باقی بچّے اُس کے اردگرد قلابازیاں لگاتے ہیں۔ پھر وہ ریچھ جسے لات مار دے اُسے ریچھ بنا دیا جاتا ہے؛ نیز قالین کی طرح فرش کی ایک قسم، فرق یہ ہے کہ قالین کے دھاگے بُنتے وقت کاٹے جاتے ہیں، اور خِرسک کا دھاگا

تراشا نہیں جاتا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُس کے دھاگے ریچھ کی پشم کی طرح لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔

خرطوم: معروف؛ نیز آلۂ تناسل کا کنایہ۔

خرقہ از کسے پوشیدن: کسی کا مرید ہونا۔

خرقہ بازی: صوفیہ کا وجد وحال کی حالت میں خرقے سے کھیلنا۔

خُرمائے بے ختہ: (گٹھلی کے بغیر کھجور) لوطیوں کی اصطلاح میں آلۂ تناسل کا کنایہ۔

خرمن کہنہ بہ باد دادن: دولتِ گذشتہ سے متعلق لاف زنی اور غرور کرنا۔

خرمنِ گُل: اس کے ترکیبی معنی واضح ہیں؛ نیز معشوق کے سُرین کا کنایہ۔

خرمنِ ماہ: چاند کا ہالہ۔

خروس بازی: ریچھوں کو لڑانا،# جیسا کہ رسم ہے۔ مجازاً بمعنی مکاری اور فریب کاری۔

خروس بازی: بہ جنگ انداختنِ خروس...= مرغوں کو لڑانا... (نقش)

خ - ش

خشت: معروف؛ نیز ایک چھوٹا نیزہ جس کے وسط میں حلقہ ہوتا ہے اور اُس حلقہ میں سبابہ (کلمے کی اُنگلی، جو انگوٹھے کے ساتھ ہوتی ہے) ڈال کر نیزہ دشمن کی طرف پھینکا جاتا ہے۔

خشت بہ خیر گذاشتن: خدا کی راہ میں مسجد اور سرائے وغیرہ جیسی عمارت بنانا۔

خشت ریختن و مالیدن: اینٹ بنانا۔ ’خشت زدن‘ بھی اِنھی معنوں میں مستعمل ہے، چناں چہ اینٹ بنانے والے کو ’خشت زن‘ کہتے ہیں۔

خشتِ قمار: وہ اینٹ جس پر جواری بحل ڈالتے ہیں۔#

خشتِ قمار: خشتے کہ مقامراں برآں بُحَل اندازند۔ ’بحل‘ بظاہر کتابت کی غلطی ہے، کیوں کہ یہاں بے محل ہے۔ یہ لفظ ’بُجُل‘ ہے، جس کا ایک مطلب ہے: جوا کھیلنے کا پانسہ۔ ’’خشتِ قمار‘‘ کے معنی ہوئے: وہ اینٹ جس پر جواری پانسہ پھینکتے ہیں۔ [جمع = بُجُول] (نقش)

خشک پہلو: ایسا کنجوس شخص جس سے کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔

خ ۔ ص

خصم: ہر چیز کی طرف، نیز مالک وصاحب، اسی لیے شوہر کو 'خصم' کہتے ہیں۔ ان معنوں میں یہ ہندی کالفظ نہیں ہے، جیسا کہ بعض عزیزوں کا خیال ہے۔ 'کدخدا' اور 'خانہ خدا' کے معنوں میں بھی مستعمل ہے اور یہ بھی معنیٔ اوّل کے تابع ہے۔

خصمانہ: حریف اور مانندِ حریف۔

خ ۔ ط

خطِ آتش خواں: ایسے حروف جو پیاز کے پانی سے کاغذ پر لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب اس کاغذ کو آگ پر رکھتے ہیں تو حروف کی شکلیں نظر آتی اور پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن کسی استاد کے شعر میں یہ محاورہ نظر نہیں آیا۔

خطِ الماسی وشہابی وعلی: خطِ میگوں (سرخ رنگ)۔

خط بر چیزے کشیدن: کسی چیز کو محو ومتروک کرنا (مٹا دینا)۔ بعض کا کہنا ہے، کسی چیز پر داغ عیب لگانا ہے۔ اوّل زیادہ ٹھوس ہے اگر چہ مآل واحد ہے۔

خط بر خاک کشیدن: خجالت اور انفعال کا کنایہ۔

خط بر قبر ومزار کشیدن: 'الف بر خاک کشیدن' کا مترادف۔ اس کا ذکر آ چکا ہے۔

خطِ بریدہ: کٹے ہوئے حرف کی شکلیں جنھیں دوسرے کاغذ پر ملایا جاتا ہے۔

خطِ بغداد: جامِ جم کے خطوط میں سے ایک خط کا نام۔

خط بہ خونِ کسے آوردن وکشیدن وخط بہ خون درقم بہ خون: کسی کے قتل کی حجت پیدا کرنا۔

خطِ تواماں: کاغذ کے دو صفحوں پر مختلف نقش کھینچتے ہیں۔ جب اُن دونوں صفحوں کو ایک دوسرے پر رکھتے ہیں تو اُس سے حروف کی صورت سفید رنگ میں نمایاں ہو جاتی ہے۔

خطِ تیغ: زخم۔

خطِ جواز: ایسا خط جو کسی شخص یا جماعت کو، جو کہیں گئے ہوں، روکنے، یا رکھنے کے لیے گزربانوں کو لکھتے ہیں۔ ہند میں اسے 'دستک' (پروانہ راہ داری) کہتے ہیں۔

خطِ جور: جامِ جم کے خطوط میں سے ایک خط کا نام (مراد جمشید کے جام پر منقوش ایک نقش)۔

خطِ جوہری: حکما کے نزدیک ایک ایسا خط ہے جو تقسیم کو، بجز جہتِ واحد کے، قبول نہیں کرتا۔ شعرا کی اصطلاح میں معشوق کے دہان و کمر کا کنایہ۔

خطِ دیوانی: پراگندہ خطِ شکستہ جو پڑھا نہ جا سکے۔ یہ میرزایانِ دفتر کا خاصہ ہے۔

خطِ راہ: 'خطِ جواز' کا مترادف (پروانہ راہ داری)۔

خط کشیدن: ڈاڑھی اُگنا، تیز لکھنا۔

خ ۔ ف

خُفچہ: ('خ' پر پیش)، ایک پُر خار درخت مجازاً ایسی چوب دست جس کے اوپر لوہے کا تیز سا ٹکڑا لگا ہوتا ہے جس سے گائے کو ہانکتے ہیں۔

خ ۔ ل

خلعت دادنِ استاد: جب کوئی شاگرد کوئی حرف قاعدے کے مطابق لکھتا ہے تو اُستاد اس کی گردن پر لکیر کھینچ دیتا ہے جسے اُستاد کی خلعت کہا جاتا ہے۔

خلیج: ایسی نہر جو دریا سے نکالی جائے۔

خ ۔ م

خم زدن: 'پس خم زدن' کا مترادف۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

خم زدنِ ترازو: ترازو کے کسی ایک پلڑے کا جھک جانا۔

خمِ کسے خوردن: کسی سے دھوکا کھانا۔

خماہن: نیلے رنگ کا ایک پتھر جو کسی قدر سرخ ہوتا ہے اور اُس سے مُہریں بناتے ہیں۔ عربی میں

اسے 'صندل حدیدی' کہتے ہیں۔

خمیازہ: ایک ایسی حالت ہے کہ سُستی اور کاہلی کے باعث جسم میں کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے اور اس موقع پر مجبوراً ہاتھ اونچے کرتے ہیں۔ عربی میں اسے 'تمطّی' (انگڑائی) کہتے ہیں۔

خمیازہ بر چیزے کشیدن: کسی چیز کی آرزو کے خمار میں ہونا۔

خمیازۂ پا: مختصری سیر جو سُستی اور پاؤں کی کاہلی دُور کرنے کی خاطر کی جاتی ہے۔

خمیازۂ خشک: بے حاصل آرزو۔

خ - ن

خندہ شدنِ شمشیر و خندۂ شمشیر: تلوار کا دندانے دار ہونا، نیز بلند ہونا۔ 'خندۂ خنجر' کے بھی یہی معنی ہیں۔

خندۂ شیشہ: جام میں شراب اُنڈیلنے کی آواز۔

خ - و

خوابِ آشفتہ: 'خوابِ پریشاں' کے معنیِ اوّل۔

خوابِ پریشاں: فصحا کے کلام میں اس کے دو معنی نظر آئے۔ ایک وحشت ناک خیند، دوسرے ایسی نیند جسے عربی میں 'تململ' کہتے ہیں۔

خوابِ صیاد: بناوٹی غفلت کا کنایہ۔

خواب کے شکستن: کسی کی نیند میں خلل ڈالنا، اور کسی کو سونے نہ دینا۔ 'خواب کے بستن' اس کا مترادف ہے۔

خواباندنِ چیزے در چیزے: کسی ایک چیز کو دوسری چیز سے آلودہ کرنا (یعنی اُس میں ڈالنا، جیسے کباب نمک میں سُلایا گیا اور پستہ و بادام، نمک و شکر میں لٹائے گئے)۔

خوابیدنِ خون: خون کا واپس اپنی جگہ پر نہ آنا۔

خواجگی تنخواہ کردن: غرور و نخوت کرنا۔

خواص: معروف؛ نیز خدمت گار۔

خوالی: کھانا، طعام اور 'خوالی گر' بمعنی باورچی۔

خوبی کسے کردن: کسی کی تعریف کرنا۔

خود و خویش: معروف؛ دونوں ضمیر مرفوع ہیں، یعنی مبتدا واقع ہوتے ہیں۔

خود برپا: 'پیش خود برپا' کا مترادف۔ اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔

خودحساب: ایسا شخص جو اپنے اعمال و افعال کا خود محاسب ہو۔

خود را بجا گذاشتن: مرنے کا کنایہ۔

خود را بہ کسے رسانیدن: کسی کے ساتھ برابری اور ہم چشمی حاصل کرنا۔

خودسازی: تہذیب اخلاق کی کوشش کرنا، نیز اپنے ظاہر کو آراستہ کرنا۔

خودسوار: خودسر اور خودرائے۔

خودشکن: ایسا شخص جو فروتنی و عاجزی کے سبب اپنی ٹوٹ پھوٹ کا باعث بنے۔

خودفگن: بہادر، جری (جو اکیلا دشمن پر ٹوٹ پڑے)۔

خودکشاں و خودکشی: ('ک' پر پیش)، کسی کام میں مقدور سے بڑھ کر کوشش کرنا۔ ثقہ لوگوں کے اقوال میں: ضیافت اور مہمان داری میں مقدور سے بڑھ کر تکلف کرنا۔

خودک: دلی وسواس، حسد اور خشم۔ شرح مثنوی معنوی میں، کسی امرِ ناملائم کو دیکھ کر طبیعت کا پریشان ہونا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ 'خ' کے بعد 'واو' نہیں ہے۔ بعض لوگ 'دال' کے بعد 'واو' لاتے ہیں، بعض نہیں۔

خوش آب: یعنی اچھی چمک والا موتی۔

خوش باش و خوش باد زدن: آواز لگانا، پکارنا۔

خوش برگ: اچھے ساز و سامان کا مالک۔

خوش قلم: ایسا کاغذ جو بہت صاف ہو اور اس پر بخوبی لکھا جا سکے۔

خوش گاہ درس: لوطیوں کی اصطلاح میں جماع کی ایک قسم، جس میں آلۂ تناسل رحم پر سے گزر کر رحم کی جڑ میں پہنچ جاتا ہے۔ 'خوش گاہ' اِس جماعت کے محاورے میں فرج کا کنایہ ہے۔

خوش منزل: ایسا شخص جو سلاطین اور امرا کی طرف سے پہلے یا آگے جائے اور ٹھہرنے کی جگہ مقرر کرے۔

خوش نشیں: ایسا شخص جسے جو بھی جگہ اچھی لگے وہیں ساکن ہو جائے۔

خوشہ بہ گلو آوردن: فصل کا خوشہ پکنے کے قریب ہونا۔

خون از بُن ناخن رواں شدن: بڑی تکلیف اور اذیت میں ہونا۔ یعنی جوشِ ملال سے جسم کا خون ناخن کی جڑ تک پہنچ جانا۔

خون از پیش بُردن: کسی کو قتل کرنا اور باز پرس سے عہدہ برآ ہونا۔

خونِ ایں رنگیں تر و سُرخ تر از خونِ اُوست: اِس بات کا کنایہ کہ فلاں، فلاں سے زیادہ اچھا ہے۔

خون بروبہ ماندن: نہایت ضعف اور بے طاقت ہونے کا کنایہ۔

خوں خواہی: کسی خون کا قصاص مانگنا۔

خوں دار: خونی بھی اور خون کا طالب بھی۔

خون دارد: یعنی قصاص رکھتا ہے۔ 'خون' بمعنی قصاص استعمال کرتے ہیں۔

خون درمیان است: یعنی جنگ درمیان ہے۔ 'خون' بمعنی جنگ مستعمل ہے۔

خونِ شیریں داشتن: بہت عزیز و شیریں ہونے کا کنایہ۔ اطبا کے بقول، خونِ صالح کا ذائقہ شیریں ہے۔ گویا یہ کمالِ اعتدال اور خوبیِ مزاج کی دلیل ہے۔

خون کردن: کسی کو قتل کرنا ('خون' بمعنی قتل کرنا)۔

خون گرفتن: رگ سے خون لینا (فصد کھولنا)؛ نیز اجل رسیدہ؛ نیز کسی کے خون کے انتقام میں پکڑا جانا۔ اس حالت میں کہتے ہیں، 'خویش گرفت'؛ نیز قصاص لینا۔

خون ناموس: شراب کا کنایہ۔

خ ـ ی

خیر: معروف؛ ایرانی 'ہیچ' (کچھ بھی نہیں) اور 'نہ' کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

د

د ـ ا

داد وستد و داد و ستد: (اُس نے دیا اور لے گیا) معروف؛ مراد لین دین۔

دادن: لوطیوں کی اصطلاح میں گون دینا۔

دار و درخت: چنار اور منار کی قسم، جو مشہور ہے۔

دارا: مشہور بادشاہ کا نام؛ نیز نادار کی ضد (مراد رکھنے والا)۔

داربست: دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو عمارت کے لیے بناتے ہیں اور وہ چند لکڑیاں ہیں جو ایک دوسری پر باندھتے ہیں۔ معمار اُس پر چڑھ کر کام کرتے ہیں۔ دوسری چھتی جس پر تاک اور کدو باندھتے ہیں۔

دارالحدث: بیت الخلا۔

داغ بہ رُوے یخ نہادن: کسی ایسے شخص کو آزار پہنچانا جس پر اُس کا کوئی اثر نہ ہو۔

داغِ زندہ: ایسا داغ جس سے مدام خون ٹپکے۔ جب کوئی عزیز فوت ہو جائے اور دوسرا قریبِ مرگ ہو تو کہتے ہیں، فلاں کا داغ ابھی زندہ ہے۔ 'داغ' بمعنی کسی بہت عزیز کے مرنے کا غم۔

داغ کاغذ: نیلا کاغذ یا نیلا کرباس (سُوت) جسے فتیلے کی طرح بُنا جاتا ہے۔ عضو پر مواد نزلہ کے امالے کے لیے اِس داغ سے کام لیتے ہیں۔

داغ گاہ: 'دیوان' جسے ہند میں 'کچہری' کہتے ہیں۔ وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ وہاں کاغذوں پر مہر لگائی جاتی ہے۔

دام کندہ: (مَ ساکن)، وہ پرندہ جو تڑپنے کے زور پر جال سے اُڑ جائے۔

دامِ مُشکیں: زلف کا کنایہ۔

دامادی: کسی کدخدا کی شادی، جسے 'عروسی' بھی کہتے ہیں۔

دامان رنجہ شدن: 'قدم رنجہ' ہونے کا مترادف۔

دامن برزمین کشیدن: رعنائی اور نخوت کے اظہار کا کنایہ۔

دامن بہ دامنِ کسے بستن: کسی سے موافقت اور معاونت کرنا۔

دامن چاک بودن: ایران کے صحرانشینوں کا یہ معمول ہے کہ جب وہ اپنی بیٹی اپنی قوم کے کسی لڑکے کے ساتھ نام زد کرتے ہیں تو اُس لڑکے کو بلاتے ہیں تا کہ وہ اپنے ہاتھ سے لڑکی کا دامن چاک کرے۔ اِسے وہ شگون سمجھتے ہیں۔

دامن سواری: بچّوں کا ایک کھیل، جس میں وہ اپنے دامن کا گھوڑا بنا کر کودتے ہیں۔

دامن فراخ بودن: فیض عام رکھنا۔

دانۂ آتش: چنگاری کا کنایہ۔

دانہ برآتش ریختن: 'فلفل برآتش ریختن' ('فلفل آگ پر گرانا') کا مترادف اور وہ مشہور ہے۔

داہول: 'ہراسہ' کا مترادف ہے۔ اِس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

دائرہ کشیدن وساختن: گداگر حصولِ زر کی خاطر کاغذ پر دائرے کی شکل کھینچتے ہیں اور اُس میں اُن لوگوں کے نام لکھتے ہیں جن سے انھیں مانگنا مقصود ہو۔ عرف میں اِسے 'چندہ' کہتے ہیں۔

دایہ: معروف؛ 'دائی' (بمعنی ماموں) بھی فارسی لفظ ہے۔

د ۔ ب

دبوسہ: (سمندری) جہاز اور کشتی کی ایک منزل کا نام جو عرشے کے نیچے ہوتی ہے اور اس میں ناخدا (ملاح) کی بیوی اور اہلِ جہاز کے حرم بیٹھتے ہیں (جہاز کی کوٹھڑی)۔

د ۔ خ

دختر دوخترچہ: ایسی عورت جس کی دوشیزگی کا ابھی آغاز نہ ہوا ہو۔

دخترِ صوفی: بمعنی بِترِ نذ (مولا/صعوہ) جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

دخترِ ہمسایہ، می ترسم کہ ازراہم بُرد: (میں ڈرتا ہوں کہ ہمسائے کی لڑکی نے مجھے دھوکا دیا ہے)۔ مشہور مثل ہے۔ جہاں ہمسائے سے کسی ضرر کا گمان ہو، وہاں بولتے ہیں۔

دخل: معروف؛ اور ایک ایسا برتن جس میں اہلِ حرفت اپنی آمدنی رکھتے ہیں۔

د ۔ ر

در و ذرہ: ('ذرہ' تخفیف اور تشدید کے ساتھ)، دو پہاڑوں کے درمیان فاصلہ۔

در آب و آتش بودن: تکلیف اور اذیّت میں مبتلا ہونا۔ 'در آب و آتش فگندن' اس کا متعدّی ہے۔

در آب و عرق اُفتادن: بہت زیادہ خجلت اٹھانے کا کنایہ۔

در آب راندن: مکر اختیار کرنا اور فریب دینا۔ 'بہ آب راندن' بھی انھی معنوں میں مشہور ہے۔

در آسمان سوراخ شدن: کسی عظیم امر کے وقوع پذیر ہونے کا کنایہ۔ 'آسمان سوراخ شدن' بھی انھی معنوں میں ہے۔

در آفتاب کردن: دھوپ میں بٹھانا، جو عذاب دینے والی بات ہے۔

در آمد: زر کی آمد۔

در آمدِ کار: خوش بختی اور ایام کی مساعدت کا کنایہ۔ 'آمدِ کار' بھی کہتے ہیں اور یہ مشہور ہے۔ بعض کے مطابق ہر امر کی ابتدا۔

در آمدن: معروف؛ 'بر آمدن' (ظاہر ہونا، نمایاں ہونا) کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

در باقی کردن: ترک کرنا۔

در بندِ اُوست: یعنی اُس (فلاں) سے مخصوص ہے۔

در بند بودن: مقید اور اسیر ہونا۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں بھی ('در بندِ اُوست' میں) یہی معنی مراد ہیں، یعنی 'تیری قید میں ہے۔'

در پاے چراغ کمر بستن: قلندرانِ ایران کی یہ رسم ہے کہ وہ مرید کو پیرِ سلسلہ کے مزار پر لے جا کر چراغ کے نیچے، کمر باندھ کر کھڑا کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں، 'کمر بستہ ای، پاے چراغ است۔' (تُو چراغ کے نیچے کمر بستہ ہے)۔ خدمت اور مریدی میں مستعد ہونے کا کنایہ۔

در پیش است: یعنی موجود اور مہیا ہے۔

درتہِ پوست دویدن: کسی کی رگ و پے میں سرایت کرنا۔

درجایے بند شدن: کسی جگہ قرار پکڑنا، رُکے رہنا۔ جب کوئی شخص دولت مندوں کے گھر کوئی امید لے کر جانا شروع کرتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے، 'فلاں منعم کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔' نیز 'بر کسے بستن' (کسی پر بند کر دینا)

درجامۂ کسے درآمدن: 'بہ جلدِ کسے رفتن' کا مترادف ہے۔ اس کا ذکر ہو چکا۔

درجوال رفتن: فریب اور دغا کا شکار ہونا۔

درحساب بودن: کسی سے ڈرنا اور اُس کے سامنے ہونے میں احتیاط کرنا۔

درخانۂ کسے چیزے بودن و نشستن و رفتن: [مشغول بجدِ آں بودن۔] اُس کی کوشش میں مشغول ہونا۔ یہ محاورہ فکر سے مخصوص نہیں ہے۔ اسی طرح، جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے، رفتن (جانا) سے مخصوص نہیں ہے۔ (''بہارِ عجم'' میں 'بجد' کی بجائے 'بحد' ہے۔ اس کے مطابق کسی چیز میں بہت مشغول ہونا۔)

درخط شدن: متغیر اور آزردہ ہونا۔

درخطِ کسے بودن: کسی کا تابع و محکوم ہونا۔

درد چیدن: کسی کی تیمارداری کرنا اور کسی کا درد/دکھ خود پر لینا۔

دردِ حمل: دردِ زہ۔

دردست و پا پیچیدن: ساجت اور اصرار کرنا۔

دردِ دل کردن: دردِ دل کا اظہار کرنا۔

دردِ دل گیردمرا: قسم کھانے کے موقع پر بولتے ہیں یعنی اگر ایسا ہو تو دردِ دل مجھ پر طاری ہو جائے، یعنی میرا دل دُکھنے لگے۔

دُردِ ماہ و سال: ('دُ' پر پیش)، ماہ و سال کا آخر۔ اسی وجہ سے ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو 'دُردِ ماہِ صفر' کہتے ہیں۔ اور 'دُردِ شب'، رات کا آخری حصہ۔

دردنبالِ کسے افتادن: کسی کی عداوت اور بدخواہی کے مقام پر ہونا۔

دردہ کراخوش است، رئیس و برادرش: مشہور ضرب المثل ہے۔ ''فارسی امثال'' میں بھی ہے۔ جب کسی کا چراغ روشن ہوتا ہے تو یہ مثل کہتے ہیں؛ یعنی آج آسمان اُس کی و راُس کے بھائیوں کی آرزو کے مطابق ہے۔

درخم کسے بودن: کسی کے دُور کرنے میں ہونا / لگنا۔ اور 'درخم داشتن' بمعنی جلد دُور دفع کرنا۔ 'درخم کسے بودن' کسی کی فکر میں ہونا کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔

درخود دیدن: اپنے آپ میں تاب وطاقت دیکھنا۔

دردہان ہا وزبان ہا اُفتادن: بدنامی میں شہرت پانا۔

درراہ بودنِ چیزے: کوئی چیز نصیب اور روزی میں ہونا۔ موجود اور حاضر کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

دررگ وپے دویدن: 'درتہِ پوست دویدن' کا مترادف اور اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

درزدن: (کنڈی کھٹکھٹانا)، 'حلقہ بر در زدن' کا مترادف۔

درز کردن: پھٹ جانا۔ مجازاً ظاہر ہونا اور نمودار ہونا کا کنایہ۔

درزیرِ سرو بہ زیرِ سر داشتنِ چیزے: کسی چیز کو نظر میں رکھنا اور اُس کے خیال میں ہونا۔

درزیرِ لب: آہستہ کا کنایہ۔

درشت: معروف؛ نیز تناور، موٹا اور قوی ہیکل۔ کلاں کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

درشکم داشتن: (پیٹ میں رکھنا)، 'در آستین داشتن' کا مترادف۔ کسی چیز کو قبضے اور تصرف میں رکھنے کا کنایہ۔

درفرو کردن وبردن: دروازہ بند کرنے کا کنایہ۔

درقدم گرفتن: ساتھ لے جانا۔

درکار گرفتن: جماع کرنے کا کنایہ؛ نیز کام میں لگانا۔

درکشتی بست: ('ک' پر پیش؛ کشتی کا دروازہ بند کر دیا)، یعنی کشتی تمام کر دی۔

درکوزۂ فقاع بودن: عیش سے محرومی اور مصیبت میں مبتلا ہونے کا کنایہ۔ 'فقاع' ایک کیف آور چیز ہے جو خشک انگور اور غلّے سے بنائی جاتی ہے۔

درگردیدن ودرگشتن: ویران اور تباہ ہونا؛ نیز 'درگرد'۔

درمیان نہادن وداشتن: ظاہر کرنا۔

دِرناق: ('د' کے نیچے زیر)، ناخن۔ یہ ترکی لفظ ہے۔

درنظر آوردن: پیش کش کرنا۔

درنظر گرفتن: کسی کو منظورِ نظر بنانا۔

درنمازِ کسے بودن: کسی کی نماز جنازہ پڑھنا۔

درنگ: معروف؛ تیز آواز۔

درنخ کسے اُفتادن: کسی کی تباہی کا ارادہ کرنا۔

د ۔ ز

دُزدانہ دزد دیدہ کہ دُردانہ اسیراست. رسم ہے کہ عورتیں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق دُردانہ (قیمتی مروارید) یا خزف ریزہ (ٹھیکرا) سر کے بالوں پر باندھتی ہیں۔ اُن کے زعم کے مطابق اگر کوئی نظرِ بد کرے تو وہ دُردانہ وغیرہ خود بخود ٹوٹ جاتا ہے اور اُس عورت کو پوری طرح محفوظ رکھتا ہے، اور جب کوئی کسی کو ضرر پہنچانا چاہے، اور ضرر نہ پہنچا سکے تو یہ مثل بولتے ہیں۔ (ترجمہ: اُس نے کنکھیوں سے اُس میں دیکھا کہ دُردانہ اسیر ہے۔)

دُزدِ خانہ: وہ چور جو کسی کے ساتھ رہ رہا ہو۔ (ہم خانہ ہو۔)

د ۔ س

دست وپا: سعی و جستجو۔

دست آس: (اضافت کے بغیر)، ہاتھ کی چکی، (یعنی جسے ہاتھ سے چلاتے ہیں۔)

دستِ آسیا: (اضافت کے ساتھ)، وہ لکڑی جسے ہاتھ میں پکڑ کر اُس سے چکی چلاتے ہیں۔

دست از چیزے بر کندن: کسی چیز کو ترک کر دینا۔

دست از دہان برداشتن: بے پردہ یعنی کھل کر بات کرنا۔

دست از کسے برنداشتن: حصولِ مقصد کے بغیر کسی کے سر سے نہ ٹلنا۔

دست افزار: دستکار کا اوزار۔

دستِ اُو بر سرِ من: یعنی جو کچھ فلاں کو میسر ہوا ہے مجھے بھی نصیب ہو۔

دستِ اُو نمی رود: یعنی اُس سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

دست بادست و دست بدست: بہت نزدیک ہونے کا کنایہ۔ 'دست بدست' کے معنی جلد اور شتاب کے بھی ہیں۔

'دستادست' بھی یہی ہے۔

دست بازی: معشوق کے ساتھ مذاق وشوخی کرنا۔

دست بالا کردن: ظلم کے خلاف فریاد کا کنایہ؛ نیز بمعنی رقص کرنا۔

دست بداماں دادن: کسی کا مرید ہونا۔

دست بدست بُردن: بڑی محبت اور احترام کے ساتھ کسی کو لے جانا۔

دست بدست دادن: معروف؛ پہلوانوں کی اصطلاح میں کُشتی کے آغاز میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا؛ نیز بمعنی 'دست بہ دلال وبیع دادن'۔ (معنی آگے ملاحظہ ہوں۔)

دست بدستِ کسے پیوند کردن: کسی کی مدد واعانت کرنا۔

دست برابرو گرفتن: کسی نظارے کی طاقتِ برداشت نہ رکھنا۔

دست بر ترکش زدن: جنگ کے لیے تیار ہونا۔ اصطلاح میں معشوق کا خود کو آراستہ کرنا ہے کہ یہ بھی جنگ کے لیے مستعد ہونے کے معنوں میں ہے۔

دست بردر زدن: (دروازے پر ہاتھ مارنا) 'انگشت بردر زدن' کا مترادف۔ اس کا ذکر ہو چکا۔

دست برداشتن (ہاتھ اٹھالینا) پہلوانوں کی اصطلاح میں پہلوان کا اپنا ہاتھ زمین پر بند کرنا اور حریف کو پکارنا کہ (میرا ہاتھ) اُٹھا۔

دست بردوش زدن: (کندھے پر ہاتھ مارنا)، حال پُرسی کرنا۔

دست بر رُوے دست و بر سرِ دست و بہ بال یک دیگر نہادن: بے کار و معطّل ہونا۔

دست برکسے بستن: کسی کی تباہی کی پوری کوشش کرنا۔

دست بر کمر داشتن و زدن: رعنائی اور خودنمائی کا کنایہ۔

دست بسر کردن: (سر پر ہاتھ رکھنا)، کسی خلل انداز ہونے والے کو سر سے ٹالنے کا کنایہ، یعنی اُسے سلام رخصت کرنا۔ قبول کرنے کا بھی کنایہ۔

دست بسر نشستن و داشتن و گرفتن و بر سر زدن: حسرت وافسوس کے عالم میں سر پر چپت مارنا۔

دست بشاخ افگندن: آرزو وخواہش کرنے اور نیا دوست بنانے کا کنایہ۔

دست بند: موتیوں کی لڑی جو عورتیں اپنی کلائی پر باندھتی ہیں؛ نیز رقص کی ایک قسم، جس میں رقاص ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر باہم رقص کرتے ہیں۔

دست بہ آب رسانیدن: پاخانہ کرنا۔

دست بہ دلّال وبیع دادن: خرید وفروخت کے لیے تیار رہنا۔ دلّال کسی شے یا مال کی قیمت معلوم کرنے کے لیے پہلے مالک کا ہاتھ اپنی قمیض کے نیچے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر مقررہ اشاروں سے قیمت کا تعین کرتا اور اسی طرح خریدار کو آگاہ کرتا ہے۔

دست پرورد و دست پرور: پرورش یافتہ۔

دست پیچ: دستاویز۔

دست پیش داشتن: (ہاتھ آگے رکھنا)، منع کرنا، روکنا؛ نیز گدائی کا کنایہ؛ نیز بخشش کرنا 'دست پیش کے دراز کردن' کے بھی یہی معنی ہیں۔

دست پیشِ دہن گرفتن: (ہاتھ مُنھ کے آگے رکھنا) بات کرنے والا اپنے مخاطب کے انتہائی احترام کی خاطر بات کرتے وقت مُنھ کے آگے ہاتھ رکھ لیتا ہے تاکہ تھوک مخاطب تک نہ پہنچے۔

دستِ چرب بسر کشیدن: کسی سے شفقت و مدارا کا اظہار کرنا۔

دست چربی: (اضافت کے بغیر)، امداد و مال داری۔ 'دستِ چرب' (اضافت کے ساتھ) کے بھی یہی معنی ہیں۔

دستِ خر: (اضافت کے ساتھ)، گدھے کے آلۂ تناسل کا کنایہ۔

دست خوں: (بغیر اضافت) ہر چیز ہارنے کے بعد جواری کا جان پر داو لگانا۔

دست در گِل بودن و داشتن: ('گ' کے نیچے زیر)، تعمیر کے لیے آمادہ ہونا۔

دست زدن: (ہاتھ مارنا)، 'کف زدن' کا مترادف۔

دست سودا کردن: (معاملہ کرنا)، لین دین کرنا۔

دست فال: 'اوّل دشت' کا مترادف۔ اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔

دست فرو کوفتن: برابری اور مقابلے کے لیے آمادہ ہونا۔ جب کوئی پہلوان حریف کے ساتھ کشتی کے لیے آتا ہے تو اپنے ہاتھ کندھے پر زور سے مارتا ہے اور یہ کنایہ ہے اپنی بے حد طاقت کے مظاہرے کا۔

دستکار: اُستاد و ہنر مند۔

دستکاری: کوئی چیز بڑے دھیان سے بنانا۔

دست کجی: چوری۔

دست کش: نابینا جو عصا لیے ہوتا ہے، نیز بمعنی مغلوب؛ نیز شانہ کش (کندھا کھینچے والا) اور بمعنی چرمی دستانے کی قسم۔ ترکی میں 'اُلچک'۔

دست گاہ: مایہ و اسباب، نیز بمعنی مغلوب؛ نیز اہلِ صنعت وحرفت کا کارخانہ۔ اور بمعنی مسخرہ۔

دست گرفتن: دست گیری کرنا۔ اِن معنوں میں یہ مشہور ہے؛ نیز بمعنی کسی کام سے روکنا۔

دست لاف: 'دست فال' کا مترادف، (ذکر ہو چکا ہے)۔

دستار برز میں زدن: انصاف چاہنے اور منت سماجت کرنے کا کنایہ۔

دستار بزرگ: (اضافت کے بغیر)، بھڑوا، دیوث۔

دُستاق: ('د' پر پیش)، محبوس۔

دستہ: مسخرہ۔ کبوتر بازوں کی اصطلاح میں کبوتروں کی ڈار؛ نیز بمعنی لوگوں کا گروہ۔

دستۂ قید مجلد: لپیٹے ہوئے شکنجے کا دستہ۔

دستہ کردن: جمع کرنا، فراہم کرنا۔

دستی و پشت دستی: 'پشت دست برز میں گذاشتن' (اُلٹا ہاتھ زمین پر رکھنا) کا مترادف اور وہ مشہور ہے۔

دستینہ: ایک زیور جو عورتیں کلائی پر باندھتی ہیں۔

د ۔ ش

دشت: معروف؛ نیز 'اوّلِ دشت' کا مترادف۔ (اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔)

دشت افروز: ایک سیر گاہ کا نام۔

د ۔ ع

دُعا کردن و گفتن: وداع ہونے کا کنایہ۔

دُعاے باراں: نمازِ استسقا۔

دُعاے جوشن: ایک معروف دُعا جو جنگ کے دن اپنی حفاظت کے لیے مانگتے ہیں اور جوشن (زرہ بکتر) کی طرح اُسے اپنا محافظ سمجھتے ہیں۔

دُعاے قدح: ایک دُعا کا نام ہے۔

دعوٰی داری: اپنے بارے میں غیر واقع گمان۔

د ۔ ف

دفترِ نمدی: بے اصل اور بے تہ بات (جس میں گہرائی نہ ہو۔ سطحی) 'کتابِ نمدین' اور 'بیاضِ نمدین' بھی کہتے ہیں؛ نیز فُرج کا کنایہ۔

د ۔ ک

دکان گردیدن: گرمیِ بازار اور دکان کا مال سے بھرے ہونا۔ 'دکان گرداندن' اسی کا متعدّی ہے۔ تحقیق کے مطابق 'گردیدن' بمعنی رونق اور روز بازار ہے، صرف دکان سے مخصوص نہیں ہے۔ مثلاً کہتے ہیں 'خانہ در گردیدن است' (گھر پُر رونق ہے)۔ 'از گرد اُفتادن' بمعنی رونق ختم ہو جانا۔ کہا جاتا ہے، 'سلسلۂ فلاں چیز بگرد آمدہ است' یعنی اُس میں رونق آ گئی ہے۔

دِکِدِی: (اول اور سوم کے نیچے زیر)، گھوڑ کے اوپر ڈالنے والی چادر۔

دُکّہ: ('دُ' پر پیش، 'ک' مشدّد) دُکان۔

د ۔ ل

دل انداختن: دل ہار دینا اور بے دل ہونا۔

دل بچیزے دوختن: کسی چیز کی طرف دل کو متوجہ کرنا۔

دل بدریا کردن و انداختن: اپنے مقدور سے بڑھ کر جود و سخاوت کا کنایہ؛ نیز ''ہر چہ بادا باد'' (اب جو کچھ ہو، کوئی پروا نہیں) کہہ کر توکل اختیار کرنا؛ نیز ہمّت کی بنا پر کسی ہولناک کام پر کمربستہ ہونا۔ 'دل را

بدریا کردن' بھی کہتے ہیں۔

دل بر سرِ زباں داشتن: جو کچھ دل میں ہو، اُسے زبان پر لانا۔

دل برلب وزودویدن: خونیں گریہ وزاری کرنے کا کنایہ۔

دل پُر داشتن: شکوے سے پُر ہونا۔ (یہ معروف ہے) 'پُر بودن' بھی اس کا مترادف ہے۔

دل پُرسی: حال احوال پوچھنا۔

دل دادن: (دل دینا)، چار معنوں میں مستعمل ہے۔ اوّل: دلیر بنانا، دوم: دل جوئی کرنا، خوشامد کرنا، سوم: عاشق ہونا اور اُلفت میں مستعد ہونا، چہارم: کسی کام میں دل کی اجازت دینا۔ 'دل آمدن' کے بھی یہی معنی ہیں۔

دل در گریباں فگندن: بدخوئی دُور کرنے کی خاطر عورتیں بچوں کے گریبان میں بکرے کا دل ڈالتی ہیں۔

دل دل ودل ودل کردن: مضطرب اور بے قرار ہونا۔

دل دویدن: عاشق ہونا، نیز طمع کرنا۔

دل فروگیر: ایسی جگہ جہاں دل قرار پکڑے۔

دل کردن: رغبت کرنا۔

دل واپسی: دل کا تعلق ہونا۔ جب کوئی سفر پر جاتا ہے اور وہ اپنے اہل وعیال کی محبت سے سرشار ہوتا ہے تو کہتا ہے، میں جا تو رہا ہوں 'لیکن دلِ واپسی دارم' اسی لیے بے قرار ہوں۔

دَلَہ: ('دُ' اور 'ل' پر زبر)، سفید لومڑی جس کی کھال سے پوستین بناتے ہیں؛ نیز ایک حیلہ گر عورت کا نام۔

د ۔ م

دم: معروف؛ نیز بمعنی وقت اسی بنا پر 'دمِ شاد' اور 'دمِ صبح' کہتے ہیں۔

دم بستن: خاموش ہونا۔

دمِ تسلیم: مرنے اور جان دینے کا وقت۔

دم خود بہ کسے سپردن: حالتِ نزع میں اپنا راز کسی کے سپرد کرنا اور اُسے اپنا قائم مقام بنانا۔

دم زدن: بات کرنا؛ نیز خاموش ہونا۔

دُمِ گاو از سینہ رُستن: ایران کے ہنگامہ آراؤں اور مسخروں کا گائے کی دُم سینے پر باندھنا۔

دمِ نرم داشتن: حریف کی ذرا سی گرمی (جوش) سے اپنی جگہ سے اُکھڑ جانا۔

دم و دود: نشان اور اثر۔ 'دود و دم' بھی استعمال ہوا ہے۔ ایک اصفہانی نے بتایا کہ 'دم و دود' سامانِ ضیافت کو بھی کہتے ہیں۔

دماغ آرایش دادن: دماغ آمادہ کرنا۔

دماغ شُستن: وسوسوں سے دماغ پاک کر لینا۔

دماغ گرفتن: 'آستین بہ بینی گرفتن' کا مترادف۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

دَمَر: ('دَ' اور 'م' پر زبر)، مُنھ کے بل سویا ہوا۔ عربی میں اسے 'منکوس' کہتے ہیں۔

دمیدن: معروف؛ یہ پانچ موقعوں کے لیے مخصوص ہے۔ مثلاً صبح، سبزہ، گل، بڑی شہنائی اور مشک میں ہوا (صبح ہونا، سبزہ اُگنا وغیرہ)؛ بمعنی جادو پھونکنا معروف ہے۔

د ۔ ن

دنبالۂ آہنگ کشیدن: دم کشوں (سانس کی ورزش کرنے والوں) کا شور بلند کرنا۔

دنبہ گداز: جب کسی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اُس کے نام سے چربی میں کئی سوئیاں لگا دیتے ہیں، اور اُس پر جادو پڑھ کر اُس کے نیچے آگ جلا دیتے ہیں، جب وہ چربی پوری طرح پگھل جاتی ہے تو مذکورہ شخص زار و نزار ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔

دنگ: ایسی لکڑی جس کے ہر دانے سے جولاہے کپڑا بنتے وقت تار کھینچتے ہیں۔

دندان: معروف؛ نیز بمعنی بوسہ؛ نیز بمعنی طمع و خواہش۔

دندان از چیزے کندن: کسی چیز کو ترک کرنا۔

دندان بر سر حرف و بر حرف گذاشتن: اپنی بات پر قائم رہنا۔ بعض کے نزدیک اپنی بات پر قائم نہ رہنا۔

دندان بر سر دندان نہادن: ناملائم یا سخت بات/ چیز کو برداشت کرنے کا کنایہ۔

دندان بدندان زدن: دریغ اور افسوس کا کنایہ۔

دندان بہ چیزے بند کردن: کسی چیز کی طمع و خواہش کرنا۔

دندان بہ دہان نشستن: دانتوں کا اس قدر باہم بند ہو جانا کہ بڑے زور کے ساتھ کھل سکیں۔ 'دندان بدندان کلید شدن' بھی انھی معنوں میں ہے اور یہ حالت اکثر غشی اور مرگی میں ہوتی ہے۔

دندان بہ فارسی نہادن و گذاشتن: کسی بات کو سمجھ لینا اور اُسے قبول کر لینا۔

دندان بہم خوردن: ایسی حالت ہے جو سخت سردی میں پیش آتی ہے (یعنی دانت بجنا)، اِسے 'دکدک دنداں' بھی کہتے ہیں۔

دندان تر بر کسے داشتن: کسی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرنا۔

دندان رنجش: کسی نوبیاہتا کو پہلی بات سننے پر جو کچھ دیا جاتا ہے۔

دندان زنی: برابری اور دشمنی کرنا۔

دندان سُرخ کردن: خواہش کرنا۔

دندان نمودن: ہنسنا، خندہ زنی۔

دندانی کردن: شرمندہ کرنا۔

دَنگ: (دُ پر زبر)، پتھر وغیرہ کے باہم ٹکرانے سے پیدا ہونے والی آواز؛ نیز نقطۂ پرکار کا نشانہ۔

د ـ و

دوات اشور میلی: وہ چیز جس سے دوات کا صوف اوپر نیچے کرتے ہیں۔

دوالک بازی: مکاری اور حیلے بازی۔

دوانِدن: کسی کو خجل کرنا، شرمندہ کرنا۔

دو بحر زدن: دو بحروں والا شعر کہنا، جو شاعری کی ایک صنعت ہے۔

دو بُرجی: ایسا کبوتر جو ایک بُرج میں ٹِک کر نہ رہے۔ 'دوبامہ' بھی کہتے ہیں۔ مجازاً 'دوبُرجی' سے مراد ہرزہ گرد (آوارہ گرد) آدمی۔ لوطیوں کی اصطلاح میں لونڈے باز اور عورت باز شخص۔

دو برہم زنی: چغل خوری اور بدگوئی سے دو آدمیوں میں جھگڑا پیدا کرنا۔

۲دو تیغہ باز: بہادر، بہت زیادہ جنگ تلاش کرنے والا۔

دو چار شدن و دو چار اُفتادن: معروف؛ اچانک آمنے سامنے ہونا، آنکھیں چار ہونا۔

دو دستی درآویختن: نہایت بے تکلفی کا کنایہ؛ نیز 'دو دست گرفتن'۔

دوسری: غلاف کی ایک قسم جو مخمل پر ڈالتے ہیں؛ نیز خیمے کی ایک قسم۔

دو طلب کردن: کسی کام کو انجام دینے کا دعوٰی کرنا، یعنی بیڑا اٹھانا۔

دوگانہ: معروف؛ نیز بمعنی جڑواں۔

دو نیابد: ایک بددُعا، یعنی فلاں کو مجال اور طاقت میسّر نہ ہو، اور اُس کی مراد پوری نہ ہو۔

دو نیم قرت باقی: ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جب کوئی شخص حصولِ مقصد کے باوجود سر سے نہ ٹلے، اور دست بردار نہ ہو۔ اِس مثل کا ماخذ یہ ہے کہ تین دوست سفر میں تھے۔ ایک شخص اُن کے لیے دہی کا پیالہ لایا، چوں کہ اور کوئی برتن نہ تھا لہٰذا یہ طے پایا کہ ہر کوئی تین گھونٹ اُس سے پیے۔ اگر باقی بچے تو پھر سے یہ دور چلے۔ ایک جس نے ابتدا کی تھی ایک ہی گھونٹ میں سارا چڑھا گیا اور بولا 'ابھی میرے دو گھونٹ باقی ہیں'۔

دود چراغ: ایسی تکلیف یا محنت جو تحصیلِ علم میں اٹھائی جاتی ہے؛ نیز خربوزے کی ایک قسم۔

دودِ دل: آہ۔

دودِ دل خالی کردن: اپنا دردِ دل ظاہر کرنا۔

دُود کردن: ظاہر ہونا، ظہور کرنا۔

دُود کش: روشن دان جو حمام میں دھوئیں (کے اخراج) کے لیے بنایا جاتا ہے۔ اسے ہند کی ساختہ فارسی کہنا، فارسی کی بنیاد سے دُھواں نکالنا ہے۔ 'دہانۂ بخاری' اور 'روزنِ گلخن' بھی انھی معنوں میں ہیں۔

دُودِ مشعل: خربوزے کی ایک قسم؛ نیز اسبابِ جاہ وحشمت کا کنایہ۔

دُور افتادہ: معروف؛ نیز ایسا شخص جو بات کو صحیح طور پر نہ سمجھے، یعنی اُس کے ادراک سے زور پڑا ہو۔

دَور کسے گردیدن: کسی کے گرد گھومنا۔ 'گردِ کسے گردیدن' کا مترادف۔

دُوری دوستی: دُوریوں، یعنی فاصلوں سے سرگرم محبت کرنا۔ صلح وصفا، دُوری دوستی کا نتیجہ ہے۔

(''بہارِ عجم'' میں شعراور محاورے، دونوں میں 'دوری ودوستی' ہے۔)

دوستکانی: اپنا پیالہ دوسرے کو پیش کرنا۔ 'حبا کردن' کا مترادف ہے۔(اِس کا ذکر ہو چکا۔)

دوش خوردن: 'پہلوخوردن' کا مترادف۔(اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔)

دوش زدن: آگاہ کرنے کا کنایہ۔

دوشاب دلی: حاملہ عورتوں کی طرح ہر پل کسی چیز کی خواہش کرنا۔

دوک: معروف؛ نیز ابریشم اور پشم بٹنے والا آہنی اوزار۔ یہ مستطیل لکڑی کا بھی ہوتا ہے جس کے نیچے دوسری لکڑی نصب کی جاتی ہے۔ اِس لوہے یا لکڑی کو دونوں ہاتھوں سے گھماتے ہیں تاکہ ابریشم اور پشم پیچ وخم کھا کر بٹنے میں آئیں۔

دول: ('دُ' پر پیش، نیز واوِ مجہول) کشتی۔

دولاب گردانی: پریشاں حالی میں کسی ایک سے قرض لے کر کسی دوسرے کو دے دینا اور یوں ردّ وبدل کر کے بسر کرنا۔ 'دولاب' بھی کہتے ہیں۔ 'دولابی' جو یہ کام کرتا ہے۔

دولتِ خوابیدہ: 'دولتِ بیدار' کی ضد۔('دولتِ بیدار' یعنی مفید دولت۔ 'دولتِ خوابیدہ' بے کار دولت۔)

دویدنِ چشم: کسی خبر کے تجسس میں بہت نگاہ کرنا، توجہ کرنا۔

د ۔ ہ

دہ پنجی: غیر معیاری زر، سکّہ؛ بہت کھوٹا سکّہ۔

دہ دہی ودہی: بڑا معیاری رائج وقت سکّہ، ہند میں اسے 'بارہ بانی' کہتے ہیں۔

دہ می بینی وفرسنگ می پُرسی: یعنی جو کچھ تیرے سامنے ہے تُو اُس کے بارے میں تفحص کر رہا ہے۔ کسی کے تجاہلِ عارفانہ کے موقع پر بولا جاتا ہے۔

دہلو: یعنی دہلی، مشہور شہر۔ سلاطینِ ہند کا پایۂ تخت۔

دہنِ تیغ: تلوار کی باڑھ، دھار۔ 'رُوے تیغ' بھی کہتے ہیں۔

دہن خوانی: کسی پر الزام لگانا۔

دہنِ فرنگ: ایک پتھر جو آنکھوں کی دوا میں استعمال ہوتا ہے۔ اسے 'زنگارِ معدنی' اور 'دہنہ فرنگ' بھی

کہتے ہیں۔

د ۔ ی

دیدار بینی: 'عشق بازی' کی دو قسمیں ہیں۔ ایک 'دیدار بینی' جو پاک بازی ہے، اور دوسری 'ہرزہ کاری' جو ہر خشک وتر پر مارنا ہے۔ لوطیوں کی اصطلاح میں دوسری قسم کو 'مطبخ کی چھری' کہتے ہیں۔

دیدنِ دیوانہ ماہِ نو: جنون و دیوانگی کا جوش میں آنا۔ جب کوئی دیوانہ ماہِ نو دیکھتا ہے تو اُس کا جنون بڑھ جاتا ہے۔

دیدن کردن: کسی کی ملاقات کو جانا۔

دیدہ گرم کردن: 'چشم گرم کردن' کا مترادف، جو کنایہ ہے ایک آنکھ کی نیند کا۔

دیدہ نازک کردن: بڑے غور سے دیکھنا۔

دیگ بربار کردن: دیگ دیگ دان پر رکھنا اور ایک طرف طعام پکانا۔

دیگ جوش: فقیروں کے لیے کھانا پکانا۔

دیگر کسے چہ خاک بر سر کند: یعنی کوئی اِس سے زیادہ اور کیا، یا کتنی سعی و تلاش کرے۔

دِیل بلمز: ('دٌ' کے نیچے زیر)، ترکی عبارت ہے، بمعنی (وہ) زبان نہیں جانتا۔ 'دِیل' بمعنی زبان، 'بلمز' بمعنی (وہ) نہیں جانتا۔ 'مز' علامتِ نفیِ مضارع ہے۔

دیوزدہ: ایسا شخص جسے جن کا آسیب پہنچا ہو۔

دیوار بلند: (بغیر اضافت کے)، کسی کو عاجز و زبوں دیکھنے کا کنایہ۔

دیوار گوش دارد: حفظِ راز کے سلسلے میں مبالغہ۔

دیوان: اِس کے چند معنی ہیں۔ اوّل، داد و فریاد اور ماجرا۔ دوم، عدالت۔ سوم، شعروں کی کتاب (یہ مشہور ہے)۔ چہارم، صاحبِ مسند۔ اِسے 'صاحب دیوان' بھی کہا جاتا ہے۔

ذ

ذ ـ و

ذوالفقار: حضرت شاہِ نجفؓ (حضرت علیؓ) کی تلوار کا نام؛ اور ایک مشہور حلوائی کا نام۔

ذ ـ ہ

ذہنِ دریا: گرداب؛ نیز قعرِ دریا، 'ذہن' بمعنی تہ اور باطن بھی مستعمل ہے۔

ذہنِ کشتی: ہوا نہ ہونے کے باعث کشتی کا رُک کے رہنا۔

ر

ر ـ ا

راحتی: بیت الخلا کا طشت؛ نیز ایک ایسا چراغ جس کے پائے ہوتے ہیں۔ اسے 'چراغِ پایہ راحتی' کہتے ہیں۔

رازِ دل کردن: دل کا راز ظاہر کرنا۔

راست پا آمدن: کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا، راستے میں کسی تاخیر کے بغیر۔

راست خانہ: ایسا شخص جو راست اور درست ہو۔

رام رنگی: ہندی لفظ۔ جہانگیر بادشاہ نے شراب کو اِس نام سے یاد کیا ہے۔

رانکی: گھوڑے کی زین کا ڈبچی۔

راہ از پیشِ پا برداشتن: تردد و تلاش ترک کرنے کا کنایہ۔

راہ بریدہ: (اضافت کے ساتھ)، ایسا راستہ جو راہ زنی کے باعث بند ہو؛ لوگ اُس راہ نہ جائیں۔

راہ بسرِ کسے بُردن: کسی کا کسی کے عین وقت پر وہاں پہنچنا۔

راہ بہ بست آمدن: راستہ بند ہونا۔

راہ پیش گذاشتن: رہنمائی کرنا۔

راہ حسن کوچہ چپ زدم و صاف گذشتم ایسے موقع پر بولتے ہیں جب راستہ چلتے ہوئے کوئی خلل ڈالنے والا دور سے نظر آ جائے تو آدمی نظریں چرا کر کسی دوسرے کوچے سے گزر جائے؛ یعنی میں نے عیاری سے کام لیا اور اُس شخص کے شر سے بچ گیا۔ حسن ایک عیار کا نام تھا جو چپ دست (کھبا) تھا۔

راہ خوردن: سرعت کے ساتھ راستہ طے کرنا۔

راہ دادنِ فال: کسی امرِ معہود کو احسن طریقے سے انجام دینے کی خاطر فال اور استخارے سے (حسنِ انداز) معلوم کرنا۔

راہِ دریا قفل بودن: غیر موسم میں دریا کے سفر سے عبارت ہے، اور وہ سیلاب وطوفان کا موقع ہے۔

راہِ دویدہ: بے سود سعی وتلاش کا کنایہ۔ اس مثل کا ماخذ یہ ہے کہ ایک مفعول لڑکے کو جو کچھ ملتا، فقیروں میں بانٹ دیتا۔ جب اُس کے ڈاڑھی آئی تو وہ چور بن گیا۔ اُسی طرح چوری کا مال فقیروں میں تقسیم کر دیتا۔ ایک دن اُس نے ایک ظریف استاد سے ایک مسئلہ پوچھا۔ اُس نے کہا، ثواب اور گناہ برابر ہیں، راہِ دویدہ وکونِ دریدہ (طے کردہ راستہ اور پھٹی ہوئی کون) تیرے پاس رہ گئی۔

راہ دیوار کردن: راستہ بند کرنا۔

راہ راہ: ایک لکیر دار چیز۔ کہا جاتا ہے، 'جامہ وقبائے راہ راہ' و'چیتِ راہ راہ'۔ (لکیر دار چھینٹ۔)

راہ روشن کردن: راہ دکھانا۔

راہِ کور: (اضافت کے ساتھ)، ایسا راستہ جس پر کوئی نہ چلے۔

راہِ کوہ رفتن: لواطت (لونڈے بازی) کا عمل کرنا۔

راہ نشیں: ایسے بھک منگے کا کنایہ جو بے خانماں ہو اور برسرِ راہ بیٹھ کر بھیک مانگتا ہو۔

رائج: وہ سکّہ جو ٹکسال میں ڈھالا گیا ہو۔ اس کے مقابل (ضد) 'خارج' ہے۔ جس سے مراد کھوٹا سکّہ ہے۔

ر - ب

رباطِ شور: نجفِ معلّٰی کے نزدیک ایک سرائے کا نام۔

رُباعی خواندن: (رباعی پڑھنا)، ایک دستور ہے کہ جب کوئی ماہر سوار کسی پہلوان کے قریب پہنچتا ہے تو بڑی شدّ ومد کے ساتھ رُباعی پڑھتا ہے۔

ر ۔ خ

رُخ کسے بردن: کسی کی آبروریزی کرنے کا کنایہ۔

رختِ سلامی ورختِ سلام علیک: ایسا لباس جو دربار میں جانے کے لیے پہنتے ہیں۔

رخنۂ شمشیر: چاک زخم کا کنایہ۔ بعض کے زعم میں اِس سے مراد تلوار کی دھار ہے۔ پہلے معنی زیادہ صحیح ہیں۔

ر ۔ د

رده: راستہ اور صف۔

ر ۔ س

رُستاق وروستاق: روستا (گاؤں) کا معرب۔ 'رساتیق' جمع، یعنی قریے اور شہر کے نواحی علاقے۔

رُستمِ برف: برف سے ایک پہلوان کی شکل بناتے ہیں جو بڑی خوف ناک ہوتی ہے۔ یہ 'شیرِ برف' ہی کی طرح ہے۔

رُستمِ یک دست: یہ رُستم زال سے ہٹ کر ایک دوسرے پہلوان کا نام ہے جس کا پیدائشی ایک ہاتھ نہ تھا۔

رسم المُہر: وہ چیز جو سلاطین اور امرا کا مُہر دار مختلف منشورات واحکام پر مُہر لگاتے وقت لوگوں سے لیتا ہے۔

ر ۔ ش

رشتہ بہ انگشت پیچیدن وبستن و بہ چیزے بستن: جب کسی سے کوئی وعدہ لیا جاتا ہے تو اُس کی انگلی پر سوت لپیٹ دیتے ہیں تاکہ اُسے دیکھ کر وعدہ یاد رکھے۔ اب مطلق یاد رکھنے پر بھی مستعمل ہے۔ عربی میں اِسے 'ارتام' کہتے ہیں۔

رشتۂ بے جان: یعنی 'تارِ بے جان' جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

رشتۂ خطائی: ایک ایسی چیز ہے جو پسے ہوئے چاولوں کو سانچے میں ڈال کر تیار کی جاتی ہے۔ (نخ ابریشم کی طرح ماہیچہ کی ایک قسم)، اِسے نبات (مصری)، بادام، پستے، بید مشک اور گلاب کے عرق کے ساتھ کھاتے ہیں، خاص طور پر اِفطاری کے وقت۔ اِسے ایک قسم کی دوا کہنا محض

رنج اٹھانا ہے۔ اسے 'رشتۂ قطائف' بھی کہتے ہیں۔

رشتۂ عمر: سال گرہ کا دھاگا۔

رشتۂ مریم: مریم کے دھاگے کا تار، جسے لوگ تبرک کے طور پر لے جایا کرتے تھے۔

ر ۔ ص

رصددرکارے بستن: کام کو پوری پوری خوبی کے ساتھ مکمل کرنا۔ 'زیج بستن' بھی انھی معنوں میں ہے۔

ر ۔ ع

رعد: معروف؛ نیز بجلی کا پتھر، بڑی توپ کا گولہ۔

ر ۔ ف

رفتن: معروف؛ نیز بمعنی مرنا۔ اور 'رفتہ' بمعنی مردہ؛ نیز بے ہوش ہونا، بے خود ہونا۔

رفرف: کئی معانی ہیں۔ اُن میں سے ایک پرندے کا پر مارنا ہے۔ (باقی معانی کتب لغت میں مرقوم ہیں۔)

ر ۔ ق

رقصِ روانی ورقصِ چارپارہ ورقصِ مُلّا: رقص کی قسمیں ہیں۔ 'رقصِ مُلّا' لوطیوں کی اصطلاح میں بمعنی شہوت اور حرکاتِ جماع۔

رقعۂ مہمانی: کسی دعوت اور مہمانی کی تقریب پر ایک دوسرے کو لکھا جانے والا رقعہ (دعوتی کارڈ)، جیسا کہ ہند میں رسم ہے۔

ر ۔ ک

رکاب: معروف؛ نیز پیالے کی ایک قسم۔

رکاب دار: وہ شخص جو گھوڑے کی رکاب پکڑ کر امیر لوگوں کو اُس پر سوار کراتا ہے، جیسا کہ رسم ہے؛ نیز وہ

شخص جو قسم قسم کے حلوے اور بادام کی مٹھائیاں بناتا ہے۔

ر ۔ گ

رگِ چیزے گرفتن: کسی کو اپنا زیردست اور فرماں بردار بنانا۔ 'رگِ خواب کسے گرفتن' بھی انھی معنوں میں ہے۔

رگِ فلاں چیز ندارد: یعنی اُسے اِس چیز کی استعداد نہیں ہے۔

ر ۔ ن

رنجِ باریک: مشہور مرض تپ دِق، اِسے 'بیماری باریک' بھی کہتے ہیں۔

رندانہ کرد: یعنی فلاں نے رندانہ کام کیا۔

رنگ و رنگ و آب بر رُوے کار آوردن: کام کو رونق اور بہا و اَرزش دینا۔

رنگ بر آب زدن و ریختن: ایسا نیا کام کرنا جو ستائش کا باعث اور مایۂ فخر و مباہات ہو۔

رنگ بر آوردن: نیا رنگ پیدا کرنا۔

رنگ بریدن: رنگ ریزوں کا یہ معمول ہے کہ جب کسی کپڑے پر ضرورت سے زیادہ رنگ چڑھ جائے تو اُسے کھٹی اشیا سے دھو دیتے ہیں تاکہ رنگ کم ہو جائے۔

رنگ دادن و ستاندن: خجالت و شرمندگی کے باعث چہرے کا رنگ متغیر ہونے کا کنایہ۔ ائمۂ لغت نے 'رنگ' بمعنی خجالت لکھا ہے۔

رنگ ریختن: کسی کام کی بنیاد رکھنا؛ نیز بمعنی شکستِ رنگ۔

رنگِ زندہ: سبز رنگ۔

رنگ کردن: دغا و فریب کرنا، 'رنگ' بمعنی مکر و حیلہ ہے۔

رنگ گسیختن: شکستِ رنگ۔

رنگِ لیموئی و طلائی: زردی مائل سفید رنگ۔ اِس کا اطلاق عاشق کے رنگ پر زردی کی بنا پر اور معشوق کے رنگ پر اُس چمک کے سبب ہے جو سونے کا لازمہ ہے۔

ر ۔ و

رُو: کئی ایک معنی کے علاوہ بمعنی رونق بھی مستعمل ہے۔

رُو وزُخ گرفتن: چہرہ چھپانا۔ اور 'رُوے کسے گرفتن' کنایہ ہے اُس کا سوال قبول کرنے اور اُس کے چہرے پر نگاہ رکھنے سے؛ نیز بمعنی تسخیر کرنا۔

رُواز سنگ داشتن: بے حیا ہونا۔

رُوافگندن واندا ختن: عجز وخوشامد کرنا۔ اور 'رُو بچیزے انداختن' بمعنی اُس کی طرف متوجہ ہونا۔

رُوبدیوار: حیران۔

رُوبرآوردن زخم وداغ: زخم اور داغ کا ٹھیک ہونا، اچھا ہونا، 'رُوفراہم آوردن' اور 'سربہم آوردن' کے بھی یہی معنی ہیں۔

رُوبستنِ دماغ: 'دماغ گرفتن' کا مترادف۔ اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔

رُودادن: توجہ کرنا اور حاصل ہونا؛ نیز 'رُوکردن' بمعنی حاصل ہونا، استعمال ہوا ہے۔

رُوساختن ورُوداشتن: شرمندہ ہونا۔ 'رُو' بمعنی شرم استعمال ہوا ہے۔ اور 'رُوفرمودن' بمعنی شرمندہ کرنا۔

رُوکردن: (حاصل ہونا، اوپر ذکر ہو چکا ہے)، اِس کے علاوہ دو معنی ہیں: رُوبرو کرنا اور ظہور کرنا۔

رُوںداشتن: بے حیا ہونا۔

رُوے بند: بُرقع۔

رُوے تیغ: 'دہنِ تیغ' (اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔)

رُوے چیزے نداشتن: شرمندگی کے سبب کسی کے رُوبرو ہونے کی مجال نہ رکھنا / ہونا۔

رُوے دست نہ: کشتی کا ایک داو۔ حریف کے پاؤں میں پاؤں اَڑا کر ایک ہاتھ اُس کے سینے پر زور سے مارنا تاکہ وہ اپنی جگہ سے ہل جائے؛ نیز مکروفریب کا کنایہ۔

رُوے کسے دیدن: کسی کی شرم کرنا۔

روّاس: ('و' پر تشدید کے ساتھ)، کلّہ فروش۔

روحِ توتیا: جست، جسے قتل کرنے کے بعد آنکھ میں لگاتے ہیں؛# نیز بمعنی شراب۔

روح توتیا: جست کہ بعدِ کُشتن آں را در چشم کشند ... = جست، جس کا کُشتہ بنا کر آنکھ میں لگاتے ہیں۔ [کُشتہ: دھاتوں، مثلاً سونا، چاندی، تانبا وغیرہ، یا جواہرات، یا پارے کی پُھنکی ہوئی شکل، جو راکھ ہو جاتی ہے، اور اُسے بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ (اُردو لغت، تاریخی اصول پر؛ جلد چہاردہم، اُردو لغت بورڈ، کراچی، جنوری ۱۹۹۲ء)]
(نقش)

روزِ دگر: (اضافت کے ساتھ)، روزِ قیامت۔

روزگار است: اُمید و توقع میں کہا جاتا ہے۔ یعنی کارِ عالَم ہے شاید نقش مراد پر بیٹھے (مراد پوری ہو)، نامرادی کے معنی لینا غلط ہے۔

روزہ بروزہ بردن: فاقے پر فاقہ کرنا۔

روزۂ مریمؑ: خاموشی کا کنایہ۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش پر مریمؑ کے اقربا حیرانی و تعجب کے ساتھ اُن کے پاس آئے اور حال پوچھا۔ اُنھوں نے تعلیمِ غیبی کی بنا پر اشارہ کیا کہ روزے سے ہوں، بات نہیں کروں گی۔ اُس دور میں خاموشی روزے کی شرائط میں سے تھی۔

روضۂ ماہِ محرم: وہ مجلس جس میں ایامِ عاشورا میں ''روضۃ الشہدا'' پڑھتے اور روتے ہیں۔ 'روضہ خواں'، جو منبر پر چڑھ کر ''روضۃ الشہدا'' پڑھتا ہے۔

روغن از سنگ واز کدوے خشک کشیدن: پتھر سے کوئی چیز پیدا کرنا۔ 'از سنگ پیدا کردنِ چیزے' کا مترادف۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

روغن بہ خود زدن: کسی کام کا دعویٰ کرنا۔ اِس کا ماخذ کسی پہلوان کا کُشتی کے وقت اپنے بدن پر تیل ملنا ہے۔

روغنِ قاز و کدو مالیدن: خشک قسم کی چاپلوسی اور خوشامد کرنا۔

روغنِ کدو: شراب کا کنایہ۔

رُومالِ سیاہ: وہی 'پردۂ نیلوفری' اور 'پردۂ مشکیں'، جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

ر ــ ہ

رہ آورد و رہگذار: سفر سے واپسی پر لائی جانے والی سوغات۔

رہدار و راہدار: وہ شخص جو حکام کی طرف سے راستوں کی حفاظت پر مامور ہو، اور تاجروں سے خراج وصول کرے؛ نیز بمعنی رہزن۔

ر ۔ ی

ریختہ پا: ایسا گھوڑا جس کے اعضا اور جوڑوں کا تناسب بہت اچھا ہو۔

ریختہ گری و ریختن: کسی چیز کو پگھلا کر سانچے میں ڈالنا اور اُس سے کچھ بنانا۔ 'ریختہ' بمعنی پگھلا ہوا، بنا ہوا بھی ہے۔

ریزہ خوانی: ظرافت میں بات کرنا۔

ریزہ سرائی: نغمہ سرائی۔

ریزہ کاری: 'خوردہ کاری' کا مترادف، اور وہ معروف ہے۔

ریسمان برائے کسے تافتن: کسی کو قتل کرنے کا سوچنا۔

ریسمان دادن: شرمندہ کرنے کی خاطر بے جا قسم کی غیر واقع تعریف کرنا۔

ریشِ چیرباف: کھردری لمبی ڈاڑھی، جو جولاہے کے کنگھے جیسی ہو۔

ریش فروشد متاعِ مردم را: زاہدان کی طرح ایران کی مشہور ضرب المثل۔ صلاح و تقوے کے اظہار کے لیے لمبی ڈاڑھی۔ کسی کو دھوکا دے کر اپنی خراب شے گراں فروشی کے بہانے بیچنا۔#

ریش فروشد متاعِ مردم را: مثلے است مشہورِ ایران مانندِ زاہدان، ریشِ دراز بہ اظہارِ صلاح و تقوٰی؛ کسے را فریب دادن و متاعِ کاسد خود را بہ بہائے گراں فروختن؛ یعنی ریشِ دراز متاعِ ناروائے اُو را می فروشد = کسی کو دھوکا دینا اور اپنے ناقص مال کو مہنگے داموں فروخت کرنا؛ یعنی لمبی ڈاڑھی اُس کے نامناسب مال کو بیچتی ہے۔ (نقش)

ریشِ قاضی: شراب صاف کرنے کا کپڑا، صافی۔

ریش نداشتن: اعتبار و آبرو سے عاری ہونے کا کنایہ۔

ریشہ: بعض چیزوں کا کنارہ، جیسے 'ریشۂ دستار'؛ جسے اب 'طرۂ دستار' کہتے ہیں۔

ریقو: ایسا شخص جس کا پیٹ خود بخود جاری ہو۔

ریگِ زرگری: سنار کی بھٹی کی خاک، جسے سنار پانیوں سے دھو کر اُس سے سونے کے ریزے حاصل کرتے ہیں۔

ریگ شوئی: ریگِ زرگری کا دھونا۔

ز

ز ۔ ا

زاغ کمان: کمان کا کنارہ، گوشہ۔ 'زاغ سہ پر' تیر کا کنایہ ہے۔

زاغول: ('غ' ساکن)، پرندے کی چونچ کی طرح تیز سرے والا باریک تیر، کوّے کی چونچ جیسا۔ کبھی اس کے ساتھ جنگ کرتے اور کبھی زمین کھودتے ہیں۔

ز ۔ ب

زباں بازی: برابری اور خصومت۔

زبان با کسے یکے کردن و داشتن: کسی سے اتفاق اور موافقت کرنا۔

زبان بر خاک مالیدن: عجز کا کنایہ۔

زبان بر دیوار مالیدن: قناعت اور توکل کا کنایہ۔

زبان بند خرد: شراب کا کنایہ۔

زبان ترازو: یعنی 'خار ترازو' جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

زبان دادن: عہد و پیمان کرنا؛ نیز بات کرنے کی اجازت دینا۔

زبان زرگی: ایسی زبان جو کچھ لوگ باہم طے کر لیتے ہیں اور اُن طے شدہ الفاظ کے ساتھ آپس میں بات کرتے ہیں تاکہ کوئی دوسرا نہ سمجھ سکے؛ اور وہ یوں ہے کہ کوئی سے دو حرفوں میں ایک حرف شامل کر دیتے ہیں؛ اور اس کا بہت رواج ہے۔

زبان عکس: توتلی یا ہکلی زبان۔

زباں فروش: بے موقع بہت باتیں کرنے والا، باتونی۔

زبانِ گنجشک: نان یا روٹی کی ایک قسم جسے 'توشدیلی' بھی کہتے ہیں۔

زبانِ گندمی: نرم بات کرنے والی زبان۔

زباں گیری: دشمن کے لشکر میں سے کسی ایک کو پکڑ لانا تاکہ اُس سے کیفیت اور کمیت معلوم کی جائے۔ اُس گرفتار شدہ آدمی یا فوجی کو 'زباں گیر' کہتے ہیں۔ اور 'گرفتنِ زباں' زبان کی لکنت کا کنایہ ہے۔

زبانہ: شعلہ۔ زبان کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

ز ۔ خ

زخمِ دامن دار: موٹا زخم، پھیلا ہوا زخم۔

زخمِ نمک بند: ایسا زخم جس پر نمک لگایا جاتا ہے تاکہ اُس سے خون بہنا بند ہو۔ جب کوئی شب زندہ داری کرنا چاہتا ہے (یعنی رات بھر جاگ کر عبادت کرنے کا خواہاں ہوتا ہے) تو وہ کسی انگلی پر زخم لگا کر اُس پر نمک لگا دیتا ہے تاکہ نمک زدہ زخم کے درد کے سبب نیند نہ آئے۔

ز ۔ د

زدن: اِس کے کئی معانی ہیں، جن میں سے ایک 'جماع' ہے۔

زدنِ شراب: بہت زیادہ شراب پینے کے باعث دل زدہ ہو جانا۔ یہ بھی 'زدنِ شیرینی دل را' کی مانند ہے؛ اور یہ معروف ہے۔

ز ۔ ر

زرّاف: ('ز' پر تشدید، 'ف' پر زبر) مصر کے نواح میں ایک عجیب قسم کا حیوان؛ اِسے 'اشتر گاو پلنگ' بھی کہتے ہیں۔

زر رفت بریدہ پنبہ کردن: ایک ضرب المثل ہے جو کسی کام کے روکنے کے موقع پر بولی جاتی ہے۔

زرِ تازہ: ایسا سکّہ جو تازہ تازہ ڈھالا گیا ہو۔ 'تازہ سکّہ' بھی کہتے ہیں۔

زر شکستہ: کھوٹا سکہ۔

زرورق: چاندی یا سونے کا ورق۔ ہندی میں اسے 'ابرک' کہتے ہیں۔

زروک: معروف؛ نیز آلۂ تناسل کا کنایہ۔

ز ۔ ش

زشت کردن: پہلوانوں کی اصطلاح میں حریف کو مغلوب اور خوار و زبوں کرنا۔

ز ۔ ع

زعفرانی خندہ: بہت زیادہ ہنسی۔ اِس کا ماخذ زعفران زار کو دیکھ کر بے اختیار ہنسی آنا ہے۔

ز ۔ غ

زغال آختہ: ایک تُرش پھل جو تازہ زرشک سے زیادہ اُبھرا ہوا اور سیاہ رنگ ہوتا ہے۔ اسے بکرے کی اوجھڑی میں پکاتے ہیں۔

ز ۔ ق

زقّہ: ایک دارو۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو دایہ کھجور وغیرہ سے بنا کر اُس کے حلق میں ڈالتی ہے، جسے ہند میں 'گھٹی' کہتے ہیں۔

ز ۔ ل

زلفِ عروس: ایک پھول کا نام جو گھنگھریالی زلفوں کی مانند ہوتا ہے اور کشمیر میں اُگتا ہے۔

زلفِ عُقار: عُقار کے پر۔ یہ ایک پرندہ ہے جس کے پر زلف کی مانند پیچ در پیچ اور شکن در شکن ہوتے ہیں، اِن سے جیغہ (ایک مرصّع زیور، جسے پگڑی میں باندھتے ہیں) بنایا جاتا ہے۔

ز ـ م

زمام: خاص طور پر اونٹ کی اور عموماً گھوڑے کی لگام۔

زمیں از دُور بوسیدن: نہایت ادب کا کنایہ۔

زمین دیوار: کشتی کی ایک ورزش۔ دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں پاؤں دیوار پر مارنا۔

زمینِ مُردہ: 'خاکِ مردہ' کا مترادف۔ اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔

ز ـ ن

زنارِ مینا: وہ لکیر سی جو اُدھ بھری مینا (صراحی) میں بنتی، یعنی نظر آتی ہے۔ اور 'زنارِ ساغر' بمعنی موجِ شراب۔

زنبغل: ('غ' پر پیش)، مُنھ کو ہوا سے بھر کر ہاتھ اُس پر مارنا، تاکہ اُس میں سے آواز نکلے۔

زنبوری: جالی دار شے (مشبک) یہ 'شانِ عسل' (شہد کی مکھیوں کا چھتّے) سے ماخوذ ہے، اِسی لیے 'پردہ مشبک' اور 'چیغ' (یا 'چِق') کو 'پردہ زنبوری' کہتے ہیں۔

زنجیر کردن و زدن: معروف؛ زنجیر ڈالنا۔

زنگ و زنگولہ بستن: کسی فن میں بلند مرتبہ حاصل کرنا۔ بعض کے مطابق: بلند مرتبے کا دعویٰ کرنا۔ ولایت (افغانستان، ایران) میں یہ رسم ہے کہ جب کوئی شاطر (شطرنج باز) یا پہلوان فن کے کمال کو پہنچتا ہے تو وہ گھنٹی باندھ لیتا ہے۔ ہند میں شاطر گھنٹی باندھنے کو کمال کے حصول کی شرط نہیں جانتے۔

زنگِ حیدری: بڑی گھنٹی جو قلندر کمر پر باندھتے ہیں۔

ز ـ و

زود بود: بے جا اور بے حساب کا کنایہ۔

زود سیر: وہ شخص جس کا جی دوستوں کی صحبت سے جلد بھر جائے اور پھر دو بیگانگی کھٹکھٹائے (غیریت

ظاہر کرے۔)

ز ۔ ہ

زہ وزاد: بال بچے، اہل وعیال۔

زہ گیر: معروف؛ 'زہ گیر زہ گیر کردن'، مراد پارہ پارہ یا ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ لوطیوں کی اصطلاح میں 'زہ گیر' فرج کا کنایہ ہے۔

زہر چشم: وہ غیظ وغضب جو تیز وتند نگاہ سے محسوس ہو۔ 'زہر' بمعنی خشم ہے۔ 'زہرِ چیزے گرفتن' سے مراد کسی کی تندی وتلخی اور خشم وغضب کو برداشت کرنا ہے۔

ز ۔ ی

زیادہ کردن: معروف؛ کم کرنے کا کنایہ۔

زیر افگن: موسیقی کا ایک راگ، جسے ہند میں 'بھیروں' کہتے ہیں۔

زیر پائی کشیدن: مثلاً ایک چور ہے جو اپنے عمل سے انکاری ہے۔ اُسے نرم میٹھی باتوں میں الجھا کر اُس سے اقرار کروالینا اور اُس کے کام کی تہ سے واقف ہونا۔ 'زیر پائی' تجبیہ وتادیب کے معنوں میں مستعمل ہے۔

زیر پیچ: دستار کی تہ پیچ (نیچے کا کپڑا۔)

زیر جامہ: ازار (پاجامہ، وغیرہ۔)

زیر چاق: مغلوب اور فرماں بردار۔ 'بالا چاق' اس کی ضد ہے یعنی غالب اور حکم دینے والا۔

زیر کردنِ سیاہی: ایک ایسی حالت ہے جس میں 'سیاہی' (تاریکی) آدمی کو نیند میں آ پکڑتی ہے اور وہ اس طریقے سے کہ اُس کا سانس گھٹنے لگتا ہے۔ عربی میں اسے 'عبد الجنہ' اور 'کابوس' کہتے ہیں۔ فارسی میں 'فرنجک'۔ (سوتے میں ڈر جانے کی بیماری۔)

زیرِ لب: آہستہ اور پوشیدہ بات کرنے اور ہنسنے کا کنایہ۔ چناں چہ کہا جاتا ہے 'سخنِ زیرِ لب'، 'تبسمِ زیرِ لب'۔

س

س ۔ ا

ساچمہ: فلوس، پیکان اور چاقو سے بھری ہوئی تھیلی، جو توپ میں گولے کی بجائے رکھتے ہیں۔

ساز برتار بستن: ساز کو سُر میں لانا۔

سازو: رسّی۔ 'سازو باز' رسّی باز (رسّی کا تماشا دکھانے والے) کو کہتے ہیں، اور جسے 'دار باز' بھی کہا جاتا ہے۔

عت: معروف؛ روز و شب کا کوئی حصہ (گھڑی، پل)؛ نیز بمعنی قیامت۔

ساعتِ سنگیں: (اضافت کے ساتھ)، نامبارک گھڑی 'سنگین' بمعنی نحس اور شوم بہت مستعمل ہے۔

ساعتہ: 'ساعت' سے منسوب، جیسے 'یک روزہ' اور 'یک شبہ' وغیرہ۔

ساغر: معروف؛ نیز دکن میں بیدر کے نزدیک ایک شہر کا نام۔

ساقدوش: ترکی لفظ، بمعنی شاہ بالا۔ دولھا کے ساتھ اچھے کپڑے پہن کر دلہن کے گھر جانے والا لڑکا (شہ بالا)۔

ساقری: ترکی لفظ، بمعنی گدھے یا گھوڑے کا دباغت شدہ چرم۔

ساقہ: لشکر کا پچھلا حصہ، چنداول۔ اسے 'پایہ دار' بھی کہتے ہیں۔

سال دار و سال دیدہ: کہن سال، بوڑھا۔

سال دُزدیدن: اپنی عمر کے سال کم بتانا۔

سام سوار: ایک پہلوان کا نام، جو دستان کا باپ اور رستم کا دادا تھا۔

سان: فارسی لفظ، بمعنی رسم و عادت اور اسلحہ و سامان۔ 'شان' ('شانِ لشکر') 'شین' کے ساتھ غلط ہے۔

ساوری: ترکی لفظ، تحفہ و پیش کش کا مترادف۔

سائل بکف: ایسا نادار فقیر جس کے پاس کشکول بھی نہ ہو (یعنی مانگتے وقت ہاتھ پھیلائے۔)

سایۂ نقشِ کسے بہ تیر و خنجر زدن: بے حد دشمنی کا کنایہ۔

سایہ بر کسے افگندن و کردن: عین وقت پر۔

سایۂ دست: امداد اور معاونت۔ محاورے میں کہتے ہیں، 'سایۂ دستِ کرم کنید۔' (دستِ کرم کا سایہ کیجیے، یعنی اعانت و مدد کیجیے۔)

سایہ رُست: (رُ پر پیش)، وہ سبزہ وغیرہ جو درختوں کے نیچے اُگتا ہے۔ مجازاً ایسا شخص جو نازونعمت سے زندگی بسر کرے اور جس نے زمانے کا گرم و سرد نہ دیکھا ہو۔

س ۔ ب

سبز چشم: نیلی آنکھ والا، جو علمِ قیافہ میں شرارت سے مخصوص ہے۔

سبز در سبز: موسیقی کا ایک راگ۔

سبز شدن: ظاہر ہونا، 'سفید شدن' کا مترادف جو معروف ہے۔

سبز شدنِ آفتاب: سورج کا غروب ہونے کے قریب ہونا۔

سبز شدنِ نان و آب: دیر تک پڑے رہنے کے سبب روٹی کو زنگ لگنا۔ #

سبز شدنِ نان و آب: زنگار بستنِ آں بسبب دیر ماندگی = دیر تک پڑے رہنے سے روٹی کو پھپھوند لگنا اور پانی پر کائی جمنا۔ (نقش)

سبز کار: ایسا شخص جس سے اچھے کام انجام پائیں۔

سبز کردن: 'نہال کردن' (نہال کرنے) کا مترادف۔

سبک رُوحی: بڑا ہی بے تعیّن ہونا۔ 'سبک رُوح' بمعنی بے کبر مصاحب (غرور سے پاک ساتھی)۔

سبو شکستنِ آخریں چہار شنبۂ ماہِ صفر: یہ معمول ہے کہ لوگ ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھوار) کی شام کو بر لبِ بام مشعلیں اور چراغ جلاتے اور پرانے مٹکے وہاں سے نیچے گراتے ہیں اور اونچی آواز میں کہتے ہیں، بلا ٹل گئی اور صفا آ گئی۔

س ۔ پ

سپر بستن: معروف؛ (ڈھال باندھنا)۔

سپر ہزارہ: ڈھال کی ایک قسم۔ بہت زیادہ تہ در تہ ہونے کے باعث اِس نام سے موسوم ہوئی۔

سپری: ('س' کے نیچے زیر)، بمعنی معدوم، ناچیز اور تمام؛ نیز آخر۔

س ۔ ت

ستارہ: معروف؛ نیز حاشیہ یا لکیر کھینچنے کی تختی۔ اِسے 'ستارۂ جدول' بھی کہتے ہیں۔

ستارہ: آنسو کا کنایہ؛ نیز نصیب و طالع۔

ستارہ بزیر آوردن: کسی غیر ممکن کام کے کرنے اور انجام دینے کا کنایہ۔

ستان: 'آستان' کا مترادف (اِس کا ذکر ہو چکا ہے)؛ نیز بمعنی آسمان کی طرف مُنھ اور زمین پر پیٹھ کر کے سیدھا لیٹنا۔

ستستہ: (س ت س ت ہ)، سیٹی کی آواز جو پہلوان اپنے حریف کو خوار کرنے کے لیے مُنھ سے نکالتے ہیں۔

ستم ظریفی: ظرافت کے پردے میں ستم کرنا۔

ستون کردنِ بازو: کمان کھینچنے کے لیے بازو سیدھا کرنا۔

س ۔ ج

سجاوندی: علمِ قرأت کی ایک کتاب، جس میں وقف کی علامات سنہری نقطوں کی صورت میں ہیں؛ نیز کابل کے قریب ایک قصبے کا نام۔ صاحب 'نگارستان' کے مطابق خراسان کے نزدیک ایک موضع کا نام جو مصنفِ ''نگارستان'' کا گاؤں ہے۔ جب کہ لغتِ 'رشیدی' کے مؤلف کے مطابق 'سگاوند'، سیستان میں ایک پہاڑ ہے، جس پر کتے بہت ہوتے ہیں اور 'سجاوند' اس کا معرب ہے۔ 'سجاوندی کردن و شدن' کنایہ ہے منقش کرنے اور ہونے کا۔

سجودِ صدری: پہلوانوں کی اصطلاح میں وہ سجدہ جو کشتی کرنے کے وقت کیا جاتا ہے۔

س ۔ خ

سخت پیشانی: ایسا شخص جو بڑا جرأت مند اور بے باک ہو۔

سخو: آنت/انتڑی کی چربی، جس میں چاول، گوشت اور گرم مسالا ڈال کر بھونتے ہیں۔

سخن را سال و ماہی نمی باشد: یعنی وہ کام جو مہینوں اور سالوں میں انجام پائے اُس کی کیفیت کے بیان کے لیے ماہ و سال کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سخنِ زندہ: اچھی بات۔

سخنِ غلافی: کنائے میں کہی ہوئی بات۔

سخنِ مجلس: ایسی بات جو چھپانے کے لائق نہ ہو، اور برملا اور سب کے سامنے کہی جائے۔

س ۔ د

سدق: ترکی لفظ، بمعنی ترکش۔ ایرانیوں کے مطابق یہ ترکش کی ایک قسم ہے، جس میں ہر تیر کے لیے الگ خانہ ہوتا ہے۔

س ۔ ر

سراپا: پاؤں سے سر تک؛ نیز بمعنی خلعت۔

سر و کیسہ کردن: کسی کا مال و متاع اس طرح اُڑا لینا کہ اُس کے پاس کچھ نہ بچے۔ اس کا ماخذ حمامی کی تھیلی اور تیغ ہے، جو بدن پر چرک اور سر پر بال نہیں رہنے دیتی۔

سرآغوش: دوپٹے کی ایک قسم جس میں تکلفات سے کام لیا جاتا ہے اور قیمتی جواہر اُس سے آویزاں کیے جاتے ہیں۔ اسے 'گیسو پوش' کہتے ہیں۔

سرآمد: سردار، نیز بلند عمارت۔

سرآمدن: آخر ہونا، ختم ہونا؛ نیز کامل ہونا۔

سرآوری: گردآوری، جمع کرنا۔

سراز چیزے بروں آوردن وکردن: کسی چیز سے عہدہ برآ ہونا۔

سرانداز: دوپٹا۔ بعض کے مطابق ایک رُومال جو عورتیں دوپٹے کے اوپر سر پر ڈالتی ہیں، لہٰذا یہ دوپٹے سے الگ چیز ہے؛ نیز بمعنی مست اور ناز و نخوت سے ٹہلنے والا/ والی۔ 'سراندازش' اور 'سرافشاں' کے بھی یہی معنی ہیں۔ 'سراندازی' بمعنی مستی سے ناز نخرے کے ساتھ ٹہلنا۔ اِسے 'مستِ سرانداز' بھی کہتے ہیں۔ 'سرانداز' نیز بمعنی چھت کا شہتیر۔

سر بُردن وبسر رسیدن و بر سر بُردن بسر کردن

و برسر آمدن و بسر بُردن: اخیر ہونا اور اخیر کرنا۔

سر بر سر کسے نہادن: کسی سے لڑنا جھگڑنا اور اُس کا مقابلہ کرنا؛ نیز متوجہ ہونا؛ نیز کسی کے حال پر توجہ دینا۔

سر بریدہ: معروف؛ نیز ناکس واجب القتل کا کنایہ؛ نیز چھپانے کے لائق راز۔

سر بند: پٹی جو عورتیں سر پر باندھتی ہیں۔

سر بہ کسے گرفتن وداشتن: کسی کے کام کی تہ سے آگاہ ہونا۔ مثلاً ایک شخص کسی جگہ چھپا ہوا معشوق کے ساتھ نیاز و ناز میں مصروف ہے۔ کوئی دوسرا وہاں پہنچ جاتا اور اِس راز سے پردہ اٹھا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرے راز سے آگاہ ہو گیا۔

سر بہ ابر وآسمان سودن و بُردن: بہت ہی ترقی اور بلند مرتبگی حاصل کرنا؛ نیز 'بہ ابر سودن و بر سرِ پا رفتن'

سرِ پا زدن: (اضافت اور فکِ اضافت کے ساتھ)، پُشتِ پا مارنا۔ پاؤں سے ٹھوکر مارنا؛ نیز لکدزنی۔ 'سرِ پے' بھی کہتے ہیں۔

سر پائی: جماع؛ نیز وہ فاحشہ عورت جسے تشخیصِ وجہ کی خاطر ایک جماع کے لیے لایا جائے۔

سر پرتی: کسی کی حال پُرسی کرنا۔ سرپرست؛ نیز خادم۔

سر پوش بہ حرف حرف گذاشتن: بات چھپانا۔ 'سر پوش گذاشتن' صرف بات ہی کے لیے مخصوص نہیں ہے، بلکہ یہ عام مواقع کے لیے ہے۔ اور 'سر پوش از رُوے راز اُفتادن' کسی راز کا افشا ہونا ہے۔

سر پوشیدہ: دوشیزہ، کنواری۔

سر پیچ: تنگی کا کنایہ۔

سرِ ڈیش کسے بند شدن: کسی سے عشق بازی کرنا۔

سرتاج: عورتوں کا گیسو پوش۔

سرِ تنہا: یکتا اور منفرد۔

سرِ جدا کردن: (ترکیبی معنی ظاہر ہیں)، عید الفطر کے موقع پر جب ہر فرد اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتا ہے تو اُسے تقسیم کرتے وقت کہتے ہیں، یہ فلاں کا سرِ مستحق اور یہ فلاں کا سرِ مستحق ہے۔

سرجوش: ہر چیز کا خالص پن۔ مثلاً 'مئے سرجوش' اور 'بوسۂ سرجوش' وغیرہ۔

سرچشمہ دار: وہ شخص جو کسی امر کی ابتدا و اختراع کرنے والا ہو۔

سرچین: برگزیدہ، خلاصہ، نچوڑ۔

سرِ حساب: آگاہ اور باخبر۔

سرِ خار ہائے جہاں تیز کردن: 'خار ہائے جہاں تیز کردن' کا مترادف۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

سرِ خاریدن: توقف اور بہانہ کرنا، ٹال مٹول کرنا؛ نیز ارادہ اور خواہش کرنا۔ 'سرِ توقع خاریدن' یہی ہے۔

سرِ خانہ: ہر چیز کا کمال (کامل ہونا)۔ 'سرِ خانہ رسانیدن' فن کو کمال پر پہنچانا ہے۔

سرِ خر: خلل ڈالنے اور کام بگاڑنے والا۔ بعض کے مطابق کسی گراں جانی کا کنایہ ہے جو محفل میں اپنی جگہ پر نہیں بیٹھتا؛ نیز کھیت پر لگائے گئے نقلی چوکی دار کی لکڑی جس پر گدھے کا سر ہوتا ہے۔

سرِ داشتن ترازو: ترازو کا ایک پلڑا زیادہ ہونا، بھاری ہونا۔

سرِ در چیزے کردن: کسی چیز کی طلب میں مرنا۔ 'سر' بمعنی طلب اور خواہش ہے۔

سرِ در کلاہِ کسے نہادن: کسی کا تابع و مطیع ہونا۔

سردست و سردستی: حقیر اور کم اعتبار والا؛ نیز 'سردستی' قلندروں کی لکڑی۔

سرِ دستار چیدن: پگڑی سر پر باندھتے وقت اُس کا کنارہ درست کرنا، جیسا کہ اُمرا کے نوکر کرتے ہیں۔

سرِ دستے رسیدن: محاورے میں اُس وقت بولتے ہیں جب کوئی اپنا راز چھپائے اور کوئی ساتھی اُس سے آگاہ ہو جائے تو کہتے ہیں، 'فلانہ سرِ دستے بما رسیدہ'، یعنی فلاں ہمارے راز سے اس طرح آگاہ ہو گیا ہے کہ اب انکار ممکن نہیں۔

سرِ دستے گرفتن: کسی کی امداد اور اعانت کرنا۔

سرِ زخم کسے مالیدن: گوش مالی کرنے کا کنایہ۔ محاورے میں کہتے ہیں کہ ہم نے اُس کے سرِ زخم مَلے، یعنی اُس کے کان کھینچے اور بلند پروازی سے، جس کا وہ مدعی تھا، اُسے نیچے لے آئے۔

سرزدن: سر قطع کرنا؛ نیز ظہور کرنا۔

سرزدہ رفتن و آمدن: بے خبر اور اچانک جانا اور آنا۔

سرِ زلف: ناز کا کنایہ۔

سرِ زندہ: بڑا سر۔ 'زندہ' بمعنیٰ ہر چیز کا بڑا ہے۔ اسی لیے بڑے ہاتھی کو 'زندہ فیل' کہتے ہیں۔

سرِ سجدہ: مہرِ نماز، اس کا ذکر آگے آئے گا۔

سرِ سخت خوردن: ('سر' اضافت کے ساتھ)، سخت صدمہ پہنچنا۔

سرخن: (بغیر اضافت)، داستان کا عنوان جسے سرخ روشنائی سے لکھتے ہیں۔ 'سرِ داستاں' بھی کہتے ہیں۔

سرِ شیر: (دودھ کی) بالائی، ملائی۔

سرِ طوق: (اضافت کے بغیر، نیز بالاضافت)، بڑا حلقہ (کڑا)، جو زنجیر کے سرے پر باندھتے ہیں؛ نیز گنبد کا چونا۔

سرِ عشر: ('ع' پر پیش)، دس قرآنی آیتیں جو 'بسم اللہ' کے موقع پر بچوں کو لکھ کر دیتے ہیں؛ نیز وہ دائرہ جو ان آیات پر کھینچتے ہیں۔

سرِ غلیاں: چلم۔

سرِ فتیلہ چرب شدن: جماع کا کنایہ۔

سرِ فلانے می جنبد: یعنی فلاں زندہ ہے اور اختیار والا ہے۔ 'سر جنبانیدن' بمعنی تحسین کرنا؛ نیز خوش ہونا؛ نیز بمعنی کسی کام سے روکنا، منع کرنا۔

سرِ فیل: خایہ کا کنایہ۔

سرِ قوچ تو بسلامت: لوطی لڑنے والا مینڈھا پالتے ہیں پھر باہم دو مینڈھوں کو لڑاتے ہیں اور بڑی قیمت پر بیچتے ہیں۔ اُن کی روزی کا مدار اسی پر ہے۔ جب اُن میں سے کس ایک کو نقصان پہنچتا ہے تو اُس کے ساتھی کہتے ہیں، 'سرِ قوچ تو بسلامت'؛ یعنی اس متاع کی منفعت اور مینڈھے کے گرو لینے اور لڑائی سے یہ نقصان پورا ہو سکتا ہے۔

سرکردن: بسر کرنا اور باہم سلوک کرنا؛ نیز ظاہر ہونا۔

سرِ کسے تراشیدن: کسی کی حال پرسی کرنا۔

سرکشودن ووا کردن: ماتم میں عورتوں کا اپنے بال بکھیرنا۔

سرکشی کردن: معروف؛ نیز بمعنی کسی جگہ جانا اور 'سرکشیدن' رُخ کرنے کے بھی معنی دیتا ہے۔

سرگن پرگن وسرگند وپرگند: جلد اور شتاب۔

سرکند: وہ رسّی جو سلاطین اور اُمرا کے طویلوں میں باندھتے ہیں۔ جو کوئی چور اور قاتل اُس میں پناہ لے، اصطبل کا عملہ اُس کی حفاظت کرتا ہے، اور کسی کو اُس کے حال میں مزاحم ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔

سرگن: قوم کا سردار۔

سرکوب: مورچہ جو کسی قلعے کی تسخیر کے لیے بناتے ہیں؛ نیز ایسی عمارت جو اپنے مقابل کی عمارت سے اونچی ہو؛ نیز تھپّڑ۔

سرگذشتہ: جان سے تنگ آیا ہو شخص جو اپنا سر مارلے (خودکشی کرلے)؛ 'خودگذشتہ' بھی کہتے ہیں۔

سرگرفتن: موافقت کرنا۔ صحبت کا ہم آہنگ ہونا۔ کہا جاتا ہے، 'صحبتِ ما بہ اُونمی گیرد'؛ یعنی اُس کی ہماری نہیں بنتی۔

سرگوش گرفتن: کسی کا مطیع ومنقاد (تابع) ہونا۔

سرِلوح: معروف؛ اِسے 'لوح' (تختی) بھی کہتے ہیں۔

سرمنزل: معروف؛ اور ایسی جگہ (مکان) جو کوئی مسافر کسی شہر یا موضع میں، آب وہوا کے اچھا ہونے کی بنا پر، یادگار کے لیے بنائے۔

سرنشیں: ایسا شخص جو سفر میں خچر یا اونٹ پر لدے ہوئے سامان پر بیٹھے۔

سرنہادن: نیند کرنا۔

سروازدن: رُوگردانی کرنا، مُنھ پھیرنا۔

سرا: گھر اور کارواں سرا۔

سراپا دادن: لوطیوں کا محاورہ۔ گون دینے کا کنایہ۔

سرازیر: اُلٹا۔

سراسر زدن: اِس سرے سے اُس سرے تک سیر کرنا۔

سرانہ: وہ مقررہ رقم جو رعایا کے ہر فرد سے لی جاتی ہے۔ 'سرانہ کے زیور' کہنا بے سروپا بات ہے۔

سرائے سنبل خان: ایران کی ایک سرائے کا نام جو سنبل خان نامی ایک شخص نے تعمیر کی، اور جو حماقت میں مشہور تھا۔

سرخ شدن: طیش میں ہونا۔ واقعی اِس حالت میں چہرے کا چمکنا لازمی ہے۔

سرخ عیار: ایک عیار و مکار آدمی کا نام جو عیاری میں بے مثل تھا۔

سُرخاب: ('ب' پر پیش)، سمندری پرندہ (سرخ رنگ کی بطخ)، جس کی مادہ کو عام پرندوں کے برعکس، مقررہ وقت پر حیض آتا ہے؛ نیز وہ سرخی جو عورتیں اپنے رنگ اور نکھار کی خاطر چہرے پر ملتی ہیں؛ نیز تبریز میں ایک پہاڑ کا نام؛ نیز نواحِ کابل میں ایک ندی؛ نیز خُمِ شراب؛ نیز سرخ شراب؛ نیز کشتی کا ایک داو۔

سرد شدنِ اختلاط: صحبت اور اختلاط کا ختم ہونا۔

سرم: ('س' کے نیچے زیر، 'ر' پر زبر)، چمڑے کا ایسا تسمہ جسے اوپر سے کھرچ دیتے ہیں تاکہ وہ نرم ہو جائے۔ اِسی بنا پر ایسے شخص کو 'سرم دست' کہا جاتا ہے، جس نے بہت زیادہ کام کرنے کے باعث ہاتھ پر روئی باندھ رکھی ہو۔

سرمائے گُل: ('گ' پر پیش)، ایامِ بہار کی سردی۔

سرمہ چشم: (بغیرِ اضافت)، وہ شخص جس نے آنکھ میں سرمہ ڈالا ہو۔ 'پیالہ دست' بھی اِسی نوع کا محاورہ ہے۔

سرمہ سلیمانی: ایسا سُرمہ کہ جب آنکھ میں ڈالا جائے تو دُنیا کی پوشیدہ چیزیں بالکل واضح اور ظاہر نظر آنے لگیں۔

سرمہ مست: ایسا سُرمہ جو شوخی و رعنائی سے آنکھ میں ڈالتے ہیں۔ اور 'چشم و نگاہش از سرمہ مست است' (اُس کی آنکھ اور نگاہ سرمے سے مست ہے) بھی معشوق کی تعریف میں کہتے ہیں۔

سروبند: دَور، عصر۔ محاورے میں کہتے ہیں کہ فلاں کام فلاں بادشاہ کے 'سروبند' (دور) میں ہوا۔

سروالہ: شلوار۔

س ۔ ط

سطل وسطلک: طشت (دوسرے میں کاف تصغیر ہے)۔

س ۔ ف

سُفتن: کسی چیز میں سوراخ کرنا، پرونا۔

سفرہ: معروف؛ نیز بمعنی مقعد۔

سفرہ پرداز: بہت پُرخور آدمی، جو کھانے کی چیزوں سے دسترخوان خالی کر دیتا ہے۔ 'کاسہ پرداز' بھی مستعمل ہے۔

سفن: پانی کے جانور کی کھال جو کیمخت (گھوڑے یا گدھے کی دباغت شدہ چرم) کی طرح دانے دار ہوتی ہے۔ اسے تلوار کے دستے پر لپیٹتے ہیں تاکہ وہ صحیح طور پر مضبوط رہے۔

سفید پے: 'پے سفید' کا مترادف، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

سفید چشمی: بے حیائی، اور ساجت۔

سفید شدن: ظاہر اور نمودار ہونا۔ 'سفید کردن' اس کا متعدی ہے۔

سفید شدنِ خون: خون سفید ہو جانا۔ بے مہری کا کنایہ۔

سفید گوئی: کھل کر اور بے پردہ بات کرنا۔

س ۔ ق

سقایۂ حاج: صحرا کے کنارے پیاسے حاجیوں کے لیے پانی کی سبیل لگانا۔ 'سقایہ' بمعنی پانی کی جگہ۔

سقط چین: ہر چیز کے ریزے جمع کرنے والا۔

سقیفہ بستن وساختن: جھوٹی باتیں کرنا اور بنانا۔

س ۔ ک

سُکان: رہنے والے (' ساکن ' کی جمع)؛ نیز کشتی کا پچھلا حصّہ۔

سُکسُک: (ہر دو 'سین' پر پیش)، سُست رفتار گھوڑا۔

سکندر و سکندری: سر میں آنا، داخل ہونا۔ 'سکندر' رومی زبان میں سر کو کہتے ہیں۔

سکّہ بزر کردن: اپنے قول پر قائم رہنا اور کہی ہوئی بات کے مطابق عمل کرنا۔

سکّہ خوردنِ دعوای: صحیح نقش بیٹھنا۔

سکّہ درست: بغیر کسی نفاق کے درست اور صحیح طور پر معاملہ کرنے والا شخص، جس کا قول اُس کے عمل کے موافق ہو۔ 'سکّہ' بمعنی طرز و روش ہے، یعنی اُس شخص کا طرز و آئین درست ہے۔

سکّہ ٔ مردی: غیرت و حمیت اور آبرو۔ بعض کے نزدیک ڈاڑھی کا کنایہ۔ 'سکّہ ٔ مردی' کو آلہ ٔ تناسل کے معنوں میں زبان پر لانا بعید از تحقیق ہے۔

س ۔ گ

سگِ پاسوختہ و سوختہ پا: آوارہ گرد اور در بدر پھرنے والا شخص۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے، جب کتّے کے پاؤں جلتے ہیں تو وہ ایک جگہ نہیں ٹکتا اور بے قراری کے عالم میں اِدھر اُدھر دوڑتا پھرتا ہے۔ اس محاورے کے استعمال کا انحصار الفاظِ تشبیہ (جیسے مانند، چوں وغیرہ) کے لانے پر رکھنا بڑی عجیب بات ہے (یعنی یہ الفاظ استعمال نہیں ہوں گے)۔

سگِ چار چشم: ایسا کتّا جس کی آنکھ کے نیچے دو سیاہ خال ہوں اور اُس کی آنکھ کم روشنی (بینائی) والی ہو۔

سگِ دنبالہ کش: 'سگِ ہر سوار' کا مترادف، جو ایک مشہور ضرب المثل ہے (ہر سوار کا کتّا)۔

سگِ کجاست: نہایت تحقیر کا فقرہ۔

سگ کُشی: قتل کرنے کے لائق ایسا شخص جو کتّے کے مار ڈالنے کی طرح بے مواخذہ ہو۔

سلکی: کُشتی کا ایک داؤ جو دو قسم کا ہے۔ ایک 'اُلٹا سلکی'؛ یعنی جس میں دونوں حریفوں کے ہاتھ کام نہ کریں بلکہ دونوں اپنے پاؤں ایک دوسرے کے پاؤں میں اُڑا کر ایک دوسرے کو

کھینچیں اور زور لگائیں دوسرا اسکی رُوبرو، جس میں دونوں اپنے ہاتھ پاؤں باہم اڑا لیتے ہیں، جس طرح دو کتے اُلجھتے ہیں۔

سگِ لاس: 'لاس' عموماً ہر حیوان کی مادہ ہے اور خصوصاً کتے کی مادہ۔

س ۔ ل

سلامِ ترازو: ترازو کے اُس پلڑے کا جھکنا جس میں سودا پڑا ہو۔

سلامِ تفنگ: جب تاجروں کا جہاز دُور سے سمندر میں نظر آتا ہے تو میر بحر بندوق ہوا میں چلا دیتا ہے تاکہ اُنھیں پتا چل جائے کہ تمغے کی رقم دیے بغیر عبور کرنا محال ہے۔ اِسے 'سلامِ تفنگ' کہتے ہیں۔

سلامانہ وسلامی: اس کے معنی 'پیشکش' میں دیے جا چکے ہیں۔

سلطانِ وقتِ خویش است: 'بادشاہِ وقتِ خویش است' کا مترادف، جو مشہور ہے (وہ اپنے وقت کا سلطان ہے)۔

سلطیہ: تیز زبان حاضر جواب عورت۔ کسی کی پروانہ کرنے والی، ہر کسی کے ساتھ گٹھڑی یا پوٹلی میں جانے والی۔

س ۔ م

سمندر/ سلار: ایک جانور کا نام، جو سکندر ذوالقرنین کے بیٹے کے دور میں پیدا ہوا تھا۔ جس کسی پر اُس کی نظر پڑتی، وہ وہیں مر جاتا۔

س ۔ ن

سنبک: چھوٹی کشتی جو جہاز کے ساتھ ہوتی ہے۔

سنبلی: موسیقی کا ایک راگ۔

سن دو و جودی: جب کسی سے کوئی لین دین کرتے ہیں تو مزید اعتبار کی خاطر معامل (معاملہ کرنے والے) اور اُس کے کسی واقف یا بھائی سے، بالاتفاق، سند لے لیتے ہیں تاکہ عندالطلب

اُن دو میں سے جو صاحبِ استطاعت ہو، وہ عہدہ برآ ہو۔ عام لوگ اِسے 'سندِ یک وجودی' کہتے ہیں۔

سَندہ: ('س' پر زبر)، نہایت موٹا اور گندا۔

سنگ: مراد سنگِ مزار، کتبہ۔

سنگ و تیغ مہر کردن: ایامِ عاشورا میں، امام شہدا کے عزا کی خاطر، ۱۹ر تا ۲۱ر ماہِ رمضان المبارک کو، جو روایات میں اختلاف کی بنا پر حضرت شاہِ نجف ؓ کے ایامِ شہادت ہیں، سر نہیں منڈواتے، بلکہ احتیاط کے طور پر استرے اور پتھر پر مہر لگا دیتے ہیں۔ مجازاً بمعنی بے کار اور معطّل۔

سنگِ آتش: ایسا پتھر، جب اُس پر چقماق رگڑ کھاتی ہے تو اُسے آگ لگ جاتی ہے، اور اُس میں دوسرے پتھروں کی نسبت آگ زیادہ ہوتی ہے۔

سنگِ امتحان: کسوٹی، نیز 'سنگِ زر'

سنگ انداز: 'کلوخ انداز' (ڈھیلا پھینکنے والا) کا مترادف؛ نیز وہ روشن دان جو قلعے کے کناروں کے نیچے بناتے ہیں تاکہ جب دشمن نزدیک آئیں تو وہاں سے اُن کے سروں پر پتھر اور اینٹیں برسائی جائیں۔

سنگ بر سنگ نماندن و نہ اِستادن: عظیم آشوب کا کنایہ، یعنی وہ ایک ایسا تزلزل ہے کہ جس میں جمادات بھی اپنی حالت پر نہیں ہیں۔ ایسے موقع پر کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا ازدہام اور غوغا ہے کہ کتا اپنے مالک کو نہیں پہچانتا۔

سنگِ جراحت: ایسا پتھر جسے پیس کر زخم پر لگایا جائے تو خون بہنا بند ہو جاتا ہے۔ اسے 'سنگِ زخم' بھی کہتے ہیں۔

سنگ در آب افگندن: (پتھر پانی میں ڈالنا)، مراد کسی جگہ ٹھہر جانا۔ متاخرین نے اِس کے معنی پوشیدہ اور پنہاں کرنے کے لیے ہیں۔ اِس کا سبب ظاہر ہے۔

سنگ در دہان انداختن: 'از زباں اُفتادن' کا مترادف؛ نیز خاموش ہونا، یا رہنا۔

سنگ رُو: (بغیر اضافت)، بے حیا۔

سنگ رُوے یخ: ایسے شخص کا کنایہ جو تابع و مطیع ہو اور جس کام پر اُسے بھیجا جائے وہ چلا جائے۔ اِس کا ماخذ برف پر پڑا پتھر ہے اور اُس کا کسی بھی طرف ہلنا یا ہٹنا برف پگھلنے پر منحصر ہوتا ہے۔

'سگِ رُوے یخ' بھی یہی محاورہ ہے (یعنی برف پر کتا)۔

سنگِ سودا: سیاہ قسم کا انتہائی ہلکا پتھر، جو پانی میں نہیں ڈوبتا اسے 'سنگِ پا' بھی کہتے ہیں۔

سنگِ شیشہ: ایسا پتھر جسے پگھلا کر شیشہ بناتے ہیں۔

سنگِ نمک: نمک کی ایک قسم جو پتھر کے طور پر مشہور ہے۔

سنگِ یدہ: ایک پتھر جس کا رُخ آسمان کی طرف کرکے اُس پر جادو پڑھتے ہیں، یا کرتے ہیں، جس سے بارش آجاتی ہے۔ یہ زیادہ تر ترکوں کا عمل ہے۔ ''اکبرنامہ'' سے معلوم ہوا؛ نیز 'یدہ'

سنگیں دست: ایسا شخص جو تأمل اور تاخیر سے کام کرے۔

سنگیں شدنِ بیماری: مرض کا شدید ہوجانا 'گراں بودنِ بیماری' (بیماری کا بوجھل ہونا) اِس کا مترادف ہے۔

سنین وبنین: 'سنان وبنان' کا مصغّر۔ اوّل بمعنی نیزے کے تیز سرے کی طرف۔ دوم بمعنی اُس کے نچلے حصے کی طرف۔

س - و

سوادروشن کردن وکشودن: لکھنے پڑھنے میں مہارت حاصل کرنا۔

سوادکردن: لکھنا۔

سوچی: ترکی میں بمعنی شراب فروش۔ 'سو' شراب کو کہتے ہیں۔ ہندی میں 'اسو' بمعنی خاص شراب ہے۔ 'سوچی خانہ' بمعنی مے خانہ۔

سودن بر سر زدن: 'زیرکردنِ سیاہ' کا مترادف۔ اِس کا ذکر ہوچکا ہے۔

سوداگرہ شدن: کسی معاملے (لین دین، سودے) میں توقف آجانا۔

سبرن: ترکی لفظ، دشمن پر حملہ کرتے وقت لشکریوں کا زور سے نعرہ لگانا، ''اللہ اکبر'' اور ''یامعین''۔ ''اکبرنامہ'' سے اِس کا پتا چلا۔

سوزن بال وسوزن پر: ایک پرندے کا بچہ جس کے تازہ تازہ پر اُگے ہوں۔ وہ پر بالکل سوئی کی مانند ہوتے ہیں۔ اِسے 'سیخ پر' بھی کہتے ہیں۔

سوفارلب: مفعول آدمی کا کنایہ، جسے اِغلام کرانے کی عادت ہو۔

سوے کسے گرفتن: 'جانبِ کسے گرفتن' کا مترادف، اور یہ مشہور ہے۔

س - ہ

سہم السعادہ و سہم الغیب: علمِ نجوم کی رُو سے سہام (جمع سہم، حصّہ، تیر) بہت ہیں اور وہ مخصوص چیزوں کے دلائل ہیں جو روشن ستاروں کے مواضع اور گھروں سے لیے جاتے ہیں۔ اس کی تیس فصلیں معلوم ہوئیں۔ سب سہام سے قوی تر 'سہم السعادہ و سہم الغیب' ہیں۔ 'سہم السعادہ' مال و جاہ کی دلیل ہے جب کہ 'سہم الغیب' فرح و خرمی کی۔ طالع، افقِ مشرق پر فلک البروج کا ایک جزو ہے۔ فارسی والوں کی اصطلاح میں 'سہم الغیب' کے ترکیبی معنی ہیں: کھانے کا کچھ حصّہ جو کسی غیر موجود کے لیے سنبھال رکھتے ہیں۔

سہ اسپہ: تیز اور جلد چلنے کا کنایہ، کیوں کہ جو کوئی جلد تر جانا چاہتا ہے وہ تین گھوڑے اپنے ساتھ لے جاتا ہے، تاکہ اگر ایک سست چلے تو وہ دوسرے پر سوار ہو جائے۔ 'دو اسپہ' بھی مستعمل ہے۔

سہو القُبّ: ('ق' پر پیش اور 'ب' تشدید کے ساتھ)، وہ غلطی جو انگلی کے پوروں کی گرہوں کے حساب میں پڑے۔ دراصل 'سہو العقد' ہے۔ لوطی 'سہو القُب' بولتے ہیں۔

س - ی

سیاہ پستاں: ایسی عورت جو کسی بچے کو جنم نہ دے اور اگر کسی غیر کے بچے کو دودھ پلائے تو وہ مر جائے۔ مصنّفِ ''بہارِ عجم'' نے 'سیاہ پستاں' کو ابرِ سیاہ سمجھا ہے جب کہ یہ معنی خلافِ جمہور ہیں۔

سیاہ پیر: (فکِ اضافت کے ساتھ)، پیر کا غلام۔ 'سیاہ' بمعنی غلام ہے۔ اور 'سیاہ' معشوق کو بھی کہتے ہیں۔

سیاہ دست: بخیل، کنجوس۔ 'سیہ کاسہ' کا مترادف: نیز بے حمیت۔

سیاہ سال: ایسا سال جس میں اِمساکِ باراں (بارش بالکل نہ ہونا) واقع ہو۔

سیاہ سر: بمعنی عورت۔ 'سیاہ سراں' اور 'سیاہ سرہا' اس کی جمع ہے۔

سیاہ کردنِ پستاں: ایک سیاہ دوا کا پستان پر مَلنا تاکہ بچہ ڈرے اور دودھ نہ پیے۔ یہ دوسرے شیر خوار بچے کو

(جسے 'کوکہ' کہتے ہیں) دودھ سے روکنے کا بہانہ ہے۔

سیب بخور: سیب کی ایک قسم جو بہت خوش بُو دار ہوتی ہے، اور اُس کے چھلکے کو عود کی طرح بخور کرتے ہیں (آگ لگاتے ہیں، اگربتی وغیرہ کی طرح، تاکہ خوش بُو دے۔)

سیب تا فرود آمد ہزار چرخ زند: مشہور ضرب المثل ہے۔ یعنی جب تک تُو آنکھ جھپکے، چرخ ہزار چکّر کاٹے گا اور عجیب چیزیں بروے کار لائے گا (عمل میں لائے گا)۔ اِس کا ماخذ یہ ہے کہ ایک بادشاہ کے ہاتھ میں سیب تھا اور وہ خربوزے کی پھانک چھری سے اٹھا کر مُنھ میں ڈال رہا تھا۔ اِس حالت میں اُس نے ایک مجرم کے قتل کا حکم دیا۔ اُس مجرم نے عرض کیا کہ سیب کو فضا میں پھینکنا چاہیے تاکہ اُس کے نیچے آنے تک مجھے کچھ مہلت مل جائے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ قضارا سیب ابھی نِکلا ہی رہا تھا کہ چھری خربوزے کی پھانک سمیت بادشاہ کے حلق میں اتر گئی اور قضا نے اپنا کام دکھا دیا۔ مجرم کو ہلاکت سے نجات مل گئی۔ اِس واقعے کے بعد یہ مثل بن گئی۔

سیب فرستادن: 'گل فرستادن' کا مترادف۔ اِس کا ذکر آگے آئے گا۔

سیب مسکان وسیب آزالیش ('ز' کے ساتھ)، وسیب دلیلی (دال مہملہ کے ساتھ)، وسیب سمیں: یہ سب سیب کی قسمیں ہیں۔ پہلی قسم (سیب مسکان) طوس سے مخصوص ہے، دوسری (سیب آزالیش) صفاہان سے، تیسری (سیب دلیلی) یزد سے، چوتھی (سیب سمیں) اکثر شہروں میں دست یاب ہے۔

سیبے وبجودے: ضرب المثل ہے، مراد حقیر سا تحفہ اور بہت نیاز۔

سیخ کردن: قد سیدھا کرنا؛ نیز 'کمر سیخ کردن'۔

سیر در گونِ کسے گذاشتن: کسی کو مضطرب اور بے قرار کرنے کا کنایہ، کیوں کہ 'سیر' (لہسن) کا اعضا پر ڈالنا یا رکھنا، اس کی حدّت کی بنا پر، جلن کا باعث بنتا ہے۔ اور 'نمک وسیر درکس وگونِ کسے گذاشتن' کے بھی معنی ہیں۔

سیراب: معروف ہے۔

سیرت: فارسی والے اِس کے معنی ناموس وآبرو کے لیتے ہیں۔

سلاب دوانی: بہت بخشش کا کنایہ۔

سیلی زدن وکشیدن دستن: معروف (تھپڑ مارنا)؛ پہلا محاورہ مشہور ہے۔

سیم: معروف؛ نیز ساز کا تار؛ نیز معشوق کا چاندی کا تار جسے لباس میں کلابتوں کی جگہ استعمال کرتے ہیں، اسے 'سیم دوزنی' کہتے ہیں۔ 'کلابتوں' ('کاف' کے ساتھ) یہی ہے جب کہ 'گلابتوں' ('گاف' کے ساتھ)، بمعنی خالص چاندی کا تار۔

سیم بر سنگ زدن: جماع کرنے کا کنایہ۔

سیم بندی: آہنی تاروں کے ساتھ شمعیں لٹکا کر اونچا کرنا، جو چراغاں کی ایک قسم ہے؛ اور یوں لگتا ہے جیسے شمعیں فضا میں لٹک رہی ہوں۔

سیم کش: ایسا شخص جو کسی کا مال اڑائے۔ بعض کے نزدیک فضول خرچ۔ محاورے میں وہ شخص جو کلابتوں بناتا ہے۔

سیمک بر ابریشم زدن: تارِ ابریشم کو کلابتوں بنانا۔ 'سیمک' ایک میڑھے بسرے والی لکڑی ہے، جس پر رتی اور ابریشم کی اُنیا (گچھا) لپیٹتے ہیں۔

سیما: نشان اور علامت۔ فارسی والے اِس کے معنی پیشانی کے لیتے ہیں۔

سینہ باز: کھلا اور اُبھرا ہوا سینہ، اور ایسی چیز جس پر سینہ باز کی طرح نقش ہوں۔

سینہ بند: وہ چیز جو گھوڑے کی زین کے اوپر اُس کے سینے پر باندھتے ہیں۔ ہندی میں اسے 'پیٹی' کہتے ہیں؛ نیز وہ کپڑا جو عورتیں چھاتیوں پر باندھتی ہیں۔ فارسی میں اسے 'مشی' کہتے ہیں۔ 'بر بند' بھی کہتے ہیں۔

سینہ طرح دادن: سینہ ظاہر کرنا۔

سینہ کردن تیر: تیر کا زمین پر پہنچنا اور وہاں سے اُچھلنا۔

سینی: 'چینی' کا معرب ہے، بمعنی خوان۔ سینی یعنی تانبے اور پیتل کا خوان (تھال)۔

سیہ خانہ: بد بخت، خانہ ویراں۔ 'سیاہ' کے معنی 'سیاہ سال' میں آ گئے ہیں؛ نیز عرب کے صحرا نشینوں کا خیمہ۔

سینہ زباں: ایسا شخص جس کی بددعا میں اثر ہو۔

سیہ شدن زباں: پُرگوئی کے سبب زبان کا بے کار ہو جانا۔

سیہ قلم: ایسی تصویر جو سیاہی سے بنائی جائے۔ یہ خاصۂ فرنگ ہے (انگریزوں سے مخصوص)؛ نیز وہ

معشوق جس کا رنگ کالا ہو۔

سیہ کاسہ: بخیل اور کنجوس۔

سیہ کام: بدبخت، نامراد۔

ش

ش۔ ا

شاباش: کلمۂ تحسین ہے، 'شاد باش' کا مختصر؛ نیز بمعنی نیاز اور پیش کش۔

شاتو: ترکی لفظ۔ زینہ، سیڑھی۔

شاخ و برگ: حرف و حکایت کے طول اور عرض کا کنایہ۔

شاخ بدیوار و شاخ بر دیوار: اکڑی گردن والا، مغرور۔

شاخ پیوند: یعنی 'برگ پیوند'؛ جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

شاخ زر: سلاطین کے خزانوں میں سونے سے شاخیں بنا کر رکھتے ہیں۔

شاخچہ بندی: تہمت سازی۔ 'شاخچہ' بمعنی تہمت و افترا۔

شاخسانہ: بھک منگوں کی ایک قسم؛ اور اِن بھک منگوں کا حیوان کے دو سینگ باہم کھڑکانا ہے تاکہ اپنے اِس مسلسل عمل سے بھیک کے لیے اصرار کریں۔ چوں کہ اِن سینگوں کے کھڑکانے سے کرخت سی آواز نکلتی ہے، اِس لیے لوگ اِنھیں جلدی جلدی کچھ دے کر اِن سے جان چھڑاتے ہیں۔ مجازاً، بمعنی ڈرانا اور تہدید کرنا؛ نیز 'شاخسانہ رفتن'۔

شاخ شکستن: تادیب کرنا اور خودسری سے باز رکھنا۔

شاخ گل: معروف؛ نیز معشوق کا کنایہ۔

شاخ شکستہ: خودسر اور بے ادب۔

شادخواری: کسی مزاحمت کے بغیر شراب پینا۔

شاشش بُو کردہ: (اُس کا پیشاب بُو دینے لگا ہے)، یعنی وہ تابع ہو گیا ہے۔

شافِ احمر و شاف: آلۂ تناسل۔

شاقول: پیتل یا لوہے اور پتھر کی ایک چیز ہے، جس پر رسّی باندھتے ہیں اور معمار اُس سے دیوار کی سیدھ دریافت کرتے ہیں: سہاول۔ عربی میں اسے 'امام' کہتے ہیں۔

شال بگردن داشتن: بیمار پڑنے کا کنایہ: کیوں کہ بیمار ہوا کے تصرف کے خوف سے شال گردن پر لپیٹ لیتا ہے۔

شام: رات کا کھانا۔

شامی: شام کا وقت، جیسے صبحی۔

• شانہ بدل کردن: زنانِ ولایت میں، آپس میں کنگھیاں تبدیل کرنے کی رسم۔ جس طرح مردانِ ہند کی 'دستار الش' ہے۔

شانہ در آب گذاشتن: آرائش کے لیے تیار ہونے کا کنایہ۔

شانہ کاری: کسی کے ساتھ الجھنا، تا کہ وہ زود گیر (جلد پکڑے جانے) کے مقام میں آجائے۔ اس کا ماخذ کنگھی میں زلفِ گرہ گیر کا پھنسنا یا الجھنا ہے۔

شانہ گردانی و شانہ گیری و شانہ کردن: اعراض کرنا اور اور بہانہ کرنا: نیز 'شانہ خالی کردن'۔

شاہ: ہر وہ چیز جو اپنے امثال و نظائر (اپنے جیسی چیزوں) میں بہتر اور بڑی ہو۔ اُس کے بڑے ہونے کے معنی اس لفظ کا تقاضا ہیں۔

شاہی: ایران میں رائج سونے کا سکّہ، جس کے پچاس دینار ہیں۔

شاید: یعنی قریب ہے۔ مثلاً قریب ہے کہ یہ صورتِ حال پیدا ہو۔

ش - ب

شب افروز: نقرے کی زمین کی زربفت (کمخواب، زری۔)

شب اندر روز: ریشمی قماش کی ایک قسم، جسے سیاہ اور سفید ملا کر بُنتے ہیں۔ اس کی آگے چند قسمیں ہیں۔ اسے 'روز و شب' بھی کہتے ہیں۔

شب بازی: دو قسم کی ہے، ایک تو یہ کہ بھگت رات کے وقت مختلف صورتوں شکلوں میں باہر آتے ہیں اور لڑکوں کی شکلیں عورتوں کی سی بنا دیتے ہیں۔ دوسری یہ کہ خیمہ کھڑا کر کے چرم اور کاغذ پر نقش

شدہ شکلوں کے جلوے کا نظارہ کرتے ہیں۔ پہلی قسم کبھی دن کے وقت بھی رُو بہ عمل لاتے ہیں جب کہ قسمِ ثانی خاص طور پر رات کے وقت۔

شب بر پا و زندہ داشتن: تمام رات جاگتے رہنے کا کنایہ۔

شب پوش: لباس جو سوتے وقت پہنتے ہیں؛ نیز بمعنی کلاہ۔

شب رَو: وہ شخص جو رات کے وقت چلے۔ اصطلاح میں عیار اور طرار کا کنایہ۔

شب گرد: کوتوال۔

شب گل: وہ لوگ جو موسمِ بہار میں صبح سے دو گھنٹے پہلے باغ کی سیر کو جاتے ہیں اور یہ وقت پھول کھلنے کا ہوتا ہے۔

شب گیر: رات؛ نیز بمعنی صبح؛ نیز آخرِ شب راستہ طے کرنا، سفر کرنا، چلنا۔ اِس کی تفصیل اور توجیہ لفظ 'ایوار' میں دی جا چکی ہے۔

شب نشیں: تین معنوں میں مستعمل ہے۔ اوّل رات کے مجلس نشیں، دوسرے راتوں کو بیٹھنا، تیسرے راتوں کو بیٹھنے والا۔

شب نیمہ کرد و بدو نیم کرد: یعنی آدھی رات کو بھاگ گیا۔

شب ہاے طاق: رمضان المبارک کی اکیسویں، اِکیسویں اور تیئیسویں کی راتوں کو ایران کے زہّاد شب زندہ داری کرتے اور اِن ہی میں سے شبِ قدر جانتے ہیں۔ 'شب احیا' بھی کہتے ہیں۔

ش ۔ ت

شترخان: شُتر خانہ (اونٹوں کا طویلہ)، لفظ 'خانہ' کی 'ہ' کا دیگر مواقع میں حذف کرنا، جیسے 'گاو خانہ' وغیرہ کا، جائز نہیں ہے۔ ''نگارستان'' (کتاب) میں بھی 'شترخان' نظر آیا ہے۔

شتل: جوُے میں جیت جانے والا جوے کی محفل کے حاضرین کو جو کچھ دے۔

ش ۔ د

شد: (تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ مستعمل ہے)، ''اخلاقِ ناصری'' کے شارح مولانا

یوسف کوسہ کے مطابق یہ ایک واحد بسیط نغمے کا استخراج (نکالنا) ہے۔ 'شدِ مخالف' بمعنی بے اصول اور نہ بجایا ہوا نغمہ۔

شدِ پہلوان: وہ آواز جو پہلوان کشتی شروع ہوتے وقت بلند کرتا ہے۔

شدہ: یاقوت اور موتیوں کی لڑیاں جو گریبان اور چاکِ سینہ کے گرد باندھتے ہیں، لٹکاتے ہیں۔

ش ۔ ر

شراب انداختن: شراب بنانا۔

شرابِ قُرُق: (دونوں 'قاف' اور 'ر' پر زبر)، وہ شراب جو حکام اور سلاطین نے ممنوع قرار دے رکھی ہو اور اِس بنا پر کم ہی دست یاب ہو۔

شرابِ گذشتہ: مزے سے خالی شراب، جس میں نشہ نہ ہو، یعنی اپنی اصلی حالت سے خالی ہو۔

شرب الیہود: لغوی معنی ہیں، یہودیوں کا شراب پینا، اور چوں کہ یہ قوم خفیہ طور پر شراب پیتی ہے اِس لیے بمعنی پنہاں شراب پینا مستعمل ہے۔

شَرباشَرن: ترکی لفظ (پہلے 'شین' پر زبر، 'ر' ساکن، دوسرے 'شین' اور 'ر' پر زبر، 'ن' ساکن)، ایسا شخص کہ جب جنگ کے لیے دو صفیں باہم آمنے سامنے ہوں تو وہ اپنی فوج سے نکل کر، پہلے نکلنے کی صورت میں، یعنی پیش آہنگی کر کے جنگ کا آغاز کرے۔

شرحِ کشاف خواندن وانشا کردن: ہرزہ درائی اور یاوہ گوئی کا کنایہ۔

شرم: معروف؛ نیز بمعنی آلۂ تناسل۔

شریف: معروف؛ نیز ایران کا ایک شہر؛ نیز وہ قوم جو مصر کے سلاطین کے عمال (حکام) کو معزول کر کے نسل در نسل ریاستِ کعبہ کے امور نپٹا رہی ہے۔ اِس جماعت کو 'شرفائے مکہ' کہتے ہیں۔ 'شریف' اِس کا مفرد ہے۔

ش ۔ س

شستک: چمڑے کے بنی ایک چیز جو مفعول لوگ (اغلام کروانے کے عادی) بدکار عورتوں کی طرح

کمر سے باندھتے ہیں اور بعد میں اِس کا سر اندر ڈال لیتے ہیں، تا کہ اِس فعل سے ہونے والی کھجلی دُور ہو جائے۔

شُستہ شدن: میّت کا غسل پانا۔

ش ۔ ش

شش قَبرَغہ: ایک شخص کا بڑا ہی احمق غلام تھا۔ ایک روز اُس آقا نے اُس سے کہا، 'دنیا کے تمام لوگوں کے سات قبرغہ ہیں اور تیرے چھ ہیں، تُو مر جائے گا'۔ غلام کو سخت دکھ پہنچا وہ لیٹ گیا اور اِسی غم میں مر گیا۔ اُس کے بعد سے یہ ہر احمق آدمی کے لیے استعمال ہوا۔ 'قبرغہ' ('ق' پر زبر، 'ب' پر پیش، 'ر' ساکن)، آدمی کے پہلو اور کمر کی ہڈی۔

ش ۔ ع

شعلہ زادہ: ابلیس کا کنایہ۔

ش ۔ غ

شغرہ: ایک اوزار جس سے چرم کو چھیلتے ہیں، اور اُس کا پھریرا جس سے سوراخ کرتے ہیں۔

ش ۔ ف

شفشاہنگ: (دونوں 'شین')، 'حدیدہ' کے، جس کا ذکر ہو چکا ہے، پہلے معنی کا مترادف۔

ش ۔ ک

شکار: پرندوں اور جانوروں کا مارنے کا قصد؛ نیز قابلِ شکار جانوروں پر بھی اِس کا اطلاق کرتے ہیں۔ مجازاً بمعنی مطیع و رام اور مغلوب شخص۔

شکاری: شکار کرنے والا۔ شکار کیے ہوئے جانور کو بھی کہتے ہیں؛ نیز وہ تیر جو شکار کے لیے چلایا جائے۔

شکر: ('ش' اور 'ک' پر زبر) معروف؛ نیز بمعنی معشوق کے ہونٹ؛ نیز بوسہ۔ اور اُس عورت کا نام جسے خسرو پرویز، شیریں کے برخلاف، اپنے عقد میں لے آیا تھا۔ اہلِ لغت نے عورت کی فرج اور جماع کے معنی بھی لکھے ہیں۔

شکر و قند شکستن: میٹھی باتیں کرنا۔ 'شکر شکن' نیز۔

شکر آب: دودھ اور پانی میں ملائی ہوئی شکر؛ نیز بمعنی رنجش۔

شکرپا: لنگڑا آدمی۔

شکرچش: نمونہ۔

شکرزخمہ: وہ تیر جو نشانے پر بیٹھے۔

شکر در شیر کردن: دھوکے فریب اور مکر کا کنایہ۔ مثل 'آب در شیر کردن'۔

شکرلنگ: وہ شخص جو کسی قدر لنگڑا ہو۔

شکستہ: معروف؛ نیز بمعنی خراب اور ضائع مستعمل ہے۔ اِس کے موارد (مواقع) عام ہیں۔

شکم از عزا برآوردن: جب کوئی بھوکے پیٹ ندیدہ کسی منعم کے دسترخوان پر پہنچتا ہے تو حریف از راہِ ظرافت کہتے ہیں، 'شکم از عزا برآور'؛ یعنی خوب پیٹ بھر کر کھا اور پیٹ کو چرب اور شیریں کھانوں کے ماتم سے نجات دلا جو تُو نے مدّت العمر نہیں دیکھے۔

شکم بخویش دُزدیدن و دُزدیدن: (یعنی شکم دُزدیدن)، ڈرنے کا کنایہ۔

شکم برآمدن: حمل کے سبب پیٹ کا ابھر آنا۔

شکم برزمیں نہادن: 'ناف برزمیں نہادن' کا مترادف۔ اِس کا ذکر آئے گا۔

شکم پارہ: اسپغول۔ عربی میں اِسے 'بزرقطونا' کہتے ہیں۔ کتبِ طب سے معلوم ہوا۔

شکم داشتن: حاملہ ہونا۔

شکنجہ: معروف؛ نیز عذاب یا سزا دینے کی ایک قسم۔ پہلے مجرم کی کھال (جسم) پر مٹی کے تیل کی طرح زرخرا چپکاتے ہیں۔ پھر چمٹے سے آگ پکڑ کر اُس کا گوشت کاٹتے اور آگ میں پھینک دیتے ہیں اور زخموں پر نمک ڈالتے ہیں۔

ش ۔ گ

شگوفہ: معروف؛ نیز بمعنی قے۔

ش ۔ ل

شل: ('ش' کے نیچے زیر)، نیزے کی قسم کا ایک ہتھیار جسے ہند میں 'سیلہ' کہتے ہیں۔('ش' پر زبر)، بمعنی فالج زدہ ہاتھ پاؤں اور یہ اِن معنوں میں معروف ہے۔('ش' پر پیش)، بمعنی ہر سُست اور نرم چیز۔

شلاق: ترکی لفظ۔ تھپڑ کا مترادف؛ نیز بمعنی فتنہ انگیز شوخ۔

شلتاق: بظاہر یہ لفظ ترکی اور فارسی کا مشترک لفظ ہے؛ بمعنی لڑائی جھگڑا، جنگ۔

ش ۔ م

شامہ: ('ش' پر زبر)، ایک ساز جس کے ساتھ نے ہوتی ہے۔ بعض کے مطابق یہ 'س' سے ہے ('سامہ')۔

شمّاعی: ('م' پر تشدید)، وہ شخص جو شمع ڈھالتا یا بناتا ہے۔ فارسی والے اکثر صیغۂ اسمِ فاعل کے آخر میں 'ی' کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے 'قنّادی'۔

شمردن: معروف؛ نیز بمعنی دینا، اور اِن معنوں میں قدما کے کلام میں بہت ہے۔

شمع انگوری: شراب کا کنایہ۔

شمعی: سیاہی مائل سبز رنگ۔

ش ۔ ن

شناو شنو: پہلوانوں کی ورزش۔

ش ۔ و

شوخ ترازو: دھوکا فریب، ترازو میں کم باٹ ڈالنے سے ماخوذ ہے۔

شورہ پشتی: معروف؛ نیز بمعنی شوخی و کج ادائی۔

شوشہ: ہر چیز کا ریزہ، ٹکڑا۔

ش ۔ ہ

شہر بند: شہر کے گرد حصار، دیوار؛ نیز بمعنی قید خانہ اور قیدی۔

شہر زریں: حضرت سلیمانؑ کی عمارات کا ایک شہر تھا۔

شہر روا: (اضافت کے ساتھ)، وہ سکّہ جو شہر میں رائج ہو؛ نیز 'شہروا' (دوسری 'ر' کے بغیر)۔

شہر زناں: ایک شہر تھا جہاں کے ساکن بادشاہ سے لے کر وزیر تک، اور جوان سے لے کر پیر (بوڑھے) تک سبھی عورتیں تھیں۔

شہر گرداں کردن: تشہیر کرنے کا مترادف ہے۔

شہر نا پُرساں: ایسا شہر جہاں کوئی کسی کی فریاد کو نہ پہنچے، نہ سنے۔

شَہروا: ('ر' پر زبر)، ایک کھوٹا سکّہ جسے ایک بادشاہ نے مسکوک کر کے رائج کیا۔ یہ سکّہ اُس کے شہر کے علاوہ اور کہیں رائج نہ تھا۔

شہری: 'دیہاتی' کی ضد، یعنی شہر میں رہنے والا، اور یہ معروف ہے۔ اور خوانندگی (پڑھنا، تعلیم) کی ایک قسم جو دورِ پہلوی میں رائج ہے۔

شہناز: موسیقی کا ایک راگ۔ 'مرقع' بھی ایک لے کا نام ہے۔

ش ۔ ی

شیر: ('ش' کے نیچے زیر) معروف؛ نیز بمعنی شراب۔ اسی بنا پر 'شیر خانہ' شراب خانے کو کہتے ہیں۔

شیر وشکر: معروف؛ نیز ایک لکیر دار ریشمی قماش۔

شیر اندام: ایسا شخص جس کا سینہ چوڑا اور کمر پتلی ہو۔

شیر بریدہ: خراب شدہ دودھ۔

شیر حاجی: وہ حصار جو اندرونی حصار کے گرد ہو۔ کتبِ تواریخ سے معلوم ہوا۔

شیر حوض: شیر کی صورت، جو حوض کے جاری ہونے کی جگہ پر بناتے ہیں تا کہ اُس کے مُنھ سے پانی گرے۔

شیر غلط: کشتی کا ایک داو۔ جب ایک مقابل کو گراتا اور اُس کی پیٹھ زمین پر لگانا چاہتا ہے تو وہ مغلوب ایسا نہیں ہونے دیتا۔

شیرک شدن: دلیر اور بہادر ہونا۔

شیر گیر: ایسا شخص جس کی مستی یا نشہ رسا ہو، اور وہ نہ گرے، اور خودداری کا مظاہرہ کرے۔

شیرہ: قند، نبات اور بادام کے قوام کی چاشنی۔ اطبّا کی اصطلاح میں وہ پانی (دودھ) جو بکری سے حاصل کرتے ہیں، عربی میں اِسے 'حلیب' کہتے ہیں؛ نیز ایک چوکور خوان جس میں کھانے پینے کی چیزیں رکھ کر محفل میں لاتے ہیں۔

شیریں: فرہاد کی معشوقہ کا نام، نیز بمعنی عزیز اور نایاب۔

شیریں کار: مٹھائی بنانے والا، حلوائی۔

شیریں کاری: کسی کام کو بطریقِ احسن انجام دینا۔ لفظ 'شیریں' صفتِ خوبی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

شیرینی شنبہ: اہلِ ایران کا یہ دستور ہے کہ وہ ہفتے کی صبح نیند سے بیدار ہو کر مٹھائی/شیرینی کھاتے، اور جو لوگ اُس وقت موجود ہوتے ہیں، اُن میں تقسیم کرتے ہیں۔ اُن کا یہ زعم ہے کہ اگر ہفتے کا دن عیش سے گزرے تو سارا ہفتہ خوشی و مسرّت میں گزرتا ہے، اور اگر اِس کے برعکس ہو تو معاملہ بھی برعکس ہوگا۔ دوسری تاویلات گھڑی گئی ہیں۔

شیشہ: معروف؛ نیز آئینہ۔

شیشہ بازی: رقص کا ایک انداز۔ رقّاص شیشہ اور صراحی، پانی اور آبِ گُل (عرقِ گلاب) سے بھر کر سر پر رکھتے اور ناچ شروع کر دیتے ہیں۔ رقص کی تمام حرکات کے باوجود شیشہ سر سے نہیں گرتا، اور اگر جگہ سے ہٹ جائے تو حرکاتِ اصول سے گردن اور بازو پر سنبھال لیتے ہیں؛

تیز بمعنی 'نکتہ باز'۔

شیشہ بر سر بازار شکستن: راز افشا کرنا۔ 'شیشہ بر سنگ زدن' کا بھی یہی مفہوم ہے، اسی طرح 'شیشہ بر سنگ آمدن' ہے۔

شیشہ بندی: ایک انگلی کی نوک انگوٹھے کے نیچے جوڑ کر، یا لگا کر باقی انگلیاں خم کر کے مُنھ پر رکھنا اور ایک آواز نکالنا۔ یہ انداز کسی کی نادانی کی طرف اشارہ کرنے کا ہے۔

شیشہ دل و شیشہ جان: (بغیر اضافت)، 'سنگ دل' اور 'سنگ جان' کی ضد، یعنی نرم دل اور نرم جان۔

شیشہ گر خانہ: شیشہ سازی کا کارخانہ۔

شیشۂ گلدار: وہ شیشہ جس میں گُل (پھول) بناتے ہیں۔

شیطانی شدن: احتلام ہونا۔

شیم: فلوس دار مچھلی کی ایک قسم۔

ص

ص ۔ ا

صاحقران: ایسا شخص جس کے نطفہ ڈالنے یا ولادت کے وقت دو مبارک ستاروں کا قران (میل) ہو۔

صاحب مردہ: (بغیرِ اضافت، 'م' پر پیش)، ایک نفرین جو زیادہ تر حالتِ غضب میں گائے اور گدھے؛ کرتے ہیں، یعنی جس کا مالک مردہ ہو۔

صاجی: قماش کی ایک قسم، نیز انگور کی ایک قسم۔

صاف گذشتن: پوری تیزی سے چلنا، جانا۔

صافی: معروف؛ نیز ایسا کپڑا جس میں بھنگ اور شراب وغیرہ ڈال کر صاف کی جاتی ہے۔

ص ۔ ب

صَبوحی: ('ص' پر زبر)، صبح کے وقت شراب پینا؛ نیز صبح کا وقت۔

ص ۔ ح

صحبت برآمدن و نشستن و برآرشدن: اختلاط کا زور اور جوش پر ہونا۔

صحبت کردن: باہم مل بیٹھنا۔ اگرچہ اساتذہ کے کلام میں اِن معنوں میں بہت ہے، لیکن آج کے روزمرہ میں، اِس میں قباحت پیدا ہوگئی ہے اور بمعنی جماع کرنا مشہور ہوگیا ہے جو عوام کا زعم ہے۔

صحبتی: ہم صحبت، ساتھ بیٹھنے والا۔

صحن: معروف؛ نیز کھانے کا طبق (تھال)؛ نیز قماش کی ایک قسم۔

ص ۔ د

صدورصدِ کرمان: کرمان کے محل جن میں سے ہر ایک کا حدود اربعہ سو فرسخ ہے۔

ص ۔ ر

صراحی بازی: 'شیشہ بازی' کا مترادف، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

ص ۔ ف

صفا زدن: 'خوش بادزدن' کا مترادف، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

صفائے قلندری: چار ضربیں، چوٹیں لگانا۔

ص ۔ ل

صلا زدن: 'آواز کردن' (آواز لگانا) کا مترادف۔ ذکر ہو چکا ہے۔

ص ۔ ن

صندوق سر: ('س' کے نیچے زیر)، راز دار۔

ص ۔ و

صورت: معروف؛ فارسی والے آدمی کے چہرے پر اس کا اطلاق کرتے ہیں۔

صورت بازی: اپنی صورت کو کسی دوسرے کی وضع و شکل اور رنگ و ریش جیسا بنانا۔ اس عمل کو ہندوستان میں 'بہروپ' کہتے ہیں۔

صورت برداشتن: 'طرح برداشتن' کا مترادف۔ ذکر آگے آئے گا۔

صورت ساز: مصوّر۔

ص ۔ ی

صیغہ: نکاح۔

صیقلی: آئینہ؛ نیز صیقل شدہ تلوار؛ نیز بمعنی روشن گر (یعنی پالش کرنے والا)۔

ط

ط ۔ ا

طارمِ انگور: 'دار بست'، جس کا ذکر ہو چکا ہے (بیل دار پودے کے چڑھانے کا ٹھاٹھر، یا لکڑی کی پاڑ)۔ 'طارم' کے 'ر' میں حرکت سے اختلاف ہے، بعض قافیے میں زبر کے ساتھ اور بعض پیش کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ سالک قزوینی نے اِسے زیر کے ساتھ استعمال کیا ہے۔

طاسِ ساعت: پیمانۂ ساعت، جو معروف ہے۔

طاق: جُفت کی ضد، اِسی مناسبت سے بمعنی تنہا اور بے کس مستعمل ہے۔

طاق وجُفت: جواریوں کا معروف کھیل، بازی۔

طاق بندی وطاق نمائی: وہ نقش جو طاق کی صورت میں، خوش نمائی کے لیے، دیواروں میں بناتے ہیں۔

طاق زدن: کودنے کی ایک قسم ہے جسے 'گنبد زدن' بھی کہتے ہیں۔

ط ۔ ب

طبّ النسا: ایک کتاب جس میں عورتوں کے امراض کے علاج مذکور ہیں۔

طبخِ نظر: بڑے اہتمام کے ساتھ آنکھوں کے سامنے طبخِ طعام (کھانا پکانا) فرمانا۔ 'طبخِ حضور' بھی کہتے ہیں۔

طبق: معروف؛ اور ایسا عمل جو زنانِ حکّہ (خارش زدہ عورتیں) پاؤں پر بھی کرتی ہیں اور یہ 'چہ مینہ بستن' سے ہٹ کر ہے۔ صرف مخصوص اعضا کو ایک دوسرے کے ساتھ مَلنا ہے۔

طبلِ اماں زدن: پناہ اور امان چاہنا۔

طبل خوردن: بھاگ جانا اور خود کو ایک طرف کر لینا۔

طبل درزیرِ گلیم: کسی ایسے معاملے کو چھپانا جو بڑا ظاہر ہو۔

طبلِ سوم زدنِ عسس: ایسا ڈھول جو آدھی رات کے وقت لوگوں کو گلی کوچوں میں گھومنے پھرنے سے منع کرنے کے لیے بجایا جاتا ہے۔

طبلہ: بالوں سے بنی ہوئی ایک چیز جو باز پالنے والے ہاتھ پر رکھتے ہیں۔ جب اُسے اُڑنے والے باز کے سامنے ہلاتے ہیں تو وہ باز واپس آ کر ہاتھ پر بیٹھ جاتا ہے۔

طبیعت دُزداست: یعنی طبیعت ہم نشینوں کے طور اطوار جلد اپنا لیتی ہے۔ ایسے شخص کے لیے جس پر دوسروں کی صحبت کا جلد اثر ہو، کہا جاتا ہے، 'طبیعت دزدی دارد۔' (یعنی اُس کی طبیعت چور ہے۔)

طبیعت کردہ: جب کوئی شیر خوار بچہ ہنستا یا بات کرتا (کوئی لفظ بولتا) ہے تو کہتے ہیں، 'طبیعت کردہ است،' یعنی اس میں طبع واستعداد پیدا ہو گئی ہے۔

ط - ر

طرح: ('ط' پر زبر، 'ر' ساکن)، کوئی چیز ڈالنا۔ منجم اور رمّال کہتے ہیں، 'ایں عدد طرح کردیم،' یعنی ہم نے یہ عدد ڈالا ہے؛ نیز میمنے اور میسرے سے ہٹ کر ایک فوج کا نام۔ یہ فوج تمام افواج (یعنی گروہ) کی امداد واعانت کے لیے ہے تا کہ فوج کے جس بازو یا گروہ پر دشمن کا غلبہ ہو یہ وہاں مدد کے لیے پہنچے۔ کتب تاریخ سے معلوم ہوا؛ نیز اعراض کرنا اور مُنہ پھیر لینا۔

طرح برداشتن: کسی چیز کو دوسری چیز کی طرح بنانا۔ جب کوئی اپنا گھر کسی دوسرے کے گھر کی طرح بناتا ہے تو کہتے ہیں، 'از خانہ فلاں کس طرح برداشتہ ایم۔' (ہم نے فلاں کے گھر کی طرح اپنا گھر بنایا ہے۔)

طرحِ قانون: اٹو کشی (کپڑے پر ٹھپّے سے بیل بوٹے بنانے) کی ایک قسم، جس میں اٹو کی لکیریں تارِ قانون کی مانند لمبی اور باہم پیوستہ ہوتی ہیں۔

طرح کردن وریختن وافشاندن: معروف ہے۔ (یعنی بنا ڈالنا، کسی چیز کی بنیاد رکھنا۔)

طرح کش: مغلوب اور زبوں؛ نیز کام بنانے والا۔

طرف: (’ط‘ اور ’ر‘ پر زبر)، مقابل محاورے میں ’منکوحہ‘ کو بھی کہتے ہیں۔ طرف (’ر‘ ساکن)، گوشہ و کنار مثلاً طرفِ دامن، طرفِ کلاہ؛ نیز فائدہ اور حاصل۔ مثلاً کہتے ہیں ’از فلاں جا طرف بستیم‘، یعنی ہم نے فائدہ حاصل کیا؛ لیکن اِن معنوں کے لیے لفظ ’از‘ ساتھ آتا ہے، اِس کے بغیر کلامِ اساتذہ میں نظر نہیں آیا۔ وگرنہ ’از‘ کے بغیر ’طرف بستن‘ مقابل، یا سامنے ہونا کے معنی میں آیا ہے۔

طَرَف (’ط‘ اور ’ر‘ پر زبر) بھی فائدے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

طَرْف (’ر‘ ساکن) برداشتن کے بھی معنی فائدہ حاصل کرنے کے ہیں۔

طرفدار: (’ط‘ اور ’ر‘ پر زبر)، بادشاہ، حاکم اور جاگیردار۔

طَرَفِ شام: (’ط‘ اور ’ر‘ پر زبر)۔ ’تنگِ شام‘ کا مترادف۔ اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ’طَرَفِ صبح‘ بھی سنا گیا ہے۔

طُرفگی: (’ط‘ پر پیش)، بازی گری۔

طُرفہ: بازی گر۔ چوں کہ یہ لوگ بغداد کے ہر شہر میں چھائے ہوئے ہیں، اِس لیے ’طرفۂ بغداد‘ کے نام سے مشہور ہیں؛# نیز بمعنی اُستادِ بازی گر۔ اور ’اُچوگی‘ بھی بازی گری ہے۔

طُرفه: بازیگر۔ چوں ایں قوم در بغداد سرآمدِ ہر شہر است، ’طرفۂ بغداد‘ مشہور شدہ...= چوں کہ بغداد میں یہ گروہ ہر شہر سے زیادہ چھایا ہوا ہے، ’طرفۂ بغداد‘ مشہور ہو گیا... (نقش)

طُرّہ: (’ط‘ پر پیش، ’ر‘ پر تشدید)، زلف؛ نیز بمعنی کاکل؛ نیز وہ چیز جو ایوان کے اوپر بناتے ہیں۔ عربی میں اسے ’مظلہ‘ بھی کہتے ہیں، جب کہ فارسی میں ’باراں گریز‘ کہا جاتا ہے، ’طرۂ ایوان‘ بھی مستعمل ہے؛ نیز وہ منقش تار جو باہم ملا کر پگڑی پر رکھتے ہیں۔ لفظِ ’طرہ‘، لفظِ ’دستار‘ اور ’عمامے‘ کے بغیر جائز نہیں ہے۔

طرہ بازی: بچوں کا ایک کھیل، اور وہ یہ ہے کہ رسّی کو تازیانے کی طرح لپیٹ کر اُسے ایک دوسرے پر مارتے ہیں؛ نیز کہتے ہیں کہ ہر تاب دادہ چیز کو ’طرّہ‘ کہتے ہیں، اِس لحاظ سے اِس لفظ کا تازیانے (چابک) پر اطلاق درست ہے۔

طریقہ: بمعنی روش۔

ط ۔ س

طِسق آسیا: (’ط‘ کے نیچے زیر)، ایک خاص رقم جو چکی والے ایران کے بادشاہ کی سرکار کو پہنچاتے ہیں اور یہ وہاں کے جملہ ٹیکسوں میں سے ایک ہے۔

ط ۔ ف

طفرہ: کودنا؛ اور وہ التوا یا فاصلہ جو کسی کام کے درمیان واقع ہو۔

طفل بر در مسجد و بہ مسجد افگندن: جب کوئی فاحشہ عورت نطفۂ حرام سے کوئی بچہ جنتی ہے تو اُسے خفیہ طور پر کسی مسجد کے دروازے پر رکھ کر لوٹ آتی ہے، تاکہ جو کوئی وقت پر وہاں پہنچے، اُس نوزائیدہ بچے کو اٹھا لے۔

طفل در گریباں افگندن: رسمِ ولایت ہے کہ جب کسی عورت کے ہاں بیٹا نہیں ہوتا تو وہ اپنے اعزا و اقربا میں سے کسی ایک کا شیر خوار بچہ بطور متبنّیٰ لے لیتی ہے۔ اُس بچے کو گریبان میں ڈال کر نیچے دامن سے باہر نکالتی ہے۔ اِس عمل کی وجہ ظاہر ہے۔

طفلِ شش روزۂ عالم: آیت ’خلق السّمٰوات و الارضِ فی سِتّۃِ أیّام ‘ (آسمان اور زمین کی تخلیق چھ دن میں ہوئی) کے مطابق دنیا و مافیہا کا کنایہ۔ بعض کے مطابق انسان کا کنایہ۔

طفلِ شش ماہۂ رز: شراب، کیوں کہ شراب کا چھ ماہ میں پہنچنا مقرر کیا گیا ہے۔#

طفلِ شش ماهۂ رز: شراب، چہ رسیدن شراب در شش ماہ مقرر داشتہ اند = شراب، کہ شراب کی تیاری کے لیے چھ مہینے مقرر کیے گئے ہیں۔ (نقش)

طفلانِ چمن: نئی نئی اُگی نباتات کا کنایہ۔

ط ۔ ل

طِلا کردن: اطبا کی اصطلاح میں متعلقہ عضو پر پتلی دوا مَلنا، ضماد کے برعکس جو پتلی نہیں ہوتی۔ ’اِطلا‘ (’الف‘ کے نیچے زیر) اِس کی عربی ہے۔ شعرا اِسے محض مَلنے اور لپیٹنے کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

طلایہ: وہ دوا جو طلا کرتے ہیں؛ نیز لشکر کا ایک گروہ جو راتوں کو فوج کی چھاونی کے گرد حفاظت کی خاطر پہرا دیتا ہے۔

طلسم: ایسی صورت جو عملِ نیرنجات سے سیدھی کرتے ہیں تا کہ کوئی حد سے تجاوز نہ کرے اور اُس طرف نہیں جایا جا سکتا۔ کبھی یہ آبگینے سے بناتے ہیں۔ #

طلسم: صورتے کہ از عمل نیرنجات راست کنند تا کسے از حد تجاوز نکند و آں طرف راہ نتواند برد۔ گاہے از آبگینہ سازند؛ و فارسیاں بمعنی قید آرند = ایک صورت جو شعبدے بازی سے بنائی جاتی ہے، تا کہ کوئی حد سے تجاوز نہ کرے اور اُس طرف نہ جا سکے۔ گاہے اِسے آبگینے سے بناتے ہیں؛ اور اہلِ فارس قید کے معنی میں لاتے ہیں۔ (نقش)

ط - ن

طناب قُرق: ایسی طناب جو سلاطین اور حکّام کی سواری میں باندھتے ہیں تا کہ عام لوگوں کی آمد و رفت بند رہے۔ ہند میں بارہ (باڑھ) کہتے ہیں۔

طنبی وطنابی: بڑے ایوان کے اندر جو ایوان ہو۔

ط - و

طوق: علم (پرچم) کی قسم کی ایک چیز، جس پر پنجے کی شکل نصب کرتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک 'چتر طوق'، جھنڈے کی ایک چھوٹی قسم یعنی مورچھل۔ دوسری 'تومان طوق'، یہ بھی ویسی ہی ہے، لیکن اُس سے زیادہ لمبی۔ پرچموں میں اس کا پایہ بلند سمجھا جاتا ہے، اور آخر الذکر بزرگ نوئیناں (بڑے امرا) سے مخصوص ہے۔ 'طوقچی' وہ شخص جو طوق اٹھائے۔

ظ

ظ ۔ ر

ظرف: معروف؛ نیز بمعنی حوصلہ مستعمل ہے۔ کم حوصلہ شخص کو 'یک ظرف' اور 'تنگ ظرف' کہتے ہیں۔

ظرفیت داشتن: حوصلے والا ہونا۔

ظ ۔ ہ

ظہور: عربی لفظ۔ بمعنی ظاہر۔ فارسی والے اس کے معنی 'نمایاں' لکھتے ہیں۔

ع

ع ۔ ا

عاشق پرانی: معشوق کا ہر روز ایک نیا عاشق بنانا۔ 'معشوق پرانی' اس کی ضد ہے (ذکر آگے آئے گا)۔

عاشقِ یک فصلہ: خوش حالی و دولت مندی کے دنوں کا آشنا۔

ع ۔ ت

عُتُلّ: ('ع' اور 'ت' پر پیش، 'ل' مشدد) غلیظ اور درشت۔

ع ۔ ر

عَرّ ورکوز: ('ع' پر زبر، 'ر' مشدد) بے محل شور و غوغا۔

عرّادہ: (شد کے ساتھ)، جنگِ قلعہ کا ایک آلہ، توپ سے چھوٹا جس سے دشمن کے سروں پر پتھر پھینکتے ہیں۔

عَرّاک: ('ع' پر زبر، 'ر' مشدد) ایسا شخص جو سخت گوش مالی کرے اور رگڑ اوے۔

عرشہ: اونچی جگہ جو اغنیا (مال داروں) کے بیٹھنے کے لیے جہاز میں بنائی جاتی ہے۔ دراصل یہ سقفِ خانہ (گھر کی چھت) کے معنوں میں ہے۔

عرصاتِ وخرگاہی: یہ اُس موقع پر بولتے ہیں جب کسی ایسی بات کو جو خلوت میں کہنی چاہیے، کہنے والا محفل میں کہہ دے۔

عرضِ حیات: تمام زندگی کا خوبی و خوشی سے گزرنا۔ 'پہنائے عمر' بھی کہتے ہیں۔

عرق: ('ع' اور 'ر' پر زبر)، پسینا؛ نیز نچھو دینا؛ نیز خجالت سے دو چار ہونا۔ ('ع' کے نیچے زیر اور 'ر' ساکن)، بمعنی ہر چیز کی اصل؛ نیز بمعنی بڑا، عظیم۔

عَرق چیں: چھوٹی سی ٹوپی، جو پگڑی اور کلاہ کے نیچے پہنتے ہیں (یعنی پسینا خشک کرنے والی ٹوپی)۔

عرق خانہ: حمام۔

عرق ریختن وراندن: کسی کام میں کوشش کرنا۔

عرق ریز: خادم، نوکر۔ 'عرق ریختن' بمعنی شرمندہ ہونا بھی ہے۔

عروسک: چھوٹی توپ؛ نیز گویا جس سے لڑکیاں کھیلتی ہیں؛ نیز زردالو کی قسم کا ایک پھل۔

ع ۔ ز

عزائم: ('ع' پر زبر)، ایسے جادو منتر جو کسی مریض یا آفت زدہ پر پھونکتے ہیں۔ 'عزائم خواں'، وہ شخص جو افسوں پھونکتا ہے۔

عزب: رنڈی عورت، نیز رنڈوا۔

عزیز: معروف؛ نیز بمعنی نایاب۔

عزیز مردہ: (اضافت کے بغیر)، 'صاحب مردہ' قسم کی (جس کا ذکر آ چکا ہے) ایک نفرین، (جس کے عزیز مر چکے ہوں)۔

ع ۔ ش

عشر خواں: وہ شخص جو میت کی قبر پر قرآنی آیات پڑھے۔

عشق: لغت میں اِفراطِ محبت کے معنوں میں ہے، جب کہ فارسی والے سلام اور وداع کے معنی لیتے ہیں۔

عشور: سمندر کی جائے عبور پر تاجروں سے جو ایک طرح کا باج لیا جاتا ہے۔

عشور و عاشور و عاشورا: ماہِ محرم کی دسویں تاریخ۔

عشوۂ مرمری: اچھا ناز و ادا (عشوہ۔)

ع ۔ ص

عصا: معروف؛ نیز آلۂ تناسل کا کنایہ۔

عصاے سہ حرفی: وہی 'چوبِ حرفی' جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

ع ۔ ق

عقابین: دو اونچی، بلند لکڑیاں، جو نوشیرواں کے وزیر نے کھڑی کیں۔ حمزہ کو گاے کی کھال میں ڈال کر اُن پر باندھا گیا تھا؛ نیز بمعنی شدید کلفت کا باعث۔

عقدِ روان و تمکیں: نکاحِ متعہ جو اہلِ تشیع میں جائز ہے۔

عقربِ ساعت: گھڑی کی سوئی، سوئیاں۔

عقیق: معشوق کے ہونٹوں اور شراب کا کنایہ۔

ع ۔ ل

علاقۂ دستار: پگڑی کا طرّہ۔

علتِ سُرخ: ایک بیماری جسے 'سُرخ باد' کہتے ہیں۔

علتِ مشائخ: فارسی والوں کی اصطلاح میں ابنہ (اِغلام کرانا، مفعولیت) کا مترادف ہے اور یہ اکابر کا بھی مرض ہے۔

عَلَم وقلم: (دونوں 'ل' مشدد)، لوطیوں کی اصطلاح میں مکاری اور فریب کاری۔

علم باز: ایسے لوگوں کا گروہ جو معرکہ و ہنگامے میں علم بازی کرتے ہیں اور وہ اس طرح کہ بوجھل جھنڈے کندھے پر رکھ کر قوتِ بازو کے زور سے ہوا میں اُچھالتے ہیں اور اُسے زمین پر گرنے نہیں دیتے۔

علم بخوں چرب کردن: صف آرائی کے موقع پر آگے بڑھ کر لشکرِ غنیم سے دو ایک سپاہیوں کو پکڑ کر لے آتے اور اپنے پرچم کے نیچے اُن کی گردن اڑا کر اُن کے خون سے پرچم بھگو لیتے ہیں۔ اسے فتح کا

شگون سمجھا جاتا ہے۔

علمِ سرِ خاک وعلمِ تربت: وہ پرچم جو قبر پر نصب کرتے ہیں۔

علمِ عید: وہ پرچم جس سے علم باز عید کے روز کھیلتے ہیں۔

علمِ ماتم وعلمِ مُردہ: وہ پرچم جو تابوت کے آگے لے کر چلتے ہیں اور یہ رسمِ ولایت (افغانستان وغیرہ) ہے۔

علیقاپی: بلند دروازہ۔ 'قاپی' ترکی میں بمعنی دروازہ ہے اور 'قاپچی' بمعنی دربان۔ یہ لفظ اعاظم ملوک کے گھر میں مخصوص ہے۔

علی قلچماق: ایک شخص کا نام جو سیہ کار اور فاجر تھا۔ 'قلچماق' ترکی میں بمعنی سائیس ہے۔ (سائیس: گھوڑے کا نگہبان۔)

ع - م

عماری یکے: دو شخص جو ایک محمل میں بیٹھیں۔ مثلِ 'خانہ یکے'، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ 'عماری' بمعنی محمل؛ نیز بمعنی تابوت۔

عملِ شمسی وقمری: کیمیا گروں کی اصطلاح میں سونا اور چاندی بنانا۔

عملِ گیسو: موسیقی کا ایک راگ جسے ہند میں 'دھناسری' کہتے ہیں۔

عمود: معروف، نیز آلۂ تناسل کا کنایہ۔

ع - ن

عنبردان وعنبرچہ وعنبرینہ: ہند کے ایک زیور 'دھکدھکی' کی قسم کا زیور جس کی کھوکھلی عنبر سے بھرتے اور اس میں نیم رُو موتی لٹکاتے ہیں۔

عنقا شدن: غائب اور ناپید ہونا۔

ع - و

عودِ زیرِ دامن: ولایت کی رعنا اور خود آرا عورتیں اپنے دامن کے نیچے، عود کے بخور سے خوش بُو کا سامان

کرتی ہیں؛ نیز 'بخور زیر دامن'۔

عود قماری: 'قمار' ایک جگہ کا نام ہے جہاں اوّل درجے کا عود غرقی دست یاب ہوتا ہے۔

ع ۔ ی

عَیار: ('ع' پر زبر) ترازو۔ باقی معنی معروف ہیں۔

عیب بُردن: عیب ظاہر کرنا۔

عید غدیر: غدیر خم، مکّے اور مدینے کے درمیان ایک موضع ہے۔ ۱۸ ذی الحجہ کو حدیث 'مَن کُنتُ مَولاہُ فَعَلِیٌّ مَولاہ... الخ' وہاں صادر ہوئی۔ اُس روز سے یہ دن اہلِ تشیّع کے نزدیک عیدِ اعظم ہے جسے 'عیدِ غدیر' سے موسوم کیا گیا ہے۔

عید گلابی: یہ عید حضرتِ عرش آشیانی کے عہد سے منائی جاتی تھی اور یہ موسمِ بہار کے آغاز میں مناتے تھے۔ اُمرا عطریات کی صراحیاں پیش کیا کرتے تھے۔ حضرتِ عالم گیر کے اواسطِ عہد میں یہ رسم ختم ہوگئی۔ (عرش آشیانی: جہانگیر۔)

غ

غ ۔ ر

غربال کردن: (چھاننا)، بہت جستجو اور تفحص کا کنایہ۔

غرتی وغرق: لوطیوں کی اصطلاح میں بمعنی دخول۔

غرنگ: شور وغوغا؛ نیز گلے میں پیدا ہونے والا خرخرہ جو بہت زیادہ گریے وغیرہ کے سبب ہوتا ہے۔

غریب زادہ: ناچنے والی کنچنی کا بیٹا۔ اکثر مسافر لولی اور کاولی (وہی کنچنی، بیسوا) سے اختلاط کرتے ہیں۔ اس قباحت کے باوجود شعرا، بے نوا مسافرزادے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

غریبی: معروف؛ نیز بڑی نفیس قماش۔

غ ۔ س

غسول: ایک شے جو رنگ میں زیادہ چمک پیدا کرنے کے لیے منھ پر ملتے ہیں۔

غ ۔ ل

غلام فلکم: یعنی میں آسمان کا محکوم ہوں۔ جب کوئی خلاف توقع معاملہ پیش آئے تو یہ کہا جاتا ہے۔

غلام گردش: وہ دیوار جو حرم خانہ اور دیوان خانے کے مابین حائل ہو۔ ولایت کی سراؤں میں حجروں کے آگے بناتے ہیں۔

غ ۔ ن

غنچہ شکستن وکندن: کلی توڑنا، چنتا 'گل کندن' بھی استعمال ہوا ہے۔

غ ۔ و

غورہ درچشم کردن: کسی کا عیش منغض ہونا، یعنی رنگ میں بھنگ پڑنے کا کنایہ۔

غوزہ: غلاف میں پڑی ہوئی روئی، جو دُھنی ہوئی نہ ہو۔

ف

ف ۔ ا

فاق: تیر کا سوراخ۔ اسی بنا پر 'افاقہ' ('الف' کے نیچے زیر)، کا مطلب فاق، کمان کی زہ پر رکھنا ہے۔

فال: معروف؛ ولایت کے میوہ فروشوں کی اصطلاح میں اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دکان میں کئی جگہوں پر چند مختلف پھل — عناب، شفتالو وغیرہ — ایک دوسرے پر رکھ دیتے ہیں اور ہر حصے کو 'فال' کہتے ہیں۔ جب کوئی خریدار آتا ہے تو کہتا ہے، 'فالے بچند؟' یعنی ایک فال کتنے میں؟

فال گوش: لوگوں کی آواز پر کان رکھ کر اُن کی باتوں سے فال لینا۔ ایک ایرانی نے بتایا کہ 'ایک شخص اپنا سر منھ لپیٹ، یعنی چھپا کر راتوں کو کسی غیر، ناواقف کے گھر جاتا اور چھلنی اور چابی بھی ساتھ لے جاتا ہے۔ وہاں وہ چھلنی کو چابی سے بجاتا ہے۔ صاحب خانہ آگاہ ہو کر کوئی کھانے یا پینے کی چیز چھلنی میں رکھ دیتا ہے، اور وہ اُس چیز سے کسی کام کے اچھے یا برے ہونے کی فال لیتا ہے۔' واللہ اعلم!

ف ۔ ت

فتح: معروف؛ کشتی کا ایک داو۔ اِس میں پہلوان اپنے حریف کے پیچھے سے اُس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے اوپر اٹھاتا ہے۔

ف ۔ د

فدک: ایک مشہور باغ کا نام؛ نیز رنگ ریزوں کی رسّی، جس پر رنگین کپڑے ہوا دینے کی خاطر

لٹکاتے ہیں۔

ف ۔ ر

فراغت خانہ: خلوت خانہ کا مترادف۔

فرجِ کفتار داشتن: کہا جاتا ہے کہ جس کی فرج لگڑ بھگے جیسی ہے، لوگوں کے دل اُس کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور 'بخاک کردنِ فرجِ کفتار' (کفتار کی فرج خاک میں ملانا) سے مراد زوالِ محبت ہے۔#

فرجِ کفتار داشتن: گویند، 'ہر کہ فرجِ کفتار با خود دارد دلہاے مردم بہ محبتش مائل شود۔' و 'بخاک کردنِ فرجِ کفتار' زوالِ محبت آرد = کہتے ہیں، جس کے پاس لگڑ بھگے کی فرج ہو، لوگوں کے دل اُس کی محبت پر مائل ہو جاتے ہیں؛ اور 'لگڑ بھگے کی فرج کو خاک میں ملانا' محبت کا زوال لاتا ہے۔ (نقش)

فردنوا: جو کسی دم کش (ساتھ مل کر گانے والا) کے بغیر گائے۔ اِسی طرح کا یہ محاورہ ہے، 'فردرو' یعنی تنہا چلنے والا جو کسی کے ہم راہ نہ ہو۔

فرزندِ کجاست: یعنی اِس کا مولد کون سا مقام ہے۔

فرمان رسیدن: اجلِ مقدر کا آنا، پہنچنا۔

فرمودن: معروف؛ نیز بمعنی آنا۔ جانے کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

فرو خوردن: تحمل کرنا۔

ف ۔ ش

فش: ایسا لفظ جس سے شباہت اور مانند کے معنی نکلتے ہیں؛ نیز ہر چیز کا پیچھا، پُشت اور دستار کا شملہ۔ 'کش و فش' بمعنی زینت بھی مستعمل ہے۔

ف ۔ ک

فکرِ تیرِ تازہ داشتن: کسی نئے منصوبے کی فکر میں ہونا۔

ف ۔ ل

فلاں کفش پیشِ پاے فلاں نمی تواند گذاشت: (فلاں اپنا جوتا فلاں کے پاؤں کے سامنے نہیں رکھ سکتا)، یعنی اُس کا رتبہ بہت معمولی ہے۔ یہ زیادہ تر زنانِ ولایت کا مقولہ ہے۔

فلانہ دو کمان می کشد: یعنی وہ پُر زور ہے۔ کیوں کہ جو کمان دار خود میں بہت زور پاتا ہے وہ دو کمانیں کھینچتا ہے۔

فلفل و کافور: چوں کہ کافور خاصیت کے لحاظ سے ڈبیا سے ہوا لیتا ہے، اِس لیے اُسے روکنے کے لیے ڈبیا میں مرچ ڈال دیتے ہیں۔ اس لیے کہ کافور کی حفاظت کرنا مرچ کا خاصہ ہے۔#

فلفل و کافور: چوں کافور بالخاصیہ از طبلہ ہوا گیرد براے منعِ آں فلفل در طبلہ گذارند، چہ نگاہ داشتنِ کافور خاصہء فلفل است = چوں کہ کافور اپنی خاصیت کے باعث پٹاری سے ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے، اِس لیے اُسے بچانے کے لیے پٹاری میں مرچ ڈال دیتے ہیں، کیوں کہ کافور کی حفاظت مرچ کی خصوصیت ہے۔ (نقش)

فلک: معروف؛ نیز ایک لکڑی جس کے دونوں سروں میں سوراخ کر کے اُن میں سے رسّی گزارتے ہیں۔ استاد کسی کھیل کود کرنے والے بچّے کے دونوں پاؤں میں ڈال کر اِسے لپیٹتا ہے تا کہ دونوں سرے مل جائیں، اُس کے بعد بچے کو چھڑی مارتے ہیں۔ اِسے 'چوبِ فلک' بھی کہتے ہیں۔

فلونیا و فلونی: ایک کیف آور معجون جس میں افیون اور رالنج کا بیج ڈالا جاتا ہے۔

ف ۔ ن

فن خوردن: دھوکا کھانا۔

فن زدن: مدِ مقابل کو عاجز و زبوں کرنا۔

فنجان: ('ف' کے نیچے زیر)، چھوٹا پیالہ، جس میں قہوہ ڈال کر پیتے ہیں، اور یہ بظاہر 'پنگان' کا معرّب ہے، فارسی میں جس کے معنی پیالے کے ہیں۔

فندق بستن وفندقی کردن: انگلیوں کے سرے مہندی سے رنگین کرنا جو بالکل فندق (بیر کی طرح کے ایک پھل) کی مانند نظر آتا ہے۔

ف ۔ و

فواق: ایک معروف مرض ہے؛ اور 'فواق شیشہ' سے مراد پیالے میں شراب اِس طرح انڈیلنا کہ اُس سے آواز پیدا ہو۔

فوطہ: اَن سِلا کپڑا، جیسے دستار، کمر بند اور رُومال وغیرہ۔

فوطہ دار: ایسا شخص جس نے فوطہ باندھا رکھا ہو؛ نیز وہ شخص جو حمام میں آنے والے لوگوں کے اتارے ہوئے کپڑے سنبھالتا ہے۔ اِسے 'فوطہ لنگِ حمامی' بھی کہتے ہیں۔

فوطہ رُبا: ایک طرّار قسم کا چور جو لوگوں کے سروں سے پگڑی اُڑا لیتا ہے۔

ف ۔ ی

فیل باراں: (بغیرِ اضافت)، برسات کے اخیر کی بارش۔

فیل میمونہ: ایک ہاتھی تھا جس پر لندھور بن سعدان سواری کیا کرتا تھا۔ یہ حضرت امیر حمزہ کے پہلوانانِ دستِ راست میں سے تھا۔ 'میمونہ' کشتی کا ایک داو ہے۔

فیلی: ('ف' پر زبر)، گنوار یا وحشی آدمیوں کا ایک گروہ جو عیاری میں معروف ہے۔ حسین خان عباس، جو شاہ عباس ماضی کے سرخیل اُمرا میں سے تھا، اِسی گروہ کا آدمی تھا۔ تاریخ ''عالم آرائے عباسی'' سے معلوم ہوا۔

فیں: ('ف' کے نیچے زیر)، ایران کے ایک شہر کا نام؛ نیز سختی سے سانس لینا۔ کہا جاتا ہے، 'ناک صاف کر، کیا فیں فیں لگا رکھی ہے۔'

ق

ق ۔ ا

قاب: ترکی لفظ؛ یعنی ظرف، کہا جاتا ہے 'قاب عینک'، 'قاب آئینہ' اور 'قاب کتاب' چوں کہ طبق، کھانے کا ظرف، برتن ہے، اِس لیے اِسے بھی 'قاب' کہتے ہیں؛ نیز بمعنی کہنی اور پاؤں کی ہڈی۔ اسی بنا پر بجل # کو بھی 'قاب' کہتے ہیں۔

کہنی اور پاؤں کی ہڈی کے معنی میں لفظ 'بجل'، یا 'بَجَل' نہیں، بل کہ 'بُجُل' ہے۔ (نقش)
[جمع = بجُول]

قالہ قالہ: وہی 'قال قال'؛ مراد ہے توبہ توبہ۔

ق ۔ ب

قبا بدوش کردن: لباس پہننا۔

قبا کردن کسے را: کسی کو لباس دینا۔

قبائے راہ: دورانِ سفر پہنا جانے والا لباس۔ اِس کا رنگ مٹیالے پانی کا سا ہوتا ہے۔ 'جامۂ راہ' بھی کہتے ہیں۔

قبائے صورتی: 'جامۂ صورت' کا مترادف، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

قپچاق: ایک ترک قوم، جو اپنی شجاعت و دلیری کی بنا پر مشہور ہے۔

قُبَیدہ: ('ق' پر پیش، 'ب' پر زبر)، ایک حلوائی کا نام۔

ق ۔ پ

قپّان: ('پ' مشدّد)، ترکی لفظ؛ ایک ایسا ترازو جس کا ایک پلڑا ہوتا ہے، اور دوسری جانب شاہین (ترازو کی ڈنڈی) سے پتھر لٹکاتے ہیں۔ 'کپان' اس کی فارسی اور 'قسطاس' عربی ہے۔

ق ۔ د

قدِ فلاں ندارد: یعنی اُس کے ساتھ مساہمت (شرکت) نہیں کرسکتا۔

قَدَک: ('ق' اور 'د' پر زبر)، ابریشمی کپڑے سے ہٹ کر ایک جامہ رنگین۔

قدم بر سرِ چیزے نہادن: کسی چیز کو ترک کرنا۔

ق ۔ ر

قِراب: ('ق' کے نیچے زیر)، ترکی لفظ۔ تلوار کی نیام۔

قراسورن: ایسا شخص جسے سلاطین کی طرف سے ایک فوج کی سرکردگی میں راستوں میں بٹھایا جاتا ہے، تاکہ وہ قافلوں کو خوف والے راستوں سے حفاظت کے ساتھ گزار دے۔

قراقر: پیٹ کی آواز، مجازاً شور و غوغا۔

قراگولہ: ایک سیاہ گولی، جو تریاق سے مخصوص کیف آور چیزوں سے بناتے ہیں۔

قِران: نجومیوں کی اصطلاح میں، نظر ستاروں کے ملاپ سے متاثر ہے، کلفت اور غم والم اِس کے آثار میں سے ہے؛ نیز قوت، اور ہلاک ہونے کا وقت۔ اور 'قران گذشتن' سے مراد دُکھ تکلیف گزرنے کا زمانہ، وقت۔ 'قران گذران' اِس کا متعدّی ہے۔

قراول: ترکی لفظ، ایسا شخص جو سیاہی دیکھے (سیاہی: کالک، خبر دینا)۔ دیدبان (جاسوس) پر اِس کا اِطلاق کرتے ہیں۔ میر شکار کو بھی، جو دُور سے شکار کو دیکھ لے، 'قراول' کہتے ہیں؛ نیز اُس فوج کو بھی، جو آگے آگے چلے (دستۂ ہراول)، اور دشمن کی موجودگی کی خبر دے، 'قراول' کہتے ہیں، کیوں کہ وہ بھی دیدبان (جاسوس) ہے؛ نیز وہ آہنی دانہ بھی جو بندوق کے اوپر

ہوتا ہے اور بندوق چلانے والا گولی چلاتے وقت اُس پر نظر رکھتا ہے، 'قراول' ہے۔ فارسی میں اِس دانے کو 'مگس' (مکھی) کہتے ہیں۔

قراول خانہ: شہر سے ایک فرسخ (تین میل) دُور ایک بلند جگہ۔ پہرے داروں کی ایک جماعت شب و روز اُس پر بیٹھے راستے پر نظر رکھے ہوتی ہے، اگر دشمن کا سایہ بھی دُور سے نظر آئے تو اندرونِ شہر کے لوگوں کو باخبر کرنے کے لیے آگ اونچی کر دیتی ہے۔

قُرباقہ: ترکی لفظ، بمعنی مینڈک۔

قُرشال: ('ق' اور 'ر' پر زبر)، وہ مطرب (گویّے) جن کے ساتھ کنچنیاں ہوں۔

قرضِ بے وجہ: ایسا قرض جس کے ادا کرنے کی رقم نظر میں نہ ہو۔

قُرُق: ('ق' پر پیش، 'ر' پر زبر)، کسی کام سے روکنا اور باز رکھنا۔

قُرقچی: ترکی لفظ، محصّل منع؛ نیز بمعنی خشک۔

قرقری: دستار کا ایک قسم کا بَل، جسے ہند میں 'کرکے' کہتے ہیں۔

قرقی: کلاہ کی ایک قسم جو قدیم زمانے میں بادشاہ کے سوا اور کوئی نہیں پہنتا تھا۔ آج یہ عوام کا لباس ہے اور خواص نہیں پہنتے۔

قروتی شدنِ معاملہ: کسی کام کا بگڑ جانا۔ 'قروت' ایک ایسی چیز ہے کہ چھاچھ کو اُبالتے ہیں تا کہ وہ جم جائے، پھر ہاتھوں سے اُسے پھینٹتے ہیں، تا کہ زیادہ کھٹی ہو جائے۔ اُس کے بعد اُسے چیتے کو کھلاتے ہیں تا کہ اُس کا صفرا دُور ہو جائے۔ اسے 'کشک' ('ک' پر زبر، 'ش' ساکن) بھی کہتے ہیں۔ کھانے کی ایک چیز جسے دہی یا چھاچھ سے تیار کرتے ہیں۔

ق ۔ ز

قزاز: علاقہ بند؛ نیز ریشم فروش جسے ہند میں 'پٹوہ' کہتے ہیں۔ 'قز' بمعنی ریشم۔

قزوینی شدن: غصّے اور طیش میں آنا، اس لیے کہ وہاں (قزوین) کے لوگ مغلوب الغضب ہیں۔ 'قزوینی' مفعول لڑکے کو بھی کہتے ہیں۔

ق ۔ ش

قشو: ترکی لفظ، بمعنی آہنی خرخرہ، جس سے گھوڑے کو کھجلاتے ہیں۔

ق ۔ ص

قصاب شکن: کشتی کا ایک داو جس میں حریف کی گردن پر دباو ڈال کر اُسے زمین پر گراتا ہے، جس طرح قصاب بکرے کو گراتا ہے۔

ق ۔ ط

قطزن: معروف؛ عربی میں اسے مُقط ' (قلم پر قط رکھنے کی چیز) کہتے ہیں۔

قطار: دس اونٹ اکھٹے آئے ہوئے۔ اب ہر چیز کے جمع ہونے، یعنی گروہ پر اِس کا اطلاق ہوتا ہے، اور اشعار میں بہت ہے۔

قطامہ: ('ط' پر تشدید)، بڑی شہوت والی عورت۔ 'قَطَم' (بالتحریک) شہوت کی تیزی۔ ایک بڑی فاحشہ عورت کا نام۔

قطرہ زدن وکردن وکشیدن وفشاندن وبرداشتن: بھاگنا، دوڑنا اور کوشش کرنا۔

قطعۂ دیوانی: ایسا کاغذ جس پر خطِ دیوانی لکھا ہوا ہو۔ ('خطِ دیوانی' کے معنی دیے جا چکے ہیں۔)

قطیفۂ حمّامی: جامہ پشمیں، جس سے، غسل کے بعد، بدن صاف کرتے ہیں؛ نیز شب پوش کمبل، یا پرزہ۔

ق ۔ ف

قفا: معروف؛ نیز وہ تھپڑ جو گردن پر مارتے ہیں۔

قفسِ سیمابی: فلک کا کنایہ۔

قفل بند: اُس کے بند میں، یعنی کسی جگہ تالا لگا کے رکھنا۔

قفل ریختن وافگندن: تالا لگانا۔

قفل شدنِ سگ: کُتّے کا کُتیا کے ساتھ بند ہونا۔

قفلِ فرجِ استر: سونے اور چاندی کا کڑا جو خچر کی فرج پر بند کرتے ہیں، تا کہ اُس سے جفتی نہ ہو سکے اور خچر حاملہ نہ ہو جائے، اِس لیے کہ جب خچر حاملہ ہو جائے تو اُس کی فرج تنگ ہونے کے سبب بچہ پیدا نہیں ہو سکتا، مجبوراً اُس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جاتا ہے اور یوں خچر بے کار ہو جاتی ہے۔

قفہ منار: مِنار کے اوپر ایک نشیمن، جسے 'گُل دستہ' بھی کہتے ہیں۔

ق - ل

قُل احمدی: ('ق' پر پیش)، کسی کے کسی عضو پر پورے زور سے ہاتھ مارنا۔ یہ لوطیوں کی اصطلاح ہے۔ ترک اِسے 'سقلمہ' اور 'حق نظر بیگی' کہتے ہیں۔ حق نظر بیگ ایک شخص تھا جو بادشاہ کے گھر کے دروازے کے اہتمام میں لوگوں کے سینے پر پورے زور سے ہاتھ مارا کرتا تھا۔ اُس کی یہ ضرب اُس کے نام سے مشہور ہوگئی۔

قَلّابی: ('ق' پر زبر، 'ل' مشدّد)، کھوٹا، یعنی جعلی سکّہ بنانے والا۔ مجازاً ہر فریب کار اور دھوکے باز۔

قلب بدمِ شمشیر و خنجر اُفتادن: تلوار یا خنجر کا دندانے دار ہو جانا اور دھار اُلٹ جانا۔

قلپاق: ترکی لفظ، بمعنی کلاہ۔

قلتاق: ترکی لفظ، بمعنی مکر و حیلہ۔

قلچاق: آہنی دستہ جو فوجیوں کے پاس ہوتا ہے۔ یہ ترکی لفظ ہے۔

قلعۂ الموت: قہستانِ دیلم میں ایک قلعے کا نام، جو حسن بن زید نے ۲۴۶ھ میں تعمیر کیا۔ یہ دراصل 'آلہ آموت' ہے۔ یعنی عقاب کا آشیانہ۔ 'آلہ' بمعنی عقاب ہے ('ل' پر پیش)، اور 'آموت' بمعنی آشیانہ۔

قلعۂ بیدر: کوہِ شیراز پر واقع ایک قلعے کا نام؛ نیز کنواری عورت کا کنایہ۔

قلعۂ قہقہہ: ایک قلعے کا نام۔

قلعۂ کلاب: کوہ کیلویہ پر واقع ایک قلعے کا نام، جس میں قیدیوں کو رکھتے ہیں۔

قُللر آقاسی: (پہلے 'ق' پر پیش)، ترکی لفظ۔ غلاموں کا سردار، 'قُل' بمعنی غلام اور 'لَر' ('ل' پر زبر)، علامتِ جمع، اور 'آقاسی' بمعنی سردار۔

قلم افشاں: ایسا قلم جس پر سونے اور چاندی کی چھڑکن ہو۔

قلمِ جدوَل: (اضافت کے بغیر)، وہ قلم جس سے جدوَل (صفحے کے اردگرد کی لکیریں) کھینچتے ہیں۔

قلم درناخن شکستن: 'نے درناخن شکستن' کا مترادف۔ (اِس کا ذکر آئے گا۔)

قلم دست: معروف؛ وہ شخص جو قلم سے کام کرے، جیسے قلم زن اور مصوّر۔

قلمِ دست وپا: ٹخنے اور کہنی کی ہڈی۔

قلم نیست: یعنی حساب نہیں، اور پرسش نہیں ہے۔

قلمِ نیشکر: نَیشکر، گنا۔

قلندر بچہ: آلۂ تناسل کا کنایہ۔

ق ـ م

قُمہ: ('ق' پر پیش، 'م' پر شد)، سریہ، وہ لونڈی جسے بیوی بنالیا گیا ہو۔

ق ـ ن

قنارہ: طویل لکڑی، یا لوہا جو قصابوں کے پاس ہوتا ہے۔ اِس میں بہت سی کیلیں لگاتے ہیں اور دیوار میں مضبوطی سے لگادیتے ہیں۔ ذبح شدہ بکرے کی کھال اُتار کر گوشت اُس سے لٹکا دیتے اور پھر ٹکڑے ٹکڑے کرکے اُسے بیچتے ہیں۔

قنتورہ: ('ن' ساکن)، اِس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جامہ ہائے رنگیں، جن کا دامن بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ دوسرے بانات کی قسم کی ایک چیز جو جُراب پر باندھتے ہیں تاکہ جُراب میں گرد وغبار نہ پڑے۔ یہ دونوں چیزیں شاطروں اور عیاروں سے مخصوص ہیں؛ نیز بمعنی بیل کا جوا۔

قندک: کم روشنی والا چراغ، جو عیاروں کے پاس ہوتا ہے۔

قندیل: ایک شیشہ جس میں چراغ بھر کر رکھتے اور آہنی زنجیروں سے لٹکاتے ہیں؛ نیز لکڑی کی ایک

چیز جو درمیان سے کھوکھلی ہوتی ہے، اُس پر نقش کھینچتے اور تیر اُس میں رکھتے ہیں۔

ق ۔ و

قُو: (’ق‘ پر پیش)، ایک پرندہ نسامہ، جس کے پر سرہانے میں رکھتے ہیں۔ یہ پرندہ تہامہ کے علاقہ میں ہوتا ہے، اور تہامہ ملک عرب کا ایک راستہ ہے جس پر مکّۂ معظمہ واقع ہے۔
(’ق‘ پر زبر)، بمعنی جڑ اور ریشہ جو بہت ملائم ہوتا ہے اور چقماق کی آگ فوراً پکڑ لیتا ہے۔

قودرآنجانمی پرد: ایسی جگہ کے بارے میں بہت مبالغہ جہاں کسی کو دخل نہ ہو، کسی کو وہاں کے حال سے آگاہی نہ ہو اور بڑی دہشت ناک جگہ ہو۔

قول دادن: عہدوقرار کرنا۔

قُوقچی: (’ق‘ پر پیش)، نوکر کا نوکر۔

ق ۔ ی

قیتول زمردشاہ: قندہار کے نواح میں ایک قلعہ جسے زمردشاہ نامی بادشاہ نے، جو خدائی کا دعوے دار تھا، بنایا تھا۔ آج کل وہ ویران ہے اور اُس کے آثار نمایاں ہیں۔ ’قیتول‘ بمعنی قلعہ۔

قیصر: معروف؛ نیز کاشان کے نزدیک ایک موضع کا نام۔

قیصریہ: اصفہان کا ایک بازار، جس کے ہر طرف بلند عمارات ہیں۔ اِس کی وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ شاہ ایران نے روم سے لوٹنے کے بعد، حاصل کردہ مالِ غنیمت، وہاں کی عمارات پر صَرف کیا۔

قیطون: وہ چیز جو ریشمی دھاگے سے بُنی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ہند کا ’کور‘ قیطون ہے۔ اِس سے لباس کے دامن و گریبان کی ڈوریاں بنائی جاتی ہیں؛ اور ریشم اور دھاگے سے جو کچھ (لباس کے) اردگرد بُنتے ہیں اسے ’گِرد باف‘ کہتے ہیں۔ (گردباف: انگیا کی ڈوری۔)

قیقاج: ترکی لفظ، بمعنی اریب (یعنی ترچھا)۔ اِصطلاح میں اُلٹا تیر چلانا۔

قَیلُغہ: (’ق‘ پر زبر، ’ی‘ ساکن، ’ل‘ پر پیش اور ’غ‘ پر زبر)، دار جسے ہند میں سُولی کہتے ہیں (پھانسی کا تختہ)۔

قیمتِ اوّلِ یوسف: حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے، اُن کے کنوئیں سے باہر نکلنے پر، اُنھیں جس قیمت پر تاجر کے ہاتھ فروخت کیا۔ اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، بیس یا اٹھارہ یا سترہ درم۔ اِسے 'بازارِ اوّلِ یوسف' بھی کہتے ہیں۔ 'بازارِ دومِ یوسف' اُن کا مصر میں زلیخا کے ہاتھوں خرید اجانا۔

قیمہ کے کشیدن: کسی کا ہر عضو کاٹ دینا اور ریزہ ریزہ کر دینا۔

ک

ک ۔ ا

کاج: ایک درخت، صنوبر اور شمشاد کی قسم کا؛ نیز بمعنی احوال۔

کارآب: (اضافت کے ساتھ)، شراب پینا۔

کارآب وآتش است: یعنی دشوار کام ہے جس کا کرنا اپنے بس کی بات نہیں۔ اس کا ماخذ یہ ہے کہ جب کھانے میں پانی اور نمک قاعدے کے مطابق نہ ہو، یا چاول کچے رہ جائیں تو مالک، باورچی سے کہتا ہے، 'یہ تُو نے کیا کیا؟' وہ جواب دیتا ہے، 'کیا کروں، یہ پانی اور آگ کا کام ہے، میرے اختیار میں نہیں۔'

کارآمد: کام آنے والا شخص۔

کارباز شدن: کام کا سرانجام پانا۔

کار بخدا اُفتادن: کام کا تدبیر اور چارے سے ممکن نہ ہونا۔

کاربُر: ('ب' پر پیش)، کام بگاڑنے والا۔

کاربگوشہ چیدن: 'بطاق نہادن' کا مترادف، جس کا مطلب ہے، فراموش کرنا، اور بھلا دینا۔

کارپیش افگندن واز پیش برداشتن: کوئی کام انجام دینا۔

کارچوں زر شدن: کام کا خاطر خواہ سرانجام پانا۔

کارغلاماں: ایران کے اُمرا اپنے غلاموں کو بیش تر مختلف قسم کے فنون مثلاً آہن گری، نجاری، زرگری اور نقاشی وغیرہ کے سیکھنے میں مشغول رکھتے اور ہر فن میں اُنھیں ماہر بناتے ہیں۔ اسی بنا پر 'کارخوب' کو 'کارغلاماں' کہتے ہیں۔

کارِ قدیم: گھٹیا کام کا کنایہ۔

کارِ کسے شدن: معروف؛ نیز بمعنی مرنا۔ 'کارِ کسے ساختن' اِس کا متعدی ہے؛ نیز 'کار تمام ساختن'۔

کازری: معروف؛ نیز بمعنی سفید مستعمل ہے۔

کاژیرہ: معصفر جسے ہند کی لغت میں 'کسمبہ' کہتے ہیں۔ (ایک درخت کا نام، جس سے سُرخ رنگ نکالا جاتا ہے۔)

کاسہ وقدح بر سر کسے شکستن: کسی کو رُسوا کرنا۔

کاسہ وکوزہ: گھر کا اثاثہ۔

کاسہ وکوزہ شکستن: خراب و پامال کرنا۔

کاسہ بازی: دو چینی پیالے پانی سے بھر کر کاسے باز اُلٹے ہو کر پیالے اپنی پشت پر رکھتے ہیں اور پھر چوتڑوں سے اُنھیں ہلاتے اور اپنے کندھے تک لے جاتے ہیں، اور وہ اس طرح کہ پانی کا ایک قطرہ تک باہر نہیں گرتا۔ مجازاً بمعنی مکار اور حیلے باز۔

کاسہ بزیرِ کاسہ: کشتی کا ایک داو۔ دو متقابل پہلوان اپنی ٹھوڑیاں باہم ملاتے ہیں۔ بعض کے مطابق حریف کے زانو کے نیچے ہاتھ لے جا کر اُسے اٹھاتا ہے۔

کاسہ پیشِ کسے بند کردن: خود کو کسی امیر کی خدمت سے وابستہ کرنا اور کسی فائدے کی اُمید میں اُس کے گھر آنا جانا۔ جب کوئی کسی امیر کی سرکار میں ملازم ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں، 'اِس نے فلاں امیر کی سرکار میں کاسہ بند کرلیا ہے'۔

کاسہ سرنگوں شدن: مفلس و نادار ہونا اور 'کاسہ سرنگوں' (اضافت کے بغیر)، بمعنی مفلس و نادار۔

کاسہ شدن: گبڑا ہونا۔

کاسۂ کچابر: بن بلایا مہمان۔

کاسۂ ہمسایہ وکاسہ: ایسی چیز جسے ہند میں 'بھاجی' کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے، 'کاسۂ ہمسایہ دو پا دارد'؛ (ہمسائے کے پیالے کے دو پاؤں ہیں)، یعنی اِس گھر سے اُس گھر اور اُس گھر سے اِس گھر جاتا ہے۔ (بھاجی: کھانے وغیرہ کا حصہ۔)

کاشتن: معروف؛ نیز بمعنی لوٹا دینا۔

کاغذ: معروف؛ اور قبالہ، تمسک؛ نیز وہ مکتوب جو احباب ایک دوسرے کو بھیجتے ہیں؛ نیز بمعنی مچلکا۔

کاغذ باد: (بغیر اضافت، نیز اضافت کے ساتھ)، وہ کاغذ جو آج کے بچے بڑے رسّی (ڈور) کے ساتھ ہوا میں اڑاتے ہیں (پتنگ)۔

کاغذِ بُتی: ایک ایسا کاغذ جو فرنگ سے مخصوص ہے۔ جب اُسے گہری نظر سے دیکھتے ہیں تو اُس میں سے ایک بت کی شکل نظر آتی ہے۔

کاغذِ حلوا: وہ کاغذ جس میں حلوا لپیٹ ڈال کر بیچتے ہیں اور وہ کاغذ اوس سے بے کار ہو جاتا ہے، لہٰذا مجازاً بمعنی بے اعتبار چیز۔

کاغذِ دفتری: کم قیمت کا اور ناصاف کاغذ جو دفتر کے کام آتا ہے۔

کاغذِ عکسی: جس میں عکس آئے۔

کافرِ کتابی: وہ شخص جو منسوخ دین کا پیرو ہو جیسے عیسائی اور موسائی۔

کاک: ہلکی روٹی، اور کم زور ولاغر آدمی؛ نیز آذربایجان کے ایک قلعے کا نام۔

کاکل افشانی: رعنائی کے اظہار کی خاطر زلفوں کو پریشاں کرنا۔

کاکلِ شمع: شمع کے اوپر کا دھواں۔

کاکلِ کسے شکستن: کسی کو کسی کام کی تحریص وترغیب دلانا، یعنی اُس کے بال کھینچ کر کسی کام پر لے جانا۔

کاکو: ماموں۔

کالہ: 'کالا' کا مترادف (گھر کا سامان)؛ نیز کدوے شراب بالخصوص، اور ہر مظروف کا ظرف (برتن) بالعموم۔ (مظروف: جو چیز برتن میں ڈالی جائے۔)

کام برداشتن: جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو دایہ انگلی پر شہد لگا کر اُس کے حلق میں ڈالتی ہے۔ گھُٹی۔ 'بناگوش کرون' بھی کہتے ہیں؛ نیز 'کام برگرفتن'۔

کاورسہ: 'کاورس' ہندوستان سے مخصوص کم قیمت غلّہ جسے 'چینہ' کہتے ہیں، یہ ریزوں سے بھرا ہوتا ہے۔ 'جاورس' اس کا معرب ہے۔ 'کاسہ' بمعنی ریزے دار اور بہت چھوٹی چیز جو کاورس کی طرح چھوٹی ہو۔ 'کاورسہ کاری' مترادف ہے ریزے کاری اور خردکاری کا، جو مشہور ہے۔

کاولی: فاحشہ کے چہرے والی؛ نیز وہ شخص جو اہلِ حرفت میں سے ہو اور ناہموار اور بُرے کام بنائے۔

اِسی بنا پر جو کوئی آنکھ ٹیڑھی کرے، یا ناک بھوں چڑھائے، اُسے 'کاولی ساز' کہتے ہیں۔

کاہ اگر از تو نیست کہدان از تست: مشہور مثل ہے؛ یعنی کھانا اگر کسی دوسرے کی طرف سے ہے، تیرا نہیں ہے، پیٹ تو تیرا ہے، کیوں ٹھونس ٹھونس کے کھا رہا ہے، قے سے مر جائے گا۔

کاہ در دہن گرفتن: عاجزی کرنے اور پناہ مانگنے کا کنایہ، کیوں کہ پناہ مانگنے والا مُنھ میں گھاس اور برگ ڈال کر پناہ مانگتا ہے۔ یہ ہندوستان کی رسم ہے۔

کاہل پاے مرود و کاہل پاے درخت: وہ شخص جو سارا سارا دن امرود کے درخت کے نیچے لیٹا رہے اور کوئی کام نہ کرے۔ لوطی اِس قسم کے آدمی کو 'لِلتی' ('ل' کے نیچے زیر) کہتے ہیں۔

ک ۔ ب

کباب انداختن در ساندن: کباب پکانا۔

کبابِ برگِ تاک: وہ کباب جو انگور کی بیل کے پتّوں سے بنایا جاتا ہے۔

کبابِ گذشتہ: جلا ہوا بے کار کباب۔

کبابِ ہندی: کباب کی ایک قسم، جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔

کبادہ: بڑی نرم کمان، جس سے کمان دار تربیت لیتے ہیں؛ نیز وہ کمان جو پہلوان کھینچتے ہیں۔ اس کا چلّہ لوہے کا ہوتا ہے۔ اِسے 'کمانِ فولاد' بھی کہتے ہیں۔

کبوتر باز: رندِ پُر کار۔

کبوترِ پر پا: (دونوں 'پ')، کبوتر کی ایک قسم جس کے پر پاؤں پر ہوتے ہیں اور وہ سُست پرواز کرتا ہے۔

کبوتر دم: ('دُ' پر زبر)، حسبِ خواہش بوسہ۔ ('دُ' پر پیش)، کاتبوں کی اصطلاح میں ایسا قلم جو خاص انداز میں تراشا گیا ہو اور وہ کبوتر کی دُم سے مشابہ ہو۔

ک ۔ پ

کپنک: وہ نمدہ جو بے نوا آدمی سردیوں میں کندھوں پر لیتے ہیں۔

کپتان: (کیپٹن) فرنگی بادشاہ کے اہم امور کا صاحبِ اختیار سفید ریش؛ نیز وہ شخص جو شاہِ فرنگ کی

طرف سے بندرِ عباسی کا داروغہ ہو۔ تاریخ "عالم آرائے عباسی" سے معلوم ہوا۔

ک ۔ ت

کت: (ک پر زبر)، تخت، گویا یہ لفظ ہندی 'کھٹ' کا مفرس ہے۔

کتابِ گذشتہ: غیر مفید، پرانی اور دیرینہ کتاب۔

کتابت: لکھنا؛ نیز بمعنی مکتوب۔

کتابتِ کشمیر: ایسا مکتوب جس کے حروف پیچیدہ ہوں اور پڑھے نہ جا سکیں، جس طرح براہمۂ کشمیر کے حروف کہ اُن کی شکلیں براہمۂ ہند کے حروف کی شکلوں سے مختلف ہیں۔

کتابی: وہی 'کافرِ کتابی' جس کا ذکر ہو چکا ہے (عیسائی، موسائی)۔

کتکن: کنواں کھودنے والا۔

ک ۔ ج

کج مکج: یعنی کج مج، ٹیڑھا میڑھا۔

کج نشستن: 'حمائل نشستن' کا مترادف۔ (ذکر ہو چکا ہے۔)

کجا: معروف؛ نیز بمعنی ہر جگہ۔

کجک: ہاتھی کا آنکس، جو ہاتھی کی تادیب کے لیے ہوتا ہے۔ اِن معنوں میں یہ دراصل 'انکُش' ('الف' پر زبر اور 'ک' پر پیش) ہے؛ نیز ایک ایسی چیز جس سے کدو کا طاس لٹکاتے ہیں؛ نیز ایسی چیز جو اہلِ ولایت گریبان کے گرد سیتے ہیں اور یہ کبھی سونے کی ہوتی ہے اور کبھی سمور کی۔ اسے 'کبک' بھی کہتے ہیں؛ نیز ایسی لکڑی جس سے ڈھول اور کوس بجاتے ہیں۔

کجیم: لشکر کے گھوڑے اور ہاتھی کا پاکھر۔

ک ۔ چ

کچہ: نگینے کے بغیر انگوٹھی چھلا۔

کچہ بازی: چند حریف دو جانب بیٹھ جاتے ہیں۔ ایک طرف کا حریف دوسرے حریفوں سے پنہاں چھلاّ ہاتھ میں چھپالیتا ہے اور اُس کے سب ساتھی مٹھی بند کر کے کسی ایک حریف کے سامنے آتے ہیں۔ اگر وہ کسی کو پوچ کہے اور چھلاّ اُس کے ہاتھ میں ہو تو وہ چھلاّ بتانے والے کا ہو جاتا ہے، ورنہ طرفِ ثانی کے حریفوں کا ہوگا۔ اور جب چھلاّ کسی کی مٹھی سے باہر آ جائے تو کہتے ہیں، 'کچہ گل کرد'۔ 'کچہ رُو' بھی کہتے ہیں۔ اصطلاح میں 'کچہ گل کردن' بمعنی راز کھل جانا ہے۔ 'انگشتری بازی' بھی یہی ہے۔

ک ۔ د

کدوِ مطبخ: ایسا برتن جس میں بے نوا فقیر اپنا کھانا پکاتے ہیں۔

ک ۔ ر

کُر: ('ک' پر پیش)، ایک معروف ندی کا نام؛ نیز مقدارِ معیّن۔

کراسہ: ('ک' پر پیش)، مطلقاً بمعنی کتاب اور کتابِ آسمانی خصوصاً۔

کرباس: سفید پارچہ۔

کربلائی: قماش کی ایک قسم جو محرمات ہے (جس کا احرام باندھا جاتا ہے۔)

کُرسی: معروف؛ نیز بخاری کی قسم کی ایک چیز جس میں آگ جلاتے ہیں تاکہ گھر گرم ہو۔ 'کُرسیِ دار' وہ کُرسی جو دار کے نیچے رکھتے ہیں۔ پھانسی پانے والا شخص اُس پر پاؤں رکھ کر، سولی پر چڑھتا ہے؛ اور 'کرسیِ عقدِ گہر' نیز 'کرسیِ خط' بمعنی گہر و خط کی سلک کا بڑے سلیقے اور خوبی سے ہونا۔ 'کرسی دارد'، یعنی ایک دوسرے کے برابر ہے۔

کرک: ('ک' پر پیش، 'ر' ساکن)، نرم پشم جس سے بال نکلیں، اور اُنھیں کنگھی سے نکالتے اور اُن سے شال اور مخمل بُنتے ہیں؛ نیز وہ گرہیں جو بُری طرح بُنی ہوئی شال اور مخمل وغیرہ پر نمایاں ہوتی ہیں۔ اور اُنھیں 'لاس' اور 'پرزہ' بھی کہتے ہیں۔

کِرمِ پلاس بودن: ('ک' کے نیچے زیر)، کسی کی عیب جوئی کا ارادہ کرنا۔

بُرمِ کارداشتن: (پہلا 'کاف' مکسور)، کسی کام کا تردّد رکھنا/ ہونا۔ 'کرم' بمعنی تردّد، خلجان ہے۔

بُرمِ گشتن: (پہلا 'کاف' زیر کے ساتھ، دوسرا پیش کے ساتھ)، معشوق کے ساتھ دست بازی اور کھیل کود کرنا؛ نیز بمعنی باج لینا؛ نیز شہوت کی ماری عورتوں کا چرمینے سے شہوت دُور کرنا، جیسی کہ اُن کی عادت ہے۔

ک ۔ س

کُس وکاسہ برطبقِ عرض نہادن: رُسوا کرنا۔

کَس وکو: عزیز واقارب اور رفقا۔

کُس کباب: (پہلے 'کاف' پر پیش)، فاحشہ اور کنچنی کی کُس کی رقم۔

کُس گربہ: ('کاف' پر پیش)، کوڑی جسے 'خرمہرہ' کہتے ہیں۔

کسکن: ترکی لفظ۔ وہ گرز جس کا سر ازنجیر یا تسمے سے دستے میں نصب کرتے ہیں۔ فارسی میں اسے 'پیازک' اور 'پیازی' کہتے ہیں۔

کسی: معروف؛ نیز مخاطب۔

کسے را بپا طلبِ کسے گذاشتن: کسی کی بدُعا کے سپرد کرنا۔

کسے را بر چوب بستن: دیوانِ عدالت کے آگے بلند لکڑی نصب کرتے اور مجرموں کو اُس سے باندھ کر چابک اور لکڑی مارتے ہیں۔

ک ۔ ش

کشاد دادن: کسی پر درِ مقصود کھول دینا۔

کشتی بہ خشک بستن: کنجوسی اور بخل کا کنایہ۔

کشتی وجنگ قدر بودن: جنگ اور کشتی کا برابر ہونا۔ 'قدر' بمعنی برابر اور رسا بھی بہت مستعمل ہے؛ نیز تیر انداز محکم کو جو 'قدر انداز' کہتے ہیں تو اسی وجہ سے ہے کیوں کہ اُس کا ہر تیر ہدف پر پہنچتا ہے۔

کشتی یاک شدن: ہنگامۂ کشتی ختم ہونا۔

گشنگجر: (پہلے 'کاف' پر پیش، 'ش' ساکن، دوسرے 'کاف' پر زبر)، ایک آلۂ جنگ جسے بارود کی قوت سے چلاتے ہیں۔ کتبِ تاریخ میں یہ لفظ بہت آیا ہے۔

کشش: ایک مشہور معرکہ گیر کا نام۔

کشودہ شدنِ ابر: 'واشدنِ ابر' (بادل کا کھل جانا) کا مترادف۔

کشوردار: شہر اور حصار کا پہرے دار/ پاسبان۔

کشیدن: کئی معانی کے علاوہ بمعنی جماع استعمال کرتے ہیں۔ کسی کو گالی دیتے وقت کہتے ہیں، 'تر خربکشد'؛ اور اِس گھوڑی کو فلاں کے گھوڑے سے کشید کیا گیا ہے۔

ک ۔ ف

کف رفتن: چُرانا۔

کف زدن: تالی بجانا۔

کف غنچہ کردن: پنجہ کرنا (ہتھیلی بند کرنا)۔

کف کردن: کھانا۔

کف کردنِ دہان: حسرت کی وجہ سے پانی مُنھ میں آنا۔

کفشِ آہو: ہرن کے سُم۔

کفش پیشِ پاے کسے گذاشتن: کسی کی خدمت گاری کرنا؛ نیز بمعنی رخصت اور وداع کرنا۔

کفش تابتا کردن: کسی کے جوتے کے ساتھ (ایک پاؤں کا) جوتا بدلنا۔

کفشِ جتہ: نعل دار جوتا، جس کی ایڑی اونچی ہوتی ہے۔

کفش دریدن و پارہ کردن: بہت تلاش و کوشش کا کنایہ۔

کفشکی: کُشتی کا ایک داو۔ جب حریف یہ دیکھتا ہے کہ اُس کی کوئی جگہ دشمن کی دست رس میں نہیں ہے تو وہ اچانک پاؤں کا سرا (پنجہ) اُس کے خصیے پر مار دیتا ہے، تاکہ وہ اُلٹ کر زمین پر گرے۔

کفن: معروف ہے۔ ('ف' ساکن بھی استعمال کرتے ہیں)

ک - ل

کل: ('ک' پر زبر)، معروف؛ نیز بمعنی کوتاہ اور ناقص۔ بہت تحقیر اور اہانت کا لفظ۔

کلِ دشنہ کش: وہ شخص جو ذرا سی بات پر جگہ سے ہٹ جائے، اور لڑائی جھگڑے پر اتر آئے، اور خنجر نکال لے۔

کلات: وہ قلعہ جو پہاڑ کی چوٹی اور پشتے پر ہو، خواہ آباد ہو یا ویران؛ نیز ہرات کے نواح میں ایک قلعہ جو خراسان کا ایک بڑا قلعہ ہے۔ قندہار کے مضافات کا ایک قلعہ۔ لوطیوں کی اصطلاح میں مفعول کا خاص موقع پر اپنی کون اونچی کرنا۔

کلاغ بدست آوریدہ: ایسا شخص جسے زرِ سفید (کوئی سفید سکّہ) مفت میں مل جائے۔

کلاغ گرفتن و زدن: طعنہ زنی اور استہزا کرنا؛ نیز 'زاغ گرفتن' انھی معنوں میں ہے۔

کلافہ: معروف؛ نیز کشتی کا ایک داو۔ حریف کو اٹیا کی طرح لپیٹتے ہیں۔ اصل میں یہ کلاوہ (دھاگے کا لچھا) تھا۔ 'کلافہ کردنِ چیزے' (کوئی چیز جمع کرنا)، 'نکبت کلافہ کردن' (نحوست جمع کرنا۔)

کلاں کار: وہ شخص جو کارہائے عظیم انجام دے۔

کلاہِ احمد بر سرِ محمود گذاشتن: 'دولاب گردانی' کا مترادف، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

کلاہ از سرِ کسے برداشتن: تین معنی ہیں۔ اوّل: جب کوئی مخاطب کو سنانے سے پہلے سر سے کلاہ اتار دیتا ہے اور جب تک کچھ انعام نہ پالے نہیں بتاتا۔ 'دیہیم و تاج از سر برداشتن' بھی یہی ہے۔ دوم: احوال پُرسی کرنا۔ سوم: جب کوئی کسی سے آزردہ ہو، اور اُس کا ہاتھ اُس تک نہ پہنچے تو کہتے ہیں، اُس کا کلاہ اتار لے۔

کلاہِ بارانی: بارش میں پہننے والی ٹوپی، نیز بلبلہ۔

کلاہ را قاضی کردن: نہایتِ انصاف میں مبالغہ؛ یعنی اگر حق گو منصف موجود نہ ہو تو کلاہ کو منصف قرار دے کر معاملے کا حسن و قبح معلوم کر لینا چاہیے۔

کلاہِ زنگہ: لکڑی کی کلاہ جس پر گھنٹیاں باندھتے ہیں اور مجرموں کی رسوائی کے لیے اُن کے سروں پر رکھتے ہیں۔ اِسے 'تختۂ کلاہ' اور 'کلہ' بھی کہتے ہیں۔ جب کسی کا مذاق اڑانا چاہتے ہیں تو

اہلِ محفل پر عبیر چھڑکتے ہیں اور جب اُس شخص کی نوبت آتی ہے تو اُس کے چہرے پر تھوڑا سا سرمہ مَل دیتے ہیں، جس کا مطلب ہے کہ اُسے رسوا کر دیا ہے۔

کلاہِ سلیمان وکلاہِ سلیمانی: عمرو عیار کے پاس ایک ٹوپی تھی جسے جب وہ پہنتا تو نظروں سے پنہاں ہو جاتا۔

کلاہِ نمد: نمد سے تیار کردہ ٹوپی، جو بے نوا قلندروں کا لباس ہے۔

کلاہِ نمدی بالِ تدرو: ایسی نمدی ٹوپی جس کا گوشہ تدرو پرندے کے پر کی طرح بناتے ہیں۔

کلپک: کھیتوں کے کنارے پر، کھلیان کی، باد و باراں سے حفاظت کے لیے بنایا گیا چھوٹا سا گھر؛ نیز 'خرمن بان'۔

کُلفت: ('ک' اور 'ل' پر پیش)، گندہ اور کھردرا۔

کِلک برسر کسے بستن: کسی کے سر پر مصیبت اور جنجال لانا۔ 'کلک' ('ک' اور پر 'ل' پر زبر)، بمعنی دردِ سر۔

کلک تخپ: گدا، جس کا کوئی ٹھکانا نہ ہو اور راتوں کو وہ تنور وغیرہ میں گرا پڑا ہو۔

کِلکِل وکل مِکل: (دونوں 'کاف' پر زیر)، ہرزہ گوئی۔

کلنگ: لمبے سرے والی تیز ریتی، جس سے سنگ تراش پہاڑ سے پتھر نکالتے ہیں۔

کلوخ انداز: ماہِ شعبان کے آخر کی گُل گشت (سیر)۔ وجہِ تسمیہ: اس سیر میں رمی حجارہ، عزمِ دفع کی خاطر مرسوم ہے۔ اسے 'بُر خندان' بھی کہتے ہیں۔ ('ب' اور 'غ' پر زبر۔)

کُلہ: معروف؛ نیز آلۂ تناسل، اور حرکاتِ جماع۔

کلہ برکلۂ کسے زدن: کسی سے برابری کا دعویٰ کرنا۔

کُلہ دراز: ('ک' پر زبر، 'ل' مشدّد) بے ہودہ شور و غوغا کرنے والا شخص۔

کلید افگندن: ولایت کی رسم ہے کہ جب وہاں کی عورتیں فال نکالنے والے کے پاس جاتی ہیں تو خاص افسوں چابی پر پھونک کر راستے میں رکھ دیتی ہیں۔

کلیدِ عقل: ایسا شخص جس کی تدبیر سے اُمور انجام پذیر ہوں۔

ک ۔ م

کم چیزے گرفتن: کسی چیز کو نابود سمجھنا۔

کم کاستی: بخل اور اِمساک۔

کماچ: روٹی کی ایک معروف قسم۔ 'کماچ خانہ' بمعنی ایسی چوڑی اور گول لکڑی جس پر ستون کا سرا نیچے لے جاتے ہیں۔

کمان از طاقِ بلند آویختن: دعوائے کمال کرنا۔

کمانِ بلند: دراز خانے والی کمان۔

کمان بلند کردن: کمان کھینچنا۔

کمانِ تنگ و کوتاہ خانہ: 'کمانِ بلند' کی ضد۔

کمانِ شیطان و کمانِ رستم و چرخ: قوسِ قزح۔ 'قزح' شیطان کو کہتے ہیں۔

کمان کسے کشیدن: کسی کے ساتھ 'ہم آورد' ہونے اور اُس سے عہدہ برآ ہونے کا کنایہ۔

کمانِ گروہہ: کمان کی گولی۔ 'گروہہ' گولی کو کہتے ہیں۔

کمانچہ زدن: شورش میں لانا۔

کمر کشادن و گسستن: تردّد سے نجات پانا اور آسائش میں ہونا۔

کمری: جھکے ہوئے قد والا، جس میں تاب و توانائی نہ ہو۔

کمند اندازی: کمند ہاتھ سے گرا دینا، یعنی اُسے چھوڑ دینا۔

کمند حلقہ کردن: صید و شکار کے لیے تیار ہو جانا۔

کمندِ وحدت و کمرِ وحدت: درویشوں کی ایک چیز جو ریشم، یا سُوت سے بنی ہوتی ہے، جسے وہ اکثر کمر میں باندھتے ہیں، اور کبھی جب اِسے زانو اور کمر کے گرد لپیٹتے ہیں تو اِس کے سہارے بیٹھتے ہیں۔

ک - ن

کنار خشک داشتن: مفلس اور تہی دست ہونے کا کنایہ۔

کنبوزہ: مکر و فریب ('پوزہ' بمعنی عذر۔)

کند: تیر اندازوں کی اصطلاح میں تیر چلانے کی حالت میں کمان کھینچنے کے بعد جو کھنچاؤ کیا جاتا ہے۔

کند چشمی: 'تیز نظری' ('ک' پر پیش)، کی ضد۔

گند زدن: رم کر جانا اور کنارہ کشی اختیار کر لینا۔

گند شدنِ دنداں: (’ک‘ پر پیش)، کسی ترش چیز کے کھانے کے سبب دانتوں کی چبانے کی قوت ختم ہو جانا۔

گندہ: (’ک‘ پر پیش)، کشتی کا ایک داو۔ اپنے دونوں پاؤں حریف کے پاؤں میں پھنسا کر حریف کے سینے پر زور ڈالنا؛ نیز وہ لکڑی جس پر قصاب قیمہ بناتے ہیں۔

گندۂ پا: سوراخ کی ہوئی مستطیل لکڑی جس میں قیدیوں کے پاؤں بند کرتے ہیں۔

گندہ کاری: سونے اور لکڑی وغیرہ پر نقش کھودنا۔ اسے ’گندہ گری‘ بھی کہتے ہیں۔

کنش: کردار و عمل۔ ’بد کنش‘: بد کردار۔

کندیل کردن: مار ڈالنے کا کنایہ۔ ’کندیل‘، رسّی سے بنی ہوئی حلقے دار چیز۔ جب اس کا کڑا، یا چھلا کسی کے گلے میں بند کرتے ہیں تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ کسی سے زور اور زبردستی سے کچھ لینا۔

ک ۔ و

کواعب: نوجوان عورتیں، جن کی چھاتیاں ابھی لٹکی ہوئی نہ ہوں۔ (نار پستاں عورتیں۔)

کوتاہ پاچہ: کوتاہ قد والا/ والی؛ نیز ایک صحرائی جانور جو بکرے کے قد کا، یا اُس سے بڑا ہوتا ہے۔ ’کوتاہ پا‘ بھی کہتے ہیں۔

کوچ: ایک جگہ سے دوسرے جگہ منتقل ہونا۔ یہ معروف ہے؛ نیز بمعنی اہل و عیال، لیکن محاورے میں خصوصاً بمعنی عورت آیا ہے۔

کوچۂ بن بست: وہ گلی جو آخر میں بند ہو۔

کوچۂ خاموشاں: قبرستان۔

کوچۂ گلبار: اصفہان کے ایک محلے کا نام؛ نیز ’گلبار‘؛ نیز شیراز کے قریب طارم کے نواح میں ایک جگہ۔

کوچۂ تو در دروازۂ تو: قحبہ خانہ، بازاری عورتوں کا کوچہ۔

کودکِ غازی: بازی گر لڑکا جو اپنے لوگوں سے آگے نکل جاتا اور سب سے پہلے چنبر (حلقے، دائرے) میں سے گزر جاتا ہے؛ نیز ’غازی لوئی‘ اور ’رسن باز‘۔

کورہ دہ: تاریکی، مجازاً گاؤں۔

کوری وکبودی: تاریکی، مجازاً اندوہ وغم۔

کوری چشمِ فلاں: یعنی فلاں کے برعکس، برخلاف۔

کوزۂ قمار: ایک برتن جس میں جہیز گروہ پیسے/رقم ڈالتا ہے جو اُس نے جواریوں کو ادھار دی ہوئی رقم سے تھوڑے تھوڑے کر کے وصول کیے ہوتے ہیں۔ جہیز گر کو 'کوزہ باز' کہتے ہیں۔

کوفتہ: کباب کی ایک قسم، نیز وہ رقم جو دیوثی اور بھڑوے پن سے کماتے ہیں۔

کوفتہ خوار: دیوث، بھڑوا، گندہ، بمعنی کوفتہ کباب۔

کوک: ایک ترکاری جسے 'کاہو' کہتے ہیں۔ یہ خاصیت کے لحاظ سے کوکنار کی طرح خواب آور ہے۔

کوکو: معروف؛ آوازِ قمری؛ نیز پرندے کے انڈے سے بنایا ہوا ایک کھانا۔

کولہ بار: گٹھر، جو پیٹھ پر اٹھایا ہوتا ہے۔

کون جنبانیدن: (مقعد ہلانا)، نیم قسم کی تواضع جو تکبر میں ڈوبے ہوئے اغنیا کا طور طریقہ ہے؛ نیز رقص اور مسخرہ پن۔

کونِ خر: ('ک' کے نیچے زیر)، احمق آدمی۔

کونِ سوختہ: ننگ و نام سے عاری شخص۔

کوہ پایہ: دامنِ کوہ، ایک پہاڑ کا نام، ارمن جس کے دامن میں واقع ہے۔

کوہ تا کوہ رسیدنِ بنگ: بھنگ کے نشے کا پورے عروج پر ہونا۔

کوہ تا کوہ وکوہ کوہ: سر سے پاؤں تک کے معنوں میں مستعمل ہے۔

کوہ کوہ از سر پریدنِ بنگ: کسی شمار میں ہونے اور ہوش میں آنے کا کنایہ۔ 'بنگ از سر پریدن' بھی مستعمل ہے۔

کوہ کوہ رسیدنِ کیف: ہر کیف آور چیز سے دماغ کا متاثر ہونا (لطف اندوز ہونا)۔

کوہ ماراں: کشمیر میں ایک ٹیلے کا نام۔

ک ۔ ہ

کہن دامی: مکروفریب میں کامل ہونا۔

کہن سلسلہ: پرانا قیدی۔ (پرانی زنجیروں والا۔)

کہن کو: ایک رگ کا نام جسے عربی میں 'عرق النساء' کہتے ہیں۔ اور 'بادۂ کہن کو' ریم کا وہ مادّہ ہے جو اِس رگ میں قائم ہو کر مرض کا باعث بنتا ہے۔

کہنۂ باصفا: ایسا بوڑھا آدمی جو جوانوں کی طرح شگفتہ رُو (تازہ چہرے والا) اور زندہ دل ہو۔

کہنۂ بے نمازی: حیض کا لتہ (چیتھڑا)، اِسے 'کہنۂ حیض' اور 'کہنۂ رنگیں' بھی کہتے ہیں۔

کہنہ سوار: پہلوانوں اور بہادروں کا سردار۔

کہنۂ شب: وہ کپڑا جس سے، جماع کے بعد، کُس و کیر کو صاف کرتے ہیں۔

کہنہ فروش: پرانی، یعنی استعمال شدہ چیزیں بیچنے والا۔ (کباڑیا۔)

کہنہ فعلگی: تجربے کاری اور مکاری۔

ک ۔ ی

کیدن: ایک طرف جانا، نیز یک سُوئی اختیار کرنا۔

کیرِ خر: 'کون خر' کا مترادف۔ (احمق۔)

کیرِ کاشی: ایک آلہ جو کاشان میں کاشی سے بناتے ہیں، اور شہوت پرست عورتیں اسے اپنے اندر داخل کرتی ہیں۔

کیسہ بر چیزے دوختن: کسی سے یا کسی چیز سے کسی فائدے کا اُمید وار ہونا۔

کیسہ دار: ذخیرہ اندوز (وہ شخص جو سستی اشیا کو ذخیرہ کر چھوڑے تا کہ موقع ملنے پر انھیں مہنگے داموں بیچے)۔

کیسہ کردن: دلاّکی کرنا (مالشیے کا کام، یا مالش کرنا)، مجازاً سرزنش کرنا۔

کیسۂ گلکار: وہ تھیلا جس میں معمار اپنے اوزار ڈالتے ہیں۔

کیک در گریبان و پاچہ و شلوار: (گریبان، یا شلوار وغیرہ میں پسّو) مراد مضطرب و بے قرار۔

کیلہ: ('ک' پر زبر)، پیمانہ۔

کیمیا: معروف؛ چوں کہ وہ بہت نایاب ہے، اِس لیے مطلق بمعنی نایاب مستعمل ہے۔

گ

گ ۔ ا

گاو تازی و گو تازی: حریف کو ڈرانے کی خاطر خود کو غالب اور پُر زور ظاہر کرنا۔

گاو زوری و گاو زور: ریاضت کے بغیر کشتی کے داو بڑے زور سے لگانا۔

گاو گون: 'گون خر' (احمق) کا مترادف۔

گاہ بگاہ: 'گاہ و بیگاہ' کا مترادف۔ (کبھی کبھار۔)

گ ۔ چ

گچ خفتہ: معماری کا ایک ضابطہ۔ معمار ہر روز مطلوبہ مقدار کے مطابق چونا بھگو کر استعمال کرتے ہیں۔ اگر بھیگا ہوا چونا ایک دن رات پڑا رہے تو بے کار ہو جاتا ہے۔ اِسے 'گچ خفتہ' کہتے ہیں۔

گ ۔ ذ

گذارہ: جو حد سے گزر جائے۔ 'مستی گذارہ'، اور 'دماغ گذارہ' بمعنی ایسی مستی جس سے انسان بے حد بے ہوشی اور بے خودی کے عالم میں گلی کوچے میں اِدھر اُدھر گھومے اور اُسے خبر نہ ہو؛ نیز 'گذارہ' بمعنی شراب پی کر بدمست ہونے والا۔

گذشت: صیغۂ ماضی۔ بمعنی 'بعد' بھی مستعمل ہے۔ 'گذشت' اور 'گذشتن' نیز بمعنی مرنا۔ اور 'از سرِ چیزے گذشتن' کسی چیز کو ترک کرنے کے بھی معنوں میں ہے۔

گ ۔ ر

گرّا: ('گ' پر زبر، 'ر' مشدّد) حجّام اور سر تراش۔

گرانبار شدن: حاملہ ہونا۔

گربہ از بغل افگندن: مکر اور حیلے بازی ترک کرنا۔

گربۂ بُراق: (دوسرے 'ب' پر زبر)، بلّی کی ایک قسم، جس کے جسم کے بال عام بلّیوں کے بالوں سے زیادہ لمبے اور چمک دار ہوتے ہیں۔

گربہ بہ تنہاں کردن: رسوا کرنا۔

گربہ بید: بید کی ایک قسم، جس کے پتے بلّی کے پنجوں سے مشابہ ہوتے ہیں، اس کے پشم (اُون) بھی ہوتی ہے۔ اِسے 'بید مشک' کہتے ہیں۔ 'گربہ خلاف' بھی کہتے ہیں کیوں کہ 'خلاف' عربی میں بمعنی بید ہے۔

گربہ در بغل داشتن: مکر و حیلہ کرنے کا کنایہ۔

گربہ زباد: علامی ابوالفضل (مصنفِ ''آئینِ اکبری'') کے مطابق ایک جانور کی مستی کی تراوش ہے۔ یہ جانور بلّی کی طرح، لیکن ذرا اُس سے بڑا ہوتا ہے، اور اِس کا چہرہ اور تھوتنی لمبے ہوتے ہیں۔ اِس کی قسموں میں ایک 'سامترائی' ہے جو سب سے اچھی قسم ہے۔ سامترا، بندرابن کے، جو دہلی اور آگرے کے درمیان واقع ہے، مضافات میں سے ہے۔ مذکورہ مستی کی تراوش (ٹپکاو) زردیِ آمیز سفید ہوتی ہے؛ نیز اِس جانور کی دُم کے نیچے چھوٹے اخروٹ جتنا نافہ ہوتا ہے۔

گرج: خربوزے کی پھانک۔

گردشِ بالینِ شبِ جمعہ: رسمِ ولایت ہے کہ جمعے کی رات یقیناً حرم سرا میں رہتے ہیں اور باہر بالکل نہیں نکلتے، اور نہ ایسا چاہتے ہی ہیں، بلکہ اِسے براشگون سمجھتے ہیں۔ 'گردشِ بالیں' بمعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا۔

بِرَدگریباں: ('گ' کے نیچے زیر، اور 'ذ' ساکن)، پیراہن، لباس۔

گُرد کردن: (گُ پر زبر)، ظاہر ہونا، اور 'گرد کردنِ تیر' بمعنی (تیر کا) اوپر جانا ہے۔

گردن از مُو باریک تر: کسی کی بات کو کسی عذر اور کراہت کے بغیر قبول کر لینے کا کنایہ۔

گردنِ باریک داشتن: ملائم اور ہموار ہونا۔

گردن کج کردن و داشتن: سرِ عجز جھکا لینا۔

گردہ پوشیدن: (گُ پر زبر)، پہلوانی کرتے وقت پہلوانوں کا جسم پر مٹی مَلنا۔

گرفتار: معروف؛ نیز بمعنی گرفتاری بھی مستعمل ہے۔

گرفتن: کاشنا، بند کرنا۔ کہا جاتا ہے، 'در را گرفتیم۔' (ہم نے دروازہ بند کر دیا)؛ نیز بمعنی کھودنا؛ نیز فرض کرنا، اور بمعنی شروع کرنا۔

گرفتنِ نمک کسے را: نمک حرامی کی سزا میں پکڑا جانا۔

گرگِ باراں دیدہ: تجربے کار، جس نے زمانے کی اونچ نیچ یا سرد و گرم دیکھے ہوں۔ 'گرگِ پالاں دیدہ' بھی اِس کا مترادف ہے، اِس لیے کہ ولایت کے مداری، بھیڑیے پر پالان (کجاوہ) ڈالتے ہیں۔

گرگ میش: ظاہری طور پر نیک، ویسے بد باطن۔

گرو نوشتن: از رُوے بحث بچّوں کا باہم شرط لگا کر خط کی مشق کرنا۔

گرہ بنداں: سال گرہ۔

گرہِ طاعون: وہ پھوڑا سا جو زیرِ ناف بالوں اور بغل کے نزدیک مواد اور بالوں سے نکلتا ہے۔ یہ خاصیت کے لحاظ سے مہلک ہوتا ہے۔

گریباں گرفتن: رسمِ ولایت ہے کہ اپنی تقصیر کی معذرت میں اپنا گریبان پکڑ کر معافی مانگتے ہیں؛ نیز لڑائی پر آمادہ ہونا۔

گریبانی: اہلِ ولایت سے مخصوص ایک لباس، جو آستین اور دامن کے بغیر ہوتا ہے اور اِسے زینت کی خاطر قبا اور انگرکھے پر پہنتے ہیں۔

گریہ انداختن: آنسو بہانا۔

گ ۔ ز

گز کردن: گز سے ناپنا؛ نیز 'گز مر کردن'۔

گزر: ('گ' اور 'ز' پر زبر)، معروف؛ نیز اوکھلی کا دستہ (دستۂ ہاون)۔ اِسی مناسبت سے عضوِ تناسل پر اس کا اطلاق کرتے ہیں۔

گزک: ('گ' اور 'ز' پر زبر) معروف؛ تشنج، کھنچاو، اینٹھن؛ نیز پانی چرانے، یا بُو لینے کے سبب زخم کا بگڑنا۔

گزگز جستن: بڑی شوخی اور چُستی سے کودنا۔

گزی بگوزی: بڑی بے قدری اور بے اعتباری کا کنایہ۔

گزیدنِ چشم: چشمِ زخم پہنچانا۔ (نظرِ بد لگا کر نقصان پہنچانا۔)

گ ۔ ف

گفتگو کردنِ فرنگی از سگ: فرنگیوں کی یہ عادت ہے کہ وہ کتے کا بچہ پالتے اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور اُس سے کھیلتے ہیں۔ اِس سلسلے میں عجیب و غریب باتیں نقل کی گئی ہیں۔

گ ۔ ل

گُلِ ابر: بادل کا ٹکڑا۔

گل افشاں: آتش بازی کی ایک قسم۔

گلاب افشاں: چھوٹی شیشی۔ کبھی چاندی، کبھی سونے اور بلور سے بناتے ہیں۔

گلابِ چشم: آنسو کا کنایہ۔

گلابی: ایک چھوٹی بوتل، جس میں عرقِ گل یا شراب رکھتے ہیں۔ لیکن اہلِ ایران سے پتا چلا کہ اِن معنوں میں یہ محاورۂ ولایت (ایران) نہیں ہے، اہلِ ہند نے یہ لفظ تراشا ہے، اور ہند میں وارد ہونے والے شعرا نے یہ باندھا ہے۔ ایران میں اسے 'گُل افشاں' کہتے ہیں؛

نیز گلِ سرخ (گلاب) کے رنگ کا ایک رنگ؛ نیز 'گلاب کش'
معشوق کی صفت میں معروف ہے؛ نیز بمعنی گھوڑا۔

گل اندام:

تگ برقدم زدن و قدم را گلبانگ راه

زدن و با تگ برقدم زدن: بڑی تیز رفتاری سے چلنا۔

گل بدن: معشوق کی تعریف میں کہتے ہیں، نیز قماش کی ایک مشہور قسم۔

گلِ بدنامی: آتشک، ایک معروف مرض۔

گل برسر گذاشتن و بستن: مشہور ہے۔ (پھول سر پر رکھنا/ باندھنا۔)

گل بکسے فرستادن: کسی کو اپنے ساتھ لڑنے کے لیے طلب کرنا اور اُس کے ساتھ حریفی کا دعویٰ کرنا۔

گل بند: باغبان کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

گل بندی و گل بند: رنگین قماش کی ایک قسم، جسے ہند میں 'باندھنو' کہتے ہیں۔

گل بہ آب انداختن: کوئی نیا فتنہ کھڑا کرنا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے، ایک شہزادی کسی دریا کے کنارے بیٹھی تھی۔ ایک بڑا ہی لطیف گل دستہ اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اتفاق سے وہ گل دستہ اُس کے ہاتھ سے گر کر پانی میں بہ گیا۔ آخر ایک شہر میں وہ کسی شاہ زادے کے ہاتھ لگ گیا۔ وہ دل ہاتھ سے دے بیٹھا اور گل دستے کی مالکہ کے وصل کی خوش بُو پر جامۂ جاں چاک کر کے اپنے مقصود کی تلاش میں پانی میں کود گیا۔

گلِ پلاس: 'پلاس' ایک درخت کا نام، جسے فارسی میں 'پلہ' بھی کہتے ہیں، اور شیر کے ناخن جیسا گلِ نارنجی اِس پر لگتا ہے۔

گلِ پیادہ: ایسا پھول جس کا ڈنٹھل نرگس، لالہ اور سوسن کا سا ہوتا ہے۔

گلِ تسبیح و گلِ سبحہ: تسبیح کا امام۔

گلجام: وہی جام جس سے گھر اور حمام کا روشن دان ڈھانکتے ہیں۔

گلِ چشم: وہ داغ جو آنکھ کی سیاہی میں پھوٹتا ہے۔ 'گل' بمعنی داغ بہت مستعمل ہے۔

گل چیدن: معروف؛ نیز بمعنی نظارہ کرنا۔

گلِ خیر: اچھا نتیجہ۔ 'گل' بمعنی نتیجہ فصحا کے کلام میں آیا ہے۔

بِگل درآب گرفتن و کردن: (پہلے 'گ' کے نیچے زیر)، کسی کام کے لیے تیار رہنا اور اُس کا سامان درست کرنا۔

گلدستہ: وہ اونچی جگہ جو مسجد میں مؤذن کی آواز دور تک پہنچانے کے لیے بناتے ہیں؛ نیز منار کی بلند زمین۔

گُلوار ساختن: شگفتہ اور تروتازہ کرنا۔ 'گلوار شدن' اِس کا لازم ہے۔

گُل زمیں: (اضافت کے بغیر، اور اضافت کے ساتھ)، قطعۂ زمیں۔

گلستاں زادہ: پھول اور سبزہ۔

گُل شکستن: 'گل چیدن' (پھول چننا/توڑنا) کا مترادف۔

گُل شگفت: یعنی ایک عجیب امر ظاہر ہوا۔

بِگلِ شیریں: ('گ' کے نیچے زیر)، ہر چیز کی اچھی جڑ، بنیاد اور اصل۔

گُلِ عشر: ('گ' پر پیش)، وہ کاغذ جس پر معلّم ابجد خواں بچّوں کے لیے دس قرآنی آیات لکھ کر اُن پر ایک دائرہ کھینچ دیتا ہے۔ 'سرِ عشر' بھی یہی ہے۔ اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔

گُل کردن: ('گ' پر پیش)، ظاہر ہونا۔ اساتذہ کے کلام میں یہ لازم کی صورت (ظاہر کرنا) میں بھی دیکھا گیا ہے۔

گُل کردنِ چراغ: چراغ کا روشن ہونا اور چراغ کا بجھنا (دونوں معنوں میں)۔

گُلِ کفش: ('گ' پر پیش)، ریشم اور کلابتوں (سونے یا چاندی کے تار) سے بنا ہوا پھول، جو جوتے پر سیتے ہیں۔ لکڑی سے بھی بناتے ہیں جسے جوتے کی ایڑی میں چھپاتے اور اُس میں گل ہائے عاج کو باڑ بناتے ہیں۔ 'گُلِ پاپوش' بھی کہتے ہیں۔ 'کوکبِ کفش' بھی یہی ہے۔ اور وہ پھول جو کفشِ راستہ میں، جو عورتوں سے مخصوص ہے، ایڑی سے وسط تک، کچے چمڑے سے بناتے ہیں۔ اسے 'کتیہ' کہتے ہیں۔

گُل گفتی: (پہلے 'گاف' پر پیش)، 'تو نے خوب اور اچھی بات کی' کا کنایہ۔

گِلِ مختوم: ('گ' کے نیچے زیر)، تریاق کی ایک مٹی۔ وجہِ تسمیہ: چوں کہ وہ بڑی نرم و نازک ہوتی ہے اس لیے نقشِ مہر جلد پکڑتی ہے۔

گُلِ مشکی: وہی 'گُلِ مشکیچہ'۔

گلِ مشکچہ: ایک سیاہ رنگ کا پھول۔

گلقند: معروف؛ نیز لبِ معشوق کا کنایہ۔

گلہ گاہ: معروف؛ اصطلاح میں ایسی جگہ جہاں گھٹیا اور پوچ گو لوگ جمع ہوتے ہیں۔

گلیم گوش: قبیل بن آدمؑ کی نسل سے ایک جماعت جو بلادِ مشرق کی حدود میں سکونت پذیر ہے اور اُن کے کان اس حد تک بڑے ہیں کہ ایک کو تو وہ بستر اور دوسرے کان کو لحاف بناتے ہیں۔ (کتبِ تاریخ سے معلوم ہوا۔)

گ ۔ ن

گنبد: اچھل کود کرنا، نیز اِمرد کو اُلٹا کرنا۔ عمارت کی ایک قسم، جو معروف ہے؛ گنبد سے مشابہت کی بنا پر بڑی پگڑی کو 'گنبدِ دستار' کہتے ہیں؛ نیز چوتڑوں کا کنایہ۔

گنجِ آب آورد: آنسو کا کنایہ۔

گنجِ بادآورد و بادآورد و بادآوردہ: وہ خزانہ جو قیصرِ روم نے کشتیوں میں لدوا کر پرویز (خسرو پرویز) کے پاس بطورِ تحفہ بھیجا تھا۔

گنجِ رواں: قارون کا خزانہ جو زمین میں رواں ہوا تھا۔

گندماں: اصفہان کے مضافات میں ایک سرد مقام جہاں لُر قوم گرمیاں گزارتی ہے۔

گ ۔ و

گو: گاو کا مخفف۔ اہلِ ایران بیش تر 'گو' کہتے ہیں۔

گوانگل: تکمہ (گھنڈی اٹکانے کا حلقہ)، نیز وہ حلقہ، یا کڑا جس میں تکمہ بند ہو جاتا ہے۔

گودہ: ترکی لفظ، بمعنی جسم۔

گوزنہ: گیند کھیلنے کا میدان۔

گوسالۂ مردہ پُر کاہ کردن: ایک مستقل رسم، جب کسی گوجر کی گاے کا بچہ مر جاتا ہے تو اُس کی کھال میں گھاس بھر کر اُس کے سامنے رکھتے ہیں تا کہ وہ اُسے بچہ سمجھ کر دودھ دے۔

گوسفند انداز: کشتی کا ایک داو۔ جب حریف کو زمین پر گراتے ہیں تو ایک ہاتھ اُس کی گردن کے پیچھے

اور دوسرا ہاتھ اُس کی شاخ میں بند کر کے اُسے اٹھاتے اور پھر زمین پر پٹخ دیتے ہیں۔

گوسفندِ تسلیم: وہ بکرا جسے قربانی کے لیے قربان گاہ میں لایا جاتا ہے۔ مجازاً وہ شخص جو بڑا ادب آداب والا ہو۔

گوش برحرف کشودن: کوئی بات سننے کی طرف متوجہ ہونا۔

گوش برزنگ بودن: منتظر ہونے کا کنایہ، یعنی شاطر کی گھنٹی کی آواز پر کان دھرنا۔

گوش تا گوش: اِس سرے سے اُس سرے تک۔

گوش دادن: سُننا۔

گوش داری: محافظت اور نگہداری۔

گوش داشتن: سُننا؛ نیز بمعنی ملاحظہ اور توجّہ کرنا۔

گوشِ دریا و ماہی: صدف کا کنایہ۔ استعارے میں چھوٹے پیالے کو 'گوشِ ماہی' (مچھلی کا کان) کہتے ہیں۔

گوش کردن: سُننا؛ نیز نگاہ رکھنا، حفاظت کرنا، دیکھ بھال کرنا۔

گوشوارہ: دفتر کے اہلِ کاروں کی اصطلاح میں رجسٹر کے ورق کے عرض کا وسط جہاں عقدِ میزان لکھتے ہیں۔

گوشۂ زنجیر: زنجیر کا کڑا۔

گوشہ کار: (اضافت، اور فکِ اضافت کے ساتھ)، 'چشمہ کار' کا مترادف جس کا ذکر 'یک چشمہ کار' میں آئے گا۔

گوشی: ایک مقررہ محصول جو مویشیوں کی تعداد کے مطابق رعایا سے لیتے ہیں۔ جس طرح ہند میں فوج داران مواشی ایک جگہ سے لائے ہوں اور پھر رعایا کو وہ لوٹانے ہوں تو فی مویشی کچھ ٹیکس مقرر کر دیتے ہیں، جسے 'گوشی' کہتے ہیں۔

گوف: اُلّو۔

گول: احمق، نیز دغا و فریب۔ 'گول خوردن' بمعنی فریب کھانا۔

گولاک: بڑی لہر ("لغتِ جہانگیری" میں پہلا حرف 'ک' ہے۔)

گوے کوکناری: پوست کے ڈوڈے کی طرح اپنے ہاتھ پاؤں جوڑ کر یا اکھٹے کر کے سونا اور بیٹھنا۔ (ایسا عموماً غور و فکر کے موقع پر ہوتا ہے۔)

گوے گریبان و پیراہن: تکمہ۔

گویک: 'گوے گریباں' کا مترادف؛ نیز وہ گیند (یا گولا سا) جو ازار (ناڑے) کے سرے سے باندھتے ہیں، اور وہ گولا جو سر کی مانگ پر ہوتا ہے؛ نیز نطفے اور رحم کی زہ، اور زہ دان رحم، یعنی نطفہ دان۔

گ۔ ہ

گہر مہرہ: وہ مہرہ جو سانپ کے مغز میں ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ جس کے ہاتھ لگے، اُس کی دولت دیر تک قائم رہتی ہے۔

گہر نیمرو: مروارید کی ایک قسم، جس کی ایک طرف گول اور دوسری ہموار ہوتی ہے۔

گہگیر: وہ گھوڑا جو سواری کو اپنے اوپر بیٹھنے نہ دے۔ اگر کوئی بیٹھ بھی جائے تو وہ قدم نہیں اُٹھاتا، خواہ کتنا ہی مہمیز کیوں نہ کیا جائے، اور وہ پاؤں پیچھے لے جاتا ہے۔#

گھگیر: بہر دو کاف عجمی: اسپے کہ تن بسواری ندہد و اگر بجہد بر و سوار شوند، ہر چند مہمیزش کنند قدم بر ندارد و پا پس کشد = وہ گھوڑا جو کسی کو سوار نہ ہونے دے، اور اگر کوشش کرکے اُس پر سوار ہو بھی جائیں، ہر چند اُسے مہمیز کریں، قدم نہیں اُٹھاتا، اور پیر پیچھے لے جاتا ہے۔ (نقش)

گہوارۂ دیو: کشتی کا ایک داو۔ دونوں حریف ایک دوسرے کو جھٹکا دیتے ہیں تا کہ ایک، دوسرے کو بے خبر کرکے زمین پر پٹخ دے۔

گ۔ ی

گیج: سر کی گردش (چکر آنا)؛ نیز وہ شخص جس کا دماغ منتشر ہو گیا ہو، دیوانہ۔

گیراندن: مقید کروانا، پکڑوانا، اور سخت قسم کے محصول وصول کرنے والوں کے وصولی کے کام میں مبتلا کرنا۔ 'بر کردنِ چراغ' اس کا متعدی ہے۔#

گیراندن: ...متعدی 'بر کردنِ چراغ'، واین معروف است = ...اور بطور متعدی اس کے معنی 'بر کردنِ چراغ' (چراغ روشن کرنا) ہیں، اور یہ معروف ہے۔ (نقش)

گیسو بریدہ: بے حیا اور بے ہودہ گو عورت۔

گیوہ: نمدی جوتا، جو پنڈلی سے ٹخنے تک ہوتا ہے۔ یہ دلیروں اور عیاروں سے مخصوص ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ گیو کی اختراع ہے جو اس نے توران میں، سرگردانی و پریشانی کے زمانے میں کی، اور اس سے کام لیتا رہا۔

گیوہ کش: وہ شخص جو مزاروں کی دہلیز پر لوگوں کے جوتوں کی حفاظت کچھ ملنے کی توقع پر کرتا ہے۔

ل

ل ـ ا

لادہ: بے عقل، احمق؛ نیز بمعنی مکروہ اور گندہ۔

لاک پشت: کچھوا جسے 'سنگ پشت' بھی کہتے ہیں۔

لالۂ چوغاسی و پیکانی و مقراضی و عباسی: لالے کی قسمیں۔ پہلی قسم سیاہ رنگ کی ہوتی ہے۔

لالۂ دختری: گلِ لالہ کی ایک قسم، جس کے پتوں کے کنارے تو بہت سرخ ہوتے ہیں جب کہ درمیانی حصہ سیاہ ہوتا ہے۔

لالۂ غلیاں: وہ لالہ جو شیشے کے حصے میں بناتے ہیں؛ نیز نرگس اور سوسن۔

لاے: شراب کی تلچھٹ؛ نیز بمعنی عدد (جیسے یک لای، یعنی یک یا دوتا)؛ نیز درویشوں کا چھوٹا لباس، اسے 'یک لای' بھی کہتے ہیں۔#

لاے: باوصفِ معانی دیگر دُردی شراب است چنانکہ مشہور است و مرادفِ 'تاے' کہ افادۂ وحدت کند، گویند: 'یک لا' و 'دولا'؛ و محتاج بہ سند نیست؛ و جامۂ کوتاہے کہ درویشاں دارند، 'یک لاے' نیز گویند = دیگر معانی کے علاوہ شراب کی تلچھٹ، جیسا کہ مشہور ہے؛ اور 'تاے' (عدد) کا مترادف جس سے وحدت کا افادہ حاصل ہوتا ہے، کہتے ہیں: 'یک لاے' اور 'دو لاے' (یعنی یک تا اور دوتا، گویا ایک عدد اور دو عدد)؛ نیز درویشوں کا مختصر لباس، اسے 'یک لائ' بھی کہتے ہیں۔ (نقش)

ل ۔ ب

لب ودنداں ولب داشتن: لیاقت اور شائستگی والا ہونا۔

لب ولنج: دہان کا اردگرد۔

لب بر چیدن: رونے اور ہنسنے کے لیے ہونٹوں کا ہلنا یا تیار رہنا۔

لب بلب جُستن: بہت تلاش اور ہر کسی سے مطلوبہ چیز کے سراغ لگانے کا کنایہ۔

لب چش: کسی چیز کا مزہ جاننے کے لیے اُسے ذرا سا چکھنا۔

لب زدن: اِس کے متضاد معنی ہیں۔ خاموش ہونا، بات کرنا؛ نیز گالی دینا اور برا بھلا کہنا۔

لب شکر: شیریں لب۔ معشوق کی تعریف کے لیے مستعمل ہے؛ نیز وہ شخص جس کے ہونٹ پیدائشی پھٹے ہوں۔

لب شیریں: ہنس مکھ۔ 'لب شیریں کردن' بمعنی ہنسنا۔ اور 'مےِ لب شیریں' وہ شراب جو تلخ اور تیز نہ ہو اور اُس میں ذرا سی مٹھاس ہو۔

لب گرداں کردنِ حوض: حوض میں اتنا پانی بھر دینا کہ وہ کناروں سے باہر آ جائے۔

لب گزیدن: ہونٹ چبانا، چار موقعوں پر بولا جاتا ہے۔ اوّل: ندامت اور پشیمانی کے وقت ہونٹ چبانا؛ دوم: غیظ وغضب سے؛ سوم: شرم سے؛ چہارم: منع کرتے وقت۔

لباسِ مرصّع: وہ لباس جس کے گریبان کے کنارے اور دامن کے اردگرد پروئے ہوئے موتی لٹکاتے ہیں۔

لبلبو: سوکھی دہی اور دودھ کے ساتھ پکائے ہوئے چقندر۔

ل ۔ ت

لت خوردن: دولتی کھانا۔

لت خوردنِ کار: کام کا بگڑ جانا۔

لت خوردنِ مہرہ: مہرے کا مضروب (چوٹ لگا ہوا) ہونا۔

ل ۔ ج

لجام در سر کردن: 'اسپ را لجام انداختن' (گھوڑے کو لگام ڈالنے) کا مترادف۔ اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔

ل ۔ چ

لچک: دو پٹا (ترکی نصاب سے معلوم ہوا)؛ نیز ایک مربع رومال جس میں بناوٹ سے کام لیا جاتا ہے۔ اِسے 'سرآغوش' (سر کے ایک زنانہ لباس) کے اوپر رکھتے ہیں اور مضبوط سربند بناتے ہیں۔ اِن معنوں میں یہ بظاہر فارسی لفظ ہے۔

ل ۔ ر

('ل' پر پیش)، شیاطین کی اولاد سے ایک قوم تھی۔ حضرت سلیمانؑ نے ایک معتمد کو کنواری لونڈیاں لانے کے لیے ترکستان روانہ کیا۔ اُسے اُنھوں نے ایک حرز (جاپ) سکھا دیا تھا جو اُسے ابلیسوں کے شر سے محفوظ رکھتا۔ جب وہ معتمد اپنے مقصد میں کام یاب ہو کر لوٹا تو قضارا ایک پڑاو پر اُسے وہ جاپ بھول گیا۔ شیطانوں نے فرصت کو غنیمت جانا اور اُن کنیزوں سے جماع کر کے اُن کا پردۂ بکارت پھاڑ دیا۔ جب حضرت سلیمانؑ نے کنیزوں کو شادی شدہ پایا تو اُس شخص سے پوچھا کہ 'تُو کہیں وہ جاپ تو نہیں بھول گیا تھا؟' اس نے اثبات میں جواب دیا اور وہ جگہ بتائی۔ حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا اور وہ کنیزوں کو اُسی جگہ چھوڑ آیا۔ وہ ابلیس اُن کنیزوں میں گھل مل گئے اور اُن سے قومِ لُر وجود میں آئی۔ (''نگارستان'' سے نقل کیا ہے۔ اب یہ مواقع کے مطابق بمعنی احمق، اور دیہاتی مستعمل ہے۔)

لرزیدن: (کانپنا) معروف؛ نیز کسی چیز کا غم کھانا۔

ل ۔ ط

لطف گفتی: یعنی تُو نے مہربانی سے بات کی۔ لوطیوں کی زبان ہے۔

ل ۔ ع

لعبت بازی: 'شب بازی' کا مترادف۔ اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ خصوصاً وہ بھانڈ جو لڑکوں کو عورتوں کی صورت میں لا کر نچاتے ہیں۔

لعلِ بوگرک: گردے کی صورت کا ایک لعل۔ 'بوگرگ' ترکی میں گردے کو کہتے ہیں۔

لعلِ پیکانی: ایک لعل جسے پیکان کی طرح تراشتے ہیں اور عورتیں اِن کا گوشوارہ بناتی ہیں۔

لعلِ خفتاں: مرّیخ کا کنایہ؛ نیز امیر حمزہ کے ایک دستِ چپ امیر کا لقب، جس کا مصنوعی قصّہ مشہور ہے۔

لعلِ کلوخی: لعل جسے تراشا نہ گیا ہو۔

ل ۔ ک

لِکّہ: 'لِنک' ('ل' کے نیچے زیر)، کا مترادف۔ جوران کی جڑ سے لے کر پاؤں کی انگلیوں کے سرے تک ہے۔ یہ دراصل 'لِنکہ' تھا جسے لوطیوں نے 'لِکّہ' بنا دیا۔

ل ۔ گ

لگن: وہ چیز جسے عرف میں 'سلپچی' کہتے ہیں۔ وہ طشت جس میں ہاتھ دھوتے ہیں۔ ترکی میں 'چلاپچی' کہتے ہیں۔ اور وہ ظرف جو پیہ سوز (چربی جلانے والے) کے نیچے ہوتا ہے تا کہ موم پگھل کر، یا چربی پانی بن کر اُس میں گرے۔ اِن معنوں میں یہ معروف ہے۔

ل ۔ م

لَم: ('ل' پر زبر)، لیٹنا، دراز ہونا، آرام کرنا۔

ل ۔ ن

لَنک: ('ل' پر زبر)، دورانِ سفر کسی جگہ ٹھہرنا، پڑاؤ ڈالنا۔

لنگِ خاکی: (’ل‘ کے نیچے زیر)، حریف کو زمین پر گرا کر اُس کی پیٹھ پر پاؤں مارنا۔

لِنگ سرکش: (’ل‘ کے نیچے زیر)، کشتی کا ایک داو۔ اپنی پوری ٹانگ حریف کے کسی عضو پر جوڑ کر زور سے کھینچنا۔

لنگِ کمر: (’ل‘ کے نیچے زیر، اضافت کے ساتھ)، کشتی کا ایک داو۔ پاؤں حریف کے پاؤں میں جوڑ کر اُس کی کمر پر زور ڈالنا تاکہ وہ زمین پر گر جائے۔

لنگر: جہاں ہمیشہ غریبوں، فقیروں کو مفت کھانا دیا جاتا ہے۔

لنگر کردن: قرار پکڑنا۔ کیوں کہ ’لنگر‘ ایک بھاری لوہا ہے جس سے کشتی کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسی مناسبت سے ’لنگر دار‘ بمعنی بہت بوجھل چیز ہے۔ ’تیغ لنگر دار‘ مشہور ہے۔

ل ۔ و

لواش: نان کی ایک قسم، پھلکا۔

لواشہ: (’ل‘ پر زبر)، رسّی کی قسم کی ایک چیز، جس میں چھوٹی سی لکڑی بھی ہوتی ہے۔ گھوڑے کی نعل بندی کے وقت سخت سر اِس سے باندھتے اور اُس کے بعد اِسے پابند کر دیتے ہیں۔ ’لغتِ جہانگیری‘ میں ’لباشہ‘ تحریر ہے۔

لوطی: نامقید، بے باک، جسے زبانِ ہند میں ’بانکا‘ کہتے ہیں۔ رسم ہے کہ ہر لوطی ولایت کسی ایک سلطان یا امیر سے منسوب ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے، ’یہ فلاں امیر کا لوطی ہے‘، یا ’فلاں بادشاہ کا لوطی ہے‘، اور ’لوطی الٰہی‘، لوطی خدا ہے۔

لولہ پیچ: ایک قماش جسے لوٹے کی ٹونٹی کی طرح لپیٹتے ہیں۔

لولہین: ٹونٹی دار لوٹا، جو زیادہ تر بیت الخلا میں کام آتا ہے۔

لوِند: (’ل‘ پر زبر، ’و‘ کے نیچے زیر)، مفعول لڑکا یا آدمی (جسے اِغلام کرانے کی عادت ہو)۔

ل ۔ ی

لیف وصابون: ’لیف‘، گھاس کا ایک گچھا، جس سے جولاہا، کام کرنے سے پہلے، خود کر تر کرتا ہے، اور پانی

لگاتا ہے۔ مجازاً بمعنی بے مقصد یا بے کار قسم کا اختلاط۔

لیقہ: باپ مشعل کا پرانا کپڑا۔ محاورے میں دوات کا صوف؛ مستعمل اور بہت مشہور ہے۔ اس کو 'لیق' بھی کہتے ہیں۔

لیوہ: احمق، نادان اور یاوہ گو؛ نیز آوارہ گرد۔

م

م ۔ ا

ما را ہم ازیں نمد کلاہے: یعنی جو کچھ تجھے میسر ہے اس میں سے ہمیں بھی کچھ ملے۔ اور 'از نمد چیزے کلاہ داشتن' کنایہ ہے کسی کے (ساتھ) ہم طور اور ہم وضع ہونے کا۔

ماجرا کردن: قصہ اور بکھیڑا کرنا۔

ماحضر: بے تکلف اور حاضر و مہیا کھانا۔ خاصا مشہور ہے۔ اسے 'حاضری' اور 'درویشانہ' بھی کہتے ہیں۔

مار بدستِ دیگرے گرفتن: کسی کو اُس کی طاقت سے بڑھ کر کارِ دشوار فرمانا۔

مار خوردن: زیادہ رنج و کلفت اٹھانے کا کنایہ۔

مارگیری: مکاری اور فریب کاری۔

ماشو: ('ش' پر پیش)، چھلنی۔

مال و جہات: نقد و جنس اور اشیا و اسباب۔

مال بکوری رفتن: مالک کی بے پروائی اور بے خبری سے مال کا بے مصرف ضائع ہونا۔

مال دادہ: (اضافت کے بغیر)، جو چیز قیمت دے کر خریدی گئی ہو۔ محاورے میں خاص طور پر غلام کے لیے مستعمل ہے۔

مالِ غائب: ایسا مال جس کا مالک معلوم نہ ہو۔ سفر پر روانہ ہونے والے کسی شخص کا مال بادشاہِ عصر کے حکم پر کسی امین کے سپرد کیا جاتا ہے تاکہ کسی غیر کے ہتھے نہ چڑھے۔ اگر مسافر زندہ واپس آ جاتا ہے تو وہ مال اُسے لوٹا دیا جاتا ہے ورنہ اُس کی موت کی تصدیق ہونے پر اُس کے وارثوں کو دے دیتے ہیں۔

مال کاسب: بہت سستا مال۔ جب پھل سستا ہوتا ہے تو کہتے ہیں، 'مال کاسب ہوگیا ہے'، یعنی اِس حد تک سستا ہوگیا ہے کہ مزدور وغیرہ بھی، جو اکثر مفلس ہوتے ہیں، خرید سکتے ہیں؛ نیز ملبوسات کی وہ قسم جو دیرپا ہو۔ مخمل اور سقرلاط وغیرہ۔ اِس لیے کہ شاہ عباس ماضی نے اِس امر کی بنیاد ڈالی تھی کہ مذکورہ کپڑے اہلِ حرفہ، مزدور وغیرہ سے مخصوص ہوں تاکہ اُنھیں لباس جلد تبدیل کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔

مال میزیہ: اصفہان کا ایک معروف قبیلہ۔

ماہِ خرگاہی: چاند جو ہالے کے اندر ہو۔

ماہیِ سُرب: سیسے کی بنی ہوئی مچھلیاں، جو جال کے اطراف میں باندھتے ہیں۔

مالعرف: وہ پورا مال جو کسی کی بساط میں ہو۔

م - ب

مُبہا: ('م' پر پیش)، بکرے کی انتڑی، جس میں چاول اور قیمہ بھر کر پکاتے ہیں۔

مبارک مردہ آزاد کردن: قدیم زمانے میں کسی مریض کی صحت کے لیے کوئی جانور اُس کے سر پر وار کر چھوڑ دیتے تھے۔ مُراد کارِ بے حاصل۔ یہ ایک شخص کے قصّے سے ماخوذ ہے۔ اُس کا مبارک نامی ایک غلام تھا۔ وہ شب و روز اُسے خرکمان میں کھینچتا۔ جب وہ مر گیا تو مالک بولا، 'میں نے مبارک کو آزاد کردیا' اور یوں یہ مثل مشہور ہوگئی۔

م - ت

متاعِ بزرِ نزدیک: وہ سامان، یا سودا جسے خریدنے پر گاہک مائل ہو۔

متاعِ پردار: کثیر منافع والی مروّجہ متاع۔ اِسی کو 'متاعِ رواں' کہتے ہیں۔

متاعِ تنگ: نایاب، قیمتی۔ لفظ 'تنگ' کے کئی معنی ہیں: قحط، کوتاہ، خروار (گدھے کا بوجھ)، متاع کا بستہ (تھیلا)، 'تنگ شکر' معروف ہے: معشوق کے ہونٹوں کو 'تنگ شکر' کہنا اِسی بنا پر ہے؛ نیز آغوش، 'تنگِ اسپ' جو معروف ہے؛ نیز نزدیک؛ نیز کم؛ نیز نقاشوں کا صفحہ، جس پر وہ اپنی

صنعت ظاہر کرتے ہیں۔

متاعِ غرور: بے نمازی بوڑھا۔#

متاعِ غرور: کہنۂ بے نمازی = حیض کا چیتھڑا، اسے 'کہنۂ حیض' اور 'کہنۂ رنگیں' بھی کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو، اسی فرہنگ میں 'کہنۂ بے نمازی'؛ 'متاعِ غرور' کے مرادی معنی ہیں = دنیا، جہان (''اُردو لغت''، جلد ہفت دہم [کذا، صحیح ہفدہم]، اُردو لغت بورڈ، کراچی، دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۳۰۶) (نقش)

متہ بر ذرہ نہادن: کسی کام پر پورا پورا غور کرنا۔ 'متہ' بڑھئیوں کا برما ہے۔ گویا 'ذرّہ'، 'نقطۂ موہوم ہے' اسے بھی وہ دو ٹکڑے کرتا ہے۔ 'متہ بر خشخاش نہادن' انھی معنوں میں ہے۔

م ۔ ح

محبرہ: عربی لفظ۔ دوات؛ نیز قلم دان۔

محرم: معروف؛ نیز حلیلہ (منکوحہ بیوی) کا کنایہ۔

محمود: معروف؛ نیز ایک شخص کا نام، جو ایران کے مشہور مسخروں میں سے تھا۔ بظاہر عہدِ اکبری میں وہ ہندوستان آیا۔ اسے 'محمود مذاقی' بھی کہتے ہیں۔

م ۔ خ

مخملِ مُشکی: سیاہ مخمل۔

م ۔ د

مدِ بلبل: نالۂ بلبل۔

مد ندادنِ سیاہی: میرزایانِ دفتر (رجسٹر حساب وغیرہ سے متعلق اہلِ کار، یا افسر) کی اصطلاح میں سیاہی کا رواں نہ ہونا۔#

مد ندادنِ سیاھی: با اصطلاح میرزایانِ دفتر جاری نبودنِ مداد است، چوں سیاہی

از سرِ حرف وانشود، گویند، 'مدنمی دہد' = منشیوں کی اصطلاح میں روشنائی کا رواں نہ ہونا ہے۔ جب سیاہی حرف پر نہیں کھلتی، کہتے ہیں، 'مد نہیں دے رہی'۔ (نقش)

مداخل: داخل ہونے کی جگہ، 'درآمدِ زر' کا مترادف؛ نیز زین کا پلو الٹا سید ھا بُننا اور سینا۔ لیکن یہ زین سے مخصوص نہیں ہے، جو عزیزوں کا گمان ہے؛ نیز زیور کی ایک قسم جو عورتیں ہاتھوں اور پاؤں پر باندھتی ہیں۔ بعض کے بقول ایک بُوٹے دار منہدی جو رعنا عورتیں ہاتھ اور پاؤں پر لگاتی ہیں۔ بہرحال، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں؛ نیز اماکن اور گھروں کو بھی کہتے ہیں۔

مدارداشتنِ جامہ: یعنی اُس کا دیر تک خدمت کرنا ہے۔

مدار کردن وگذشتن وگردیدن: حد سے گزرنا، اختتام کو پہنچانا، اختتام کو پہنچنا، اخیر ہونا۔

م ۔ ذ

مذاق: ظرافت؛ نیز معشوق کے سامنے بے تابیِ شوق کا اظہار۔

م ۔ ر

مِرجَل: ('م' کے نیچے زیر، اور 'ج' پر زبر کے ساتھ)، پیتل کی دیگ۔

مردۂ چیزے بودن: کسی کا عاشق ہونا۔

مُردہ رنگ: ('م' پر پیش)، ایسا شخص جس کا رنگ، بے حد خوف یا کثرتِ غم کے سبب، مردے جیسا ہو۔

مرصّع: چند مواقع پر مستعمل ہے۔ اوّل، بناوٹی بات کرنا؛ دوم، رنگیں کلامی اور خوش سخنی؛ سخنی؛ سوم، قصہ خوانی کی تمہید۔

مُرغِ آتشباز: آتش بازی کی ایک قسم۔

مرغِ آغال: پرندوں کے رہنے کی جگہ (آشیانہ)، کیوں کہ 'آغال' حیوانوں اور پرندوں کی جگہ ہے۔

مرغِ آمین: ایک فرشتہ جو فضا میں پرواز کرتا ہے اور ہمیشہ 'آمین' کہتا ہے۔ ہر وہ دُعا جو اس کی آمین تک پہنچتی ہے، قبول ہوتی ہے۔

مرغ بسمل اللہ #: بسمل اللہ' # جو پرندے کی شکل میں لکھتے ہیں۔

''مصطلحات الشعرا'' میں 'بسمل اللہ' کتابت کی غلطی ہے، درست ترکیب 'مرغ بسم اللہ' ہے، یعنی پرندے کی شکل میں لکھی ہوئی ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔'' (نقش)

مرغ کاغذی: پتنگ کی ایک قسم۔

مرغ کُرُک: (پہلے 'کاف' پر پیش، 'ر' ساکن)، انڈے پر بیٹھنے والا پرندہ تاکہ بچّہ ہو۔

مرغ ہمایوں فال: ہُما۔

مرکب چوبین: تابوت۔

مرگ: معروف؛ نیز ایک دوائی جو ماہی گیر دریا میں پھینکتے ہیں۔ مچھلی اِسے کھا کر بے ہوشی کے عالم میں خود بخود پانی کے اوپر آ جاتی، اور شکار ہو جاتی ہے، چوں کہ یہ مچھلی کی موت کا باعث بنتی ہے اِس لیے اِس نام سے موسوم ہوئی۔

مرگِ کسے دیدن: 'پشتِ سرِ کسے دیدن' (کسی کی پُشتِ سر دیکھنا) کا مترادف، اِس کا ذکر ہو چکا ہے۔

مرگِ نو مبارک باد: ایسے موقع پر بولتے ہیں جب کوئی نیا فتنہ اٹھ کھڑا ہو۔

مِرگی: معروف ہے۔

م ۔ ز

مزاد کردنِ متاع: نرخِ متاع بڑھانا۔

مزار بستن: قبر درست کرنا۔

مُزلف: نوخط معشوق۔

مزوّر: (تشدید کے ساتھ)، بیمار کا کھانا جس میں پالک اور دھنیا وغیرہ ڈالتے ہیں۔

م ۔ ژ

مژگانی: وہ چیز (یا پیسا) جو خوش خبری لانے والے کو دیتے ہیں۔

مژگان: مژہ کی جمع۔ مفرد کے طور پر مستعمل ہے۔ اصل میں 'ژ' پر زبر ہے، 'ژ' ساکن کے طور پر زیادہ

مستعمل ہے۔

مژگان وِمژہ گرم کردن: 'دیدہ گرم کردن' (آنکھ گرم کرنا) کا مترادف۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

مژگانِ زرّیں: پیازی رنگ (شراب رنگ) پلکیں۔

م ۔ س

مستاں: جمع مست، جو معروف ہے؛ نیز مست؛ نیز مستانی۔ اور 'مستِ مستاں' بمعنی بہت مست۔

مستغل: عربی؛ اور معروف لفظ ہے، بمعنی منکوحہ عورت؛ نیز گھر کے نیچے واقع دکانیں جن کے کرائے سے مالک فائدہ اٹھاتا ہے۔ مجازاً ہر وہ چیز جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

مستی: معروف؛ نیز آرزومندی اور عاشقی؛ نیز حیوانوں کی وہ حالت جو زورِ شہوت کے سبب ہوتی ہے۔

م ۔ ش

مشت و درفش: بہت دشوار امر کا کنایہ۔

مشت مال: مالش کرنا۔ یہ معنی مشہور ہیں؛ نیز کشتی کا ایک داو۔ حریف ایک دوسرے کے بازو پر بازو مَل کر مُکا مارتے ہیں۔

مُشتلق: ('م' پر پیش، 'ش' ساکن، 'ت' پر زبر، 'ل' اور 'قاف' ساکن)، ترکی لفظ، بمعنی شکرانہ۔ ('ل' پر پیش ہو تو) بمعنی وہ چیز جو خوش خبری لانے والے کو دیتے ہیں (مژدگانی)۔ 'لُق' بمعنی قیمت، 'مشت' ('م' پر پیش)، بمعنی مژدہ۔ ترکوں کے استعمال میں یہ 'مشت' بن گیا، یعنی خوش خبری کی قیمت۔

مشروطہ با کسے داشتن: کسی کے ساتھ ارادت کے عہد و پیماں درست رکھنا۔

مشق کشیدن و زدن: مشق کرنا۔

م ۔ ص

مصالح: ہر چیز کی تیاری کی ضروریات۔ اسبابِ عمارت مثلاً اینٹ، پتھر وغیرہ سے اس کی تخصیص

صحیح نہیں ہے۔

مصحف خصمِ کسے کردن: کسی کو نفرین کرنا؛ ملامت، بدؑدعا دینا۔

مصحف خوردن: 'مصحف' (مراد: قرآنِ مجید) کی قسم کھانا؛ نیز 'قرآن خوردن'۔

مصرع برجستہ وتندوتیز: وہ عمدہ مصرع جو سوچے بغیر، اُس مبداءِ فیاض کے فیض سے، غیب سے ذہن میں آئے۔

مصرع پُرکن: شعرا کی اصطلاح میں فالتو لفظ، جس کا معنی میں دخل نہ ہو، اور میرزایانِ دفتر کی اصطلاح میں یہ ہے کہ جب محرر (لکھنے والا) کاغذ سے کوئی چیز کاٹتا ہے تو اُس کی جگہ، محرری کے قاعدے کے مطابق، پُر کرتا ہے تاکہ راز کھل نہ جائے۔

م - ط

مطراق: معروف؛ بمعنی آلۂ تناسل مستعمل ہے۔

مطلعِ دولخت: ایسا مطلع جس کے ہر مصرع کا مضمون جداگانہ ہو یعنی ایک مصرع کا دوسرے سے کوئی تعلق نہ ہو۔

م - ع

معرّف: اِس کے لغوی معنی معلوم ہیں۔ اصطلاح میں وہ شخص جو کسی کا تعارف دوسرے سے کرائے۔ فارسی میں ایک قوم، جسے 'معرفہ' کہتے ہیں۔ جب کوئی مرتا ہے تو اُس کے تیسرے، یا چوتھے روز مرحوم کی تعریف اور تعزیت میں نظم، یا نثر لکھ کر اُس کے عزیز واقارب کے سامنے پڑھتے اور اُن سے نقدی اور خلعت وصول کرتے ہیں۔

معشوق پرانی: 'عاشق پرانی' کی ضد، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

معشوقِ خیالی: ایسا معشوق جس کا وجود نہ ہو اور جو عاشق کے خیال میں سمایا ہوا ہو۔

معشوقہ ومعشوقِ روزبینوائی: اصطلاح میں یہ معنی ہیں کہ مثلاً ایک نوجوان کا دل آج کسی سادہ پسر، یا عورت پر آ گیا ہے اور اُس سے اُس کی صحبت رہتی ہے، لیکن کچھ عرصے بعد اُس سے بہتر کے ساتھ اُس کی صحبت ہو جاتی ہے۔ ایک روز وہ اپنے دل پسند معشوق سے، جس سے وہ کبیدہ خاطر ہوا تھا،

موافقت کر لیتا ہے، اور کہتا ہے، 'میں نے روزِ بے نوائی کی معشوقہ کے ساتھ موافقت کر لی۔'
بے نوائی کے ایام میں جو کچھ واقع ہو، اُس پر اس مثل کا عام اطلاق ہوتا ہے۔

معقد: (تشدید کے ساتھ)، ایسی عبارت جس میں تعقید ہو۔ تعقید دو قسم کی ہے، معنوی اور لفظی۔ لفظ و معنی کا اپنے صحیح مقام پر نہ ہونا، اور یہ فصاحت و بلاغت کے عیبوں میں سے ہے۔

معلق کشیدن: پہلوانوں کی ایک ورزش۔ کھوپڑی زمین پر رکھ کر دوسری طرف لڑھکنا (قلابازی)، کبوتر، جو قلابازی لگائے، اُسے 'کبوترِ معلق' کہتے ہیں۔

م ۔ غ

مغز خوردہ: احمق اور بے عقل کا کنایہ۔

مغز دیدہ بر مژگاں دویدن: گریۂ خونیں کرنے کا کنایہ۔

م ۔ ف

مفتول: بٹا ہوا دھاگا، تار، خواہ ریشم کا ہو، خواہ کلابتوں، اور خواہ سوتر کا ہو۔ 'فَتل' بمعنی بٹنا۔

مفرد: اس کے لغوی معنی معلوم ہیں۔ اصطلاح میں بمعنی غلام اور فرماں بردار۔

م ۔ ق

مقابل کوب: وہ چیز جو اپنے سامنے کی چیز (مقابل) کو بلندی یا خوبی سے پست بنا دے / کر دے۔

مقراض بر سر کسے راندن: 'سر کے تراشیدن' کا مترادف، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

مقراضہ و مقراضک: کشتی کا ایک داو۔ جو اپنے دونوں پاؤں حریف کی گردن یا کمر میں اُڑا کر چکر دینا ہے۔ 'مقراضہ' ایک حلوائی کا نام ہے۔ اِسے 'مقراضی' بھی کہتے ہیں۔ 'مقراضۂ تیز' تیر کی ایک قسم، جس کی اَنی کے دو سرے، یا کنارے ہوتے ہیں۔

مقرراست: یعنی تحقیق و ثابت ہے۔

مقری تسبیح: تسبیح کا امام۔

مقصودِ کلاغ باز: ایک مکار اور عیار کا نام۔

م ۔ ک

مُکاری: (مُ پر پیش)، وہ شخص جو کرائے کا گھوڑا، اونٹ، اور گدھا اِدھر اُدھر لے جائے۔

مُکاس: (مُ پر پیش)، سودے یا مال کے مالک کا فروخت میں توقف کرنا۔

مکرّر: معروف ہے۔ اصطلاح میں بمعنی غیر مرغوب کا مترادف#

مکرّر: معروف؛ ودر اصطلاح مرادف 'غیر مرغوب' است=معروف؛ اور اصطلاح میں 'غیر مرغوب' کا مترادف۔ (نقش)

م ۔ گ

مگس پرانی: کساد بازاری۔

م ۔ ل

مَلاحی: (مَ پر زبر)، سفید انگور کی ایک قسم۔

مُلا روشنی: چمگادڑ۔

مُلا زادہ: (تشدید، نیز تخفیف کے ساتھ)، فارسی والوں کی اصطلاح میں آلہ تناسل۔

م ۔ ن

مِنار: معروف؛ نیز آلہ تناسل کا کنایہ۔

مِنار کلّہ: (تشدید کے ساتھ)، وہ مینار جو مقتولوں کی کھوپڑیوں پر کھڑا کرتے ہیں۔#

منارِ کلّہ: بالتشدید؛ منارے کہ از کلہائے کشتگان برپا کنند=...وہ مینار جو مقتولین کی کھوپڑیوں سے بناتے ہیں۔ (نقش)

مِنارِ گلبار: (گ پر پیش)، گلبار کے محلّے میں (یہ اصفہان میں واقع ہے) ایک بلند مینار کا نام۔

مَنْتو: ('م' پر زبر، 'ت' پر پیش)، چھوٹے گیپا کی ایک قسم (گیپا: چاول، گوشت اور لوبیا وغیرہ سے تیار کردہ کھانا۔)

مندفہ: گالا (دھنکی ہوئی روئی کا گولا)۔

مندل: وہ حصار جو عزیمت خواں (منتر پڑھنے والا) حفاظت کی خاطر اپنے گرد کھینچتا ہے؛ نیز دل کی ایک قسم۔ بعض کے مطابق یہ ہندی لفظ ہے۔ #

مندل: حصارے کہ عزیمت خواں از جہتِ حفظ بر گردِ خود کشد۔ ونوعے از دل [دہل]؛** بقولِ صاحب 'رشیدی'، باین معنی لفظِ ہندی است = وہ حصار جو افسوں پڑھنے والا حفاظت کے لیے اپنے گرد کھینچتا ہے؛ نیز ڈھول کی ایک قسم؛ صاحب [فرہنگِ] رشیدی [سیّد عبدالرشید ٹھٹھوی] کے بقول، اِس معنی میں یہ لفظ ہندی ہے۔ (نقش)

** 'دل' بظاہر کتابت کی غلطی ہے۔ یہ لفظ دراصل 'دہل' بمعنی ڈھول ہے۔ دیکھیے، ''مندل'' در ''اے ڈکشنری اوف اُردو، کلاسیکل ہندی، اینڈ انگلش'' از جان ٹی پلیٹس:

A kind of drum (beaten with the fingers), a kettle drum.؛

نیز ''غیاث اللغات'': مندل۔ (بفتحِ میم وسکون وفتحِ دالِ مہملہ) دائرہ کہ افسون گران و عزائم خوانان گردِ بگردِ خود برزمین کشند وبزبانِ ہندی نوعی از دہل کہ آنرا ''پکھاوج'' نیز گویند۔ (از برہان و سروری و مصطلحات)

نیز ''جامع اللغات'': مَنْدَل (ھ۔ مؤنث) ۱ ڈھول۔ پکھاوج ۲ چرخے کے بیچ کی لکڑی جس پر مال پھرتی ہے ۳ وہ دائرہ جو عزیمت خواں اپنے گرد بناتے ہیں (س۔ مردل)۔ (نقش)

منقار وقت وساعت: ایک ایسا حلقہ جس پر وقت وساعت کا بند ہونا، یا کھلنا موقوف ہے۔

منقاش: موچنا (جس سے بال اُکھاڑتے ہیں)۔ 'انتقاش' بمعنی بال اُکھاڑنا ہے۔

م ۔ و

مُو برآوردن وگرفتنِ چشم: آنکھ میں بال اُگنے کا کنایہ۔ اصطلاحِ اطبا میں اسے 'شعرِ منقلب' کہتے ہیں۔ یہ بال بینائی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ 'دردیدہ مُو گرفتن' بھی اِنھی معنوں میں ہے۔

برآوردنِ زبان: انتہائی مبالغے کے موقع پر بولتے ہیں، یعنی زبان کا بال نکالنا تو کہیں بھی نہیں؛ ایسی حالت ہوئی (یعنی بال نکلا) لیکن فلاں بات کرنے سے باز نہ آیا۔ اور 'مو برزبان سبز شدن' (بال کا زبان پر سبز ہونا) بھی انھی معنوں میں ہے۔

دادن وفرستادن: جب کوئی شخص کسی عورت پر عاشق ہو جاتا ہے اور اُس کا وصل اُسے میسّر نہیں آتا تو وہ کاغذ میں بال لپیٹ کر صندوق میں ڈال دیتا اور اپنی معشوقہ کو بھجوا دیتا ہے۔ یہ گویا علامت ہے ہجر میں تکلیف اٹھانے کے سبب ضعف اور کمزوری کی۔ اگر معشوقہ بھی اُس کی مشتاق ہو تو وہ بھی جواب میں بال بھجوا دیتی ہے۔

مُو در آسیا سفید کردن: انتہائی حماقت کا کنایہ۔ 'محاسن از آسیا سفید کردن' بھی انھی معنوں میں ہے۔

موزدنِ ترازو: ترازو کے ایک پلڑے میں تھوڑا فرق ہونا۔ لیکن میرزا صائب کے ایک شعر میں ترازو کے کمالِ اعتدال پر ہونے کے معنی نکلتے ہیں۔

موے زنخ کندن: (ٹھوڑی کے بال نوچنا)، حیران وسراسیمہ ہونے کا کنایہ۔

موے زیاد و مُوے لب و مُوے دماغ و

مُوے بینی: چاروں مترادف ہیں، اور اِن کا اطلاق مکروہ اور ناہموار جگہ یا موقع پر ہوتا ہے۔

مُوے کلاہ: سمور اور قاقم کا گھیر جو کلاہ (ٹوپی) کے گرد سیتے ہیں۔ (سمور اور قاقم: دونوں جانوروں کی کھالیں ہیں۔)

موٹی خان: (تاے ہندی، یعنی 'ٹ') ایک طنبور کا نام جو بیجا پور کے حاکم ابراہیم عادل شاہ کے پاس تھا۔ علمِ موسیقی میں بے حد کمال کے سبب اُسے وہ اتنا عزیز جانتا تھا کہ جب اُسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا تو تختِ رواں پر رکھ کر پرچم، نقارہ اور ناقوس ہمراہ بھیجے جاتے، اور اُمرا اُسے کورنش کرتے تھے۔ #

موٹی خان/ موٹے خان/ موتی خان: مذکورہ ساز کے مختلف نام سامنے آتے ہیں۔ 'مصطلحات' میں واضح طور پر ''موتی خان'' لکھ کر ''بہ تاے ہندی...''، (یعنی 'ٹ' سے) لکھا گیا ہے۔ چوں کہ اُس دور میں یاے معروف اور یاے مجہول کے املا میں آج کی طرح امتیاز روا نہیں رکھا جاتا تھا، بنابریں ''موٹی خان'' اور ''موٹے خان'' دونوں تلفظ ممکن ہیں۔ ''اُردو لغت، تاریخی اصول پر'' (جلد نوزدہم، اُردو ڈکشنری بورڈ، کراچی، ۲۰۰۴ء) میں ''نور اللغات'' کے حوالے سے ''موٹے خان'' درج ہوا ہے۔ ''نور اللغات'' (جلد چہارم، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، طبعِ سوم ۱۹۸۹ء) کا اندراج ملاحظہ فرمایئے:

> موٹے خان: مذکر۔ ایک طنبور کا نام جس کو ابراہیم عادل شاہ حاکمِ بیجا پور بہت عزیز رکھتا تھا۔ یہ باجہ تختِ رواں پر چلتا اور علم و نقارہ وکرنا اُس کے ساتھ ساتھ ہوتے۔ امرا اُس کو کورنش و آداب بجالاتے۔

دراصل ساز کا نام ''موتی خاں'' تھا۔ ڈاکٹر نذیر احمد نے ''کتابِ نورس'' کے مقدمے میں لکھا ہے:

> کتابِ مذکور میں متعدد جگہ آتش خاں اور موتی خاں کی مدح کی گئی ہے۔ اوّل الذکر بادشاہ کا مخصوص ہاتھی تھا جس پر بیٹھ کر وہ شکار کھیلا کرتا تھا؛ موتی خاں اُس کا محبوب طنبورہ تھا...

'موتی خاں' کے سلسلے میں ڈاکٹر نذیر احمد کا حاشیہ بھی لائقِ توجہ ہے:

> ظہوری اور ملک قمی کی متعدد رباعیاں اسی مخصوص طنبورے کی مدح میں موجود ہیں، مثلاً ملاحظہ ہو:

'موتی خاں' کے سلسلے میں ڈاکٹر نذیر احمد کا حاشیہ بھی لائق توجہ ہے:

ظہوری اور ملک قمی کی متعدد رباعیاں اسی مخصوص طنبورے کی مدح میں موجود ہیں، مثلاً ملاحظہ ہو:

ساز تو ز نغمہ گشت لاہوتی خاں
گسترده ز نغمہ ہاے ناسوتی خاں
بحرین و بدخشاں چو مخاطب گشتند
شد دستِ تو لعل و اُو موتی خاں

(کلیاتِ ظہوری، ورق ۲۵/بعد)

... سنجر نے بھی ایک قصیدے میں اس کا ذکر اس طرح کیا ہے:

رواست کورنش و تسلیم ازاں بہ موتی خاں
کہ شاہ چوں خلفانش گرفتہ در دامن
دُرے کہ دامنِ شاہش صدف بود شاید
کہ جاں فشاندنش از مہر دایۂ معدن

لیکن ''مصطلحات الشعرا'' میں وارستہ نے 'موتی خاں' غلط لکھا ہے، ملاحظہ ہو ص ۲۴۱۔

(''کتاب نورس''، ابراہیم عادل شاہ، مرتبہ ڈاکٹر نذیر احمد، دانش محل، لکھنو، ۱۹۵۵ء، ص ۲۱-۲۰)
(نقش)

مورد رپیرا ہن ریختن: کسی کو بے قرار اور بے آرام کرنا۔

موسیقی و موسیقی: پہلا لفظ معروف ہے۔

مُش دنداں: وہ سنجاف (جھالر، لڑی) اور قیطون (ریشم کی بنی ہوئی ڈوری) جس کی لکیروں کے درمیان فاصلہ نمایاں ہو۔ ہند میں اسے 'لہریہ' کہتے ہیں؛ نیز اُس دھاگے کو بھی، جو کُرتے یا قمیض کے کنارے پر لگانے کے لیے دورنگی ریشم سے بنتے ہیں، 'موش دنداں' کہتے ہیں۔

موشک دوانی: فتنہ انگیزی کا کنایہ۔

م - ہ

مہ پرست: عاشق۔

مہتابی: مہتاب تک پہنچی ہوئی چیز (؟) # (زری کی قسم کا کپڑا)؛ نیز رنگِ شکستہ؛ نیز وہ چبوترہ جو چاندنی کی سیر کے لیے بناتے ہیں۔ 'تختِ مہتابی' اور 'ماہتابی' یہی ہے۔

مہتابی: چیز مہتاب رسیدہ...= چاندنی میں رکھی ہوئی شے... (نقش)

مُہر کربلا و مُہر نماز و مُہر خاک و مُہر سجدہ: وہ مُہر جو خاکِ کربلا سے بناتے ہیں اور اہلِ تشیع اُس پر سجدہ کرتے ہیں۔

مہر گیا: آدمی کی شکل کی ایک نبات، جو جس کسی کے پاس ہوتی ہے لوگ اُس سے محبت کرتے ہیں۔

مُہرہ صفیر: وہ ناقوس جو قدیم زمانے میں جنگ کے موقع پر بجاتے تھے۔ اِسے 'سفید مہرہ' بھی کہتے ہیں۔

م - ی

مے در گریبان کردن: زبردستی شراب دینا۔

مےِ کافور: ایسی شراب جس کی گرمی کی تیزی کم کرنے کے لیے اُس میں کافور ملاتے ہیں۔

مےِ ناہار: امرِ ناگوار کا کنایہ۔ کیوں کہ صبح خالی معدے کے سبب شراب ناگوار ہوتی ہے۔

میانِ پا و میانِ پاچہ: شلوار؛ نیز فرج کا کنایہ؛ نیز 'میانِ ران'۔

میانجی: واسطہ اور وساطت (وسیلہ بننے والا۔)

میاں دادن: اجازت دینا۔

میاں داری: دلّالی، نیز کسی کام میں وسیلہ و واسطہ ہونا۔ چوں کہ بھڑوا اور دیّوث، عاشق اور معشوق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے، اِس لیے اِن لوگوں کو 'میاں دار' کہتے ہیں۔ جب کہ پہلوانوں کی اصطلاح میں 'میاں دار' ایسا شخص ہے کہ جب دو پہلوان باہم کشتی لڑیں تو وہ اُنھیں ایک دوسرے سے الگ نہ ہونے دے تا کہ وہ باہم زور کریں۔

میدان: معروف؛ جوہریوں کی اصطلاح میں یاقوت اور زمرد وغیرہ کا طول و عرض۔

میدان دادن: کسی کی تعظیم کی خاطر اپنی جگہ اُس کے لیے چھوڑ کر خود ایک طرف ہو جانا۔

میرزا کبیری: خربوزے کی ایک قسم۔

میل: نشان کا پتھر۔ اسے 'میلِ فرسنگ' اور 'نشانہ فرسنگ' بھی کہتے ہیں (اُردو والے سنگِ میل کہتے ہیں)۔ پہلوانوں کی 'میل گیری' یعنی وزنی لکڑی جس سے پہلوان ورزش کرتے ہیں۔ اسے 'سنگ زور' بھی کہتے ہیں؛ نیز سرمہ لگانے کی سلائی۔

میل تاج: (تاج کی سلاخ) قدیم زمانے میں ایک سلاخ تاج پر آراستہ کرتے تھے۔

میل گنبد: ایک مستطیل لوہا، یا تانبا جو مزاروں اور مسجدوں کے گنبد پر نصب کرتے ہیں، اور اکثر اُسے سونے سے ملمع کرتے ہیں۔

ن

ن ۔ ا

نابرید: جس کے ختنے نہ ہوئے ہوں۔ تحقیر کے موقع پر بولتے ہیں۔

ناتراشیدہ: بے ادب۔

ناداشتی: بے حیائی۔

نادیدگی: معروف؛ نیز مفلسی اور بے خبری۔

ناسفتہ گوہر مژگانی: آنسو کا کنایہ۔

ناشکر: نعمت کا کفران کرنے والا۔

نامردم: گھٹیا، نالائق۔ لفظ 'مردم' کا مفرد اور جمع، دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔

نامشخص: ایسا شخص جو ایک ہی حالت اور وضع پر نہ ہو۔

ناخن بر یک دیگر زدن و بہم زدن وزدن: دو آدمیوں میں لڑائی کرانا۔ یہ بات سنی گئی کہ جب کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا چاہتے ہیں تو ناخن باہم بجاتے ہیں اور یہ اشارہ ہے لڑائی کی تحریک کا۔ 'ناخن زدن' بمعنی مزاج میں تصرف کرنا بھی ہے؛ نیز 'ناخن بدل زدن وشکستن'۔

ناخن بسنگ آمدن: کسی ناملائم امر کے پیش آنے کا کنایہ۔

ناخن گیر: معروف؛ نیز ایسی نرم چیز جس میں ناخن کھب جائے۔

ناخنک زدن: گھٹیا لوگوں اور لوطیوں کا یہ پیشہ ہے کہ وہ بازار میں گھما گھمی کے باوجود حلوائی اور نان بائی کی دکان سے کوئی چیز دو انگلیوں سے اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے ہیں، اور آگے بڑھ جاتے ہیں۔

نادر برابر و نادر مقابل: نالائق اور ناشائستہ اور بے قدر۔

نار باغِ سینہ: پستان کا کنایہ۔

نار مزاج: 'نازک مزاج' کا مترادف۔

نارنجِ نشاں: وہ نارنج جس پر تیر چلاتے ہیں۔ یہ کمان داروں کی رسم ہے۔

نارین قلعہ: قلعۂ بغداد کا نام، جو شہر کے مغرب میں واقع ہے۔

نازو: بلی۔

ناظر: میر سامان (ایک عہدہ)۔

ناف اُفتادن و گسیختن: بہت بھاری بوجھ اٹھانے، یا اپنی قوت سے بڑھ کر زور لگانے، یا بہت بڑے خوف کے سبب ناف کا اپنی جگہ سے ٹل جانا۔ جب کسی اونٹ یا خچر پر زیادہ بوجھ لادتے ہیں تو کہتے ہیں، 'ایسا نہ کرو کہ اِس کی ناف گر جائے۔' 'ناف نہادن و گذاشتن و افگندن' اِس کا متعدی ہے۔

ناف پیچ: ایسی گرد جو ناف میں پڑ جائے۔

نافِ ہفتہ: منگلوار۔

نافہ مُو: (بغیرِ اضافت) بوڑھا آدمی، جس کے بال نافے کے بالوں کی طرح سفید ہوں۔

نالہ ریختن: نالہ وزاری کرنا۔

نام آباد و دہ ویران: ایک مشہور مثل۔ اسمِ بے مسمّٰی (وہ نام جس کا نام والا نہ ہو)۔

نام حلقہ کردن و کشیدن: کسی کا نام اعتبار کے دائرے سے باہر نکال دینا۔ کیوں کہ میرزایانِ دفتر (منشی) کسی کا نام جھوٹ ثابت ہونے پر اُس (نام) پر دائرہ بنا دیتے ہیں۔

نامہ راز بانی کردن: خط کا مضمون پیغام کی صورت میں ادا کرنے کا کنایہ۔

نان بدیوار زدن: بے حاصل کام کرنے کا کنایہ، جس طرح بجھے ہوئے تنور میں روٹی لگانا۔

نان بر شیشہ مالیدن: نہایتِ بُخل اور خست کا کنایہ۔ ایک انتہائی کنجوس آدمی کی یہ عادت تھی کہ وہ سالن شیشے میں رکھتا اور روٹی شیشے پر مَل کر کھاتا۔

نان در آستیں خوردن: انتہائی بخل کا کنایہ، یعنی حاضرین سے آستین میں چھپا کر روٹی کھانا۔

نانِ دشتری: وہ روٹی جو چھنے ہوئے آٹے سے گردے میں پکاتے ہیں (گردہ: گول چیز۔)

نانِ راہ: توشۂ مسافر۔

نان ریزہ فروش: روٹی کے ٹکڑے بیچنے والا۔

نان کور: (بغیر اضافت)، ایسا کنجوس اور بخیل جس کی روٹی سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔

نانِ گرجی: ایسی روٹی جو دائرے کی طرح درمیان سے خالی ہو۔ یہ گرجستان سے مخصوص ہے۔

نانِ نوکری: وہ غذا جو کسی نوکر سے ملے۔

ناوک: وہ بانس جس میں معروف چھوٹا تیر رکھ کر کمان کی زہ میں بند کر کے چلاتے ہیں۔ اِسے کبھی لوہے سے بھی بناتے ہیں۔ اِسے 'نے ناوک' بھی کہتے ہیں۔ بمعنی تیر بھی مستعمل ہے۔

ن ـ ج

نجیب: معروف؛ نیز جیسے اونٹ نے ... ہو۔

ن ـ خ

نخ بر چیزے پیچیدن: ڈور، یا ریشم کے تار کا سرا گم کرنا۔

نخ برائے کسے تافتن: (کسی کے لیے سُوت بٹنا)، 'ریسماں برائے کسے تافتن' کا مترادف ہے، اور یہ مشہور ہے۔

نخالہ گوے: بے معنی اور بے مغز باتیں کرنے والا۔ 'نخالہ' وہ بھوسی جو چھلنی سے نہ گزرے۔

نخجوان: ('ن' کے بعد 'خ')، تبریز کے نزدیک ایک بلند پہاڑ پر واقع ایک شہر۔ 'نخجوانی' وہاں کا رہنے والا۔ 'نخجہ' یہ ہے کہ عورتیں نقش بٹھانے کے لیے انگلیوں پر مہندی لگاتی ہیں۔ 'جامۂ نخجوانی' سے مراد سقرلات (بانات، جو ایک قدیم اور مشہور کپڑا ہے) اور لندرہ (بانات) ہے۔

نخلِ پیشِ عماری: نشان۔

نخلِ پیوند: یعنی 'برگ پیوند' جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

نخلِ ماتم و نخلِ محرم و نخلِ تابوت و نخل: آغازِ محرم سے نویں محرم تک کے لیے بنایا گیا تابوت۔ دسویں محرم کا تابوت اگرچہ تابوت ہی کی شکل کا ہوتا ہے لیکن وہ اُس سے دس گنا بڑا ہوتا ہے، اور وہ 'نخل' ہے۔ ایک ایرانی کے مطابق تابوت کی آرائش۔

ن - د

ندانم بسر زندہ ام، یا بپا: ایک مثل جو بہت تشویش کے موقع پر بولتے ہیں، یعنی 'مجھے اپنے سر تا پا کا کوئی ہوش نہیں/ خبر نہیں۔#

ندانم بسر زنده ام، یا بپا: مثلے است کہ در کمال تشویش گویند؛ یعنی از سراپاے خود خبر ندارم = ایک مثل ہے جو بے حد تشویش کے موقع پر بولتے ہیں، یعنی 'مجھے اپنے سراپا کی کوئی خبر نہیں۔' (نقش)

ن - ر

نردبان در راہ نہادن و افگندن: راستہ چلتے ہوئے ساتھیوں کے ساتھ باتیں کرتے چلنا تا کہ سفر کسی تکلیف کے بغیر کٹے۔

نرگدا: ڈھیٹ قسم کا بھک منگا۔ 'نر' بمعنی زشت، کریہہ اور ناہموار ہے۔

نرگسی: کئی معنی سنے گئے۔ اوّل، اشارہ، جیسے آنکھ کا اشارہ کرنا؛ دوم، طنز کرنا؛ سوم، معشوق کا ناز کے ساتھ، طنز کے ارادے سے، اپنی زبان باہر نکالنا۔

نرگسی: پلاو کی ایک قسم۔ 'نرگسی' ایک معروف شاعر کا نام۔

نرگسی برداشتن: کسی کی طنز اور تمسخر برداشت کرنا۔

ن - ز

نزول: عربی کا معروف لفظ؛ فارسی والے بمعنی 'منزل' استعمال کرتے ہیں۔

ن - س

نستعلیق گو: وہ شخص جو بنا سنوار کر بات کرے اور الفاظ مخرج سے ادا کرے۔ ایسے آدمی کے بارے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ قلم کے لفظ سے بات کرتا ہے، یعنی کتابی عبارت میں بات کرتا ہے۔

ن - ش

نشانِ مردی: آلۂ تناسل۔ 'نشان' کے بھی یہی معنی ہیں۔

نشستنِ آفتاب: آفتاب کا غروب ہونا۔

نشستنِ تب: مفارقتِ تب (یعنی بخار ختم ہونا)۔

نشستنِ شراب: شراب کا جوش ختم ہونا۔

نشیمن: معروف؛ بیٹھنے کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

ن - ص

نصیری: ('ن' پر پیش، 'ص' پر زبر)، حضرت شاہ کا ایک نُصَیر نامی فدائی جس کی موت وحیات کا قصہ اظہار سے مستغنی ہے۔ یائے نسبتی کے ساتھ بمعنی ہر فدائی۔ ('ن' پر زبر اور 'ص' کے نیچے زیر)، خربوزے کی ایک قسم۔

ن - ط

نطعِ جواہری: اس کے وہی معنی ہیں جو 'بساطِ جواہر' میں بیان کیے گئے ہیں؛ نیز ایسی کھال جو کسی ایسے آدمی کے پاؤں کے نیچے بچھاتے ہیں جس کی گردن اُڑانا مقصود ہو۔ یہ ایک قدیم رسم ہے۔

نطعی: ایک ایسی چرم (کھال، چمڑا) جسے ایک مدّت تک روغن میں بھگوئے رکھتے ہیں اور پھر اُس سے پاجامہ تیار کرتے ہیں، جو پہلوانوں کے سردار پہنتے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ چمڑے کا ایک ٹکڑا ہے جو کشتی کے موقع پر زمین پر بچھاتے ہیں، اور یہ اس لیے کہ چمڑے پر پاؤں پھسلتا ہے اور آگے نکل جاتا ہے اور اس بہانے ایک کم زور وکم مشق حریف کو بآسانی گرایا جاسکتا ہے؛ نیز وہ چمڑا جو بادشاہ کی سواری کے خاص گھوڑے کے پاؤں کے نیچے بچھاتے ہیں تاکہ عام گھوڑوں اور اُس گھوڑے کی آواز میں امتیاز رہے۔#

نطعی: چرمے است کہ مدّتہا در روغن خیسانیدہ تنباں از آں سازند و سردارانِ کشتی گیراں پوشند۔ بعضے گویند؛ 'نطعی' پوستے است کہ در حالتِ کشتی برزمیں گسترند وایں از بہرِ آن

است کہ بر چرم البتہ پا می لغزد و از پیش می رود، بہ ایں بہانہ حریفِ کمزورِ کم مشق را زود از پا تواں درآورد؛ و پوستے کہ زیر پاے اسپ خاصہ سواری پادشاہ گسترانند از جہتِ امتیازِ آواز افراسِ دیگر = مدتوں روغن میں بھگویا ہوا چمڑا، جس سے جانگھیا بنایا جاتا ہے، جسے پہلوانوں کے سردار پہنتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ 'نطعی' وہ چمڑا ہے جسے کشتی کے موقع پر زمین پر بچھا دیتے ہیں، اور ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ چمڑے پر پاؤں پھسل جاتا ہے اور آگے نکل جاتا ہے، اس بہانے کم مشق کم زور حریف کو جلد پیر سے گرایا جاسکتا ہے؛ اور وہ چمڑا جو بادشاہ کی سواری کے خاص گھوڑے کے سُموں کے نیچے دیگر گھوڑوں سے (اُس گھوڑے کے قدموں) کی آواز میں امتیاز کی خاطر بچھاتے ہیں۔ (نقش)

نطعی پوش: پہلوانوں کا سردار، بڑا پہلوان، اسے 'تنباں پوش' (پاجامہ پہننے والا) بھی کہتے ہیں۔

ن ۔ ظ

نظر تنگ: (بغیر اضافت)، مراد تنگ چشم، تنگ نظر۔

نظر کردن: کسی کو فیض پہنچانا۔

نظر گاہ: اولیا کا آستاں؛ نیز سلاطین کے بارِ عام کا ایوان۔

نظر گرم کردن: نگاہ کرنا، دیکھنا۔

نظر یافتن و دیدن و داشتن: تربیت پانا اور فیض یاب ہونا۔

نَظَری: ('ن' اور 'ظ' پر زبر)، باطل؛ میرزایانِ دفتر کی اصطلاح ہے، اس لیے کہ جو کیس (معاملہ) جھٹلانے کے لائق ہو، یعنی مسترد (نامنظور) کرنا مقصود ہو، اُس پر لفظ 'نظر' لکھ دیتے ہیں۔

ن ۔ ع

نعل: معروف؛ نیز ایک ایسی چیز جو موٹی اور بڑی بھاری لکڑی سے نعل کی صورت میں بنائی جاتی ہے۔ پہلوان اُسے کھینچ کر ہاتھ کے اوپر رکھ کر اِدھر اُدھر گھماتے ہیں؛ نیز رسّی کی قسم کی ایک چیز جو توپ کھینچنے کے کام آتی ہے؛ نیز وہ لوہا جو جوتی کی ایڑی کے نیچے چھپاتے ہیں۔

نعل بریدن: نعل کی شکل کا داغ جلانا۔

نعلِ در: (’ل‘ کے نیچے زیر)، دروازے پر لگایا جانے والا لوہے کا آلہ، جس میں حلقہ لگ جاتا ہے۔

ن ۔ ف

نفاذ: معروف لفظ ہے۔

نفور: نفرت کرنے والا، اور یہ مشہور ہے؛ نیز بمعنی نفرت۔

نفیرِ دادخواہاں: مظلوموں کی فریاد وفغاں؛ نیز بمعنی نفرت کرنے والا، بھاگنے والا۔

ن ۔ ق

نقارۂ آفتابِ زرد: وہ نوبت جو بادشاہوں کے در پر شام کے وقت بجاتے ہیں۔ یہ پانچ مشہور نوبتوں میں سے ایک ہے۔

نقد: بیٹا۔

نقرۂ جمہور: غیر معیاری چاندی (پگھلی ہوئی چاندی، سکہ۔)

نقشِ بدنشیں: ایسا نقش جو مراد کے مطابق نہ ہو؛ ’قمارِ بدنشیں‘ سے بھی یہی مراد ہے۔

نقش برآب زدن: کسی بے ثبات امر کا ارتکاب؛ نیز کوئی عجیب وغریب کام انجام دینا؛ نیز کوئی نیا منصوبہ گھڑنا۔ ’نقش برآب ریختن‘ بھی انھی معنوں میں ہے، اِسی طرح ’مکرِ تازہ برآب زدن‘ بھی مستعمل ہے۔

نقش برآب کشیدن: بے کار، یا فضول قسم کا کام کرنا۔

نقشِ جہاں: شاہِ اصفہان کے دولت خانے کے دروازے کے قریب واقع ایک میدان مجدالدین علی قوسی کے مطابق یہ اصفہان کا ایک باغ ہے۔

نقش زدن: داو جیتنا۔

نقطوی: حکما کا ایک فرقہ جو جسم وجاں کے خالق (خدا) کو جسم والا ثابت کرتا ہے۔ اِس فرقے کو ’مجسمیہ‘ بھی کہتے ہیں۔

نقطہ ریختن: فال لینے کا کنایہ۔

نُقل دان: (’ن‘ پر پیش)، عجیب قسم کی شکلوں والے طاق جو گھر کی دیواروں میں بناتے ہیں تا کہ اُن میں نُقل اور حلوہ جات رکھے جائیں۔ ’جام گاہ‘ بھی یہی ہے۔

نُقلِ ماتم: (’ن‘ پر پیش)، ایسا نُقل جو ماتم کے موقع پر تقسیم کرتے ہیں ایران میں یہ ہندوستان کے برعکس سیاہ تیار کیا جاتا ہے۔

نَقلِ مذہب: کسی شخص کا ایک مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنا۔

ن - ک

نکاح: میاں اور بیوی کے درمیان ہونے والا عقد و پیماں۔ جماع کے معنوں میں بھی ہے۔ ’اِستنکاح‘ کا مطلب ہے، جماع طلب کرنا۔

ن - گ

نگاہ زدن: نظر کرنا، دیکھنا (’نظر زدن‘ بھی مستعمل ہے۔)

نگہ چرانی: ’چشم چرانیدن‘ کا مترادف، اِس کے معنی دیے جا چکے ہیں۔

نگیں خامہ: (اضافت کے بغیر)، ایک فولادی قلم جس سے نگین کو کھودتے ہیں۔ ’خامہ حکاک‘ بھی یہی ہے۔

نگینِ دولائی: دو نگینے جو ایک خانے میں سوار ہوں؛ نیز بمعنی عاشق و معشوق۔

نگینِ سوار: ایسا نگینہ جو انگوٹھی کے خانے میں جڑا گیا ہو۔

نگیں نگیں: قطعہ قطعہ۔

ن - م

نم از رخسار چیدن: رخساروں سے آنسو پونچھنا۔

نم بیروں دادن: ریزش کم ہونے کا کنایہ۔ کہا جاتا ہے، ’فلاں نم بیروں نمی دہد‘ یعنی فلاں کے ایک قطرہ بھی ٹپکانے کے لیے نہیں ہے۔

نمدِ آب چیں: ریشمی گلیم، جس سے بدن خشک کرتے ہیں۔

نمدان: لوطیوں کی اصطلاح میں بمعنی فرج۔ 'نم زدہ' اور 'نمدینہ' بھی مستعمل ہے۔

نمد بخرے گذاشتن: لوطیوں کی اصطلاح میں، اچانک بھاگ اٹھنا۔

نمد بگردن افگندن: دادخواہی کرنا۔

نمدِ بیدزدہ: وہ نمدہ جس میں، کرم خوردگی کے باعث بہت سوراخ، یا چھید ہو گئے ہوں۔ 'بید' ایک قسم کا کرم ہے جو پشمینے اور کتاب چاٹتا/کھاتا ہے۔

نمک تازہ کردن: نئے سرے سے عقدِ محبت کرنا اور نئے عہد و پیماں کرنا۔

نمک چش: کھانے کا ایک لقمہ جو کھانے کا ذائقہ چکھنے کے لیے اُس میں سے نکالتے ہیں۔ یہ بادشاہوں اور اُمرا کے باورچیوں کا دستور ہے۔

نمک خوردن و نمک دان شکستن: نمک حرامی کرنا۔

نمک دان: معروف؛ نیز دہانِ معشوق کا کنایہ۔

نمک سنگ: وہی 'سنگِ نمک' جس کے معنی دیے جا چکے ہیں۔

نمی دانیم سرِ ما بر کدامیں بالین است: یعنی ہمیں علم نہیں کہ قسمت ہمیں کہاں کھینچ لے جائے گی اور کہاں ہم خوابِ عدم میں آنکھیں بند کر لیں گے (ہماری موت کہاں واقع ہو گی)۔

ن - و

نواجان: ('ن' پر زبر)، گروگان (رہن، گرو، روپے کا بدل/عوض)؛ نیز بمعنی گروگانِ جان (جان کا گرو/گروی ہونا/پڑنا)۔

نواخت: موافق۔

نواخوانی: نوا، نغمے، یا راگ کی ایک لے، مجازاً بمعنی سخنِ خوب و خوش؛ نیز جو کچھ طنز اور استہزا کے طور پر کہا جائے؛ نیز 'نوازدن' بھی انھی معنوں میں ہے۔

نوبر کردن: معروف؛ (پہلی بار کوئی تازہ پھل متعلقہ فصل میں کھانا، یا چکھنا)، 'نوبادہ کردن' بھی انھی معنوں میں ہے۔

نوخط: کسی نئی چیز کا کام میں آنا۔

نورہ: (’ن‘ پر پیش، ’واؤ‘ پر زبر)، ایک ایسی چیز جس سے بدن کے بال صاف کرتے ہیں (بال صفا پاوڈر)، ایرانی دوسرے حرف کو ساکن استعمال کرتے ہیں۔ یہ لفظ نہادن (رکھنا)، مالیدن (ملنا)، کشیدن (کھینچنا) اور کردن (کرنا) کے ساتھ مستعمل ہے؛ نیز دارو۔

نوری: چمکتے ہوئے سرخ رنگ والا ایک جانور، جس کا تمام جسم توتے کی چونچ کی طرح سرخ ہوتا ہے، لیکن توتے سے ہٹ کر ہے، اس لیے کہ کہا جاتا ہے، وہ توتے کی طرح حرف قابلی بولتا ہے (سیکھی ہوئی باتیں کہتا ہے)۔

نونِ قوسی: کاتبوں کی اصطلاح میں ایسا ’نون‘ (’ن‘) جو کمانِ حلقہ کی مانند ہوتا ہے۔ ایسے ’نون‘ کے لکھنے کو ’تقویسِ نون‘ کہتے ہیں۔ لوطیوں کی اصطلاح میں بمعنی فرج۔

ن ۔ ہ

نہاں خانہ: تہ خانہ، ایرانی بمعنی خلوت خانہ استعمال کرتے ہیں۔

ن ۔ ی

نےِ پیچ: (اضافت کے ساتھ)، حقے کی نالی جس کے اندر جست، یا تانبے، لوہے، یا چاندی کا تار لگاتے ہیں اور وہ پیچ دار ہوتا ہے۔

نے در ناخن کردن: ایک سزا جس میں نے کا سرا تیز اور باریک تراش کر ناخن میں توڑتے ہیں۔

نیچۂ عیاری: عیاروں کا نیچہ جس میں دارو ڈال کر اُس میں پھونک مارتے ہیں اور سوئے ہوئے آدمی پر ڈالتے ہیں جو دماغ پر اثر کرتا ہے اور وہ آدمی دیر تک ہوش میں نہیں آتا۔ #

نیچۂ عیاری: نیچہ ایست کہ عیاراں دارند؛ بیہوش دارُو درآں پُر کردہ بر رُوے بینی شخصِ خوابیدہ گذارند و پف کنند۔ بیہوش دارُو بدماغ صعود کند و چناں از خود برد کہ تا دیرے بخود نیاید = نیچہ جو عیاروں کے پاس ہوتا ہے۔ اِس میں بے ہوشی کی دوا بھر کر سوئے ہوئے شخص کے چہرے اور ناک پر سے گزارتے ہیں اور پھونک مارتے ہیں۔ بے ہوشی

کی دوا دماغ میں چڑھ جاتی ہے اور اُسے ایسا بے خود کرتی ہے کہ وہ تا دیر اپنے حواس میں نہیں آتا۔ (نقش)

نیزۂ خطّی: یمامہ کے ایک موضع خط کا نیزہ، جو بہت اچھا ہوتا ہے۔

نیفۂ رُوباہ: لومڑی کے جسم کے بال، جن سے پوستین بناتے ہیں۔

نیک: 'خوب' کا مترادف، بہت کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

نیکی کردن و درآب انداختن: کسی اُمید کے بغیر کسی کے ساتھ نیکی کرنا۔ [اُردو میں ہے، 'نیکی کر اور دریا میں ڈال'۔ یزدانی]

نیل بزیاں رفتن: جب رنگ ریزوں کا نیل بے کار ہو جاتا ہے تو وہ بے کار قسم کی بات پھیلاتے اور اُسے کالے (جادو) کا توڑ بتاتے ہیں۔ ایران اور ہند میں مشہور ہے۔

نیلِ چشم زخم: نظرِ بد سے بچانے کی خاطر بچّوں کے چہرے پر لگایا جانے والا سیاہ داغ۔

نیل کشیدن: سیاہ داغ لگانا۔

نیلوفرِ ماتم: نیلوفر کا پھول جو کالا ہوتا ہے اور ماتم کرنے والے سیاہ پوشوں کے سوا اور کوئی سر پر نہیں لگاتا۔

نیم آورد: اصفہان کے ایک محلّے کا نام۔

نیم تاج: ریشم سے بُنتے اور جواہر سے مرصّع کرتے ہیں۔

نیم تسلیم: سلام کرنے کی خاطر ہاتھ ناف تک لے جانا اور جھکنا۔ یہ 'نیم تسلیم' ہے، جب کہ ہاتھ زمین پر رکھنا اور پیشانی پر پکڑنا 'تمام تسلیم' ہے۔

نیم تہ کردن: کمر سے پکڑ کر گرانا۔

نیم جاں: عاشق۔

نیمدار: ایسا لباس اور بچھونا جو پوری طرح استعمال نہ ہوا ہو۔ دراصل یہ 'نیم مدار' تھا۔

نیم رُو: وہی 'نیمبر نیمرو'، جس کے معنی دیے جا چکے ہیں۔

نیم زباں: وہ شخص جو ادب و حیا، یا مخاطب کے دبدبے کے سبب پوری طرح بات نہیں کرتا۔

نیم کاسہ زیرِ کاسہ داشتن: مکر و حیلے کا کنایہ۔

و

و ۔ ا

وابوسیدن: رُوگردانی کرنا اور بے دماغ ہونا۔

جبی: مقررہ وظیفہ۔

وازدن: لوٹا دینا۔

وازدن متاع: کسی سودے، یا چیز کی گرانی کے بعد اُس کا سستا ہو جانا۔

واسرنکیدن: پہلو تہی کرنا، رُوگردانی کرنا۔

واشدن: شگفتہ ہونا اور تکلف سے باہر نکلنا؛ نیز 'از سروا شدن' کا مترادف، جس کے معنی دیے جا چکے ہیں۔

قع شدن: معروف؛ نیز اچانک ملاقات ہونے کا کنایہ۔

واقعہ: معروف؛ نیز خواب کے اندر دیکھا جانے والا خواب۔

واقف باش: یعنی خبردار ہو جا۔

کشیدن و وا اُفتادن: لیٹ جانا۔ 'واکشیدن' کے معنی کسی سے مکر و حیلے سے کچھ ہتھیانے کے بھی ہیں، لیکن اس صورت میں لفظ 'از' کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

گوئی: 'باز گوئی' کا مترادف۔ معنی دیے جا چکے ہیں۔ لفظ 'باز' اور 'وا' ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔

گیر: جب دو پہلوان باہم کشتی لڑتے ہیں، اور ایک اپنے مخالف کو زمین پر پٹختا ہے تو وہ کہتا ہے، 'میں بے خبر تھا، ہاں، وا گیر است'، یعنی دوبارہ کشتی کرنی چاہیے۔

واو چقماقی: خطاطوں (کاتبوں) کی اصطلاح میں، ایسا 'واو' جو چقماق سے ملتا جلتا ہو۔

وایہ: مراد، حاجت۔

و ۔ خ

وخ: 'واہ واہ' کا مترادف؛ نیز 'وخ جان'۔

وخ وخ: کوئی چیز اچھی لگنے پر یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔

و ۔ ر

ورقِ خام: میرزایانِ دفتر کا اصل رجسٹر کا کاغذ، جس میں سے کوئی لفظ مٹایا گیا ہو، یا اُس کی اصلاح کی گئی ہو۔ اس سے اس جماعت (یعنی میرزایاں) کی دیانت اور بددیانتی ظاہر ہو جاتی ہے۔

ورکار: لوطیوں کی اصطلاح میں، عورتوں کی جائے مخصوصہ۔

ورورپُف: (دونوں 'و' کے نیچے زیر اور 'پ' پر پیش)، جادوگروں کا آہستہ آہستہ دم کرنا۔

و ۔ ز

وزیدنِ بُو: بو (خوش بُو) کا پھیلنا۔

و ۔ ض

وضعِ بے شیرازہ: مختلف حال اور طور۔ 'وضعِ اوراق' بھی کہتے ہیں۔

وضو داشتن: ...سو کی ضرورت ہونا۔

وضو گرفتن: وضو کرنا۔

و ۔ ق

وقت وساعت: ('واو عاطفہ' کے ساتھ)، گھڑیال کی قسم کی ایک چیز، جس سے دن اور رات کا وقت معلوم کرتے ہیں۔ عرفِ عام میں اسے 'گھڑیالِ فرنگی' (یورپی گھڑیال) کہتے ہیں۔ شیشۂ ساعت؛

بھی مراد لی جاتی ہے۔

وقواق: ایک ایسا درخت ہے جس کا پھل آدمی اور دوسرے حیوانات کی شکل کا سا ہوتا ہے، جب تک وہ درخت پر لگا رہتا ہے، باتیں کرتا ہے۔ بعض کے بقول یہ ایک جزیرے کا نام ہے جہاں یہ درخت پایا جاتا ہے۔

و ۔ ی

ویران شہر: ایک جگہ کا نام، جہاں عمدہ زعفران ہوتا ہے۔

ہ

ہ ۔ ا

ہاے ہاے: آہ و نالہ کی صورت میں اٹھنے والی آوازیں۔#

ھایھاے: از اصوات است در صفتِ نالہ و آہ واقع شود۔ بحذف یاے ہلکی آخر نیز = نالہ و آہ کو ظاہر کرنے والی آوازیں۔ آخری 'ے' کے حذف کے ساتھ [ہاے ہا] بھی مستعمل۔ (محشی)

ہ ۔ د

ہد: تفت یزد میں ایک مقام کا نام۔

ہ ۔ ر

ہراسہ: نقلی چوکی دار، جو کھیتوں میں لگایا جاتا ہے تاکہ جانور اور پرندے فصل کو نقصان نہ پہنچائیں۔

ہر چہ ایں می زند یا می نوازد وآں می رقصد: یعنی جو کچھ یہ کہتا ہے، وہی کچھ وہ کرتا ہے۔ مراد تابع ہونا ہے۔ یہ مطلب اِس امر سے ماخوذ ہے کہ سازندہ ساز بجاتا ہے اور رقاص اُس کے سُروں کے مطابق رقص کرتا ہے۔

ہر دو یکی: فنِ پہلوانی کا ایک داو، اور وہ یہ کہ ایک ہاتھ حریف کے کندھے پر رکھ کر اُس کی پشت و کمر تک لے جاتے اور دوسرا ہاتھ اُس کے چوتڑوں کے درمیان رکھ کر دونوں ہاتھ باہم ملا لیتے، اور پھر اُسے (حریف کو) زور سے گرا دیتے ہیں۔

ہرزہ چانگی: بے ہودہ گوئی، یاوہ گوئی۔

ہرزہ خرج: فضول خرچ آدمی، بے مقصد دولت خرچ کرنے والا۔

ہرزہ دکیلی: بلا سبب کسی کے معاملے میں دخل دینا۔

ہرہفت: سات قسم کا سامانِ آرائش، حنا، وسمہ، گلگونہ وغیرہ۔

ہریسہ دیگِ قشری: لوطیوں کی اصطلاح میں گوہ اور گندگی۔

ہ ۔ ز

ہزار پیشہ: بڑا پیالہ؛ نیز ایسی چیز جس میں کچھ اور چیزیں رکھی جائیں، مثلاً قلم دان وغیرہ۔

ہزار خانہ: بکرے کی اوجھڑی، اور انسانی معدہ۔

ہزار رنگ برآمدن: خود کو کئی طریقوں سے سجانا۔

ہزاری: پہلوانوں کی اصطلاح میں، ایک ایسا پہلوان جو دن میں ہزار مرتبہ تختۂ شلنگ (چھلانگ لگانے کے تختے) کی ورزش کرتا ہے۔

ہزاہز: مسلسل ہلنا۔

ہ ۔ س

ہست وبود 'بود و نبود' (ہونے نہ ہونے، ہستی اور عدم) کا مترادف۔

ہ ۔ ف

ہفت پشتِ کسے را بسنگِ آبی رسانیدن: کسی کی بڑی ہی غیر واقع اور مبالغے کی حد تک تعریف کرنا۔

ہفت وحشت: خصومت انگیز گفتار کا کنایہ۔

ہ ۔ ل

ہل: ('ہ' کے نیچے زیر)، تیل نکالنے کے بعد تیل کے بیجوں کا پھوک جو ہاتھ اور سر دھونے کے کام آتا ہے۔

ہلال: معروف؛ نیز ناخن کی خراش۔

ہلال ہلال: ٹکڑے ٹکڑے اور لخت لخت۔

ہلو: شفتالو۔

ہلیہ: ایک چھوٹی سی چوڑی لکڑی، جس سے چھوٹی کشتیاں چلاتے ہیں اور ملاح کشتی چلاتے وقت 'ہلیہ ہلیہ' کہتے ہیں۔

ہ ۔ م

ہم: 'نیز' کا مترادف، جو معروف ہے۔

ہم آورد: باہم جنگ کرنے والے دو حریف۔ دونوں ایک دوسرے کے 'ہم آورد' ہوں گے۔

ہمراہی: برابری؛ نیز مدد۔

ہم قلم: کسی تحریر میں مددگار۔ ایک ایرانی کا کہنا تھا کہ 'ہم قلم' وہ آدمی ہے جو تحریر میں سلاطین اور اُمرا کی طرف سے، اہلِ دیوان کا شریک ہوتا ہے تاکہ تفاوت نہ کر سکے۔

ہمگیر: کسی کے ساتھ پہنچنے والا۔

ہمہ دادن: 'سراپا دادن' کا مترادف، اِس کے معنی دیے جا چکے ہیں۔

ہ ۔ ن

ہنوار: 'ہموار' کا مترادف۔

ہ ۔ و

ہوا خوردنِ بادہ: شراب کی کیفیت کے زائل ہونے کا کنایہ، اِس لیے کہ ہوا کے تصرف سے شراب کا نشہ زائل ہو جاتا ہے۔

ہوا شکستہ است: یعنی موسم اب گرمی سے سردی میں بدل رہا ہے۔

ہوا گرفتن: پرواز کرنا۔

ہوایافتن وخوردن: موسم کا مزاج میں تبدیلی لانا۔

ہوائے ابر: معروف؛ نیز کام کو بگاڑنے والے کسی خلل انداز کا حاضر ہونا۔

ہوائی: دوست؛ نیز ایسا باج جو مقررہ باج کے علاوہ خزانۂ سلاطین میں لایا جاتا ہے۔ ہند میں اِسے 'فروعی' کہا جاتا ہے۔

ہُوئے اوّل: پہلوانوں کی اصطلاح میں، پہلی بار۔

ہ ۔ ی

ہیچ کس: ناکس (گھٹیا)۔

ی

ی ۔ ا

یادوست: ایرانی گداگروں کی صدا۔

یادرفتہ است: یعنی 'از یاد رفتہ است۔' (بھول گیا ہے۔)

یاری: ایک مرد کے نکاح میں جو دو عورتیں ہوں۔ ایک عورت دوسری کی 'یارے' (سوکن) ہے۔

یال بستن: اشاروں کنایوں میں کسی پر چوٹ کرنا، اور بے جا تفاخر کرنا۔

یال وکوپال: 'یال' بمعنی گھوڑے کی گردن کے بال؛ نیز گردن، اور 'کوپال' بمعنی گرز۔

ی ۔ ت

یتیم: معروف؛ نیز بمعنی غلام۔

یتیم خانہ: عیاروں کے رہنے کی جگہ۔

ی ۔ خ

یخ بسیار شود تا ایں کار ساختہ گردد: یہ مثل ایسے موقع پر بولی جاتی ہے جہاں کسی کام کی انجام دہی میں بڑی مشقت درکار ہو۔

یخدان: اکھٹے باندھے ہوئے دو صندوق، جو سفر میں ساتھ لے جاتے ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں، ایک کو 'یخدان شربت خانہ' کہتے ہیں، اِس میں کھانے اور حلوہ جات ہوتے ہیں، جب کہ دوسری کو 'یخدان صندوق خانہ' کہا جاتا ہے، اِس میں لباس رکھا ہوتا ہے۔

یخدان کش: ایسا آدمی جو صندوقِ یخدان اونٹ پر لاد کر لے جاتا ہے، اور یہ نوکروں میں کم ترین ہوتا ہے۔

ی ـ ر

یراق: ہر چیز کا سامان وغیرہ۔

ی ـ س

یسل ویسال: ترکی لفظ ہے، بمعنی فوج کی قطار۔

ی ـ ک

یک اسپہ: بہادرانہ، 'یک تنہ' کی مانند۔

یک بادام: بہت کم کا کنایہ۔

یک پشتِ ناخنِ بوکمان: بہت ہی قلیل مقدار کا کنایہ۔

یک پہلو اُفتادن: کسی کام میں پوری طرح متوجہ ہونا اور کسی بھی صورت میں اُسے نہ چھوڑنا۔

یک جلو: تیز رَو۔

یک چشمہ کار: ایک آراستہ اور منظم کام۔

یک دندانہ: یکساں۔

یک دہن خندیدن: کم، یا تھوڑی ہنسی کا کنایہ۔

یک رُو کردن: بالکل قطع کر دینا۔

یک سوارہ: حملہ کرنے والا اکیلا سوار۔

یک شبہ: چادر، جو گھاس سے تیار کرتے ہیں اور یہ بہت نازک ہوتی ہے، ایک رات سے زیادہ کام نہیں آتی۔ بعض کے مطابق، یہ ایک بہت باریک ابریشمی جامہ ہے، جو زفاف کے دن کے لیے دولھا اور دلہن کے لیے تیار کرتے ہیں۔ (تاہم پہلے معنی زیادہ صحیح ہیں۔)

یک طرف و یک جانب اُفتادن: 'طرف شدن'، اِس کے معنی دیے جا چکے ہیں۔

یک کاسہ کردن: پورا چڑھا جانا، پی جانا۔

یک گز رُوے کار دارد: یعنی بہت نمایاں ہے، اِس میں تہ نہیں ہے۔ اِس کا ماخذ وہ قماش ہے جس کے لیے ایک گز کافی ہوتا ہے۔

یک لخت: یک دست (پورا)، اور یکساں۔

یکا یک کردنِ متاع: متاع پہنچنے کی انتہا۔

یکہ باطل: ایک باطل چیز جو یاد رکھنے کے لیے کاغذ پر لکھ لیتے ہیں کہ شاید کسی روز کام آ جائے۔

یکہ خوان: 'فرد نوا' کا مترادف، معنی گزر چکے ہیں۔

ی ۔ ل

یلاں باف: ایک ایسی چیز جس کے خطوط (نقش) دال کی مانند ہوتے ہیں، اور اکثر اِس سے چادر و قبا وغیرہ بناتے ہیں۔

یللی وا کردن: دُکھ اور رنج کو عیش میں بدلنا۔ 'یللی' ایک ایسا لفظ ہے جو عیش و نشاط کے موقع پر بولتے ہیں۔

یلمان: تلوار کو لٹا دینا۔

ی ۔ ن

ینگ: آئین اور روش؛ نیز ایک جزیرے کا نام جسے متاخرین نے دریافت کیا ہے۔ زمانِ قدیم میں یہ ناپدید تھا۔ لغتِ فرنگ میں 'ینگ' کے کچھ اور معنی ہیں، یعنی جزیرہ۔

ی ۔ ی

ییلاق: ٹھنڈا مقام (پہاڑ وغیرہ)، جہاں جا کر لوگ گرمیوں کا موسم گزارتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

تمّت بالخیر

☆☆☆☆☆☆☆

مطبوعاتِ ادارۂ یادگارِ غالب

مقالاتِ ممتاز	ڈاکٹر ممتاز حسن	مرتبہ: شان الحق حقی	علمی وادبی مقالات اور شخصی خاکوں کا مجموعہ۔	۱۵۰؍ روپے
یادگارِ غالب	مولانا الطاف حسین حالی		طبع اول ۱۸۹۷ء کا عکس۔	۲۰۰؍ روپے
رموزِ غالب	ڈاکٹر گیان چند		مجموعۂ مقالات۔	۲۵۰؍ روپے
نامہ ہاے فارسیِ غالب	مرزا اسد اللہ خاں غالب	ترجمہ: پرتو روہیلہ	غالب کے فارسی خطوط کا ترجمہ۔	۱۲۰؍ روپے
تذکرۃ الشعرا	مولانا حسرت موہانی	مرتبہ: شفقت رضوی	پہلی مرتبہ کتابی صورت میں شائع ہوا ہے۔	۳۰۰؍ روپے
مآثرِ غالب	مرتبہ: قاضی عبدالودود	تدوینِ نو: ڈاکٹر حنیف نقوی	غالب کی غیر مدون اُردو فارسی تحریروں کا مجموعہ۔ مع ترجمہ خطوطِ فارسی از پرتو روہیلہ	۱۵۰؍ روپے
تصحیح و تحقیقِ متن	ڈاکٹر نذیر احمد		اصولِ تحقیق و تدوین	۸۰؍ روپے
اِملاے غالب	رشید حسن خاں		غالب کے طرزِ املا کا مفصل مطالعہ۔	۱۴۰؍ روپے
جہاتِ غالب	مرتبہ: ڈاکٹر ممتاز حسن	ترجمہ: محی الحق فاروقی	بین الاقوامی دانش وروں کے انگریزی مقالات کا ترجمہ۔	۱۰۰؍ روپے
غالب کی اُردو نثر اور دوسرے مضامین	مولانا حامد حسن قادری		مجموعۂ مقالات۔	۱۵۰؍ روپے
اِنشاے غالب	مرزا اسد اللہ خاں غالب	مرتبہ: رشید حسن خاں	غالب کے کلامِ نظم و نثر کا انتخاب، جو خود غالب نے کیا تھا۔	۱۵۰؍ روپے
آئینۂ افکارِ غالب	شان الحق حقی		غالب سے متعلق مقالات کا مجموعہ۔	۱۴۰؍ روپے
غالب: شخصیت و کردار	پروفیسر لطیف اللہ		غالب کے بارے میں مستقل کتاب۔	۸۰؍ روپے
نوادرِ غالب	ڈاکٹر اکبر حیدری		مجموعۂ مقالات۔	۲۰۰؍ روپے
غالب شناس مالک رام	ڈاکٹر گیان چند		غالب پر مالک رام کے کاموں کا جائزہ۔	۱۴۰؍ روپے
غالب صد رنگ	سید قدرت نقوی		مجموعۂ مقالات۔	۲۰۰؍ روپے
تعبیراتِ غالب	ڈاکٹر فرمان فتح پوری		مجموعۂ مقالات۔	۳۰۰؍ روپے
غالبیات کے چند فراموش شدہ گوشے	ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری		مجموعۂ مقالات۔	۲۰۰؍ روپے

اُردو کے ضرب المثل اشعار	محمد شمس الحق		آٹھ سو سے زیادہ اشعار کی تحقیق۔	۳۰۰؍روپے
حسین بن منصور حلاج۔ایک تحقیقی جائزہ	پروفیسر لطیف اللہ		مشہور شخصیت پر بھرپور تحقیق۔	۱۲۰؍روپے
اشاریہ کلامِ فیض	ڈاکٹر معین الدین عقیل		فیض احمد فیض کے کلام کا اشاریہ۔	۴۰؍روپے
عمرِ گزشتہ کی کتاب	مرزا ظفر الحسن		یادداشتیں۔	۷۵؍روپے
دکن اُداس ہے یارو	مرزا ظفر الحسن		یادداشتیں۔	۴۰؍روپے
معربات رشیدی	سید عبدالرشید تتوی	مرتبہ: ڈاکٹر عبدالستار صدیقی تدوین نو مع ترجمۂ اردو: ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی	عربی میں دخیل الفاظ کے بارے میں ایک اہم تصنیف۔	۲۲۰؍روپے
چراغ حسن حسرت: احوال وآثار	ڈاکٹر طیب منیر		اعلیٰ تحقیقی مقالہ۔	۳۰۰؍روپے
غالب: نظر اور نظارہ	ڈاکٹر حنیف فوق		مجموعۂ مقالات۔	۱۲۰؍روپے
غالب کے سات رنگ	ڈاکٹر سہیل بخاری		غالبیات میں اہم اضافہ۔	۱۰۰؍روپے
جگر و اصغر	جلیل قدوائی	مرتب: شاہ انجم	دو بڑے شاعروں کا اہم جائزہ۔	۱۵۰؍روپے
گفتۂ غالب	سید مقبول حسین احمد	مرتب: شیما مجید	غالبیات میں اہم اضافہ۔	۱۵۰؍روپے
خرمنِ جاں	مجید ملک		مجموعۂ نظم ونثر	۲۵۰؍روپے
آہنگِ پنجم	مرزا اسد اللہ خاں غالب	ترجمہ: پرتو روہیلہ	("پنج آہنگ" کے فارسی خطوط کا ترجمہ)	۲۵۰؍روپے
نذرِ غالب	ڈاکٹر وحید قریشی		مجموعۂ مقالات۔	۱۵۰؍روپے
میرے جیون کی کچھ یادیں	ڈاکٹر زیڈ اے احمد	ترجمہ: یعقوب خاور	آپ بیتی، ہندی سے ترجمہ	۲۰۰؍روپے
لفظیاتِ اُردو	ڈاکٹر سہیل بخاری		اُردو الفاظ کی تحقیق	۱۰۰؍روپے
غالب	شمارہ ۱،۲		ادارۂ یادگارِ غالب کا علمی وادبی کتابی سلسلہ	۱۰۰؍روپے
غالب	شمارہ ۳ تا ۵		ادارۂ یادگارِ غالب کا علمی وادبی کتابی سلسلہ	۱۵۰؍روپے
غالب	شمارہ ۶ تا ۱۰		ادارۂ یادگارِ غالب کا علمی وادبی کتابی سلسلہ	۲۰۰؍روپے
غالب	شمارہ ۱۱ تا ۱۸		ادارۂ یادگارِ غالب کا علمی وادبی کتابی سلسلہ	۲۰۰؍روپے
غالب	شمارہ ۱۹		ادارۂ یادگارِ غالب کا علمی وادبی کتابی سلسلہ	۲۰۰؍روپے

''مصطلحات الشعراء'' دیگر معروف اور ضخیم لغات کے مقابلے میں مختصر ہے لیکن اس اعتبار سے جامع اور مفید ہے کہ اس کے مرتب سیالکوٹی مل وارستہ لاہوری نے اسے اسناد کے اہتمام کے باعث مستند لغت بنا دیا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ اسناد اہل زبانِ ایران سے اخذ کی جائیں۔ مؤلف نے چوں کہ ایک عرصہ ایران میں بسر کیا تھا اور جہاں اس نے ایرانی روزمرہ اور محاورات و اصطلاحات سے خاطر خواہ استفادہ کیا تھا، اس لیے اسے اہل زبان کی سی نزاکتوں کا احساس رہا اور اسی اعتبار سے اس نے ان تمام الفاظ و اصطلاحات کو غیر اہم سمجھا ہے، جو ہندوستان میں شعرا اور مصنفین میں رائج رہی ہیں۔ اپنی اس محنت اور اہتمام میں اس نے مسلسل پندرہ سال صرف کیے تب یہ لغت مرتب ہوئی۔ اس کا سال تکمیل ۱۱۸۰ھ/۶۷-۱۷۶۶ء ہے۔ اس کی اولین اشاعت ۱۲۷۰ھ/۵۴-۱۸۵۳ء میں لکھنؤ میں ہوئی اور یہ دوسری بار ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کا ایک حالیہ ایڈیشن ۲۰۰۱ء میں تہران سے شائع ہوا ہے جسے ڈاکٹر شہروس شمیسا نے نہایت مفید مقدمے، حواشی اور تصحیحات کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس نسخے کی بنیاد انھوں نے اس کی اشاعت ثانی (۱۸۹۹ء) کو بنایا ہے، لیکن اس کے قلمی نسخے (مخزونہ: مدرسہ عالیہ، ڈھاکہ) اور مطبوعہ نسخوں کو بھی پیش نظر رکھا۔

زیر نظر نسخہ اس کے اردو ترجمے کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، جس کا اہتمام فاضل محقق و مصنف ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی نے کیا ہے۔ اس کی ترتیب اور حواشی کا کام کوئی سرسری سا یا آسان کام نہ تھا، یہ بے حد دقت نظری اور جانفشانی کا تقاضا کرتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب فارسی زبان و ادب پر کامل عبور، گہری واقفیت اور اعلیٰ ذوق کے لحاظ سے معروف ہیں۔ متعدد بلند معیار تحقیقی مقالات ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں اور ان کے علاوہ ''شرح کلیات غالب فارسی'' اور ''طنز و مزاح در شعر فارسی'' ان کی مؤقر تصانیف ہیں، جو اپنے موضوع کے حوالے سے یادگار ہیں۔ ''مصطلحات الشعرا'' بھی ان کی ایسی ہی کاوشوں میں شامل رہے گی۔

''ادارہ یادگار غالب'' کو یقین ہے کہ اس کی یہ کوشش اپنی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر پسندیدگی کی نظروں سے دیکھی جائے گی اور اس کی ترتیب و حواشی کے لیے ڈاکٹر یزدانی صاحب کی محنت و جستجو کو سراہا جائے گا۔

معین الدین عقیل

